بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباب تنویر نے یہ ناول (صیاد) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (صیاد) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا یا ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرا میگزین

****

New Era Special Novel

****

یہ منظر دنیا کے آخری کونے ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں بنے ایک ٹیرسڈ ہاؤس کا تھا. اس گھر کو باہر سے اوسلو کے روایتی انداز میں پھولوں کی مدد سے سجایا گیا تھا. داخلی دروازے سے گزرتے ہی بائیں جانب مڈ روم موجود تھا جس میں باہر سے آنے پر مٹی سے لدے جوتے اور کوٹ رکھے جاتے تھے. فرش پر ایک شوڈرائیر اور کچھ فاصلے پر دیوار کے ساتھ ایک کلوزیٹ بنائی گئی تھی. چھوٹی سی راہداری کے بعد دائیں جانب کچن اور بائیں جانب لاؤنج تھا. راہداری کے اختتام کا حصہ جہاں آمنے سامنے دو کمرے تھے وہ اس وقت اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

دائیں جانب بنے کمرے کے کھلے دروازے سے اندر جھانکو تو کمرے کے وسط میں بلونڈ بالوں والی لڑکی کھڑی تھی. وہ رف سے ٹراؤزرز اور فل سلیوز شرٹ میں ملبوس تھی۔ ریسرچ لیب نما بنے اس کمرے کے چاروں اطراف شیشے کے دروازوں والے لیب فریزرز میں انسانی جسم کے مختلف سپیسیمن (نمونے) موجود تھے جو شاید کسی یونیورسٹی سے معائنے کے لیے لائے گئے تھے. وہ لڑکی اس ٹیبل سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی جس پر کاغذات, ٹیبل لیمپ اور مائیکروسکوپ پڑا تھا. بلونڈ والوں والی اس

لڑکی کا نیم رخ واضح تھا. وہ ایڈجسٹیبل فوکس گلاسز لگائے سپیسیمن کا معائنہ کرتی اور پھر جھک کر کاغذ پر کچھ لکیریں گھسیٹتی. کچھ لمحوں بعد اس نے نمونے کو واپس اس کی جگہ پر رکھا اور ایک چٹ اس پر چسپاں کی. اس چِٹ پر یہ الفاظ درج تھے.

Sample no:32

Left lung

Gender: Male

Age:42

Cause of death: Drug overdose

Time of death: 9:30am on 15-04-2018

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس لڑکی نے اپنے گلاسز اتارے, کاغذ سمیٹے اور کمرے سے باہر نکل کر دوسرے کمرے کا رخ کیا. کمرے میں قدم رکھتے ہی اس نے بتیاں جلائیں تو کمرے کا منظر واضح ہوا. یہ درمیانے سائز کا بیڈروم تھا جس کی سامنے کی دیوار کے آگے گول بیڈر رکھا گیا تھا. بیڈ کے ایک جانب سائیڈ ٹیبل اور دوسری جانب واڈروب رکھی تھی. داہنی دیوار کے آگے ایک رائیٹنگ ٹیبل پر لیپ ٹاپ پڑا تھا. کمرے کی تین دیواریں آف وائیٹ اور بیڈ کے پیچھے کی دیوار میرون رنگ کی تھی. کمرے کو

New Era Magazine

سجانے کے لیے بلیک ماربل کا استعمال کیا گیا تھا. لڑکی کے قدموں کا رخ واڈروب کی جانب تھا۔ کپڑے لے کر وہ ایک دروازے کی جانب بڑھی پھر کچھ لمحوں بعد وہ نیلی جینز اور بھورے رنگ کا جمپر (برٹش انگلش میں پورے بازوؤں والے سویٹر کو جمپر کہتے ہیں) پہنے واشروم سے برآمد ہوئی اور بائیں دیوار کے آگے لگی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی. ڈریسنگ ٹیبل کا ایک دراز کھول کر اس نے اپنے مخصوص بھورے رنگ کے لینز نکالے۔ لمحہ بھر وہ اپنی کالی آنکھوں کو دیکھتی رہی پھر انہیں بھورے لینز سے چھپا کر کمرے میں بنی واحد کھڑکی کا رخ کیا. برف سے ڈھکے پورچ کو دیکھ کر اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی. اوسلو میں نومبر کے مہینے میں برف پڑنا عام بات تھی. مگر اپنی زندگی کے چھبیس سال اس سرد ملک میں جہاں سال کے چھ مہینے سردی پڑتی تھی اور دو مہینے سورج کی شکل نظر نہیں آتی تھی درجہ حرارت منفی پندرہ رہتا تھا, گزارنے کے باوجود اس کا جسم اس سرد موسم کا عادی نہ ہو پایا تھا. سردیوں کے شروع کے دن تو وہ برداشت کر لیتی تھی مگر جیسے ہی دسمبر شروع ہوتا سورج کے غائب ہونے کے ساتھ ہی وہ بھی گھر تک محدود ہو جاتی تھی۔

اس کی سوچوں کا تسلسل جسٹن بیبر کے گانے لو یور سیلف کی آواز پر ٹوٹا. اپنے فون کی تلاش میں اس نے نگاہیں دوڑائیں تو فون اسے رائیٹنگ ٹیبل پہ پڑا دکھا. وہ سبک رفتاری

سے فون کی جانب بڑھی مگر اس کے وہاں پہنچنے تک فون بند ہو چکا تھا۔اس نے فون کی سکرین روشن کی تو پندرہ مسڈ کالز دیکھ کر اسکی پیشانی پر بل نمایاں ہوئے. لیب میں جاتے وقت اس نے فون یہاں رکھا تھا اور کام کے دوران اس کا فون کو فراموش کرنا تعجب کی بات نہ تھی. شروع سے ہی وہ اپنے کام کے معاملے میں پیشنیٹ تھی اور کام کے درمیان کسی کی مداخلت اسے سخت ناگوار گزرتی تھی. یہی وجہ تھی کہ ایک ہی شہر میں ہوتے ہوئے اس نے اپنے والدین کے ساتھ رہنے کی بجائے علیحدہ رہنے کو ترجیح دی۔وہ ابھی کال بیک کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ فون کی سکرین دوبارہ روشن ہوئی. اس نے فون اٹھایا اور نارویجین زبان میں کال کرنے کی وجہ پوچھی. دوسری جانب سے جواب میں، ملنے کی درخواست کی گئی تھی۔ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھنے کے بعد وہ ملنے کی حامی بھری۔اس کے بات کرنے کے انداز سے ظاہر تھا کہ فون کے دوسری طرف موجود شخص کے ساتھ اس کی گہری شناسائی تھی. کچھ دیر بعد اس نے فون بند کیا اور کمرے سے باہر نکلی. راہداری میں بنے کلازیٹ سے اس نے لانگ کوٹ لیا مڈروم سے سنیکرز پہنے اور باہر کا رخ کیا. گھر سے باہر نکلتے وقت اس نے کوٹ کی ہوڈ سے سر کو ڈھکا اور گھر کے قریب بنے بس سٹاپ کی جانب بڑھی.

....

پاکستان کے شہر لاہور کے پی سی ہوٹل کے کمرا نمبر بیس میں اندھیرا چھایا تھا. بیڈ کے نزدیک ایک وجود جھکا بیڈ پر رکھے ٹریولنگ بیگ میں سے کچھ تلاش کر رہا تھا. کچھ لمحوں بعد وہ ہاتھ میں ایک فوٹو فریم لیے سیدھا ہوا. اس شخص کا قد چھ فٹ کے قریب تھا. سپاٹ چہرہ لیے وہ فوٹو فریم کو دیکھتا رہا. اس کا چہرہ غیر معمولی حد تک سرد تھا. کالی پینٹ اور سفید کریونیک شرٹ میں اس کا قد نمایاں تھا. اس کی عمر لگ بھگ تیس سال تھی. ڈارک براؤن بال ماتھے پہ بکھرے تھے مگر وہ اپنے حلیے سے بے نیاز تصویر کی جانب متوجہ تھا.

اسکے ہاتھ میں جو فوٹو فریم تھا اس میں موجود تصویر پانچ لوگوں کی تھی. تصویر کے دائیں جانب 1993 جون لکھا تھا. ان پانچ لوگوں میں ایک لڑکی تھی اور چار لڑکے۔۔۔ لڑکی درمیان میں کھڑی تھی اور لڑکے اس کے اطراف. ان سب کی عمر لگ بھگ پچیس سال تھی. تصویر میں موجود سب افراد مسکرا رہے تھے. ان سب کی آنکھیں ان کی مسکراہٹ کا ساتھ دے رہی تھیں سوائے بائیں طرف کھڑے لڑکے کے. اس کی آنکھوں میں عجیب سی سرد مہری تھی جسے باقی لوگ اپنی خوشی میں محسوس نہ کر پائے تھے.

کچھ دیر بعد اس لڑکے نے تصویر واپس بیگ میں رکھی. اور فون اٹھا کر ایک انٹر نیشنل نمبر ملایا. چہرہ ہنوز سرد تھا. رابطہ ہوتے ہی اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی.

"کام کہاں تک پہنچا؟" شستہ انگریزی میں سوال کیا گیا.

"کچھ وقت لگے گا باس" دوسری جانب سے بھی انگریزی میں ہی جواب دیا گیا تھا.

"وقت ہی تو نہیں ہے. جتنی جلدی ہو سکے اس کام کو ختم کرو"

"آل رائٹ سر" جواب سنتے ہی اس شخص نے فون بند کیا.

پاس رکھے خاکی لفافے سے چند کاغذات نکالے یہ لاہور سے اسلام آباد کی ٹکٹ تھی۔ فلائٹ کا ٹائیمنگ ایک گھنٹے بعد کی تھی. اس لیے اس نے ٹریولنگ بیگ کندھے پہ پہنا اور باہر کا رخ کیا.

....

یہ پاکستان کی سنٹرل جیل ساہیوال کا منظر تھا. سلاخوں کے پیچھے مختلف جرائم میں ملوث مجرم قید تھے. جیلر انٹر کام پر ہدایات سننے کے بعد قیدی نمبر 313 کی جانب بڑھا. اس قیدی کو 15 سال پہلے گرفتار کیا گیا تھا. پندرہ سالوں میں کوئی اس سے ملنے نہ آیا تھا اب جب اس کی سزا ختم ہونے میں چند دن رہ گئے تھے تو کسی ملاقاتی کا آنا جیلر کو حیران کر گیا تھا.

"قیدی نمبر 313 کو ملاقاتی کمرے میں لے جاؤ" جیلر نے حولدار سے کہا.

"چل تجھ سے ملنے کے لیے کوئی آیا ہے" حولدار کی آواز پر قیدی نے سر اٹھایا. قیدی کی عمر لگ بھگ چالیس سال تھی. بکھرے بال اور بڑھی ہوئی شیو کی وجہ سے اس کے نقوش واضح نہیں ہو رہے تھے. وہ قیدیوں کے مخصوص لباس میں ملبوس اپنے نام کی پکار پر حیران ہوتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا. ملاقاتی کمرے میں پہنچ کر اس نے سر اٹھایا اور اجنبی نظروں سے سامنے بیٹھے نوجوان کو دیکھا۔ وہ لگ بھگ انیس سال کا نوجوان تھا جس کے چہرے پہ بلوغت کا رواں نمایاں تھا۔ پینٹ شرٹ میں ملبوس اس نوجوان کا قد خاصا لمبا تھا۔

"کون ہو تم؟" لمحے کی تاخیر کیے بغیر قیدی نے سوال کیا.

"مرتضیٰ علوی کا بیٹا" اس نے سرد آواز میں جواب دیا تو قیدی کے چہرے پر حیرت و اضطراب واضح ہوا.

"مرتضیٰ کیسا ہے؟" قیدی نے بے تابی سے سوال کیا.

اس کے سوال پر نوجوان اسے کچھ لمحے دیکھتا رہا پھر بولا تو اس کی آواز میں درد کو واضح محسوس کیا جا سکتا تھا.

"باباکا کل صبح...ان.ت...انتقال ہو گیا" کچھ دیر رک اس نے اپنے جزبات پر قابو پایا اور پھر کپکپاتے لہجے میں جملہ مکمل کیا۔

"انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی وفات کی خبر آپ تک پہنچادی جائے۔"

بہت سے لمحے خاموشی سے سرک گئے۔کمرے میں موجود دونوں نفوس اپنے اندر ابھرتے غم کے ریلے کو قابو پانے میں مصروف تھے۔

"فرح بھابھی کیسی ہیں؟"قیدی نے اپنی آنکھوں کے نم گوشے صاف کرتے ہوئے نوجوان سے اس کی ماں کے بارے میں سوال کیا۔

"کیاآپ واقعی بہت سی باتوں سے بے خبر ہیں؟"اس نوجوان کاازلی سرد انداز لوٹ آیا۔

"کون سی باتیں؟"قیدی کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"آپ کی سزاکب ختم ہورہی ہے؟"نوجوان نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو"قیدی توقف کیے بغیر بولا۔

"چلیں پھر تیرہ تاریخ کو ملاقات ہو گی۔"یہ کہتے ہی نوجوان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑاہوا اور خارجی دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔

"تم نے میرے سوالات کے جواب نہیں دیے."

"تیرہ تاریخ کو آپ کو سب سوالات کے جوابات دوں گا. تب تک کے لیے اپنے ذہن کو اُن جوابوں کے لیے تیار کر لیں". اس نے مڑ کر جواب دیا اور پھر خود تو چلا گیا مگر قیدی کے لیے غم اور لاتعداد سوچوں کے در وا کر گیا.

....

شفا انٹر نیشنل ہسپتال اسلام آباد کے پرائیویٹ روم میں ایک عورت بیڈ پر لیٹی تھی. اس کا جسم مختلف ٹیوبز میں جکڑا تھا. اس بتیس تینتیس سال کی عورت کا وجود ہڈیوں کے ڈھانچے کی مانند تھا. وہ دماغی بیماری کی مریضہ تھی اور اس کی اس حالت کی وجہ ایک شدید جھٹکا تھا. اس جھٹکے سے اس کے دماغ کے سیلز (خلیے) ختم ہو گئے تھے اور اس کا دماغ سکڑ گیا تھا. اس پرائیویٹ روم میں بیڈ کے بائیں جانب لگے بینچ پر ایک آدمی اور ایک بچہ بیٹھا تھا. اس آدمی کی عمر بیڈ پہ لیٹی عورت کے ہی جتنی تھی اور چہرے کے نقوش بھی عورت سے ملتے جلتے تھے. دبلے پتلے سے اس بچے کی عمر بارہ سال کے قریب تھی۔ اس کے پاؤں میں گہرا زخم تھا جس میں سے خون رس رہا تھا مگر اس بچے کے چہرے پر تکلیف کا شائبہ بھی نہیں تھا. وہ ہر احساس سے عاری چہرہ لیے سر جھکائے بیٹھا تھا. پاس بیٹھا شخص کئی مرتبہ اسے مرہم پٹی کروانے کے لیے کہہ چکا تھا مگر وہ اس

کی بات کے جواب میں ایک سرد نگاہ اس پر ڈال کر دوبارہ سر جھکالیتا. کچھ لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور پاس بیٹھے وجود سے سوال کیا.

"میری آنی کو کیا ہوا ہے؟"

"وہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہی؟"

"وہ میری بات کا جواب بھی نہیں دے رہیں. آپ نے ان سے ایسا کیا کہا تھا جو ان کا دماغ قبول نہ کر پایا." اس بچے نے بیڈ پر لیٹے وجود کے متعلق پے در پے سوالات کیے.

اس کی آواز میں اپنی آنی کے لیے فکر تھی مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے کوئی تاثرات نہیں تھے. اس کا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا. شاید اسے اپنے جذبات ظاہر کرنے نہیں آتے تھے. پاس بیٹھا شخص خاموشی سے اس کے بے حس چہرے کو دیکھتا رہا پھر اپنے درد پر قابو پاتے ہوئے بولا.

"آپکی آنی جلد ٹھیک ہو جائیں گی." اس شخص نے بچے سے زیادہ خود کو تسلی دی.

"آپ ان کے لیے دعا کریں." اس شخص کی بات پر بچے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا. جیسے اس کی بات کا مطلب نہ جان سکا ہو.

اپنی پریشانی میں وہ آدمی بچے کا جانب نہ دیکھ پایا تھا اگر دیکھ لیتا تو شاید اس کی دعا لفظ سے ناواقفیت جان لیتا. کمرے میں دوبارہ سے خاموشی کا راج تھا.

....

اوسلو کے ہیر فورڈ سٹیک ہاؤس ریستوران میں گلاس ونڈ کے قریب دھری ٹیبل پر نارویجین نقوش والا شخص بیٹھا تھا. نظریں ونڈ کے اس پار نظر آتی سڑک پر جمائے وہ شاید کسی کے انتظار میں تھا.اس نے ایک نظر ہاتھ میں پہنی گھڑی کی جانب دیکھا.اسے یہاں آئے پینتالیس منٹ ہو چکے تھے. اگر اس کی مطلوبہ شخصیت رات تک نا آتی تو رات تک اس کے انتظار میں بیٹھنا اس کی مجبوری تھی.اس کی سوچوں کا رخ اب اس کے باس کی جانب تھا جس کی وجہ سے وہ یہاں خوار ہو رہا تھا.بلکہ ابھی تو اس نے آنے والی شخصیت کے ہاتھوں خوار ہونا تھا.وہ اپنے دماغ میں آنے والی شخصیت کو اپنے کام کے لیے راضی کرنے کے دلائل سوچ رہا تھا. مگر اسے یہ بات بھی معلوم تھی کہ آنے والی شخصیت نے اس کی ساری دلیلوں کو اپنے ایک جملے سے رد کر دینا تھا.اس کی سوچوں کو بریک اپنی مطلوبہ شخصیت کو آتے دیکھ کر لگی.اس کی مطلوبہ شخصیت ایک لڑکی تھی جو اردگرد سے بے نیاز سر جھکائے چلی آ رہی تھی.داخلی دروازے سے اندر آتے ہی اس نے اپنا گرم کوٹ اتار کر بائیں بازو پر ڈالا کیونکہ ہوٹل کا درجہ حرارت باہر کی نسبت گرم تھا.دروازے کے قریب کھڑے ہو کر اس لڑکی نے متلاشی نگاہ پورے ریستوران پر ڈالی اور جیسے ہی اس کی نظر ونڈ کے قریب بیٹھے شخص پر پڑی وہ اس کی

جانب بڑھنے لگی. کوٹ کرسی کی پشت پر رکھ کر وہ اس کے سامنے آبیٹھی. نارویجین زبان میں خیر مقدم کہنے کے بعد وہ شخص بولا۔

"پچھلا کیس کیسا رہا؟"اس شخص نے نارویجین زبان میں سوال کیا.

"میرے کریئر کا سب سے پیچیدہ اور تھکا دینے والا کیس تھا"لڑکی نے جواب دیا.

"مگر اس کیس نے تمھے بہت کچھ دیا بھی تو ہے"

"اس بات میں کوئی شبہ نہیں سائمن کہ اس کیس کی وجہ سے مجھے شہرت ملی ہے مگر مجھے کبھی اس شہرت کی تمنا نہیں رہی."اس لڑکی نے سنجیدگی سے جواب دیا.

"تم وقت گزرنے کے ساتھ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہوتی جارہی ہو."اس سائمن نامی شخص نے کہا.

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو."اس کو اپنی ذات کا موضوع گفتگو بننا پسند نہ آیا تھا اس لیے اس نے بحث کیے بغیر اس کی بات مان لی.

"کیا کھاؤ گی؟"وہ اس کی ناگواری بھانپ گیا تھا تبھی ویٹر کو اشارہ کرتے اس سے کھانے کا پوچھا.

"بیف سٹیکس"لڑکی نے آرڈر دیا. ویٹر کے جاتے ہی اس لڑکی نے سوال کیا.

"نوروے کسی خاص وجہ سے آئے ہو؟"

"تم سے ملنے آیا ہوں" اس کی بات سن کر وہ مدھم سا مسکرائی.

"کیوں؟" اس لڑکی نے سٹیکس کھاتے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا.

"کیا میں اپنی بچپن کی دوست سے ملنے نہیں آ سکتا."

"سائمن! اصل بات بتاؤ" اب کی بار وہ سنجیدگی سے بولی.

"تم نے کوئی نیا کیس لیا ہے؟" سائمن کا انداز پروفیشنل تھا.

"نہیں" ایک لفظی جواب دیا.

"کیوں؟" سائمن نے سنجیدگی سے پوچھا.

"مجھے اپنے کچھ ذاتی معاملات نمٹانے ہیں۔" اس نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا.

"کس قسم کے معاملات؟" اب کی بار سائمن کے سوال پر اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا. اس کی خاموشی سے وہ اس کا گریز جان گیا تھا.

"کیا انکل ایرک اور آنٹی الیگزینڈرا باخبر ہیں؟" سائمن نے اس کے فوسٹر پیرنٹس کا ذکر کیا.

"نہیں۔۔۔ مگر میں جلد انہیں بتا دوں گی۔"

"یہ معاملات کب تک ختم ہونگے؟" اس نے ایک نظر اس کا لاتعلق انداز دیکھ کر پھر سوال کیا.

New Era Magazine

"معلوم نہیں" وہ بے دلی سے بولی تو سائمن نے ایک جانچتی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی مگر اس کا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا.

"ایک بہت پیچیدہ کیس ہے جس کے مجرم تک پہنچنے کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ میں نے جب اس کیس کے بارے میں سنا تو میرے ذہن میں پہلا نام تمہارہ ہی آیا تھا۔" وہ بہت بہت سوچ سوچ کر لفظ ادا کر رہا تھا کیونکہ سامنے بیٹھی لڑکی کسی بھی بات پر بگڑ سکتی تھی.

"میں ابھی یہ کیس نہیں دیکھ سکتی. میرے پاس وقت نہیں ہے." اس لڑکی نے صاف جواب دیا.

"کیا تم کچھ وقت نہیں نکال سکتی؟"

"بہت مشکل ہے"

"بہت سی زندگیاں خطرے میں ہیں اور تم انہیں بچا سکتی ہو" سائمن نے اب اسے اموشنل بلیک میل کرنا چاہا.

"میں کچھ نہیں کر سکتی. میں تمہیں اپنے کولیگ کا نمبر دے دیتی ہوں وہ یہ کیس دیکھ لیں گے۔" اس لڑکی نے تجویز پیش کی مگر سائمن کی بات پر وہ کچھ بے چین ضرور ہوئی تھی اور اس کی یہ بے چینی سائمن سے چھپی نہ رہ سکی تبھی لوہا گرم دیکھ کر وہ فوراً بولا.

"تم ایک مرتبہ سوچ لو میں ابھی ایک ہفتہ اوسلو میں ہی ہوں۔ اگر تمہارا کیس لینے کا ارادہ بنا تو فون کر دینا میں تمہیں کیس کی تفصیلات بتا دوں گا"

اس کی بات کا لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا اور چند اختتامی جملے کہہ کر چل دی۔

....

اسلام آباد میں اترتی شام کے سائے علوی ہاؤس پر پھیلے۔ سبز لان کے درمیان کھڑی سفید عمارت سارے شہر میں اپنی خوبصورتی کی وجہ سے جانی جاتی تھی۔ یہاں عابد علوی اور عادل علوی کے خاندان آباد تھے۔ دونوں بھائیوں کا گارمینٹس کا کاروبار تھا۔ عابد علوی کا ایک بیٹا تھا۔۔۔ہارون علوی جبکہ عادل علوی کو اللہ نے جڑواں اولاد سے نوازا تھا۔۔۔آنیہ علوی اور مرتضیٰ علوی۔ بچوں کی پیدائش کے دوران عادل علوی کی بیوی ان کا ساتھ چھوڑ گئی تھیں پھر انہوں نے اپنی زندگی کا محور اپنے دونوں بچوں کو بنا لیا۔ ان دو خاندانوں کے ساتھ عابد اور عادل علوی کے بڑے بھائی کا بیٹا احتشام علوی رہائش پزیر تھا۔ ان کے بڑے بھائی اور بھابھی کار وڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا۔ یوں چاروں بچوں کی پرورش عابد علوی کی بیوی فاریہ نے کی۔ گھر کے چاروں بچوں میں خوب دوستی تھی۔ گھر کی واحد لڑکی ہونے کی وجہ سے آنیہ کی ہر خواہش پوری کی جاتی تھی۔ شام کے وقت نوجوان پارٹی گفت وشنید میں مصروف تھی۔ اس گفتگو کا موضوع

گھر کی لاڈلی کا نیا شوق تھا. آنیہ صاحبہ کو ہر مہینے کوئی نہ کوئی نیا شوق چڑھا رہتا تھا. اس دفعہ اسے پاکستان کے کوسٹل ایریا (ساحلی علاقے) دیکھنے کا شوق چڑھا تھا. گھر کے تینوں لڑکے اسکے اس شوق کے خلاف تھے. اس شوق کی سب سے زیادہ مخالفت اس کے جڑواں بھائی مرتضیٰ کی جانب سے ظاہر کی گئی تھی.

مگر آنیہ کو اپنی بات سے پیچھے ناہٹتے دیکھ کر عادل صاحب راضی ہو گئے. انہوں نے باقی بچوں کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی مگر انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ 'ہم بڑے ابا (عابد علوی) کے ساتھ شمالی علاقہ جات کی سیر پر جانا زیادہ پسند کریں گے'.

طویل بحث کے آخر میں طہ پایا گیا کہ اس مرتبہ گرمیوں کی چھٹیوں میں آنیہ اپنے بابا (عادل علوی) کے ساتھ ساحلی علاقہ جات کی سیر کے لیے جائے گی اور تینوں لڑکے عابد علوی اور ان کی بیوی فاریہ (مما) کے ساتھ شمالی علاقہ جات کی سیر پر جائیں گے.

....

آدھی رات کے سورج کی سرزمین (ناروے) میں بنے ٹیرسڈ ہاؤس میں آج خلافِ معمول ہل چل تھی. وجہ اس گھر کے میں کچھ نارویجین نقوش والی لڑکیوں کی آمد تھی. وہ کل پانچ لڑکیاں تھیں جنہوں نے آتے ہی گھر کا نقشہ بدل کر رکھ دیا تھا. ان سب کی عمر اس بلونڈ بالوں والی لڑکی کے ہی جتنی تھی. وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھی

تھیں۔کچھ لمحوں بعد وہ بلونڈ بالوں والی لڑکی کمرے سے نکل کر ان کی جانب بڑھی۔وہ شاید نہا کر نکلی تھی کیونکہ اس کے بلونڈ بال گیلے تھے. وہ اس وقت کالی جینز اور کارڈ گن (وہ سویٹر جو سامنے سے بٹن وغیرہ سے بند کیا جائے) میں ملبوس تھی. ان کے قریب آتے ہی وہ اونچی آواز میں بولی.

"یہ گھٹیا چیز میرے گھر میں کون لایا ہے؟"اس کا اشارہ ان لڑکیوں کے ہاتھوں میں موجود بیئر (شراب) کی جانب تھا.

"ہم لائے ہیں۔"ان لڑکیوں نے دھیمی آواز میں کہا.

"تم سب کو پتا ہے نا کہ مجھے یہ پسند نہیں۔"

"تم نہ پینا ہم تمھے مجبور نہیں کریں گے. یہ دیکھو ہم تمہارے لیے سولو لائیں ہیں"ان لڑکیوں میں سے ایک نے ناروے کی مشہور سوفٹ ڈرنک سولو کی طرف اشارکرتے کرتے ہوئے کہا.

"نورہ! ان سب بیئر کینز کو اٹھا کر باہر پھینکو. میں اسے اپنے گھر میں برداشت نہیں کروں گی۔"اس نے ان میں سے نیلی آنکھوں والی لڑکی کو محاطب کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا.

اس کی بات پر وہ سب ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھنے لگیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب وہ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹے گی. پھر آخرکار نورہ نامی لڑکی اٹھی اور سب بیئر کین اٹھا کر لے گئی. اس کے جانے کے بعد وہ بلونڈ بالوں والی لڑکی سکون سے بیٹھ کر سوفٹ ڈرنک کے گھونٹ بھرنے لگی جبکہ اس کی دوستیں اسے ناراض نظروں سے گھورنے میں مصروف تھیں.

"حجر!" جب ان لڑکیوں کے گھورنے کا بلونڈ بالوں والی لڑکی پر اثر نہ ہوا تو ان سب نے اس کا نام پکار کر اسے متوجہ کروایا.

"ہمم" اپنے نام کی پکار پر وہ بلونڈ بالوں لڑکی ان کی جانب ایسے دیکھنے لگی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ وہ کتنی مہنگی تھیں۔" ناروے میں الکاہل گورنمنٹ ریگولیٹڈ تھی اور پورے اوسلو میں صرف ون مونوپولیٹ (وائن مونوپولی) سے ہی ملتی تھی اور اس پر بھاری ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا.

"میں ان کی قیمت ادا کر دوں گی۔" حجر نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی.

"بات قیمت کی نہیں ہے حجر۔" ابھی ایما کی بات ختم نہ ہوئی تھی مگر جولیا نے اکتا کر بات بدلی.

"اچھا چھوڑو اس بات کو۔ حجر یہ بتاؤ کہ گھر کب جاؤ گی؟"جولیا کا اشارہ اس کے فوسٹر پیرنٹس کے گھر کی جانب تھا۔

"کل جاؤں گی۔ موڑ(نورویجین زبان میں ماں کو موڑ یا این مومی کہتے ہیں۔) کی کئی مرتبہ کال آچکی ہے مگر میں پچھلے کیس کے سپیسیمن کی رپورٹ بنانے میں مصروف تھی اس لئے جا نہ سکی۔"

"ویسے اتنے پیچیدہ کیس کو سار ٹنیس سے حل کر کے تم نے ہماری دوست ہونے کا ثبوت دیا۔"اولیویا چہک کی بولی۔

"آگے کا کیا ارادہ ہے؟"ایما نے استفسار کیا۔

"کچھ خاص نہیں"

"اوسلو کی سیر کیے ہمیں ایک عرصہ ہو گیا ہے کیوں نہ اس سنڈے آؤٹنگ کے لیے جایا جائے۔"کب سے خاموش بیٹھی جینی بولی.اس کی تجویز سے سب نے اتفاق کیا.

"ولیم لوگوں کو بھی بلالیں گے.اسی بہانے ریونین ہو جائے گا"اولیویا نے ان کے باقی دوستوں کا ذکر کیا.

وہ سب ہائی سکول کے دوست تھے.سب کا تعلق ناروے سے ہی تھا.ان کا گروپ گیارہ افراد پر مشتمل تھا.چھے لڑکیاں (حجر,نورہ,ایما,جولیا,اولیویا,جینی)اور پانچ

لڑکے (ولیم, فلپ, مارکس, اوسکر, سائمن). ان سب کی دوستی بہت گہری تھی اور ایک دوسرے کے گھر آنا جانا معمول کی بات تھی ان سب کے لیے مگر ہائی سکول ختم ہونے کے بعد ان کے درمیان فاصلے در آئے تھے کیوں کہ ان سب کی یونیورسٹیز اور فیلڈ ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔

حجر, جولیا, ولیم اور سائمن تو امریکہ کی یونیورسٹیز میں زیرِ تعلیم رہے تھے. پھر جب ان سب نے پروفیشنل فیلڈ میں قدم رکھا تو ہر کوئی اپنی زندگی میں اور زیادہ مصروف ہو گیا مگر ان کے درمیان رابطہ کبھی ختم نہیں ہوا تھا. پچھلے ایک سال سے حجر کیس کے سلسلے میں دوسرے ملک میں قیام پزیر تھی مگر اس کی ان سب سے مہینے میں دو تین مرتبہ بات ہو جاتی تھی. دراصل حجر کے یہ دوست اس کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ تھے. اگر کوئی حجر سے پوچھتا کے تم نے اپنی ستائیس سالہ زندگی میں کیا پایا تو وہ لمحے کی تاخیر کیے بغیر جواب دیتی "دوست" جو ہر حالات میں اس کے ساتھ دیتے تھے. دنیا میں دوست ہی ایک ایسا رشتہ ہے جس کا انتخاب انسان خود کرتا ہے اس لیے تو انسان کو اپنے دوستوں سے بہت لگاؤ ہوتا ہے.

New Era Magazine

اب ان سب کی گفتگو کا موضوع تھا کہ سنڈے کو کس جگہ کی سیر کی جائے. سب نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا پھر ایک فیصلہ کر کے انہوں نے باقی دوستوں کو فون کر کے اطلاع دی.

"کیا سائمن ناروے میں ہے؟" جینی نے پوچھا. حجر کو سائمن کے نام پر اس سے ہونے والی ملاقات یاد آئی تو وہ بولی

"ہاں میری کل اس سے ملاقات ہوئی تھی. کہہ رہا تھا کہ ابھی ایک ہفتہ ناروے میں ہی رکے گا۔" حجر کی بات پر سب نے اس کی جانب حیرانی سے دیکھا. کیونکہ سائمن نے جب سے جاب شروع کی تھی وہ دبئی میں قیام پزیر تھا اور اس کا ان سے رابطہ بہت کم ہوتا تھا ایسے میں اس کی اچانک حجر سے ملاقات سب کو حیران کر گئی تھی.

"کیا کہہ رہا تھا سائمن؟" جولیا استفہامیہ انداز میں بولی.

"ایک کیس لینے کو کہہ رہا تھا۔" حجر نے سنجیدگی سے جواب دیا.

تم نے کیا جواب دیا؟" جولیا نے سوال کیا.

"میں نے منع کر دیا" باقی کی بات وہ گول کر گئی تھی.

"اچھا کیا.... ابھی تو پچھلا کیس ختم ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا. کچھ دیر ریسٹ کرو پھر کوئی نیا کیس لینا." اولیویا نے ڈپٹ کر کہا.

"اچھا میری مور" حجر نے اس کے رعب ڈالنے والے انداز پر چوٹ کرتے ہوئے کہا.

اس کی بات پر لاؤنج میں قہقے بلند ہوئے. اس گفتگو کے دوران نورہ ارد گرد سے بے خبر سر جھکائے فون استعمال کرنے میں مصروف تھی. جینی نے آنکھ کے اشارے سے حجر اور باقی سب کو نورہ کی جانب متوجہ کیا تو وہ سب معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھتی نورہ کی طرف بڑھنے لگیں۔ جینی نے نورہ کے ہاتھ سے فون اچک کر حجر کی جانب پھینکا اور پھر اس فون سے پاسنگ دا پارسل گیم کھیلی گئی. حجر سے فون ایما, ایما سے جولیا, جولیا سے اولیویا اور پھر جینی کے ہاتھوں سے گزرتا ہوا فون واپس حجر کے پاس آیا. اس دوران نورہ چیختی رہی

"میرا فون واپس کرو" مگر اس کی بات پر کسی نے کان نہ دھرے اور اپنا شغل جاری رکھا تو نورہ ناراض نگاہوں سے انہیں گھورتی فلور کشن پر بیٹھ گئی.

حجر نے فون سکرین روشن کی تو وہاں آن لائن گیم دیکھ کر ان سب کا شرارتی موڈ غارت ہوا. نورہ کو فون میں گم دیکھ کر وہ سب تو کچھ اور ہی معاملہ سمجھی تھیں. ان کی سب کی شکلیں دیکھ کر نورہ ہنستے ہوئے بولی.

"ضروری نہیں کہ جو لڑکی فون میں گم ہو وہ اپنے بوائے فرینڈ سے ہی بات کر رہی ہو. کچھ میرے جیسی لڑکیاں آن لائن گیمز بھی کھیل رہی ہوتی ہیں۔"

"کب بڑی ہو گی تم نورہ؟ یہ تمہاری عمر ہے بچوں جیسی گیمز کھیلنے کی۔"اس کی بات کے جواب میں حجر بولی.

"خبر دار جو کسی نے اس گیم کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا. آج تک میں نے جتنی بھی گیمز کھیلی ہیں یہ ان سب سے اچھی ہے. چھ مہینے پہلے ہی یہ گیم ریلیز ہوئی تھی اور اب تک اس کے تیس ملین ڈاؤنلوڈز ہو چکے ہیں"نورہ اپنا گیم نامہ شروع کر چکی تھی.

"نام کیا ہے گیم کا؟"اولیویا جو گیمز کا تھوڑا بہت شوق رکھتی تھی پوچھ بیٹھی.

"ہنٹر"

"یہ کیسا نام ہوا؟" جینی الجھ کر بولی.

"ہنٹر کا مطلب ہے صیاد (شکار کرنے والا)"نورہ نے وضاحت کی.

گیم کا نام سن کر حجر بھی متوجہ ہوئی تھی مگر اس نے کچھ کہنے سے گریز کیا.

کچھ دیر بعد وہ اس موضوع کو فراموش کر کے دوبارہ اپنی باتوں میں مصروف ہو گئیں.

مگر ان میں سے ایک نفوس اس گیم کو فراموش نہ کر پایا. شام تک وہ حجر کے گھر رکیں پھر سب اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئیں تو وہ گھر دوبارہ سے خاموشی میں ڈوب گیا.

....

انقرہ پارک سے کچھ دور سکر دو روڈ اسلام آباد پر دیو سائی گیسٹ ہاؤس کی عمارت کھڑی تھی۔ یہ گیسٹ ہاؤس شہر سے کچھ فاصلے پر واقع تھا اس لیے شام کے سائے پھیلتے ہی یہاں سناٹے کا راج ہوتا تھا مگر آج سناٹے کی جگہ کانوں کو چیرتی ہوئی آواز پورے گیسٹ ہاؤس میں گونج رہی تھی۔ یہ آواز ایک نیوز کاسٹر کی تھی جو گیسٹ ہاؤس کے لاؤنج میں لگی ایل ای ڈی سکرین سے آرہی تھی۔

"پچھلے چھ ماہ میں وقفے وقفے سے غائب ہونے والے بچوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ آج ایک اور اغواہ کا کیس سامنے آیا ہے۔ ان سب بچوں کی عمر بارہ سال کے قریب تھی۔ اس کیس کا سب سے اہم نقطہ یہ ہے کہ جس جگہ سے بچہ اغواہ کیا جاتا ہے وہاں اغواہ کار ایک مرے ہوئے باز کی تصویر بنا کر جاتا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ یہ بچوں کی ٹریفکنگ (سمگلنگ) کا کیس ہے اور وہ بہت جلد اس بچے اغواہ کرنے والے گروہ کو بے نقاب کریں گے۔"

پورے لاؤنج میں ایل ای ڈی سے نکلنے والی روشنی پھیلی تھی۔ یہ روشنی بائیں جانب بیٹھے وجود کو واضح کر رہی تھی۔ اس شخص کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ اس کی بائیں ٹانگ مسلسل حرکت کر رہی تھی جو اس وجود کی پریشانی کا واضح اعلان تھی۔ ایل ای ڈی پر اب ان بچوں کی تصاویریں دکھائی جا رہی تھیں جنہیں اغواہ کیا گیا تھا اور ساتھ ہی اس

مرے ہوئے باز کی تصویر بھی جسے دیوار پر بنایا گیا تھا۔ایک نظر ان تصویروں کو دیکھنے کے بعد اس شخص نے بائیں جانب پڑے ریموٹ سے ایل ای ڈی بند کی تو لاؤنج مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا۔ پھر وہ شخص اس اندھیرے میں نظریں ایل ای ڈی سکرین پہ نظریں جمائے کاؤچ پہ نیم دراز ہو گیا۔

اس کے ماضی کے کچھ منظر اس کی نظروں کے سامنے ریل کی صورت میں چلنے لگے۔

ان سب مناظر میں ایک منظر واضح ہوا۔ وہ منظر اس کے باپ کے مرنے کے کچھ دن بعد کا تھا جب اس نے اسلام آباد کی فضاؤں سے دور جانے کا فیصلہ کیا تھا۔اس کی عمر اس وقت انیس سال تھی وہ اپنے بیڈروم میں اپنا سامان باندھ رہا تھا جب اس کے والد کے کزن اس کے پاس آئے۔

"الہان!" قریب آکر انہوں نے اسے پکارا۔

"جی"

"تم کچھ دیر یہاں میرے پاس رک جاؤ"

"احتشام چچا اگر میں اب یہاں رک گیا تو زندگی میں کبھی اپنے ماضی سے پیچھا چھڑا نہیں پاؤں گا۔مجھے اب کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے آپ مجھے اپنے ساتھ کا عادی نہ بنائیں۔" اس کی آواز میں سرد مہری تھی۔

"کیوں تم کسی سہارے کا عادی نہیں بننا چاہتے؟" انہوں نے سوال کیا.

"کیونکہ وہ شخص جو آپ کا سہارا ہوتے ہیں جن کے کندھوں سے جھانک کر آپ دنیا کو دیکھتے ہیں جب وہ آپ سے دور چلے جاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ کسی نے آپ کو ٹھنڈی چھاؤں سے گھسیٹ کر تپتے صحرا میں لا پھینکا ہو. میں نے اپنی زندگی میں دو دفعہ خود کو سہاروں کا عادی بنایا ہے اور دونوں ہی مجھے چھوڑ گئے ہیں۔اب مجھے اپنی زندگی میں کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں." وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔۔۔جا کہاں رہے ہو؟" اس کے درد کو محسوس کر کے وہ موضوع بدل گئے.

"ابھی کچھ دن لاہور رکوں گا پھر امریکہ چلا جاؤں گا۔" تفصیل بتا کر وہ جانے لگا جب احتشام نے اسے آگے بڑھ کر گلے لگایا اور بولے.

"وہاں پہنچ کر مجھے اپنی خیریت کی اطلاع کر دینا اور جب بھی پاکستان آو مجھ سے ملنے ضرور آنا۔" ان کی بات پر الہان نے سر ہلایا اور پھر کمرے سے نکل گیا راہداری سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرے کے باہر کچھ دیر رکھا پھر اس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا یہ ایک درمیانی سائز کا کمرہ تھا جس کی دیواریں پنک رنگ کی تھیں دیواروں پر ایک خوبصورت نقوش والی لڑکی کی تصویریں چسپاں تھیں. وہ آنکھوں میں

New Era Magazine

نمی لیے ان تصاویروں کو دیکھتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی ایک تصویر اٹھائی۔ یہ پانچ لوگوں کی تصویر تھی درمیان میں وہ خوبصورت نقوش والی لڑکی کھڑی تھی اور اس کے گرد چار لڑکے تھے۔ ان چار لڑکوں میں احتشام چچا بھی شامل تھے۔اس نے وہ تصویر بیگ میں رکھی آنکھوں کے نم گوشے صاف کیے اور کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس گھر سے باہر نکل گیا۔

اس کے بعد اس لاؤنج میں بیٹھے شخص کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دھندلا ہو گیا اور اس کی جگہ ایک اور منظر واضح ہوا۔

یہ آج سے چھ ماہ پہلے کا منظر تھا وہ ابھی میٹنگ سے فارغ ہی ہوا تھا جب اسے احتشام کی کال موصول ہوئی۔ انہوں نے اسے بچے کے اغواہ ہونے اور اغواہ والی جگہ پر بنی باز کی تصویر کے بارے میں بتایا۔ اس تصویر کا سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ بولا تو اس کی آواز میں بے چینی تھی۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ اتفاق ہو" ان کا جواب سنے بغیر وہ ایک مرتبہ پھر گویا ہوا۔

"ہمم..... مگر یہ بات نظر انداز کیے جانے والی نہیں ہے۔" احتشام چچا مدھم لہجے میں بولے۔

"آپ اغواہ کار کو تلاش کریں" الہان بولا۔

"ٹھیک ہے."

"اگر ایسا کوئی معاملہ ہوا تو مجھے بتائیے گا۔" پھر کچھ اختتامی کلامات کہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا. مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات قائم تھے.

یہ منظر پھر دھندلا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اندھیرے میں تحلیل ہو گیا مگر کاؤچ پہ نیم دراز شخص اسی انداز میں اندھیرے میں دیکھتا رہا. اس باز کی تصویر کا اتفاقاً موجود ہونا اس کی خوش فہمی ہی تھی کیونکہ وہ ہر اس جگہ بنائی گئی تھی جہاں سے بچہ اغواہ ہوا تھا. پچھلے چھ ماہ میں اب تک کل پانچ بچوں کے اغواہ کی رپورٹ درج کروائی گئی تھی اور ان بچوں کی معصوم شکلوں نے اس کاؤچ پہ بیٹھے شخص کی راتوں کی نیند اڑا دی تھی. آج وہ ان بچوں کے لیے گیارہ سالوں بعد اس سرزمین پہ لوٹ آیا تھا جہاں اس نے اپنا سب کچھ کھویا تھا. جہاں سے وہ خالی دامن ہو کر گیا تھا مگر کون جانتا تھا کہ اب یہی فضا اسے اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی سے نوازنے والی تھی.

یہ منظر ایک تنگ و تاریک جیل نما کمرے کا تھا جس میں روشنی کا ذریعہ صرف ایک روشندان تھا. اس کمرے میں ایک سنگل بیڈ موجود تھا اور کمرے کے وسط میں چٹائی پڑی تھی. کمرے کی تینوں دیواریں سیلن زدہ تھیں. سامنے کی جانب سلاخین لگی

New Era Magazine

تھیں. کمرے میں ایک دروازہ تھا جو واشروم کا تھا. کمرے کے وسط میں ایک عورت زمین پر بیٹھی تھی اس کی عمر لگ بھگ تیس سال تھی. وہ عورت صدیوں کی بیمار لگتی تھی اس سے کچھ دور دیوار سے ٹیک لگائے ایک بچہ سر جھکائے بیٹھا تھا جس کی عمر دس سال کے قریب تھی اور وجود ہڈیوں کے ڈھانچے کی مانند تھا.اس عورت نے اس بچے کو پکارا تو بچہ اس کی جانب دیکھنے لگا.

"آؤ کچھ دیر پڑھ لو" اس کی بات پر بچہ جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اٹھ کر اس کی جانب بڑھا.

"اپنی کتاب اور پنسل بھی لاؤ" وہ عورت پھر بولی. تو وہ بچہ بیڈ کے پاس رکھی واحد کتاب اور پنسل اٹھا لایا.

"بیٹھو" جیسے جیسے وہ عورت کہہ رہی تھی وہ بچہ بے تاثر چہرہ لیے اس پر عمل کر رہا تھا. اس عورت کے کہنے پر وہ بچہ اس کے پاس زمین پر بیٹھ گیا.اس عورت نے اس کے ہاتھ سے وہ کتاب لی جو انگلش سے اردو ڈکشنری تھی.ایک صفحہ کھولا اور ایک لفظ کے نیچے پنسل سے لائن لگائی اور بولی.

"پین مطلب درد"

"درد کیا ہوتا ہے آنی؟" پہلی مرتبہ اس بچے نے اس عورت کی بات پر سوال اٹھایا.

"جب کسی کو چوٹ لگتی ہے اور اس کا خون نکلتا ہے تو اسے جو احساس ہوتا ہے اسے درد کہتے ہیں جب انسان کو درد ہوتا ہے تو وہ روتا ہے۔" اس عورت نے وضاحت دی۔

"پر جب میرا خون نکلتا ہے تو مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے رونا آتا ہے۔"

وہ بچہ بولا تو وہ عورت ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی۔

"آپ کو نہیں ہوتا مگر جب آپ یہاں سے باہر نکلو گے تو وہاں جو لوگ ہونگے ان سب کو درد ہوتا ہے۔ اس لیے آپ نے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرنا ہے جس سے کسی کی آنکھوں میں آنسو آئیں۔"

"ٹھیک ہے مگر ہم یہاں سے باہر کب نکلیں گے؟" اس بچے نے سوال کیا۔

"بہت جلد" اس عورت کی آنکھوں میں امید کے جگنوں روشن تھے۔

"اور ایک درد ایسا بھی ہوتا ہے جس میں انسان کو ظاہری طور پر کوئی چوٹ نہیں لگتی"

وہ عورت پھر گویا ہوئی۔

"ایسا درد کب ہوتا ہے آنی؟" اس بچے کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا مگر اس کے لہجے سے واضح تھا کہ اس درد کے احساس کی اسے کچھ خاص سمجھ نہیں آ رہی۔ "جب انسان کو اپنے پیارے یاد آتے ہیں، جب آپ کے دل کے قریب انسان تکلیف میں ہوتے ہیں

اور سب زیادہ درد تب ہوتا ہے جب آپ کے پیارے آپ سے دور ہو جاتے ہیں."آنی کے لہجے میں گہرا درد تھا.

"جب آپ روتی ہیں تو آپ کو کون سا درد ہوتا ہے؟"اس بچے کو شاید سوال کرنے کی عادت تھی تبھی وہ اس عورت کی ہر بات پر سوال اٹھا رہا تھا.

"مجھے اپنے پیاروں کی یاد آتی ہے میں اس لیے روتی ہوں"آنی کی آنکھ سے آنسو گرا.

"مگر مجھے تو کسی کی یاد نہیں آتی۔"بچے کی بات کا جواب دینے کے لیے عورت نے منہ کھولا ہی تھا جب سلاخوں کے دوسری جانب سے قدموں کی آواز آئی.اس عورت کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا مگر اس بچے نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کتاب اور پنسل اٹھائی مناسب چال چلتے ہوئے اس نے کتاب اور پنسل کو واپس ان کی جگہ پر رکھا اور پھر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا.اس شخص کے قدموں کی تیز ہوتی آواز کے ساتھ اس عورت کی دھڑکنوں کی رفتار سست ہوتی جا رہی تھی.

....

ان نازو نجین لڑکیوں کے جانے کے بعد ٹیرسڈ ہاؤس اندھیرے میں ڈوبا تھا مگر راہداری کے بائیں جانب والے کمرے میں رائٹنگ ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ کی سکرین روشن تھی.اس سنہری روشنی میں حجر کا چہرہ واضح تھا.اس کی آنکھوں پر اس وقت

بھورے لینز موجود نہ تھے۔لیپ ٹاپ پر "ہنٹر" گیم کی سائٹ کھلی تھی۔نورہ کے منہ سے گیم کا نام سن کر وہ چونکی تھی۔اسے لگا تھا جیسے وہ اس گیم کا نام پہلے بھی سن چکی ہے کچھ دیر سوچنے کے بعد اسے یاد آیا کہ اس گیم کے بارے میں اس نے اپنے کولیگ سے بھی سنا تھا۔یہ جاننے کے لیے کہ اس گیم میں ایسا کیا ہے کہ لوگ اسے اتنا پسند کر رہے ہیں اس نے ایک دفعہ اس گیم کو کھیلنے کا سوچا۔گیم لاگ ان کرتے ہی اس نے اپنے پلیئر اور اس کے کپڑوں کا انتخاب کیا اور اس بات پر اسے حیرت ہوئی کہ لڑکیوں کے لیے لباس میں صرف گاؤن ز تھیں۔اس نے ہائی سکول تک بہت سی گیمز کھلی تھیں مگر ان میں فی میل کے لیے سکرٹ ہوتی تھیں یا اسی طرز کا کوئی اور لباس مگر اس گیم میں کوئی بھی ایسا لباس نہیں تھا۔

پھر جب اس نے گیم شروع کی تو وہ گیم کے گرافکس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس گیم میں حقیقی دنیا کا ہر جزو موجود تھا۔گیم کا آبجیکٹو واضح تھا۔یہ ایک سٹریٹیجی گیم تھی۔ایسی گیم جس میں کھلاڑی کی غیر منظم اور خود مختار فیصلہ سازی کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔اس گیم کو کھیلنے کے لیے آزاد طرز فکر اور حالات کے متعلق اگاہی کی ضرورت تھی۔جیسے جیسے وہ گیم میں آگے بڑھتی گئی اس کی دلچسپی بھی زیادہ ہوتی گئی۔ گیم کا پہلا لیول ختم ہونے کے بعد وہ اگلے لیول میں جانے کا سوچ رہی تھی جب اس کی

New Era Magazine

سکرین پر ایک پیغام واضح ہوا کہ اگلے لیول میں جانے کے لیے اسے آٹھ گھنٹے اس جگہ بند رہنا ہو گا۔اس وقت سے پہلے اگر وہ باہر نکالنا چاہتی ہے تو اسے باہر جانے کا راستہ خود تلاش کرنا ہو گا. پیغام کے غائب ہوتے ساتھ ہی اس کا پلیئر ایک جیل نما جگہ میں مقید ہو گیا.

اس پیغام کو دیکھ کر وہ بے زار ہوئی. کچھ دیر وہ اس کوٹھری سے باہر نکلنے کی کوشش کرتی رہی مگر ہر مرتبہ اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا. تنگ آکر اس نے گیم بند کر دی. اسے اس گیم بنانے والے شخص پر غصہ آنے لگا آخر اس کوٹھری میں بند کرنے کی منطق کیا تھی. حجر نے گیم ڈویلپر کے بارے میں جاننے کے لیے گیم کی سائٹ دوبارہ کھولی تو اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ "نیورون" کمپنی جس نے یہ گیم لانچ کی تھی وہ ایک پاکستانی کمپنی تھی اور اس کا سی ای او مسلمان تھا.اس نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ پاکستان کا نام ہائی سکول میں سنا تھا اسے اس کی کلاس فیلو سارہ نے بتایا تھا کہ وہ پاکستان سے ہے.اسے گہرے بھورے رنگ کی آنکھوں, کالے بال اور سانولی رنگ والی لڑکی بہت پر کشش لگی تھی. سارہ کو اپنے ملک سے بہت محبت تھی.اس کی ہر دوسری بات میں اس کے ملک کا ذکر ہوتا تھا. حجر کو بھی ناروے سے محبت تھی مگر اس کی محبت سارہ کی پاکستان سے محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی شاید ححر کی محبت اس لیے کم تھی کیونکہ

ناروے اس کا اپنا ملک نہیں تھا۔اس نے اپنی ستائیس سالہ زندگی میں سے چھبیس سال یہاں گزارے تھے۔ان کے ہائی سکول کا آخری دن تھا جب بریک کے دوران نورہ، سارہ کے پاکستان نامے سے زچ ہو کر بولی۔

"ہمارے ملک میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو کسی دوسرے ملک میں نہیں۔ تمہارے ملک کے پاس ایسا کیا ہے جو کسی اور ملک میں نہیں؟"نورہ کی آواز پر ساری کلاس جو بریک ٹائم میں لنچ کرنے میں مصروف تھی ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"چلو ایک مقابلہ رکھتے ہیں۔سارہ! تم اپنے ملک پاکستان کی خصوصیات بتاؤ اور حجر ہمارے ملک کی خصوصیات بتائے گی۔"نورہ نے گفتگو میں حجر کو بھی شامل کیا۔تو حجر جو ان کو بحث کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی ایک لمحے کے لیے سٹپٹا گئی۔اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب نورہ بولی

"کوئی بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے یہ بات ہمارے ملک کے وقار کی ہے۔"ساری کلاس نے نورہ کی تاکید کی تو حجر خاموش ہو گئی۔ لمحوں میں کلاس کا منظر بدلا اب حجر اور سارہ روسٹرم کے پاس کھڑیں اپنے اپنے ملک کی خصوصیات بتانے کو تیار تھیں۔کلاس میں مکمل خاموشی چھائی تھی۔پہلے سارہ بولی

'میرے ملک میں قراقرم ہائی وے ہے جو دنیا کی سب سے بلند اور ہموار انٹر نیشنل روڈ ہے."

"میرے ملک کے پاس مِڈ نائٹ سن ہے."(شمالی ناروے کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں مئی سے جولائی تک سورج رات کو بھی آب وتاب سے چمکتا ہے.اسی وجہ سے ناروے کو آدھی رات کے سورج کی سرزمین کہا جاتا ہے.)حجر بلند آواز میں بولی.

"پاکستان کے صوبہ سندھ میں دنیا کا ساتواں بڑا صحرا تھر پار کر ہے.اور یہ دنیا کا واحد زرخیز صحرا ہے"سارہ بولی تو اس کی آواز میں اپنے ملک کے لیے محبت تھی.

"ناروے میں 1200 فَیّورڈ(اکثر پہاڑی علاقے ساحلوں کے قریب واقع ہوتے ہیں جہاں گلیشئر سمندروں میں جا اترتے ہیں اور بعد میں سمندر کا پانی ان کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے ایسی وادی کو فیورڈ کہتے ہیں.فیورڈ ایک لمبا, تنگ راستہ ہوتا ہے جس کے اطراف پتھروں کی دیواریں کھڑی ہوتی ہیں.)ہیں"حجر نے ناروے کی خصوصیت بتائی.

"پاکستان میں دنیا کا سب سے بلند پولو کا میدان ہے جو شندور گلگت میں واقع ہے اس کی بلندی 37,000 میٹر ہے۔"سارہ جب پاکستان کا نام لیتی تو حجر کو لگتا کہ اس کا چہرہ وہاں موجود تمام چہروں میں سب سے زیادہ روشن ہے.

"ناروے میں اسکینگ (ڈھلوان پر پھسلنا) کی ابتدا کی گئی تھی۔۔۔"

حجر کی بات ابھی درمیان میں ہی تھی جب بریک ختم ہو گئی. سارے سامعین جو خاموشی سے ان کے دلائل سن رہے تھے بریک ختم ہونے پر بدمزا ہوئے اور ان کا مقابلہ کسی نتیجے پہ پہنچنے سے پہلے ختم ہو گیا. اس مقابلے کے بعد حجر سارہ سے یہ بات پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر اسے پاکستان اتنا ہی پسند ہے تو وہ ناروے میں کیوں رہائش پزیر ہے مگر امتحانات کی وجہ سے اسے موقع نہ مل سکا اور پھر امتحانات ختم ہوتے ہی ہائی سکول ختم ہو گیا. اس کا سارہ سے دوبارہ نہ رابطہ ہوا، نہ ملاقات. اس نے اس کے نمبر پر کئی مرتبہ فون کیا مگر فون کسی نے نہ اٹھایا. پاکستان کا نام سن کر حجر کو سارہ اور وہ سوال پھر سے یاد آ گیا تھا. اب اس کے ذہن میں سارہ کے متعلق سوچیں تھیں. ہماری زندگی میں آنے والا ہر شخص ہماری ذات پر کوئی نہ کوئی اثر چھوڑ کر جاتا ہے اس کا ہماری زندگی میں ایک رول ہوتا ہے جس کے ختم ہوتے ہی وہ ہماری زندگی سے نکل جاتا ہے. سارہ نے اس کی زندگی میں آ کر اسے پاکستان سے آشنا کروایا تھا اور اس کے دل میں یہ احساس پیدا کیا تھا کہ کاش اس کا بھی اپنا کوئی ملک ہو جو اس کی پہچان ہو. اس سوچ کے آتے ہی اس کے وجود پر سوگواریت کے بادل چھائے. اس نے دوبارہ سکرین کی جانب نگاہ کیے بغیر لیپ ٹاپ کی اپر لڈ بند کر دی. گھڑی پر بارہ بجتے دیکھ کر وہ لمحے کی تاخیر کیے بغیر بستر

کی جانب بڑھی کیونکہ صبح اپنے فوسٹر پیرنٹس کے گھر جانے کے لیے اسے جلدی اٹھنا تھا۔

....

وہ روشن صبح علوی ہاؤس کے درودیوار پر چھائی اداسی دور نہ کر سکی کیونکہ آج اس گھر کے چار ستونوں کے دل اداس تھے. ان کو پچھلے ہفتے گرمیوں کی چھٹیاں ہو گئی تھیں اور آج وہ دن آ پہنچا تھا جب انہیں سیر کے لیے نکلنا تھا. جوش میں آ کر آنیہ نے کہہ تو دیا تھا کہ وہ ان تینوں کے بغیر ہی ساحلی علاقے کی سیر پر جائے گی مگر اب جب ان سے علیحدہ جانے کا وقت آیا تو اس کا دل اداس تھا. آج تک وہ سب جہاں بھی گئے تھے ساتھ ہی گئے تھے اب اسے لگ رہا تھا کہ ان تینوں کے بغیر اسے وہاں بالکل بھی مزا نہیں آئے گا. دوسری طرف ان تینوں لڑکوں کا بھی یہی حال تھا. ہارون جو ان چاروں میں سب سے بڑا تھا اور آنیہ کی سب سے زیادہ پرواہ بھی وہی کرتا تھا اس لیے بولا

مرتضیٰ تم آنیہ کے ساتھ چلے جاؤ وہ وہاں اکیلی بور ہو جائے گی"""

"میں کیوں جاؤں؟ اتنی گرمی ہوتی ہے وہاں. اسے کس نے کہا تھا وہاں جانے کے لیے؟ ضد کی تو اب بھگتے خود ہی. "مرتضیٰ نے ہارون کو ہری جھنڈی دکھائی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا. اندر ہی اندر ان سب کو آنیہ کی فکر تھی مگر اس کے ساتھ کوسٹل ایریا

جانے کو وہ راضی نہ تھے. آنیہ نے بھی انا کا جھنڈا سر بلند رکھتے ہوئے ان کو ساتھ جانے کے لیے نہیں کہا. یوں دونوں قافلوں نے اداس دل کے ساتھ رختِ سفر باندھا.

جاتے وقت آنیہ اسی حساب کتاب میں مصروف رہی کہ وہ لوگ اب تک یہاں پہنچ گئے ہونگے، یہاں سے انہوں نے یہ چیز خریدی ہو گی، وہ یہ والے گانے سن رہے ہونگے۔۔۔عادل علوی آنیہ کی اداسی محسوس کر گئے تھے تبھی اس کے ساتھ باتیں کرنے لگے.

"میری بیٹی کی گرجویشن کب ختم ہو رہی ہے؟" آنیہ، مرتضی اور احتشام گرجویشن کے دوسرے سال میں تھے جب کہ ہارون کی گرجویشن مکمل ہو گئی تھی اور اب وہ اپنے باپ اور چچا سے کاروباری داؤ پیچ سیکھنے میں مصروف تھا.

"بابا دو مہینے ہیں ابھی امتحانات میں"

"آگے کیا ارادہ ہے؟" انہوں نے پھر سوال کیا.

"میرا تو پڑھائی کو خیر آباد کہنے کا ارادہ ہے. بڑی مما اکیلی ہی گھر کے کام سنبھالتی ہیں اور کچھ عرصے سے میں محسوس کر رہی ہوں کی مما بہت کمزور ہوتی جا رہی ہیں اس لیے میں نے سوچا ہے کہ اب گھر میں رہ کر مما کی مدد کروایا کروں گی۔"

"میری بیٹی بہت سمجھدار ہے۔" اس کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے بولے.

"بابا! آپ کو پتا ہے کہ احتشام کا آگے کیا ارادہ ہے؟"

"نہیں۔۔۔میری اس سے اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی"

"احتشام کہہ رہا تھا کہ آگے وہ ماسٹرز میں داخلہ لے گا کیونکہ اسے فورن سروس میں جاب کرنی ہے" اس نے خوشی سے بتایا۔

"یہ تو وہ بہت اچھی بات ہے"

"مرتضٰی نے کیا کرنا ہے؟" انہوں نے اپنے بیٹے کے متعلق پوچھا۔

"وہی جو ہارون کر رہا ہے۔۔۔بزنس"

"اچھی بات ہے ہر کوئی اپنی فیلڈ سوچے بیٹھا ہے۔" وہ اپنے بچوں کے مستقبل کے ارادے جان کر خوش اور مطمئن تھے۔ باقی کا سفر باتیں کرتے ہوئے کٹا۔ اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر وہ گاڑی سے نکلے ہی تھے جب ان کے قدم لڑکھڑائے انہوں نے گاڑی پہ ہاتھ رکھ خود کو گرنے سے بچایا آنیہ کی پریشانی کا سوچ کر وہ جلد ہی خود کو سنبھال گئے۔ آنیہ گاڑی میں سے سامان نکالنے میں مصروف تھی اس لیے ان کے لڑکھڑاتے قدم دیکھ نہ سکی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر آنیہ کے ہاتھ سے بیگ لیا اور گیسٹ ہاؤس کی جانب قدم بڑھائے۔ اسے اس کا کمرہ دکھا کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ آنیہ کو وہ پریشان لگے تھے مگر اس نے سوچا کے سفر کی وجہ سے تھک گئے ہونگے تبھی وہ خاموشی

سے اپنے کمرے میں چلی گئی. بڑے پاپا کو اپنی خیریت کی اطلاع دینے کے لیے اس نے فون کیا تھا جب انہوں نے اپنے مری میں قیام کے متعلق بتایا۔ بات کے دوران ہی اسے فون کی دوسری سائیڈ سے مرتضی کی آواز سنائی دی جو بڑے بابا سے مال روڈ چلنے کا کہہ رہا تھا. آنیہ نے بات مختصر کی اور جلد فون بند کر دیا. مرتضی کی آواز میں جوش کو محسوس کرکے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ سب وہاں بہت مزا کر رہے ہیں. اسے اپنے ساحلی علاقہ جات آنے کے فیصلے پر پچھتاوا ہونے لگا. مگر اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اس لیے اس نے سوچوں کو جھٹکتے ہوئے کھڑکی کھولی اور باہر اندھیرے میں دیکھنے لگی۔ کچھ لمحوں بعد ہی گیسٹ ہاؤس کے ارد گرد ویرانے سے خوفزدہ ہو کر اس نے کھڑکی بند کی اور بوجھل دل سے بستر کی جانب بڑھنے لگی اس بات سے انجان کہ ویرانے میں کھڑے ایک شخص کی نگاہوں کی چمک میں اسے دیکھ کر کئی گنا اضافہ ہوا تھا.

....

الہان نے دیو سائی ریسٹ ہاؤس کی کھڑکیوں سے پردے ہٹائے تو سورج کی چھنچھناتی روشنی لاؤنج میں داخل ہوئی. وہ ایک ہاتھ میں تولیا پکڑے اپنے ڈارک براؤن بالوں کو خشک کر رہا تھا. تولیا بیڈ روم میں رکھ کر وہ کچن میں داخل ہوا. بریڈ کے دو سلائس کو ٹوسٹر میں رکھ کر اس نے فریج سے دودھ اور مکھن نکال کر کچن میں رکھی ٹیبل کی

جانب قدم بڑھائے۔گلاس میں دودھ ڈالنے کے بعد وہ واپس ٹوسٹر کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچا ٹوسٹ تیار ہو کر باہر نکلے۔ٹوسٹ پلیٹ میں رکھ کر وہ دوبارہ ٹیبل کے قریب آیا اور سکون سے بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگا۔اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ یہ سب کام روز کرنے کا عادی ہے۔اس کا ناشتہ اختتامی مراحل میں تھا جب اسے ٹوں کی آواز سنائی دی جو ایلیکس کے جاگنے کی آواز تھی۔

"ایلیکس.....میں کچن میں ہوں۔"اس نے آواز کی جانب رخ کیے بغیر انگریزی میں کہا۔وہ ناشتے کے برتن اٹھا رہا تھا جب ایلیکس کچن میں داخل ہوا۔ایلکس ایک روبوٹ تھا۔جس کا قد تین فٹ تھا۔اس کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ کیمرے لگے تھے جن میں ریکارڈ ہونے والا منظر اس کے ٹرنک میں لگی سکرین پر دکھائی دیتا تھا۔پاؤں کی جگہ ٹائیرز تھے جن کے زریعے وہ چلتا تھا۔الہان کے دوست پیٹر نے ایلکس کو خاص اس کے لیے ڈیزائن کیا تھا۔وہ صرف الہان کی بات مانتا تھا اور انگلش زبان سمجھتا تھا۔ایلکس کے اندر انسانی جبلت کے بارے میں ہر چیز فیڈ کی گئی تھی اور وہ انسانی تاثرات جانچنے میں ماہر تھا۔وہ کیمرے میں نظر آنے والے انسان کو نہ صرف سکین کرتا بلکہ اس کے بلڈ پریشر،ہارٹ ریٹ اور باڈی فیٹ معلوم کر کے اسے تجویز بھی پیش کرتا تھا۔اس کے علاوہ ایلکس میں تمام انگلش گانے اور فلمیں انسٹالڈ تھیں اور نئے آنے والے گانے اور

فلمیں اس میں خود بخود انسٹال ہوتے رہتے تھے۔ وہ پچھلے پانچ سال سے الہان کے پاس تھا. اندر داخل ہوتے ہی اس نے الہان کو سکین کیا اور بولا.

"بلڈ پریشر نارمل, ہارٹ ریٹ نارمل, باڈی فیٹ نارمل" الہان برتن سمیٹ کر اس کی جانب مڑا اور ایلکس کے سر پر چمکتی لال بتی کو دیکھ کر بولا

"ایلکس تمہاری بیٹری لو ہے۔ جاؤ خود کو چارج کرو"

"یس باس" اس کی بات کا جواب دے کر وہ واپس مڑ گیا. اس کے پیچھے ہی الہان بھی بیڈ روم میں داخل ہوا. اس کے کمرے کی دیواریں بلیک رنگ کی تھیں جن پر گرے رنگ سے ڈیزائنگ کی گئی تھی. اس نے یہ ریسٹ ہاؤس چار مہینے پہلے خریدا تھا اور اس گھر کو ماہر آرکیٹیکٹ ڈیزائنر سے ڈیزائن کروایا گیا تھا. کمرے میں آتے ہی ایلکس سوئچ کی جانب بڑھا. اس میں سے ایک تار نکلی جس پر پلگ لگا تھا۔ وہ پلگ سوئچ میں لگا اور ایلکس کے سر پر لگی لال بتی بلنک کرنے لگی. الہان نے اپنا فون اٹھایا اور میسجز چیک کرنے لگا. اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی اور ساتھ ہی ایل ای ڈی سکرین روشن ہوئی اس پر دروازے کی گھنٹی پر لگے کیمرے کی ریکارڈنگ چل رہی تھی. سکرین پر احتشام چچا کی تصویر ابھری تو اس نے باہر کا رخ کیا. دروازہ کھلنے کی آواز پر احتشام نے سر اٹھایا اور سامنے کھڑے اپنے بھتیجے کو دیکھا. ماتھے پر بکھرے بال, روشن پیشانی, ڈارک

New Era Magazine

براؤن چمکتی آنکھیں, کھڑی ناک, عنابی ہونٹ اور چہرے پر بڑھی ہوئی شیو اسے بہت خوبرو بناتی تھی. کالی کریو نیک فل سلیوز شرٹ میں اس کے چوڑے شانے نمایاں تھے. اس نے احتشام کو سلام کیا تو احتشام نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا کیونکہ وہ جانتے تھے وہ کبھی خود آگے بڑھ کر کسی سے نہیں ملتا تھا.

"دبئی کی فضاؤں نے تمہاری صحت پر اچھا اثر ڈالا ہے۔" ان کا اشارہ الہان کے چوڑے شانوں کی جانب تھا.

"یہ دبئی کی فضاؤں کا نہیں جِم کا کمال ہے." اس کی دو سال بعد احتشام سے ملاقات ہوئی تھی کیونکہ پچھلے دو سال میں وہ اپنے بزنس کے سلسلے میں بہت مصروف رہا تھا.

"کب تک ہو پاکستان میں ؟" احتشام نے سوال کیا.

"جب تک یہ کیس حل نہیں ہو جاتا میں پاکستان میں ہی ہوں مگر اگلے ہفتے میں ایک سیمینار میں شرکت کرنے کے لیے دبئی جاؤں گا۔"

"اس کیس کو ختم ہونے میں بہت وقت لگ سکتا ہے۔ تم ایک دفعہ سوچ لو کیوں کہ جب گڑھے مردے اُکھاڑے جائیں گے تو وہ مجرم خاموش نہیں بیٹھے گا اور پھر تمہادی کمپنی کے معاملات کون سنبھالے گا تمہاری غیر موجودگی میں ؟"

"زندگی کے گیارہ سال میں نے اپنی ذات کے لیے کام کیا ہے کسی کی پرواہ کیے بغیر,
اب جب اس ملک کے قرض اتارنے کا وقت آیا ہے جو میری پہچان ہے، میرا مان ہے تو
میرے قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے اور رہی بات کمپنی کی تو میں نے پچھلے چھ ماہ میں کمپنی
کے اگلے ایک سال کا ورکنگ پلین ترتیب دے دیا ہے۔" وہ بولا تو اس کے لہجے میں
اپنے ملک کے لیے محبت تھی۔

"آپ نے ساری معلومات اکٹھی کر لی ہے؟" وہ باتوں کے دوران لاؤنج میں آ گئے تھے
جب الہان نے فریج کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے ان سے سوال کیا۔

"ہاں وہ فائل تیار ہے۔" احتشام لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ الہان
نے فریج سے کولڈ ڈرنک کا کین نکال کر ان کی جانب پھینکا جو انہوں نے مہارت سے
کیچ کیا۔ کولڈ ڈرنک کے گھونٹ بھرتے ہوئے وہ بولے

"یہ گھر کب لیا تھا؟"

"چار مہینے پہلے" الہان نے جواب دیا۔

"کیوں خریدا یہ گھر؟"

"رہنے کے لیے۔ جب تک کیس ختم نہیں ہو جاتا اسلام آباد میں قیام کرنا ہے اس لیے
میں نے سوچا ہوٹل میں خوار ہونے سے بہتر ہے کہ گھر خرید لوں۔"

New Era Magazine

"تم اپنے گھر کیوں نہیں گئے؟" احتشام نے اس سے سوال کیا.

"اسلام آباد تو میں آ گیا ہوں مگر وہاں جانے کا میرے اندر حوصلہ نہیں ہے۔"

"کب تک ماضی سے بھاگتے رہو گے؟"

"جب تک ممکن ہو سکے گا" الہان نے جواب دیا. لاؤنج میں کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی جسے احتشام کی آواز نے توڑا.

"پچھلے چھ مہینے میں پولیس اغواہ کار کو پکڑنے کی پوری کوشش کر چکی ہے مگر اغواہ کار تو کیا اس کا بال بھی پولیس کے ہاتھ نہیں لگا."

"اس کو پکڑنا پولیس کے بس کی بات نہیں ہے. میں نے اس اغواہ کار کو پکڑنے کے لیے ایک بہترین کریمینل سائیکالوجسٹ کو تقرر کرنے کا سوچا ہے." الہان گویا ہوا. وہ لاؤنج کے صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے.

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو پولیس اس کیس کو حل نہیں کر سکتی. کب تک ہو گی کریمینل سائیکالوجسٹ کی تقرری؟" احتشام نے سوال کیا.

"چند دنوں میں ہو جائے گی. آپ مجھے کیس کی فائل دے دیں" اس کی بات پر احتشام نے کیس کی فائل اس کی جانب بڑھائی. ان کے ہاتھ سے فائل لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور سٹڈی کی جانب رخ کرتے ہوا بولا.

New Era Magazine

"اسے اپنا ہی گھر سمجھیں جو چیز چاہیے ہو خود ہی لے لیجیے گا اور مجھ سے ہر گز امید نہ رکھیں کہ میں میزبان کے فرائض سر انجام دوں۔" بات ختم کرتے ہی وہ سٹڈی کے دروازے کی جانب بڑھ گیا اور پیچھے بیٹھے احتشام اس کی پشت کو گھور کر رہ گئے۔

....

اوسلو کے اکر برگ رہائشی ایریا میں بنے ایک اپارٹمنٹ میں لگ بھگ پچاس سالہ نارویجین نقوش کی حامل عورت کچن میں کھڑی گریلڈ مٹن بنانے میں مصروف تھی۔ یہ اپارٹمنٹ نہایت خوبصورت تھا دیواروں کا رنگ سفید تھا اور فرنیچر کا رنگ ہلکا گرے تھا۔اس اپارٹمنٹ کی تعمیر میں لکڑی کا استعمال کیا گیا تھا۔ وہ نارو جین نقوش کی عورت اپنے کام میں مگن تھی جب بلونڈ بالوں والی لڑکی کچن میں داخل ہوئی۔اس عورت کا مگن انداز دیکھ کر وہ چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے دبے قدموں سے چلتی اس عورت کی جانب بڑھی اور اس کے پیچھے کھڑی ہو کر وہ اونچی آواز میں بولی "ہالو مور!" (نارویجین زبان میں ہیلو کو ہالو کہتے ہیں) اس کی تیز آواز پر وہ عورت دہل کر پیچھے مڑی اور سامنے کھڑی اپنی بیٹی کو دیکھا۔ بلونڈ بال، سرخ و سفید رنگت اور بھوری آنکھوں کی وجہ سے وہ پہلی نظر میں دیکھنے والوں کو ناروے کی ہی لگتی تھی مگر غور کرو تو معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کچھ ایسا ہے جو اسے دوسرے نارویجین سے مختلف

بناتاہے۔اس کی رنگت سرخ و سفید تھی مگر اس کی رنگت میں وہ سنہری پن نہیں تھا جو ناروے یا کسی بھی یورپین شخص کی رنگت میں ہوتا ہے۔جب وہ لینز اتارتی تھی تو وہ کہیں سے بھی ناروے کی نہیں لگتی تھی۔ایک نظر اس کو دیکھنے کے بعد اس عورت نے چہرہ واپس موڑ لیا۔

"مور ناراض ہیں؟"وہ لڑکی نارویجین زبان میں بولی۔

"معاف کر دیں نا"اس عورت کے جواب نہ دینے پر اس لڑکی نے اس عورت کے دونوں شانے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا اور پھر اس عورت کے گلے لگ گئی۔

"معاف کر دیں نا آئندہ آپ سے ہر مہینے بعد ملنے آیا کروں گی۔"

"حجر وہ بات کرو جس کو بعد میں تم پورا کر سکو۔"وہ عورت بولی۔

"مور ختم کریں نہ ناراضگی"حجر پھر بولی۔اس کی بات پر عورت نے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں کچھ احساس ہے کہ تم مجھے اپنی شکل کتنے عرصے بعد دکھا رہی ہو۔پچھلے ایک سال سے تو مان لیا کہ تم امریکہ میں تھی مگر تمہیں اوسلو آئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور تم اب ہم سے ملنے آ رہی ہو۔۔۔۔مجھے اور تمہارے فار(نارو جین زبان میں فادر کو فار کہتے ہیں)کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ تمہاری زندگی میں ہماری کوئی اہمیت نہیں

ہے۔"مور تو جیسے پھٹ پڑیں۔وہ سر جھکائے ان کی باتیں سنتی رہی۔ مگر ان کی آخری بات پر اس نے تڑپ کر سر اٹھایا اور بولی

"ایسے تو نہ کہیں......میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مجھے رپورٹ بنانی تھی اسی وجہ سے نہیں آسکی۔"وہ دکھی آواز میں بولی۔اس کے دکھی چہرے کو دیکھ کر مور کو احساس ہوا کہ وہ اسے زیادہ ہی ڈانٹ گئی ہیں۔

"اچھا اب اتنی دکھی شکل نہ بناؤ۔"انہوں نے اسے ڈپٹ کر کہا۔ان کی بات سن کر اس نے سر اٹھایا اور پوچھا

"ناراضگی ختم؟"

"میں تم سے ناراض تھوڑی تھی۔"مور شرارتی انداز میں بولیں۔

"ہاں ہاں ناراض تھوڑی نہ تھیں آپ تو پچھلے دس منٹ سے اپنی اکلوتی اولاد سے پیار کر رہیں تھیں"وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ ناشتہ کرو گی؟"

نہیں....بارہ تو بج ہی گئے ہیں میں اب کھانا کھاؤں گی۔"کہتے ساتھ ہی حجر نے فریج کی جانب بڑھی پھر فریج سے رس بھری نکال کر کھانے لگی۔

"فار کب تک آئیں گے؟" کھانے کے دوران وہ بولی۔ حجر کے فار ایرک پائیپر کی لا فرم تھی۔

"شام تک آئیں گے" مور نے جواب دیا۔

"حجر تم نے لینز کا استعمال زیادہ نہیں کر دیا؟" کچھ دیر بعد مور اس کی آنکھوں کی جانب دیکھتے ہوئی بولیں۔

"تو کیا کروں پھر۔۔۔نہ لگاؤں تو ہر کوئی پوچھنے لگ جاتا ہے کہ ایشین ہو؟" اس کا انداز دیکھ کر مور نے بات بدلی۔

"دوستوں سے مل لیا ہے؟" مور نے سوال کیا۔

"جی کل سب آئیں تھیں میری طرف" کہتے ساتھ ہی وہ کچن کی شلف پر بیٹھ گئی۔ اس کو وہاں بیٹھے دیکھ کر مور بولیں

"حجر! ڈائینگ چیئر پر بیٹھو۔" ان کا اشارہ کچن میں رکھی ڈائینگ ٹیبل کی جانب تھا۔

"مور بیٹھنے دیں نا ایک یہی تو بچپن کی عادت رہ گئی ہے۔" اس نے بیچاری سی شکل بنا کر کہا۔ اس کا انداز دیکھ کر مور مسکرا دیں۔ پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے مور کو پچھلے ایک سال کی روداد سنائی تب تک کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ ناروے میں دوپہر کا کھانا ایک ہی وقت پر کھایا جاتا تھا۔ لنچ میں کافی یا ہاٹ ٹی کے ساتھ مڈ پکے (ہول ویٹ بریڈ کا سینڈوچ

جس میں پنیر، مچھلی یا گوشت لگا ہوتا ہے) کھایا جاتا ہے. لنچ کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔اس نے جب سے پروفیشنل فیلڈ میں قدم رکھا تھا وہ الگ گھر میں رہتی تھی مگر سنڈے وہ وہیں گزارتی تھی. پچھلے ایک سال سے اس نے ادھر قدم بھی نہیں رکھا تھا پھر بھی اسے یقین تھا کہ اس کا کمرہ بالکل صاف ہوگا اور اس کی ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہوگی. مور اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے کمرے کی روز صفائی کرتی تھیں۔وہ انہیں کئی دفعہ منع کر چکی تھی مگر وہ ہر دفعہ جواب میں یہی کہتی تھیں مجھے ایسا کرنے سے خوشی ملتی ہے. کمرے میں آکر اس نے فون پکڑا تو اس کو ایما کا میسج موصول ہوا.اس میسج میں اسے کل کی آؤٹنگ کی تفصیلات بتائی گئی تھیں.اس کے پیغام کا جواب دینے کے بعد وہ بیڈ پر نیم دراز ہوگئی اور اپنے دماغ میں فارس سے بات کرنے کے لیے جملے ترتیب دینے لگی پھر جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی.شام کے وقت وہ سو کر اٹھی اور فریش ہو کر کمرے سے باہر نکلی.اس نے کچن کا رخ کیا

"اٹھ گیا میرا بچہ "مور جو صبح کی بنائی گیا گریلڈ مٹن گرم کر رہی تھیں اس کو کچن کی جانب آتے دیکھ کر بولیں.

"جی...فار آگئے؟"حجر نے پوچھا

"ہاں وہ تو کافی دیر سے آ گئے ہیں۔ تمہارا پوچھ رہے تھے میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تم سو رہی ہو۔"

"کہاں ہیں فار؟" حجر نے پھر سوال کیا.

"سٹڈی روم میں"

"میں ان سے مل کر آتی ہوں. آپ بھی یہ کام ختم کر کے سٹڈی میں آ جائیں مجھے ضروری بات کرنی ہے." حجر کہہ کر سٹڈی کی جانب چل دی.

سٹڈی کا دروازہ کھول کر اس نے قدم اندر کی جانب بڑھائے. سامنے کرسی پر ایک نارو یجین نقوش والا شخص بیٹھا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس شخص نے سر اٹھایا اور دروازے میں کھڑی اپنی بیٹی کو دیکھا.

"ہالو فار! کیسے ہیں آپ؟" وہ ان کی جانب بڑھی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا.

"میں بالکل ٹھیک ہوں مگر آپ مجھے پہلے سے کمزور لگ رہی ہیں" فار بولے.

"پر آپ پہلے سے زیادہ گریس فل ہو گئے ہیں." حجر بولی تو اس کی بات پر ایک کا قہقہ بلند ہوا. حجر ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی.

"کیسا گزرا آپ کا وقت امریکہ میں؟" انہوں نے سوال کیا.

New Era Magazine

"شکر ہے آپ نے مجھ سے کیس کے متعلق نہیں پوچھا ورنہ میں ایک رٹا رٹایا جواب دے دیتی۔" اس کی بات بیچ میں ہی تھی جب دروازہ کھول کر الیگزینڈر ا اندر آئیں اور حجر کے ساتھ بیٹھ گئیں.

"کیا بات کرنی تھی حجر؟" مور نے سوال کیا. ان کی بات پر ایرک بھی حجر کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے. حجر نے ایک گہری سانس لی پھر فار کی جانب دیکھتے ہوئے بولی.

"آپ لوگوں کو میں کہاں ملی تھی؟"

"آپ کو یہ بات جاننے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟" اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایرک نے اس سے سوال کیا.

"فار میں نے کبھی آپ سے اپنی ذات کے متعلق سوال نہیں کیا۔ آپ نے مجھے جتنی بات بتائی میں نے سن لی کیونکہ اس وقت میرے اندر سچ کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں تھا. مگر اب میں سچ سے بھاگ بھاگ کی تھک گئی ہوں مجھے اپنی ذات پر بنے سوالیہ نشان کو ہٹانا ہے. میں نے کوئی بھی کیس لینے سے اس لیے انکار کیا ہے کیونکہ مجھے اپنے اصلی ماں باپ کو ڈھونڈنا ہے."

"کیا ہم تمہارے ماں باپ نہیں ہیں؟" فار اس کی بات کے جواب میں بولے.

"کیا تم سے پھر کسی نے کچھ کہا ہے؟" حجر کے بولنے سے پہلے ہی مور گویا ہوئیں.

"مور میں اب دس سال کی بچی نہیں ہوں جس سے جب کوئی پوچھتا تھا کہ تمہارا تعلق کس ملک سے ہے تو وہ گھبرا جاتی تھی کیونکہ اس سوال کا جواب وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اور ان سوالات کو ختم کرنے کے لیے آپ نے اس کے کالے بال گولڈن کر دیے اور اس کی کالی آنکھوں کو لینز سے چھپا دیا. دوسروں کے سوالات تو اس دن ختم ہو گئے تھے مگر میرے اندر سوالات نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ اتنے سالوں سے میں ان سوالات سے نظریں چرا رہی ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ میں دوسروں کو ہی نہیں خود کو بھی دھوکا دے رہی ہوں. میں نے زندگی کے چھبیس سال اس ملک میں گزارے ہیں مگر مجھے ایک دفعہ بھی اس ملک سے اپنائیت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ میرے خمیر میں اس ملک کی مٹی نہیں ہے۔ میرے اصلی ماں باپ مجھے ملیں یہ نا ملیں مگر اپنا ملک، اپنی پہچان تو میں تلاش کر ہی لوں گی. برائے مہربانی میرے ماضی کا کوئی سرا میرے ہاتھ میں تھما دیں تاکہ میں دھوکے کی زندگی سے چھٹکارہ پاسکوں."

اس کی بات کے جواب میں مور نے کچھ کہنا چاہا جب فارنے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا اور خود بولے

New Era Magazine

"آج سے چھبیس سال پہلے آپ کی مور کی فرمائش پر ہم ایشیا دیکھنے گئے تھے. چین, جاپان اور تھائی لینڈ دیکھنے کے بعد ہم دوبئی میں قیام پزیر تھے جب ہم اپنے کالج کے دوست سے ملنے اس کے اپارٹمنٹ گئے. اس کے اپارٹمنٹ کے ارد گرد آبادی کم تھی. وہاں سے واپسی پر سڑک کے کنارے سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں مجھے کچھ ہلتا ہوا دکھائی دیا جب میں نے آگے ہو کر دیکھا تو وہاں ایک ننھا وجود تھا جو کہ بہت زخمی تھا شاید کسی نے اسے مار کر وہاں پھینکا تھا مگر خدا کی کرنی تھی کہ وہ وجود زندہ تھا. ہم اسے وہاں سے قریبی ہوسپٹل لے کر گئے." وہ ایک لمحے کو رکے پھر دوبارہ گویا ہوئے۔ حجر دم سادھے انہیں سن رہی تھی.

"وہ زخمی حالت میں ملنے والا وجود آپ کا تھا حجر. دو ہفتے آپ کو ہسپتال میں رکھا گیا تھا۔ الیگزینڈرا آپ کو اکیلا چھوڑنے پر راضی نہ ہوئیں اس لیے ہم آپ کے ساتھ ہسپتال میں ہی رہے۔ آپ کے ڈسچارج ہونے کے بعد ہم آپ کو وقتی طور پر اپنے ساتھ لے آئے تھے. میں نے اپنے دوست سے آپ کے متعلق بات کی تو اس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ کو کسی اور فنیج چھوڑ دیا جائے مگر آپ کی مور کو دو ہفتوں میں آپ سے انسیت ہو گئی تھی اور وہ آپ کو اڈوپٹ کرنے پر بضد تھیں. انسیت تو مجھے بھی آپ سے ہو گئی تھی اور کسی اور فنیج میں آپ کو چھوڑنے سے بہتر فیصلہ ہمیں یہی لگا تھا کہ آپ کو ہم اپنے

ساتھ لے جائیں۔ کاغذی کاروائی ہونے کے بعد ہم جاپان جانے کی بجائے آپ کو لیے ناروے واپس آ گئے تھے۔" حجر جو آنسو روکنے کی کوشش میں مصروف تھی ان کے بات ختم کرنے پر خود پر قابو پاتے ہوئے بولی

"میرے نام اور مذہب کے بارے میں آپ کو کیسے پتا چلا؟"

اس کے سوال پر وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور سٹڈی میں بنی ایک شیلف کی جانب بڑھے۔ وہاں سے انہوں نے فائل اٹھائی اور واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے وہ فائل انہوں نے حجر کی جانب بڑھائی۔ حجر اس فائل کو کھول کر دیکھنے لگی۔

"پولیس نے جب اس ایریا کی انویسٹی گیشن کی تھی تو انہیں وہاں سے آپ کی ٹکٹ ملی تھی جس پر آپ کی تصویر، نام اور مذہب لکھا تھا۔ یہ کارگو شپ کا ٹکٹ تھا جس جگہ سے آپ ملیں تھی یہ اس سے کچھ فاصلے پر گرا تھا اور جس شخص نے آپ کو وہاں مار کر پھینکا تھا یہ اس شخص کی جیب سے گرا تھا یا شاید گرایا گیا تھا۔"

"مگر اس شخص نے اسے وہاں کیوں پھینکا؟" حجر نے فائل سے وہ ٹکٹ نکالتے ہوئے سوال کیا۔

"اس سوال کا جواب آپ خود تلاش کریں کیونکہ پولیس اس سوال کا جواب ڈھونڈنے میں ناکام رہی ہے۔ میں نے یہ سب آپ کو اس لیے نہیں بتایا تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ

آپ خود اپنی ذات کی تلاش میں نکلیں. یہ فائل میں نے چھبیس سال سنبھال کر رکھی ہے کیونکہ یہ آپ کی امانت تھی اب میں اسے آپ کے سپرد کرتا ہوں. اس میں وہ تمام شواہد ہیں جو پولیس کو اس جگہ سے ملے تھے. "ایرک گویا ہوئے.

"میں آپ دونوں کی شکر گزار ہوں" حجر ممنونیت سے بولی.

"ہم نے تمہیں ماں باپ بن کر پالا ہے اور ماں باپ کا شکریہ ادا نہیں کرتے کیونکہ وہ آپ کے لیے جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ ان کا فرض ہوتا ہے اور آپ کا حق" اس کی بات پر مور بولیں اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا.

"ان باتوں کو زیادہ سر پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ہوا تھا وہ سب ماضی تھا اور اس کا ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔" مور کی بات پر اس نے سر ہلا دیا.

"بیگم! آپ کی بیٹی آئی ہیں مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ شوہر کو کھانا ہی نہ دیں۔" فار کی بات پر مور مسکرائیں اور انہیں ڈائننگ ٹیبل پر آنے کا کہتی ہوئی باہر چلی گئیں ان کے پیچھے ہی حجر بھی باہر نکلی. حقیقت کو قبول کرنا اس کے لیے آسان نہیں تھا مگر وہ اپنی وجہ سے مور اور فار کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی آنسوؤں کو ضبط کیے ہوئے تھی. کھانے کے دوران بھی مور اس کا دھیان بٹانے کے لیے اس سے مختلف موضوعات پر باتیں کرتی رہی تھیں. کھانے ک بعد وہ کچھ دیر فار کے پاس بیٹھی ان کو

New Era Magazine

اپنے پچھلے کیس کی تفصیلات بتاتی رہی۔ان دونوں کو اپنی جانب سے مطمئن کرنے کے بعد وہ بارہ بجے کمرے میں آئی اور کوئی بھی سوچ ذہن میں لائے بغیر بستر کی جانب بڑھ گئی۔

....

"چلیں بتائیں پھر سب سے پہلے کون سی جگہ کی سیر کرنی ہے؟" ناشتے کی ٹیبل پر عادل نے سوال کیا۔وہ رات کی نسبت قدرے تروتازہ تھے۔

"گوادر سی پورٹ دیکھوں گی میں سب سے پہلے۔" آنیہ نے پرجوش آواز میں بتایا۔

"چلیں آپ تیار ہو جائیں میں گاڑی نکالتا ہوں" ناشتہ ختم کرتے ہوئے وہ آنیہ کی جانب دیکھ کر بولے جو ناشتے کے برتن اٹھانے میں مصروف تھی۔ان کی بات پر آنیہ سر ہلاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔تیار تو وہ پہلے ہی تھی جوتے پہن کر اس نے ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا اور باہر کا رخ کیا۔ صبح کی روشنی میں ریسٹ ہاؤس کے ارد گرد ویرانہ اتنا خوفزدہ نہیں کرتا تھا جتنا رات کے وقت کرتا تھا۔وہ ریسٹ ہاؤس کے دروازے سے کچھ فاصلے پہ کھڑی دور دور تک پھیلے ویرانے کو دیکھنے لگی۔عادل گاڑی گیراج سے نکال کر اس کے قریب لائے تو وہ اس میں سوار ہو گئی۔ گوادر سی پورٹ گیسٹ ہاؤس کے قریب ہی تھا اس لیے وہ جلد ہی وہاں پہنچ گئے۔وہاں جا کر آنیہ نے پورا پورٹ دیکھا۔

عادل صاحب اپنے دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے۔اس دوست کے توسط ہی ان کو پورا پورٹ دیکھنے دیا گیا تھا. آنیہ چلتے چلتے کافی آگے نکل آئی تھی. وہ سمندر سے کچھ فاصلے پر کھڑی لہروں کو دیکھ رہی تھی جب اس نے دیکھا کہ ایک شخص سمندر میں اتر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی میں اتنا آگے چلا گیا کہ پانی اس کے شانوں تک آنے گیا. آنیہ کو لگا کہ ابھی وہ ایک لہر کے ساتھ سمندر میں گم ہو جائے گا تبھی اس نے آگے بڑھ کر اسے آواز دی مگر وہ تو شاید ارد گرد سے کان لپیٹے کھڑا تھا. جب اس کی آوازوں کا اس شخص پر اثر نہ ہوا تو وہ پانی میں اتری اور تھوڑا اگے جا کر اس شخص کو پکارنے لگی. اس دفعہ اس کی آواز پر اس شخص نے گردن موڑ کر سرد نظروں سے اس کی جانب دیکھا. اس کی نظروں میں جانے ایسا کیا تھا کہ وہ خوف سے لرز کر رہ گئی. اس شخص نے ایک نظر اس کی جانب دیکھ کر واپس چہرہ سمندر کی جانب موڑ لیا تھا مگر آنیہ کچھ لمحے وہاں سے ہل نہ سکی. عادل صاحب جو اسکی تلاش میں یہاں آئے تھے اسے پانی میں کھڑے دیکھ کر اس کے قریب آئے اور بولے

"آنیہ بیٹی! پانی میں کیوں کھڑی ہو؟ باہر نکلو" عادل صاحب کی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور ان کی جانب چل دی. گاڑی تک کا سفر طے کرتے اس نے ایک دفعہ پیچھے مڑ کر دیکھا مگر اس جگہ پر اب کوئی بھی نہیں تھا۔وہ شخص واپس جلا گیا تھا یا شاید کوئی سمندر کی

لہرا سے اپنے ساتھ بہالے گئی تھی. گاڑی میں بیٹھ کر وہ واپس گیسٹ ہاؤس جانے لگے۔ جس وقت وہ گیسٹ ہاؤس پہنچے شام کے سائے اپنے پر پھیلا چکے تھے. اندر کی جانب بڑھتے ہوئے وہ کسی احساس کے تحت مڑی تو دیکھا عادل جو اس کے پیچھے آرہے تھے وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اسے سہلا رہے تھے۔ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے. وہ بھاگ کر ان کی جانب بڑھی

"بابا.....کیا ہوا ہے آپ کو؟"

"کچھ نہیں ہوا بیٹے.... ہلکی سی درد ہے ٹھیک ہو جائے گی." تسلی دینے والے انداز میں کہتے عادل اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے. ان کی تسلی سے آنیہ مطمئن نہیں ہوئی تھی. اس کے ذہن میں بار باران کا تکلیف کی شدت برداشت کرتا چہرہ آرہا تھا. اپنے کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے وہ اس سوچ میں گم تھی کہ اب کیا کرے۔اس بات کا اندازہ تو اسے ہو ہی گیا تھا کہ بابا کو تکلیف ہو رہی ہے مگر وہ یہ بات بھی جانتی تھی وہ کبھی اسے اپنے درد کے بارے میں بتا کر پریشان نہیں کریں گے. ان کی شروع سے ہی عادت تھی کہ وہ کسی سے اپنا دکھ بانٹتے نہیں تھے۔ایک عابد ہی تھے جو بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے دھونس جما کر ان سے باتیں اگلوا لیا کرتے تھے. ایک خیال کے ذہن میں آتے ہی

وہ تیز قدموں سے کمرے کی جانب بڑھی. کمرے میں جاکراس نے اپنے بند فون کی چارچنگ کرکے اسے اون کیااور پھر عابد کا نمبر ملایا.کال ملتے ہی سلام دعا کے بعد وہ بولی "بڑے بابا.... بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ان کے سینے میں درد ہو رہا ہے مگر وہ کھل کر بتا نہیں رہے مجھے. آپ ان سے بات کریں شاید وہ آپ کو بتا دیں. "

"اچھا تم پریشان نہ ہو۔۔۔میں نے محسوس کیا تھا کہ پچھلے کچھ دنوں سے اس کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے۔ فیکٹری میں بھی ایک دو مرتبہ اسے درد ہوئی تھی ڈاکٹر کو چیک کروایا تھا مگر پریشانی والی کوئی بات نہیں تھی۔"عابد نے اسے حوصلہ دیا.

'آپ کو مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا تا کہ میں بابا سے یہاں آنے کی ضد نہ کرتی. میری وجہ سے کل بابا کو اتنی دیر ڈرائیو کرنا پڑا اور آج پورا دن میں بابا کو ساتھ لیے سی پورٹ پر گھومتی رہی ہوں اس لیے اب بابا کو درد ہو رہی ہے."بات کے دوران ہی اس کے آنسو گرنے لگے تھے گرتے بھی کیوں نہ یہ معاملہ اس کے باپ کا تھااور ہر بیٹی اپنے باپ کے لیے جذباتی اور حساس ہوتی ہے.

"آپ خود کو ذمہ دار کیوں ٹھہرا رہی ہیں آپ کے بابا کو آپ کی خواہش پوری کرنے سے خوشی ملتی ہے اس لیے وہ آپ کو وہاں لے گئے ہیں اور ان کی طبیعت کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گی۔ان کے پاس میڈیسن ہے اس درد کی اور رونے کی کوئی ضرورت

نہیں ہے وہ ٹھیک ہو جائیں گے. اب آپ فون رکھیں میں ذرا آپ کے بابا کی خبر لیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے" چند اختتامی کلمات کہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا اور کمرے میں چکر لگانے لگی جب اپنی بے چینی قابو نہ کر سکی تو کمرے سے باہر نکل کر عادل کے کمرے کی جانب بڑھی۔ دروازہ ناک کیا پھر اجازت ملنے پر کمرے کے اندر گئی۔ عادل علوی کا درد سے برا حال تھا مگر اس کو دیکھ کر زبردستی مسکراتے ہوئے بولے

"لگا دی شکایت میری اپنے بڑے بابا سے" انہیں تھوڑی دیر پہلے عابد کا فون آیا تھا اور انہوں نے عادل کو آڑھے ہاتھوں لیتے ہوئے اُنہیں اُن کی لاپرواہی کا احساس دلایا تھا.

"میں نے شکایت تو نہیں لگائی تھی بس آپ کی طبیعت کے بارے میں بتایا تھا" آنیہ کی وضاحت پر وہ پھر زبردستی مسکرائے. ان کی مسکراہٹ میں چھپا درد آنیہ کی آنکھوں سے مخفی نہ رہ پایا تبھی بولی

"بابا! آپ خاموشی سے لیٹ جائیں میں یہیں ہوں آپ کے پاس کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیجئے گا. "اس کے کہنے پر عادل بستر پر دراز ہو گئے اور وہ پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔ منہ میں مختلف ورد کرتے ہوئے وہ نظریں عادل کے چہرے پر جمائے بیٹھی تھی جہاں تکلیف کے تاثرات کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے. دو گھنٹے یوں ہی

بیت گئے پر عادل کی طبیعت نہ سنبھلی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے اس کے سارے اپنے اس سے دور تھے تنگ آکر اس نے دوبارہ عابد کا نمبر ملایا

"بڑے بابا.....بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہورہی" بھیگے لہجے میں وہ بولی.

"آپ فکر نہ کریں ہم آرہے ہیں وہاں...کچھ دیر تک ایک اکرام نامی آدمی وہاں آئے گا وہ میرا دوست ہے۔آپ اس کے ساتھ بابا کو ہسپتال لے جانا.عادل سے فون پر بات کرتے وقت ہی میں محسوس کر گیا تھا کہ اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔ہم گھنٹے سے مری سے نکل چکے ہیں آپ بابا کو ہسپتال لے کر جاؤ ہم وہاں ہی آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے بڑے بابا"فون بند کرتے ہی وہ عادل صاحب کی طرف گئی انہیں ساری بات بتا کر وہ اپنے کمرے کی جانب گئی۔وہ ضروری چیزیں لے کر واپس عادل کے کمرے کی جانب جارہی تھی جب دروازہ بجا۔وہ دروازے کی جانب گئی.دروازہ کھولا تو باہر ایک پینتالیس سالہ آدمی کھڑا تھا۔اس نے عابد کا حوالہ دیا اور اپنا نام اکرام بتایا تو آنیہ نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا.عادل نیم بے ہوشی میں تھے اس شخص نے انہیں جیسے تیسے کر کے گاڑی تک پہنچایا۔آنیہ گاڑی میں بیٹھی تو گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی سنسان سڑک پر دوڑنے لگی۔اس کا ساحلی علاقوں کا سفر ایک رات میں ہی تمام ہوا مگر

اس کا فیصلہ ابھی ہونا باقی تھا کہ آنیہ عادل علوی نے اس سفر کی وجہ سے کیا کھویا اور کیا پایا یا شاید سب کچھ ہی کھو دیا۔

....

یہ منظر یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے ڈورم (کمرے جو کالج اور یونیورسٹی کے لوگوں کے رہنے کے لیے بنائے جاتے ہیں) کا تھا۔ ڈورم کے اس کمرے میں پانچ بیڈ تھے۔ ہر بیڈ کے سائیڈ پر کلوزیٹ رکھی گئی تھی۔ کمرے کے وسط میں پان چار کرسیوں والی ٹیبل رکھی گئی تھی جس پر لیپ ٹاپ اور یو ایس بی ڈرائیوز پڑی تھیں۔ ڈورم روم کی سفید دیواروں کو مختلف قسم کے سٹیکرز کی مدد سے سجایا گیا تھا۔ ان سٹیکرز میں زیادہ نمایاں گیم پلیئر کے سٹیکرز تھے۔ غالباً اس کمرے میں رہنے والے افراد کو گیمرز سے بہت لگاؤ تھا۔ اچانک ہی کمرے کے دروازے کے اس پار سے دھیمی آوازیں آنے لگیں۔ رفتہ رفتہ یہ آوازیں تیز ہوتی گئیں اور پھر دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلا اور تین لڑکے جن کی عمر لگ بھگ بائیس سال تھی شور مچاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ وہ سب اس وقت سوکر گیم کے یونیفارم میں ملبوس تھے اور ان کی گفتگو کا موضوع بھی آج یونیورسٹی کے دو ڈیپارٹمنٹ کے بیچ ہونے والا مقابلہ تھا۔ ان کی گفتگو سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ ان دو ڈیپارٹمنٹمیں سے ایک ان کا ڈیپارٹمنٹ تھا۔

"آج ہماری ٹیم نے کمال کا کھیلا ہے ویسے۔" ان تین لڑکوں میں سے ایک بولا.

"ہماری جیت کی وجہ ٹیم کی کارکردگی نہیں۔۔پروفیٹک مونسٹر ہے پیٹر" جارج بولا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے جارج۔۔۔اگر پروفیٹک مونسٹر آخر میں گول نہ کرتا تو ہماری ہار یقینی تھی" اینڈی نامی لڑکے نے جارج کی تاکید کی.

"مستقبل کے مینجنگ ڈائیریکٹر نے کب تک واپس آنا ہے؟ اس کے بغیر ہمارا ڈروم کتنا ویران سا لگتا ہے۔" جارج ڈرامائی انداز میں بولا۔

"آجائے گا واپس امتحانات سے پہلے" پیٹر نے اس کے انداز پر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے تمہیں اس کی اتنی یاد کیوں آرہی ہے؟" اینڈی نے پوچھا۔

"یاد اس کی نہیں اس کے ہاتھوں کی بنی اسائیمنٹ کی آرہی ہے۔وہ نہ آیا تو میرا اسائیمنٹ کون بنائے گا" جارج نے مظلوم سی شکل بناتے ہوئے کہا.

"میری طرف سے صاف جواب ہے میں نہیں بنا رہا۔اپنی بڑی مشکل سے بنائی ہے میں نے۔" اینڈی فورًا بولا.

"میری طرف سے بھی انکار ہی سمجھو۔" اینڈی کے انکار پر جارج کی امید بھری نظروں کا رخ اپنی جانب ہوتا دیکھ کر پیٹر نے بھی ہری جھنڈی دکھائی.

"تم دونوں میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔" جارج نے امید کا دامن نہ چھوڑا۔

"ہم ایسا کر چکے ہیں۔ تمہاری اسائیمنٹ ہے تم ہی بناؤ" پیٹر کی بات سن کر جارج چہرے پہ مسکینیت طاری کرتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گیا.

"تم ایک کام کرو پروفیٹک مونسٹر سے بنوالو نا اسائیمنٹ" اینڈی نے مخلصانہ مشورہ دیا.

"اس سے کہنے سے بہتر ہے میں خود ہی بنالوں۔" جارج کو اس کا مشورہ کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا.

"پروفیٹک مونسٹر کی ایک گھوری سے جارج کی بولتی بند ہو جاتی ہے۔" پیٹر نے جارج کو لتاڑا.

"ویسے سوچنے کی بات ہے کہ پروفیٹک مونسٹر اتنا سرد کیوں ہے؟" اینڈی نے سوال اٹھایا۔

"پوچھ لینا تم خود اس سے" جارج نے اسائیمنٹ نہ بنانے والی بات کا بدلہ لیا۔ جارج کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور ان کی عمر کا ایک اور لڑکا کمرے میں داخل ہوا. اس لڑکے نے بھی سوکر یونیفارم ہی پہن رکھا تھا.

"کہاں تھے تم؟ میچ تو آدھے گھنٹے پہلے کا ختم ہو گیا تھا؟" اس کو آتے دیکھ کر اینڈی نے سوال کیا.

"کہیں تم ہارنے والے ڈیپارٹمنٹ کی لڑکیوں کے آنسوں صاف کرنے میں تو مصروف نہیں تھے "نئے آنے والے لڑکے کے جواب دینے سے پہلے ہی جارج بول پڑا.

"یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا۔ ویسے ہمیں جاکران کے ساتھ میچ ہارنے پر افسوس ضرور کرنا چاہیے "پیٹر کو بھی خیال آیا.

"جس کے ساتھ افسوس کرنے کو تمہارا دل چاہ رہا ہے تم اس کا نام کیوں نہیں لیتے صاف کہو کیتھی سے ملنا تھا۔ "وہ سب اس نئے آنے والے لڑکے کو فراموش کیے اپنی بحث میں مصروف تھے جب وہ لڑکا بولا

،،فضول گوئی ختم ہو گئی ہو تو کام کی بات کر لیں۔"

،،یس باس "ان تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

"ہزار دفعہ تم لوگوں کو کہہ چکا ہوں کہ یہ باس کی گردان میرے سامنے نہ کیا کرو مگر مجال ہے جو تم لوگوں کے کانوں پر جوں بھی رینگی ہو۔ "وہ لڑکا بولا تو جارج نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا یا اور مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوا بولا

New Era Magazine

"آپ نے اپنی قابلیت سے ہم سب کا دل جیت لیا ہے اور ہم سب نے مشترکہ فیصلہ کیا ہے کہ مستقبل میں ہم سب آپ کی کمپنی میں ہی ملازمت کریں گے اس لیے آپ کو باس کہنے کی مشقت ہم نے ابھی سے شروع کرلی ہے۔"

"اپنی ان حرکتوں سے باز آجاؤ تم لوگ۔۔۔۔کنڈر گارٹن میں نہیں پڑھتے بلکہ کمپیوٹر سائنس کے آخری سال میں ہو اور اینڈی تمھے میں نے گیم گرافکس کے متعلق پراجیکٹ دیا تھا وہ کہاں تک پہنچا؟" وہ لڑکا بولا۔اس ساری گفتگو کے درمیان اس لڑکے کے چہرے پر ایک دفعہ بھی مسکراہٹ نہ آئی تھی

"پراجیکٹ کمپلیٹ ہے۔" اینڈی نے جواب دیتے ساتھ ہی ٹیبل پر رکھے ایک لیپ ٹاپ کو آن کیا اور کچھ کیز دبانے کے بعد اس نے سکرین کا رخ اس لڑکے کی جانب کیا۔ اس لڑکے نے کانوں میں ہیڈ فون لگائے اور غور سے سکرین پر چلتے مناظر کو دیکھنے لگا۔

"گلوافیکٹ کی ظاہری شکل کو ایڈجسٹ کرو. آواز بہت ناگوار ہے اور کردار بہت بناوٹی لگ رہے ہیں ان کو قدرتی شکل دو" اتنی بات کہہ کر وہ خاموش ہو گیا پھر کچھ دیر اور سکرین کی جانب دیکھنے کے بعد بولا

New Era Magazine

"باقی سب ٹھیک ہے۔" اس کی بات پر باقی تینوں نے سرد آہ بھری. وہ کوئی دس دفعہ اس گیم کو اپنی طرف سے اوکے کر کے اسے دکھا چکے تھے مگر وہ ہر مرتبہ ان کی گیم میں کوئی نہ کوئی نقص نکال کر انہیں دوبارہ کام پر لگا دیتا.

"تمہیں مطمئن کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔" جارج نے بیزاری سے کہا.

"تم اتنے پرفیکشنسٹ کیوں ہو پر وفیٹک مونسٹر؟" پیٹر نے اس لڑکے کا عرفی نام لیتے ہوئے سوال کیا. اس کی بات پر اس لڑکے نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے.

"ایک بات اب تک مجھے سمجھ نہیں آئی باس" اینڈی نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا۔

اس کی بات پر پروفیٹک مونسٹر نامی لڑکے نے سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا.

"جب تم نے ہنٹر گیم بنالی ہے تو پھر تم ہم سے یہ لوکل سی گیم کیوں بنوا رہے ہو؟ ہم نے وہی گیم لانچ کرنی ہے تو پھر اس گیم کو بنانے کی کیا منطق ہے۔" اینڈی کے سوال پر جارج اور پیٹر نے بھی تاکیدی انداز میں سر ہلایا کیونکہ یہ سوال ان کے ذہن میں بھی آیا تھا.

"تم سے کس نے کہا کہ ہم پہلے ہنٹر گیم لانچ کریں گے؟" پروفیٹک مونسٹر نامی لڑکے نے کہا

"تو کیا ہم وہ گیم لانچ نہیں کریں گے؟" پیٹر لمحے کی تاخیر کیے بغیر بولا۔

"کریں گے اسے بھی لانچ کریں گے مگر ابھی نہیں"

"پھر کب؟" جارج نے سوالیہ آبرو اٹھائی۔

"ابھی گیمنگ کی فیلڈ میں ہم نے اپنا پہلا قدم رکھنا ہے اور تم سب جانتے ہو کہ کسی بھی چیز کو شروعات میں بہت سی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہماری کمپنی "نیورون" کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بہت سی کمپنیز ہمیں اپنی گیم انہیں بیچنے کی آفر کریں گی اور اگر ہم انکار کریں گے تو وہ ہماری کمپنی 'نیورون' کی ساخت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گی اس لیے پہلے ہم یہ گیم لانچ کریں گے۔ چونکہ اس گیم کے گرافکس عام سے ہیں تو ہماری حریف کمپنیز ہمیں معمولی سمجھ کر کنارہ کرلیں گی اور پھر آہستہ آہستہ ہم انہیں اس بات کا احساس دلائیں گے کہ ہم وہ نہیں جو وہ ہمیں سمجھ بیٹھے ہیں۔ رہی بات ہنٹر کی تو وہ ابھی نامکمل ہے اس میں ابھی بہت سی چیزیں شامل کرنی ہیں میں نے اور ویسے بھی جب تک ہماری کمپنی کسی مقام تک نہیں پہنچ جاتی میں اسے لانچ نہیں کروں گا اور اس کے لیے کم از کم پانچ چھ سال کا عرصہ درکار ہے۔" اس لڑکے نے تفصیلاً جواب دیا

ان تینوں نے بات کے اختتام میں اپنے حیرت سے کھلے ہوئے منہ بند کیے

New Era Magazine

"شرم کرو۔۔۔شرم کرو۔۔۔۔تم دونوں جو یونیورسٹی ختم ہونے کی خوشی میں گم ہو۔ دیکھو ذرا اس عجوبے کو جو اگلے پانچ چھ سال کی پلیننگ کیے بیٹھا ہے۔" جارج نے انہیں شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔

"ہم دونوں ہی کیوں شرم کریں؟ تم بھی شرم کرو۔۔۔خود بھی تم فائنلز کے بعد لمبی چھٹیوں کا پلین بنائے بیٹھے ہو اور رہی بات اس عجوبے کی تو ہمیں اس کی قابلیت پر کوئی شک نہیں اس لیے تو ہم نے اسے نیورون کمپنی کا سی ای او بنایا ہے۔" پیٹر بولا۔

"اور ویسے بھی باس کو ہم پروفیٹک مونسٹر اس کی درست پیشن گوئیوں کی وجہ سے ہی کہتے ہیں" اینڈی نے اس کے عرفی نام کے پیچھے چھپی وجہ بتائی.

ان کا گروپ پانچ افراد پر مشتمل تھا جن کا تعلق مختلف ممالک سے تھا۔وہ سب تعلیم کے حصول کے لیے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے ڈروم میں رہائش پزیر تھے. سب کمپیوٹر سائنس کے طلباء تھے۔چونکہ ان کی یونیورسٹی ختم ہونے کو رتھی اسی وجہ سے ہر کوئی خود کو پروفیشنل فیلڈ میں قدم رکھنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔ان پانچوں میں سب سے قابل پروفیٹک مونسٹر تھا جس نے گیم ڈویلپر کمپنی بنانے کا سوچا تھا۔اس کے باقی چاروں دوستوں نے اس کی کمپنی میں مختلف عہدوں پر کام کرنا تھا.ان میں سے ایک جس نے کمپنی میں مینجنگ ڈائیریکٹر کے طور پر کام کرنا تھا وہ اس وقت ضروری کام کی

New Era Magazine

وجہ سے اپنے ملک گیا تھا۔ کمپنی بنانے کے فیصلے سے لے کر کمپنی کے لیے جگہ تک کا انتخاب پروفیٹک مونسٹر نے کیا تھا اس لیے باقی چاروں نے فیصلہ کیا تھا کہ نیورون کے ساتھ پاکستان کا نام لگے گا کیوں کہ پروفیٹک مونسٹر کا تعلق پاکستان سے تھا۔

....

وہ چالیس سالہ عورت آج پھر اس بچے کو لیے اس جیل نما کمرے کے وسط میں زمین پر بچھی چٹائی پر بیٹھی تھی۔ وہ بچہ آج بھی سرد تھا برف جیسا اور اس کا چہرہ ایسے تھا جیسے ٹھہرا ہوا پانی۔۔۔ شفاف اور ہر احساس سے عاری۔ عورت کے کہنے پر اس بچے نے قلم پکڑنے کے لیے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔

"دائیں ہاتھ سے پکڑو" عورت بولی

"آنی! دائیں سے نہیں لکھا جاتا" کہتے ساتھ ہی اس بچے نے اپنا دائیاں ہاتھ آگے کیا۔ وہ ہیگزاڈیکٹلی (وہ لوگ جن کی پیدائشی طور پر چھ انگلیاں ہوتی ہیں) تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ ایک اور انگلی تھی جس کی وجہ سے وہ دائیں ہاتھ سے لکھتے ہوئے مشکل محسوس کرتا تھا۔

"اچھا تم رہنے دو میں خود ہی لکھ لیتی ہوں۔" یہ کہتے ہی اس عورت نے بچے کے ہاتھ سے قلم لے لیا اور اپنے آگے وہی انگلش سے اردو ڈکشنری کھول کر بولی

New Era Magazine

" happiness"

"مطلب خوشی"

"جب آپ کو سالگرہ پر گفٹ ملتا ہے تو آپ کو جو احساس ہوتا ہے اسے ہیپینیس یعنی خوشی کہتے ہیں۔"

"مجھے تو کبھی کسی نے گفٹ نہیں دیا" اس بچے نے جواب دیا

"آپ کو یاد نہیں ہے پر جب آپ چھوٹے تھے نا تو آپ کے بابا اور ماما ہر سال آپ کی سالگرہ کرتے تھے تب آپ کو بہت سے گفٹ ملا کرتے تھے" اس عورت نے بچے کو ماضی کے کچھ واقعات بتائے

"مجھے صرف اندھیرا کمرہ یاد ہے جس میں میں نے بہت سے دن گزارے تھے۔"

"آپ اس اندھیرے کو بھول جاؤ" جیل نما کمرے میں خاموشی چھا گئی وہ عورت شاید اس بچے کی بات پر دکھی ہو گئی تھی.

"اچھا۔۔۔جب ہم یہاں سے نکلیں گے تو آپ کو جو احساس ہو گا وہ بھی خوشی کا احساس ہی ہو گا۔" اپنے آپ پر قابو پانے کے بعد وہ عورت کچھ لمحوں بعد پھر گویا ہوئی.

"مگر مجھے یہاں سے نکلنے پر کوئی خوشی محسوس نہیں ہوگی کیونکہ میں یہاں رہنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ میں اس جیل میں خود کو آرام دہ محسوس کرتا ہوں۔" اس بچے کی بات پر عورت کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا۔

"باہر کی دنیا بہت خوبصورت ہے تم وہاں جا کر خوشی محسوس کرو گے۔ وہاں درخت ہیں، پہاڑ ہیں، دریا ہیں، وہاں ہمارے سب رشتے ہیں، تمہارے ماما بابا ہیں اور وہاں میری گڑیا ہے۔" اس عورت نے اس بچے کو دنیا کی دلکشی اور رشتوں سے متاثر کرنا چاہا۔ اس عورت کی بات کا بچے نے کوئی جواب نہیں دیا اور بے تاثر چہرے سے ڈکشنری کے صفحے پلٹنے لگا ایک صفحے پہ آ کر وہ رک گیا۔ اس صفحے پر بہت سے الفاظ کو انڈر لائن کیا گیا تھا. اس بچے نے ایک لفظ کے نیچے انگلی رکھی اور بولا

"guilt"

"گلٹ کیا ہوتا ہے آنی؟" عورت جو پھر سے اپنی سوچوں میں گم تھی اس کی آواز پر چونکی۔

"گلٹ مطلب احساس جرم"

New Era Magazine

''جب ہم کوئی غلط کام کرتے ہیں اور بعد میں ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔اس احساس کو گلٹ کہتے ہیں اور اسی گلٹ کی بدولت ہی اگلی دفعہ انسان غلط کام کرنے سے گریز کرتا ہے۔"

''غلط کام؟" بچے نے نا سمجھی سے سوال کیا

''غیر اخلاقی اور غیر قانونی کام کو غلط کام کہتے ہیں۔"

''کسی کو بے وجہ قید کر کے رکھنا بھی غلط کام ہوا نا آنی کیونکہ اس سے قیدی کو تکلیف ہوتی ہے؟"

''ہاں یہ بھی غلط کام ہے۔"

''تو پھر جس نے ہمیں یہاں بند کیا ہے اسے بھی گلٹ محسوس ہوتا ہوگا"

''نہیں اس شخص کو گلٹ محسوس نہیں ہوتا"

''کیوں؟" بچے نے سوال کیا

اس عورت کے جواب دینے سے پہلے ہی کانوں کو چیرتی ہوئی چیخوں کی آواز آنے لگی.

اس بچے نے ایک نظر سلاخوں کے اس پار اندھیرے پر ڈالی اور پھر کتاب بند کرتا اٹھ گیا.اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ چیخوں کی آوازیں آنا روز کا معمول تھا.

مناسب چال چلتا وہ کتاب رکھ کر واپس دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا. گھٹنوں کر گرد بازو لپیٹ کر اس نے اپنا سر گھٹنوں پر گرالیا. عورت ابھی بھی اسی انداز میں بیٹھی تھی۔ چیخوں کی آواز سن کر اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات ابھرے تھے. کچھ دیر بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور مناسب چال چلتے ہوئے ایک جانب رکھے سنگل بیڈ تک گئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔اس کی آنکھوں سے خاموش آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔آج اس بچے کی باتوں پر اسے بہت سے بھولے بسرے چہرے یاد آئے تھے۔ان چہروں میں ایک چہرہ اس کی آنکھوں کے آگے ابھرا۔وہ چہرہ اس کے بھائی کا تھا لمحے بعد اس چہرے کی جگہ کسی اور چہرے نے لی۔وہ چہرہ اس کے شوہر کا تھا۔سب سے آخر میں ایک بچی کا چہرہ ابھرا تو اس عورت کے خاموش آنسوؤں میں روانی آئی۔وہ سسکیوں سے رونے لگی. بچے نے سسکیوں کی آواز پر سر اٹھایا اور اپنی آنی کو روتے دیکھ کر وہ بے چین سا ہو کر اس کے قریب آیا۔

"آنی آپ کو اپنے قریبی لوگوں کی یاد آرہی ہے؟" وہ بچہ اب اس عورت کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا. وہ عورت اس کی آواز پر یادوں کے حصار سے نکلی اور اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھ بیٹھی

''ہمم"ایک لفظی جواب دے کر اس عورت نے بچے کو اس انداز میں اپنے ساتھ لگایا کہ وہ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔ شاید وہ اپنے آنسوؤں اس بچے سے چھپانا چاہ رہی تھی.

''سب سے زیادہ آپ کو کس کی یاد آتی ہے؟" بچے نے سوال کیا.

''مجھے سب سے زیادہ یاد اپنی گڑیا کی آتی ہے۔" لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس عورت نے نم لہجے میں جواب دیا.

''سب زیادہ اس کی یاد ہی کیوں یاد آتی ہے؟"

''کیونکہ باقی سب حالات سے سمجھوتا کر چکے ہونگے۔ میرا بھائی اپنی زندگی میں مشغول ہو گیا ہوگا اور میرا شوہر دوسری شادی کر چکا ہوگا مگر میری بیٹی اب بھی مجھے یاد کرتی ہوگی۔ وہ بہت چھوٹی تھی جب وہ مجھ سے علیحدہ ہو گئی تھی اب تو وہ بڑی ہو گئی ہوگی۔ اپنی ہر سالگرہ پر وہ مجھے یاد کر کے روتی ہوگی۔ میری غیر موجودگی سے سب سے بڑا خلا اس کی زندگی میں آیا ہے جسے شاید کوئی پر نہ کر سکے" چیخوں کی آواز کے ساتھ اس عورت کی سسکیاں بھی گونجنے لگی تھیں. وہ پھر اسے اپنے غم میں بچے کو فراموش کر چکی تھی جو اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلا کر اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا.

....

چمکتے سورج نے اوسلو کے سب سے مہنگے رہائشی علاقے میں اپنی روشنی بکھیری. مور نے آکر حجر کے کمرے کی کھڑکیوں کے پردے ہٹائے

"حجر اٹھ جاؤ دس بج گئے ہیں۔" ان کی بات پر حجر نے آنکھیں کھولی مگر کھڑکی سے آتی تیز روشنی کے باعث اسے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کرنی پڑیں۔

"آج سنڈے ہے تم نے دوستوں کے ساتھ سیر پہ جانا ہے۔اٹھ جاؤ نورہ کب سے فون کر رہی ہے۔" سیر کا نام سن کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی.

"دیکھ لیں موران کے کام کل مجھے کہا تھا کہ ہم نو بجے تمہارے گھر ہونگے مگر آج دس بجے تک کسی کا نام و نشان نہیں ہے۔"

"آپ بھی تو اب تک تیار نہیں ہوئیں نا" مور نے اس کو اپنی حرکتوں کا بھی احساس دلانا چاہا

"اوہو۔۔۔مور مجھے پتا تھا ان کی حرکتوں کا اس لیے تو لیٹ اٹھی ہوں اور مجھے کون سا تیار ہونے میں زیادہ ٹائم لگنا ہے" اس نے اپنا بھرم رکھنا چاہا

"جی بالکل ایسا ہی ہے." مور نے طنزاً کہا

"آپ نے مجھ پر یعنی کہ اپنی اکلوتی اولاد پر طنز کیا مور" اس نے ڈرمائی انداز میں کہا.

"جی بالکل میں نے آپ پر یعنی اپنے اکلوتی بیٹی پر ہی طنز کیا ہے. جلدی سے تیار ہو جاؤ ورنہ تمہاری دوستوں نے آتے ہی شور مچا دینا ہے" کہتے ساتھ ہی مور کمرے سے نکل گئیں. ان کے جاتے ہی حجر نے کھڑکی کی جانب نگاہ کی اور

سورج کو آب وتاب سے چمکتا دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ناروے میں نومبر کے مہینے میں جس سنڈے سورج نکلتا تھا اس سنڈے عید کا سماں ہوتا تھا ہر کوئی سن باتھ لینے کے لیے قریبی پارک کا رخ کرتا تھا. حجر کی اچانک سے نظر ٹیبل پر رکھی فائل پر پڑی تو اس کی مسکراہٹ سمٹی اور چہرے پر تاریک سایہ لہرایا. کچھ لمحے لگے تھے اسے خود پر قابو پانے میں پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔ٹیبل سے فائل اٹھا کر اس نے کلوزیٹ میں رکھی اور کلوزیٹ سے موسم اور جگہ کے لحاظ سے اس نے کپڑے منتخب کیے. مور اپنی شاپنگ کے ساتھ ہر دفعہ اس کے لیے بھی شاپنگ کرتی تھیں اور اس کے وہ سب کپڑے یہاں ہی رکھے جاتے تھے اس لیے اسے یہاں آتے وقت کسی بھی قسم کی پیکنگ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی. کپڑے لے کر وہ واش روم میں گئی کچھ لمحوں بعد وہ باہر نکلی تو نیوی بلو رنگ کی کیبوئل گاؤن میں ملبوس تھی جس کے اوپر اس نے سفید پرنٹڈ جیکٹ پہنی. آنکھوں پر مخصوص لینز لگانے کے بعد اس نے ہلکا سا میک اپ کیا اور

بلونڈ بالوں کو لوز کرل ڈال کر دونوں شانوں پر بکھیرا. کمرے سے باہر نکلتے ہی اس کا رخ کچن کی جانب تھا.

''ناشتہ کیا کرو گی حجر؟" مورنے اسے آتے دیکھ کر پوچھا

''رائی بریڈ اور پنیر" کچھ دیر بعد مور نے ناشتے کی پلیٹ اس کے سامنے رکھی.

"مور آپ میری عادتیں خراب کر دیتی ہیں۔یہاں آ کر میں بالکل ہی کام چوڑ ہو جاتی ہوں" ناشتے کے دوران ہی وہ بولی

"وہاں سارے کام اپنے خود ہی کرتی ہو یہاں اگر میری خوشی کے لیے تھوڑے کام مجھ سے کروالو گی تو کوئی زیادہ فرق نہیں پڑے گا تمہاری عادتوں پر" مور کی بات کا جواب دیے بغیر دوبارہ ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی.

''آ گئی پلٹون" گھنٹی بجنے کی آواز سن کر مور بولیں۔ حجر نے فوراً ناشتہ ختم کیا اور دروازے کی جانب بڑھی دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے اولیویا اندر آئی اور اس کے گلے لگتے ہوئے اعلانیہ انداز میں بولی

''ہالو حجر! ہالو مور!" وہ سب بھی حجر کی طرح الیگزینڈرا کو مور کہتے تھے.اس سے علیحدہ ہو کر اولیویا مور سے ملی. پھر باری باری سب حجر اور مور سے ملیں.

ان کے ساتھ ولیم, مارکس, فلپ اور اوسکر بھی تھے جنھوں نے حجر سے ہاتھ ملایا اور مور کو گلے لگایا. ہائی سکول سے ہی ان کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا اس لیے کسی کو اجنبیت محسوس نہیں ہوئی تھی. آتے ہی ان سب نے گھر جلدی مچا دی تھی۔

''پہلے کچھ کھا پی لو بچوں" مور نے کہا

''مورا ابھی وقت نہیں ہے آگے ہم لیٹ ہیں پھر کبھی سہی اور تم سب آجاؤ" اوسکر نے جواب دیتے ساتھ ہی انہیں بھی باہر آنے کا سگنل دیا

"اچھا مور ہم چلتے ہیں۔" کہتے ساتھ ہی اس نے باہر کا رخ کیا۔دروازے کے پاس بنے مڈروم سے سنیکرز اور پانامہ ہیٹ پہنی. مور نے زبردستی انہیں رفریشمنٹ کی چیزیں ساتھ دے دی تھیں.

''یہ فورڈ ٹرانسٹ کس کی ہے؟" حجر نے گھر کے باہر کھڑی دس سیٹوں والی وین کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ناروے انوائرومنٹ کانشیئس ملک ہے یہاں پڑول اور ڈیزل گاڑیوں پر بھاری ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اس لیے یہاں کی عوام زیادہ تر لوکل بسوں میں ہی سفر کرتی ہے.

"رینٹ پر لی ہے۔" جینی نے جواب دیا.ڈرائیونگ سیٹ پر ولیم بیٹھا اور پیسنجر سیٹ پر مارکس باقی سب پچھلی سیٹس پر بیٹھے.

"جانا کہاں ہے؟" حجر نے سوال کیا

"ہم سب نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اوسلو کی مشہور جگہوں کی سیر کریں گے۔ سب سے پہلے سٹی ہال دیکھیں گے پھر فیری رائیڈ کے ذریعے لنڈو یا آئی لینڈ جائیں گے۔ اوسلو اوپیرا، اکرشس فوٹرس گھوم کر رات کو گرونرلاکا ایریا سے کھانا کھانے کے بعد ہم واپس جائیں گے" جولیا نے جواب دیا

"یہ ساری جگہ آج کی تاریخ میں ہی دیکھنی ہیں؟" حجر اس کی لسٹ سن کر حیرانی سے بولی۔

"جی یہ سب آج ہی کا پلین ہے" فلپ نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔

راستہ چھوٹا ہی تھا اس لیے وہ جلد ہی پہنچ گئے۔ سٹی ہال نہ صرف اوسلو کا انتظامی ادارہ تھا بلکہ اس میں کونسل کی نشستیں بھی تھیں۔ یہ ادارہ شہر کے وسط میں واقع تھا۔ یہاں کا گائیڈڈ ٹور مفت تھا جس میں گائیڈ ہال میں لگی پینٹنگز دکھاتے ہیں۔ اسی ہال میں ہر سال دس دسمبر کو نوبیل پرائز کی تقریب ہوتی ہے۔ دورے کے دوران وہ مختلف موضوعات پر گفتگو میں مصروف تھے۔

"یہاں کب آ رہے ہو مارکس؟" نورہ نے سول ویڈنگ ہال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔ سٹی ہال میں ہی شہریوں کی کورٹ میرج کی تقریب ہوتی تھی۔

''اگر تم راضی ہو تو ابھی چلے جاتے ہیں۔"مارکس نے موقعے پر چوکا مارتے ہوئے کہا.

''میرے راضی ہونے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے جس سے شادی کرنی ہے اسے جا کر راضی کرو"نورہ دامن بچا گئی.ان دونوں میں زیادہ بنتی نہیں تھی اس لیے ایک دوسرے کو تنگ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ابھی بھی وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے جب کہ باقی سب ان کے گرد کھڑے ان کی بحث سے محظوظ ہو رہے تھے.

''میں تو اسے ہی راضی کرنے کی کوشش میں ہوں جس سے مجھے شادی کرنی ہے" مارکس کے ہاتھ اس کی دکھتی رگ لگ گئی تھی اس لیے بحث کو طول دیتے ہوئے بولا

"اپنی حد میں رہو"اس کی بات سن کر نورہ کو تو پتنگے ہی لگ گئے تھے۔

''بتاؤ دوستوں میں نے کوئی حد پھلانگی ہے؟"مارکس نے شرارت آمیز لہجے میں باقیوں کو بھی گفتگو میں شامل کیا.

''مارکس باز آ جاؤ"ولیم نے نورہ کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر مارکس کو تنبیہ کی.

''یس باس"مارکس نے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے سرینڈر کرنے والے انداز میں کہا.

''سائمن نہیں آیا؟''حجر کو موضوع بدلنے کے لیے سائمن کے بارے میں دریافت کیا۔

''وہ سیدھا آئی لینڈ پر آئے گا''ایمانے جواب دیا تو حجر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا.

دوپہر تک انہوں نے سٹی ہال کی سیر کی پھر سٹی ہال کے سامنے بنے اوسلو فیورڈ گئے۔ ناروے کے ارد گرد بہت سے دلکش آئی لینڈ ہیں جہاں فیری کے ذریعے لوکل سیر کرنے جاتے ہیں۔انہوں نے لنڈویا آئی لینڈ جانے کا فیصلہ کیا.فیری میں سوار ہوتے ہی حجر کی سوچیں پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہنے لگی تھیں.اس کی سوچوں کا رخ اس کے ماضی کی جانب تھا اسے فارکی دی ہوئی فائل پڑھنے کی جلدی تھی مگر وہ اس فائل کو اپنے گھر جا کر تسلی سے پڑھنا چاہتی تھی.

''حجر آخری دفعہ تم نے فیری رائیڈ کب لی تھی؟''اس کے قریب کھڑی جولیا نے سوال کیا۔اس کے سوال پر اس کی سوچوں کا سلسلہ تھما تو اس نے ایک نگاہ جولیا پر ڈال کر باقیوں کی جانب دیکھا جو ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مزاق میں مصروف تھے.

''بتاؤنا کب لی تھی آخری دفعہ فیری رائیڈ؟''اس کی بے توجہی دیکھ کر جولیا نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا.

"یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد جب میں ناروے آئی تھی تب لی تھی رائیڈ میں نے آخری بار۔ مور اور فار بھی میرے ساتھ تھے۔ میرے اور فار کے کہنے پر مور ہمارے ساتھ آتو گئی تھیں مگر رائیڈ کے دوران ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اور اس دن مجھ پر انکشاف ہوا تھا کہ مور کو باتھوفوبیا(گہرائی سے ڈرنا) .اس دن ان کی حالت دیکھ کر میں نے اور فار نے دوبارہ مور کے ہمراہ فیری رائیڈ لینے سے توبہ کر لی تھی."

کچھ دیر سوچنے کے بعد حجر نے تفصیلاً جواب دیا.اس کی بات سن کر جولیا نے مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی

"اتنا عرصہ تم مور اور فار سے دور کس طرح رہ لیتی ہو؟ تمہیں ان کی یاد نہیں آتی؟"

ایما جو کچھ فاصلے پر کھڑی ان کی گفتگو سن رہی تھی حجر کی بات ختم ہونے کے بعد بولی.

فیری اب فیورڈ کے بیچوں بیچ تھی۔ دور دور تک پانی ہی پانی تھا۔ فیری کی تیز رفتار کے باعث نم پھوار ان کے چہروں سے ٹکرا رہی تھی.

"آتی ہے ان کی یاد. آئے بھی کیوں نہ زندگی کے سترہ سال میں نے ان کے ساتھ گزارے ہیں مگر ان کی یاد مجھے واپس ان کی جانب پلٹنے پر مجبور نہیں کرتی کیونکہ میرے کندھوں پر موجود کئی جانوں کا بھاری بوجھ مجھے ہر لمحے اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ میری ذرا سی خود غرضی کسی کو موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔"

"تمہیں اتنی خطرناک فیلڈ میں نہیں جانا چاہیے تھا" ایما اس کی بات سن کر پریشانی سے بولی.

"اس فیلڈ کو چننا میرا اپنا فیصلہ تھا اور میں اس فیصلے کو پچھتاوؤں کی نظر نہیں ہونے دوں گی" حجر مظبوط لہجے میں بولی. باتوں کے دوران ہی ان کو دور سے آئی لینڈ نظر آنے لگا تھا. پندرہ سے بیس منٹ میں وہ آئی لینڈ پہنچ گئے تھے. لنڈویا آئی لینڈا اپنے تین سو لال, ہرے اور پیلے لکڑی کے بنے کاٹیج کے باعث مشہور تھا.

ناروے میں فیری رائیڈ کی ٹکٹ لوکل پاس میں ہی شامل تھی اس لیے یہاں کی عوام چھٹی کے دن ہائیکنگ, سوئمنگ اور موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیے یہاں کا رخ کرتی تھی. آج بھی دھوپ نکلنے باعث یہاں خاصی گہما گہمی تھی. وہ سب بھی گروپ کی شکل میں چلنے لگے. اس دوران نورہ کی نظر حجر پر تھی جو فل سلیوز بلیو گاؤن اور سر پر پانامہ ہیٹ پہنے دلکش مگر ان سب سے مختلف لگ رہی تھی۔ وہ ان سب کی طرح ہوتے ہوئے بھی ان سب میں سے نہیں تھی. حجر نے خود پر کسی کی نگاہیں محسوس کر کے رخ موڑا تو نورہ کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ مسکراتے ہوئے اس کے طرف بڑھی

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

''تم... کچھ نہیں'' نورہ حجر سے اس کے الگ ہونے کے متعلق پوچھنے لگی تھی مگر اچانک ہی اپنا ارادہ بدلتے ہوئے وہ حجر کو ٹال گئی۔اس کے جواب پر حجر اسے مشکوک انداز میں گھورنے لگی

''جب سے تم اس منحوس فیلڈ میں گئی ہو کچھ زیادہ ہی شکی مزاج ہو گئی ہو۔ہر ایک شخص ہی تمہے مجرم نظر آتا ہے۔''اس کی بات پر حجر کا قہقہ بلند ہوا۔اس کی ہنسی کی آواز پر مارکس اور ولیم جو رفریشمنٹ کا سامان اور سوکر کٹ اٹھائے ان کے آگے چل رہے تھے پیچھے مڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔

''کوئی لطیفہ یاد آیا ہے تو ہم غریبوں کو بھی سنادو جنہیں تم لوگ کلی بنا کر خود مزے سے گھوم پھر رہے ہو''مارکس جو سامان اٹھانے کی وجہ سے تپا ہوا تھا ان کی ہنسی سن کر بولا

''ہاں تو تمہارا کیا خیال تھا کہ فری میں ہم تمہے اپنے ساتھ گھمائیں پھرائیں گے؟فری میں آئے ہو نا اب ہمارا سارا سامان بھی اٹھاؤ''نورہ نے ٹکا کر جواب دیتے ہوئے پچھلا حساب برابر کیا۔

''حجر سدھار لو اسے۔بات خود شروع کرتی ہے مگر میری جوابی کاروائی اس سے برداشت نہیں ہوتی''حجر کے کچھ بولنے سے پہلے ہی نورہ وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔اس کے جانے کے بعد حجر بھی کندھے اچکاتی آگے بڑھ گئی۔

وہ چلتے چلتے آئی لینڈ کے وسط میں آ گئے تھے جہاں سوکر فیلڈ بنائی گئی تھی۔ قریب ہی ایک چھوٹی سی ٹک شاپ تھی. آئی لینڈ کے جنوبی حصے میں ساحل کے قریب ہی دو سومنگ پلیٹ فارم تھے.

ایما, جولیا, جینی اور چاروں لڑکے سوکر فیلڈ کی جانب بڑھ گئے کیونکہ نومبر میں سوئمنگ کرنا تو ممکن نہیں تھا مگر سوکر کھیلی جا سکتی تھی. نورہ اور اولیویا گریلر پر ساتھ لائے ہوئے گوشت کو گریلڈ کرنے میں مصروف ہو گئیں جبکہ حجر نے ٹک شاپ کی جانب رخ کیا جہاں کوئی خریدار نہیں تھا۔

''فریّا چاکلیٹ" اس نے ناروے کی ایک مشہور چاکلیٹ بنانے والی کمپنی کا نام لیا. کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے اسے اس کی مطلوبہ چاکلیٹ تھمائی مگر وہ وہاں سے ہٹنے کی بجائے بولی۔

''تم یہاں آبادی سے دور آئی لینڈ پر قدرتی خوبصورتی کے درمیان کیسا محسوس کرتی ہو؟"

''اچھا لگتا ہے نا یہاں دنیا کی تیز زندگی سے دور؟" اس کو جواب دینے کا موقع دیے بغیر اس نے ایک اور سوال کیا.

''اچھا تو محسوس ہوتا ہے مگر یہاں پر رہنا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ یہاں سہولتیں اتنی زیادہ نہیں ہیں۔"وہ لڑکی باتونی تھی تبھی فوراً بولی.

''سہولتیں نہیں ہیں مگر سکون تو ہے نا"

''تمھے پتا ہے میری زندگی کا سب سے دلکش خواب کیا ہے؟"اس کی بات پر وہ لڑکی سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی

''دلکش خواب یا سب سے بڑا خواب؟"لڑکی نے سوال کیا.

''ہممم!۔۔۔دلکش خواب کیونکہ سب سے بڑا خواب میری پہنچ سے باہر ہے مگر یہ دلکش خواب میں ضرور پورا کروں گی۔"

''کیا ہے آپ کا سب سے دلکش خواب؟"

''یہی کہ دنیا کی تیز زندگی اور دوغلے لوگوں سے دور ایک چھوٹے سے آئی لینڈ پر میرا ایک گھر ہو جہاں پر مجھے دوسروں کے سوالوں سے بچنے کے لیے مصنوعی چیزوں کا سہارا نہ لینا پڑے۔پوری زندگی وہاں گزارنے کی خواہش نہیں ہے میری مگر سال کے کچھ دن تو انسان اس خاموش فضا میں گزارے"حجر جذب سے بولی.

New Era Magazine

اسے اس بات کا احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ جس خواب کا ذکر اس نے مور اور اپنے دوستوں سے بھی نہیں کیا تھا آج اس خواب کا ذکر اچانک اس ویرانے میں ملنے والی اس انجان لڑکی سے کر بیٹھی تھی.

"مصنوعی چیزیں؟" وہ لڑکی اس کے دوسرے جملے کو سمجھ نہ سکی تھی.

"چھوڑو بڑی لمبی کہانی ہے یہ" چند اور سوال کرنے کے بعد حجر واپس اپنے دوستوں کی طرف مڑنے لگی جب لڑکی بولی

''خدا آپ کا خواب پورا کرے" اس لڑکی کی دعا پر حجر نے اس کی جانب مسکراہٹ اچھالی۔ وہ اب واپسی کی راہ پر گامزن تھی. جولیا نے اسے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی جانب آنے کا کہا.

''آؤ حجر ہمارے ساتھ کھیلو"

''نہیں میں نہیں کھیل رہی۔" کہتے ساتھ حجر نے ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ اس کی جانب اچھالی جسے وہ مہارت سے کیچ کر کے کھانے لگی. چاکلیٹ دیکھ کر اوسکر اور فلپ نے بھی ہاتھ بلند کیے تو حجر نے ایک چاکلیٹ پیکٹ میں سے لے کر باقی انکی جانب اچھال دیں اور خود اولیویا اور نورہ کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی جو بڑی دلجمعی سے گوشت کو گریلڈ کر رہی تھیں.

''میں کچھ مدد کروں؟" حجر نے انہیں آفر کی.

''نہیں تم رہنے دو تھوڑا ہی کام رہ گیا ہے۔ ہم خود ہی کر لیں گے" نورہ کے جواب پر حجر نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے.

''اولیویا کب ہے تمہاری شادی؟" حجر نے اولیویا سے اس کی متوقع شادی کی بارے میں پوچھا۔ وہ جب امریکہ میں تھی اس وقت اولیویا کی بات طے ہونے کے بارے میں اسے ایما سے پتا چلا تھا.

"اگلے مہینے اور حجر تم نے ضرور شریک ہونا ہے"

"ہاں ضرور" پھر وہ اس سے شادی کے متعلق بتانے لگی. اچانک سے نورہ کا فون بجنے لگا۔ نورہ جو کام میں مصروف تھی فارغ بیٹھی حجر سے بولی

''حجر! دیکھنا ذرا کس کا فون ہے" حجر نے ایک جانب رکھا فون اٹھایا اور سکرین پر چمکتے سائمن کے نام کو دیکھ کر اس نے ریسیو پر کلک کیا.

''ہالو! نورہ کہاں ہو تم لوگ؟ میں آئی لینڈ پہنچ گیا ہوں" کال ریسیو ہوتے ہی دوسری جانب سے آواز آئی.

''نورہ نہیں حجر. ہم آئی لینڈ کے وسط میں بنے کیفے کے قریب بیٹھے ہیں۔" حجر نے اسے اپنی لوکیشن بتائی

"اچھامیں آرہاہوں"اس کی بات سن کر حجر نے فون بند کیا.کچھ دیر بعد باقی سبھی سوکر کھیل کر تھکے ہارے ان کی جانب آئے.

"ہوگیاشوق پورا؟"اولیویاان کے تھکے چہرے دیکھ کر بولی

"ہاں ہوگیاہے شوق پورا.سوکر کھیل کر ہائی سکول کے دن یاد آگئے ہیں۔"ولیم بولتے ساتھ ہی دور سے آتے سائمن کو اپنی جانب آنے کااشارہ کرنے لگا.قریب آکر سائمن لڑکوں سے گلے ملااور لڑکیوں سے ہاتھ ملانے کے بعدان کاحال چال دریافت کرنے لگا. پھران سب نے کاٹیج رینٹ پر لیا۔وہاں کچھ دیر آرام کرنے بعدوہ سہ پہر میں وہاں نکلے. اب ان کارخ آکرشس فوٹرسakershus fortressکی جانب تھا.اکرشس فوٹرس قرون وسطی کاایک قلعہ تھا جسے شاہی رہائش گاہ فراہم کرنے اوراسکی حفاظت کرنے کے لیے تعمیر کیا گیا تھا.بعد میں اسے ملٹری بیس کے طور پر استعمال کیا گیااور اب اس کو میوزیم کی شکل دے دی گئی ہے.قلعے سے اوسلو کا کا خوبصورت نظارہ نظر آتاہے. یہاں بھی گائیڈ نے انہیں ہر حصے کی تاریخی اہمیت سے آگاہ کیا.لڑکیاں تو یہاں آتے ہی تصویریں اتارنے میں مصروف ہوگئی تھیں جبکہ لڑکے باتوں میں مصروف تھے.

"بس کروایمااور کتنی تصویریں اتارنی ہیں؟"اس کوایک ہی پوز میں دس دس تصویریں اتارتادیکھ کر حجر بولی.

"ساری لڑکیاں تصویریں اتارتی ہیں تم میں پتانہیں کون سی بوڑھی روح ہے جوتمہے یہ سب کام کرنے سے روکتی ہے۔"اس کے ٹوکنے پرایما تنگ کر بولی تو حجراس کواس کے حال پر چھوڑتے ہوئے بلندی پر کھڑی ہو کر ڈھلتے سورج کی روشنی میں اوسلو کا نظارہ دیکھنے لگی. کچھ توقف کے بعد سائمن اس سے کچھ فاصلے پر آ کھڑا ہوا

''خوبصورت ہے نا؟"سائمن کی آواز پر وہ چونکی۔

''ہمم"

''پھر کیا سوچا تم نے؟ کیس لینا ہے یا نہیں؟"کچھ لمحوں بعد سائمن پھر گویا ہوا.

"سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا. تم اس کیس کے لیے کسی اور کو ہائیر کر لو. مجھے اور بہت سے معملات سلجھانے ہیں۔"

''یہ بہت پیچیدہ کیس ہے حجر کئی معصوم جانیں خطرے میں ہیں جنھیں صرف تم بچا سکتی ہو. "

''میں ہی کیوں؟"حجر نے سوال کیا

New Era Magazine

"یہ بات تم بھی جانتی ہو حجر کہ جتنے موثر طریقے سے تم اس کیس کو حل کر سکتی تمہارا کوئی کولیگ نہیں کر سکتا۔"

"وہ سب بھی اس کام میں ماہر ہیں۔"

"مگر جس بندے کا یہ کیس ہے وہ صرف تمہے ہی تقرر کرنا چاہتا ہے۔دن میں دس دفعہ وہ شخص فون کر کے مجھ سے پوچھتا ہے کہ تم کیس لینے کے لیے راضی ہوئی ہو یا نہیں۔"

"زبردستی ہے کیا؟"حجر کو اس سر پھرے شخص پر غصہ آنے لگا تھا جو اس کے پیچھے ہی پڑ گیا تھا.

"تم ایک دفعہ اس کیس کی فائل کو سٹڈی کر لو پھر تم اس کیس کو لینے پر خود ہی راضی ہو جاؤ گی۔"

"اچھا"حجر نے پیچھا چھڑانے والے انداز میں کہا اور وہاں سے چلی گئی.

"واپس جانا ہے یا یہیں رات گزارنے کا ارادہ ہے؟"حجران سب کو دیکھ کر بولی جو اپنے اپنے شغل میں مصروف تھے۔

"ہاں ہاں جانا ہے بھئی"مارکس بولا۔

"تو چلو پھر" کہتے ساتھ ہی حجر نے قلعے کے خارجی دروازے کی جانب رخ کیا تو باقی سب نے بھی اس کی تقلید کی. گاڑی میں دس لوگوں کی سیٹس تھیں اس لیے سائمن کو لوکل بس کے ذریعے سفر کرنا پڑا. ان کا اگلا سپوٹ اوسلو اوپیرا ہاؤس تھا جو ایک تھیٹر تھا. گاڑی میں بیٹھتے ہی نورہ بولی۔

"اوسلو اوپرا رہنے دیتے ہیں میں بہت تھک گئی ہوں۔"

"پہلے کنگارو کی طرح کم اچھلنا تھا نا" مارکس جلے ہوئے انداز میں بولا۔

"میں اچھلوں یا کودوں تمہیں کیا مسئلہ ہے؟"

"بس کردو تم دونوں ہر وقت چوہے بلی کی طرح لڑتے رہتے ہو۔" حجر ان کی بحث سے تنگ آکر بولی تو وہ دونوں خاموش ہو گئے مگر ایک دوسرے کو چبھی ہوئی نظروں سے گھورنا نہیں بھولے تھے.

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ اوپرا ہاؤس رہنے دیتے ہیں ویسے بھی تھیٹر شو کا ٹائم شروع ہو چکا ہے اور شروع دیکھے بغیر شو دیکھنے کا مزا نہیں آتا." فلپ نے اپنی رائے پیش کی جس سے باقی سب نے بھی اتفاق کیا. پھر فیصلہ یہ ہوا کہ اوسلو اوپیرا جانے کی بجائے وہ گرونر لکا ایریا جائیں گے. یہ ایریا بار, ریستوران اور کلبز کی وجہ سے مشہور تھا۔ وہاں پہنچ

New Era Magazine

کر ایک اہم مسئلہ جو زیر بحث آیا تھا وہ ریسٹوانٹ کے انتخاب کا تھا. ہر کوئی اپنی پسند کے ریسٹورانٹ میں ڈنر کرنا چاہتا تھا.

"کیوں بحث کر رہے ہو؟ جاؤ سب اپنی اپنی پسند کے ریسٹوریںٹ چلے جاؤ" ان کے سب کو آپس میں بحث کرتا دیکھ کر ولیم درشتگی سے بولا

"سٹون پیپر سیزرز کھیل کر فیصلہ کر لیتے ہیں جو جیتے گا اس کی پسند کے ریسٹورنٹ میں ہم ڈنر کریں گے۔" اولیویا نے مشورہ دیا.

"ستائیس سال کے ہو کر ہم سٹون پیپر سیزرز کھلیں گے؟" فلپ کو اس کا مشورہ کچھ خاص نہ بھایا تھا۔

"اس سے کوئی بہتر مشورہ ہے تمہارے پاس؟ نہیں نا؟ تو پھر چپ کر کے کھیلو ویسے بھی کھیلنے کی کوئی عمر مقرر نہیں ہے۔" اس کی بات پر سب نے رضامندی ظاہر کی پھر انہوں نے سڑک پر کھڑے ہو کر سٹون پیپر سیزرز کھیلا. آخر میں جیت نورہ کو ہوئی جس نے ولا پیراڈیسو ریسٹورانٹ جانے کا فیصیلہ کیا. یہ ایک اٹیلین ریستوران تھا جہاں سے انہوں نے یہ اٹیلین پزا کھایا.

"ہاں تو پھر بتاؤ کیسا لگا میری پسند کا ریستوران؟" پزا کھانے کے بعد نورہ نے باقی سب سے سوال کیا.

New Era Magazine

"ویسے نورہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پسند تمہاری غیر یقینی طور پر اچھی ہے "فلپ بولا تو اس کی بات پر نورہ نے مصنوعی کالر جھاڑی۔ اس کے بعد وہ کلب میں گئے تو حجر بولی۔

"ہاں بھئی کون کون میرے ساتھ مونوپولی کھیلے گا؟"اس نے ناروے کی مشہور بورڈ گیم کا نام لیا۔

"میں تو سکریبل کھیلوں گی۔" جینی بولی۔

"میں رسک کھیلو گا۔"اوسکر نے اپنی پسند کی بورڈ گیم بتائی۔

"ایسا کرتے ہیں باری باری تینوں کھیل لیتے ہیں۔"سب سے پہلے انہوں نے مونوپولی کھیلی یہ ایک کارڈ گیم تھی۔ گیم کھیلنے کے ساتھ ساتھ وہ سب اوسلو کی سب سے مشہور وائن گلاگ پی رہے تھے جبکہ حجر کے ہاتھ میں سولو کولڈ ڈرنک ہی تھی۔

رات کے دس بجے وہ مختلف بورڈ گیمز کھیل کر وہاں سے نکلے تو ایما کالے آسماں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"آج کی رات کتنی سیاہ ہے اور آسمان کتنا صاف ہے۔"

"ایسی راتوں میں ارورہ بوریلیس دیکھائی دیتے ہیں۔" ارور ہبوریلیس آسمان پر لال یا ہرے رنگ کی روشنی کی شعاؤں کے ابھرنے کے عمل کو کہتے ہیں۔ یہ قدرتی رنگین

لہریں فضا میں موجود مقناطیسی ذرات اور زمین کے گرد برقی لہروں اور مختلف گیسوں کے ٹکرانے سے وجود میں آتی ہیں۔ انہیں عام طور پر ناردرن لائٹس کہا جاتا ہے.

ناروے کے شہر ٹرامسو میں یہ ستمبر سے مارچ کے عرصے میں کسی بھی وقت ظاہر ہو جاتی ہیں.

"اوسلو میں اروره بوریلیس ظاہر نہیں ہوتی انہیں دیکھنے کے لیے ٹرامسو جانا ہو گا۔" حجر نے اور وے کے ایک شہر کا نام لیتے ہوئے کہا.

"2015 میں اگست سے ستمبر کے درمیان سورج کی سطح پر شدید طوفان آنے کے باعث ناردرن لائٹس اوسلو میں بھی ظاہر ہوئی تھیں۔"

''آج بھی ایسا ہو جائے تو کتنا مزا آئے گا۔ ایک عرصہ ہو گیا ہے ناردرن لائٹس دیکھے ہوئے۔" ایمانے حسرت سے کہا. وہ سب سڑک پر کھڑی تھیں جبکہ لڑکے سارے ان سے کچھ فاصلے پر کھڑے جانے کون سے راز و نیاز کرنے میں مصروف تھے. ناروے ایک سوشل ویلفیر سٹیٹ ہے یہاں ہر ایک کو سوشل سکیورٹی دی جاتی ہے اس لیے رات کے وقت کسی کو گھر سے نکلتے وقت کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوتا.

"چلو بیٹھو گاڑی میں" ولیم نے ان کے قریب آکر حکم دیا تو وہ سب گاڑی کی جانب بڑھ گئیں.

New Era Magazine

"حجر!" حجر گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی جب سائمن نے اسے پکارا تو وہ رک کر سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی.

"کیس کی فائل ہے یہ۔۔۔میرے کہنے پر ایک مرتبہ اسے دیکھ لینا" سائمن نے کیس کی فائل اسے تھماتے ہوئے کہا. حجر بغیر کوئی جواب دیے فائل لے کر گاڑی میں بیٹھ گئی. ابھی انہوں نے تھوڑا ہی سفر طے کیا تھا جب نورہ جو کھڑکی والی سائیڈ پر بیٹھی تھی چیخ کر بولی

"وہ دیکھو اوروہ" اس کی بات پر باقی سب نے بھی گردن اس جانب موڑی تو واقعی آسمان پر روشنیاں بکھری تھیں. وہ سب گاڑی سے باہر نکل کر آسمان کو دیکھنے لگے۔ وہ رہائشی علاقے میں کھڑے تھے جہاں مختلف گھروں سے لوگ باہر نکل آئے تھے۔ وہ سب مسحور ہو کر رنگین آسمان کو دیکھ رہے تھے۔ صرف کچھ لمحوں کے لیے روشنیاں آسمان پر ظاہر ہوئی تھیں اور پھر فضا میں غائب ہو گئی تھیں۔

"حجر مجھے یقین نہیں آرہا کہ میں نے کچھ لمحوں پہلے اوسلو میں کھڑے ہو کر اورورہ بوریلیس دیکھی ہیں۔" اوروہ کے غائب ہونے کے بعد جولیا بولی.

"ابھی کچھ دیر بعد تمہیں یقین ہو جائے گا جب اینکر پرسن چیخ چیخ کر ہیڈ لائنز میں بتائے گا.

"ناظرین آج چار سال اور دو ماہ بعد اوسلو میں رنگین روشنیوں نے اپنی جھلک دکھائی ہے. جی ناظرین آپ نے بالکل سہی سنا ہے ارورہ بوریلیس ناروے کے شہر اوسلو میں دیکھی گئیں ہیں۔" حجرا اپنے ہاتھ کا مصنوعی مائک بنا کر اینکر پرسن کی نقل اتارنے لگی .اس کی حرکت پر وہاں قہقے بکھر گئے پھریوں ہی وہ ہنستے مسکراتے ایک بھرپور دن گزار کر اپنے اپنے گھر گئے.

....

ویسے تو ہمیشہ واپسی کا سفر جلدی گزر جاتا ہے مگر آنیہ کو آج یہ سفر جانے کیوں بہت طویل محسوس ہو رہا تھا.اس نے نم آنکھوں سے گردن موڑ کر پچھلی سیٹ پر لیٹے اپنے جان سے پیارے بابا کو دیکھا جو نیم غنودگی میں تھے پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

"انکل اور کتنا ٹائم لگے گا ہسپتال جانے میں؟"

"بیٹا پندرہ بیس منٹ میں پہنچ جائیں گے۔" اس آدمی نے گردن موڑ کر اسے جواب دیا اور پھر دوبارہ نظریں ونڈ سکرین سے نظر آتی سڑک پر جما دیں. اس شخص کی بات سن کر آنیہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑے نوکیا کے بٹنوں والے موبائل کی سکرین روشن کر کے ٹائم دیکھا۔ سفر کرتے ہوئے انہیں آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا اور اپنے

مطلوبہ مقام تک پہنچنے کے لیے انہیں مزید بیس منٹ درکار تھے. گیسٹ ہاؤس مقامی آبادی سے ہٹ کر تھا اور ویسے بھی انیسویں صدی کے اختتام میں بلوچستان میں زیادہ ہسپتال نہیں تھے اور جو تھے وہ بہت دور تھے۔ وہاں سہولتیں بھی بہت کم تھیں۔ آنیہ کی نظر اب کھڑکی سے نظر آتے دوڑتے مناظر پر جمی تھی. اس سفر پر آتے وقت بھی وہ اداس تھی اور جاتے وقت بھی. وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب ایک آواز اسے سنائی دی

"بیٹے ہسپتال آگیا ہے۔" یہ بات سن کر اس نے شکر کا سانس لیا اور گاڑی سے باہر نکلی۔ ہسپتال کی عمارت خستہ سی تھی اور اندر ایک ہی ڈاکٹر موجود تھا جو چند نرسوں کے ساتھ مل کر عادل صاحب کو ایک کمرے میں لے گیا۔ یہ کمرہ شاید آئی سی یو تھا۔ کچھ دیر بعد وہ ڈاکٹر باہر آیا تو آنیہ اس کی پاس جا کر بولی

"میرے بابا کیسے ہیں اب؟ کیا ہوا ہے انھیں؟"

"ان کو کام کی زیادتی کے باعث مائنر ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔" ڈاکٹر کی بات سن کر آنیہ کے آنسو بہنے لگے.

"اب کیسی طبیعت ہے ان کی؟" اکرام نے سوال کیا۔

"اب حالت مستحکم ہے ان کی مگر کچھ گھنٹے ان کو آبزرویشن رکھا جائے گا۔"

ڈاکٹر کی بات سن کر آنیہ نے تشکر بھری سانس خارج کی اور دیوار کے ساتھ رکھے بینچ پر بیٹھ گئی. اس وقت وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی. اس نے دل ہی دل میں بڑے بابا اور مما کے جلد آنے کی دعا کی. دوسری جانب تیز رفتار سے گاڑی چلاتے عابد صاجب کے چہرے پر تفکر کے سائے پھیلے تھے۔ان کے ساتھ والی سیٹ پر فاریہ بیٹھی تھیں جبکہ پچھلی سیٹوں پر ہارون, احتشام اور مرتضی بیٹھے تھے.

"ہمیں آنیہ کو اکیلے نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔وہ کس طرح اکیلے حالات کا مقابلہ کرے گی" مرتضی پریشانی سے بولا۔

"فکر نہ کرو اکرام انکل ہیں اس کے ساتھ" احتشام نے اسے تسلی دی. مرتضی کی ہارون کے ساتھ بھی دوستی تھی مگر احتشام میں تو جیسے اس کی جان بستی تھی۔احتشام کا بھی حال مرتضی سے کم نا تھا.

"بابا فون کر کے پتا کریں کہ اب چاچو کی طبیعت کیسے ہے؟" خاموش بیٹھا ہارون بولا.

عابد صاحب جو گاڑی چلانے میں مصروف تھے ایک ہاتھ سے اپنا فون پوکٹ سے نکال کر اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولے

"یہ لو فون کر لو خود ہی آنیہ کو" ہارون نے فون ان کے ہاتھ سے لے کر آنیہ کے نمبر پر کال ملائی.

"کیسی طبیعت ہے چاچو کی؟"سلام دعا کرنے کے بعد وہ بولا

"مائیز ہارٹ اٹیک ہوتھا بابا کو"آنیہ نم لہجے میں بولی۔

"اب کیسے ہیں؟"

"حالت مستحکم ہے مگر ڈاکٹر نے انڈر آبزرویشن رکھا ہے"

"تم پریشان نہ ہو ہم کچھ گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے وہاں۔"ہارون ابھی بول ہی رہا تھا جب مرتضی نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا.

"آنیہ تم رونہیں ہم آرہے ہیں۔"آنیہ جو ہارون کے آگے اپنے آنسوں روکے ہوئی تھی اپنے ماں جائے،اپنے جڑواں بھائی کی آواز پر ضبط کھو بیٹھی اور سسکیوں سے رونے لگی.

"آنیہ حوصلے سے کام لو۔"مرتضی اس کے رونے پر اور پریشان ہوا.

"جلدی آجاؤ مرتضی۔۔۔۔میں خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی ہوں۔"

"ہم آرہے ہیں تم بابا کا خیال رکھنا"کہتے ساتھ ہی مرتضی نے فون بند کر دیا۔اس سے زیادہ وہ آنیہ کی روتی ہوئی آواز نہیں سن سکتا تھا.آنیہ کے جتنا ہی دکھ اس کو بھی تھا۔ ایک بابا ہی تو تھے ان دونوں کے پاس.فون واپس عابد کو پکڑا کر وہ سیٹ کی پشت سے

New Era Magazine

ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں اس نے خود سے وعدہ کیا کہ آئندہ آنیہ جہاں بھی جائے گی وہ ہمیشہ اس کے ساتھ جائے گا.

سحر کے وقت وہ لوگ ہاسپٹل پہنچے مرتضی تیز قدم اٹھاتا وارڈ کی جانب بڑھا۔ آنیہ جو وارڈ کے باہر ہی بیٹھی تھی اس کو آتا دیکھ کر آنکھوں میں آنسو لیے اس کے جانب بڑھی.

"بس کرو آنیہ ہم لوگ آ گئے ہیں اور بابا بھی ٹھیک ہیں۔"اس کو روتے دیکھ کر مرتضی نے اسے تسلی دی۔

"کیا حال بنایا ہوا ہے اپنا تم نے رو رو کر" فاریہ بیگم اس کی رونے کی وجہ سے سوجھی ہوئی آنکھیں دیکھ کر بولیں.

"عادل کہاں ہے؟"عابد نے سوال کیا.

"بابا وارڈ میں ہیں۔"

"بابا سے ملنے گئی تم؟"مرتضی نے پوچھا.

"نہیں مجھ سے انہیں اس حالت میں دیکھا نہیں جائے گا."

"ہمت سے کام لو اور چلو میرے ساتھ بابا کے پاس" کہتے ساتھ ہی مرتضی اسے ساتھ لیے وارڈ کی جانب بڑھا. عادل صاحب مختلف ٹیوبز میں جکڑے چت لیٹے تھے. دوپہر

تک انہیں ہوش آ گیا تھا. آنیہ ان سب کو اپنے پاس دیکھ کر مطمئن ہو گئی تھی مگر جب اسے رات کے واقعات اور اپنا اکیلا پن یاد آتا تو اس کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگتیں.

"آنیہ آج کیا ہسپتال میں گنگا بہانی ہے؟" احتشام اس کے رونے پر طنز کرتا ہوا بولا۔

"احتشام وہ آگے ہی پریشان ہے اس کو مزید تنگ مت کرو۔" ہارون اس کا چہرہ دیکھ کر بولا. سوگوار ماحول دیکھ کر احتشام نے مزید بحث کرنے سے گریز کیا. مائنیز ہارٹ اٹیک ہونے کے باعث عادل کو شام میں ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا اور پھر آنیہ واپس اپنے گھر آ گئی. زندگی وہاں سے ہی دوبارہ جاری ہوئی جہاں سے وہ چھوڑ کر گئی تھی مگر اس سفر نے اسے بات کا احساس دلایا تھا کہ اپنوں کی موجودگی انسان کا کتنا بڑا سہارا ہے. ان اپنوں کی دلائی ہوئی ہمت کی وجہ سے ہی ہم ہر رکاوٹ کا سامنا کر لیتے ہیں مگر جب یہ آپ سے دور ہوتے ہیں تو ایک اینٹ کو ہلانا بھی مشکل لگتا ہے. مگر آنیہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اس سفر کے باعث وہ مستقبل میں اور کتنے احساسات سے روشناس ہونے والی تھی.

....

یہ منظر ایک چھوٹے سے سیلن زدہ کمرے کا تھا۔ کمرے کی دیواروں پر سے کلی اکھڑ جانے کے باعث سیمنٹ نظر آ رہا تھا. کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ ایک بھورے

New Era Magazine

رنگ کا تابوت رکھا گیا تھا جبکہ دوسری دیوار پر ایک بک شیلف بنی تھی جس میں گاڈ فادر اور فورٹی ایٹ لاز آف پاور 48lawsofpower نامی انگریزی کتب کے اردو ترجمے رکھے گئے تھے. کمرے میں جلتی ہلکی روشنی کمرے کو ہولناک بنا رہی تھی.

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور قریباً اڑتالیس سالہ شخص ایک ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ لیے اندر داخل ہوا. اندر آتے ہی اس نے اپنا کوٹ اتار کر بازو پر ڈالا اور مسکراتے لہجے میں تابوت کی جانب دیکھ کر بولا

"اُرخ کیسے ہیں آپ؟ دیر سے آنے پر آپ مجھ سے ناراض ناہوں کیونکہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں تو اپنے مخصوص وقت پر ہی نکلا تھا مگر راستے میں ٹریفک بہت زیادہ تھی۔" وہ شخص اپنی ہی دھن میں بولے جا رہا تھا.

"امید کرتا ہوں میرے بغیر آپ زیادہ بور نہیں ہوئے ہونگے۔" کہتے ساتھ ہی وہ شخص آگے بڑھا اور اس تابوت پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگا.

"یہ دیکھیں میں آپ کے پسندیدہ پھول لے کر آیا ہوں۔" اس شخص نے دوسرے ہاتھ میں پکڑے سفید پھول آگے بڑھائے۔

"دیکھیں گے آپ پھول؟ چلیں دکھاتا ہوں میں آپ کو" وہ شخص تابوت میں لگے ٹرانسپیرنٹ شیشے میں سے پھول اندر لیٹی لاش کے سامنے کرنے لگا. اس لاش کو

ایمبامنگ کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا. ایمبامنگ ایسا طریقہ ہے جس میں مردہ جسم میں مسالے بڑھ کر اسے گلنے سے بچایا جاتا ہے. اس طریقے میں زیادہ تر فارملڈ یہائیڈ, ایتھنال اور میتھانول کا استعمال کیا جاتا ہے. یہ طریقہ زیادہ دیر لاش کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اس لیے تابوت میں موجود لاش کے گلنے میں تاخیر کرنے کے لیے اسے پلاسٹک بیگ میں بند کیا گیا تھا۔ صرف یہی نہیں لاش کو محفوظ کرنے کے لیے لیڈ لائنڈ کوفن استعمال کیا گیا تھا کیونکہ لیڈ لائنڈ کوفن لاش کو سال تک گلنے سڑنے کے عمل سے بچاتا ہے اور لاش کی بدبو سے ماحول کو آلودہ ہونے سے روکتا ہے.

"اچھے لگے ؟"اس شخص نے مردے سے سوال کیا

" چلیں میں آپ کو کتاب پڑھ کر سناتا ہوں۔" کہتے ساتھ ہی اس شخص نے شیلف میں رکھی گاڈ فادر کتاب اٹھائی پھر اس نے ایک جانب رکھی کرسی کھینچ کر تابوت کے قریب کی اور اس پر بیٹھ کر کتاب پڑھنے لگا. گاڈ فادر ایک امریکن کرائم ناول ہے جسے ماریو پوزو نے لکھا تھا اور اسے 1969 میں پبلش کروایا گیا تھا۔ محمود احمد مودی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا تھا. اس شخص کے ہاتھ میں موجود کتاب سالوں پرانی لگتی تھی. وہ شخص اب ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے پوری توجہ سے بلند آواز میں ناول پڑھنے لگا. قریباً ایک گھنٹہ وہ اسی کام میں مصروف رہا پھر کتاب واپس رکھ کر تابوت میں لگے شیشے سے لاش

کا چہرہ دیکھنے لگا جو کیمیکل لگنے کے باعث اپنی اصلی شکل کھو چکا تھا.اس شخص نے لاش کو گلنے سے بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی تھی۔یہاں تک کے اس نے اس لاش کے اندر موجود تمام اعضاء نکال دیے تھے اور خون کی شریانوں میں ایمبامنگ سیال ڈال دیا تھا۔اس سے گلنے کا عمل آہستہ ہو گیا تھا مگر رکا نہیں. گزرتے وقت کے ساتھ اس لاش کا پچانوے فیصد حصہ ڈیکے ہو چکا تھا اور بقیہ پانچ فیصد بھی مزید کچھ عرصے میں گل سڑ جانا تھا.اس لاش کے صفا ہستی سے مٹ جانے کے ڈر سے کرسی پر بیٹھے شخص کی نیندیں اڑیں تھیں.

"میں آپ کو زوال کا شکار نہیں ہونے دوں گا.آپ کو ہمیشہ میرے پاس رہنا ہے" وہ اٹل لہجے میں بولا۔

"آپ مجھ سے دور نہ جائیں۔"اس نے ضدی انداز میں کہا

"سترہ سال پہلے بھی آپ نے مجھ سے دور جانے کی کوشش کی تھی مگر میں نے آپ کو اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا اور آپ کے قاتلوں کو کچھ بھی نہیں کہا اُخ مگر اس بار ایسا نہیں ہو گا۔"

"جس دن یہ پانچ فیصد حصہ ڈیکے ہوا اور آپ کے باقیات صفا ہستی سے مٹے اس دن سترہ سال پہلے کی کہانی دوبارہ دہرائی جائے گی۔انداز وہی ہو گا مگر اب کی بار قید کی

New Era Magazine

بجائے قتل عام ہو گا،خون ریزی ہو گی،ہنگامہ ہو گا.اگر میری قیمتی چیز مجھ سے دور ہو گی تو دوسروں کے عزیز بھی ان کے قریب نہیں رہیں گے۔مردوں میں آپ کے ساتھ اور بہت سے نام بھی گنے جائیں گے. صرف یہی نہیں میرے پہلے شکار کو بھی موت کا پروانہ ملے گا۔بہت گزار لی اس نے آدھ کٹے پروں کے ساتھ زندگی اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے صیاد کی قید میں دوبارہ آجائے"اس کے چہرے پر درندگی تھی.کچھ ہی لمحوں میں اس کے تاثرات بدلے.درندگی کی جگہ اب اس کے چہرے پہ خوف تھا کسی کے دور جانے کا خوف.اس نے الوداعی نظر اس گلتی ہوئی لاش پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھتا کمرے سے نکل گیا.

....

دیو سائی ریسٹ ہاؤس میں شام کے وقت ہلچل سی مچی تھی اور اس ہلچل کی وجہ ایلکس تھا. صبح سے وہ اپنی چارجنگ کر رہا تھا اس لیے ان ایکٹو تھا اور شام کے وقت جب وہ ایکٹو ہوا تو گھر میں ایک انجان شخص کو کچن ٹیبل کے قریب کھڑے دیکھ کر اس نے ایمرجینسی سائرن بجایا اور اپنی روبوٹک آواز میں بولا

"گھر میں چور گھس آیا ہے۔۔۔خطرہ خطرہ"

اس کی آواز سن کر احتشام جو کچن میں اپنے لیے کافی بنانے آئے تھے بوکھلا گئے اور الہان جو صبح سے سٹڈی میں بند کیس کی فائل پڑھنے میں مصروف تھا ایلکس کا ایمر جنسی سائرن سن کر باہر نکلا

"کیا ہوا ہے ایلکس؟ کیوں شور مچا رہے ہو؟"

"گھر میں چور گھس آیا ہے۔۔۔۔ خطرہ خطرہ"

"کہاں ہے چور؟" الہان نے سوال کیا.

"کچن میں" ایلکس کا جواب سن کر الہان کچن کی جانب بڑھا اور کچن میں احتشام کو کھڑا دیکھ کر الہان کا دل کیا ایلکس کا سر پھاڑ دے۔

"ایلکس اپنے دماغ پر اتنا زور نہ ڈالا کرو۔ فیوز جل جائے گا کسی دن۔۔۔۔ یہ چور نہیں میرے چچا ہیں۔۔۔ احتشام" الہان جلے انداز میں بولا. اس گفتگو کے دوران احتشام خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا تھا.

"احتشام چچا!" ایلکس نے کہتے ساتھ ہی احتشام کی تصویر کو نام اور ڈیٹ کے ساتھ اپنی میموری میں فیڈ کیا اور احتشام کو سکین کرتا ہوا بولا

"بلڈ پریشر نارمل، ہارٹ ریٹ ایب نارمل، باڈی فیٹ حد سے زیادہ ہے۔ ہارٹ ریٹ نارمل کرنے کے لیے گہرے گہرے سانس لیں اور باڈی فیٹ کم کرنے کے لیے روزانہ صبح واک کریں۔"

"بس کرو ایلکس" ایلکس جو احتشام کو فیٹ کم کرنے کے لیے تجویز پیش کر رہا تھا الہان کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔

"یہ کون ہے الہان؟" احتشام نے سوال کی۔

"یہ ایلکس ہے میرے ساتھ رہتا ہے۔" الہان نے جیسے ہی ایلکس کا تعارف کرایا ایلکس نے آگے بڑھ کر احتشام سے ہاتھ ملایا۔

"کافی بنا رہے ہیں تو میرے لیے بھی بنایئے گا" احتشام چچا کو کافی بناتے دیکھ کر الہان نے عام سے انداز میں کہا اور خود لاؤنج میں جا بیٹھا۔ کچھ دیر بعد احتشام چچا کافی کے دو کافی کے مگ اٹھائے لاؤنج میں آئے۔ ایک کپ الہان کو تھمانے کے بعد جونہی وہ صوفے پر بیٹھے ان کی نظر لاؤنج میں لگی تصویر پر پڑی۔ وہ وہی تصویر تھی جس میں خوبصورت لڑکی کے اطراف چار لڑکے کھڑے تھے۔

"تم جانتے ہو یہ تصویر کب کی ہے؟" احتشام نے سوال کیا۔

New Era Magazine

"نہیں... یہ تصویر مجھے اچھی لگی تھی اس لیے اسلام آباد سے جاتے وقت اسے میں نے اپنے سامان میں رکھ لیا تھا۔"

"یہ تمہاری چوتھی سالگرہ کی تصویر ہے اس دن کیک کاٹنے کے بعد ہم سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جب تم نے ہماری توجہ اس منظر کی جانب مبذول کروائی جہاں ہمارے گھر کا ننھا وجود اپنا پہلا قدم اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہم سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر اس وجود نے مسکراتے ہوئے پہلا قدم اٹھایا. اس واقع کے کچھ دیر بعد ہی یہ تصویر اتاری گئی تھی۔"

"تمہاری سالگرہ کا دن وہ آخری دن تھا جو ہم سب نے ہنستے مسکراتے ہوئے ساتھ گزارا تھا۔ اس کے بعد قسمت نے دوبارہ ہمیں موقع ہی نہیں دیا. اس ایک شخص کے باعث ہمارے گھر کا شیرازہ بکھر گیا جو آج اتنے سالوں بعد بھی سمٹ نہیں سکا۔"

"ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا" احتشام کے خاموش ہونے پر الہان بولا

"یہ سب اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک اس زنجیر کی آخری کڑی نہ مل جائے۔"

"بہت جلد مل جائے گی وہ کڑی بھی۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"

"میں کھانے کے لیے کچھ آرڈر کرتا ہوں تب تک آپ اپنے لیے کمرے کا انتخاب کر لیں۔" کہتے ساتھ ہی الہان اپنے فون کی جانب بڑھا. کچھ دیر بعد ان دونوں نے کھانا کھایا۔ الہان دوبارہ سٹڈی میں گھسنے لگا جب احتشام کی آواز سن کر رک گیا

"کمرے میں بند رہ کیا کرتے رہتے ہو؟"

"صبح سے فائل سٹڈی کرنے میں مصروف تھا اب فائل کی کاپی سینڈ کرنے کے بعد کتاب پڑھنے لگا ہوں"

"کون سی کتاب پڑھ رہے ہو؟"

"کریمینل مائنڈ" الہان نے کتاب کا نام بتایا۔

"تمہیں اس کتاب کو پڑھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟"

"ظاہر ہے اس کتاب سے کیس سولو کرنے میں مدد ملے گی۔"

"کریمینل سائیکالوجسٹ کو تقرر کر تو رہے ہو پھر تمہیں اس سب کی کیا ضرورت ہے؟"

"مانا کہ سائیکالوجسٹ کو تقرر کیا ہے اس کیس کے لیے مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم سب کچھ اس پر ڈال کر خود ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔"

"تفتیش ختم ہو گئی ہو تو سٹڈی میں جانے کی اجازت ہے؟" الہان جلے انداز میں بولا۔

"ہاں ہاں جاؤ میں نے کب روکا ہے۔" احتشام اس کی بات پر خجل ہو کر بولے۔

"اگر آپ بور ہو رہے ہیں تو ایلکس سے کہیں وہ آپ کو خود کو مصروف رکھنے کے سو طریقے بتائے گا۔" الہان کہتے ساتھ ہی جا کر دوبارہ اسٹڈی میں بند گیا. اگلے دن بھی زیادہ وقت اس نے اپنے کمرے میں ہی گزارا تھا. اس کو اپنے کام میں مصروف دیکھ کر احتشام نے اس کو تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا. کھانا کھانے کے لیے الہان سہ پہر میں کمرے سے باہر نکلا۔ اس کا ارادہ نوڈلز بنانے کا تھا مگر کچن میں احتشام کو کھانا بناتے دیکھ کر بولا

"کیا بنا رہے ہیں؟"

"بریانی" اس کو جواب دے کر احتشام دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے تو وہ لاؤنج میں بیٹھ کر فون استعمال کرنے لگا.

"آجاؤ کھانا بن گیا ہے۔" پندرہ بیس منٹ بعد احتشام نے اسے مطلع کیا۔

"تم اکیلے رہ کر اکتاتے نہیں ہو؟" کھانے کے دوران احتشام نے سوال کیا۔

"میں اکیلے رہنے کا عادی ہوں۔" الہان کی بات پر وہ کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھتے رہے جو بکھرے بال اور بڑھی ہوئی شیو لیے مکمل طور پر کھانے کی طرف متوجہ تھا پھر کچھ دیر بعد دوبارہ بولے

"کس دن جانا ہے تم نے دبئ؟"

"دو دن بعد"

"کتنے دن رہو گے وہاں؟"

"ارادہ تو میرا ایک ہی دن میں واپس آنے کا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں چیزیں سمیٹنے میں مصروف تھے جب

الہان بولا

"احتشام چچا شادی ہی کر لیں کھانا پکانے اور برتن دھونے کی ٹینشن تو ختم ہو گی۔"

"برخوردار میری عمر پچیس سال نہیں پچاس سال ہے اس لیے تم یہ مشورہ مجھے دینے کی بجائے خود اس پر عمل کرو کیونکہ تیس کے تو تم ہو گئے ہو۔"

"میرے پاس شادی سے زیادہ اہم کام ہیں ابھی کرنے کے لیے۔"

"کام تمہارے ساری زندگی ختم نہیں ہونے اس لیے بہتر ہے جلد ہی شادی کر لو کیونکہ چند اور سال بعد تم بوڑھے ہو جاؤ گے پھر کسی نے تمہیں لڑکی نہیں دینی اور میری طرح تم بھی کنوارے ہی رہ جاؤ گے۔" احتشام نے اس کے سامنے مستقبل کا بھیانک نقشہ کھینچا.

"ابھی بہت سال پڑے ہیں میرا بڑھاپا آنے میں اس لیے فکر نہ کریں بوڑھے ہونے سے پہلے شادی کرلوں گا۔" احتشام کو حوصلہ دے کر وہ اپنے کمرے میں جانے لگا جب سوفے پر رکھے اس کے فون کی گھنٹی بجی.

"کیس کی فائل پہنچادی؟" چند خیر مقدمی جملے کہنے کے بعد الہان نے فائل کے متعلق پوچھا جو اس نے کل رات بھیجی تھی.

"جی وہ تو میں نے دے دی ہے مگر اس کا فائل پڑھنے کا کوئی خاص ارادہ نہیں تھا۔" دوسری جانب سے جواب آیا.

"تم بس اسے ایک دفعہ فائل دیکھنے پر راضی کرلو"

"آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے کہ وہ فائل دیکھنے کے بعد کیس لینے پر راضی ہو جائے گی؟"

"اس بات کو چھوڑو تم یہ بتاؤ کہ سیمینار کی ٹائمنگ کیا ہے؟" الہان ٹالنے والے انداز میں بولا۔

"مجھے نہیں معلوم" اس کے ٹالنے پر لائن کے دوسری جانب موجود شخص نے جل کر کہا.

"شرافت سے بتاؤ" الہان نے رعب ڈالا۔

"زیادہ میرا باس بننے کی ضرورت نہیں ہے...... بارہ بجے ہے سیمینار" بات کے اختتام میں اس شخص نے شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹائمنگ بتادی تھی۔

"ٹھیک ہے.... وہ تصویر ویب سائٹ پر لگادی تھیں؟"

"ہاں وہ کب کی لگادی ہیں میں نے مگر اب تک تسلی بخش جواب نہیں آیا وہاں سے"

"اگر کوئی پیغام آئے تو مجھ سے رابطہ کروادینا" الہان نے کہا اور پھر چند اختتامی کلامات ادا کرنے کے بعد فون بند کردیا۔

"کیا تمہے یقین ہے اس طریقے سے ہم اس تک پہنچ جائیں؟" احتشام کی بات پر فون جیب میں ڈالتے ہوئے وہ مڑا

"مجھے سو فیصد یقین ہے مگر اس تک پہنچنے کے لیے ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔"

"اتنے سالوں سے انتظار ہی تو کر رہے ہیں۔" احتشام مایوسی سے بولے

"بس تھوڑا اور انتظار کرلیں۔۔۔اتنے سالوں سے ہماری تلاش اندھیرے میں تیر مارنے کی مترادف تھی مگر اب کی بار ہم درست سمت جارہے ہیں۔" الہان نے انہیں مایوسی سے نکالنا چاہا۔اس کی بات پر احتشام نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔انہیں چند مزید تفصیلات بتانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔کچھ لمحوں بعد وہ کالی ہوڈ اور کالا

ٹراؤزر پہنے ایک ہاتھ سے بکھرے بال پیچھے کی طرف سیٹ کرتا اور دوسرے ہاتھ میں گاڑی کی چابی گھماتا ہوا کمرے سے باہر نکلا

"میں سوپر سٹور جا رہا ہوں۔آپ کو کچھ چاہیے تو بتا دیں؟"دروازے کی طرف رخ کرتے ہوئے وہ بولا

"مجھے کچھ نہیں چاہیے۔میں اب بس آرام کروں گا صبح جاگنگ پر جاتے وقت مجھے جگا دینا"

"جی اچھا"ان کی بات سن کر وہ گھر سے باہر نکل آیا. گیراج سے گاڑی نکالتے وقت اس نے کھلے گیٹ سے نظر آتی سڑک کو دیکھا. سڑک سے ہوتی ہوئی اس کی نگاہ دور پہاڑ کی ڈھلوان پر موجود پیپل کے درختوں میں چھپی تاریکی کی جانب گئی تو اس کے چہرے پر سرد مہری کا تاثر ابھرا۔ لمحوں میں اس نے سوپر سٹور جانے کا ارادہ ترک کیا. گاڑی کو لاک کر کے اس نے چوکیدار کو چند ہدایات دیں اور گھر سے باہر نکل آیا. ہوڈ سے اپنے سر کو ڈھک کر وہ ویران سڑک پر چلنے لگا. چہرے پر سوچوں کے سائے لیے وہ اس تاریکی کی جانب بڑھا. ایک بار پھر سے ماضی کے مناظر سڑک پر ٹکی اس کی نگاہوں کے سامنے واضح ہونے لگے. ان دوڑتے مناظر میں ایک منظر واضح ہوا اور ایک چہرہ اس کی

آنکھوں کے سامنے ابھرا۔یہ چہرہ اس کے بابا کا تھا. یہ منظر اس کے بابا کی وفات کے کچھ عرصہ پہلے کا تھا

"الہان چند باتیں مانو گے میری؟" وہ اس وقت بابا کے کمرے میں بیڈ پر ان کے قریب بیٹھا تھا جب وہ بولے

"حکم کریں بابا"

"میرے مرنے کی خبر احتشام تک پہنچا دینا اور احتشام سے کبھی رابطہ ختم نہ کرنا. میرے جانے کا غم جتنا تمہیں ہو گا اتنا ہی اسے بھی ہو گا. میرے بعد اس دنیا میں تمہارے دو ہی رشتے رہ جائیں گے ان دونوں رشتوں کو سنبھال کر رکھنا۔"

"بابا آپ ایسی باتیں نہ کریں۔"

"موت برحق ہے بیٹے۔اس سے نظریں نہیں چرائی جا سکتیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ انسان خود کو ہر قسم کے حالات کے لیے تیار رکھے."

اس مختصر سے منظر کے بعد ایک اور منظر الہان کی آنکھوں کے سامنے رِیل کی طرح چلنے لگا۔یہ منظر پچھلے منظر سے پہلے کا تھا.

"الہان ادھر آؤ بیٹا" وہ رات کے وقت اپنا سکول کا ہوم ورک کر کے فارغ ہی ہوا تھا جب لان میں بیٹھے بابا نے اسے پکارا. ان کی پکار سن کر وہ سرد تاثرات لیے ان کی جانب بڑھا۔

"یہ اندھیرا تمہے خوفزدہ کرتا ہے؟" انہوں نے لان کے سنسان گوشے میں پھیلے اندھیرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔مجھے یہ اندھیرا بہت اچھا لگتا ہے میرا دل کرتا ہے میں ایسے ہی ایک اندھیرے گوشے میں گم ہو جاؤں جہاں سے میں ساری دنیا کو دیکھ سکوں مگر مجھے کوئی بھی نہ دیکھ سکے۔"

"خود کو ان اندھیروں کا عادی نہ بناؤ کیونکہ یہ اندھیرے تمہیں کمزور کر دیں گے اور پھر تم کبھی سر اٹھا کر دنیا کا سامنا نہیں کر سکو گے. جب یہ اندھیرا تمہں اپنی جانب کھینچنے لگے تو اس کی جانب بڑھنے سے پہلے ایک دفعہ یہ سوچ لینا کہ اس دفعہ تمہیں اندھیرے سے نکالنے کے لیے کوئی نہیں آئے گا کیونکہ تمہیں اندھیروں سے نکالنے والا وجود منوں مٹی تلے جا سویا ہے."

بابا کی یہ بات جیسے ہی اس کے کانوں میں گونجی اندھیرے میں ڈوبے پہاڑ کی جانب بڑھتے اس کے قدم تھم گئے. اپنی سوچوں میں مگن اس نے بہت سا فاصلہ طہ کر لیا تھا

اور وہ بلند و بالا پہاڑ اب اس کے سر پہ کھڑا تھا. اس پہاڑ پر ایک نظر ڈال کر بابا کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس نے واپسی کی جانب قدم بڑھائے۔ خاموشی میں ڈوبے گھر میں قدم رکھتے ہی اس نے گہری سانس ہوا کہ سپرد کی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا. شاور لینے کے بعد بغیر لائٹ بند کیے وہ بیڈ پر دراز ہو گیا اور پھر کچھ دیر میں کمرے کی سیلنگ پر ٹکی اس کی نظریں نیند سے بوجھل ہونے لگیں.

....

ٹیرسڈ ہاؤس میں معمول کے مطابق خاموشی چھائی تھی مگر آج پچھلے دو دنوں کے برعکس اس گھر میں آج انسانی وجود سانس لے رہا تھا. حجر جو پرسوں سے مور کے گھر گئ تھی آج صبح مور سے بڑی مشکل سے اجازت لے کر واپس آئی تھی. مور اس کے واپس جانے پر راضی نہیں تھیں بقول ان کے

"پرسوں تو تم آئی تھی اور کل کا دن پھر تم نے اپنے دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کرنے میں گزارا تھا اور آج کا دن شروع ہوتے ہی تمھے گھر جانے کی بے چینی لگ گئ ہے۔ ایک دن ہمارے ساتھ گزار کر ہم پہ احسان عظیم کرنے کی ضرورت نہیں تھی"

حجر نے ان سے جلد آنے کا وعدہ کر کے انہیں کسی طرح راضی کر ہی لیا تھا اور اب وہ اپنے گھر میں کھڑی آج کے دن کا لائحہ عمل سوچنے میں مصروف تھی. ایک فیصلے پر پہنچ

کر اس نے راہداری کے اختتام میں بیڈ روم کے سامنے بنے کمرے کا رخ کیا. یہ اس کی ریسرچ لیب تھی جہاں وہ زیادہ تر کیس کے ریکارڈ تیار کرتی تھی اور اس لیب میں موجود سب نمونے بھی معائنہ کرنے کے لیے ہی یونیورسٹی کی طرف سے اسے دیے گئے تھے. لیب کی لائٹس آٹو میٹک تھیں اس لیے جیسے ہی اس نے لیب میں قدم رکھا لائٹ آن ہو گئیں. انسانی جسم کے سپیسیمن کی موجودگی کے باعث لیب خاصی ہولناک دکھتی تھی. جر نے بائیں جانب دیوار کے ساتھ رکھی فولڈنگ چیئر اٹھائی اور اسے لیب کے وسط میں موجود ٹیبل کے قریب دھرا. کندھے پر پہنے بیگ میں سے اس نے فار اور سائمن کی دی ہوئی فائلز نکالیں. سائمن کی فائل اس نے لاپرواہی سے ٹیبل پر رکھی فائلوں کے ساتھ رکھ دی اور فار کی دی ہوئی فائل کھول کر اپنے سامنے رکھی. بیگ میں سے اپنی گلاسز نکال کر کالی آنکھوں پر لگائیں اور ہلکا سا جھک کر دونوں بازو ٹیبل پر ٹکاتے ہوئے فائل کا مطالعہ کرنے لگی.

"15 ستمبر, 1993" فائل کے پہلے صفحے پر لکھی ڈیٹ پر نظر پڑتے ہی اس نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔

"آج سے چھبیس سال اور دو مہینے پہلے کی تاریخ"

New Era Magazine

"ڈاکٹر کے معائنے کے مطابق اس وقت میری عمر قریباً ایک سال اور ایک ماہ تھی۔" وہ خود کلامی کے انداز میں بول رہی تھی۔

"منہ پر انگلیوں کے نشانات اور جسم پر چھوٹے چھوٹے زخم تھے جیسے کسی نے اپنی فرسٹریشن نکالنے کی کوشش کی ہو اور پھر اس وجود سے چھٹکارا پانے کے لیے اسے وہاں سڑک پر پھینک دیا ہو۔" اس نے زخموں کی تصویروں کو دیکھتے اس انداز میں کہا جیسے وہ اپنے نہیں کسی اور کے بارے میں بات کر رہی ہو۔

"زخموں کے نشانات سے واضح ہے کہ یہ کسی اناڑی کا کام ہے اور جسم پر ایک دو جگہ ناخن کے نشان بھی تھے اور ناخنوں کا سائز کسی دس سے پندرہ سال کے بچے کا تھا۔" چھوٹے چھوٹے ناخنوں کے نشانات والی تصویر ہاتھ میں پکڑے اس نے خود کلامی کی۔

"صبح کی روشنی میں اس علاقے سے کچھ دور ایک دلدلی علاقے میں قدموں کے نشانات دیکھے گئے اور یہ نشانات بھی کسی بچے کے قدموں کے تھے۔ دونوں شواہد سے یہ بات تو ظاہر تھی اس کو زخمی حالت میں وہاں پھینکنے والا کوئی بچہ تھا مگر ایک بات جو غیر معمولی تھی وہ یہ تھی دلدلی علاقے سے ملنے والے دونوں پاؤں کے نشانات میں فرق تھا۔ دائیں پاؤں کے جوتے کا سائز بڑا تھا اور بائیں پاؤں کے جوتے کا سائز چھوٹا تھا۔ تقریباً ساٹھ فیصد آبادی کے پیروں میں فرق ہوتا ہے اور ان میں سے اسی فیصد آبادی کا

بایاں پاؤں بڑا ہوتا ہے مگر یہ فرق بہت کم ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے دونوں پیروں میں الگ الگ سائز کے جوتے پہننے کی ضرورت نہیں پڑتی."

فائل کے اگلے صفحے پر کارگو شپ کی ٹکٹ تھی جس پر صرف اس کا نام اور مذہب والا حصہ نظر آ رہا تھا باقی کے حصے کو کالی سیاہی سے رنگ دیا گیا تھا. حجر نے کئی مرتبہ کالی سیاہی کے نیچے چھپے حروف پڑھنے کی کوشش کی مگر کرنے والے نے یہ کام بڑی مہارت سے کیا تھا.

"کارگو کے ٹکٹ پر میرا نام یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرا تعلق کسی اور ملک سے ہے اور کارگو شپ کے ذریعے مجھے دبئی لایا گیا تھا۔" دو انگلیوں کے درمیان شپ کا ٹکٹ کو گھماتے ہوئے وہ بولی

"لایا تو وہ شخص مجھے کہاں سے لایا؟"

"چھوٹی بچی کو ایک ملک سے دوسرے ملک لانا کسی بچے کا کام نہیں ہے اس لیے مجھے لانے والا کوئی اور تھا اور وہاں اندھیرے میں مجھے مار کے پھینکنے والا کوئی اور۔۔۔۔"

"اور اس بچے کو مجھ سے ایسی کیا دشمنی تھی کہ وہ مجھے زخمی کر کے وہاں پھینک گیا؟ کون سی فرسٹریشن تھی جو اس نے مجھ پر نکالی؟"

"پھینکا تو پھینکا مگر میرا نام اور مذہب چھوڑ کر باقی ساری معلومات سیاہی سے رنگ کر وہ ٹکٹ وہاں پھینکے کی کیا منطق تھی؟"

"وہ بچہ جانتا تھا کہ میں زندہ ہوں تبھی تو اس نے جان بوجھ کر وہ ٹکٹ وہاں پھینکا تھا مگر اگر مجھے زندہ ہی چھوڑنا تھا تو پہلے مجھے اتنا زخمی کیوں کیا؟"

یہ وہ سوالات تھے جو پوری فائل پڑھنے کے بعد حجر کے ذہن میں آئے تھے اور ان سوالات کے جوابات اس کو خود تلاش کرنے تھے. فائل بند کر کے اس نے گہری سانس لی اور پھر لمحوں میں فیصلہ کر کے وہ لیب سے باہر نکلی اور لاؤنج میں ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھا کر اس نے ہیری نام سے سیو نمبر ملایا. پوری بیل ہونے باوجود دوسری جانب سے فون نہ اٹھانے پر اس نے ماتھے پر تیوری چڑھاتے ہوئے اسی نمبر پر میسج کیا

"فون اٹھاؤ"

"سوری میم میں آپ کا فون ریسیو نہیں کر سکتا۔" دوسری جانب سے جواب آیا۔

"کیوں کیا مسئلہ ہے تمھے فون اٹھانے میں؟"

"آپ نے خود ہی منع کیا تھا۔"

"اب بھی میں ہی کہہ رہی ہوں اس لیے شرافت سے فون اٹھاؤ ہیری۔" حجر دانت پیستے ہوئے بولی۔

"سوری میم میں نہیں اٹھا سکتا۔آپ نے ابھی ایک ہفتہ پہلے ہی مجھے ایک مہینے کی چھٹی دی تھی ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ پچھلے ایک سال میں مسلسل تمہاری شکل دیکھ کر اور تمہاری آواز سن کر تھک گئیں ہوں اس لیے اب ایک مہینے سے پہلے نہ مجھے اپنی شکل دکھانا نہ آواز سنانا۔"ہیری نامی شخص نے ایک ہفتہ پہلے کہی ہوئی اس کی باتیں دہرائیں۔

"دماغ خراب ہو گیا تھا تب میرا اس لیے اس دن الٹا سیدھا بول گئی تھی۔اب اچھے اسسٹنٹ کی طرح اپنی میم کی بات مانو اور فون اٹھاؤ۔"

"سوری میم"اس نے مودب انداز میں معذرت کی

"کمال کے ڈھیٹ واقع ہوئے ہو مگر کوئی نہیں سامنے آؤ ذرا میرے پھر تمہے اچھے سے بتاؤ گی کیا کہا تھا میں نے۔ابھی کے لیے تم میری کل صبح کی دبئی کی ٹکٹ بک کرواؤ۔"

"بس ایک ہی ٹکٹ بک کرونی ہے نا؟"ہیری نے تصدیق کرنی چاہی

"جی ایک ہی کروانی ہے۔تمہاری ضرورت نہیں ہے اس لیے تم کرو چھٹیاں انجوائے۔"حجر جل کر بولی

"شکریہ میم۔۔۔فلائٹ کی ڈیٹیلز میں آپ کو سینڈ کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" حجر نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا. ہیری جینی کا کزن تھا اور جینی کے توسط ہی اس کی حجر سے ملاقات ہوئی تھی. ہیری یونیورسٹی میں اس سے جونیر تھا اس لیے ٹرینی کی حیثیت سے حجر کے ساتھ کام کر رہا تھا.

ہیری سے بات کرنے کے بعد فون اس نے دوبارہ ٹیبل پر رکھا اور خود کچن میں جا کر کافی بنانے لگی. کافی کا کپ ہاتھ میں لیے وہ دوبارہ لیب میں گھس گئی. ایک دفعہ دوبارہ فار کی دی ہوئی فائل کو دیکھنے کے بعد وہ ہاتھ میں فائل لیے لیب کی اس دیوار کی جانب بڑھی جہاں گردے اور کھوپڑی والے فریزرز کے درمیاں وائٹ بورڈ لگا تھا. بورڈ مار کر اٹھا کر اس نے فائل کی چیدہ چیدہ باتیں بورڈ پر لکھیں اور ساتھ فائل میں موجود تمام تصویریں بھی بورڈ پر چسپاں کیں پھر اس نے اغواہ کرنے والے کو فرسٹ پرسن اور زخمی کرنے والے کو سیکنڈ پرسن کا نام دیا.

Observation:(مشاہدات)

"کارگو کے ذریعے بچی کو لانا" (فرسٹ پرسن)

"اس پر اپنی فرسٹریشن نکالنا" (سیکنڈ پرسن)

"اس کو زخمی حالت میں سنسان علاقے میں پھینکنا" (سیکنڈ پرسن)

New Era Magazine

حجر نے آبزرویشن کی ہیڈنگ کے نیچے یہ تین پوائنٹ لکھے اور ان کے آگے ان سے متعلقہ تصویریں چسپاں کیں. پھر اس نے اگلی ہیڈنگ بنائی

(مفروضات): Hypothesis

"کارگوشپ کے ذریعے بچی کو بغیر اس کے ماں باپ کے ایک ملک سے دوسرے ملک لانا کسی عام انسان کا کام نہیں ہے۔فرسٹ پرسن ضرور کارگو کریو کا حصہ ہو گا."

"فرسٹ پرسن کا اصل مقصد بچی کو اغواہ کرنا نہیں تھا کیونکہ اگر اس کا مقصد بچی کو اغواہ کرنا ہوتا تو اسے اغواہ کرنے کے بعد وہ اسے سیکنڈ پرسن کے سپرد نہ کرتا."

"فرسٹ پرسن بحری سفر کرنے کا عادی ہے اس لیے وہ بے خطر ہو کر اس بچی کو اس کے ملک سے دوسرے ملک لے آیا۔"

مفروضات لکھنے کے بعد اس نے وہ پہلو الگ کر کے لکھے جو مبہم تھے

"فرسٹ پرسن اور سیکنڈ پرسن کے درمیان رشتہ"

"اغواہ کار کا اصل مقصد"

"سیکنڈ پرسن کی فرسٹریشن کی وجہ"

ان مبہم سوالوں کو بورڈ پر لکھ کر وہ کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی اور غور سے بورڈ پر لکھے ایک ایک لفظ کو پڑھ کر ذہن نشین کرنے لگی. اس کام سے فارغ ہو کر وہ فائل کو ٹیبل پر

New Era Magazine

رکھ کر لیب سے باہر نکل آئی۔ لیب کے سامنے موجود اپنے بیڈروم سے لیپ ٹاپ لے کر وہ لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔ ٹانگیں دراز کر کے اس نے سینٹر ٹیبل پر رکھیں اور ٹانگوں پر کشن رکھ کر لیپ ٹاپ اس پر ٹکایا۔ جیسے ہی اس نے لیپ ٹاپ آن کیا ہنٹر گیم کی سائٹ کھل گئی کیونکہ اُس رات حجر نے بیزار ہو کر شٹ ڈاؤن کیے بغیر ہی لیپ ٹاپ کی اپر لڈ بند کر دی تھی۔ ہنٹر گیم کی سائٹ دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اس کا دل کیا کہ گیم لاگ ان کر کے اگلا لیول کھیل لے کیونکہ اس کا پلیئر اب تک آٹھ گھنٹوں کی قید سے آزاد ہو گیا ہو گا مگر پھر اپنی اس خواہش پر قابو پاتے ہوئے اس نے دبئی کے متعلق ریسرچ کرنی شروع کر دی۔

وہ اپنے شعبے کی وجہ سے بہت سے ممالک گئی تھی مگر وہ سب ملک امریکہ یا یورپ براعظم کے تھے۔ براعظم ایشیاء کے کسی ملک جانے کا یہ اس کا پہلا اتفاق تھا اس لیے وہ وہاں جانے سے پہلے وہاں کے رہن سہن کے بارے میں جاننا چاہتی تھی تاکہ وہاں جا کر وہ اجنبیت محسوس نہ کرے۔ دوسرے ممالک کے سفر کے دوران وہ ہمیشہ "جیسا دیس ویسا بھیس "معقولے پر عمل کرتی تھی۔ اسے قطار کے بیچ رہنا پسند تھا کیونکہ قطار کے شروع اور آخر کے لوگ دوسروں کی نظروں میں ہوتے ہیں۔ خود کو اجاگر کرنا اس کا مقصد کبھی نہیں رہا تھا۔

ایک گھنٹہ دبئی کے متعلق ریسرچ کر کے وہ بہت حد تک دبئی کے متعلق جان چکی تھی. اس سفر کے لیے وہ پرجوش تھی اور پرامید بھی۔۔۔پرجوش وہ اس لیے تھی کیونکہ وہ پہلی مرتبہ کسی مسلم ملک جارہی تھی اور پرامید اس لیے تھی کیونکہ وہ خود کو منزل کے بہت قریب محسوس کر رہی تھی مگر ایک بات جس سے وہ ناآشنا تھی۔۔۔وہ یہ ہے کہ دبئی ایک صحرائی ملک ہے اور صحرا منزل تک پہنچانے کی بجائے نخلستان کا سراب دکھا کر انسان کو گمراہ کرتے ہیں.

بھوک کا احساس ہونے پر اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور فریج کی جانب بڑھی. فریج کا دروازہ کھولتے ہی خالی فریج کو دیکھ کر اس کے منہ کے زاویے بگڑے۔یہ سب اس کی دوستوں کی مہربانی تھی جنہوں نے تین دن پہلے اس کے گھر دھاوا بول کر اس کی ایک ہفتے کی خوراک کا ایک دن میں صفایا کیا تھا.بیزار سی شکل بنائے اس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے پانچ بجا رہی تھی پھر لاؤنج کی کھڑکیوں سے پردہ ہٹا کر موسم کا جائزہ لینے لگی. سردی دیکھ کر گھر سے نکلنے کو اس کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے گروسری کے لیے جانے کا فیصلہ کیا.بیڈروم میں بنی کلوزیٹ سے اس نے کاؤل نیک پونچو نکال کر فل سلیوز ٹی شرٹ پر پہنا اور ساتھ ہی بی نی ہیٹ سے اپنا سر ڈھانپا.دروازے کے قریب بنے مڈروم سے اس نے کینوس شوز پہنے اور کی

ریک سے ایک چابی اٹھا کر وہ گھر سے باہر نکلی. ہاتھ میں پکڑی چابی سے اس نے پورچ میں کھڑی اپنی بائی سائیکل کا کیبل لاک کھولا اور سائیکل کو سڑک پر لا کر چلانے لگی.

تیز رفتار سے سائیکل چلانے کی وجہ سے اس کے بال ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے مگر وہ ان کی پرواہ کیے بغیر دونوں ہاتھوں سے ہینڈل تھامے سائیکل چلانے میں مصروف تھی.

گروسری سٹور پہنچ کر اس نے اپنی سائیکل کھڑی کی اور سٹور کے اندر چلی گئی. وہ مختلف چیزوں سے گروسری کارٹ کو بڑھنے میں مصروف تھی جب اس کا فون بجا. ایک ہاتھ سے کارٹ کو تھامتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے فون جینز کی پوکٹ سے نکالا.

سکرین پر سائمن کا نام روشن دیکھ کر اس نے فون اٹھایا

"ہالو! کیسی ہو؟" سائمن بولا

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم بتاؤ فون کیوں کیا؟"

"ویسے ہی فارغ تھا سوچا تمہارا حال چال پوچھ لوں۔"

"کام کی بات بتاؤ سائمن۔"

"پہلے تم مجھے یہ بتاؤ ہو کہاں؟ پیچھے سے شور کی بہت آواز آ رہی ہے۔" سائمن نے سوال کیا

"گروسری کرنے کے لیے قریبی سوپر سٹور آئی ہوں۔"

"تم گروسری کر کے فارغ ہو جاؤ پہلے۔۔۔میں آدھے گھنٹے بعد کال کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"فون بند کر کے وہ کاؤنٹر کی جانب بڑھی تاکہ بل بنوا سکے. سامان کو اس نے اپنی سائیکل کے آگے بنی ٹوکری میں رکھا اور واپسی کے سفر پر گامزن ہوئی. آدھے پونے گھنٹے میں وہ گروسری کر کے واپس بھی آ گئی تھی. سارے سامان کو فریج میں لگایا. پھر ہاتھ میں کپ نوڈلز لیے وہ صوفے پر اسی انداز میں دوبارہ بیٹھ گئی جس طرح پہلے بیٹھی تھی. کپ نوڈلز کھاتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ آن کیا۔ دبئی سے متعلق پیجز بند کر کے اس نے ہنٹر گیم لاگ ان کی. آج کے دن کا کام وہ ختم کر چکی تھی اس لیے اب وہ آرام سے گیم کھیل سکتی تھی.اس کا پلیئر اب اس کال کوٹھری کی بجائے نیلے آسمان تلے کھڑا تھا. سٹارٹ کا بٹن دباتے ہی وہ گیم کی افسانوی دنیا میں داخل ہوئی. اس کے سامنے جدید طرز کی ٹرین کھڑی تھی جس پر واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ دوسرے لیول کے کھلاڑی اس میں داخل ہو جائیں۔

اپنی لال رنگ کی پوشاک سمبھالتے ہوئے وہ ٹرین میں سوار ہوئی. ٹرین کہ اس ڈبے میں تقریباً تیس کھلاڑی بیٹھے تھے. مختلف میدانوں, پہاروں اور ٹنلز سے گزرتے ہوئے ٹرین اپنے سفر پر رواں دواں تھی. حجران مناظر کو مسحوریت سے تک رہی تھی. گیم کے گرافکس اس قدر کمال تھے کہ ان مصنوعی مناظر پر حقیقت کا گمان ہوتا تھا.

جب ٹرین دریا پر بنے پل پر سے گزری تو اچانک سے بازوں کا غول ٹرین میں داخل ہوا. ان بازوں کو دیکھ کر حجر بھونچا گئی. وہ باز تو بغیر کسی پر حملہ کیے واپس چلے گئے تھے مگر ٹرین میں بیٹھے سبھی کھلاڑی چوکنا ہو گئے تھے. کچھ لمحوں بعد ٹرین کے رکنے کے ساتھ ہی ایک آواز سپیکر سے نکل کر ہوا میں بکھری

"سب کھلاڑیوں کو ہنٹر گیم کے دوسرے راؤنڈ "ہِڈن ٹریژر" میں خوش آمدید کہا جاتا ہے. جو پہلا راؤنڈ آپ نے کھیلا تھا وہ صرف وارم اپ کے لیے تھا. اصل گیم اب شروع ہو گی. اس راؤنڈ میں ہر ایک پلیئر کو پانچ پہیلیاں سلجھانی ہونگی اور پانچ علامات حاصل کرنی ہونگی۔ یہ علامات اگلا لیول پار کرنے میں آپ کی مدد کریں گی. جس نے سب سے پہلے ان پہیلیوں کو حل کیا اسے آٹھ گھنٹے کی قید سے نہیں گزرنا پڑے گا. امید ہے آپ سب جلد ہی اپنا ہڈن ٹریژر (علامات) حاصل کر لیں گے۔" اعلان کے ختم ہوتے ہی ٹرین میں اندھیرا چھا گیا. اس اندھیرے میں حجر نے مشعل کو اپنے قریب آتے دیکھا. مشعل جادوئی تھی تبھی خود بخود ہوا میں سفر کر رہی تھی. مشعل اس سے کچھ فاصلے پر رک گئی. حجر نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اس مشعل کو مٹھی میں قید کرنا چاہا مگر جیسے ہی اس کا ہاتھ مشعل کے قریب گیا اس مشعل کی روشنی میں ایک رقعہ واضح ہوا. وہ رقعہ پکڑ کر اسے مشعل کی روشنی میں پڑھنے لگی.

"سورج کی تلاش ہے

یہ پہلے پڑاؤ کا آغاز ہے

دیوتاؤں کی علامت ہے

یہ یونانیوں کا اعتقاد ہے"

رقعے پر یہ پہیلی لکھی تھی. اس نے جیسے ہی پہیلی پڑھ کر سر اُٹھایا وہ مشعل ایک سمت جانے لگی. حجر نے بھی اس مشعل کے پیچھے قدم بڑھائے. جیسے جیسے وہ آگے بڑھتی گئی اندھیرا ختم ہونے لگا اور مشعل کی روشنی مانند پڑتی گئی. حجر جو مشعل پر نگاہ جمائے ارد گرد سے بے نیاز چلے جا رہی تھی مشعل کے غائب ہونے پر چونک گئی اور ارد گرد کا جائزہ لینے لگی. روشنی میں ہر شہ واضح تھی. وہ اس وقت قدیم زمانے کے بازار میں موجود تھی جہاں مختلف لوگ سٹالز لگائے گاہکوں کو سبزیاں اور پھل بیچنے میں مصروف تھے. سب لوگ اس کی طرح پوشاک میں ملبوس تھے. ہر شخص کا چہرہ دوسرے شخص سے مختلف تھا. ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد حجر نے اس رقعے کو کھولا اور اس پر لکھی پہیلی کو غور سے پڑھنے لگی کیونکہ پہیلی کے اندر ہی اسے سلجھانے کا طریقہ چھپا ہوتا ہے۔

"سورج, یونان, دیوتا" اس نے پہیلی کے تین اہم لفظوں کو خود کلامی کے انداز میں پڑھا. یونان کا ذکر وہ کتابوں میں پڑھ چکی تھی اس لیے وہ ان کے رسم ورواج سے واقفیت رکھتی تھی.

"یونانیوں کا اعتقاد"

"سورج, دیوتا"

اس نے پہیلی کی سب سے آخری سطر پڑھ کر اوپر والی سطروں کے اہم لفظوں سے اس کو ملایا۔

"یونانی لوگ دیوتاؤں پر یقین رکھتے تھے سورج, دیوتا..... مطلب سورج کا دیوتا آپولو Apollo"

"اپولو..." وہ وہیں بازار میں کھڑی اپنے ذہن میں پہیلی کو حل کرنے کے لیے جوڑ توڑ کرنے میں مصروف تھی. آخری سطر میں سے جواب تلاش کرنے کے بعد وہ اس سے اوپر والی سطور کی جانب بڑھی.

"دیوتاؤں کی علامت ہوں... یعنی سورج کے دیوتا آپولو کی علامت"

"آپولو کا سمبل پڑھا تھا بچپن میں۔۔۔اگر مجھے پتا ہوتا کہ بڑے ہو کر ایک گیم کے دوران مجھے اس سمبل کی ضرورت پڑنے والی ہے تو بچپن میں اچھی طرح رٹا لگا لیتی۔" حجر نے جل کر کہا. وہ اس وقت اس سمبل کو یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی.

"'یو۔۔ شکل کا تھا وہ سمبل.... موسیقی کے آلے طرح... کیا نام تھا اس کا؟

".....lyre "

"لائر۔۔۔قدیم زمانے کا بربط" نام یاد آنے پر اس نے لمبی سانس خارج کی.

"علامت کا تو پتا چل گیا ہے مگر یہ علامت اب ملے گی کہاں؟" حجر نے کہتے ساتھ ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھا. ٹرین میں موجود جن لوگوں نے اس کے ساتھ دوسرے لیول کا آغاز کیا تھا ان میں سے ایک بھی چہرہ اسے اس بازار میں نظر نہیں آیا تھا. ہر ایک پلیئر کو الگ جگہ بھیجا گیا تھا۔ حجر نے کان کے قریب لگے آلے کو دبایا تو ایک سکرین اس کی نظروں کے سامنے ابھری. اس سکرین کے ایک جانب سب پلیئر کی کارکردگی واضح تھی. اب تک انیتس کھلاڑیوں میں سے صرف ایک نے پہلی پہیلی حل کی تھی. سکرین کے دوسری جانب اس علاقے کا نقشہ تھا جہاں اسے بھیجا گیا تھا.

دوسرے کھلاڑیوں کو بھی پہلی پہیلی پہ اٹکے دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ وہ اکیلی ہی بچپن

میں نالائق نہیں تھی باقی سب بھی اس کی طرح کے تھے. علامت کی جگہ پتا لگانے کے لیے اس نے ایک دفعہ پھر پہیلی کو غور سے پڑھنا شروع کیا

"سورج کی تلاش ہے" پہلی سطر پہ حجر کا ماتھا ٹھنکا.

"سورج کی تلاش؟.... سورج تو خلا میں ہے اسے کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے؟۔۔۔ مگر اس کے عکس کو تو تلاش کیا جا سکتا ہے نا.... کہاں ظاہر ہوتا ہے سورج کا رفلیکشن؟"

"پانی میں، شیشے میں یا پھر کسی بھی ہموار سطح پر جس کو پالش کیا گیا ہو۔" وہ خود سے سوالات کرتی پھر ان کا جواب بھی خود ہی تلاش کر رہی تھی.

"پانی؟.... پانی میں علامت نہیں ہے کیونکہ اگر علامت پانی میں ہوتی تو مجھے پانی کے قریب کسی علاقے میں بھیجا گیا ہوتا جبکہ میں اس وقت پانی سے بیس پچیس کلو میٹر دور ہوں۔" حجر میپ میں پانی تلاش کرنے کے بعد خود کلامی کے انداز میں بولی۔

"شیشہ... دوسرا آپشن بھی سہی نہیں ہو سکتا کیونکہ قدیم زمانے میں تو شیشے ہوا ہی نہیں کرتے تھے۔ شیشوں کی جگہ قدیم زمانے کے لوگ ہموار لوہے کو پالش کر کے انہیں زیر استعمال لایا کرتے تھے۔"

"ہاں۔۔۔ ہموار لوہے میں سورج کا عکس نظر آتا ہے۔" اس خیال کے ذہن میں آتے ہی اس نے بازار میں لوہار کی دکان ڈھونڈنی شروع کر دی. جلد ہی اسے لوہار کی دکان

دکھائی دی. لوہار نے گاہکوں کی توجہ کھینچنے کے لیے ایک لوہے کو خوبصورتی سے پالش کر لے اپنی دکان کے باہر لگایا تھا جس میں چمکتے سورج کا عکس واضح نظر آ رہا تھا. حجر نے دکان کے اندر قدم رکھا اور اپنا رقعہ اس نے لوہار کی نظروں کے سامنے لہرایا. لوہار نے ایک نظر اس رقعہ کو دیکھا پھر قریب رکھے تین فٹ کے ڈبے کو کھولا۔ اس ڈبے میں سے تیز روشنی کی شعائیں نکل کر حجر کی آنکھوں سے ٹکرائیں. اس روشنی کی شعاؤں سے بچنے کے لیے اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے بائیاں ہاتھ رکھا. کچھ لمحوں بعد روشنی کی شدت میں کمی واقع ہوئی تو حجر نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اس ڈبے کی جانب دیکھا جس میں یو شکل کا لائر جگمگا رہا تھا. حجر نے اپنا ہاتھ لائر سے کچھ فاصلے پر کیا تو لائر خود بخود اس کے پاس آ گیا اور ساتھ ہی حجر کے آنکھوں کے سامنے سکرین ابھری جس پر یہ الفاظ درج تھے۔

"آپ اپنی پہلی پہیلی حل کرنے میں کامیاب رہی ہیں. آپ کا شمار اب ان کھلاڑیوں میں ہوگا جو دوسری پہیلی کی تلاش میں ہیں۔" سکرین کے غائب ہوتے اس کے گرد پھر سے اندھیرا چھا گیا. جس میں اس مشعل نے پھر سے اپنی روشنی بکھیری اور اس روشنی میں ایک رقعہ واضح ہوا جس پر دوسری پہیلی لکھی تھی

"صلیب بھی ہوں اور نہیں بھی

New Era Magazine

پاؤ گے مجھ کو کہیں بھی

قدیم مصریوں کا ہوں نشاں

کالی زمین میں ہوں دبا"

"کاش کے بچپن میں ہسٹری کی کتاب میں لکھی قدیم تہذبوں کو میں نے توجہ سے پڑھا ہوتا.... خیر اب رونے کا کیا فائدہ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت "پہیلی پڑھنے کے بعد حجر جل کر بولی. اس مرتبہ اس مشعل نے اسے ایک مصری طرز کے بنے دربار میں پہنچایا تھا.

"صلیب, وہ چیز جو ہر جگہ ہو, مصریوں کا نشاں, کالی زمیں "اس نے اس پہیلی کو بھی پہلے طریقے سے ہی حل کرنا چاہا مگر اس دفعہ اس کا طریقہ کارآمد ثابت نہیں ہوا کیونکہ پہیلی کی چاروں سطر میں موجود اہم الفاظ ملانے سے کوئی مطلب واضح نہیں ہوا تھا.

"صلیب بھی ہوں اور نہیں بھی.... صلیب مطلب "کراس "۔۔۔ کہیں یہ عیسائیوں والا کراس تو نہیں؟ "اس نے خود سے سوال کیا۔

مگر یہ تو مصریوں کا نشاں ہے عیسائیوں کا نہیں "اپنے سوال کا جواب اس نے خود ہی تلاش کیا۔

"صلیب ہونا بھی اور نہیں بھی... مطلب کراس کے چاروں بازوؤں میں سے ایک یا دو بازو دوسری بازوؤں سے الگ دکھتی ہوں گی۔"

"پاؤ گے مجھ کو کہیں بھی..... کون سی ایسی چیز ہے جو ہر جگہ موجود ہو؟"

"زندگی"

"قدیم مصریوں کا ہوں نشاں" حجر نے تیسری سطر پڑھی تو اس کے ذہن میں جھماکا ہوا

"Ankh....."

"ایسا صلیب جسے قدیم مصری زندگی کا نشاں مانتے تھے... انکھ... کراس آف لائف"

"انکھ ہی ہو گی یہ علامت کیونکہ انکھ صلیب کی طرح کا ہی ہوتا ہے مگر اس کا ایک بازو گول ہوتا ہے۔"

"کالی زمین میں ہوں دبا" اوپر والی تین سطر حل کر کے وہ آخری سطر کی جانب بڑھی جس میں اس جگہ کا بتایا گیا تھا جہاں انکھ چھپا تھا۔

"کالی زمین؟ مطلب بلیک لینڈ..... قدیم زمانے میں مصر میں دریائے نیل کے کنارے موجود زرخیز زمین کو بلیک لینڈ کہا جاتا تھا۔" حجر کی ذہن میں اس کے کورس کی کتاب کی وہ لائن گونجی جس سے اسے اس پہیلی کو حل کرنے والی آخری کڑی ملی۔ اس نے فوراً سے میپ کھولا اور بلیک لینڈ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ وہ زمین زیادہ دور

New Era Magazine

نہیں تھی اس لیے وہ جلد ہی وہاں پہنچ گئی مگر وہاں جانے کے بعد جو نیا مسئلہ سامنے آیا تھا وہ یہ تھا کہ اتنے بڑے رقبے پر پھیلی اس زمین کے کس حصے میں انکھ دبا ہو گا؟ حجر نے ایک نگاہ دور دور تک پھیلی اس زمین پر ڈالی تو ایک جگہ اسے روشنی دکھائی. وہ اس روشنی کے قریب گئی اور وہاں کھدائی کرنے لگی. جیسے جیسے وہ کھدائی کرتی گئی روشنی تیز ہوتی گئی. قریباً دو فٹ کھدائی کرنے کر بعد اسے لگا کہ اس کے ہاتھ سے کوئی سخت شہ ٹکرائی ہے. وہ سخت شہ ایک چمکتا ہوا انکھ تھا جس کی روشنی دور دور تک پھیلی تھی. انکھ ملتے ہی پہلے والا پیغام دوبارہ سے ظاہر ہوا اور اسے ایک نیا رقعہ دیا گیا. جس پر اس کی تیسری پہیلی درج تھی

"نیلا آسماں نیلی زمیں

اک سانپ ہے اس کا مکیں

قدیم مصریوں کا ہے یقیں

لا محدودیت کا ہے امیں"

"یہ ساری مشکل پہیلیاں مجھے ہی مل رہی ہیں یا باقیوں کی پہیلیاں بھی اتنی ہی مشکل ہیں؟" پہیلی پڑھ کر حجر کے ذہن میں سوال آیا

New Era Magazine

"اگر کبھی زندگی میں میری ملاقات ہوئی نااس گیم کو بنانے والے سے تو پوچھوں گی ضرور کے یہ الٹی سیدھی پہیلیاں ڈالنے کی منطق کیا تھی؟"اسے غصہ گیم ڈویلپر پہ آرہا تھا۔

"چلو خیر کرتے ہیں کوشش اس پہیلی کو حل کرنے کی"

"نیلاآسماں نیلی زمین....لوجی پچھلی پہیلی میں زمین کو کالا کر دیا تھااوراس پہیلی میں زمین کو نیلا کر دیا ہے۔ بھلازمین بھی کبھی نیلے رنگ کی ہوئی ہے؟"

"نیلے رنگ کا تو پانی ہوتا ہے۔"

"ہاں...نیلاآسماں نیلی زمین۔۔۔۔ مطلب پانی"وہ پرجوش ہو کر بولی۔

اس دفعہ پہیلی میں علامت کی بجائے پہلی سطر میں علامت کا مقام بتایا گیا تھا۔

"اک سانپ ہے اس کا مکیں....سانپوں نے کب سے پانی میں رہنا شروع کر دیا۔یقیناً گیم بنانے والا دماغی مریض ہے تبھی تو الٹی سیدھی پہیلیاں لکھی ہیں۔"گیم ڈویلپر کو کوسنے کا سیشن شروع ہو چکا تھا۔

"قدیم مصریوں کا ہے یقیں....بار بار مصریوں کی علامات کا ہی پوچھا ہے۔ بھلاہماری یعنی کہ ناروے(نارس)کی علامات پہیلیوں میں پوچھ لیتے۔ فرفر جواب دینا تھامیں نے ان کا۔۔۔خیر"

New Era Magazine

"لا محدودیت کا ہے امیں.... لا محدودیت مطلب انفینٹی. انفینٹی کا سمبل تو الجبرا میں بھی پڑھا تھا. آٹھ کے ہندسے کی شکل کی ہوتی ہے یہ علامت۔"

"مصر میں اس علامت کا مطلب نہیں معلوم مجھے۔" حجر بے بسی سے بولی پھر اس نے سکرین آن کی اور دوسرے کھلاڑیوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا. اب تک صرف ایک ہی پلیئر نے تیسری پہیلی حل کی تھی اور پانچ کھلاڑیوں نے ہیلپ لائن کی مدد سے پہیلی حل کی تھی. ہیلپ لائن آپ کو پہیلی کو حل کرنے کا ہنٹ دیتی ہے مگر ہیلپ لائن کی مدد لینے کا نقصان یہ ہے کہ اگر آپ مدد لے کے گیم سب سے پہلے جیت جاتے ہیں تو آپ کی جیت قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی آپ کی قید ختم ہوتی ہے.

حجر کی پر سوچ نگاہیں ہیلپ کے بٹن پہ جمی تھیں. کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے ہیلپ لینے کا فیصلہ کیا کیونکہ پہیلی میں دی ہوئی علامت کا ذکر اس نے کبھی نہیں سنا تھا. اس کے بٹن دباتے ہی اس کے قریب ایک آواز گونجی۔

"Ouroboros"

"اس پہیلی کا جواب اوروبورس ہے۔۔۔یہ آٹھ کے ہندسے کی شکل کی علامت ہے جس میں سانپ اپنی دم کو کھا کر لا محدودیت اور پیدائش اور موت کے چکر کی عکاسی کرتا ہے."

"تف ہے تم پہ حجر...اتنی آسان پہیلی کا جواب تم تلاش نہیں کر سکی" پہیلی کا جواب سن حجر کو اپنی نالائقی کا افسوس ہونے لگا تھا. خود کو جی بھر کے ملامت کرنے کے بعد اس نے نقشہ نکالا اور قریب ترین پانی کے ذخائر کی جانب سفر شروع کر دیا. وہ ایک ندی تھی جس کی چوڑائی تقریباً تین فٹ تھی. اس نے ندی میں غوطہ لگایا تو ندی کے ناہموار فرش کے قریب اسے چمکتا ہوا وروبورس دکھائی دیا. اسے حاصل کرنے کے بعد اس کا رخ اگلی پہیلی کی طرف تھا. اس دفعہ رقعے پہ لکھے الفاظ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک اور لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ در آئی

"ہوں میں حصہ نارس کے روایتی قصوں کا

ہوں میں نشاں گرج چمک کے دیوتا کا

ڈیرا ہے میرا وہاں، جہاں تھا بسیرا پریوں کا"

اس کی مسکراہٹ پہیلی میں نارس لفظ کے باعث تھی. قدیم زمانے میں ناروے اور اسکینڈینیویا کو نارس کہا جاتا تھا. نارس دیوتاؤں کا ذکر وہ بچپن سے سنتی آئی تھی اس لیے یہ پہیلی حل کرنا اس کے لیے نہایت آسان تھا.

"گرج چمک کا دیوتا یعنی تھور۔۔۔اور تھور کا نشاں

Mjolnir....

میونر تھا۔ "میونر ایک ہتھورا نما افسانوی ہتھیار ہے جسے نارس کے دیوتا اپنے خفاظت کے لیے استعمال کرتے تھے. اسے سب سے زیادہ طاقتور ہتھیار مانا جاتا ہے. بہت سی کامک بوکس میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے.

"ڈیرا ہے میرا وہاں جہاں تھا بسیرا پریوں کا.... پریوں کا گھر یعنی

Land of Elves

لینڈ آف ایلوز۔ لینڈ آف ایلوز جسے Àlfheim کہا جاتا ہے یہ نارس کے روایتی قصوں میں موجود نو جہانوں میں سے ایک ہے. یہ سویڈن کے صوبہ Bohuslän اور ناروے کے صوبے Ostfold کے مشرقی حصے کا پرانا نام بھی ہے. منٹوں میں اس نے پہیلی حل کی, پریوں کے دیس کا سفر طے کیا اور Mjölnir اس زمین سے نکال لائی. اگلی پہیلی سب سے آخری تھی اور سب سے مشکل بھی

"آخری پڑاؤ آخری چنوتی

دیکھیے جیت کس کی ہے ہوتی

تلاشو مجھے اس میں جسے بنانے والے

کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی

دو باہمی مثلث ہوں میں جیسے

New Era Magazine

یہودیوں کی **علامت** ہے ہوتی"

"یہود کی علامت؟.....دو باہمی مثلث؟....وہ چیز جس کے بنانے والے کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی؟ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے؟"حجر نے سوالات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

"یہودیوں کی شہادت پر انہیں ایک نشاں دیا جاتا ہے کہیں یہ وہی والا نشان تو نہیں؟"

"وہ نشان تو ایک ستارے کی شکل کا ہوتا ہے جسے سٹار آف ڈیوڈ کہتے ہیں۔"اس کے ذہن کے پردے پر سٹار آف ڈیوڈ کی شکل ابھری۔

"سٹار بھی تو دو مثلث کو ایک دوسرے کے مخالف سمت رکھ کر بنایا جاتا ہے۔"کچھ دیر سٹار کی ساخت پر غور و فکر کرنے کے بعد اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"آدھی پہیلی تو حل ہو گئی ہے.یہودیوں کی علامت یعنی سٹار آف ڈیوڈ کا تو پتا چل گیا ہے مگر یہ علامت بر آمد کہاں سے ہو گئی۔"کافی دیر وہ اس چیز کے بارے میں سوچتی رہی جس کے بنانے والے کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی مگر کوئی ایسی چیز اس کے ذہن میں نہ آئی. تنگ آ کر اس نے کان کے قریب لگے آلے سے سکرین آن کی اور کھلاڑیوں کی کارکردگی دیکھنے لگی. تین پلیئر اب تک اس لیول کو پار کر چکے تھے جن میں سے پہلے نمبر پر آنے والا کھلاڑی تیسرے لیول کا آغاز بھی کر چکا تھا.

New Era Magazine

"حد ہے بھئی دنیا کے سارے ذہین انسانوں نے آج ہی کھیلنا تھا یہ لیول. کھیلنا تھا تو کھیلتے مگر سب سے پہلے لیول پار کر کے دوسروے کھلاڑیوں کو ان کی نالائقی کا احساس دلانے کی کیا ضرورت تھی؟ دل تو کر رہا ہے کہ ان تینوں کے گلے ہی دبا دوں۔" حجر اپنا غصہ ان کھلاڑیوں پر نکالنے میں مصروف تھی جب گلے دبانے کے الفاظ اس کے ذہن میں گونجے

"گلا دبانا مطلب مارنا... مرنے کے بعد انسان کو تابوت میں دفن کرتے ہیں... اور تابوت ہی وہ چیز ہے جس کے بنانے والے کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔" اس کے ذہن نے سہی موقع پر سہی انداز میں اس کا ساتھ دیا تھا. قبرستان جا کر اس نے سب سے روشن تابوت میں سے چمکتا ہوا سٹار آف ڈیوڈ نکالا اور ہنٹر گیم کے راؤنڈ ٹو "ہڈن ٹریژر" کو الوداع کہا. لیپ ٹاپ کی سکرین اندھیرے میں ڈوبی تو حجر جو گیم کی طلسمائی دنیا میں سفر کر رہی تھی حقیقی دنیا میں واپس لوٹی.

....

"آنی آج مجھے سنو کوئین والی کہانی نہیں سننی. مجھے ایسی کہانیاں اچھی نہیں لگتی۔" سنگل بیڈ پر لیٹے اس دس سالہ بچے نے کہا. وہ بچہ اس کوٹھری نما کمرے میں پڑے سنگل بیڈ پر اپنی آنی کے بازو پر سر رکھے لیٹا تھا۔

"آپ کو ایسی کہانیاں کیوں اچھی نہیں لگتی؟"

"یہ کہانیاں بہت بورنگ ہوتی ہیں. آپ آج مجھے کوئی مختلف کہانی سنائیں۔"

"آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کو کس قسم کی کہانی سننی ہے؟"

"مجھے ڈارک سٹوری سننی ہے. ایسی کہانی جس میں جنگ, نسل کشی, بچوں کے ساتھ بد سلوکی, خوفناک جرائم, دہشت گردی یا لوگوں کی اسمگلنگ ہو" اس بارہ سالہ بچے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر وہ عورت دنگ رہ گئی.

"ایسی کہانیوں کا ذکر آپ نے کہاں سے سنا ہے؟"

"وہ اندھیرا کمرہ جس میں میں بند رہا تھا وہاں مجھے ایک کتاب ملی تھی. اس کتاب میں بہت سی ڈارک سٹوریز لکھی تھیں۔"

"آپ کو ڈر محسوس نہیں ہوا انہیں پڑھ کے؟" عورت نے بے چینی سے سوال کیا۔

"جب میں نے پہلی مرتبہ وہ کہانی پڑھی تھی تب میرے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو گئی تھی اور سردی میں بھی پسینے سے نہا گیا تھا. کیا اس احساس کو ڈر لگنا کہتے ہیں؟"

"ہمممم۔۔۔اسے ہی ڈر کہتے ہیں" وہ عورت جواب دے کر کچھ دیر رکی پھر موضوع بدلتے ہوئے بولی

"اچھا مجھے یہ بتاؤ جب آپ اپنے مما بابا سے ملوگے تو کیا محسوس کروگے؟"

عورت کے سوال پر بچہ ٹھوڑی تلے ہاتھ ٹکا کر کچھ دیر سوچتا رہا. چہرے کے تاثرات سے ظاہر تھا کہ وہ اس سوال کا جواب تلاش نہیں کر پا رہا. پھر کچھ دیر بعد جھنجھلا کر بولا

"مجھے نہیں پتا میں کیا محسوس کروں گا.... آپ کو پتا تو ہے آنی مجھے احساسات کی پہچان ہے، نہ مجھ سے فیلنگز کا اظہار کیا جاتا ہے اور نہ ہی میں دوسروں کے احساسات کا اندازہ لگا پاتا ہوں اس لیے آپ مجھ سے احساسات کے متعلق سوال نہ کیا کریں" بچے کی بات سن کر اس عورت کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا

"میں اسی لیے تم سے فیلنگز کے بارے میں سوال کرتی ہوں تاکہ تم اپنے احساسات کو پہچاننے کی کوشش کرو. تمہیں اپنی اس کمزوری پر ابھی سے قابو پانا ہے اور ایک نارمل انسان کی طرح زندگی گزارنی ہے."

"میں کوشش کرتا ہوں آنی مگر ہر دفعہ میں اپنے احساسات کا اظہار کرنے میں ناکام ہو جاتا ہوں۔"

"اگر تمہیں احساسات کا زبان سے اظہار کرنا مشکل لگتا ہے تو تم اپنے عمل سے ان کا اظہار کر دیا کرو. اپنے احساسات کو کبھی دبانا نہ کیونکہ ایسا کرنے سے تم فرسٹریشن کا شکار ہو جاؤ گے۔"

"ایک بات اور۔۔۔۔ کبھی اپنی اس کمزوری پر قابو پانے کی کوشش ترک مت کرنا.
زندگی کے کسی بھی میدان میں ہار نہ ماننا کیونکہ ہار مان لینا انسان کی سب سے بڑی
کمزوری ہے۔"

"ایک دن تم سب سیکھ جاؤ گے۔"

"آنی جذباتی آگاہی سیکھنے سے نہیں آتی یہ قدرتی طور پر ہم میں موجود ہوتی ہے۔"

"کئی دفعہ زندگی میں ہونے والے واقعات ہماری جذباتی آگاہی کو متاثر کرتے ہیں.
جس وجہ سے ہمارے احساسات دھندلے پر جاتے ہیں اگر آپ کوشش کرو گے تو ایک
نہ ایک دن یہ دھند چھٹ جائے گی۔"

"کیا میں بچپن سے ایسا ہوں؟"

" بالکل نہیں. آپ پیدائشی طور پر ایک نارمل بچے تھے جو خوشی, غمی, ڈر, محبت,
انسیت جیسے احساسات سے واقف تھا اور ان کا اظہار کرنا بھی جانتا تھا. آپ بچپن میں
احساسات کے معاملے میں بہت ایکسپریسو ہوا کرتے تھے۔" آنی نے ایک نظر اس بچے
کی جانب دیکھا جو پھٹا پرانا لباس پہنے، اپنا گرد آلود چہرہ ان کی جانب ترچھا کیے توجہ سے
ان کی باتیں سن رہا تھا. آنکھوں کے نیچے ہلکے, گالوں کی ابھری ہوئی ہڈیاں اور دبلے
پتلے جسم سے ظاہر تھا کہ اس کو دی جانے والی خوراک اس کے لیے ناکافی ہے. سونے کا

چیچ منہ میں لیے پیدا ہونے والے اس بچے کو لٹے پھٹے حال میں دیکھ کر اس عورت کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں. اس عورت کا حال بچے سے مختلف نہیں تھا.

"حالات کی ستم ظریفی انسان کو عرش سے فرش پر لا پٹختی ہے۔"اس عورت نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا. اپنی آنی کو روتا دیکھ کر وہ بچہ بے چین ہوا پھر اس عورت کے ہاتھ کی پشت سہلانے لگا. یہ تسلی دینے کا انداز تھا زبان سے نہیں عمل سے.

"آنی ایک سوال کا جواب دیں گی؟" بچے نے اس عورت کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی

"کون سا سوال؟"اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اس عورت نے جواب دیا.

" کبھی کبھی مجھے وہم سا ہوتا ہے کہ موجودہ صورت حال پہلے بھی واقع ہوئی ہے. ایسا لگتا ہے جیسے میں اس صورت حال کو پہلے دیکھ چکا ہوں. ایسا کیوں محسوس ہوتا ہے؟"

"اس احساس کو ڈیجاوو کہتے ہیں. یہ فرانسیسی لفظ ہے جس کا مطلب 'پہلے سے دیکھا ہوا' ہے. کچھ ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ یہ عمل یادوں کے محرک ہونے کے ساتھ جڑا ہے جبکہ کچھ کا کہنا ہے جب دماغ کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک معلومات کی منتقلی میں لمحے کے ہزارویں حصے جتنی تاخیر ہو جاتی ہے تب دماغ کا ایک حصہ اس معلومات کو

دو مرتبہ وصول کر لیتا ہے. جس کی وجہ سے ہمیں لگتا ہے کہ ہم اس منظر کو پہلے بھی دیکھ چکے ہیں۔"آنی نے تفصیل بتائی۔

"کیا سارے لوگوں کو ایسا محسوس ہوتا ہے؟"

"ایک اندازے کے مطابق نوجوانوں میں ستر سے اسی فیصد لوگ اس تجربے سے گزرتے ہیں جبکہ اس سے بڑی عمر کے افراد میں پچاس سے ساٹھ فیصد لوگ اسے محسوس کرتے ہیں۔"

"میں تو بچہ ہوں پھر مجھے یہ احساس بار بار کیوں ہوتا ہے؟"

"آپ کو یہ احساس اس لیے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ آپ اپنے خواب کبھی نہیں بھولتے. وہ لوگ ڈیجاوو زیادہ محسوس کرتے ہیں جو سفر کرتے ہیں اور جنہیں اپنے خواب یاد رہتے ہیں۔"عورت کی بات پر اس بچے نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا.

"رات بہت گہری ہو گئی ہے اس لیے سو جاؤ اب"اس عورت نے کمرے میں بنے روشندان سے جھانکتے کالے آسماں کو دیکھتے ہوئے کہا. وہ روشندان بہت اونچائی پر بنایا گیا تھا تاکہ کوئی اسے پھلانگ کر باہر نہ جا سکے. عورت کی بات کے بعد اس تنگ و تاریک کمرے میں خاموشی چھا گئی. اس خاموشی میں لہروں کی آواز گونجنے لگی۔

....

کانوں کو چیرتی ہوئی الارم کی آواز دیو سائی ریسٹ ہاؤس کے ایک کمرے میں گونجی. یہ آواز سنتے ہی بیڈ پر سویا وجود بیدار ہوا. بلب کی تیز روشنی کے باعث اس نے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑیں. چند لمحوں بعد جب اس کی آنکھیں اس تیز روشنی سے مانوس ہوئیں تو وہ خالی نظروں سے چھت کی جانب دیکھنے لگا. اس کی کیفیت سے ظاہر تھا کہ وہ سوتے وقت خواب دیکھ رہا تھا جس کے حصار میں وہ اب تک جکڑا تھا. پیشانی پر چمکتے پسینے کے قطرے اس بات کا واضح ثبوت تھے کہ خواب کی نوعیت دہلا دینے والی تھی. آہستہ آہستہ اس کی خالی نظروں میں رنگ ابھرنے لگے تھے شاید وہ حقیقی دنیا کی جانب واپسی کا سفر طے کر رہا تھا. سفر کا اختتام ہوتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا. ایک ہاتھ سے پیشانی سے پسینہ صاف کرتے وہ اپنے خواب کو یاد کرنے لگا. اس خواب کی شروعات ان خوابوں کی طرح کی ہی تھی جو وہ بچپن سے دیکھتا آیا تھا. آٹھ سال کی عمر سے وہ ایک ہی خواب دیکھتا آیا تھا. اس کے خواب میں ایک ہی کردار تھا اور ایک ہی بے رنگ منظر. وہ واحد کردار ایک چھوٹا بچہ تھا اور واحد منظر اس اندھیرے کا تھا جس سے گھبرا کر بچہ بلند آواز میں زار و قطار رو رو کر اپنے عزیزوں کو مدد کے لیے پکارتا ہے. اس بچے کی آواز میں خوف اور امید بیک وقت موجود تھے. خوف اس اندھیرے کا تھا اور امید اس بات کی

تھی کہ اس کے پیاروں میں سے کوئی تواس کی مدد کرنے آئے گا.اس کے منہ سے یہ الفاظ ٹوٹ کراداہورہے تھے

"ماما بابا نکالیں مجھے یہاں سے.......مجھے ڈر لگ رہاہے....ماما آپ جانتی تو ہیں کہ میں اندھیرے سے گھبرا جاتاہوں۔پلیز نکالیں مجھے یہاں سے۔۔۔یہاں بہت اندھیرا ہے.....اندھیرا بھی ایسا جس میں روشنی کی ایک لکیر بھی موجود نہ ہو...مجھے نکالیں....میرا دم گھٹ رہاہے۔"

آخری الفاظ بولتے ساتھ ہی وہ بچہ زمین پر ڈھلک گیا. یہ وہ خواب تھا جو الہان سالوں سے دیکھتا آیا تھا مگر چند دنوں سے آنے والے خوابوں کا اختتام مختلف تھا. آخر میں بچے کے لڑکھڑانے کی بجائے اس اندھیرے منظر میں مختلف رنگ بھر جاتے. آج اس نے خواب کے آخر میں جامنی رنگ کے لیونڈر دیکھے تھے. سارے خواب کو ذہن میں دہرانے کے بعد الہان نے گردن گھما کر کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں سے نظر آتی روشنی اس بات کا واضح اعلان تھی کہ فجر کی نماز کا وقت ختم ہو چکا ہے. جھنجھلا کر اس نے اتنی دیر سے چیختے الارم کو بند کیا اور بستر سے اٹھ کھڑا ہوا. کچھ دیر بعد وہ ٹریک سوٹ میں ملبوس کمرے سے باہر نکلا. چہرے پر کچھ دیر پہلے والی گھبراہٹ کی جگہ تروتازگی چھائی تھی. اسے اپنے تاثرات بدلنے اور جذبات پر قابو پانے میں کمال حاصل

تھا. وہ احساسات کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیتا تھا. احتشام کے کمرے کے باہر رک کر وہ دستک دیتے ہوئے بولا

"خواب خرگوش کے مزے لوٹنا بند کر دیں احتشام چچا" دروازہ نہ کھلتا دیکھ کر وہ جھنجھلا کر بولا.

"سورج سوا نیزے پر پہنچ گیا ہے مگر ان جناب کا بستر چھوڑنے کا دل ہی نہیں کر رہا." مبالغہ آرائی کی انتہا کرتے ہوئے الہان نے صبح کے چھ بجے ہی سورج کو سوا نیزے پر پہنچا دیا.

"میں نے تو سنا تھا لوگ جوانی میں بے فکری کی نیند سوتے ہیں مگر آپ کو بڑھاپے میں نیندیں چڑھی ہیں۔" ہاتھ کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی بڑی تیزی سے چل رہی تھی.

"تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں بوڑھا ہوں؟ بھئی میری عمر ہی کیا ابھی... اگر راتیں نکال دی جائیں تو میں اب بھی پچیس سالوں کا ہوں اور الحمداللہ تم سے عمر میں کم ہی لگتا ہوں" نیند سے بوجھل آنکھیں ملتے ہوئے احتشام نے دروازہ کھولا اور ساتھ ہی اس کو ٹکا کر جواب دیا.

New Era Magazine

"جھوٹ وہ بولیں جو پکڑا نہ جا سکے. اندھا بھی بتا سکتا ہے کہ ہم دونوں میں سے عمر میں کون بڑا ہے۔۔۔ عمر میرے باپ جتنی اور مقابلے مجھ سے." کہتے ساتھ ہی الہان لاؤنج کی کھڑکیوں کے پردے ہٹانے لگا۔

"اپنے باپ کو بیچ میں مت لاؤ" احتشام کی بات کا الہان کوئی جواب دیے بغیر ایلکس کو پکارنے لگا

"ایلکس!" ایلکس اس کی پکار پر بوتل کے جن کی طرح حاظر ہوا اور اپنی مخصوص روبوٹک آواز میں بولا

"یس باس"

" کمپنی کی رپورٹ کی بریفنگ دو مجھے" الہان نے حکمیہ انداز میں کہا. احتشام ان دونوں کو مصروف دیکھ کر فریش ہونے کے لیے چلے گئے تھے۔

"منصوبے کے مطابق ہی سارہ کام چل رہا ہے باس. پروگرامنگ کا کام تقریباً مکمل ہو گیا ہے. امید ہے آج پراجیکٹ ٹیسٹنگ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیا جائے گا." ایلکس کو کمپنی کا مینجنگ ڈائیریکٹر روز کی رپورٹ سینڈ کر دیتا تھا جسے وہ سکین کر کے الہان کو بریفنگ دیتا تھا.

"سارے ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کیسی جا رہی ہے؟"

"ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی تو اچھی جا رہی ہے مگر ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کی کارکردگی بہت خراب ہے"

"کیا مطلب؟" الہان نے بھنویں اچکائیں.

"مطلب یہ باس۔۔۔ کہ سب ہیڈز آپ کی غیر موجودگی کا خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں. اپنا کام اپنے ماتحت کے سپرد کر کے وہ سارے خود فضول گوئی میں مصروف ہو جاتے ہیں." بات ختم کرنے کے بعد ایلکس نے ٹرنک میں لگی سکرین پر وہ ویڈیوز دکھائیں جس میں سب ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ہاتھ میں کول ڈرنکس پکڑے گول دائرے کی صورت میں کھڑے خوش گپیاں لگانے میں مصروف تھے۔ان کی گفتگو حرف بہ حرف گوش گزار کرنے کے بعد الہان نے ایلکس کو ویڈیو بند کرنے کا سگنل دیا۔

"ٹھیک ہے ایلکس۔ کل دبئی جا کر ہی ان سب کی خبر لوں گا۔" ایلکس کو جواب دے کر الہان پورچ کی جانب بڑھ گیا.

کچھ دیر بعد احتشام جب فریش ہو کر باہر نکلے تب ایلکس صاحب دائیں ہاتھ سے اپنا بائیاں بازو تھامے اسے دوبارہ سے کندھے میں فکس کرنے میں مصروف تھا. احتشام نے ہڑبڑا کر اس کی جانب دیکھا پھر جلد ہی اپنی ہڑبڑاہٹ پر قابو پالیا. ایلکس کو مخاطب کیے بغیر انہوں نے الہان کی تلاش میں نظریں دوڑائیں

"کہاں چلا گیا یہ لڑکا؟ لڑکا نہیں آدمی کہنا زیادہ بہتر ہو گا۔" الہان کی تلاش میں جب وہ پورچ میں آئے تو اسے پورچ کی میں لگے واحد سیب کے درخت کی جانب پر سوچ انداز میں دیکھتا پا کر بولے۔

"صبح صبح کیوں نیوٹن کی طرح کا پوز بنائے بیٹھے ہو؟ نئی گرویٹی دریافت کرنے کا ارادہ ہے؟"

"جب بھی بولیں گے فضول ہی بولیں گے۔" الہان نے دانت پیستے ہوئے کہا

"کیا کہا؟ میں فضول بولتا ہوں؟ شرم نہیں آتی تمھے اپنے سے بیس سالہ بڑے لڑکے کو ایسے کہتے ہوئے؟"

(پچاس سال کا ہو کر بھی خود کو لڑکا کہہ رہے ہیں اور میں تیس سال کی عمر انہیں آدمی دکھتا ہوں۔ حد ہے بھئی ڈبل سٹینڈرڈ کی بھی) یہ بات الہان نے دل میں کہی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے احتشام کے منہ پر یہ بات کہی تو نیا محاذ شروع ہو جانا تھا.

"چھوڑیں اس بات کو پچاس سال کے لڑکے۔ آپ یہ بتائیں خواب میں لیونڈر دیکھنا کس چیز کی نشان دہی ہے؟" الہان نے طنز کیا جسے احتشام نے برا مانے بغیر مسکرا کر وصول کیا۔

"لیونڈر وہ جامنی رنگ کی خوشبودار جھاڑیاں؟"الہان نے سر ہلا کر ان کی بات کی تصدیق کی.

"میرے علم کے مطابق خوابوں کی زبان میں لیونڈر اس بات کہ علامت ہے کہ بہت جلد آپ اپنی مشکلات پر قابو پالیں گے, آپ کے سماجی حلقے میں نئے لوگ شامل ہوں گے۔یہ سب آپ کے لیے اطمینان بخش اور آرام دہ ہو گا۔"

"اور خواب میں سبز رنگ کس بات کی علامت ہے؟"

"سبز رنگ ایک مثبت علامت ہے گرین رنگ امید, شفا اور صحت کو ظاہر کرتا ہے۔"

"آپ oneirology جانتے ہیں؟"الہان خوابوں کی وضاحت ان کے منہ سے سن کر حیران ہوا تھا اس لیے پوچھ بیٹھا

"ہمم۔۔۔کچھ سال پہلے Oneirology میں نے پڑھی تھی."

"تمہارے بے رنگ خوابوں میں رنگ کب سے بھرنے لگے؟"احتشام جانتے تھے کہ بچپن سے وہ کلر لیس ڈریمز دیکھتا آیا ہے مگر اس کے خوابوں میں رنگوں کی موجودگی سن کر وہ چونک گئے تھے.

New Era Magazine

"یہ واردات ایک ہفتہ پہلے ہی ہوئی۔ میں تو خود اب تک اس بات پر حیرت زدہ ہوں کہ میرا اشمار بھی دنیا کے ان پچیس سے انیتس فیصد لوگوں میں ہونے لگا ہے جو کلر فل ڈریمز دیکھتے ہیں۔"

"ان خوابوں میں بسے رنگوں کو دیکھ کر تو لگتا ہے کہ قسمت کی لکیریں ایک دفعہ پھر گردش میں ہیں اور اس دفعہ یہ گردش خزاں میں لپٹی ہماری زندگیوں کو بہار کی رونق بخش دے گی۔"

"میں ہاتھوں کی لکیروں پر یقین نہیں رکھتا۔" اس کی بات پر احتشام اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گئے۔ الہان اب خارجی دروازے کے قریب بنے شو ریک میں سے جوگرز نکال کر پہننے میں مصروف تھا۔

....

فون کی روشنی بلونڈ بالوں میں گھرے اس صبیح چہرے کے خدوخال واضح کر رہی تھی۔ حجر اس وقت اپنے بیڈروم میں کھڑی ہیری کی طرف سے موصول ہوا میسج پڑھ رہی تھی۔ ہیری نے اس کی دبئی کی فلائٹ کی تفصیلات بھیجی تھیں۔ کل صبح سات بجے کی فلائٹ تھی اس کی۔ ساری تفصیلات غور سے پڑھنے کے بعد اس نے فون بند کیا اور کمرے میں بنی کلوزیٹ سے ٹریولنگ بیگ نکال کر اس میں ضروری سامان رکھنے لگی۔

فارکی دی ہوئی فائل بھی اس نے اس بیگ میں رکھی. اس کام سے فارغ ہو کر وہ فون ہاتھ میں لیے لاؤنج میں آئی اور صوفے پر دراز ہو کر للی سنگ کے vlogs دیکھنے لگی. اس نے بمشکل آدھا vlog ہی دیکھا جب فون کی سکرین پر سائمن کا نمبر روشن ہوا اور ساتھ ہی جسٹن بیبر کا "لو یور سیلف" گانے سے لاؤنج گونج اٹھا.

''ہالو!" رسیو کا بٹن دبا کر حجر فون کان سے لگاتے ہوئے بولی۔

"ہالو حجر..... گھر آ گئی ہو گروسری کر کے؟"

"میں تو کب کی آ گئی ہوں. تم بتاؤ کیا بات کرنی تھی تم نے؟"

"وہ فائل سٹڈی کی تم نے جو کل میں نے تمہیں دی تھی؟" سائمن کے منہ سے فائل کا سن کر اسے وہ فائل یاد آئی جو اس نے صبح لاپرواہی سے دوسری فائلوں کے بیچ رکھ دی تھی. فارکی دی ہوئی فائل کی سٹڈی کے بعد وہ اس فائل کو بالکل فراموش کر بیٹھی تھی.

"نہیں..... بھول گئی تھی میں"

"حجر پلیز ایک مرتبہ اس فائل کو سٹڈی کر لو. رکویسٹ ہے میری تم سے۔"

"میں ابھی دیکھ لیتی ہوں اسے. پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا اس کیس سے کیا تعلق ہے؟"

"میرا براہ راست اس کیس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"پھر تم یہ کیس میرے حوالے کرنے پر بضد کیوں ہو؟"

"میں بضد نہیں ہوں یہ کیس تمہیں دینے پر میرے باس بضد ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ کیس تم ہی حل کرو اور تمہیں اس کیس کے لیے راضی کرنے کی ذمہ داری باس نے میرے سپرد کی ہے۔"

"تمہارا باس مجھے جانتا ہے؟" حجر نے سوال کیا۔

"پتا نہیں.... میں نے پوچھا تھا باس سے مگر انہوں نے بات ٹال دی تھی. تم ایک دفعہ فائل دیکھ لو باس کو یقین ہے کہ تم فائل دیکھنے کے بعد کیس لینے پر راضی ہو جاؤ گی۔"

"کوئی خبطی انسان لگتا ہے مجھے تمہارا باس.... بھلا وہ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں فائل دیکھنے کے بعد راضی ہو جاؤں گی۔"

"یہ میں نہیں جانتا..... تم ایک بار فائل دیکھ کر یہ قصہ ختم کرو تاکہ میری زندگی سکون میں آئے۔"

"میں فائل دیکھ کر تمہیں فون کروں گی۔" حجر نے مزید چند باتوں کے بعد فون بند کر دیا. اس کا رخ لیب کی جانب تھا. اسے تجسس ہونے لگا تھا کہ اس کیس میں ایسا کیا ہے جس کے باعث اس شخص (باس) کو یقین تھا کہ وہ کیس لے لے گی. فائلوں کے ڈھیر میں سے اس نے سائمن کی دی ہوئی فائل الگ کی. فائل کے پہلے صفحے پر اغواہ ہونے والے بچوں کے متعلق معلومات لکھی تھی.

"نام: علی ریاض"

"عمر: بارہ سال دو ماہ"

"اغواہ کا مقام: علی اسلام آباد کے مرکز جی-ٹین میں بنے فیڈرل سکول کا طالب علم تھا. صبح علی سکول کے قریب گلی نمبر 66 میں بنے اپنے گھر سے سکول کے لیے نکلا تھا مگر سکول میں اس کی حاضری نہیں لگی تھی. گھر والوں کا کہنا ہے کہ علی سکول کے راستے میں ہی اغواہ ہوا ہے کیونکہ محلے کے چند لوگوں نے صبح ساڑھے سات کے قریب گلی کے آخر میں بنی دیوار پر مرے ہوئے باز کی تصویر چسپاں دیکھی تھی۔"

"اغواہ کا وقت: سات ساڑھے سات کے درمیان بچہ اغواہ ہوا تھا۔"

"اغواہ کی تاریخ: 20 مئی"

"اغواہ کی رپورٹ درج کروانے کی تاریخ: جس دن بچہ اغواہ ہوا تھا اس سے اگلے دن یعنی 21 مئی والے دن رپورٹ درج کروادی گئی تھی."

پہلا اغواہ کیس پڑھنے کے بعد حجر نے خود کلامی کے انداز میں کہا

"تصویر؟ کس قسم کی تصویر چسپاں تھی دیوار پر؟" کہتے ساتھ ہی حجر اس تصویر کی تلاش میں فائل کے صفحے آگے کرنے لگی. تیزی سے چلتے اس کے ہاتھ ایک صفحے پر آکر رکے. اس صفحے پر وہ تصویر لگائی گئی تھی جو اس گلی سے برآمد ہوئی تھی. وہ تصویر ایک

مرے ہوئے باز کی تھی جسے بڑے مہارت سے بنایا گیا تھا. اس تصویر کو دیکھ کر حجر کے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات ابھرے. درجہ حرارت نارمل ہونے کے باوجود اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمایاں تھے. یہ قطرے کیس کے باعث نہیں اس مرے ہوئے باز کی تصویر کے باعث تھے. کئی لمحے تو وہ اس تصویر سے نظریں ہی نہ ہٹا پائی.

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا.

غائب دماغی میں اس کا بائیاں ہاتھ اپنی دائیں کلائی کی جانب بڑھا. تصویر سے نظریں ہٹا کر اس نے ایک نظر شرٹ کی سلیوز سے ڈھکی اپنی دائیں کلائی کو دیکھا پھر شرٹ کا بازو کھینچ کر ہتھیلی تک کیا۔ اس کے ایسا کرنے سے اس کی کلائی مکمل طور پر چھپ گئی تھی.

"یہ محض اتفاق ہے. ہو سکتا ہے کسی نے ویسے ہی دیوار پر وہ تصویر لگا دی ہو." اس کے ہونٹ پھڑ پھڑائے

اپنی اس بات کی تصدیق کرنے کے لیے اس نے باقی تمام اغواہ ہونے والے بچوں کی معلومات دیکھیں اور ان سب کو دیکھنے کے بعد اس کی "یہ محض اتفاق ہے" والی امید کو ناامیدی کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ وہ تصویر ہر اس جگہ موجود تھی جہاں سے بچہ اغواہ کیا گیا تھا.

"اتنے سالوں سے اس باز کے نشان کو تلاش کرنے کے باوجود بھی اس کا کوئی سرا ہاتھ نہیں لگا اور اب جب میں تھک کر اس کی تلاش کو ترک کر چکی ہوں تو یہ اچانک ایک بار پھر سے میرے سامنے سوالیہ نشان بن گیا ہے."

"کیا قدرت مجھے ایک بار پھر سے اسے تلاش کرنے کا اشارہ دے رہی ہے؟"

کچھ دیر اس سوال کا جواب سوچنے کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچی. دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر اس نے کچھ دیر پہلے والے تاثرات مٹائے اور فون اٹھا کر سائمن کا نمبر ملایا

"ہالو سائمن.... میں یہ کیس لینے کے تیار ہوں۔" فون ملتے ہی اس نے کہا۔

"کیا واقعی؟" سائمن کو اس پر یقین نہ آیا تھا.

"ہممم"

"اچانک سے راضی کیسے ہو گئی تم؟ آدھے گھنٹے پہلے تک تو تمہارا کوئی ارادہ نہیں تھا کیس لینے کا"

"فائل دیکھی ہے کیس کی میں نے. بہت پیچیدہ کیس ہے اس لیے سوچا خود ہی سولو کروں۔" اصل بات وہ چھپا گئی تھی.

"اس کا مطلب میرے باس کی پیشن گوئی ہمیشہ کی طرح پھر سے سہی ثابت ہوئی ہے. انہوں نے کہا تھا فائل دیکھ کر تم راضی ہو جاؤ گی اور تم واقعی میں راضی ہو گئی ہو. اس

فائل میں ایسا بھی کیا تھا کہ تم نے اپنے ضروری معاملات نمٹانے کی بجائے کیس لینے کا فیصلہ کر لیا؟"

"ان باتوں کو چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ کہ تفتیش کا آغاز کب سے کرنا ہے؟"

"یہ تو باس ہی بتائیں گے. تم جب فارغ ہو گی بتانا میں باس کے ساتھ تمہاری میٹنگ رکھوا دوں گا۔"

"تمہارا باس ناروے میں رہتا ہے؟"

"نہیں"

"پھر تم میٹنگ کس طرح رکھواؤ گے؟"

"سکائپ پر بات کر لینا"

"ٹھیک ہے. کل تو میں نے دبئی جانا ہے تم پرسوں رکھوا دو میٹنگ۔"

"تم کل دبئی آ رہی ہو؟ کس لیے؟"اس کے دبئی آنے کا سن کر وہ حیرت سے بولا

"کچھ ذاتی کام ہے مجھے" حجر نے اسے ٹالا

"کب تک فارغ ہو جاؤ گی تم اپنے ان کاموں سے؟"

"کچھ کنفرم نہیں ہے. تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

New Era Magazine

''کل باس نے دبئی سیمینار اٹینڈ کرنے کے لیے آنا ہے اگر تم جلدی اپنے کاموں سے فارغ ہو جاؤ گی تو بتا دینا میں باس سے تمہاری فیس ٹو فیس میٹنگ کروا دوں گا۔"

''تم رکھوا دو میٹنگ میں آ جاؤں گی۔"

''ٹھیک ہے. ٹائمنگ میں تمہیں مسیج کر دوں گا۔" چند مزید جملوں کے تبادلے کے بعد حجر نے فون بند کر دیا اور اس باز کی تصویر پر ایک نظر ڈالے بغیر دوسرے بچوں کے متعلق معلومات دیکھنے لگی.

"نام: معین الدین"

"عمر: بارہ سال چار ماہ"

''اغواہ کا مقام: معین اسلام آباد کے سروس روڈ پر ہفتے بعد لگنے والے اتوار بازار میں اپنے باپ کے ساتھ سبزیاں بیچتا تھا. معین کی رہائش بازار کے قریب ہی تھی. پچیس جون کی شام میں جب بازار بند ہونے کا وقت ہوا تو معین کے باپ نے ٹھیلے پر رہ جانے والی سبزیاں اس کے حوالے کر کے اسے انہیں گھر لے جانے کا کہا تھا. مگر بدقسمتی سے معین گھر نہیں پہنچا. بازار سے گھر تک کے راستے میں وہ باز کی تصویر ایک بار پھر سے بنائی گئی تھی."

''اغواہ کا وقت: شام پانچ سے چھ کے درمیان"

"اغواہ کی تاریخ: 25 جون"

"رپورٹ درج کروانے کی تاریخ: ایک دن گھر والے، بچے کو ارد گرد کی آبادی میں تلاش کرتے رہے مگر ہر جگہ سے ناکامی دیکھنے کے بعد انہوں نے 26 جون کی صبح کو قریبی پولیس سٹیشن میں رپورٹ درج کروائی۔"

دوسرا کیس پڑھنے کے بعد حجر لیب سے نکل کر کچن میں گئی. پھر کچھ دیر بعد ہاتھ میں کافی کا کپ لیے دوبارہ اندر داخل ہوئی اور وہیں سے فائل پڑھنے کا سلسلہ جوڑا جہاں چھوڑ کر گئی تھی.

"نام: حمزہ عرفان"

"عمر: بارہ سال چھ ماہ"

"اغواہ کا مقام: حمزہ کا تعلق اسلام آباد کے علاقے آبپارہ سے تھا. وہ چھٹی جماعت کا طالب علم تھا. حمزہ کی خالہ اسلام آباد کے علاقے کھنہ پل کی رہائشی تھیں. چھٹی کے دن حمزہ کی والدہ نے اسے اس کی خالہ کے گھر سامان دینے کے لیے بھیجا تھا. وہ اکثر روٹ نمبر ایک کی لاکل بس کے ذریعے اپنی خالہ کے گھر جایا کرتا تھا. مگر اس دن وہ اپنی خالہ کے گھر نہیں پہنچا. رات تک وہ جب گھر واپس نہ آیا تو اس کے والد اس کی خالہ کے گھر

اسے واپس لینے گئے مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ وہاں پہنچا ہی نہیں. بس میں بیٹھے مسافروں کو بس کی سیٹ کے پچھلی جانب باز کی تصویر لگی ملی تھی. "

"اغواہ کا وقت: دوپہر دو سے تین کے درمیان"

"اغواہ کی تاریخ: 30 جولائی"

"رپورٹ درج کروانے کی تاریخ: ایک ہفتے تک حمزہ کے گھر والے غم سے نڈھال اسے قریبی ہسپتالوں, یتیم خانوں میں تلاش کرتے رہے مگر کہیں سے بھی کوئی سراغ نہ ملا. اغواہ کے ایک ہفتے بعد 7 اگست کو ہمت ہار کر انہوں نے پولیس میں رپورٹ کروائی"

جیسے جیسے حجر اغواہ کے حادثات پڑھتی جا رہی تھی کیس میں اس کی دلچسپی بڑھتی چلی جا رہی تھی. صرف اس باز کی تصویر کی موجودگی کے باعث کیس کے لیے ہاں کر کے وہ بے چینی محسوس کر رہی تھی مگر اب کیس کی تفصیلات جان کر اسے کیس لینے کا فیصلہ درست لگنے لگا تھا. وقفے وقفے سے کافی کا گھونٹ بھرتے گول شیشوں والی عینک میں سے جھانکتی اس کی ذہین آنکھیں چوتھے کیس کی جانب بڑھیں

"نام: ظہیر بابر"

"عمر: بارہ سال دس ماہ"

(ظہیر کی عمر دیکھ کر حجر کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے)

"اغواہ کا مقام: ظہیر کا تعلق اسلام آباد کے علاقے میرا بیگوال سے تھا. وہ گورنمنٹ سکول جندالا کا طالب علم تھا. سکول اس کے گھر سے کچھ دور تھا اس لیے وہ روز سائیکل پر سکول جاتا تھا. راستہ لمبا ہونے کی وجہ سے سکول سے اس کی واپسی تین چار بجے کے قریب ہوتی تھی. 15 ستمبر والے دن شام تک اس کے گھر واپس نا آنے پر اس کے والد اس کی تلاش میں گھر سے نکلے تو گھر سے کچھ دور انہیں اس کی سائیکل زمین پر گری ہوئی ملی. سائیکل کے پِلین پر مرے ہوئے باز کی تصویر لگی تھی."

"اغواہ کا وقت: دوپہر ایک سے دو کے درمیان"

"اغواہ کی تاریخ: 15 ستمبر"

(اغواہ کی تاریخ دیکھ کر اس کی پیشانی پر پڑے بلوں میں مزید اضافہ ہوا)

"رپورٹ درج کروانے کی تاریخ: اغواہ کے اگلے دن یعنی 20 ستمبر کو رپورٹ درج کروائی گئی تھی.

پورا کیس پڑھنے کے بعد حجر خود کلامی کے انداز میں بولی

"پچھلے تین کیسز کے درمیان قریباً ایک ماہ کا فرق تھا مگر تیسرے اور چوتھے کیس کے درمیان دس دن کم دو ماہ کا فرق ہے اور تو اور پہلے تین کیسز میں ہر اغواہ ہونے والے

بچے کی عمر اس سے پہلے اغواہ ہونے والے بچے کی عمر سے دو ماہ زیادہ ہوتی تھی مگر چوتھے کیس میں بچے کی عمر اس پہلے اغواہ ہونے والے بچے سے چار ماہ زیادہ تھی۔"

"چوتھے کیس میں اغواہ کار نے اپنا طرزِ عمل بدلا ہے یا پھر تیسرے اور چوتھے کیس کے درمیان ایک اور اغواہ کیا گیا تھا جو شاید اب تک منظر عام پر نہیں آیا۔" کچھ دیر ممکنات پر سوچنے کے بعد حجر نے غالباً دونوں ممکنات میں سے ایک کو چن لیا تھا تبھی اگلے واقعہ کے جانب بڑھی

"نام: سعید انور"

"عمر: تیرہ سال"

"اغواہ کا مقام: سعید کے والد جی۔ٹین مرکز میں بنے پوسٹ آفس میں ڈاکیے کے فرائض سر انجام دیتے تھے اور اکثر خطوط ان کی بجائے سعید گھروں میں دینے جاتا تھا. 22 اکتوبر کے دن بھی سعید خطوط والا بیگ لیے گھر سے نکلا تھا. اس کے باپ کا کہنا ہے کہ وہ جی-8 مرکز میں جہلم روڈ پر بنے گھر میں خط دینے کے لیے روٹ نمبر 105 کی وین میں بیٹھنے کا کہہ کر روانہ ہوا تھا. رات تک جب وہ واپس نا آیا تو اس کے گھر والے اس کی تلاش میں نکلے. جس گھر میں اس نے خط پہنچانا تھا وہاں سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد انہیں پتا لگا تھا کہ وہ خط سعید انہیں دوپہر دو بجے کے قریب ہی دے گیا تھا اور

New Era Magazine

دوبارہ گھر کی جانب روانہ ہوا تھا۔ سعید کی تلاش کے دوران پولیس کو اس کا خطوط والا بیگ ملا تھا جس میں خط کی بجائے مرے ہوئے باز کی تصویر تھی۔ یہ بیگ انہیں گھر سے کچھ دور ہی کچرہ کنڈی میں ملا تھا۔"

"اغواہ کا وقت: شام چار سے پانچ"

"اغواہ کی تاریخ: 22اکتوبر"

"رپورٹ درج کروانے کی تاریخ: سعید کے والد نے 22اکتوبر کی رات کو ہی قریبی پولیس سٹیشن میں رپورٹ درج کروانے کی کوشش کی تھی مگر پولیس آفیسر کا کہنا تھا کہ چوبیس گھنٹے سے پہلے وہ گمشدگی کی رپورٹ درج نہیں کروا سکتے اس لیے گمشدگی کی رپورٹ اگلے دن یعنی 23اکتوبر کو لکھوائی گئی تھی۔"

فائل کا آخری کیس پڑھنے کے بعد حجر نے فائل بند کی اور گول شیشوں والی عینک اتار کے سائیڈ پر رکھی۔ دو انگلیوں سے کنپٹی کو دباتے ہوئے وہ کیس کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔ یہ کیس اس کی سوچ سے زیادہ پیچیدہ تھا۔ مگر اسے اپنی قابلیت پر پورا یقین تھا۔ حجر کے نزدیک مجرم تک پہنچنے کا سب سے آسان ذریعہ اس جذبے تک رسائی حاصل کرنا تھا جس کے زیر اثر مجرم نے وہ جرم کیا تھا۔ ایک مرتبہ اس جذبے کا علم ہو جائے باقی کیس خود بخود حل ہو جاتا ہے۔

لیب سے نکل کر وہ اپنے بیڈروم کی طرف بڑھی کیونکہ اس کا ارادہ اب سونے تھا. فون پر صبح پانچ بجے کا الارم لگایا اور پھر بستر پر دراز ہو گئی.

....

یہ منظر بلوچستان کے شہر گوادر میں بنی ایک حویلی کا تھا. یہ حویلی وسیع رقبے پر پھیلی تھی. اسے مغلیہ فن تعمیر پر بنایا گیا تھا مگر اس کے اندر نئے زمانے کی ہر سہولت موجود تھی. حویلی کے مرکزی دروازے کے بعد ایک بڑا سا باغ تھا جس کے بیچ و بیچ ایک راستہ حویلی کے اندرونی حصے تک جاتا تھا. اس کے اندرونی حصہ میں ایک بڑا سا صحن تھا جس کے چاروں طرح گول دائرے کی شکل میں کمرے تعمیر کیے گئے تھے. اندرونی دروازے کے بالکل سامنے سیڑھیاں تھی جو دوسری منزل تک جاتی تھیں. حویلی میں چھایا سناٹا بائیں جانب تیسرے نمبر پر بنے کمرے کے دروازے کی چرچراہٹ سے ٹوٹا. اس دروازے کے پیچھے سے تندوتوش قدو قامت والا شخص نکلا. وہ شخص سفید رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا. کندھوں پر اوڑھی اجرک اور سر پر پہنی پگڑی اس کے بلوچی ہونے کا ثبوت تھی. اس کی عمر تقریباً پینتیس برس تھی. اس شخص کے قدموں کا رخ دوسری منزل تک جاتی سیڑھیوں کی جانب تھا. دوسری منزل پر پہنچ کر وہ دائیں جانب بنے پہلے کمرے میں داخل ہوا. اس کمرے میں داخل ہو کر ایسا لگتا تھا جیسے انسان

ایک قدم میں انیسویں دہائی سے اکیسویں دہائی میں آگیا ہو۔اس مغلیہ فن تعمیر پر بنی حویلی میں یہ کمرہ اکیسویں صدی میں ہونے والی ایجادات کی مانند حیران کن تھا کیونکہ اس کمرے کے قالین سے لے کر کمرے کی چھت پر لگے فانوس تک سب اشیاء جدید زمانے کے مطابق تھیں۔اس نے آگے بڑھ کر کھڑکیوں سے دبیز پردے ہٹائے تو کمرے میں سورج کی کرنیں داخل ہوئیں۔کمرے کے وسط میں پڑے بیڈ پر ایک بوڑھا وجود دراز تھا جس کی عمر پچپن سال کے قریب تھی مگر دیکھنے میں وہ اپنی عمر سے زیادہ بوڑھا دکھتا تھا۔اس شخص نے آگے بڑھ کر اس بوڑھے وجود کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا "بابا سائیں اٹھ جائیں۔"اس کی آدھی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب ایک دم سے اس بوڑھے وجود کی پوری آنکھیں کھلیں۔موتیے کے باعث اس کی بائیں آنکھ کا لینز کلاؤڈی cloudy تھا اور عمر رسیدگی کی وجہ سے آنکھوں کا رنگ گرے ہو چکا تھا جو دیکھنے والے کو پہلی نظر میں خوفزدہ کرتا تھا۔

"بابا سائیں مجھے دیکھیں میں آپ کا بیٹا ہوں سردار بہرام خان" بہرام نامی شخص کے پکارنے کے باوجود بھی وہ اس کی جانب متوجہ ہونے کی بجائے پوری آنکھیں کھولے چھت پر لگے فانوس کو تکتا رہا۔اس کے منہ کا کنارہ ایک جانب لٹکا تھا۔اس کے جسم کا دائیاں حصہ فالج زدہ تھا۔

New Era Magazine

"باباسائیں ایک بار میری جانب دیکھیں۔" بہرام نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"کتنے سال ہو گئے ہیں آپ کو مجھے دیکھے ہوئے. میں آپ کا وہی بیٹا ہوں جسے دیکھے بغیر آپ کا دن نہیں گزرتا تھا. "اس کی آواز میں درد ہلکورے لے رہا تھا

"ایک دفعہ میری جانب نگاہ کر لیجیئے. "

"باباسائیں چھبیس سال گزر گئے ہیں. ان چھبیس سالوں میں بہت کچھ بدلا ہے. جو چیز نہیں بدلی وہ ہے آپ کی حالت. ڈاکٹروں نے آپ پر لاکھ علاج آزما کر دیکھ لیے ہیں مگر آپ کی حالت میں انیس بیس کا فرق نہیں آیا۔"

"بس کر دیں چھوٹے سائیں.... وہ وقت گزر گیا ہے جب بڑے سائیں آپ کی ہر خواہش پوری کیا کرتے تھے. اب بڑے سائیں آپ کے وجود سے بیگانہ ہو گئے ہیں. "

اس کی التجاؤں کا بستر پر لیٹے وجود پر کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ کر اس کا خاندانی ملازم جو کچھ لمحوں پہلے ہی کمرے میں آیا تھا بولا

"باباسائیں مجھ سے بیگانہ نہیں ہیں. یہ میری ساری باتیں سنتے اور سمجھتے ہیں۔"

"اگر وہ آپ کی بات سن اور سمجھ سکتے تو وہ آگے سے جواب بھی دیتے۔ "اس گفتگو کے دوران وہ بوڑھا وجود اسی انداز میں لیٹا تھا. اس کے جسم کا صرف ایک حصہ اس وقت

New Era Magazine

حرکت کر رہا تھا اور وہ تھی اس وجود کی دائیں آنکھ جو کبھی چھوٹی ہو جاتی اور کبھی حد سے زیادہ پھیل جاتی. اس وجود کی نگاہیں ابھی بھی فانوس پر ٹکی تھیں.

"تم جو مرضی کہہ لو مجھے فرق نہیں پڑتا. کیونکہ مجھے یقین ہے بابا سائیں سب سمجھتے ہیں اور وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔" وہ اپنی بکھری ہوئی امیدوں کو یکجا کر کے عزم سے بولا

"اللہ آپ کی زبان مبارک کرے سائیں اور بڑے سائیں کو صحت عطا کرے۔"

"آمین"

"چلو بابا سائیں کو فریش کروانے میں میری مدد کرو" کہتے ساتھ ہی اس نے بیڈ پر لیٹے وجود کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر ویل چیئر پر بٹھایا.

"سائیں ایک بات کہوں۔" بخش نے ہچکچا کر پوچھا

"بولو بخش"

"مجھے لگتا ہے بڑے سائیں کسی کے انتظار میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" اس نے بھویں اچکا کر پوچھا

"چھبیس سال پہلے ہونے والے اس حادثے کے باعث بہت سی زندگیوں میں تباہی مچی تھی. بہت سی جانیں اس حادثے کی بدولت دنیا فانی سے رخصت ہوئی تھیں. وہ پورا

خاندان بکھر گیا تھا. چھوٹے سائیں آپ اس حقیقت سے نظریں نہیں چرا سکتے کہ اس حادثے کا سبب کہیں نہ کہیں بڑے سائیں تھے. "بخش کی باتیں اسے کڑوی لگیں تھیں کیونکہ وہ سب باتیں سچی تھیں.

"آپ جانتے ہیں سائیں کچھ لوگوں کو دنیا میں ہی اپنے گناہوں کا سزا مل جاتی ہے. بڑے سائیں کا شمار بھی انہیں لوگوں میں ہوتا ہے. وہ دنیا میں ہی اپنے گناہوں کی سزا کاٹ رہے ہیں. جس دن ان کے گناہوں کی سزا ختم ہو گی اور وہ بکھرا ہوا خاندان دوبارہ سے سمٹے گا اس دن بابا سائیں زندگی کی طرف لوٹ آئیں گے. ہر چیز کا وقت مقرر ہوتا بابا سائیں کے ٹھیک ہونے کا وقت بھی مقرر ہے. ہمیں بس اس وقت کا انتظار کرنا ہے۔" بخش بابا سائیں کا خاص آدمی تھا اس لیے وہ ان کے ہر راز میں شریک تھا.

"اللہ کرے وہ وقت جلد آئے" بہرام اب اس ویل چیئر پر بیٹھے بوڑھے وجود کا گیلے تولیے سے منہ صاف کر رہا تھا. ویل چیئر کا رخ کھڑکی کی جانب تھا جہاں سے حویلی کا باغ اور باغ کے اس پار بنی سڑک نظر آتی تھی. منہ صاف کرنے کے بعد اس نے بخش کے ہاتھ سے ناشتے کی ٹرے لی اور نیپکن اس بوڑھے وجود کی ٹانگوں پر بچھائی.

"بابا سائیں ناشتہ کر لیں۔" فالج کے باعث اس بوڑھے شخص کے چہرے کے ایک سائیڈ کے مسلز کمزور ہو گئے تھے.

"بابا سائیں منہ کھولیں" بہرام نے پہلی پکار کا اثر نہ ہوتے دیکھ کر دوبارہ پکارا ساتھ ہی چمچ اس بوڑھے کے منہ کے قریب کیا. وہ بوڑھا اسی انداز میں کھڑکی کے اس پار نظریں ٹکائے بیٹھا رہا. اس کی گردن ایک جانب ڈھلکی تھی. بابا سائیں کو حرکت نہ کرتے دیکھ کر بہرام نے کھیر کا باؤل بخش کو تھمایا اور خود بائیں ہاتھ کی انگلی اور انگھوٹے سے اس بوڑھے وجود کے رخساروں کو دبایا. اس کے ایسا کرنے سے اس بوڑھے وجود کا منہ کھلا تو اس نے کھیر کا چمچ منہ میں ڈالا. اسی طریقے سے اس نے کھیر کا پورا باؤل بابا سائیں کو کھلایا.

"اچھا بابا سائیں میں چلتا ہوں. شام میں ملاقات ہو گی. بخش یہاں آپ کے پاس ہی رہے گا۔" بہرام بابا سائیں سے مخاطب تھا جو جانے اس کی باتیں سن بھی رہے تھے یا نہیں.

"بخش بابا سائیں کا خیال رکھنا"

"جو حکم چھوٹے سائیں" بخش کو ہدایت دے کر وہ مظبوط قدم اٹھاتا کمرے سے نکل گیا. چہرے پر بڑی بڑی مونچھوں اور مظبوط قد و قامت کے باعث وہ دیکھنے میں کرخت لگتا تھا مگر اس کا انداز اس کے ظاہری حلیے سے برعکس تھا. درحقیقت وہ ایک نرم خو انسان تھا.

....

"کب نکلنا ہے تم نے؟"گھڑی کی سوئیاں سات کے ہندسے سے ٹکراتے دیکھ کر احتشام بولے.

"آدھے گھنٹے تک نکلوں گا۔" نظریں لیپ ٹاپ کی سکرین پر ٹکائے اس نے جواب دیا.

"فلائٹ کتنے بجے کی ہے؟"وہ دونوں اس وقت پورچ میں رکھی کرسیوں پر بیٹھے تھے.

"نو بجے کی۔"چائے کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے الہان بولا.اس کی بات کا احتشام نے کوئی جواب نہ دیا.کچھ دیر بعد الہان لیپ ٹاپ کی لڈ بند کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا.

"اس ویب سائٹ سے کوئی خبر نہیں آئی؟ایک ہفتہ ہو گیا ہے تصویریں اور باقی معلومات بھیجے ہوئے۔"کمرے کی جانب بڑھتے اس کے قدم احتشام کی آواز پر تھمے.

"میں ان سے مسلسل رابطے میں ہوں.جیسے ہی انہیں کوئی خبر ملے وہ مجھے بتا دیں گے."

"اپنے بابا کی بات تمہیں یاد ہے نہ؟"احتشام نے اسے سوال کیا

''جی یاد ہے مجھے.آپ بے فکر رہیں میں اپنی زندگی میں جتنا مرضی مصروف ہو جاؤں اس کی تلاش ترک نہیں کروں گا.مجھے بابا سے کیا ہوا وعدہ یاد ہے۔"اپنی بات کہہ کر وہ احتشام کا جواب سنے بغیر اندر کی جانب بڑھ گیا.کچھ دیر میں کندھے پر ٹریولنگ بیگ

New Era Magazine

پہنے وہ کالی جینز اور بلو کریو نیک شرٹ میں ملبوس ایک ہاتھ سے بکھرے بال پیچھے کی طرف کرتے ہوئے وہ احتشام کے قریب آ کر رکا

"جا رہا ہوں. کوشش کروں گا آج رات میں ہی واپس آ جاؤں. خدا حافظ"

"خیر سے جاؤ. اپنا خیال رکھنا" ان کی ہدایات پر سر ہلاتا ہوا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا. ائیر پورٹ پہنچتے ہی اس نے بورڈنگ کروائی اور فلائٹ کے اڑان بھرنے کا انتظار کرنے لگا. اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا کیونکہ جلد ہی جہاز نے پرواز بڑھ لی تھی. ساڑھے تین گھنٹوں کی فائٹ کے دوران وہ ان فلائٹ انٹرٹینمنٹ سے لطف اندوز ہوتا رہا. جیسے لینڈ ہونے کے کچھ منٹوں بعد ہی وہ آرائیول کنکورس ہال arrival concourse hall سے باہر نکل آیا تھا کیونکہ اس کے پاس سامان تو تھا نہیں جس کو لینے کے لیے اسے انتظار کرنا تھا. ایک ٹریولنگ بیگ ہی تھا جو اس کا ہینڈ کیری تھا. اس وقت وہ پارکنگ میں کھڑا اپنی کمپنی کی گاڑی کا انتظار کر رہا تھا. دس منٹ ہی گزرے تھے کہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور اس نے گاڑی کا انتظار کرنے کی بجائے کیب کروائی. دبئ گیٹ وے بلڈنگ بلاک-اے کی بلند و بالا عمارت کے سامنے اس کی کیب رکی تو الہان مضبوط قدم اٹھاتا لفٹ کی جانب بڑھا. دوسرے فلور پر لفٹ کے رکتے ہی وہ بے تاثر چہرہ لیے باہر نکلا مگر جیسے ہی اس کی نظر لفٹ کے بالکل سامنے بنے

اپنے آفس کی جانب گئی اس کی پیشانی پر بل نمایاں ہوئے. لفٹ سے اس کو نکلتے دیکھ کر ریسیپشن پر کھڑا لڑکا بولا

"اسلام علیکم سر... ویلکم بیک" وہ لڑکا دبئی میں رہنے والا عرب مسلم تھا.

"یہ سب کب سے چل رہا ہے حماد؟"اس کی گریٹنگز کا سر ہلا کر جواب دیتے ہوئے الہان نے آفس کی طرف اشارہ کرتے سوال کیا.

"سر...وہ..وہ"وہ لڑکا کشمکش کا شکار تھا کہ سچ بتائے یا نہ بتائے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دونوں صورتوں میں اس کی شامت آنی تھی.

"تمہیں میں نے آپائنٹ کیا تھا یا انہوں نے؟"اسے کشمکش کا شکار دیکھ کر وہ بولا

"آپ نے باس"

"تو پھر ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری جاب کو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے. ہاں اگر تم مجھ سے جھوٹ بولتے ہو تو پھر تمہاری جاب کی کوئی گرنٹی نہیں"اس نے مبہم الفاظ میں حماد کو دھمکایا۔

"سر یہ سب کچھ آپ کے جانے کے اگلے روز سے چل رہا ہے. پانچوں ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ اپنا کام اپنے ماتحت کے سپرد کر کے خود ہنسی مذاق میں لگے رہتے ہیں۔"حماد اور

ایلکس کی گواہیاں سننے کے بعد اسے اپنی غیر موجودگی میں ہونے والی حرکات کا بہت اچھے سے علم ہو گیا تھا.

"ٹھیک ہے تم اپنا کرو"اسے حکم دے کر وہ چہرے پر سخت تاثرات لیے آفس کی جانب بڑھا.

آفس کا دروازہ شیشے کا ہونے کے باعث اندر کا منظر واضح تھا جہاں لگ بھگ اسی کی عمر کے چار لوگ براجمان تھے.ان چاروں میں سے ایک اس کی یعنی کہ باس کی سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ ٹانگیں اس کی چیئر کے آگے رکھی میز پر ٹکی تھیں۔آنکھوں کو بند کیے سر کرسی کی پشت سے ٹکائے وہ شخص اپنی ہی دنیا میں گم تھا. باقی تین میں سے دو ٹیبل کی دوسری جانب رکھی وزیٹر چیئر پر بیٹھ کر ٹیبل پر پڑی ایل ای ڈی کو اپنی جانب موڑے کسی انگلش مووی سے لطف انداز ہو رہے تھے. جبکہ ان میں سے ایک آفس میں رکھے صوفے پر دراز فون استعمال کرنے میں مصروف تھا. دیکھنے میں یہ منظر مشہور و معروف گیم ڈویلپمنٹ کمپنی "نیورون" کے سی ای او کا آفس کا نہیں بلکہ کسی کوئی تفریحی مقام لگتا تھا. اپنے غصے پر قابو پاتا وہ آفس کی جانب قدم اٹھانے لگا.اس نے آفس کا دروازہ کھولا ہی تھا جب اس کی چیئر پر بیٹھا شخص بولا

New Era Magazine

"نو دو گیارہ ہو جاؤ اب یہاں سے کیونکہ پروفیٹک مونسٹر آنے والا ہے۔"اس شخص کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔اگر کھلی ہوتی تو دیکھ لیتا جس کے آنے کا اس کو ڈر ہے وہ اس سے چند قدم دور کھڑا ہے۔

"فکر نہ کرو۔۔۔پیٹر میں نے ڈرائیور سے کہا تھا کہ ذرا لیٹ جائے اس کو لینے تاکہ ہم کچھ دیر اور آزادی کے لمحات گزار لیں۔"وزیٹر چیئر پر بیٹھے دو افراد میں سے ایک نے پیٹر کو حوصلہ دیا۔ان دونوں کی پشت دروازے کی جانب تھی اس لیے الہان کو وہاں کھڑے دیکھ نہیں پائے تھے۔

"یار ویسے پروفیٹک مونسٹر نے ہمارے ساتھ کتنا ظلم کیا ہے۔"صوفے پر دراز شخص نظریں فون پر ٹکائے سرد آہ بھرتے ہوئے بولا

"کون سا ظلم اینڈی؟"پیٹر نے سوال کیا۔یہ ساری گفتگو الہان چوکھٹ پر کھڑا ہو کر خاموشی سے گوش گزار کر رہا تھا۔

"وہی ظلم جس کے خلاف میں پچھلے آٹھ سال سے آواز اٹھا رہا ہوں۔ہزار بار گزارش کی تھی میں نے پروفیٹک مونسٹر سے کہ آفس میں کسی لڑکی کو رسیپشنسٹ کے طور پر رکھ لیں۔اسی بہانے انسان کا آفس میں دل لگ جائے گا مگر مجال ہے جو اس کے کان پر جوں بھی رینگی ہو۔رکھ لیا نا اس ڈھکن کو رسیپشنٹ کے طور پر جس کی شکل دیکھ دل

کرتا ہے بندہ دروازے سے ہی واپس چلا جائے۔ جارج بھی اس معاملے میں میرا ہم خیال ہے۔ کیوں جارج؟" اینڈی نے فلم سے لطف اندازہوتے جارج کو بھی گفتگو میں شامل کیا۔

"میرے بھی اس معاملے میں وہی نیک خیالات ہیں جو تمہارے ہیں۔ مجھے تو یہ آفس کم خانقاہ زیادہ لگتی ہے۔" جارج سرد آہ بھرتے ہوئے بولا اور پھر جیسے ہی اس نے صوفے پر دراز اینڈی کی جانب رخ موڑا دروازے میں کھڑے الہان عُرف باس عُرف پروفیٹک مونسٹر پرں نظر پڑتے ہی اس کی زبان تالو سے جا چپکی۔

"سائمن ذرا اس پیٹر کو ہوش کی دنیا میں لاؤ" اینڈی نے وزیٹر چیئر پر بیٹھے سائمن کو سربراہی کرسی پر آنکھیں بند کیے بیٹھے پیٹر کی جانب متوجہ کروایا۔

"سکون سے فلم سے لطف اندوز نہ ہونے دینا مجھے۔ یہ لو کردی بند" سائمن جو کب سے ان کی باتوں کو نظرانداز کیے فلم پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش میں مصروف تھا فلم بند کرتے ہوئے تنگ کر بولا

"میں نے تمہیں کیا کہہ دیا ہے جو یوں جل بھن رہے ہو؟ میں تو صرف تمہیں پیٹر کی جانب متوجہ کروا رہا تھا" اینڈی اور سائمن کی اب تک دروازے کی جانب پشت تھی

اور پیٹر نے تو ویسے ہی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اس لیے وہ الہان کی موجودگی سے بے خبر تھے.

پیٹر میرے دوست ہوش میں آ۔۔۔ کیوں دیوداس بنا بیٹھا ہے؟"سائمن میز پر رکھی پیٹر کی ٹانگ ہلاتے ہوئے بولا

"پیٹر کیوں تم نے خود کو روگی بنا لیا ہے؟ کون سا ایسا دکھ ہے جو تمھیں جینے نہیں دیتا؟ جو تمھیں اس خوشی کے وقت میں بھی خوش نہیں ہونے دے رہا؟ کہیں تمھیں یہ دکھ تو نہیں ستا رہا کہ تم سنگل ہو؟ اگر ایسا ہے تو ہم سب بلکہ ہمارے آفس کا ایک ایک بندہ تمہارے ساتھ اس دکھ میں برابر کا شریک ہے کیونکہ ہم سب بھی اب تک سنگل ہی ہیں "اینڈی ڈرامائی انداز میں بولا۔

"یہ خوشی کے وقت سے کیا مراد ہے؟"سائمن ابھی تک خوشی کے وقت پر اٹکا تھا۔

"خوشی کے وقت سے مراد وہ وقت ہے جو ہم پچھلے ایک ہفتے سے پروفیٹک مونسٹر کی غیر موجودگی میں گزار رہے ہیں۔"اینڈی نے اپنی ڈکشنری کے مطابق خوشی کے وقت کی تعریف بیان کی.اس ساری گفتگو کے دوران جارج خاموش تھا کیونکہ وہ دروازے میں کھڑے الہان کو دیکھ چکا تھا.

"ویسے اینڈی یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ ہم سب کے سنگل ہونے کی وجہ پروفیٹک مونسٹر..." سائمن ایل ای ڈی بند کر کے بولتے ہوئے جیسے ہی مڑا اس کی بات وہیں بیچ میں رہ گئی.

"بالکل سہی کہا تم نے سائمن... ہم سنگل باس کی وجہ سے ہی ہیں کیونکہ اس نے پچھلے آٹھ سالوں نے ہمارے ناتواں کندھوں پر کام کا اتنا بوجھ ڈالا ہے کہ ہمیں دنیا کی رنگینیوں کی جانب نگاہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔" پیٹر جو کب سے ان کی فضول باتیں خاموشی برداشت کر رہا تھا اپنے مطلب کی بات سن کر بولا اور پھر اپنی بات کے جواب میں ان کے تاثرات دیکھنے کے لیے جیسے ہی اس نے اپنی بند آنکھیں کھولیں اس کی نظر دروازے میں کھڑے الہان سے ٹکرائیں. گولی کی رفتار سے اس نے میز پر ٹکی اپنی ٹانگیں نیچے کیں اور مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا.

"یار کیا ہوا ہے تم سب اچانک سے خاموش کیوں ہو گئے ہو؟" اینڈی فون پر نظریں ٹکائے کمرے میں خاموشی چھا جانے کی وجہ دریافت کر رہا تھا.

"جواب تو دو" کوئی جواب نہ پا کر اس نے فون سے نظریں ہٹا کر سائمن اور جارج کی جانب دیکھا جو سر جھکائے وزیٹر چیئر پر بیٹھے تھے پھر مودب کھڑے پیٹر کو دیکھا. ان

سب کی شرافت دیکھ کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا. اپنے خدشے کی تصدیق کرنے کے لیے اس نے گردن گھما کر دروازے کی جانب دیکھا.

....

وقت کا کام گزرنا ہے اس لیے یہ گزر ہی جاتا ہے اور جو چیز رہ جاتی ہے وہ ہے وقت کی چھاپ جو یادوں کی صورت میں تاعمر ساتھ رہتی ہے. گزرتا وقت اپنے ساتھ بہت سے انسانوں کو بہا لے جاتا ہے. یہ بہاؤ سمندر کی لہروں کی مانند ہوتا ہے جو کبھی پلٹ کر نہیں آتیں. پر وقت کی ایک خاصیت ہے کہ یہ جنہیں ساتھ لے جاتا ہے ان کے متبادل بلکہ ان سے بہتر انسان ہماری زندگیوں میں شامل کر جاتا ہے اور یوں جانے والوں کا دکھ ہم آنے والوں کی خوشی میں فراموش کر دیتے ہیں مگر زندگی کی چند اداس شامیں جانے والوں کی کسک کو تازہ کر دیتی ہیں. خوش قسمتی انسان کی یہ ہے کہ ایسی شامیں صرف چند ہی ہوتی ہیں کیونکہ زندگی کی مصروفیت یادوں کو یاد آنے ہی نہیں دیتی. ایسی ہی مصروفیات نے اس خوبصورت نقوش والی لڑکی کو بھی جکڑ رکھا تھا. علوی ہاؤس کے گرد بنے خوبصورت لان میں بیٹھی وہ شاید کسی کا انتظار کرنے میں مصروف تھی. اس کی گود میں بچی تھی جس کی عمر قریباً دس ماہ کے قریب تھی. کھلونوں سے کھیلتی اس بچی پر

New Era Magazine

مسکراتی نگاہ ڈالتے ہوئے آنیہ نے سربراہی گیٹ کی جانب دیکھا جہاں سے مرتضی کی سوزوکی 1990 کار داخل ہوئی تھی.

''اسلام وعلیکم! بابا''مرتضی نے گاڑی سے قدم باہر نکالا ہی تھا جب چار سال کا بچہ بھاگتا ہوا آیا اور اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا. وہ بچہ صحت مند ہونے کے باعث اپنی عمر سے بڑا لگتا تھا.

''آپ کہاں سے آ گئے؟ آپ تو اپنی نانو کے گھر رہنے کے لیے گئے تھے. مما بھی آئی ہیں آپ کی؟''اس سے سوالات کرتے ہوئے مرتضی لان میں بیٹھی آنیہ کی جانب بڑھا۔

''نہیں مما تو نہیں آئی. میں ہی آیا ہوں کیونکہ میں پھوپھو کے بغیر اداس ہو گیا تھا۔'' اس کا ہاتھ تھام کر چلتے ہوئے بچے نے جواب دیا

''کون سا تاویز گھول پر پلایا ہے تم نے میرے بیٹے کو آنیہ؟ جب دیکھو تمہارے ساتھ ہی لگا رہتا ہے۔''مرتضی نے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا

''وہی تاویز گھول کر پلایا ہے میں نے اسے جو تم نے میری بیٹی کو گھول کر پلایا ہے۔'' آنیہ کا اشارہ بچی کی جانب تھا جو مرتضی کو دیکھ کر اس کے ہاتھوں سے نکل کر مرتضی کی گود میں جانے کی جدوجہد میں تھی.

"یہ تاویز کا نہیں میرے پیار کا اثر ہے۔" مرتضی نے اسے گود میں لیتے ہوئے کہا.وہ اب اس کی گود میں بیٹھی اس کی آنکھوں پر لگے گلاسز اتارنے کی کوشش کر رہی تھی.

"ہارون نہیں آئے تمہارے ساتھ؟" اس کے لہجے میں ہارون کے لیے فکر واضح محسوس کی جاسکتی تھی.

"وہ اللہ یار کے ساتھ کسی کام سے گیا ہے آجائے گا کچھ دیر میں۔"

"کھانا ابھی کھاؤ گے یا ہارون کا ساتھ؟"

"ہارون کے ساتھ ہی کھاؤں گا۔" اسے جواب دے کر مرتضی نے اس بچے کی جانب دیکھا جو ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ چڑھائے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بالکل اس کے انداز میں بیٹھا تھا.

"بالکل تم پر گیا ہے۔" اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے آنیہ بولی.اس کی بات کے جواب میں مرتضی نے مسکرانے پر اکتفا کیا.

"بابا گڑیا کو نیچے بٹھا دیں مجھے کھیلنا ہے اس کے ساتھ۔" بچے کی بات سن کر مرتضی نے بچی لان کی زمین پر بٹھا دیا.

”گڑیا مجھے پکڑلو!!!!!"مرتضی نے جیسے ہی اس بچی کو بٹھایا وہ چار سالہ بچہ کرسی سے اتر کر اس بچی کے آگے بھاگتے ہوئے بولا. بچی اس کو بھاگتے دیکھ کر کھلکھلائی اور اس کے پیچھے پیچھے کرالنگ کرنے لگی.

”الہان گڑیا کو لے کر گیٹ کے پاس نہ جانا" مرتضی نے الہان نامی چار سالہ بچے کو ہدایت دی.

”آنیہ! اللہ یار زور دے رہا ہے کہ ہم ایک بار اس کی حویلی آئیں۔"

”تم اسے منع کر دو میں نے نہیں جانا اس کی حویلی۔"

”کوئی معقول وجہ بھی تو ہو اسے منع کرنے کی۔"

”کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے کہ اس کی حویلی گوادر میں ہے سی پورٹ کے قریب۔"

”خدا کے لیے آنیہ اس سب کو بھول جاؤ. پانچ سال گزر گئے ہیں اس واقع کو۔"

”پانچ سال کتنی جلدی گزر گئے ہیں نا؟ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدلا ہے. پہلے ہارٹ اٹیک کے بعد بابا کی حالت مسلسل بگڑنا شروع ہو گئی تھی. ان کی حالت کے پیش نظر بڑے بابا نے ہم تینوں کی شادیاں کر دیں. میری شادی ہارون سے اور تمہاری شادی اپنے دوست کی بیٹی سے اور پھر شادی کے چھ مہینے بعد بابا کا ہم سب کو چھوڑ جانا"

بابا کے ذکر پر آنیہ اداس ہو گئی تھی.

"تمہاری عمر بیس سال تھی اور زیادہ تر لڑکیوں کی اسی عمر میں شادی ہو جاتی ہے اس لیے تمہارے متعلق بڑے بابا کا فیصلہ درست تھا مگر تمہارے جڑواں بھائی یعنی کے مرتضی عادل علوی کی عمر اس وقت شادی کی نہیں تھی. لڑکوں کے لیے بیس سال کوئی عمر ہوتی ہے شادی کی؟ جوانی میں ہی شادی کی صورت میں مجھے نکیل ڈال دی گئی تھی. میرے ساتھ ظلم ہوا تھا اس وقت مگر بابا کی حالت کے باعث میں اس ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کر سکا." اپنی بہن کی اداسی دور کرنے کے لیے مرتضی بات کو مزاحیہ رخ دیتا ہوا بولا

"فرح بھابھی کو تمہاری یہ تقریر حرف بہ حرف بتاؤں گی میں" آنیہ نے اسے دھمکی دی اور دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ اس کا دھیان گوادر نہ جانے والے موضوع سے ہٹا۔

"آنیہ ایمانداری سے بتاؤ دیکھنے میں لگتا ہے کہ میں چار سال کے بچے کا باپ ہو سکتا ہوں؟"

"بالکل لگتا ہے۔ تم چار سال کے بچے کے نہیں دس سالہ بچے کے باپ لگتے ہو اور شکر کرو اس اچھے وقت میں شادی ہو گئی تمہاری ورنہ تم بھی اب تک احتشام کی طرح کنوارے گھوم رہے ہوتے۔" پانچ سال پہلے جب ان تینوں کی شادی کی بات چلی تھی

تب احتشام نے منع کر دیا۔اس کا کہنا تھا کہ پہلے وہ پڑھائی مکمل کر کے فارن سروس میں جاب کرنا چاہتا ہے۔

"اس کے کنوارے پن کا علاج بھی میں نے اور ہارون نے اللہ یار کے ساتھ مل کر سوچ لیا ہے۔۔۔" بات کے دوران ہی اسے اللہ یار والا موضوع یاد آیا تبھی وہ بولا

"اللہ یار سے یاد آیا ہم اللہ یار کے گھر جانے کی بات کر رہے تھے۔"

"چھوڑو اس بات کو تم یہ بتاؤ احتشام کب واپس آ رہا ہے؟"

"موضوع بدلنے کی کوشش مت کرو. آج تم مجھے بتا ہی دو تم گوادر جانے سے اتنی خائف کیوں ہو؟" مرتضیٰ کے سوال پر آنیہ نے ایک گہری سانس خارج کی. وہ اسے کیا بتاتی کہ ساحل پر کھڑے اس شخص کو وہ چاہ کر بھی فراموش نہیں کر سکی تھی. اس کی وہ سرد نگاہیں آج بھی اسے خوف زدہ کرتی تھیں. ان نگاہوں کا سرد پن اس کے حواس منجمند کر دیتا تھا. اس شخص سے دوبارہ ٹکراؤ ہونے کے ڈر سے اس نے گزرے پانچ سالوں میں ایک مرتبہ بھی گوادر کا رخ نہیں کیا تھا.

"مجھے اس موضوع پر بات نہیں کرنی۔" وہ بے رخی سے بولی اور گیٹ کی جانب دیکھنے لگی جہاں سے ہارون اس بچی کو گود میں اٹھائے چلا آ رہا تھا. ہارون کے ساتھ چار سالہ الہان بھی تھا.

New Era Magazine

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" ہارون نے مسکراتے ہوئے سوال کیا

"تمہاری بیگم کا دماغ درست کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" مرتضی کے جل کر بولنے پر آنیہ نے منہ بنایا۔

"کیا ہوا ہے میری بیگم کے دماغ کو؟" ہارون مسکراتے ہوئے بولا۔

"وہی اللہ یار کی حویلی نہ جانے کی رٹ. تمہارا ہی حوصلہ ہارون جو تم میری خر دماغ بہن کو برداشت کر لیتے ہو۔"

"بابا میری پھپھو کو کچھ مت کہیں۔" الہان نے مرتضی کو تنبیہ کی۔

"لو جی تان لی بندوق ان کے محافظ نے۔" مرتضی نے اپنے بیٹے کی غداری پر جل کر بولا۔

"سوچ سمجھ کر بولا کرو مرتضی میری بیوی کا ڈیفنس بہت مضبوط ہے۔" ہارون نے اسے چھیڑا۔

"تمہاری تو بیوی ہے تبھی ہر دفعہ اس کی سائیڈ لیتے ہو مگر یاد رکھنا میری گڑیا میری سائیڈ پر ہے۔۔۔ یہ بڑی ہو کر میری اور احتشام کی ٹیم میں شامل ہو گی پھر دیکھنا ہر دفعہ ہمارا پلڑا بھاری ہو گا۔" مرتضی نے ہارون کے کف لنکس سے کھیلتی بچی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

New Era Magazine

"اچھا بحث ختم کرو اور جلدی سے سب کھانے کی ٹیبل پر آجاؤ میں کھانا لگاتی ہوں"

آنیہ اندر کی جانب بڑھ گئی.

"مرتضی تم اللہ یار سے کہہ دو ہم اگلے ہفتے اس کے گھر آئیں گے تب تک احتشام بھی واپس آجائے گا۔" ہارون رسانیت سے بولا

"آنیہ نہیں مان رہی گوادر جانے کے لیے"

"اسے راضی کر لوں گا میں تم اس کی فکر مت کرو. اسے بس وہم ہے کہ وہ اس جگہ جائے گی تو پھر کچھ برا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے پھر میں اسے اگلے ہفتے کا کہہ دیتا ہوں۔"

"اگلے ہفتے کوئی کہیں نہیں جا رہا" مرتضی کے ساتھ رکھی چیئر پر بیٹھا الہان حکمیہ انداز میں بولا

"کیوں اگلے ہفتے کیا ہے؟" ہارون نے آبرو اچکاتے ہوئے سوال کیا

"ہارون چچا آپ بھول گئے؟ اگلے ہفتے میری سالگرہ ہے اور میں نے اپنے دوستوں کو گھر بلانا ہے۔"

"پہلی بات تو یہ کہ میں تمہارا چچا نہیں تایا لگتا ہوں کیونکہ میں عمر میں تمہارے باپ سے بڑا ہوں اور دوسری بات یہ کہ تم آنیہ کو تو پھو پھو بلاتے ہو مجھے کیوں چچا بلاتے ہو؟"

"دیکھیں ہارون چچا میں نے بابا کے حوالے سے آپ سے رشتہ داری جوڑی ہے پھو پھو کے حوالے سے نہیں. پھو پھو بابا کی بہن ہیں اس لیے میں انہیں پھو پھو کہتا ہوں اور آپ بابا کے کزن ہیں اس لیے آپ کو چچا کہتا ہوں. تایا آپ کو میں اس لیے نہیں کہتا کیونکہ مجھے تایا لفظ اچھا نہیں لگتا۔" یہ سب رشتے اسے احتشام نے بتائے تھے اور حافظہ اچھا ہونے کے باعث وہ سب بھولا نہیں تھا۔

"بڑے بابا کہہ لیا کرو؟" ہارون نے مشورہ دیا

"بڑے بابا تو میں آپ کے بابا کو کہتا ہوں۔" اس نے عابد صاحب کا حوالہ دیا جو اپنی بیگم فاریہ کے ساتھ عمرے پر گئے تھے۔

"وہ رشتے میں تمہارے دادا لگتے ہیں۔" ہارون نے تصیح کرنی چاہی

"مگر دیکھنے میں وہ میرے بڑے بابا ہی لگتے ہیں اور آپ میرے چچا۔" الہان نے بات ختم کی۔

New Era Magazine

"دیکھنے میں تو پھر میں تمہارا بھائی لگتا ہوں۔" مرتضی نے گفتگو میں حصہ ڈالنے ضروری سمجھا

"اب دیکھنے والوں کی نظر اتنی بھی کمزور نہیں ہے۔" الہان کے جھٹ سے بولنے پر مرتضی اس کا منہ اور تیز رفتار سے چلتی زبان دیکھ کر رہ گیا. مرتضی کے تاثرات دیکھ کر ہارون کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا.

"بے عزتی سے پیٹ بھرا کہ نہیں؟ اگر نہیں بھرا تو آکر کھانا کھالو" کہتے ساتھ ہی ہارون بچی کو گود میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا.

"مل گیا سکون باپ کی بے عزتی کروا کر؟" مرتضی الہان کو مخاطب کرتے ہوئے دانت پیس کر بولا

"میں نے کیا کیا ہے؟ خود ہی کہتے ہیں سچ بولا کرو چاہے سچ کتنا ہی کڑوا کیوں نہ ہو۔" لبوں پر ابھرتی ہوئی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے چار سالہ الہان بولا تو مرتضی اسے گھور کت رہ گیا.

"بابا اگلے ہفتے اللہ یار انکل کی طرف جانے کا پروگرام ملتوی کر دیں... آپ پلیز اللہ یار انکل سے کہہ دیں کہ ان کی حویلی ہم اگلے ہفتے سے اگلے ہفتے آجائیں گے. آپ بہت اچھے ہیں بابا پلیز" لہجے میں مصنوعی بے چارگی لاتے ہوئے الہان بولا

"اچھا بس بس.... کر دیتا ہوں میں پروگرام ملتوی"

"بابا آپ بہت اچھے ہیں۔" مرتضیٰ کا کا ہاتھ تھام کر گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھتے ہوئے الہان بولا.

....

سات گھنٹے کی فلائٹ کے بعد دوپہر کے دو بجے کے قریب وہ دبئی انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے آرائیول کنکورس ہال سے باہر نکلی. وہ گاؤن میں ملبوس تھی اور سر پر سکارف کو اس انداز میں تھا کہ اس کی گردن اور آگے کے کچھ بال نمایاں تھے. آج حجر کی آنکھیں بھورے لینز سے پاک تھیں جنہیں اس نے گول شیشوں والی شیڈز سے چھپا رکھا تھا. دیکھنے میں وہ دبئی کے رہائشیوں کی طرح ہی لگ رہی تھی. گرے ٹائلوں سے بنے ایئرپورٹ پر طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے کندھے پر پہنے ہوئے ٹریولنگ بیگ میں سے فارکی دی ہوئی فائل نکالی. اس فائل سے اس جگہ کا ایڈریس دیکھا جہاں اسے مار کر پھینکا گیا تھا. چھبیس سال پہلے کے ایڈریس کے مطابق وہ جگہ دبئی کے مشہور سی پورٹ میناء راشد کے قریب واقع تھی. ائیرپورٹ سے باہر نکل کر اس نے کیب کروائی اور میناء راشد کا رخ کیا. کچھ وقت میں وہ پورٹ کے سامنے کھڑی تھی. فار کے بتانے پر اس کے ذہن میں اس جگہ کا جو نقشہ بنا تھا وہ جگہ اس نقشے کے بالکل مخالف تھی. وہاں نہ

کوئی سنسان جگہ تھی اور ناہی کوئی ویرانی. تینوں اطراف سے بلند و بالا عمارتوں میں گھرا وہ سی پورٹ بحری جہازوں اور مقامی لوگوں سے بھرا تھا. فائل میں اس جگہ کا چھبیس سال پہلے والا نقشہ تھا جس سے اسے کوئی خاطر خواہ مدد نہیں ملی تھی. کافی دیر وہ جگہ کو تلاش کرتی رہی جہاں اسے پھینکا گیا تھا مگر کچھ حاصل نہ ہوا. تھک ہار کر اس نے فار کی دی فائل دوبارہ کھولی تاکہ اس میں سے کوئی اور راستہ تلاش کر سکے. فائل میں لکھا نمبر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آئی. وہ نمبر فار کے دوست شیخ سلمان کا تھا جن کے گھر وہ چھبیس سال پہلے آئے تھے. اس نے وہیں کھڑے کھڑے اس نمبر پر کال ملائی جو خوش قسمتی سے اٹھالی گئی تھی

"ہیلو!" اس دفعہ اس نے ہیلو امریکن لہجے میں بولا تھا.

"ہیلو... شیخ سلمان سپیکنگ" لائن کے دوسری جانب موجود شخص نے بھی امریکن لہجے میں جواب دیا.

"میں ناروے میں مقیم آپ کے دوست ایرک پائیپر کی لے پالک بیٹی حجر بول رہی ہوں۔" اس نے فار کا حوالہ دے کر اپنا تعارف کروایا

"......ایرک کی لے پالک بیٹی...... وہی نہ جو اسے دبئی میں ملی تھی۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد شیخ سلمان نے جواب دیا

"جی وہی والی بیٹی.....مجھے آپ کی مدد درکار ہے کیا آپ میری مدد کریں گے؟" حجر نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا

"کس قسم کی مدد؟"

"میں اپنے اصلی والدین کو تلاش کرنا چاہتی ہوں اسی وجہ سے میں دبئی آئی ہوں. مجھے لگا تھا کہ یہاں سے کوئی نہ کوئی سراغ مل جائے گا مگر یہاں آکر مجھے ناامیدی کا سامنا کرنا پڑا ہے کیونکہ یہاں کا نقشہ ہی بدل چکا ہے. آپ اس واقع کے چشم دید گواہ ہے کیا آپ اس واقع کو تفصیلاً بتا سکتے ہیں مجھے؟"

"کیوں نہیں...آپ ایرک کی بیٹی ہیں اس لیے آپ کی مدد کرنا فرض ہے میرا. آپ اس وقت کہاں ہیں؟"

"میں میناء راشد ہورٹ پر ہوں۔"

"میں آپ کو RitzCarlton ہوٹل لوکیشن بھیجتا ہوں آپ وہاں آجائیں میں آپ کو وہیں ملوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" کال بند ہونے کے کچھ منٹوں بعد ہی اسے لوکیشن کا میسج موصول ہوا. اب وہ ایک بار پھر سے کیب میں بیٹھی ایک انجان سفر پر گامزن تھی. گاڑی کی کھڑکی سے نظر آتی بلند و بالا عمارتوں کو دیکھ کر اس نے لمبی سانس خارج کی. اسے یہ بلند و بالا

عمارتوں سے بھرا ملک بالکل پسند نہیں آیا تھا کیونکہ دبئی کی خوبصورتی محض اس کے آرکیٹیکچر کی باعث تھی،اس کی خوبصورتی مین میڈ تھی اور حجر کو قدرتی چیزیں اچھی لگتی تھیں. ہوٹل پہنچ کر ایک نیا مسئلہ جو سامنے آیا تھا وہ یہ تھا کہ اس وسیع رقبے پر بنے ہوٹل میں وہ اس شیخ سلمان نامی شخص کو کیسے تلاش کرے گی جس کی شکل سے بھی وہ واقف نہیں.اس نے ایک دفعہ پھر اس شخص کے نمبر پر کال ملائی

"بار بار آپ کو ڈسٹرب کرنے کے لیے معذرت خواہ ہوں۔"

"کوئی بات نہیں بیٹے آپ کو کوئی بھی مشکل پیش آئے بلا جھجک مجھ کہہ دیجیئے گا۔"

"جی ضرور... فل حال تو مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ ہوٹل کے کس حصے میں موجود ہیں؟"

"آپ گیٹ کے پاس رکیں میں اپنے ماتحت کو بھیجتا ہوں آپ کے پاس۔" چند اختتامی کلامات ادا کرنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا.کچھ دیر بعد ایک شخص اس کے پاس آیا اور شیخ سلمان کا حوالہ دیا تو حجر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی.پول سائیڈ ایریا کراس کرنے کے بعد وہ ہوٹل کے اس حصے میں آئے جہاں زیادہ تر سمینار یا کانفرنس کے لیے ہال بنائے گئے تھے.وہ شخص ایک کانفرنس ہال میں داخل ہوا. حجر نے بھی اس کے تقلید کی. سفید دیواروں سے رنگے اس کانفرنس ہال میں داخل ہوتے ہی ایک شخص

سے اس کی نگاہ ٹکرائی. وہ شخص عربیوں کے مخصوص لباس میں ملبوس تھا. ساٹھ سالہ وہ شخص چہرے پر مسکراہٹ لیے اس کور سیو کرتے ہوئے بولا

''مشکل تو نہیں پیش آئی یہاں آتے ہوئے؟"

''کوئی مسئلہ نہیں ہوا" حجر کو اس کا انداز بالکل فار جیسا لگا تھا۔

''پہلے آپ یہ بتائیں بیٹا کہ کیا لیں گی؟ چائے, کافی یا قہوہ؟"

''کافی" حجر ان کے طرز مخاطب سے متاثر ہوئی تھی.

''ایرک اور الیکزینڈرہ کیسے ہیں؟"

''مور اور فار بالکل ٹھیک ہیں۔" چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد حجر کام کی بات کی طرف آئی

''میں کہاں ملی تھی آپ کو؟" اس کے سوال پر انہوں نے الف سے ے تک ساری بات اسے بتادی اور وہ ساری بات وہی تھی جو فار نے اسے بتائی تھی.

''کیا آپ مجھے اس جگہ کے بارے میں بتا سکتے ہیں جہاں میں آپ کو ملی تھی؟"

''وہ جگہ میناء راشد کے قریب واقع تھی مگر جب میناء راشد کو کچھ سال پہلے دوبارہ سے تعمیر کیا گیا ہے تب اس رہائشی علاقے کو بھی پورٹ کا حصہ بنالیا اور جو لوگ ان

اپارٹمنٹ میں رہائش پزیر تھے انہیں میری ٹائم سٹی منتقل کر دیا گیا تھا. اس لیے اب اس جگہ کو تلاش کرنا ناممکن ہے۔"

"آپ ان پولیس آفیسرز کے بارے میں بتا سکتے ہیں جو اس وقت اس کیس کے انچارج تھے؟" حجر نے اس امید کا دامن نہیں چھوڑا۔

"ان پولیس آفیسرز کو ڈھونڈنا بہت مشکل ہے اور اگر آپ کسی طرح انھیں ڈھونڈ بھی لیتی ہیں تب بھی یہ بات یقینی نہیں ہے کہ انہیں اتنے سال پرانے کیس کی تفصیلات یاد ہو نگی. اس لیے بہتر ہے کہ آپ اس راستے پر گامزن نہ ہوں جس کی کوئی منزل نہیں۔"

"اپنی پہچان تلاش کرنا میری خواہش ہے جس کے حصول کے لیے میں ایک دفعہ کوشش ضرور کرنا چاہتی ہو. اگر اپنے مقصد تک پہنچ گئی تو ویل اینڈ گڈ اور اگر نہ پہنچ پائی تو سمجھ جاؤں گی کہ اس خواہش کا حسرت میں تبدیل ہونا قسمت میں لکھا تھا."

"اگر ایسی بات ہے تو پھر میں آپ کو نہیں روکوں گا۔ آپ اپنی کوشش جاری رکھیں. اگر مدد کی ضرورت ہے تو میں حاضر ہوں."

"سر کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ دبئی بحری راستے کے ذریعے کن ممالک سے تجارت کرتا ہے؟"

"دبئی کی زیادہ تجارت تو متحدہ عرب امارات اومان, ایران وغیرہ کے ساتھ ہوتی ہے اس کے علاوہ اس کے تجارتی تعلقات یو کے اور جرمنی سے بھی ہیں. مگر زیادہ تر تجارت ایشیائی ملکوں کے ساتھ ہوتی ہے. آپ نے یہ سب جان کر کیا کرنا ہے؟"

"کچھ خاص نہیں بس ویسے ہی" حجر نے تفصیل بتانے سے گریز کیا۔

"میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ اس سب کو چھوڑ کر اس ثبوت کا پیچھا کریں جو وہ شخص خود چھوڑ کر گیا ہے۔" وہ کس ثبوت کا حوالہ دے رہے تھے حجر سمجھ گئی تھی تبھی بولی

"مجرم ارادۃً وہی ثبوت چھوڑتا ہے جس سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہوتا. میرے کیس میں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔اغواہ کار کے چھوڑے ہوئے ثبوت بے فائدہ ہیں۔"

"ان بے فائدہ ثبوتوں میں سے راہ تلاش کر کے مجرم کے دماغ تک رسائی حاصل کرنا ہی تو آپ کا پروفیشن ہے اور ایرک نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ حجر اپنے پروفیشن میں ماہر ہے." باتوں باتوں میں وہ اس کا حوصلہ بڑھا گئے تھے. حجر ان کی بات پر مسکراتے ہوئے بولی

"فار نے کہا ہے تو مان لیتی کیونکہ وہ صرف حق دار کی ہی تعریف کرتے ہیں۔"

"یہ بات تو بالکل ٹھیک کہہ آپ نے"

"چلیں چلتی ہوں سر اپنے قیمتی وقت میں سے میرے لیے ٹائم نکالنے کا بہت شکریہ"

''شکریہ کی کوئی بات نہیں. آپ ہماری مہمان ہیں اور مہمانوں کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔" حجران کی بات پر مسکراتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی. دروازے سے باہر نکلتے ہی اس کے چہرے سے وہ رسمی مسکراہٹ غائب تھی. اس سفر کا آغاز کرتے ہوئے اس کے حوصلے بلند تھے. اسے امید تھی کہ یہاں سے کوئی نہ کوئی سرا تو اس کے ہاتھ لگ ہی جائے جس کے پیچھا کر کے وہ جلد ہی اپنی سرزمین تک پہنچ جائے گی مگر یہاں سب کچھ اس کی امیدوں کے برعکس تھا. اس کا حال اب صحرا میں گم اس پیاسے کی طرح تھا جس نے نخلستان کے سراب کے پیچھے لمبا سفر طے کیا تھا اور اتنا لمبا سفر طے کرنے کے بعد اس کے حصے میں جو چیز آئی تھی وہ تھی ذہنی اور جسمانی تھکن. سوچوں سے پیچھا چھڑا کر اس نے ارد گرد دیکھا تو خود کو ایک سیمینار ہال کے سامنے پایا. اس ہال کے باہر بہت رش تھا. ان سب پر ایک نگاہ ڈال کر اس نے بیگ سے فون نکالا اور سائمن کا نمبر ملانے لگی.

....

گیٹ وے بلڈنگ کے سیکنڈ فلور پر بنے آفس میں خاموشی چھائی تھی. آفس کے اندر موجود چاروں افراد اپنی اپنی جگہ پر سر جھکائے کھڑے یہ سوچنے میں مصروف تھے کہ

اس صورت حال کو کیسے سنبھالا جائے. دروازے میں کھڑے الہان نے ایک نظران کے جھکے سروں کو دیکھا پھر مناسب چال چلتاان سے دو قدم فاصلے پر رک گیا۔

"میری شان میں کوئی قصیدہ رہ گیاہ تووہ بھی پڑھ لو"اس کے طنز پران کے جھکے سر مزید جھک گئے۔

"تم لوگوں کواپنی کمپنی میں جاب دینے کے فیصلے پر مجھے شدید پچھتاواہورہاہے. میری غیر موجودگی میں تم لوگوں نے جو حرکتیں کی ہیں ان سب کی رپورٹ مل گئی ہے مجھے"الہان ان کی جانب ملامتی نظروں سے دیکھتاہوابولا.اس کی بات پران سب نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اینڈی بولا

"باس کون سی حرکتیں کی ہیں ہم نے ؟ہم سب باقائدگی سے آفس آتے رہے ہیں اور ساراکام بھی منصوبے کے مطابق ہی ہورہاہے اورابھی بھی میں صوفے پر لیٹا آپ کی فلائٹ کی ٹائمنگ ہی چیک کررہاتھا."اینڈی نے ناصرف الہان کو مطمئن کرنے کی کوشش کی بلکہ لمحوں میں آفس ٹائمنگ میں فون استعمال کرنے کاجواز بھی پیش کیا۔

"آفس توتم سب باقائدگی سے آتے رہے ہو مگر آفس آکر پورادن کیاکرتے تھے اس کا اندازہ بھی مجھے خوب ہے اور رہی بات میری فلائٹ کی ٹائمنگ کی تو یہ جان کر تمہیں افسوس ہوگا کہ میری فلائٹ گھنٹہ پہلے لینڈ ہوگئی تھی اورڈرائیور کو لیٹ بھیجنے کا بھی

کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تم لوگوں کو کیونکہ میں ڈرائیور کا انتظار کیے بغیر ہی کیب کروا کر آدھے گھنٹے پہلے کا آفس پہنچ گیا تھا اور تم لوگوں کے نیک خیالات بھی گوش گزار کر چکا ہوں۔"

"باس اینڈی بالکل سچ کہہ رہا ہے۔ میں آپ کی چیئر پر بیٹھا آج سمینار میں دینے والی آپ کی سپیچ سوچ رہا تھا. اپنے ذہن میں میں نے آپ کی ساری سپیچ تیار کر لی ہے بس اب اسے پیپر پر لکھنا پھر آپ کی سپیچ تیار۔" پیٹر نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا

"کیا میں نے تمہیں اپنی سپیچ لکھنے کے لیے کہا تھا؟ نہیں نا تو پھر تم نے اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کیا تھا؟"

"باس میں تو ایک ایل ای ڈی پر نئی گیم کے گرافکس چیک کر رہا تھا تاکہ جلد از جلد ٹیسٹنگ کا کام ختم ہو اور ہم گیم لارنچ کر سکیں۔" اینڈی اور پیٹر کے جواز سن کر کر جارج نے بھی اپنا دماغ چلایا اور اپنی طرف سے بہترین بہانہ پیش کیا. اس کا بہانہ سن کر الہان ایل ای ڈی کی جانب بڑھا اور اسے آن کر کے ہسٹری چیک کرنے لگا.

"مجھے تو یہاں کہیں گیم کی سائٹ کھلی نظر نہیں آ رہی۔۔۔ہاں مگر انگلش موویز کئی مرتبہ دیکھی گئی ہیں پچھلے ایک ہفتے میں"

ان تینوں کی وضاحت جھوٹ ثابت کرنے کے بعد الہان نے سائمن کی جانب رخ کیا جو مناسب بہانہ بنانے کی تگ ودو میں تھا مگر کوئی اچھا سا بہانہ اس کے ذہن میں آ ہی نہیں رہا تھا۔

"مینجنگ ڈائیریکٹر سائمن! آپ اپنی صفائی میں کوئی جھوٹی دلیل نہیں دیں گے؟ یا پھر آپ سنگل ہونے کے غم میں ڈوبے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بتاؤ میں تمہے اس غم سے ابھرنے میں مدد دوں۔" اس نے سائمن پر طنز کیا۔

"نہیں باس"

"اس کمپنی کو بنے آٹھ سال ہونے والے ہیں. ان آٹھ سالوں میں پہلی مرتبہ میں اتنے دنوں کے لیے غیر حاضر رہا ہوں اور کمپنی کی ذمہ داری تم لوگوں کے سپرد کی ہے مگر تم لوگوں کا غیر ذمہ دارانہ رویہ دیکھ کر مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے۔" ایک لمحے کے لیے وہ رکا

"سائمن ایک ہفتے میں کمپنی کے ورکنگ آورز کتنے گھنٹے بنتے ہیں؟" پھر اچانک سے سائمن کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"کمپنی کی ٹائمنگ صبح نو سے چھ ہے یعنی دن کے ورکنگ آورز نو گھنٹے۔۔۔اس حساب سے ویک کے ورکنگ آورز پینتالیس گھنٹے بنتے ہیں۔" سائمن نے جواب دیا جبکہ باقی تینوں نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے.

"پیٹر اگر اس ایک ہفتے یعنی پینتالیس گھنٹوں کا کام دو ہفتے میں پورا کرنا ہو تو ورکنگ آورز کے علاوہ اور کتنے گھنٹے کام کرنا پڑے گا؟"

"ساڑھے چار گھنٹے باس.....نو کی بجائے اگر ساڑھے تیرہ گھنٹے کام کیا جائے تو دو ہفتوں میں تین ہفتوں کا کام مکمل کیا جا سکتا ہے۔"

"بس پھر فائنل ہو گیا...پچھلا ایک ہفتہ جو تم لوگوں نے ضائع کیا ہے اس کی تلافی کرنے کے لیے تم چاروں اگلے دو ہفتے ساڑھے چار گھنٹے اور ٹائم کرو گے. مطلب صبح نو بجے سے رات ساڑھے دس تک" الھان نے ان کے سر پر بم پھوڑا جس سے وہ سب بھونچکا گئے.

"باس صرف آج ہم یوں کام چھوڑ کر بیٹھے تھے وہ بھی اس خوشی میں کہ آپ اتنے عرصے بعد واپس آ رہے ہیں ورنہ روز تو ہم پوری توجہ سے کام میں مصروف رہتے ہیں" اس کی سزا سن کر اینڈی نے بات سمبھالنے کی ناکام کوشش کی۔

"تم سب کو میرے ایک ہفتے بلکہ تماری لغت کے مطابق اتنے عرصے بعد واپس آنے کی جتنی خوشی تھی اس کا اندازہ مجھے خوب ہے۔اسی خوشی میں ہی تو تم لوگوں نے ڈرائیور کو گھنٹہ لیٹ بھیجا تھا ائیر پورٹ اور رہی بات کام میں مصروف رہنے کی تو تمہاری مصروفیت کی صرف رپورٹ ہی نہیں ملی بلکہ باقائدہ ویڈیو ہے میرے پاس اگر کہو تو دکھا دوں؟"

"نہیں باس اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے..آپ نے کہہ دیا ہم نے مان لیا" جارج نے لب کشائی کی۔

"اچھی بات ہی... چلو اب اپنا بوریا بستر اٹھاؤ اور نکلو میرے آفس سے" الہان کا اشارہ میز کے وسط میں رکھے کھانے پینے والی اشیاء کے ریپرز کی جانب تھا.اس کی بات سن کر جارج نے میز سے ریپر اٹھائے اور پھر وہ چاروں مرے قدموں سے آفس سے نکل گئے.

"یہ پورے ہفتے کی رپورٹ باس کو کس نے دی ہے؟" آفس کا دروازہ پھلانگتے ہی اینڈی نے ان تینوں سے سوال کیا

"میں خود یہی سوچ رہا ہوں۔" جارج گویا ہوا۔

"مجھے تو یہ باس کے چمچے حماد کا کام لگتا ہے۔" سائمن نے اپنے شک کا اظہار کیا

''حماد بتا تو سکتا ہے باس کو مگر ہم سب کی ویڈیو بنا کر باس کو دکھانے کی ہمت نہیں ہے اس میں۔" جارج نے اس رائے رد کی. اس سب کے دوران پیٹر خاموش تھا

''کہیں آفس میں لگے کیمرے کی ریکارڈنگ باس نے تو نہیں دیکھ لی؟"

''باس کیسے دیکھ سکتے ہیں آفس کی ریکارڈنگ تو بس ایڈمنسٹریشن اور...؟

''ایلکس!!!!" سائمن, اینڈی اور جارج ایک ساتھ بولے اور پھر تینوں نے گردن گھما کر سست قدم اٹھاتے پیٹر کی جانب دیکھا

''یہ ضرور اس کی اولاد ایلکس کا کارنامہ ہے۔" جارج پیٹر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا

''میرا اس میں کوئی قصور نہیں... میں بے قصور ہوں۔" ان سب کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر پیٹر دہائی دینے والے انداز میں بولا

''ابھی پتا چل جاتا ہے کہ تمہارا قصور ہے یا نہیں" اسے جواب دے کر اینڈی نے مصنوعی کالر جھاڑی پھر بلند آواز جارج اور سائمن کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

''ایلکس کو دنیا میں لانے کے ذمہ دار کون؟"

''پیٹر" اس کے سوال پر جارج اور سائمن ایک ساتھ بولے۔

''ایلکس کو بنا کر باس کو دینے والا کون؟"

"پیٹر"

"ایلکس کو آفس کے کیمرے تک رسائی دینے والا کون؟

"پیٹر"

"ان تمام گواہوں اور ثبوتوں کی روشنی میں ثابت ہوا ہے کہ ہماری کونفیڈنشل معلومات لیک ہونے, وہ ساری معلومات باس تک پہنچنے اور باس کے ہمیں سزا دینے کے پیچھے کسی اور کا نہیں دوست کے لبادے میں چھپے ہمارے دشمن پیٹر ولسن کا ہاتھ ہے اور دفعہ تین سو دو کے تحت پیٹر ولسن کو اگلے دو ہفتے ہم سب کی جرابیں دھونے کی کڑی سزا سنائی جاتی ہے۔"

"سزا بہت کڑی ہے مائی لارڈ... مجھے معلوم نہیں تھا کہ ایلکس بڑا ہو کر مجھ سے یعنی کے اپنے باپ سے غداری کرے گا... میں نے دانستگی میں کچھ نہیں کیا مائی لارڈ... میں رحم کی اپیل کرتا ہوں۔"

"تمہاری اپیل رد کی جاتی ہے کیونکہ اس فتنہ پرور کو ایجاد کرنے اور اسے باس کو گفٹ کر کے ان کی نظروں میں نمبر ٹانگنے کی کوشش تم نے دانستگی میں کی تھی."

"میں سپریم کورٹ میں رحم کی اپیل کروں گا.. یہ فیصلہ غلط ہے میرا گناہ اتنا بڑا نہیں تھا جتنی بڑی مجھے سزا دی گئی ہے. میرے ساتھ یہ سراسر زیادتی ہے۔"

''سپریم کورٹ یعنی کے باس بھی اس سزا کو کم کرنے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتے کیونکہ وہ خود ہم سب سے خفا ہے اس لیے اپنی سزا کو خاموشی سے قبول کرو. کسی اور کو اس سزا پر اعتراض نہیں ہے اس لیے آج کے لیے یہ عدالت برخاست کی جاتی ہے۔"

عدالت برخاست ہوتے ہی ان تینوں کے قہقہے بلند ہوئے جبکہ پیٹر بے بسی سے ان کی شکلیں دیکھ کر رہ گیا.

''تم لوگ میرے ساتھ اچھا نہیں کر رہے۔" پیٹر نے انہیں وارنگ دی. وہ سب اسی شغل میں مصروف تھے جب حماد ان کی جانب بڑھا

''سائمن سر... باس آپ کو بلا رہے ہیں۔" حماد کا پیغام سن کر ان چاروں کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوا

''جا میرے گیدڑ شیر کی کچھار میں..... ہم سب کی اخلاقی مدد تیرے ساتھ ہے۔"اس کو ہچکچاتے دیکھ کر اینڈی نے اسے حوصلہ دیا. سائمن کے جاتے ہی حماد بھی وہاں سے کھسکنے لگا تھا مگر اینڈی نے اس کے گلے میں بازو ڈال کر اسے روک لیا

''جارج سنا ہے آج کل ہمارے آفس کے سٹاف میں کوئی غدار گھس آیا ہے جو باتیں لیک کر رہا ہے۔"اینڈی سنسنی خیز لہجے میں بولا

New Era Magazine

''سنا تو میں نے بھی ہے. تم فکر نہ کرو جلد ہی میں غدار کا منظر عام پر لانے والا ہوں. شک کے دائرے میں تو بہت سے لوگ ہیں مگر دائرے کا مرکز ایک ہی ہے جسے میں بہت جلد بے نقاب کرنے والا ہوں اور ہاں ہمیشہ کہ طرح غدار کی سزا کا انتخاب تم ہی کرو گے. "اینڈی کی بات کا جواب دیتے وقت جارج کی نظریں حماد پر ٹکی تھیں جسے اینڈی نے زبردستی روک رکھا تھا۔

''کیوں نہیں.... میں اس موقع سے ضرور فیض یاب ہونا چاہوں گا۔"

''تمہارا کیا خیال ہے حماد کون ہے وہ غدار؟" پیٹر نے حماد کو بھی گفتگو میں شامل کیا

''سر مجھے جانے دیں... پلیز باس نے مجھے سیمنار کی لوکیشن دیکھنے کے لیے کہا ہے" حماد منمنایا۔

''لو بھلا میں نے تمہیں کب روکا ہے؟ تم تو خود ہی ہماری باتیں سننے کھڑے ہو" اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ حماد کو تنگ کر رہا ہے۔

''جاؤ" حماد کو وہیں کھڑے دیکھ کر اینڈی دوبارہ بولا

''سر وہ اپنا بازو ہٹا لیں"

''اوہو... سوری مجھے خیال نہیں رہا۔" کہتے ساتھ ہی اینڈی نے اس کی گردن سے بازو ہٹایا تو حماد گولی کی طرح وہاں سے غائب ہوا.

"چلو کرلو کام اب اپنا اپنا.... ورنہ باس نے سزا مزید بڑھا دینی ہے۔" پیٹر جلے انداز میں بولا اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گیا. اینڈی اور جارج نے بھی اس کی تقلید کی.

"باس آپ نے بلایا؟" دروازہ ناک کرنے کے بعد سائمن الہان کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولا

"ہمم... آؤ بیٹھو" مرکزی کرسی پر بیٹھے الہان نے جواب دیا.

"فائل دیکھ کر کیا جواب دیا محترمہ نے؟" سائمن کے بیٹھتے ہی الہان نے سوال کیا

"وہی جس کا یقین تھا آپ کو"

"یعنی مان گئی؟"

"ہمم.... کیس کی پراسیڈنگ کے متعلق پوچھ رہی تھی. میں نے کہہ دیا تھا کہ باقی تفصیلات آپ خود بتائیں گے۔"

"تم جلد از جلد میری میٹنگ رکھواؤ اس سے کیونکہ کیس کی کاروائی میں مزید تاخیر نہیں کی جاسکتی. ایسا کرو آج رات کی ٹکٹ بک کرواد و میری ناروے کی تاکہ کل ہی اس سے فیس ٹو فیس مل کر میں اسے تفصیلات اور پراسیڈنگ کے متعلق بریفنگ دے سکوں۔"

New Era Magazine

”ناروے جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ آج دبئی آئی ہے اور آج ہی میٹنگ کا کہہ دیا ہے میں نے اسے۔۔۔آپ بس کنفرم ٹائمنگ بتادیں۔"

”ڈیٹس گریٹ...ویل ڈن سائمن.....ساڑھے چار سمینار ختم ہو جائے گا اس لیے پانچ بجے رکھوادو میٹنگ۔"

”باس اسی خوشی میں میری سزا کم کردیں۔"

”سزا تو کم نہیں ہوگی اور کچھ چاہیے تو بتاؤ۔"

”نہیں کچھ نہیں چاہیے بہت شکریہ اس عنایت کا"سائمن جل کر بولا

”جیسے تمہاری خوشی"الہان کی بات پر سائمن منہ بناتا دروازے کی جانب بڑھا جب الہان ایک مرتبہ پھر گویا ہوا

”سمینار کا ٹائم اور لوکیشن کیا ہے؟"

"سیمینار تو دو بجے شروع ہو جائے گا مگر آپ کی سپیچ چار بجے ہے اور Ritz Carlton ہوٹل میں ہے سمینار"اس کی بات پر سر ہلا کر الہان نے ایک بار پھر سے نظریں کمپیوٹر سکرین پر جمادیں جہاں سمینار میں دینے والی اس کی سپیچ کے اہم پوئنٹس لکھے تھے.

....

دوپہر دو بجے کے قریب کالے رنگ کی لیموزین Ritz Carlton ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں رکی. کار کے رکنے پر وہ پانچوں گاڑی سے باہر نکلے اور ہوٹل کے سیمینار ہال کی جانب بڑھنے لگے۔ بلیک فارمل سوٹ میں ملبوس ماڈرن کوئف ہیر سٹائل اور کالی شیڈز لگائے الہان ان سب میں نمایاں تھا. اس کے دائیں جانب پیٹر اور سائمن تھے جبکہ بائیں جانب اینڈی اور جارج تھے. وہ چاروں بھی سوٹ میں ہی ملبوس تھے.

”یار جب پروفیٹک مونسٹر ہمارے ساتھ ہوتا مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ سب لڑکیاں مڑ مڑ کر مجھے ہی دیکھ رہی ہیں؟" اینڈی نے سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا تاکہ چند قدم آگے چلتا الہان نہ سن سکے.

”بے وقوف سب تجھے نہیں پروفیٹک مونسٹر کو دیکھ رہی ہیں۔" جارج نے اسے اس کی بے وقوفی کا احساس دلایا.

”اب تم میری پرسنیلٹی کو انڈر ایسٹیمیٹ کر رہے ہو۔" جارج نے اینڈی کی بات کا جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب الہان بولا

”سائمن اور پیٹر میری سپیچ کے وقت تم دونوں بیک سٹیج رہ کر ساؤنڈ سسٹم سنبھالو گے اور گروپ ڈسکشن کے وقت سب سوالوں کے جواب دینے کی ذمہ داری اینڈی اور جارج کی ہے."

"ایک بات اور... تم دونوں فضول بولنے سے پرہیز کرنا" وہ جارج اور اینڈی کو مخاطب کرتا ہوا بولا اور پھر ایک سمینار ہال کے اندر بڑھ گیا. جیسے ہی انہوں نے اندر قدم رکھا ہال میں موجود تمام لوگ ان پانچوں کی جانب متوجہ ہوئے. لمحوں میں ان کے گروپ کے گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا. پہلے دو گھنٹے وہ مختلف کمپنیز کے امبیسیڈرز سے بات چیت میں مصروف رہے پھر جب الہان کی سپیچ کا وقت ہوا تو وہ سب بیک سٹیج کی جانب بڑھ گئے. وہ سب سپیچ کے اہم پوئنٹس ڈسکس کرنے میں مصروف تھے جب سائمن کا فون رنگ کیا. ان سب سے ذرا فاصلے پر جا کر سائمن نے فون اٹھایا

"سائمن کب ہے میٹنگ؟" دوسری جانب سے سوال کیا گیا۔

"ایک گھنٹے بعد.... گیٹ وے بلڈنگ سیکنڈ فلور"

"ٹھیک ہے" فون بند کر کے سائمن دوبارہ سے ان کے قریب آیا تو الہان نے آبرو اچکاتے ہوئے اس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا جس پر سائمن نے انگھوٹا دکھاتے ہوئے اسے آل ڈن کا سگنل دیا. اسی دوران ایک آواز فضا میں گونجی یہ آواز ہوسٹ کی تھی جو الہان کا مختصر تعارف کروانے کے بعد اسے سٹیج پر بلا رہا تھا. اپنے نام کی پکار سن کر الہان مضبوط قدم اٹھاتا سٹیج کی جانب بڑھ گیا.

....

سائمن سے میٹنگ کی ٹائمنگ پوچھنے کے بعد حجر نے ایک نگاہ گھڑی پر ڈالی جو چار بجا رہی تھی. ہوٹل کی راہداری میں کھڑی وہ یہ سوچنے میں مصروف تھی کہ اس ایک گھنٹے میں وہ کیا کرے. دبئی گھومنے میں اسے ذرہ برابر دلچسپی نہیں تھی کیونکہ آرکیٹیکچر اس کے لیے کبھی پرکشش نہیں رہا تھا. بلند و بالا عمارتیں اسے انسان کی طاقت, ترقی اور وقت کی تیزی کا احساس دلاتی تھیں جس سے اس کے اندر گھٹن بڑھنے لگتی تھی. اس کی آنکھوں کو بھاتے تھے تو بس قدرتی نظارے جو دل کو سکون اور روح کو آرام پہنچاتے ہیں. کچھ دیر سوچنے کے بعد جب کوئی خاص ایکٹوٹی ذہن میں نہ آئی تو وہ بھی سامنے بنے سیمینار ہال میں داخل ہونے والے ہجوم میں گھس گئی. یہ سوفٹ ویئر کمپنیز کی کانفرنس تھی. سب سے آخری ٹیبل پر کچھ لڑکیاں بیٹھی تھیں حجر بھی اسی ٹیبل پر بیٹھ گئی.

روسٹرم کے قریب کھڑا ہوسٹ کسی گیم ڈویلپر کمپنی کی شان میں قصیدے پڑھنے میں مصروف تھا. حجر جو خاموشی سے اسے سن رہی تھی قریب بیٹھی لڑکی کے آواز پر اس کی جانب متوجہ ہوئی

"تم نے اس گیم ڈویلپر کمپنی کے سی ای او کی متعلق افواہ سنی ہے؟" وہ لڑکی اس کے ساتھ بیٹھی دوسری لڑکی سے مخاطب تھی۔

"نہیں کون سی افواہ؟" دوسری لڑکی نے سوال کیا

"یہی کہ یہ شخص بہت عجیب ہے. کسی نے بھی آج تک اس شخص کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا. کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اپنی پر کشش شخصیت اور ترقی کے باعث یہ شخص مغرور ہے. اس کے متعلق ایک آرٹیکل پڑھا تھا اور پھر میں نے اس کے رویے کو آبزرو کرنا شروع کیا۔ کئی مہینے اس کے رویے کا مشاہدہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ اس شخص کے رویے سے غرور نہیں سرد مہری جھلکتی ہے." حجر بڑی توجہ سے ان کی گفتگو گوش گزار کررہی تھی.

"مجھے تو بس اتنا ہی علم ہے کہ اس شخص نے بائیس سال کی عمر میں سوفٹ ویئر اور گیم ڈویلپر کمپنی کی بنیاد رکھی تھی اور پھر بہت کم عرصے میں اس کی کمپنی نے ٹاپ گیم ڈویلپر کمپنی کا خطاب حاصل کیا. انفیکٹ گیمنگ کی دنیا میں یہ وہ واحد شخص ہے جس نے اتنی کم عمر میں اس قدر ترقی حاصل کی ہے. اسے گیمنگ کی دنیا میں آئے آٹھ سال ہو گئے ہیں اور جس گیم کے ساتھ اس کی کمپنی کا نام جڑا ہو لوگ آنکھیں بند کرکے اسے ڈاؤنلوڈ کرتے ہیں۔ حال ہی میں آنے والی اس کی ہنٹر گیم نے تو سوشل میڈیا پر دھوم مچا دی ہے." ہنٹر گیم کے نام پر حجر چونکی اور سٹیج کی جانب دیکھنے لگی جہاں ہنٹر گیم لانچ کرنے والی کمپنی کا سی ای او الہان مرتضی سپیچ کرنے میں مصروف تھا. ماڈرن کوئف

New Era Magazine

ہیر سٹائل میں بال سیٹ کیے وہ بلیک سوٹ میں ملبوس تھا. دائیاں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے مائیک تھامے اس شخص کی نظریں ہال میں موجود افراد پر ٹکی تھیں۔

"گیم ایک ایسی ایکٹوٹی ہے جس سے آپ تفریح حاصل کرتے ہیں. گیم کی مختلف قسمیں ہیں جن میں سے موجودہ دور میں سب سے زیادہ کھیلی جانے والی قسم آن لائن گیمز ہیں کیونکہ ان تک رسائی حاصل کرنا بہت آسان ہے. گیمز کھیلنے کے بہت سے فائدے ہیں. ان سے انسان کی مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے. ان سے ہماری فراغت دور ہوتی ہے اور آن لائن گیمز کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان سے ہمارا سماجی میل جول بڑھتا ہے. "ایک لمحے کے لیے وہ رکا۔

"بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ موبائل گیمز کی بدولت ہماری نوجوان نسل گمراہی کا شکار ہے. اس سے طلباء کا دھیان پڑھائی سے ہٹ جاتا ہے. گیمز انسان کو کاہل بناتی ہیں. یہ صحت پر مضر اثرات مرتب کرتی ہیں. میں ان سب کی رائے کا احترام کرتا ہوں. ہر ایک کی اپنی سوچ ہے اور میری سوچ یہ ہے کہ گیم بظاہر اچھی ہے نہ بری...... یہ ہمارا طریقہ کار ہے جو اس کو اچھا یا برا بناتا ہے. "اس کی اس بات پر سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اور ان تالیاں بجانے والوں میں آخری ٹیبل پر بیٹھی حجر بھی شامل تھی.

"آپ نے کبھی ان لوگوں کے احساسات جاننے کی کوشش کی ہے جو معذور ہوتے ہیں جو چل پھر نہیں سکتے۔ جو دنیا کی سیر نہیں کر سکتے ان کے لیے گیمز ہی واحد ذریعہ ہیں جس کے باعث وہ بیرونی دنیا سے جڑے رہتے ہیں۔ گیمز انہیں ان کی پہنچ سے زائد دنیا دیکھنے اور ان سے دور رہنے والے لوگوں کو جاننے میں مدد دیتی ہے۔"

"میں اس بات سے انحراف نہیں کروں گا کہ گیم اڈکٹیو ہوتی ہیں۔ گیم کی دنیا مختلف ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ اس افسانوی دنیا میں جانے کے بعد انسان واپسی کا راستہ فراموش کر دیتا ہے کیونکہ وہ طلسمائی دنیا اسے جکڑ لیتی ہے۔ انسان ایک کے بعد ایک لیول کھیلتا ہی چلا جاتا ہے۔ گیم بند کرنے کا دل ہی نہیں کرتا۔ یوں ہم حقیقی دنیا سے کٹ جاتے ہیں اور گیم کی دنیا میں جینے لگتے ہیں۔ ساری گیمز ایسی ہوتی ہیں مگر ہنٹر گیم مختلف ہے۔ اس میں ایک لیول پار کرنے کے بعد آٹھ گھنٹے کا وقفہ آتا ہے جس میں پلیئر کو کوٹھری میں قید کر دیا جاتا ہے۔" تالیوں کی گونج پر وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر دوبارہ گویا ہوا

"بہت سے لوگوں نے مجھ سے اس آٹھ گھنٹے قید کی منطق پوچھی ہے (آٹھ گھنٹوں کی قید کا سن کر حجر کے ذہن میں بھی یہی سوال آیا تھا) ان سب لوگوں کو میں بتاتا چلوں کہ اس قید کا مقصد پلیئر کی اڈکشن بریک کرنا ہے۔ انہیں گیم کی طلسمائی دنیا سے واپس حقیقی دنیا میں لانا ہے۔ (ہال میں ایک بار پھر تالیوں کی آواز گونجی) میرے پاس کہنے کو

ابھی بہت کچھ ہے اگر آپ سب بار بار ایسے ہی داد دیتے رہیں گے تو آدھے گھنٹے کے محدود وقت میں اپنی بات کہنا میرے لیے مشکل ہو جائے گا۔" اس نے سامعین کو وقت کی قلت کا احساس دلانا چاہا

"آپ سب کے مطابق اس گیم کو بنانے میں مجھے کتنا وقت لگا ہو گا؟ ایک سال؟ دو سال؟؟؟ ہممم؟؟؟۔۔۔ آپ سب کی رائے غلط ہے کیونکہ اس گیم کو بنانے میں مجھے دس سال لگے ہیں. اس گیم کے ایک ایک فیچر پر میں نے مہینوں کام کیا ہے. جو رڈلز لیول ٹو میں پلیئرز کو دی جاتی ہیں وہ سب ان کی تعلیم کے مطابق ہوتی ہیں. گیم کی سائٹ پر اکاؤنٹ بناتے وقت جس نے اپنی قابلیت زیادہ بتائی ہو گی اس کی پہیلیاں اتنی ہی مشکل ہو نگی اور جس کی کوالیفیکیشن کم ہو گی اس کی پہیلیاں آسان ہو نگی. گیم ڈیزائن کرتے وقت میں نے دس ہزار رڈلز بنائی تھیں تاکہ ہر سو بندوں کے گروپ کو دوسرے سے مختلف رڈلز مل سکیں مگر جیسے ہی گیم کے ڈانلوڈ بھڑتے گئے ان رڈلز کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا. اب جب گیم کے ڈاؤن لوڈ تیس ملین ہیں رڈلز کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا ہے. اس کے علاوہ اس بات کی بھی یقین دہانی کی جاتی ہے کہ مختلف لیول میں آپ کو ملنے والے پارٹنر کا تعلق آپ کے براعظم سے نہ ہو. دونوں پلیئر مختلف براعظموں کے باشندے ہوں. اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو مختلف قوموں

کے متعلق جاننے کا موقع ملے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے فیچرز ہیں۔ آپ گیم کھیلیں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔" آخری بات اس نے سنجیدگی سے کہی تھی مگر اس کے باوجود وہ بات ہال میں موجود سبھی لوگوں کے چہروں پر تبسم بکھیر گئی تھی۔

"اپنی مد مقابل کمپنیز کو میں یہ نصیحت کروں گا کہ دنیا کا ٹرینڈ بدل رہا ہے اور اب وار گیم سے زیادہ ایکسپلورر گیمز پسند کی جاتی ہیں اس لیے آپ بھی ایکسپلورنگ (کھوج) گیمز بنائیں۔ یہ گیم میں نے اکیلے نے بنائی ہے مگر وقفے وقفے سے اپڈیٹ ہونے والے ورژن میری ٹیم کی ان تھک محنت کی بدولت ہیں۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ان کی سپورٹ کی بدولت ہی یہ سب ممکن ہوا ہے۔ سماعت کے لیے شکریہ۔" سب کی تالیوں میں اس نے اپنی سپیچ کا اختتام کیا اور سٹیج سے اتر کر ایک میز کی جانب بڑھ گیا۔ حجر نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔ پانچ بجنے میں آدھا گھنٹہ رہ گیا تھے اس لیے وہ جلد ہی سمینار ہال سے نکلی اور کیب کروا کر سائمن کے دیے ہوئے ایڈریس کی جانب سفر کرنے لگی۔

....

"واہ پروفیٹک مونسٹر کمال کر دیا.... آپ نے تو میرا دل ہی جیت لیا ہے... اور ہاں شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ ہماری محنت کے بدلے میں ہماری سزا کم

دیں. زیادہ نہیں بس دو ہفتوں کی بجائے آور ٹائم کو ایک ہفتے کا کر دیں۔" سپیچ دے کر الہان جیسے ہی سٹیج سے اتر کر ٹیبل پر آ کر بیٹھا اینڈی کی نہ رکنے والی فضول گوئی ایک مرتبہ پھر سے شروع ہوئی. الہان اس کی بات نظر انداز کر کے پانی پینے لگا جب بیک سٹیج سے سائمن الہان کی تلاش میں نظریں دوڑاتا ہوا آیا

"باس واپسی کے لیے نکلیں میٹنگ کے لیے دیر ہو رہی ہے.... پانچ بجنے میں تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔" قریب آتے ہی سائمن عجلت سے بولا۔

"ہاں ہاں چلو" الہان فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور خارجی دروازے کی جانب قدم بڑھانے لگا. باقی چاروں بھی اس کے پیچھے ہی تھے.

"سائمن!" جارج نے سائمن کو پکارا۔

"اب کونسی میٹنگ ہے باس کی؟ جہاں تک مجھے پتا ہے کیس کی وجہ سے باس اب کسی سے میٹنگ نہیں رکھ رہے اور ان کی ساری میٹنگز پیٹر سنبھالتا ہے۔"

"کیس سے متعلق ہے میٹنگ اور باس نے ہی رکھوائی ہے۔"

"اچھا تو اس کے لیے ہی باس نے تمہیں صبح آفس بلایا تھا..... مجھے پہلے ہی شک تھا کہ باس کے ساتھ مل کر تم کوئی نہ کوئی کھچڑی پکا رہے ہو۔" جارج پر سوچ انداز میں بولا

”کوئی کھچڑی نہیں پک رہی... یہ میٹنگ کمپنی کے معاملات سے متعلق نہیں تھی جو میں تم لوگوں کو بتاتا پھرتا۔" سائمن کی بات سن کر جارج خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا. سائمن یونیورسٹی کے زمانے سے الہان کے سب سے زیادہ قریب رہا تھا اس لیے الہان کے ذاتی معاملات سے بہت حد تک آگاہ تھا اور ان کو نمٹانے کی ذمہ داری بھی اس کی ہی تھی.

"سائمن!" الہان کی پکار پر سائمن دائیں جانب بنی سیٹ پر بیٹھے الہان کی جانب متوجہ ہوا

”جو ڈیٹیلز تم نے ویب سائٹ کو بھیجی تھیں ان کی فائل دکھاؤ۔" اس کی بات پر سائمن سر ہلاتا اپنے آفس بیگ میں سے کچھ تلاش کرنے لگا. کچھ لمحے بعد بیگ میں سے ایک فائل نکال کر اس نے الہان کی جانب بڑھائی.

"10 ستمبر 1993" فائل کے پہلے صفحے پر یہ ڈیٹ درج تھی. جیسے ہی اس نے صفحہ پلٹا ایک تصویر اس کے سامنے آئی. یہ تصویر ایک بچی کی تھی جس کی عمر لگ بھگ ایک سال تھی. اس بچی کے نقوش جانے پہچانے سے تھے. اس تصویر سے نگاہ ہٹا کر اس نے تصویر کے نیچے لکھی معلومات دیکھیں. یہ تصویر میں موجود بچی کے اغواہ کے کیس کی فائل تھی. اس فائل میں اس بچی کے متعلق ساری معلومات موجود تھی.

"دائیں ہاتھ کی پشت پر جلے کا نشان" الہان نے پوکٹ سے پین نکال کر مارک آف آئیڈنٹیفیکیشن کے آگے واضح حروف میں لکھا

"ایک پوائنٹ اور ایڈ کیا ہے میں نے... یہ بھی بھیج دینا۔"

"ٹھیک ہے باس"

"ایک بات تو بتائیں باس" اینڈی بولا

"میں سوچ ہی رہا تھا کہ تم اب تک بولے کیوں نہیں..... پوچھو کیا پوچھنا ہے؟"

"ہم سب یونیورسٹی سے آپ کے دوست ہیں.... مطلب بارہ سال ہو گئے ہیں ہمیں ساتھ...اتنے لمبے عرصے میں آپ نے کبھی ہمیں اپنے خاندان کے بارے میں نہیں بتایا" اس کے سوال پر باقی تینوں نے بھی الہان کی جانب دیکھا کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ سب اس سوال کا جواب جاننا چاہتے تھے۔

"پہلی بات تو یہ کہ میں نے تم چاروں سے دوستی نہیں کی تھی. تم سب زبردستی میرے دوست بن گئے تھے اور رہی بات فیملی کی تو میرے ممی بابا کی وفات ہو چکی ہے. میری فیملی ایک ہی بندے پر مشتمل ہے وہ ہیں میرے بابا کے کزن احتشام چچا اور تم سب ان سے مل چکے ہو۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولا

"ایک اور سوال پوچھوں؟"

"پوچھ لو.... میرے منع کرنے سے کون سا تم نے باز آجانا ہے۔" الہان کی بات پر اینڈی ڈھٹائی سے مسکرایا پھر جھجھکتے ہوئے بولا

"وہ کون ہے جس کی تلاش آپ سالوں سے کر رہے ہیں؟" اینڈی کی بات پر الہان کے چہرے پر ایک سایہ لہرایا.

"اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں۔" اس کو خاموش دیکھ کر اینڈی دوبارہ بولا. اب کی بار الہان خاموشی سے کھڑکی سے نظر آتے دوڑتے مناظر کو دیکھنے لگا. گاڑی میں بیٹھے پانچوں افراد اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے تبھی گاڑی میں خاموشی کا راج تھا.

....

گیٹ وے بلڈنگ کے باہر کالے رنگ کی لیموزین رکی. وقفے وقفے سے وہ سب گاڑی سے باہر نکلے. الہان نے گاڑی سے نکلتے ہی آفس کا رخ کیا جبکہ باقی سب نے سائمن کے گرد گھیرا ڈالا.

"آج تو تم ہمیں بتا ہی دو کہ باس کس کی تلاش کے لیے سرگراں ہیں؟" پیٹر بھنویں اچکا کر بولا

"باس ہمیں بتانے سے گریز کر رہے ہیں مگر تم تو بتا سکتے ہونا" جارج سائمن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا

"تم لوگوں کی نامہذب حرکتوں کی وجہ سے ہی باس تم لوگوں کو نہیں بتاتے۔"

"نامہذب حرکتوں سے کیا مراد ہے تمہاری؟"اینڈی تپ کر بولا۔

"تم بات کو غلط رخ دے رہے ہو اینڈی..... میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔"

"مطلب چھوڑو... بس ہمارے سوال کا جواب دو؟"پیٹر نے دھونس جمایا۔

"مجھے اس بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہے.... بس اتنا پتا ہے کہ باس کی کوئی قریبی رشتہ دار ہے جو بچپن میں اغواہ ہو گئی تھی۔"

"گئی تھی؟مطلب لڑکی ہے؟"

"ہمم..... لڑکی ہے۔"

"اسے تلاش کرنے کے لیے باس کی کوششیں دیکھ کر تو لگتا ہے کہ وہ لڑکی باس کی بچپن کی محبت ہے اور اسی کی جدائی نے باس کو اس حال تک پہنچا دیا ہے."

"کم عقل انسان... اغواہ کے وقت اس لڑکی بلکہ بچی کی عمر ایک سال تھی اور باس کی عمر چار سال تھی. چار سال کا بچہ محبت سے واقف نہیں ہوتا اس لیے پہلی محبت اور جدائی کی داستان بند ہی رکھو۔"

"ویسے اگر باس کی وہ گمشدہ رشتہ دار واپس مل گئی تو ہمارا بڑا فائدہ ہو گا۔"جارج پر سوچ انداز میں بولا۔

"وہ کیسے؟" پیٹر نے استفسار کیا۔

"دیکھو اگر باس کی وہ رشتہ دار واپس مل جاتی ہے تو باس کا دھیان ہماری جانب سے ہٹ جائے گا."

"پہلے کبھی باس کا دھیان ہمارے سے ہٹا ہے؟ نہیں نا۔۔۔اس دفعہ بھی نہیں ہٹے گا۔"

"پہلے کبھی باس کی زندگی میں کسی محترمہ کی انٹری بھی تو نہیں ہوئی نا....دس سال سے ہم ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہی مگر آج تک ہم نے باس کے آس پاس کسی لڑکی کو نہیں دیکھا.....میری یہ بات لکھ کر رکھ لو جس دن وہ لڑکی مل گئی اس دن سے ہماری آزادی کا نا ختم ہونے والا دور شروع ہوگا.ہم آزاد پنچھیوں کی مانند پر پھیلائے آفس میں اڑیں گے۔" اینڈی نے انھیں رنگین مستقبل کی جھلک دکھائی.

"باس نے کچھ دیر پہلے جو ہمارے پر کاٹے ہیں نہ ان کی تکلیف ہمیں بھولی نہیں ہے.ہم دوبارہ اس درد سے گزرنا نہیں چاہتے اس لیے ہمیں یہ غفلت کے خواب دکھانا بند کرو اور سائمن تم یہ بتاؤ کہ آج باس کی جو میٹنگ ہے کیا وہ بھی اس سلسلے میں ہے؟"

"نہیں وہ میٹنگ تو کیس کے سلسلے میں ہے."

"محترم سے ہے میٹنگ یا محترمہ سے؟" اینڈی اپنے مطلب کی بات پر آیا.

''محترمہ سے ہی ہے... مگر یہ محترمہ بڑی دبنگ قسم کی ہیں..... تم جیسے چھوٹے موٹے لوگوں سے بات کرنا وہ پسند نہیں کرتی."

''ہم نے کون سی لمبی کہانیاں ڈالنی ہیں اس کے ساتھ... ہماری بس ایک معصومانہ خواہش ہے جسے تم ہی پورا کر سکتے ہو۔" اینڈی شیریں لہجے میں بولا.

''اپنی اس معصومانہ خواہش پر روشنی ڈالیں ذرا؟" سائمن جل کر بولا

''ہم تینوں کی گزارش ہے کہ جب وہ محترمہ تشریف لائیں تو تم بس اچھے الفاظ میں ہمارا تعارف کروادینا۔" جارج اور پیٹر نے بھی چہرے پر معصومیت لانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے سر ہلا کر اینڈی کی تائید کی

''میں ایسا کیوں کروں گا؟"

''کیونکہ تم نہیں چاہتے کہ ہم تینوں کے ہاتھوں تمہاری درگت بنے۔" جارج نے تنبیہ کی. وہ سب اسی شغل میں مصروف تھے جب سفید رنگ کی کیب ان کے قریب رکی اور بلیک گاؤن پر بلیک ہی سکارف لیے حجر اس کیب سے باہر نکلی. وہ تنقیدی نگاہ سے ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھی جب اس کی نظر جارج اینڈی اور پیٹر کے گھیرے میں کھڑے سائمن پر پڑی۔ وہ اب اس کی جانب قدم بڑھانے لگی تھی۔ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ چاروں بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے. پہلی نظر میں تو

سائمن اسے پہچان ہی نہیں پایا مگر جیسے ہی وہ اس سے کچھ قدموں کے فاصلے پر رکی تو سائمن کی آنکھوں میں شناسائی کے رنگ ابھرے

"ہیلو سائمن.... کیا حال ہے؟" امریکن لہجے میں اس نے استفسار کیا۔

"میں تو ٹھیک ہوں..... مگر تم مجھے کچھ بدلی بدلی لگ رہی ہو. اس بدلاؤ کی وجہ جان سکتا ہوں؟" سائمن مسکراتے ہوئے بولا جبکہ باقی تینوں ان دونوں کی شکلیں دیکھنے میں مصروف تھے.

"جیسا دیس ویسا بھیس..... بس یہی وجہ ہے اس بدلاؤ کی۔" سائمن نے اس کی بات کا جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب اینڈی نے اس کے پاؤں پر پاؤں مار کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اپنا تعارف کروانے کا کہا. اس کی اس حرکت پر سائمن نے ایک نظر اپنے چمکتے شوز پر لگے پاؤں کے نشان کو دیکھا پھر دانت پیس کر بولا

"حجر اس سے ملو یہ اینڈی ہے میرا کولیگ اور دور کا دوست۔"

"Andy Watson... Computer Programmer from University of California and Head of Art department."

New Era Magazine

سائمن کے مختصر تعارف سے اینڈی کا دل نہیں بھرا تھا تبھی بتیسی دکھاتے ہوئے اس نے اپنا تفصیلاً تعارف کروایا. حجر نے اس کے تعارف پر رسمی مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور سر ہلانے پر اکتفا کیا جبکہ سائمن نے اس کے طویل تعارف پر اسے گھوری سے نوازا پھر صبر کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا

"یہ ہے پیٹر...ہیڈ آف ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ" اپنے تعارف پر پیٹر نے بتیس دانتوں کی نمائش کی۔

"یہ ہے جارج....ہیڈ آف ٹیسٹنگ ڈیپارٹمنٹ" چند حروف پر مبنی تعارف سن کر جارج کے تاثرات بگڑے پھر خود پر قابو پا کر سائمن پر طنز کرتے ہوئے گویا ہوا۔

"اور یہ ہے سائمن...ہیڈ تو یہ پلیننگ ڈیپارٹمنٹ کا ہے مگر پلیننگ کے علاوہ یہ ہر کام کر لیتا ہے. مثال کے طور پر اگر آپ کا کوئی رشتہ دار گم ہو گیا ہے تو آپ ان سے رابطہ کریں اور اگر آپ کو کسی سے میٹنگ رکھوانی ہے تب بھی ان سے رجوع کریں صرف یہی نہیں آپ کو کوئی بھی مسئلہ پیش آئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں...کیونکہ سائمن ہے نہ" جارج کے بات پر حجر نے ناسمجھی سے سائمن کی جانب دیکھا۔

"اس کی باتوں کو سنجیدگی سے نہ لو...بقول ہمارے باس کہ اینڈی اور جارج جب بھی بولتے ہیں فضول ہی بولتے ہیں. تم چلو میٹنگ کا ٹائم ہو گیا ہے باس انتظار کر رہے

New Era Magazine

ہونگے۔" کہتے ساتھ ہی سائمن نے حجر کو اندر کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا پھر جارج کو آنکھیں دکھاتے ہوئے خود بھی اندر کی جانب بڑھ گیا.

....

یہ منظر اسلام آباد کے رہائشی علاقے میں بنے ایک گھر کا تھا. تنگ سی گلی کے آخر میں بنے اس گھر کی خستہ حالت اس میں رہنے والے خاندان کی سفید پوشی کا ثبوت تھی. بیرونی دیواروں پر سے رنگ وروغن اکھڑ جانے کے باعث سیمنٹ جھانک رہا تھا. دوسری منزل پر بنے ایک کمرے کی ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے اندر جھانکوں تو معلوم ہوتا ہے کہ گھر کی اندورنی حالت بیرونی حالت سے مختلف نہ تھی. صبح کی سنہری روشنی میں اندر کا منظر واضح تھا. ایک دیوار کے آگے سنگل بیڈ تھا اور بیڈ کے بالکل سامنے ایک خستہ حال ڈریسنگ ٹیبل رکھی گئی تھی. بیڈ کے دائیں طرف ایک استری سٹینڈ تھا جس کے ایک کنارے پر کپڑوں کا ڈھیر لگا تھا. ان کپڑوں کے پرنٹ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی لڑکی کے ہیں. اس استری سٹینڈ کے آگے ایک لڑکی کھڑی تھی جو سفید رنگ کا یونیفارم استری کرنے میں مصروف تھی. یونیفارم استری کرنے کے بعد وہ اسے ہاتھ میں لیے کمرے سے باہر نکل گئی پھر کچھ دیر بعد وہ اس سفید یونیفارم پہنے کمرے میں داخل ہوئی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بنانے لگی. اس لڑکی

کے چہرے کی جلد سفید تھی جبکہ اس کے ہاتھوں کا رنگ سانولا سا تھا جس پر سفید دھبے نمایاں تھے۔ اسے پھلبہری (برص) تھی اور اس مرض کے باعث ہی اس کے سر کے بال بھی سنہری رنگ کے تھے۔ بالوں کو ہیئر بینڈ میں جکڑنے کے بعد اس نے استری سٹینڈ پر رکھی اپنی سفید رنگ کی چادر اٹھا کر شانوں پر پھیلائی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ کمرے کے بائیں جانب بنی سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے جیسے ہی وہ نچلی منزل تک پہنچی ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

''ناظرین بچوں کے اغواہ کے کیسز میں مسلسل اضافہ تشویش ناک ہے۔ پولیس اغواہ کار کو تلاش کرنے کی جدوجہد میں ہے مگر اس سلسلے میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو سکی۔ اس کیس کو جلد از جلد حل کرنے کے لیے پاکستان کے جانے مانے گیم ڈویلپر الہان مرتضی نے اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے بیرون ممالک سے کریمینل سائیکالوجسٹ کو تقرر کیا ہے۔ سائیکالوجسٹ کے پاکستان آتے ہی نئے سرے سے اس کیس کی تفتیش کا آغاز کیا جائے گا۔ تب تک کے لیے آپ سب سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کو اکیلے گھر سے باہر مت بھیجیں اور اگر کہیں بھی مرے ہوئے باز کی تصویر دیکھی جائے تو فوری طور پر پولیس کو اطلاع دیں۔" یہ آواز نیوز اینکر کی تھی جو کچن کے ساتھ بنے کمرے میں رکھے چھوٹے ٹی وی سے آ رہی تھی۔

"امی ناشتہ دے دیں۔" کچن میں جھانک کر اس نے ہانک لگائی.

"تم بیٹھو فصیحہ میں لا رہی ہوں۔" اس آواز کے کچھ دیر بعد ایک فربہہ مائل عورت ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے اس چھوٹی سی لاؤنج نما جگہ میں آئی جہاں لکڑی کا ایک صوفہ رکھا گیا تھا. وہ دیکھنے میں مکمل گھریلو خاتون لگتی تھی.

"امی صبح صبح کیا فضول خبریں لگا کر بیٹھ گئی ہیں....چینل بدلیں" فصیحہ ٹی وی پر نشر ہونے والی خبر سن کر بیزاری سے بولی.

"تمہیں اتنی اہم خبر فضول لگ رہی ہے؟ ان ماؤں سے جا کر پوچھو جن کے بچے اغواء ہوئے ہیں۔"

"امی بچوں کے غائب ہونے کی خبریں کوئی نئی تو نہیں ہیں... ہر سال چھ مہینے بعد کوئی نہ کوئی گروپ شہر میں گھس آتا ہے اور بچے اغواء کرتا ہے چند دن یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے پھر نہ تو اغواء کار کا کوئی اتا پتا ہوتا ہے نا ہی بچوں کا. اغواء کے بہت سے قصے سننے کو ملیں گے مگر کبھی یہ سنا ہے آپ نے کہ کوئی اغواء ہونے والا بچہ بازیاب ہوا ہو؟.... نہیں نا. ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب اغواء کار پکڑا نہیں جاتا بچوں کی بازیابی ہو نہیں پاتی.. تو پھر یہ تحقیقاتی کمیٹیاں کیوں بنائی جاتی ہیں, صرف عوام کو تسلی دینے کے لیے" اس کے لہجے میں تلخی گھلی تھی

"ایسا نہیں ہے۔"

"ایسا ہی ہے. دیکھ لیجیئے گا اس دفعہ بھی کوئی بچہ بازیاب نہیں ہو گا اور یہ جو کریمینل سائیکالوجسٹ کو تقرر کیا جا رہا ہے نا یہ بھی عوام کو بہلانے کے لیے ہے."

"اپنے اندازے لگانا بند کرو فصیحہ "وہ سختی سے بولیں.

"امی مجھے لگتا ہے کہ اس کی کیس کی کوئی نہ کوئی کڑی الہان مرتضی سے جڑی ہے. تبھی تو وہ اس کیس کی تفتیش میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے. ورنہ دبئی میں بیٹھے اس شخص کو کیا ضرورت تھی کہ اچانک سے پاکستان کے مسائل میں دلچسپی لے۔"صبیحہ کو ان کے سخت لہجے کو احساس نہیں ہوا تھا تبھی اپنی ہی دھن میں بولے جا رہی تھی.

"محض مفروضات کی بنیاد پر کسی کی نیت پر شک مت کیا کرو. دلوں کے حال صرف اللہ ہی جانتا ہے وہی سب کے اعمال ان کی نیتیں دیکھ کر پرکھتا ہے. ہم کون ہوتے ہیں دوسروں کے اعمال جانچنے والے؟ دوسروں کی, عبادت, لباس اور رویہ دیکھ کر ان کی نیتیں اخذ کرنے والے؟ اپنی تسکین کے لیے دوسروں کو نیچا دکھانے والے؟ کسی اور کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے ایک مرتبہ اپنا تجزیہ کر لیا کرو... ایک دفعہ اپنے اعمال پرکھ لیا کرو... یقین مانو کسی کو کچھ کہنے کے قابل نہیں رہو گی."

وہ ڈپٹ کر بولیں

”صبح صبح تو نہ ڈانٹا کریں امی پورا دن موڈ خراب رہتا ہے پھر "اس دفعہ اس کا لہجہ دھیما تھا۔

”تم صبح صبح ایسی حرکتیں ہی نہ کیا کرو جن کے باعث میں تمہیں ڈانٹوں "انہوں نے لاپروہی سے کندھے اچکائے.

”اچھا جا رہی ہوں میں کالج, آج دیر سے آؤں گی میں۔"

”کیوں؟"

”بتایا تو تھا کل آپ کو کہ کالج میں سپورٹس ڈے کی وجہ سے مقابلہ ہے۔"

”اچھا...دھیان سے جانا"

”بچے اغواہ ہو رہے ہیں لڑکیاں نہیں جو آپ اتنی فکر مند ہو رہی ہیں. مجھے نہیں کرتا کوئی اغواہ اس لیے آپ بے فکر رہیں۔" غیر سنجیدگی سے اس نے کہا.

”جو منہ میں آتا ہے بول دیتی ہو. ہزار دفعہ کہا ہے کہ بولنے سے پہلے سوچا کرو کوئی بھی گھڑی قبولیت کی ہو سکتی ہے."

”آپ بس مجھے ڈانٹتی ہی رہتی ہیں. جس دن آپ کی نظروں سے دور چلی جاؤں گی نا پھر آپ کو میری اہمیت کا احساس ہو گا... جا رہی ہوں میں, خدا حافظ "بغیر سوچے سمجھے اس نے اپنی بات کہی اور جواب کا انتظار کیے بغیر گھر سے باہر نکل گئی اس بات کی پروا

New Era Magazine

کیے بغیر کہ اس کے الفاظ اس کی ماں کا دل دہلا گئے تھے. دل ہی دل میں انہوں نے اس کی حفظ واماں کے لیے دعا کی اور پھر اپنے روز مرہ کاموں میں مصروف ہو گئیں.

نوجوان نسل بولنے سے پہلے اگر ایک مرتبہ یہ بات سوچ لے کہ ان کی یہ بات کس پر کس انداز میں اثر انداز ہوگی اور اس بات پر دوسروں کا ردِ عمل کیا ہوگا تو یقین مانیے ہمارے معاشرے کی بہت سی خرابیاں دور ہو جائیں گی کیونکہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ہم بولنے سے پہلے نہیں بعد میں سوچتے ہیں اور سوچتے یہ ہیں کہ زبان سے نکلنے والے غلط الفاظ کو کور کس طرح کرنا ہے.

....

سیکنڈ فلور پر قدم رکھتے ہی اس نے اپنا کالے رنگ کا کوٹ اتار کر بائیں بازو پر ڈالا اور مضبوط چال چلتا ہوا ورکنگ ایریا کی جانب بڑھنے لگا. کمپنی کا ورکنگ ایریا اور آفس اس انداز میں بنایا گیا تھا کہ سٹاف کو آفس میں جانے والے کی خبر نہیں ہوتی تھی. یہی وجہ تھی کہ سٹاف اس کے موجودگی سے بے خبر تھا. اچانک سے اسے دیکھ کر سب بوکھلائے پھر اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا کر مودب انداز میں اسے گریٹ کرنے کے بعد اپنے کام میں مصروف ہو گئے. کچھ دیر سٹاف سے بات چیت کرنے کے بعد وہ اپنے آفس آیا. مرکزی چیئر پر بیٹھ کر اس نے کوٹ کی پوکٹ سے فون نکالا. جیسے ہی اس نے

فون کی سکرین روشن کی مسیجز اور کال کی تعداد دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے. زیادہ تر مسیجز نیوز چینلز کی جانب سے تھے اور چند ایک فلاحی اداروں کے تھے. یہ وہ ادارے تھے جن سے مسیج آنے کی اسے نہ تو توقع تھی اور نہ ہی خواہش.
اب اچانک سے ان کے اتنے زیادہ مسیجز اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہے تھے.
اپنی سوچ کی تصدیق کرنے کے لیے اس نے ایک میسج کھولا اور اسے پڑھنے لگا. پہلے پہل تو اس کے چہرے پر ناسمجھی کے تاثرات ابھرے جو بہت جلد غصے میں تبدیل ہو گئے.
کن پٹی کی رگیں تنیں اور چہرے پر غصے کے باعث سرخی گھلنے لگی. پورا میسج پڑھے بغیر ہی اس نے فون کی سکرین بند کر کے اسے میز پر رکھا اور خود اٹھ کھڑا ہوا. غصے پر قابو پانے کے لیے اس نے پانی پیا پھر گلاس ونڈ کی جانب رخ کر لیا. کچھ لمحوں میں خود کو کمپوز کرنے کے بعد اس نے رخ موڑا تو نگاہ گلاس ڈور کے اس پار ایلویٹر سے نکلتی شخصیت پر پڑی. سیاہ گاؤن میں ملبوس, پراعتماد انداز میں سائمن سے کچھ فاصلے پر چلتی حجر, پہلی نظر میں الہان کو باوقار لگی تھی. ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد اس نے نظروں کا رخ موڑ لیا. حجر جو سائمن کی پیروی میں چل رہی تھی ایک آواز پر چونکی. وہ آواز رسیپشن پر کھڑے لڑکے کی تھی جو غالباً سائمن کو اپنی جانب بلا رہا تھا.

"تم بات سن لو اس کی میں خود چلی جاؤں گی۔" سائمن کو اس لڑکے کو رکنے کا اشارہ کرتے دیکھ کر حجر بولی

"نہیں میں لے چلتا ہوں تمہیں" سائمن نے اس کی بات کی تردید کی جب رسیپشن پر کھڑے حماد نے اسے ایک بار پھر پکارا

"سائمن سر!" اس کے دوبارہ پکارنے پر سائمن نے اسے ایک گھوری سے نوازا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے منہ بند رکھنے کی تنبیہ کی

"میں چلی جاؤں گی. تم بس یہ بتادو کہ جانا کس طرف ہے؟" آنکھوں سے شیڈز اتارتے ہوئے وہ پر اعتماد لہجے میں بولی

"سامنے ہے آفس, باس وہاں ہی ہونگے۔" سائمن رسانیت سے بولا پھر حماد کی جانب بڑھ گیا. ایک نظر ارد گرد دیکھنے کے بعد وہ آفس کی جانب قدم بڑھنے لگی. قریب جانے پر گلاس ڈور کے اس پارونڈ کی جانب رخ کیے الہان کی پشت حجر کو دکھائی دی. آگے بڑھ کر اس نے دروازہ ناک کیا پھر اجازت ملنے پر اندر بڑھی. دروازہ کھلنے کی آواز پر الہان نے رخ موڑا تو حجر اس کو دیکھ کر چونکی. یہ وہ آخری شخص بھی نہیں تھا جس کی توقع وہ سائمن کے باس کی حیثیت سے کر سکتی تھی. جلد ہی اس نے اپنی حیرت پر قابو پایا اور مناسب قدم اٹھاتے ہوئے اس کی ٹیبل سے کچھ فاصلے پر جا رکی.

"Hajjar Haroon... Criminal psychologist from California Baptist University"

رسمی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے حجر نے کہااور ساتھ ہی اپنادائیاں ہاتھ آگے بڑھایا

"Alhan Murtaza.... Computer programmer and CEO of game designer company Neuron"

بے تاثر چہرے سے کہتے ہوئے الہان نے اس کاہاتھ تھامامگر جیسے ہی اس کی نظر حجر کے ہاتھ پرپڑی اس کی آنکھوں میں حیرت در آئی.الجھی نظروں سے اس نے حجر کی جانب دیکھااس کاانداز ایسا تھا جیسے اس کے چہرے میں کسی اور کے نقش تلاش کررہاہو.اس کا ہاتھ دیکھ کرچونکی تو حجر بھی تھی.البتہ دونوں نے ہی اپنی حیرانی ایک دوسرے پر ظاہر نہیں ہونے دی.

"Have a seat"

وزیٹر چیئر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے الہان نے کہا.شکریہ کہتے ساتھ ہی وہ کرسی پر براجمان ہوئی.

"What would you like to have?"

New Era Magazine

الہان نے استفسار کیا

"Nothing"

ایک لفظی جواب آیا.

"تو کافی پلیز" اس کا منع کرنے کے باوجود الہان نے کارڈلیس پر آرڈر دیا. اس کی اس حرکت پر حجر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے. اس کا سرد رویہ اور ہٹ دھرم انداز دیکھ کر حجر دل ہی دل کانفرنس ہال میں ملنے والی لڑکیوں سے متفق ہوئی. یہ شخص واقعی میں عجیب تھا عجیب نہیں بلکہ عجیب وغریب تھا. (پہلی ملاقات میں حجر اسے عجیب وغریب کے لقب سے نواز چکی تھی).

"کیس کے متعلق تو سائمن نے آپ کو آگاہ کر ہی دیا ہو گا؟" الہان نے سوال کیا

"ہمم بہت حد تک۔۔۔"

"فائل سٹڈی کی آپ نے؟"

"فائل دیکھی ہے میں نے مگر فائل میں بہت سے پوائنٹ مسنگ ہیں۔"

"کون سے پوائنٹس؟" الہان کے سوال کرنے پر حجر نے اپنے ٹریولنگ بیگ سے کیس کی فائل نکالی اور جس صفحے پر بچوں کی معلومات لکھی تھی وہ صفحہ کھول کر فائل الہان کی جانب بڑھائی جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا.

''اغواہونے والے بچوں کی عمر کے بیچ کے فرق پر غور کریں. ہر اغواہ ہونے والا بچہ پچھلے اغواہ ہونے والے بچے سے دوماہ بڑا ہے مگر تیسرے اور چوتھے نمبر پر اغواہ ہونے والے بچوں کی عمر میں چار ماہ کا فرق ہے صرف یہی نہیں تیسرے اور چوتھے کے علاوہ باقی سب کیسز میں بچے تقریباً ایک ماہ کے فرق سے اغواہ کیے گئے ہیں جبکہ تیسرے اور چوتھے کیس میں دس دن کم دوماہ کا فرق ہے. "لمحے کے لیے وہ رکی تو الہان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا.

''اس دوماہ کے عرصے کے دوران ایک اور بچہ اغواہ ہوا ہے. اب تک پانچ نہیں چھ بچے اغواہ ہو چکے ہیں جن میں سے پانچ کے متعلق رپورٹ درج کروائی گئی ہے اور ایک بچے کی گمشدگی ابھی منظر عام پر نہیں لائی گئی. "اس کی بات ابھی ختم ہی ہوئی تھی جب آفس کے دروازے پر دستک ہوئی. پھر الہان کے اجازت دینے پر ایک شخص ہاتھ میں ٹرے لیے اندر داخل ہوا. اس ٹرے میں کافی کے کپ تھے جس میں سے ایک اس نے حجر کے سامنے رکھا اور دوسرا الہان کے سامنے رکھ کر وہ شخص خاموشی سے باہر نکل گیا.

''آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟ "الہان نے گفتگو کا سلسلہ دوبارہ جوڑا.

New Era Magazine

"آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میں ایک کریمنل سائیکالوجسٹ ہوں. مجرم کی سوچ, احساسات اور رویہ سمجھ کر ان کا اگلا قدم اخذ کرنا میرا پروفیشن ہے." کندھے اچکاتے ہوئے اس نے جواب دیا.

"ایک بات اور یہ اغواہ کا نہیں سیریل کلنگ کا کیس ہے." پراعتماد لہجے میں بولتے ہوئے وہ الہان کو ایک لمحے کے لیے ہلا گئی تھی.

"سیریل کلنگ؟ اگر یہ سیریل کلنگ کا کیس ہے تو پھر اب تک کسی بچے کی لاش کیوں نہیں ملی؟"

"لاش تلاش بھی تو نہیں کی گئی..... ہر کوئی بچے تلاش کر رہا ہے تبھی انہیں مسلسل ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے. پولیس سے کہیں کہ بچوں کی بجائے ڈیڈ باڈیز تلاش کریں." اس کی بات پر الہان اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گیا. بچوں کے مرنے کی بات اس نے کتنی آرام سے کہی تھی جیسے کسی کے مرنے سے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا ہو. اس کی بے حسی پر حیران ہوا تھا کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ایسے کیسز ہینڈل کرنا اس کا روز کا کام تھا. وہ اس سب کی عادی تھی اسلیے چند افراد کا مرنا اسے دکھ میں مبتلا نہیں کرتا تھا.

"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں کہ بچوں کا قتل ہو چکا ہے؟" الہان ایک بار پھر سے خود کو یہ سوال کرنے سے روک نا پایا.

"I am known for my expertise on serial killers."

"اور ویسے بھی پہلے بچے کو اغواہ ہوئے چھ مہینے ہو چکے ہیں صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے بچے کی زندہ ہونے کی امید رکھنا سراسر بے وقوفی ہے. بھلا کوئی کسی کو چھ ماہ بے فضول قید میں کیوں رکھے گا؟"

"رکھنے والے تو دوسروں کو آٹھ سال بھی بے فضول قید میں رکھتے ہیں."اس کے خود کلامی کے انداز میں کہنے پر حجر نے بھنویں اچکائیں.

"کیا مطلب؟"حجر کا سوال سن کر اسے نادانستگی میں کہی گئی اپنی بات کا احساس ہوا.

"کچھ نہیں"

"کیس کی پروسیڈنگ کب سے شروع کرنی ہے؟"اس کا گریز دیکھ کر حجر نے موضوع بدلنے کی غرض سے سوال کیا.

"کیس کی پروسیڈنگ آپ پر انحصار کرتی ہے کیونکہ اس کیس کو ہینڈل کرنا پولیس کے بس کی بات نہیں. جس دن آپ پاکستان آئیں گی کیس کی کاروائی اسی دن شروع کر دی جائے گی اسلیے آپ بتادیں کہ کب تک پاکسستان آسکتی ہیں؟"پاکستان کے نام پر حجر کے چہرے پر خوشگوار حیرت ابھری. اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ کیس پاکستان کا ہے.

سائمن سے اس کی اس متعلق بات نہیں ہوئی تھی اور فائل سٹڈی کرتے ہوئے اس نے اسلام آباد کا نام پڑھا تھا مگر اسے یہ پتا نہیں تھا کہ اسلام آباد پاکستان کا شہر ہے.اب اچانک الہان سے پاکستان کا ذکر سن کر اسے خوشی محسوس ہوئی تھی کہ کیس کے بہانے ہی سہی وہ سارہ کے ملک جاسکے گی.اس ملک جس کے باشندوں کی محبت کا ذکر اس نے سارہ کے منہ سے سنا تھا.جہاں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو دوسرے ملکوں میں نہیں.

اپنی خوشی پر اس نے جلد ہی قابو پایا.

''میں ایک دو دن میں آجاؤں گی پاکستان. آپ مقامی پولیس سے کہیں کہ بچوں کی لاشیں تلاش کرنا شروع کریں کیونکہ ڈیڈ باڈیز کے ذریعے ہی ہم مجرم تک پہنچ سکتے ہیں۔"

''ٹھیک ہے.جب دن کنفرم ہو جائے بتا دیجئے گا تا کہ ٹکٹ اور ویزا وغیرہ آپ کو بھجوایا جاسکے۔"

''کیس کی کاروائی شروع کرنے کے لیے مجھے لیگل پرمٹ اور پولیس فورس پر اتھورٹی چاہیے ہوگی."

''یہ سب معاملات میں سنبھال لوں گا.کیس لینے کے بدلے میں اگر آپ کی کوئی ڈیمانڈز ہیں تو بتادیں۔"

’’ڈیمانڈز تو کوئی نہیں ہیں مگر چند ایک سوالات ہیں جن کے جواب چاہیں."

’’کون سے سوالات؟"الہان نے بھنویں اچکائیں.

’’دیکھیں مسٹر سی ای او....اگر پیشنٹ ڈاکٹر کو اپنی بیماری کے متعلق ٹھیک سے نا بتائے تو ڈاکٹر اس کے مرض کی تشخیص نہیں کر سکتا اور اگر مجرم وکیل کو اپنے جرم کے متعلق سچ سچ نا بتائے تو وکیل کورٹ میں اس کے حق کے لیے نہیں لڑ پاتا" لمحے کے لیے وہ رکی

’’بالکل اسی طرح اگر آپ مجھے کیس کے متعلق اور اس کیس سے اپنے تعلق کے بارے میں صاف صاف نہیں بتائیں گے تو کیس کو حل کرنا میرے لیے مشکل ہو جائے گا."

’’تو آپ ان ڈائیرکٹلی مجھ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ میرا اس کیس سے کیا تعلق ہے؟"

دونوں کہنیاں میز پر ٹکاتے ہوئے اس نے سوال کیا.

’’نہیں...میں آپ سے ڈائیرکٹلی یہ پوچھ رہی ہوں کہ اس کیس میں آپ کی اس قدر انوالومنٹ کی وجہ کیا ہے؟"

’’اگر کوئی اور سوال پوچھنا ہے تو وہ بھی پوچھ لیں.ایک دفعہ ہی آپ کے سارے سوالات کے جوابات دوں گا."

"آپ نے مجھے اپروچ کس طرح کیا؟"

"آپ ایک پبلک فگر کی حیثیت رکھتی ہیں. پچھلے کیس کو آپ نے جس ذہانت سے حل کیا ہے اس کے باعث بہت دن تک آپ کا نام نیوز ہیڈ لائنز کا حصہ بنا رہا ہے. اس صورت حال میں میرا اس کیس کے لیے آپ کو اپروچ کرنا کوئی حیران کن بات نہیں ہے."

"اگر یہی بات ہے تو میرے ایک بار منع کرنے پر آپ پیچھے کیوں نہیں ہٹے اور بار بار کیس کی فائل دیکھنے پر زور کیوں دیتے رہے؟ آپ کو کیوں یقین تھا کہ فائل دیکھنے کے بعد میں کیس لینے پر رضامند ہو جاؤں گی؟" اپنے ذہن میں موجود ہر سوال کو الفاظ کی شکل میں ڈھالتے ہوئے وہ گویا ہوئی.

"ویل... یہ کیس صرف آپ ہی حل کر سکتی ہیں اس لیے میں چاہتا تھا کہ کسی طرح آپ یہ کیس لینے پر راضی ہو جائیں اور مجھے یقین تھا کہ فائل دیکھنے کے بعد آپ راضی ہو جائیں گی کیونکہ جس طرح ڈاکٹر اپنے مریض کی تکلیف دیکھ کر اس کا علاج کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے. جس طرح وکیل مجرم کی درد بھری کہانی سن کر اس کی سزا کم سے کم کروانے پر رضامند ہو جاتا ہے اسی طرح آپ بھی معصوم بچوں کو ظالم صیاد کی قید میں

دیکھ کر انہیں بچانے سے خود کو روک نہیں پائیں گی۔"اس کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے الہان نے جواب دیا۔

"پہلے سوال کا جواب؟"

"میں اپنے ملک سے اور اپنی قوم سے محبت کرتا ہوں تبھی انہیں مشکل میں دیکھ کر ان کی مدد کر رہا ہوں۔ اپنے ملک کے بچوں کو واپس ان کے گھر تک پہنچانا چاہتا ہوں اس لیے اس کیس میں انوالو ہو رہا ہوں۔"

"اگر آپ کو اپنے ملک سے اتنی ہی محبت ہوتی تو آپ دبئی کی بجائے اپنی کمپنی پاکستان میں بناتے۔۔۔ خیر آپ نے جو وجوہات بتائیں میں نے سن لیں۔ یہ الگ بات ہے کہ میں ان سے مطمئن نہیں ہوئی۔"اس کی بات سن کر الہان کو اس بات کا احساس شدت سے ہوا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی جو آنکھیں بند کر کے اس کی باتوں پر یقین کر لیتی وہ حجر تھی ایک سائیکالوجسٹ.... جو انسان کے تاثرات جانچ کر ان کا دماغ پڑھ لیتے ہیں اور جھوٹ کے لبادھے میں چھپے ہوئے سچ تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

"کمپنی پاکستان میں بنانے یا نہ بنانے سے حب الوطنی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ بھی تو ناروے سے تعلق رکھنے کے باوجود American Psycological Association سے منسلک ہیں۔"

”بے شک میں American Psycological Association سے منسلک ہوں.... مگر میں نے کبھی ناروے سے محبت کا دعویٰ نہیں کیا."

”خیر آپ چھپانا چاہتے ہیں تو میں اصرار نہیں کروں گی."(میں خود ہی پتا لگالوں گی) یہ بات اس نے دل میں کہی تھی.

”چلیں پھر پاکستان میں ملتے ہیں."اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے وہ بولی.اس کو اٹھتا دیکھ کر الہان بھی اپنی کھڑا ہوا.

”یہ میرا کارڈ ہے جب پاکستان جانے کے دن کا انتخاب کر لیں تو مجھے بتا دیجئے گا اور اگر کیس کے متعلق کوئی کویریز ہو تو پوچھ لیجیئے گا."کہتے ساتھ ہی الہان نے ہاتھ میں پکڑا کارڈ اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا اور دروازے کی جانب بڑھنے لگی.الہان بھی میزبان کے آداب نبھاتے ہوئے اسے دروازے تک چھوڑنے گیا.دروازے تک پہنچ کر وہ رکا اور ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بے تاثر چہرہ لیے وہ بولا

”آپ سے مل کر خوشی ہوئی.انشاءاللہ جلد ہی دوبارہ ملاقات ہو گی."

New Era Magazine

"آپ سے مل کر بھی خوشی ہوئی" اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس دفعہ وہ بھی بے تاثر چہرہ لیے بولی۔ ابھی اس کا جملہ مکمل ہی ہوا تھا کہ سائمن ان دونوں کو باہر آتا دیکھ کر ان کی جانب بڑھا۔

"ہو گئی میٹنگ؟" سائمن ان دونوں سے مخاطب کیا۔

"ہمم" حجر نے جواب دیا جبکہ الہان نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"گڈ... جس کام کے لیے تم دبئی آئی تھی وہ ہو گیا؟" اب کی بار اس نے حجر سے سوال کیا نہیں۔

"نہیں"

"تو پھر اب؟ رکو گی یہاں؟"

"نہیں... یہاں سے کچھ حاصل نہیں ہونا مجھے اس لیے جا رہی ہوں واپس" اس کے لہجے میں اداسی تھی۔ ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ الہان نے واپسی کی جانب قدم بڑھائے تھے جب اس کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس کی آواز میں گھلی اداسی سے وہ چونکا ضرور تھا مگر ظاہر کروائے بغیر آفس میں چلا گیا۔

"کب کی فلائٹ ہے؟"

"کچھ دیر بعد کی ہے۔ ایئرپورٹ ہی جا رہی ابھی"

”چلو میں ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں"

”میں چلی جاؤں گی سائمن"اس نے انکار کیا.

”موسم بہت خراب ہے. کیب ملنا مشکل ہے اس لیے ضد نہ کرو میں ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں۔"

”میں کیب کروانے کو شش کرتی ہوئی. اگر کوئی مسئلہ ہوا تو کال کر دوں گی تمہیں۔"

”اپنی مرضی ہی کرنا ہر وقت"سائمن کے جل کر بولنے پر وہ مسکرائی اور اختتامی کلامات کہتے ہوئے ایلویٹر کی طرف بڑھنے لگی. اسے سی آف کرنے کے بعد سائمن الہان کے آفس میں گیا اور کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا ہوا بولا

”کیسی رہی میٹنگ؟"

”میٹنگ تو ٹھیک تھی مگر سائیکالوجسٹ صاحبہ کچھ بدلی بدلی لگ رہی تھیں."وہ پر سوچ انداز میں بولا. الہان کی بات سن گرنے کے انداز میں بیٹھا سائمن ایک دم سیدھا ہوا پھر جانچتی نظروں سے اس کی جانب دیکھتا ہوا بولا

”بدلی بدلی سے کیا مراد ہے آپ کی؟ کیا آپ پہلے اس سے مل چکے ہیں؟"

”میں نے ایسا کب کہا؟"سائمن کے صحیح اندازے پر وہ چونکا پھر خجل ہو کر بولا

”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔" لبوں پر شریر مسکراہٹ سجائے سائمن گنگنانے کے انداز میں گویا ہوا۔

”پروفیٹک مونسٹر اب آپ مجھ سے چھپائیں گے؟ مجھ سے؟" سائمن نے اسے اموشنل بلیک میل کرنا چاہا مگر وہ بھی الہان مرتضی تھا۔ اتنی جلدی کہاں اس نے کسی کے قابو آنا تھا۔ اسے قابو کرنے والی صرف ایک ہی تھی جو فل حال اس کی دسترس میں نہیں تھی۔

”چلیں کوئی نہیں نا بتائیں۔۔۔ مگر ایک بات یاد رکھیے گا حقیقت زیادہ دیر چھپ نہیں سکتی۔" اس کو اگنور کرنے کے لیے اس نے فون کی جانب ہاتھ بڑھایا تو اسے کچھ دیر پہلے موصول ہونے والے پیغامات یاد آئے۔

”سائمن" سنجیدگی سے اس نے سائمن کو پکارا

”جی باس" اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر وہ بھی شرافت کے لبادے میں واپس آتا ہوا بولا

”اس کیس میں انوالو ہونے سے پہلے میں نے تمہیں کیا بات کہی تھی؟"

”یہی کہ آپ کی انوالومنٹ کے متعلق کسی نیوز چینل یا اخبار میں کوئی خبر نہ آئے۔"

New Era Magazine

"تو پھر یہ کیا ہے؟" فون پر ایک ویڈیو چلا کر اس نے فون سائمن کی جانب بڑھایا. وہ ویڈیو ایک نیوز اینکر کی تھی جو کیس میں اس کی مداخلت اور اس کے اثر و سوخ کی وجہ سے کرمینل سائیکالوجسٹ کی تقرری کے متعلق بتا رہا تھا.

"باس آپ فکر نا کریں یہ ویڈیو میں ابھی ڈلیٹ کروا دیتا ہوں۔" وہ سب کمپیوٹر پروگرامر تھے اور ان کا گروپ یونیورسٹی میں ہیکرز کے نام سے مشہور تھا. ان سب میں ہیکنگ اور پروگرمنگ سکلز سب سے اچھی الہان کی تھیں.

"یہ نیوز ٹی وی پر ٹیلی کاسٹ ہو چکی ہے اسلیے یہ ویڈیو ڈلیٹ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"سب بڑے بڑے نیوز چینلز کو میں نے آپ کے متعلق کوئی بھی خبر نشر کرنے سے منع کر رکھا ہے. جس نیوز چینل نے یہ خبر لیک کی ہے۔یہ کوئی چھوٹا سا چینل ہے جو کچھ عرصہ پہلے ہی بنایا گیا ہے."

"جو ہونا تھا ہو گیا مگر آئندہ اس بات کا خیال رکھنا کہ میرے متعلق کوئی بھی نیوز بغیر میری اجازت کے بغیر ٹی وی یا سوشل میڈیا تک نا پہنچے." کچھ لمحوں کے لیے وہ رکا پھر دوبارہ گویا ہوا

"اور ایک دفعہ چیک کر لو کہ کہیں نیوز کے ساتھ میری تصویر تو نہیں لگا دی؟"

New Era Magazine

"باس آپ کی تصویر نہیں لگائی جاسکتی کیونکہ آپ کی تصویر کسی بھی سوشل سائٹ پر نہیں ہے."

"اچھا" وہ اپنی ذاتیات میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتا تھا. یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی ایک بھی تصویر سوشل میڈیا پر نہیں لگائی تھی اور کسی دوسرے شخص کو بھی یہ اجازت نہیں تھی کہ اس کی تصویر کسی سائٹ پر لگائے. اگر کوئی لگا بھی دیتا تو اس کی کمپنی میں موجود ہیکرز اس تصویر کو نا صرف ڈلیٹ کرتے بلکہ اس بندے کے اکاؤنٹ کو بھی بند کر دیتے تھے۔

"خیر.... ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے مجھے ایئرپورٹ کے لیے نکلنا ہے۔" آفس ٹیبل کے دراز سے اپنا ٹریولنگ بیگ نکالتے ہوئے بولا.

"ڈرائیور کو میں نے واپس بھیج دیا ہے. آپ کو میں خود ڈراپ کر دیتا ہوں." کہتے ساتھ ہی سائمن اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نکالو گاڑی میں ذرا اینڈی, جارج اور پیٹر سے مل لوں." اس کی بات پر سر ہلا کر سائمن لفٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ ورکنگ ایریا کی طرف قدم بڑھانے لگا. پارکنگ سے گاڑی نکال کر سائمن بلڈنگ کے مین گیٹ کے سامنے لایا ہی تھا جب اس کی نظر حجر پر پڑی جو غالباً کیب کے انتظار میں کھڑی تھی. ایک نظر گرجتے آسمان کو دیکھنے کے

بعد وہ گاڑی سے نکل کر اس کے قریب گیا جو ہاتھ میں پکڑے فون کی جانب متوجہ تھی.

''چلو۔۔''اس سے چند قدم کے فاصلے پر رک کر وہ بولا۔

''میں ابھی تمہیں ہی کال کرنے والی تھی."

''نظر آرہا ہے مجھے. کبھی پہلی مرتبہ میں بھی میری بات سن لیا کرو"سائمن نے شکوہ کیا.

''ویسے تم یہاں کرنے کیا آئے تھے؟"

''باس کو چھوڑنے ایئرپورٹ جارہا ہوں." باتوں کے دوران ہی وہ گاڑی تک پہنچ گئے تھے.بیک سیٹ کا دروازہ کھول کر سائمن نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا.

''تم نے کبھی بتایا ہی نہیں کہ تم نیورون کمپنی کا حصہ ہو؟"گاڑی میں بیٹھ کر حجر نے سوال کیا.

''کبھی موقع ہی نہیں ملا۔۔۔کیا تم نے ہماری کمپنی کے متعلق سن رکھا ہے؟"

''ہممم...اپنی کولیگز اور نورہ کے منہ سے سنا تھا میں نے اس کمپنی اور ہنٹر گیم کے متعلق اور پھر کچھ دن پہلے میں نے گیم کی سائٹ وزٹ کی تھی۔"(گیم کھیلنے والی بات وہ گول کر گئی تھی)

''اگر ٹائم ملے تو کھیلنا ضرور خاص طور پر تیسرا لیول"سائمن نے تاکید کی

''تیسرے لیول میں ایسا کیا ہے؟"

''میری آواز...میرا مطلب جب تیسرا لیول شروع ہوتا ہے تو سپیکرز پر انسٹرکشنز دینے کے لیے جو آواز ابھرتی ہے وہ میری ہے۔"اس کی بات پر مسکراتے ہوئے حجر نے اچانک گردن موڑی تو اس کی نظر بلڈنگ کے گیٹ پر پڑی جہاں سے الہان چلا آرہا تھا۔ایک نظر اس پر ڈال کر حجر نے نظریں فون پر مرکوز کر دیں۔کوٹ بازو پر ڈالے، نائیں ہاتھ سے بال درست کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے گاڑی کی بیک سیٹ کے قریب آکر رکا۔مگر کھلی کھڑکی سے بیک سیٹ پر حجر کو بیٹھے دیکھ کر وہ نامحسوس انداز میں پسنجر سیٹ کی جانب بڑھ گیا۔اس کی یہ حرکت کسی اور نے نا سہی مگر حجر نے ضرور محسوس کی تھی کیونکہ اس کی نظریں بے شک اپنے فون پر تھیں مگر دھیان اسی کی طرف تھا۔ابھی انہیں نکلے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ پورا راستہ حجر خاموشی سے بادلوں کی اٹھکیلیاں دیکھنے میں مصروف رہی تھی جبکہ

سائمن اور الہان میں چھوٹے موٹے جملوں کا تبادلہ ہو تا رہا تھا. ایئرپورٹ کے قریب پہنچ کر سائمن حجر سے مخاطب ہوا.

"کون سی ایئرلائن ہے حجر؟"

"نارویجین ایرلائن" حجر نے نام بتایا.

"نارویجین ایرلائن زیادہ تر ٹرمینل ون سے ہی فلائے کرتی ہیں مگر کبھی کبھار ٹرمینل تبدیل بھی ہو جاتا ہے. تم ایک دفعہ ٹکٹ سے ٹرمینل دیکھ لو." اس گفتگو کے دوران الہان نظریں موبائل پر مرکوز کیے ان سے لاتعلق نظر آرہا تھا.

"میں نے دیکھا تھا ٹرمینل ون ہی ہے."

"باس آپ کی کون سی فلائٹ ہے؟" اب کی بار سائمن الہان سے مخاطب ہوا.

"ایمیرٹس"

"آپ کا تو تیسرا ٹرمینل ہو گا."

"ہممم"

"آپ دونوں کی فلائٹس میں چند منٹوں کا ہی فرق ہے. حجر کی فلائٹ پہلے ہے اس لیے پہلے تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں میں۔" سائمن کے بات پر اس نے سر ہلایا. کچھ دیر بعد

سائمن نے گاڑی دبئی ایئرپورٹ کے پہلے ٹرمینل کے قریب روکی. گاڑی کے رکنے پر حجر باہر نکلنے لگی جب سائمن بولا

''موراور فار کو میری طرف سے گریٹنگز دینا اور ذرا مور کے گھر بھی چکر لگا لیا کرو. جب بھی میری ان سے بات ہوتی ہے وہ یہی کہتی ہیں کہ حجر تو جب سے اپنے گھر میں شفٹ ہوئی ہے ہمیں بھول ہی گئی ہے."

''اور کوئی حکم؟"اس کے حکمیہ انداز پر حجر نے اس پر طنز کیا جس کا پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا.

''ابھی کے لیے اتنا ہی کافی ہے. اپنا خیال رکھنا"اب کی بار اس کی بات پر حجر محض سر ہلا کر گاڑی سے نکلی اور بارش سے بچنے کے لیے جلدی سے ایئرپورٹ کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئی. اس کے نکلتے ہی سائمن گاڑی زن سے بھگا لے گیا.

....

ہاتھ میں ٹرے لیے مور لان میں داخل ہوئیں اور لان کے اس حصے کی جانب بڑھنے لگیں جہاں ایرک پاپیر براجمان تھے. قریب پہنچ کر انہوں ٹرے میں رکھا ایک کافی کا مگ فار کی جانب بڑھایا جسے انہوں نے خاموشی سے تھام لیا.

New Era Magazine

"کس کا فون تھا ایرک؟" انہوں نے کچھ دیر پہلے موصول ہونے والے فون کے بارے میں استفسار کیا۔

"سلمان کا" کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے فار نے جواب دیا۔

"ایسا کیا کہا ہے اس نے جو آپ سوچ میں ڈوبے ہیں۔"

"حجر دبئی گئی ہے۔"

"کیا!!!؟"

"ہمم! آج ہی گئی ہے۔ وہاں پہنچ کر اس نے سلمان سے رابطہ کیا تھا اور ملنے گئی تھی۔"

"مگر کیوں؟"

"اپنے خاندان اور اپنے ملک کے بارے میں معلومات لینے۔" فار کی بات سن کر مور ایک لمحے کے لیے کچھ بول نا پائیں۔

"آپ اسے روکتے کیوں نہیں؟"

"میں اسے روکنے کا حق نہیں رکھتا اور وہ کوئی غلط کام تو نہیں کر رہی جو میں اسے روکوں۔ اپنی فیملی کو تلاش کرنا اس کا حق ہے۔"

"آپ کی انہی باتوں کے باعث وہ اتنی خودسر ہو گئی ہے۔"

''حجر خود سر نہیں ہے الیکزینڈرہ۔ وہ ہر چھوٹا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے مجھ سے رائے لیتی ہے۔"

''تو پھر اس نے دبئی جانے سے پہلے آپ سے کیوں نہیں پوچھا؟ مجھے تو اس لڑکی کی سمجھ نہیں آتی۔ پتا نہیں کیا کرتی پھر رہی ہے۔"

''آپ نے کبھی اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی اگر آپ کوشش کرتیں تو جان جاتیں کہ وہ ہمیں بغیر بتائے کیوں گئی ہے؟ آپ نے کبھی وقت کے ساتھ ساتھ اس کے رویے میں آنے والے بدلاؤ پر غور کیا ہے؟"

''کیا ہوا ہے اس کے رویے کو؟ وہ تو شروع سے ہی ایسی ہے تنہائی پسند اور خاموش مزاج"

''وہ ایسی نہیں تھی الیکزینڈرہ.... پہلے وہ بھی شوخ اور چنچل ہوا کرتی تھی اپنی عمر کے دوسرے بچوں کی طرح۔ اس کے رویے میں بدلاؤ اس دن سے آنا شروع ہوا تھا جب ہم نے اسے یہ بتایا تھا کہ وہ ہماری سگی اولاد نہیں ہے۔ تیرہ سال کی عمر میں اسے پتا چلا تھا کہ ہم اس کے ماں باپ نہیں ہیں اور جب سے اسے یہ حقیقت معلوم ہوئی وہ اپنے خول میں سمٹنے لگی۔ اس نے ہم سے فرمائشیں کرنا، ہم سے لاڈ اٹھوانا، اپنی باتیں منوانا ترک کر دیا حتیٰ کہ مجھ سے پوکٹ منی لینا بھی اور اگر میں زبردستی اسے پوکٹ منی دیتا تو وہ

اسے اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے جمع کرتی تھی پھر ان جمع کیے ہوئے پیسوں کا آپ کے لیے کوئی تحفہ خرید لاتی. اپنا حق سمجھ کر وصول کرنے کی بجائے محبت سے دی گئی ہماری کسی بھی چیز کو وہ خود پر احسان گردانتی تھی. اس نے خود پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ اس کا ہماری کسی بھی چیز پر کوئی حق نہیں ہے. اس اجنبی ملک میں وہ اکیلی ہے اس کا کوئی نہیں ہے. تنہائی کے اس احساس نے اسے کے باتیں چھین لیں, اس کے قہقے مسکراہٹ میں سمٹ گئے اور اس شوخی ہوا میں تحلیل ہو گئی. اسے اپنا بوجھ خود اٹھانا ہے اسی دھن میں ہائی سکول میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ اس نے ہمارے منع کرنے کے باوجود بھی پارٹ ٹائم جاب شروع کر دی. ناروے کی یونیورسٹی میں پڑھنے کی بجائے اس نے امریکہ کی یونیورسٹی میں پڑھنے کو فوقیت دی کیونکہ وہاں اسے سکالرشپ پر ایڈمشن ملا تھا اور پھر پڑھائی ختم ہونے کے بعد جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئی تو اس نے الگ گھر لے لیا. یہ سب اس نے بڑے نامحسوس انداز میں کیا ہے. اس نے ہمیں خبر تک نہیں ہونے دی اور اپنی ذمہ داری بھی اپنے سر لے لی. آپ جانتی ہیں یہ سب اس نے کیوں کیا؟" کچھ لمحے رک کر انہوں نے مور کے جواب کا انتظار کیا مگر مور تو یہ ساری باتیں سن کر کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھیں. ان کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر وہ دوبارہ گویا ہوئے

"یہ سب اس نے ایک خوف کے زیر اثر کیا ہے اور خوف یہ تھا کہ کہیں ہم اس کی ذمہ داریوں سے تنگ آکر اسے خود سے الگ نہ کر دیں. کہیں ہم اسے دور نا کر دیں اس خوف کے زیر اثر وہ خود ہم سے دور ہوتی چلی گئی. وہ ہماری خود سے محبت کی قدر کرتی ہے مگر وہ خود کو ہم میں سے ایک نہیں سمجھتی. یہ ملک, ہم لوگ اس کے اپنے نہیں ہیں. اسے یہاں کبھی اپنائیت کا احساس نہیں ہوا اور حجر جیسی حساس لڑکی اس اپنائیت کے احساس کی کشش میں اپنے ملک اپنے خاندان کی تلاش میں ہے. کیا آپ نے یہ بات محسوس کی ہے کہ گزرے سالوں میں اس نے کبھی ہمارے سامنے اپنے ماں باپ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اسے لگتا ہے کہ اس ذکر سے ہمیں تکلیف ہو گی. ہمیں یہ احساس ہو گا کہ شاید ہماری محبت میں کوئی کمی رہ گئی ہے تبھی وہ اپنے ماں باپ کے پاس جانا چاہتی ہے اور پچھلے ہفتے بھی اپنی خواہش کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے ہم سے ماضی کے متعلق سوال کیا ہے نا کہ اپنے ماں باپ کے متعلق۔۔۔ اتنے سال ہم نے اسے پال پوس کر بڑا کیا اس لیے وہ ہماری احسان مند, ہماری عزت کرتی ہے اور شاید ہم سے محبت بھی کرتی ہے تبھی ہمیں تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے ہوئے اپنے خاندان تک پہنچنے کے لیے کی جانے والی کوششوں سے ہمیں بے خبر رکھ رہی ہے. کہیں ہمیں تکلیف نہ ہو

صرف اسی وجہ سے اس نے ہمیں دبئی جانے کے بارے میں نہیں بتایا." کچھ دیر لان میں خاموشی چھائی رہی جسے مور کی آواز نے توڑا

"آپ اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہیں؟"

"حجر جب اداس ہوتی ہے تو کیا کرتی ہے؟"

"پہلے میرے سوال کا جواب دیں."

"بات کے اختتام میں مل جائے گا جواب آپ کو. آپ میرے سوال کا جواب دیں۔"

"جب وہ اداس ہوتی ہے تو خود سے باتیں کرتی ہے." لمحے کی تاخیر کیے بغیر مور نے جواب دیا.

"بالکل سہی کہا آپ نے.... جب وہ دکھی ہوتی ہے تو خود سے باتیں کرتی ہے. حقیقت میں ہم سب دل ہی دل میں خود سے ہم کلام ہوتے ہیں مگر حجر کا انداز تھوڑا سا مختلف ہے وہ دل میں نہیں بلند آواز میں خود سے باتیں کرتی ہے. وہ احساسات جن کا اظہار کرتے ہوئے وہ کسی اور کے سامنے ہچکچاتی ہے وہ خود سے کہتی ہے اور دوسروں کی جن باتوں سے اسے تکلیف پہنچتی ہے ان کی شکایت بھی وہ خود سے کرتی ہے. آپ کو یاد ہے جب حجر نے کرمینل سائیکالوجی میں داخلہ لیا تھا تو آپ نے اسے ڈانٹا تھا۔"

New Era Magazine

"یہ بات بھی بھلا بھولنے والی ہے. مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس فیلڈ میں ایڈ مشن لینے پر میں نے اسے پہلی مرتبہ ڈانٹا تھا."

"اور آپ کی ڈاں ٹ پر وہ روتی ہوئی کمرے میں چلی گئی تھی. میں اسے چپ کروانے لے لیے اس کے پیچھے گیا تھا اور دروازہ کھلا ہونے کے باعث خود سے کی جانے والی اس کی ساری باتیں میں نے سن لیں تھیں. اس وقت تو میں خاموشی سے واپس مڑ گیا تھا مگر جب اس کی باتوں پر غور کیا تو علم ہوا کہ وہ کتنی گہری اور حساس ہے."

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ.... وہ حساس بھی ہے اور ریزور بھی.... دوسروں سے مانوس ہونے میں اسے وقت لگتا ہے اسی وجہ سے اس کا سوشل سرکل بہت کم افراد پر مشتمل ہے. رہی سہی کسر اس کی فیلڈ نے پوری کر دی ہے. ہزار دفعہ منع کیا تھا میں نے نہ جائے اس فیلڈ میں جہاں دوستوں سے زیادہ انسان کے دشمن بنیں. ہر وقت مجرموں سے سر کھپائی کرنی پڑے مگر مجال ہے جو باپ بیٹی پر میری باتوں کا اثر ہوا ہو."

"آپ کو سمجھانا میرے بس کی بات نہیں۔" مور کی سوئی وہیں اٹکی دیکھ کر فار جل کر بولے اور گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئے.

....

دبئی ایئرپورٹ کے ویٹنگ ایریا میں بیٹھی حجر اپنی فلائٹ کی اناؤسمنٹ کا انتظار کر رہی تھی جب ایک آواز فضا میں گونجی. یہ آواز ایئرپورٹ کریو کے کسی ممبر کی تھی جو فلائٹ ملتوی ہونے کے متعلق آگاہ کر رہا تھا. تیز بارش اور ہوا کے باعث جہاز کی اڑان ممکن نہیں ہے. جب تک موسم بہتر نہیں ہو جاتا تب تک کے لیے سب فلائٹ ملتوی کر دی گئی تھیں. فلائٹ ملتوی ہونے کے متعلق سن کر اس کے چہرے پر بیزاری چھائی. یہ خبر سن کر ایسی ہی بیزاری اسی ایئرپورٹ کے تیسرے ٹرمینل میں بنے بزنس کلاس لاؤنج میں بیٹھے الہان کے چہرے پر بھی چھائی. وہ دونوں اس وقت ڈیپارچر ہال میں تھے اور ان کی سکیورٹی سکریننگ ہو چکی تھی اس لیے ایئرپورٹ سے نکلنا ان کے لیے ممکن نہیں تھا. حجر کا دل تو اتنی دیر یہاں بیٹھنے کا سوچنے سے ہی خراب ہونے لگا تھا. اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ انفارمیشن ڈیسک کی طرف گئی.

''کتنی دیر انتظار کرنا پڑے گا؟'' شستہ انگریزی میں اس نے سوال کیا.

''میڈم ابھی کچھ کنفرم نہیں پتا... ویدر فارکاسٹ کے مطابق کچھ گھنٹوں میں موسم کی صورت حال بہتر ہو جائے گی. امید تو ہے کہ دو تین گھنٹوں میں سب فلائٹ اڑان بھر لیں گیں.'' ڈیسک پر موجود شخص کی بات پر سر ہلا کر وہ واپس اپنی سٹنگ ایریا کی جانب آئی اور اپنے بیگ سے لیپ ٹاپ نکال کر آن کرنے لگی. لیپ ٹاپ آن کرتے ہی پہلا

کام جو اسے سوجھا تھا وہ ہنٹر گیم کھیلنے کا تھا. اس خیال کے ذہن میں آتے ہی ایک شبیہ اس کی ذہن میں ابھری. سر جھٹکتے ہوئے اس نے اس خیال سے پیچھا چھڑایا اور گیم لاگ ان کی. تیسرا لیول جیسے ہی شروع ہوا حقیقی دنیا سے اس کا رابطہ ٹوٹا اور گیم کی طلسمائی دنیا نے اسے جکڑا. اس لیول کی شروعات بھی پچھلے لیول کے انداز میں ہی ہوئی تھی. پہلے ایک دم سے اندھیرا چھایا جس میں آہستہ آہستہ روشنی کی کرنیں بکھرنے لگیں. جب اس کی آنکھیں روشنی سے مانوس ہوئیں تو اس نے خود کو ٹرین میں پایا. وہ پھر سے انجان مسافروں کے ساتھ ایک انجان راستے پر گامزن تھی. وہ اس سوچ میں گم تھی کہ اس لیول میں اسے کون سی چنوتی کا سامنا کرنا پڑے گا جب اچانک سے ان کی سیٹوں کے نیچے سے باز نکلے اور فضا میں تحلیل ہو گئے. اچانک سے ان بازوں کو دیکھ کو حجر کا دل دہلا. ابھی وہ اس دھچکے کے حصار میں ہی تھی جب ٹرین میں ایک آواز گونجی. اس آواز کو سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی کیونکہ یہ آواز سائمن کی تھی جو اس لیول کے اصول وضوابط بتا رہا تھا.

”ہنٹر گیم کے لیول تھری "سینٹ" میں آپ سب کو خوش آمدید. یہ لیول پچھلے لیول سے مختلف ہے اور اس لیول کو آپ نے اکیلے نہیں بلکہ ایک پارٹنر کے ساتھ کھیلنا ہے. آپ کے ان پارٹنر کا انتخاب رینڈملی کیا جائے گا. آپ کے منتخب کردہ پارٹنر کے

اکاؤنٹ کا لنک آپ کو بھیج دیا جائے گا. لنک میں دیے گئے اکاؤنٹ سے آپ نے پیئر اپ کرنا ہے . تیسرے لیول کو پار کرنے کے لیے آپ کو ان علامات کی ضرورت ہو گی جو آپ نے پچھلے لیول میں حاصل کی تھیں. باقی انسٹرکشنز آپ کو مسیجز کی شکل میں موصول ہونگیں. امید ہے آپ اس گیم سے لطف اندوز ہونگے. "اس آواز کے بند ہوتے ہی ٹرین والا منظر غائب ہوا اور پلک جھپکنے پر اس نے خود کو ایک قدیم قلعے میں پایا. وہ ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھی جب اسے میسیج کی نوٹفیکیشن ملی. اس میسج میں اسے اس کے پارٹنر کے اکاؤنٹ کا لنک دیا گیا تھا. ابھی اس نے پروفائل کھولی ہی تھی جب اس شخص کی جانب سے اسے پیئر نگ رکویسٹ موصول ہوئی. لمحے کی تاخیر کیے بغیر حجر نے پروفیٹک مونسٹر نامی پروفائل کی رکویسٹ قبول کی.

....

بزنس کلاس لاؤنج میں بیٹھے الہان کو پیٹر کی بات یاد آئی. ایئرپورٹ کے لیے نکلنے سے پہلے جب وہ ان تینوں سے ملنے گیا تھا تب پیٹر نے اسے کہا تھا کہ اس کی دی گئی ہدایات کے مطابق تیسرا لیول اپڈیٹ ہو گیا ہے لہذا وہ ایک مرتبہ اسے کھیل کر بتائے کہ تیسرے لیول میں ہونے والی تبدیلیاں اسے کیسی لگی ہیں. اس بات کے ذہن میں آتے ہی الہان نے گیم لاگ ان کی, ہیڈ فونز لگاتے ہوئے اس نے تیسرا لیول شروع کیا تیسرا

لیول کھیلنے والے سارے کھلاڑیوں کے نام اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین کے دائیں جانب واضح تھے۔ اچانک سے اس کی نظران ناموں پر پڑی اور پھر وہ نظران میں سے ایک نام پر ٹھہر گئی۔ کچھ دیر پہلے ہی تو اس نام کی شخصیت سے اس کی ملاقات ہوئی تھی اور وہ ملاقات اتنی قابل فراموش بھی نہیں تھی کہ وہ ایک آدھ گھنٹے میں بھول جاتا۔ وہ پروفائل اس حجر کی تھی یا نہیں اس بات کی تصدیق کرنے کے لیے اس نے وہ آئی ڈی کھولی۔ بائیو میں اس کے ملک اور پروفیشن کے متعلق معلومات دی گئی تھی۔ اس انفارمیشن کو پڑھ کر الہان مرتضی کو یقین ہو گیا کہ وہ پروفائل حجر کی ہی ہے کیونکہ دنیا میں حجر ہارون تو بہت ہونگی مگر ناروے کی رہائشی اور کرمینل سائیکالوجسٹ وہ واحد حجر تھی جس سے قسمت اسے بار بار ملا رہی تھی۔ رینڈم طریقے سے ہونے والی پیئر نگ میں ردوبدل کر کے اس نے اپنے پارٹنر کے طور پر حجر کا انتخاب کیا اور ساتھ ہی اس کو پیر نگ کی ریکویسٹ بھی بھیجی جسے جلد ہی میں قبول کر لیا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے اپنے پلیئر کو ایک قدیم قلعے میں پایا۔ اس سے کچھ فاصلے پر اس کی پارٹنر حجر کا پلیئر کھڑا تھا۔ اپنے گرد کسی کی موجودگی محسوس کر کے حجر نے گردن گھمائی تو اس کی نظر منہ پر بال ڈالے، آرمر (جنگ میں حفاظت کے لیے پہنے جانے والا لباس) میں ملبوس الہان کے پلیئر پر پڑی۔ گیم کے اندر اپنے پارٹنر سے رابطہ کرنے کے دو طریقے تھے۔

New Era Magazine

مسیج کے ذریعے یا وائس چیٹ کے ذریعے۔ حجر نے وائس چیٹ کو ترجیح دی اور اپنے ہیڈ فون کا مائک منہ کے قریب کرتے ہوئے اسے پکارا

"مونسٹر!" ہیڈ فون لگے ہونے کے باعث الہان کو اس کی آواز اپنے بہت قریب محسوس ہوئی مگر اس کے پکارنے کا انداز دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

"پروفیٹک مونسٹر" الہان نے تصیح کرنا ضروری سمجھا۔ اس کی آواز سن کر حجر چونکی تھی۔ اسے یہ آواز جانی پہچانی لگی تھی مگر ذہن پر زور ڈالنے کے باوجود بھی اسے یہ یاد نہ آیا کہ یہ آواز اس نے کہاں سنی ہے۔ اس کشمکش سے پیچھا چھڑا کر حجر نے اس کی بات کا جواب دیا

"مونسٹر زیادہ بہتر ہے۔ خیر یہ بتاؤ کہ پہلے کبھی یہ لیول کھیلا ہے؟" (حجر کا انفارمل اندازِ مخاطب دیکھ کر وہ چونکا تھا)

"نہیں" الہان نے صاف جھوٹ بولا۔ وہ دونوں اس گفتگو میں مصروف تھے جب ان کی نظروں کے سامنے ایک رقعہ ابھرا۔ حجر نے ہاتھ بڑھا کر اس رقعہ کو پکڑا اور اس پر لکھی گئی سطر پڑھنے لگی

"ہو تم مسافر اس چوکور کے، جن کو ملانے سے بنتا ہے اک مصری کھیل" پڑھنے کے بعد اس نے رقعہ الہان کی جانب بڑھا دیا اور خود پر سوچ انداز میں اطراف کا جائزہ لینے

لگی. کچھ دیر غور کرنے کے بعد حجر کو احساس ہوا کہ اس کے قدموں تلے زمین ایک بورڈ گیم کی شکل میں ہے. جسے مختلف چوکور نما بلاکس میں تقسیم کیا گیا تھا. یہ چوکور نما بلاک تین قطاروں میں ترتیب سے جڑے تھے. وہ دونوں پہلی قطار کے کنارے پر بنے بلاک میں کھڑے تھے. یہ جگہ دیکھنے میں راہداری کی طرح لگتی تھی جس کے ایک کنارے پر وہ کھڑے تھے اور ان چوکور نما بلاکس سے گزرتے ہوئے انہیں اس راہداری کے دوسرے کنارے پر جانا تھا.

"پڑھا؟" باریک بینی سے ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد حجر نے الہان سے اس رقعے کے متعلق سوال کیا

"ہمم" الہان نے رقعہ مٹھی میں بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اس قسم کے کسی مصری کھیل سے واقف ہو؟" چوکور حصوں کی گنتی کرتے ہوئے حجر نے استفار کیا

"کس قسم کا کھیل؟" الہان نے اسے بولنے پر اکسایا

"ایسا کھیل جس میں تیس بلاکس ہوں جنہیں تین قطاروں میں تقسیم کیا گیا ہو....." اپنی بات کے بیچ وہ ایک لمحہ رکی. تیس بلاکس کے لفظ سے اس کے ذہن میں جھماکا ہوا کیونکہ وہ اس گیم سے واقف تھی.

"کہیں یہ گیم سینٹ senet تو نہیں؟"

"ہمم... سینٹ ہی وہ بورڈ گیم ہے جو تیس چوکور نما بلاکس سے مل کر بنی ہے.اس لیول کا نام بھی اسی بورڈ گیم پر رکھا گیا ہے."الہان نے اس کی بات کی تصدیق کی.

"کیا تمہیں سینٹ کھیلنی آتی ہے؟"

"سینٹ قدیم مصری کھیل ہے.اس کھیل کے اصول غیر واضح ہیں کیونکہ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس کے اصولوں میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں اور جہاں تک میر اانداز ہ ہے اس لیول میں سینٹ کو کھیلنے کے اصول روایتی اصولوں سے ہٹ کر ہونگے."اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے حجر کچھ فاصلے پر بنی دیوار کی جانب متوجہ ہوئی

"ان عجب مخلوقات سے پیچھا چھڑاتے

پہنچنا ہے تمہے آخری چوکور کے احاطے "اس دیوار پر یہ الفاظ کندے تھے.

"مونسٹر یہ دیکھو"اسنے الہان کو ان الفاظ کی جانب متوجہ کیا.

"ایسے اشارے ہمیں وقتاً فوقتاً ملتے رہیں گے. چلو گیم کی شروعات کرتے ہیں."ایک نظر اس جملے کو دیکھنے کے بعد وہ بولا اور پھر دوسرے بلاک کی طرف بڑھنے لگا

"ہمم چلو"اپنی گاؤن سنبھالتے ہوئے حجر نے بھی اس کی تقلید کی. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ دونوں دوسرے بلاک تک پہنچے اور جیسے ہی انہوں نے تیسرے بلاک

New Era Magazine

کی طرف بڑھنا چاہا تیسرا بلاک ان کے قدموں سے دور ہو گیا اور دونوں بلاکس کے درمیان خلا تھا۔ایک نظر اس فاصلے کو دیکھنے کے بعد الہان حجر کی جانب مڑا

"اس فاصلے کو ہمیں لانگ جمپ کے ذریعے عبور کرنا ہو گا۔"اس کی بات سن کر حجر نے سر ہلایا پھر کچھ الٹے قدم اٹھائے۔ تیسرے بلاک سے ایک مخصوص فاصلے پر پہنچنے کے بعد ان کے قدم تھمے۔دونوں نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا پھر سبک رفتاری سے تیسرے بلاک کے طرف بھاگتے ہوئے جمپ ماری۔ تیسرے بلاک پر قدم جمانے کے بعد الہان نے حجر کی تلاش میں نظریں دوڑائیں مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہ دی۔وہ اس کی تلاش میں مصروف تھا جب اس کے کانوں سے اس کی آواز ٹکرائی

"مونسٹر....!"آواز کی سمت دیکھنے پر حجر اسے خلا میں لٹکی ہوئی دکھائی دی۔اس نے دونوں ہاتھوں سے بلاک کو تھام رکھا تھا ورنہ وہ کب کی گر چکی ہوتی۔اس کی حالت دیکھ کر الہان کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھری۔اپنی اس بے اختیار مسکراہٹ پر وہ خود بھی حیران ہوا تھا۔

"مونسٹر!"حجر کے ایک بار پھر پکارنے پر وہ اس سے کچھ فاصلے پر دو زانو بیٹھا اور جھک کر تنبیہ کرنے والے انداز میں بولا

"اگر ایک مرتبہ پھر تم نے مجھے مونسٹر کہہ کر کر مخاطب کیا نا... تو میں نے واقعی تمہیں یہاں سے نیچے دھکا دے دینا ہے."

"اچھا! نہیں کہتی اب تمہے مونسٹر... مدد کرو اب میری" التجائیہ انداز اپناتے ہوئے حجر بولی.(لیپ ٹاپ سکرین کے دائیں جانب بنی اس کی گرین رنگ کی لائف لائن سرخ رنگ میں ڈھل چکی تھی اور یہ سرخ رنگ خطرے کا سگنل تھا)

"یہی بہتر ہے تمہارے لیے" کہتے ساتھ ہی الہان نے ایک ہاتھ اس کی جانب ہاتھ بڑھایا جسے لمحے کی تاخیر کیے بغیر حجر نے تھام لیا اور پھر دوسرے ہاتھ سے اس کی کلائی تھام کر الہان نے اسے اوپر کی جانب کھینچا. جیسے ہی وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی اس کی لائف لائن دوبارہ سے گرین ہوگئی جس سے ظاہر تھا کہ وہ اب خطرے سے باہر ہے.

"شکریہ مونسٹر" صحیح سلامت اوپر پہنچنے کے بعد وہ چڑانے والے انداز میں حجر بولی. اس کی بات کے جواب میں الہان نے اسے گھوری سے نوازا اور خود اگلے بلاک کی جانب قدم بڑھانے لگا.

"ایک سوال پوچھوں؟" کچھ لمحوں بعد بغیر اس کی جانب نگاہ کیے الہان نے سوال کیا

"پوچھ لو۔"

"کس ملک سے تعلق ہے تمہارا؟"الہان خود کو یہ سوال کرنے سے روک نا پایا کیونکہ ناروے میں رہنے والی حجر کے ایشین نقوش اسے بھی کھٹک رہے تھے.

"تم خود اندازہ لگا لو"

"تمہارا انگلش لب و لہجہ دیکھ کر تو لگتا ہے کہ تم کسی یورپین ملک سے تعلق رکھتی ہو مگر تمہارا انداز ان لوگوں سے مختلف ہے. میں کسی نتیجے پر پہنچ نہیں پا رہا اس لیے تم خود ہی بتادو کہ تم کس ملک سے تعلق رکھتی ہو؟"اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے حجر کچھ بول نہ پائی. جذبات کے امڈتے سمندر کو قابو کر کے کچھ لمحوں بعد وہ گویا ہوئی.

"میں خود نہیں جانتی کہ میرا اصل ملک کون سا ہے. میں اڈاپٹڈ چائلڈ ہوں اسلیے اپنے اصلی ماں باپ اور اپنے ملک کے بارے میں نہیں جانتی."(اس کی بات پر کی بورڈ پہ چلتی گیارہ انگلیاں ایک لمحے کے لیے تھمیں). عام سے انداز میں حجر نے اپنی زندگی کا سب سے کڑوا سچ بیان کیا. وہ حقیقت تھی جس کا تذکرہ اس نے اپنے کسی دوست سے بھی نہیں کیا آج بڑی آسانی سے اک اجنبی شخص سے کہہ گئی تھی. اپنی بات کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی جبکہ الہان کئی لمحوں تک اس کی بات کے حصار سے نکل نہ پایا.

اپنے پیچھے الہان کی غیر موجودگی محسوس کر کے وہ مڑی. اسے کچھ فاصلے پر سوچ میں گم کھڑا دیکھ کر حجر بولی

''کیا سوچ رہے ہو مونسٹر؟"اس کی آواز پر وہ سوچوں کے چنگل سے باہر نکلا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے قدم بڑھانے لگا۔اگلے چند بلاک انہوں نے بغیر کسی مشکل کے عبور کیے مگر جیسے ہی انہوں نے آٹھویں بلاک پر قدم رکھا سارے بلاک ہوا میں تحلیل ہو گئے اور ان کے قدموں کے آگے ایک تنگ سا راستہ بنا جو قلعے کے داخلی دروازے کی طرف جاتا تھا۔دروازے کے اس پار سے عجیب و غریب آوازیں آ رہی تھیں۔ان آوازوں میں سب سے نمایاں آواز بیڑیوں کی تھی۔ایسا لگتا تھا کہ کسی کو اس قلعے میں بیڑیاں ڈال کر قید کیا گیا تھا۔ نظروں کا تبادلہ کرنے کے بعد وہ دونوں محتاط انداز میں اس تنگ راستے کو عبور کر کے قلعے کے دروازے کے قریب پہنچے۔الہان نے دروازے کو دھکیلا تو چڑ چڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا پھر جیسے ہی انہوں نے قدم قلعے کے اندر رکھا بیڑیاں توڑنے کی تیز آواز گونجی اور ساتھ ہی قدیم طرز پر بنا وہ دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔بند دروازہ کو توجہ دیے بغیر وہ دونوں آواز کی سمت قدم بڑھانے لگے۔ مختلف برآمدوں کو پار کرتے ہوئے وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہے تھے اس آواز میں اضافہ ہو رہا تھا۔

"یہ آواز ہال سے آ رہی ہے اور ان آوازوں کو سن کر لگ رہا ہے کہ کوئی سوپر نیچرل (مافوق الفطرت) مخلوق ہمارے انتظار میں ہے اسلیے اپنے ذہن کو ہر قسم کے خطرے

سے نمٹنے کے لیے تیار کر لو. یہ آخری برآمدہ ہے اور اسے عبور کرتے ہی ہم ہال میں ہونگے. "اس کے ہم قدم ہو کر الہان نے آہستہ آواز میں اسے آنے والے حالات کے متعلق آگاہ کیا.

"بے فکر رہو مونسٹر! سپاہی تیار ہیں تم بس کمند ڈالنے کی تیاری کرو" وہ برآمدے کے آخری سرے پر تھے جب ان کی نظروں کے سامنے ایک رقعہ آیا.

"چھڑاؤ پیچھا اِن مخلوقات سے

مدد لے کر ان علامات سے" رقعے پر لکھے الفاظ حجر نے بلند آواز سے پڑھے پھر الہان کی جانب متوجہ ہو کر سوالیہ انداز میں بولی

"تمہارے پاس کون کون سی علامات ہیں؟" اس کے سوال پر الہان نے اپنی مٹھی فضا میں بلند کی. لمحے کے ہزارویں حصے بعد اس نے اپنی مٹھی کھولی تو اس کی ہتھیلی پر پانچ علامات تھیں.

"والکناٹ valknut" آپس میں جڑے ہوئے تین مثلث کی جانب اشارہ کرتے ہوئے الہان نے کہا.

"ٹرائے سیپ tricep" اب کی بار اس کا اشارہ اس علامت کی جانب تھا جو ڈائیمنڈ نما شکل کے تین حصوں کے جڑنے سے بنی تھی.

New Era Magazine

"یہ سولر کراس solar cross ہے نا؟" تیسری علامت دیکھ کر حجر نے کہا. سولر کراس ایک گول دائرہ تھا جسے دو متوازی لائنوں کے ذریعے چار تکونوں میں تقسیم گیا تھا.

"ہمم...یہ سولر کراس ہے."

"ٹرسکیلین triskelion" تین مرغولوں پر مشتمل علامت کے طرف اشارہ کرتے ہوئے الہان نے کہا.

"یہ انکھ ہے" پانچویں اور آخری علامت دیکھ کر الہان بولا

"انکھ تو میرے پاس بھی ہے." اس کی بات سن کر حجر بولی

"اپنے سمبل دکھاؤ"

"میرے پاس انکھ, اوروبروس, سٹار آف ڈیوڈ, میونر اور لائر ہے." حجر نے اپنے سمبل ظاہر کیے.

"تمہارے سمبل بہت پاور فل ہیں اس لیے انہیں سوچ سمجھ کر استعمال کرنا" الہان نے تاکید کی.

"مجھے تو انہیں استعمال کرنے کا طریقہ کار بھی معلوم نہیں ہے."

New Era Magazine

"پتا چل جائے کچھ دیر میں" باتوں کے دوران ہی انہوں نے برآمدہ عبور کیا اور ہال میں پہنچے۔ ہال میں تباہی مچاتی اس سوپر نیچرل مخلوق کو دیکھ کر حجر بری طرح حواس باختہ ہوئی۔ وہ نو سروں والا ایک مونسٹر تھا جسے کچھ دیر پہلے تک بیڑیوں کے ذریعے باندھ کر رکھا گیا تھا مگر ان کے قلعے میں داخل ہوتے ہی وہ سوپر نیچرل مخلوق خود کو آزاد کروانے میں کامیاب ہو گئی تھی اور اب وہ ہال میں تباہی چارہی تھی۔

"حجر.... کیا کر رہی ہو وہاں کھڑی؟.. بھاگو وہاں سے ورنہ وہ تمہیں ناک ڈاؤن مار دے گا۔" ستون کی اوٹ میں کھڑے الہان کی بات پر وہ اپنے حواسوں میں واپس لوٹی اور خود بھی جلدی سے ایک ستون کے پیچھے چھپ گئی۔ وہ اس مخلوق کو دیکھ کر حیرت زدہ تھی۔ اس کے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہنٹر گیم کے لیول تھری میں اس قسم کی مخلوق سے اس کا سامنا ہو سکتا ہے۔ الہان کی تنبیہ کا بھی اس نے کچھ خاص اثر نہیں لیا تھا۔ کچھ دیر بعد الہان اس مخلوق سے چھپتا چھپاتا اس کے قریب آیا۔

"سکتہ ٹوٹا کہ نہیں؟"

"مذاق تو نہ اڑاؤ میرا"

"میں مذاق تو نہیں اڑا رہا میں تو تم سے تمہارا حال دریافت کر رہا ہوں۔"

"اب اگر حال دریافت کر لیا ہو تو یہ بھی بتا دو کہ اس پورانیک مخلوق mythical creature سے کیسے نمٹنا ہے."

"اس مخلوق کا نام ہائیڈرا ہے. ہائیڈرا پانی میں رہنے والے سانپ کی طرح کا مونسٹر ہے. اس کے عام طور پر نو سر ہوتے ہیں. اس کا ذکر بہت سی کہانیوں میں آیا ہے اور کہانیوں کے مطابق آج تک اسے صرف ایک شخص مار پایا ہے باقی سب اسے مارنے میں ناکام رہے ہیں. اسے "مونسٹر آف ڈسٹرکشن" کہا جاتا ہے."

"کس نے اسے مارا تھا؟ ہم اسے کیسے ماریں گے؟ اور تم اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہو؟" حجر نے سوالات کیے۔

"ہم اسے اس طریقے سے ہی ماریں گے جس طرح کہانیوں میں لکھا گیا ہے."

"کیا مطلب؟"

"مطلب صاف ہے ہم اسے کہانیوں میں لکھے گئے طریقے کے تحت ماریں گے."

"اس طریقہ پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے." حجر جل کر بولی

"ضرور... ہر ایک مخلوق کی کوئی نا کوئی کمزوری ہوتی ہے اور اس گیم میں فتح اسے ہی نصیب ہوتی ہے جو دوسروں کی کمزوریوں کو اپنی طاقت بنا لے. ہمیں بھی بس یہی کرنا

ہے.ہائیڈرا کی کمزوری اس کا اصلی سر ہے اور ہمیں اس کے سر کو اس کے دھڑ سے جدا کرنا ہے."

"تمھیں کیا لگتا ہے کہ وہ ہمیں آسانی سے اپنے سر تک پہنچنے دے گا؟ یہ ٹاسک بہت مشکل ہونے والا ہے."

"کوئی بھی ٹاسک مشکل نہیں ہوتا. ہمیں بس ایک سٹریٹیجی اپنانی ہوتی ہے جس کے ذریعے ہم اس مشکل ٹاسک کو آسان بنا لیتے ہیں. رہی بات اس کا سر علیحدہ کرنے کی تو اس کا بھی طریقہ ہے اور طریقہ یہ ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اس کے نو سروں میں سے اصلی سر کو ڈھونڈنا ہے پھر اس سر کو اس کے جسم سے علیحدہ کرنا ہے..."

"جہاں تک میرا خیال ہے کہ اس قسم کے مونسٹر کے اندر چھپکلی کی طرح ریجنریشن کی صلاحیت موجود ہوتی ہے. جس طرح چھپکلی اپنے جسم سے الگ ہونے والے حصوں کو دوبارہ سے گرو کر لیتی ہے اس طرح یہ مونسٹر بھی اپنی کٹی ہوئی گردن کو دوبارہ ریجنریٹ کر لے گا."اس کی بات کاٹ کر حجر نے نقطہ اٹھایا

"میری پوری بات تو سن لو پہلے."

"سنا لو...پہلے تم سنا لو اپنی"حجر جل کر بولی۔

"ہاں تو پہلے ہمیں اس کا سر علیحدہ کرنا ہے. جب اس کا سر علیحدہ ہو گا تو اس کی پاور کم ہو جائے گی اس کی کم پاور کا فائدہ اٹھا کر ہمیں اس کی کٹی ہوئی گردن کو مشعل کے ذریعے داغنا ہے اس سے یہ اپنا کٹا ہوا سر ریجنریٹ نہیں کر پائے گا اور پھر ہمارے ایک آدھ حملے سے اس کا کام تمام ہو جائے گا."

"سہی... مگر ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ اس کا اصلی سر کون سا ہے اور مشعل کیسے جلے گی؟"

"اب سب کچھ میں ہی بتاؤں... خود بھی کچھ سوچ لو" الہان جتانے والے انداز میں بولا

"کس قدر بدلحاظ ہو تم مونسٹر....اب نہ بتانا تم کچھ مجھے....میں خود ہی کوئی نا کوئی ترکیب سوچ لوں گی اور اب میں لیڈ کروں گی اور تم خاموشی سے میری پیروی کرو گے."

"جو حکم... مگر ذرا جلدی کوئی ترکیب سوچو کیونکہ ہائیڈرا جس رفتار سے تباہی مچا رہا ہے لگتا ہے کہ اگلے پندرہ منٹ میں یہ جگہ ملبے کا ڈھیر بن جائے گی اور خود تو یہ باہر نکل جائے مگر ہم ملبے تلے دبے رہ جائیں گے."

"تم چپ کرو گے تو میں کچھ سوچ پاؤں گی نا" حجر کی بات مکمل ہوتے ہی کچھ لمحوں کے لیے ان دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی مگر پیچھے بیک گراؤنڈ میوزک کے طور پر توڑ پھوڑ کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ حجر تو مونسٹر مارنے کا لائحہ عمل سوچنے میں مصروف تھی جبکہ الہان حجر کے متعلق ہی سوچ رہا تھا۔ دو سال پہلے جب اس نے پہلی مرتبہ حجر کو دیکھا تھا تب وہ اس کا نیم رخ ہی دیکھ پایا تھا۔ بلونڈ بالوں اور بھوری آنکھوں والی وہ لڑکی دور سے دیکھنے پر اسے نارویجین ہی لگی تھی مگر آج جب کیس کے سلسلے میں پہلی مرتبہ وہ اس کے روبرو آئی تھی پہلی نظر میں تو وہ اسے پہچان ہی نہیں پایا تھا۔ اس کی کالی آنکھیں اور گاؤن اس کے لیے حیران کن تھی۔ آج وہ اسے کہیں سے بھی نارویے کی نہیں لگی تھی بلکہ آج وہ اسے بہت جانی پہچانی لگی تھی۔ حجر میں اسے اپنے بہت قریبی شخص کی شبیہ نظر آئی تھی اور پھر اس کے ہاتھ پر بنا نشان..... میٹنگ کے دوران ہی وہ اس سے اس کے ملک کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا مگر اس کا سرد اور بیگانہ انداز دیکھ کر وہ اپنا سوال پوچھ نہ سکا۔ وہ چاہتا تو سائمن کے حجر کے متعلق معلومات لے سکتا تھا مگر اپنے ایک سوال کے بدلے میں کیے جانے والے سائمن کے سو سوالوں کے جواب دینے سے گریز کرتے ہوئے اس نے کچھ نہیں پوچھا۔ اچانک سے اس کا نام گیم کے پلیئرز کی لسٹ میں دیکھ کر وہ خود کو اس کا پارٹنر منتخب کرنے سے روک نا پایا۔ اپنی

اصل شناخت چھپا کر گیم میں ملنے والے رینڈم پارٹنر کی حیثیت سے وہ اس سے اس کی ذات کے متعلق سوال کر سکتا تھا. صرف اسی وجہ سے اس نے اسے پارٹنر منتخب کیا تھا مگر لیول کے شروع میں حجر کا انفارمل انداز اسے عجیب لگا تھا. وہ لڑکی اسے ہر ملاقات میں حیران کرتی تھی کبھی اپنی ایکسپرٹیز سے, کبھی اپنے حلیے سے تو کبھی انداز سے. حجر کے متعلق اس کی ساری ازمپشنز ہر دفعہ غلط ثابت ہوتی تھیں.

"اوہیلو... مونسٹر کہاں گئے؟"اس کی طویل خاموشی محسوس کر کے حجر بولی

"کہیں نہیں گیا یہاں ہی ہوں. تم بتاؤ سوچ لی ترکیب؟"

"ہمم"

"بتاؤ پھر... کیسے پتا چلے گا کہ اس خیالی مخلوق کا اصلی سر کون ہے اور مشعل کیسے روشن ہو گی؟ مطلب آگ کہاں سے آئے گی؟"

"شیڈو سے....(وہ کچھ لمحوں کے لیے ٹھہری)ہائیڈرا کا صرف ایک سر اصلی ہے باقی آٹھ سر صرف نظر کا دھوکا ہیں اس لیے ان کا کوئی سایہ نہیں ہو گا جبکہ اس کے اصلی سر اوپیک (جس میں سے روشنی گزر نا پائے) ہے اس لیے اس کی شیڈو بنے گی اور ہم شیڈو کے ذریعے اصلی سر پہچان لیں گے."

"آئیڈیا تو اچھا ہے مگر قابل عمل نہیں ہے کیونکہ شیڈو روشنی کے ٹکرا کر واپس جانے سے بنتی ہے اور اس قدیم طرز کے قلعے میں روشنی کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔"

الہان نے اہم نقطے کی طرف اس کی توجہ دلائی

"روشنی کے لیے سورج ہے نا"

"اس بند ہال میں سورج کو اٹھا کر تم لاؤ گی؟" اس کا انداز مزاق اڑانے والا تھا۔

"میرے خیال سے تم رقعے پر لکھا پیغام بھول رہے ہو۔ رقعے پر لکھا تھا کہ ہمیں اپنی علامات استعمال کر کے ان مخلوقات کا مقابلہ کرنا ہے۔"

"کیا کہنا چاہ رہی ہو تم؟"

"بے وقوف... میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم علامات کا استعمال کر کے سورج کو قلعے کے اندر بلا لیں گے۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا؟ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو؟" وہ شاید واقعی اس کی بات کے معنی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔ یا پھر جان بوجھ کر اس سے اگلوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بھئی مانا کہ گیم اس نے بنائی ہے اور گیم میں دی گئی رڈلز کو حل کرنے کے طریقے اس معلوم ہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ اسے سب کچھ بتائے۔ تھوڑی بہت کوشش تو اسے خود بھی کرنی چاہیے۔

"اف...دیکھو مونسٹر میرے پاس لائر ہے. لائر جانتے ہو کس کا سمبل ہے؟اپالو کا... اپالو کون ہے؟یونانیوں کے مطابق سورج کا دیوتا. لائر کا استعمال کر کے ہم مصنوعی سورج جنریٹ کر سکتے ہیں. سورج کی روشنی سے سایہ بھی بن جائے گا اور سورج کی آگ سے مشعل بھی جل جائے گی."

"آئیڈیا ویسے تمہارا قابل غور ہے۔"

"غور بعد میں کرتے رہنا پہلے جاؤ اور کہیں سے مشعل ڈھونڈ کر لاؤ." حجر نے حکمیہ انداز میں کہا.

"جلدی جاؤ"اسے وہیں کھڑا دیکھ کر حجر ایک بار پھر گویا ہوئی. اب کی بار الہان خاموشی سے چلا گیا جبکہ وہ خود ہائیڈرا کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینے لگی. اس کی نظر میں اب تک وہ دونوں نہیں آئے تھے تبھی وہ اب تک ان کے پیچھے نہیں آیا تھا. حجر وہیں ستون سے لگی کھڑی تھی جب وہ اس کی جانب مڑا. اچانک سے حجر کے ذہن میں نورہ کی کہی ہوئی بات گونجی کہ سوپر نیچرل مخلوقات انسانی گوشت کی خوشبو پہچان لیتی ہیں. اس بات کہ ذہن میں آتے ہی اس کے دل اچھل کر حلق میں آگیا. ستون کی اوٹ میں انکھیں بند کیے کھڑی حجر اپنی جانب بڑھتے ہائیڈرا مونسٹر کے قدموں کی دھمک واضح محسوس کر سکتی تھی. ہائیڈرا پلر سے کچھ فاصلے پر ہی تھا جب الہان دوڑتا ہوا آیا اور حجر کو

گھسیٹ کر ہال کے اس حصے میں لے آیا جو اندھیرے میں ڈوبا تھا. اچانک سے گھسیٹے جانے پر حجر کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی جس کی آواز الہان کے علاوہ ہائیڈرا تک با آسانی پہنچی.

"میں ہوں... مونسٹر" اس کی چیخ سن کر الہان نے اپنا تعارف کروانا ضروری سمجھا.

"میری بات دھیان سے سنو... اس نے تمہاری آواز سن لی ہے اور وہ ادھر ہی آرہا ہے. میں اس کا دھیان بٹانے کی کوشش کرتا ہوں تب تک تم لائر کے ذریعے مصنوعی سورج جنریٹ کرو" اپنی بات کہہ کر وہ مضبوط قدم اٹھاتا ہائیڈرا سے کچھ فاصلے پر جا کھڑا ہوا. اپنے سامنے کسی انسان کو کھڑا دیکھ کر ہائیڈرا کے اندر کے حیوان نے سر اٹھایا اور وہ تیز قدموں کے ساتھ اس کی جانب بڑھنے لگا. ہائیڈرا جب اس کے قریب آیا تو الہان چھلانگیں لگاتا ہال کے دوسرے حصے کی جانب بڑھ گیا. ہائیڈرا دوبارہ اس کے پیچھے جاتا اور وہ پھر سے اسے چکمادے کر نکل جاتا.

"حجر جلدی کرو... میں زیادہ دیر اسے چکما نہیں دے پاؤں گا" حجر جو آرام سے کھڑی ان دونوں کو دیکھنے میں مصروف تھی الہان کی بات سن کر خجل ہوئی. پھر جلدی سے یو شکل کے موسیقی کے آلے کی طرح کا لائر نکال کر بجانے لگی.

"اس کے سٹرنگز کی حرکت سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو گا اور جب یہ ارتعاش ایک مخصوص فریکوئنسی تک پہنچ جائے گا تب مصنوعی سورج بنے گا۔ ہمیں آواز کے فریکوئنسی اور سورج سے نکلنے والی شعاؤں کی فریکوئنسی کے برابر لانا ہے۔" الہان کی ہدایات ساتھ ساتھ جاری تھیں۔ اس کی ہداہت سنتے ہی حجر لائر کی سٹرنگز کو تیزی سے ہلانے لگی۔ آہستہ آہستہ لائر سے نکلنے والی آواز کی فریکوئنسی زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد آخر کار وہ دونوں فریکوئنسیز برابر کرنے میں کامیاب ہوئی اور ہال کے مشرقی حصے سے ایک مصنوعی سورج طلوع ہوا جس کی روشنی سے قلعے کی ہر شہ منور ہو گئی۔ اس تیز روشنی کے باعث ہائیڈرا کا دھیان الہان سے ہٹا تو الہان نے اس کے سائے کو دیکھ کر اس کا اصل سر پہچان لیا۔

"حجر میونر کا استعمال کرو اور دائیں طرف سے چوتھے سر پر وار کرو... جلدی" حجر کو ہدایت دے کر وہ خود زمین پر گری مشعل کی طرف بڑھا۔ اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے حجر نے ہتھوڑے نما شکل کا میونر اٹھایا اور سبک رفتاری سے ہائیڈرا مونسٹر کی جانب بڑھی۔ اپنی پوری طاقت سے اس کے سر پر وار کیا۔ اس وار کے باعث وہ وہ ڈگمگایا۔ اس کو ڈگمگاتے دیکھ کر الہان جلتی ہوئی مشعل ہاتھ میں لیے اس کے قریب آیا اور زمین پر گری اس کی دم پر چڑھنے لگا۔ ٹرنک سے ہوتے ہوئے وہ اس کی کٹی ہوئی

New Era Magazine

گردن کے قریب گیا اور اس کی گردن کو مشعل سے داغنے لگا. تکلیف کے احساس سے ہائیڈرا بلبلایا اور الہان کو نیچے گرانے کے لیے اپنے جسم کو تیزی سے حرکت دینے لگا. وہ اپنی کوشش میں بہت حد تک کامیاب رہا کیونکہ اس کے اچانک ہلنے سے الہان لڑکھڑایا اور اپنا توازن کھو کر نیچے گر گیا.

"حجر اس پر حملہ کرو... ورنہ وہ اپنی طاقت دوبارہ حاصل کر لے گا." خود کو سنبھالنے کے بعد االہان بولا. اس کی بات پر سر ہلا کر حجر ہائیڈرا پر پے در پے وار کرنے لگی. اسی دوران الہان دوبارہ سے اس پر چڑھا اور اس کی کٹی ہوئی گردن کو داغنے لگا. اپنی ہم آہنگی کے باعث وہ دونوں جلد ہی ہائیڈرا مونسٹر کو ڈھیر کرنے میں کامیاب ہوئے. جیسے ہی ہائیڈرا کی پاور ختم ہوئی وہ دونوں واپس سینٹ گیم کے آٹھویں چوکور پر پہنچے.

"کیا آگے بھی اس قسم کی خیالی مخلوقات کا سامنا کرنا پڑے گا؟" اگلے بلاک کی طرف بڑھتے حجر نے سوال کیا.

"ہممم... اس لیول میں اس قسم کی تین مخلوقات ہیں. آخری چوکور تک پہنچنے کے لیے ہمیں ان تینوں کو مارنا ہو گا اور باقی دو مخلوقات ہائیڈرا سے زیادہ طاقتور ہیں." بے دھیانی میں الہان نے اس کے سوال کا جواب دیا.

"تم گیم اوران مخلوقات کے متعلق اتناسب کچھ کیسے جانتے ہو؟" حجر کی بات پر وہ گڑبڑایا۔

"کیا مطلب ہے تمہاری بات کا؟"

"وہی مطلب ہے جسے سمجھ کر بھی تم خود کو نا سمجھ ظاہر کر رہے ہو۔"

"اگر تم اس لیول کے متعلق معلومات کا پوچھ رہی ہو تو سنو میرا ایک آن لائن دوست ہے اسی گیم کے ذریعے ہمارا پہلی مرتبہ ٹکراؤ ہوا تھا۔اس نے تیسرا لیول ایک ہفتہ پہلے کھیلا تھا اور اسی نے مجھے ان بنیادی چیزوں کے متعلق آگاہ کیا ہے۔"

"چلو مان لیا کہ تمہارے دوست نے تمہیں بنیادی چیزوں کے متعلق بتایا تھا مگر ان مخلوقات کے متعلق تم کیسے جانتے ہو؟اب یہ مت کہنا کہ یہ سب بھی دوست نے بتایا تھا کیونکہ جہاں تک میری معلومات ہے ہر پلییئر کو الگ الگ پہیلیاں, مونسٹر ز اور علامات ملتی ہیں..ایسا ہی ہے نا؟"

"خیالی مخلوقات کے متعلق علم؟....یہ سب تو میں نے کورس کی کتابوں میں پڑھا ہے۔"

"کون سا ملک ہے تمہارا؟" اچانک سے حجر نے سوال کیا

"پاکستان" اچانک سے کیے گئے اس کے سوال پر چونکتے ہوئے الہان نے جواب دیا۔

"پاکستان تو اسلامی ملک ہے وہاں کی 95-98 پرسنٹ آبادی مسلمان ہے اور مسلمان ان دیوتاؤں اور مخلوقات پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ ایسے اسلامی ملک میں کورس کی کتابوں میں خیالی مخلوقات کے متعلق لکھا ہو گا۔" حجر نے اس کے جھوٹ کو بڑی آسانی سے پکڑا

"مانا کہ آپ کریمنل سائیکالوجسٹ ہیں بات کی تہہ تک پہنچنا آپ کا کام ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ مجھ جیسے شریف النفس شخص کو کٹہرے میں کھڑا کر کے اس سے پوچھ گچھ کریں۔" اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اس نے اپنی بات کے ذریعے حجر کا دھیان بٹانا چاہا۔

"تمھے کیسے پتا کہ میں کریمنل سائیکالوجسٹ ہوں؟"

"تمہارے اکاؤنٹ میں دی گئی انفارمیشن سے پڑھا ہے اور بھلا کہاں سے پتا لگنا ہے مجھے۔ ویسے تمہاری باتوں سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم بہت شکی مزاج ہو۔"

"میں شکی مزاج نہیں ہوں۔ میں بس ذہن میں آئے سوال کو االفاظ کی شکل دے دیتی ہوں۔" کندھے اچکاتے ہوئے اس نے جواب دیا۔ باتوں کے ساتھ ساتھ وہ راستے میں آئی چھوٹی موٹی رکاوٹوں کا سامنا بھی کرتے جا رہے تھے۔ پندرویں چوکور پر پہنچتے ہی انہیں خطرے کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔ جس بلاک پر وہ کھڑے تھے اس سے تین

بلاک آگے ایک مخلوق ان کے انتظار میں بیٹھی تھی. یہ منظر پچھلے منظر جیسا نہیں تھا کیونکہ اب کی بار نہ کوئی تنگ راستہ سامنے آیا تھا نا ہی کوئی قلعہ....اب کی بات صرف ایک مخلوق تھی جو اٹھارویں سے لے کر چوبیسویں بلاک تک پھیلی تھی. شاید وہ ان سب بلاکس پر قابض تھی اور جب تک وہ اسے مار نا دیتے وہ اگلے بلاکس تک نہیں پہنچ پاتے.

"اس خیالی کل ذی روح کے متعلق کورس کی کتابوں سے لی گئی اپنی معلومات بتائیں تاکہ ہم بھی آپ کے علم سے استفادہ حاصل کر سکیں." شیریں لہجہ اپناتے ہوئے حجر نے طنز کیا.

"کیوں نہیں....میں اس عظیم موقع سے فیض یاب ہونا پسند کروں گا." الہان اس کے طنز کا بُرا منائے بغیر بولا.

"یہ امفیسبانا ہے، دو سروں والی مخلوق. شروع شروع میں اس کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ایک زہریلا دو سروں والا سانپ ہے مگر بعد کی کہانیوں میں دیکھا گیا ہے کہ اس کے پَر ہیں اور اس کے کان گول ہیں اور ان سب خصوصیات کے باعث اسے ڈریگن بھی کہا جاتا ہے." الہان نے اس مخلوق کا تعارف کروایا.

"مجھے تو دیکھنے میں یہ اُڑنے والا سانپ لگ رہا ہے۔" حجر نے امفیسبانا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں اسے مارنا ہے لیکن اس کی کمزوری اور اسے مارنے کا طریقہ تم بتاؤ گی۔"

"جب تمہیں معلوم ہے سارا کچھ تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"مجھے معلوم ہے سارا کچھ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم میرے پر سب کچھ چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہو۔ خود بھی کوشش کرو اگر مجھ جیسے ذہین اور معقول شخص کی جگہ کوئی نا معقول شخص تمہارا پارٹنر ہوتا تب کیا کرتی تم؟"

"جو چیز ہوئی ہی نہیں میں اس کے متعلق سوچ کر میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ ایک اور بات خود کو ذہین نا کہو کیونکہ ذہین لوگ چیٹنگ نہیں کرتے۔"

"میں نے کون سی چیٹنگ کی ہے؟"

"جس طرح پیپر دینے سے پہلے پیپر میں آنے والے سوالات کے متعلق معلوم کر کے ان کے جوابات یاد کرنا چیٹنگ ہے اسی طرح گیم کھیلنے سے پہلے ہی اس کے چیلنجز کے متعلق جان کر ان کے لیے خود کو تیار کر کے آنا بھی چیٹنگ ہے۔"

"یہ کیا منطق ہوئی؟ میں نے کوئی چیٹنگ نہیں کی۔"

"ہر چیٹر یہی کہتا ہے۔" اپنی بات کہہ کر وہ ڈریگن کے قریب جانے لگی۔

"حجر کو...اٹھارویں بلاک پر قدم مت رکھنا کیونکہ وہ اس کا علاقہ ہے اور وہاں اس کی پاور بہت زیادہ ہے۔اٹھارویں بلاک میں جانے سے پہلے ہمیں اپنی پاور ڈبل کرنی ہو نگی۔"الہان نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اٹھارویں چوکور میں قدم رکھ چکی تھی۔جیسے ہی اس نے وہاں قدم رکھا ساکت امفیسبانا کے وجود میں حرکت ہوئی۔اپنی لمبی سی زبان منہ سے نکالتے ہوئے وہ حجر کی طرف بڑھا۔

"ہٹو وہاں سے حجر۔"الہان بھی ان دونوں کی طرف سبک رفتاری سے بڑھا۔الہان کی بات پر حجر اس کی جانب متوجہ ہوئی اور اسی دوران امفیسبانا نے اس کے گرد گھیرا ڈالا۔حجر کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے اس نے اسے فضا میں بلند کیا اور پھر اس زمین پر پٹخا۔اس نے حجر پر آگ برسائی جس سے حجر کا وجود جھلس گیا۔

"حجر....."اس کی تشویش ناک حالت دیکھ کر الہان نے اسے پکارا۔

"ہمم"اس کی جانب سے ہلکی سی آواز آئی۔اس کی بات سن کر الہان نے سکرین پر لکھی اس کی پاور کی جانب دیکھا جو ایک مرتبہ پھر سے سرخ رنگ میں ڈھل چکی تھی۔بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ حجر کو بچانے کی ترکیب سوچنے لگا۔حجر کو بچانا ضروری تھا کیونکہ اگر ٹیم میں سے ایک بندہ بھی مر جائے تو انہیں ڈس کوالیفائے کر دیا جاتا۔لمحے

کی تاخیر کیے بغیر الہان نے اپنی علامات میں سے انکھ نکالا اور اسے حجر کے ماتھے پر رکھا.

آہستہ آہستہ انکھ سے روشنی نکلنے لگی اور اس روشنی سے حجر کے زخم بھرنے لگا. انکھ کی روشنی ختم ہوتے ہی حجر کے سارے زخم بھر گئے.

"ٹھیک ہو اب؟" اسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر الہان نے سوال کیا

"ہمم ٹھیک ہوں پر تم نے مجھے ٹھیک کس طرح کیا؟" اس نے حیرانی سے سوال کیا.

"انکھ سے "

"انکھ سے؟"

"انکھ زندگی کی علامت ہے اور اس کا استعمال کرتے ہوئے میں نے تمہیں ریوائیو دیا ہے."

"یہ اچھا طریقہ ہے پاور دوبارہ حاصل کرنے کا۔"

"طریقہ تو اچھا ہے مگر ایک علامت کو صرف ایک مرتبہ استعمال کیا جا سکتا ہے. اس لیے جو علامات ہم استعمال کر چکے وہ بے کار ہیں اب."

"اس کا مطلب کہ اب ہمارے پاس صرف ایک لائف رہ گئی ہے. تمہارے پاس جو انکھ تھا تم نے مجھے بچانے کے لیے استعمال کر لیا ہے اب میرے والا انکھ رہ گیا ہے اس لیے اب ہمیں اور چوکنا ہو کر کھیلنا ہو گا."

New Era Magazine

"ہمم....اب امفیسبانا کو مارنے کا طریقہ سوچو کیونکہ ہم اسے مارنے میں جتنی تاخیر کریں گے اس کی طاقتیں اتنی ہی زیادہ ہوتی جائیں گی."

"جب اس نے مجھے قید کر رکھا تھا اس دوران میں نے اس کی حرکت و سکنات جانچی تھیں.اس کی کمزوری ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی اور اپنی اس کوشش میں بہت حد تک کامیاب ہو گئی ہوں."

"اچھا...بتاؤ کیا ہے اس کی کمزوری؟"

"اس کی زبان"

"وہ کیسے ؟"

"امفیسبانا ایک سانپ ہے اور چند سپشیز کے علاوہ سب سانپوں کی بصارت بہت کم ہوتی ہے اور اپنے شکار کی کھوج لگانے اور اپنے ماحول کو سینس کرنے کے لیے وہ اپنی زبان کا استعمال کرتے ہیں.ٹنگ فلکنگ tongue flicking ان کی جبلت میں شامل ہے اور اس سب کو دیکھتے ہوئے میرا یہی خیال ہے کہ اس کی طاقت اسکی زبان ہے اور

"Our greatest strength is our bigest weakness

(ہماری سب سے بڑی طاقت ہی ہماری سب سے بڑی کمزوری ہوتی ہے)"

" بالکل ٹھیک کہا تم نے ہمیں بس اس کی طاقت کو اس کی کمزوری اور اپنی طاقت بنانا ہے. "

"ہمیں اس کی زبان علیحدہ کرنی ہے مگر اس سے پہلے ہمیں اپنی پاور اس کے برابر لانی ہو نگیں. اس کے لیے ہم طاقت کا سمبل یعنی سولر کراس استعمال کریں گے. "اس کی بات سنتے ہی الہان نے سولر کراس نکالا اور اسے اپنی ہتھیلی پر رکھا. حجر نے بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے اپنی ہتھیلی اس کے ہاتھ پر دھڑے سولر کراس پر رکھی. سولر کراس سے نکلنے والی روشنی ان کے ہاتھوں کے ذریعے ان کے وجود میں جذب ہو رہی تھی.

اپنی پاورز بڑھانے کے بعد وہ دونوں امفیسبانا کی جانب بڑھے. ان کے اٹھارویں بلاک میں داخل ہوتے ہی امفیسبانا ان کی طرف متوجہ ہوا. الہان نے حجر کی جانب دیکھا تو حجر نے سر ہلایا پھر ان دونوں نے ایک ساتھ امفیسبانا کہ دونوں سروں پر حملہ کیا. بدلے میں اس نے ان دونوں پر آگ برسائی جس سے وہ بمشکل خود کو بچا پائے تھے.

"مونسٹر یہ اس طرح قابو میں نہیں آ رہا... کوئی اور ترکیب سوچو. "اس پر حملہ کرتے ہوئے حجر بولی

New Era Magazine

"ہمارے پاس کوئی ایسی علامت ہے جس کے ذریعے ہم اس کے حرکت کو قابو کر سکیں؟" الہان نے الٹااس سے سوال کیا. سب علامات کی شبیہ ذہن میں لا کر حجران سب کی خصوصیات کے متعلق سوچنے لگی.

"مونسٹر! والکناٹ نکالو... یہ تین تکونوں سے مل کر بنا ہے اور ہم تکون کے ان تین کناروں پر خود کو, امفیسبانا سے جوڑ سکتے ہیں." اس کی بات سن کر الہان نے والکناٹ نکالا اور خود کو, حجر کو اور امفیسبانا کو تکون کے کناروں سے جوڑا. اس سے ان سب کی حرکت ایک دوسرے سے منسلک ہو گئی تھی. اگر ان میں سے ایک بھی بندہ ہلتا تو باقی دو بھی اسی سمت میں حرکت کرتے. تکون بنتے ہی ان دونوں نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلی کا رخ امفیسبانا کی جانب کیا تو ان کی ہتھیلی سے تیر نکلنے لگے جن کی منزل امفیسبانا کے سر تھے. وہ اپنے منہ سے آگ نکال کر ان تیروں کو بھسم کر رہا تھا. کچھ دیر بعد اس نے اپنی جبلت کے باعث اپنی زبان جیسے ہی منہ سے باہر نکالی اس کے منہ سے آگ نکلنا بند ہوئی اور وہ تیر جا کر اس کی زبان میں چھبے. تیر چھبنے پر وہ کراہا مگر وہ دونوں حملہ کرتے رہے.

"حجر اور وبروس سے اس کی زبان پر حملہ کرو." الہان نے اسے ہدایت دی

"اور وبروز سے کیوں؟"

"اوروبروزانفنٹی کا سمبل ہے جس میں ایک سانپ اپنے آپ کو کھاتا ہےاور زندگی کے چکر کو ظاہر کرتا ہے.ہو سکتا ہے اسے استعمال کرنے سے یہ سانپ بھی خود کو کھانے لگے."اس کی وضاحت سن کر حجر نے اوروبروس نکال کر امفیسبانا کے کھلے ہوئے منہ کی طرف اچھالا.اوروبروس جیسے ہی اس کی چمڑی پر لگا امفیسبانا کے دونوں سر ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے.چند منٹوں میں آپس میں لڑنے کے بعد امفیسبانا کے دو سروں نے ایک دوسرے کو ہلاک کر دیا اور ان بلاکس پر سے غائب ہو گیا.اس کے غائب ہوتے ہی وہ دونوں تائیسویں بلاک پر پہنچے.اگلے بلاک کی جانب بڑھتے ہوئے حجر بولی

"ویسے کیا سوچ کر اس گیم کو بنانے والے نے اسے بنایا ہے."

"یہ تعریف تھی یا تنقید؟"

"یہ نا تعریف تھی نا ہی تنقید۔۔۔یہ بس الہان مرتضی کی سوچ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش تھی."

"الہان مرتضی کون؟"الہان نے خود کو اجنبی ظاہر کروانا چاہا.

"زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے.ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ تم اس بندے سے ناواقف ہو۔"

"میں واقعی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔" الہان نے اسے یقین دلانا چاہا۔

"جس گیم کو تم کھیل رہے ہو یہ گیم اس خبطی شخص نے ہی بنائی ہے۔" حجر جل کر بولی۔

اپنے لیے خبطی لقب الہان کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا مگر وہ اس وقت اس سے اختلاف کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

"کیا؟؟ یہ گیم الہان مرتضی نے بنائی ہے؟ مجھے تو لگا تھا کہ باب بیٹس نے بنائی ہے۔" اپنے لہجے میں مصنوعی حیرت لاتے ہوئے الہان بولا

"اب یہ باب بیٹس کون ہے؟"

"باب بیِس ایک بہت مشہور گیم ڈزائنر ہے اس لیے مجھے لگا یہ گیم بھی اس کی ہو گی۔"

"میں نے اس باب نامی شخص کے متعلق کبھی نہیں سنا۔"

"اچھا!!!... تم یہ بتاؤ کہ کیا تم کبھی الہان مرتضی سے ملی ہو؟" الہان نے سوال کیا۔

"ایک مرتبہ ملی ہوں میں اس سے... اب اس ملاقات کے متعلق کوئی سوال مت کرنا۔" حجر نے اسے الہان سے ہوئی اپنی ملاقات کا مقصد بتانے سے گریز کیا کیوں کہ وہ میٹنگ کیس کے سلسلے میں تھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ کیس میں اس کی مداخلت کے متعلق کسی کو معلوم ہو۔ اس کی بات کا الہان نے نہ کوئی جواب دیا اور نہ کوئی مزید

سوال کیا. اب وہ ستائیسویں بلاک پر تھے اور یہاں سے انہیں تیسواں یعنی کہ آخری بلاک بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا.

"ہماری گیم تو ختم ہونے والی ہے پر تیسرا مونسٹر تو آیا ہی نہیں." اٹھائیسویں بلاک پر قدم رکھتے ہوئے حجر بولی. ابھی اس کی بات منہ ہی میں تھی جب اٹھائیسویں بلاک کی طرف بڑھتے اس کے پاؤں بلاک کی بجائے فضا میں تھے. وہ خود کو خلا میں تیرتا ہوا محسوس کر رہی تھی.

"مونسٹر! ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے الہان سے سوال کیا جو اس سے کچھ فاصلے پر اسی کے انداز میں نیچے کی طرف جا رہا تھا.

"اگلی مخلوق سے ملاقات کرنے جا رہے ہیں۔"

"ہم نیچے کی طرف کیوں جا رہے ہیں؟"

"مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟ میں نے یہ گیم بنائی ہے۔۔۔؟ نہیں نا۔۔۔ پھر مجھے یہ سب کیسے معلوم ہو گا." سچ اس کے لبوں پر آ ہی گیا تھا مگر بڑے نامحسوس انداز میں اس نے سچ پر پردہ بھی ڈال دیا.

"اب میں نے ایسا تو نہیں کہا...." حجر کی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب انہیں اپنے قدموں تلے زمین کا احساس ہوا. ارد گرد کا جائزہ لینے پر انہیں معلوم ہے کہ وہ دونوں

قلعے کے بیسمنٹ میں ہیں جس کی چھت بہت اونچی ہے۔ بیسمنٹ میں جگہ جگہ ستون بنائے گئے تھے جو کافی چوڑے تھے اور ان کا فن تعمیر قدیم مصری طرز کا ہی تھا۔ وہ دونوں جائزہ لینے میں مصروف تھے جب انہیں بھاری قدموں کی آواز آئی اور ساتھ ہی زمین میں ارتعاش پیدا ہوا

"زلزلہ آرہا ہے؟" زمین میں پیدا ہونے والا ارتعاش محسوس کر کے حجر نے سوال کیا۔

"نہیں... ہمارا میزبان آرہا ہے۔"

"کبھی سیدھی طرح بھی بات کا جواب دے دیا کرو۔"

"سیدھی طرح ہی تو بتایا ہے۔"

"ستون کی اوٹ میں ہو جاؤ ورنہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی ماری جاؤ گی۔" خود ستون کی اوٹ میں چھپتے ہوئے الہان نے اسے بھی ہدایت دی جس پر اس نے خاموشی سے عمل کیا اور ستون کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ اسی دوران ایک مخلوق دوڑتی ہوئی آئی اور ان کے قریب سے گزر گئی۔ حجر تو اس مخلوق کا سائز دیکھ کر بھونچا گئی کیونکہ اس کا سائز پہلی دو مخلوقت سے بہت زیادہ تھا۔ اس مخلوق کو دیکھ کر حیران تو الہان بھی ہوا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اس مخلوق کے متعلق جانتا نہ ہو۔ وہ اس مخلوق کے متعلق علم رکھتا تھا مگر اس مخلوق کی گیم میں موجودگی سے وہ لاعلم تھا۔ جب اس نے گیم بنائی تھی تو اس مخلوق

کی جگہ اس نے دوسری مخلوق ڈالی تھی شاید اپ ڈیٹ ہونے والے ورژن میں اس کی ٹیم نے اس خیالی مخلوق کا اضافہ کیا تھا. وہ دونوں ستون کی اوٹ میں میں کھڑے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے جب وہ مخلوق ایک مرتبہ پھر دوڑتے ہوئے ان کے قریب سے گزری.

"مونسٹر!! ذرا اس مونسٹر کا تعارف تو کرواؤ" حجر نے بھاگتی ہوئی مخلوق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا.

"یہ کا کٹریس ہے ایک بیسٹ. دو پیروں پر چلنے اور پروں کی مدد سے اڑانے والے اس بیسٹ کا سر روسٹر کی مانند ہے. یہ سب سے زیادہ خطرناک مخلوق ہے کیونکہ یہ اپنی ایک نگاہ سے دوسرے کو موت کے گھات اتار دینے کی صلاحیت رکھتا ہے. اس لیے ہمیں اس کی نظر سے بھی بچ کر رہنا ہے."

"اگر ہم اس کے سامنے نہیں جائیں گے تو پھر اسے ماریں گے کیسے؟"

"جائیں گے اس کے سامنے مگر صرف ایک بندہ جا سکتا ہے."

"کیوں؟"

"ہم نے اس کی نظر سے خود کو بچانا ہے اس لیے ہم پروٹیکشن شیلڈ سے خود کو ڈھانپ کر اس کے سامنے جائیں گے اور یہ پروٹیکشن شیلڈ ہم سمبل آف پروٹیکشن ٹرائے سیپ

کے ذریعے جنریٹ کریں گے چونکہ ٹرائے سیپ ایک ہے اس لیے شیلڈ بھی ایک ہی بنے گی."

"ایسا کرو کہ تم ٹرائے سیپ کے ذریعے خود کو اس کی نظروں سے شیلڈ کر کے سامنے سے اس پر وار کرو اور میں اس کی نظروں سے بچ کر پیچھے سے حملہ کرتی ہوں."

"ٹھیک ہے" حجر کی بات سن کر اس نے ٹرائے سیپ کے ذریعے خود کو اس کی خطرناک نگاہوں سے شیلڈ کیا اور اس پر حملہ کرنے کے لیے بڑھ گیا. کاکٹریس اسے اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ چکا تھا تبھی وہ اسے کچلنے کے لیے اس کی طرف بھاگا. وہ جیسے ہی الہان پر اپنی قدم رکھنے لگا الہان نے اس کے پیر کو زور سے دبوچا اور اس کی ٹانگ پر چڑھنے لگا. خود کو محفوظ مقام پر پہنچانے کے بعد اس نے کاکٹریس پر پے در پے حملہ کرنا شروع کر دیا. اس دوران حجر بھی بھاگتے ہوئے اس کی دم کے ذریعے اس پر چڑھ کر اس پر حملہ کرنے لگی. ان دونوں کے حملوں سے کاکٹریس کو کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا تھا. اپنی ٹانگ پر کسی کی موجودگی محسوس کر کے اس نے اپنی ٹانگ کو جھٹکا دیا اور وہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ الہان اچھل کر کئی میل دور گرا. اس کے ہلنے سے لڑکھڑائی تو حجر بھی تھی مگر وہ جلد ہی خود کو سمبھال گئی تھی.

"مونسٹر!!!....ٹھیک ہو تم؟"اسے بے حس و حرکت اوندھے منہ گرا دیکھ کر حجر بولی.اس کی بات کے جواب میں دوسری جانب خاموشی چھائی رہی.

"مونسٹر!....مونسٹر..."اس کے کئی مرتبہ پکارنے پر جب کوئی جواب نا آیا تو اسے صورت حال کی سنگینی کا اندازہ ہوا. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر وہ کا کٹرایس پر سے نیچے اتری اور الہان کی جانب بڑھی جس کی حالت تشویش ناک تھی.اس کی لائف لائن سرخ رنگ میں ڈھلی دیکھ کر اس نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر انکھ اس کے ماتھے پر رکھا اور اس کے بازو کھینچ کر اسے ستون کی اوٹ میں کرنے لگی کیونکہ کا کٹریس کے قدموں کی دھمک آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھی.اسی دوران الہان انکھ کی مدد سے دوبارہ زندہ ہوا.

"اس کی نظر تو نہیں پڑی تم پر؟"ہوش میں آتے ہی اس نے پہلا سوال کیا.

"ابھی تک تو نہیں پڑی"

"اچھی بات ہے."

"اب کیا کرنا ہے؟"

"میں بھی وہی سوچ رہا ہوں...میری شیلڈ بھی ختم ہو گئی تھی.علامات بھی صرف دو ہی بچی ہیں...سٹار آف ڈیوڈ اور ٹر سکیلین...باقی سب استعمال ہو گئی ہیں.ہمیں جلد از

جلد کچھ ناکچھ سوچنا ہوگا. کوئی ناکوئی طاقت تو ہوگی اس کی بھی جسے ہم اس کی کمزوری بنا سکیں."

"جہاں تک میرا اندازہ ہے اس کی خصوصیت ایک ہی ہے اور وہ ہے اس کا ایک نظر دیکھنے سے دوسرے کو موت کے گھات اتارنا. کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ خود کو دیکھے اور مر جائے."بغیر سوچے سمجھے کہی گئی حجر کی بات سن کر الہان کے ذہن میں جھماکا ہوا.

"ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ خود کو دیکھ کر خود ہی کو مار لے."

"مگر وہ خود کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟"

"شیشے میں"

"پر شیشہ آئے گا کہاں سے؟"

"شیشہ نہیں آسکتا مگر پانی تو آسکتا ہے نا اور پانی میں اپنا رفلیکشن دیکھ کر کاکٹریس خود بخود ہلاک ہو جائے گا."

"پانی کہاں سے آئے گا؟"

"تم بس دیکھتی جاؤ"کہتے ساتھ ہی اس نے ٹرسکیلین نکالا اور ایک بار پھر سے گویا ہوا.

"ٹرسکیلین کا مطلب ہوتا ہے تین... اور یہ عام طور پر متھالوجی کی تین بنیادی سلطنتوں کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے."

"کون سی تین سلطنتیں؟"

"خشکی کی سلطنت، پانی کی اور آسمان کی"

"ان تین سلطنتوں سے ہمارا کیا لینا دینا۔"

"ہم ٹرسکیلین کے ذریعے اپنی سلطنت کو بدل سکتے ہیں... یعنی اس خشکی کو پانی میں تبدیل کر سکتے ہیں۔" اسے وضاحت دینے کے بعد الہان نے ٹرسکیلین نکالا اور ان تین ڈائمنڈ کو گھمایا۔ اس کا چکر مکمل ہوتے ہی ان کی آنکھوں کے سامنے کا منظر بدلا اور انہوں نے خود کو سمندر کے بیچ و بیچ بنے ایک آئی لینڈ پر پایا۔ سفید پانی کی لہروں سے ٹھاٹیں مارتا سمندر دیکھ کر حجر مسحور ہوئی۔

"محترمہ ہم یہاں پکنک پر نہیں آئے کاکٹریس کو مارنے آئے ہیں... اور یہ بات مت بھولو کہ ہم دونوں کے علاوہ یہاں کاکٹریس بھی ہے جو کسی بھی لمحے کہیں سے بھی نازل ہو سکتا ہے۔" الہان نے طنزیہ لہجہ اپناتے ہوئے مستقبل کی منظر کشی کی۔

"بدلحاظ ہونے کے ساتھ ساتھ تم بد اخلاق اور بدزبان بھی ہو... اب یہاں بت بنے کیوں کھڑے ہو؟ جاؤ جا کر چھپنے کے لیے مناسب جگہ تلاش کرو اس سے پہلے کہ تمہارا بچپن دوست دندناتا ہوا آئے" کہتے ساتھ ہی حجر ریت کے ٹیلے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ دونوں اس ٹیلے کی اوٹ میں چھپے کاکٹرایس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

قدموں کی بڑھتی ہوئی آواز کے ساتھ ہی کاکٹر ایس بھی بھاگتا ہوا آیا. وہ آئی لینڈ کے پچھلے حصے کی طرف سے آیا تھا جہاں گھنا جنگل تھا. جنگل ختم ہوتے ہی آگے پانی دیکھ کر اس نے اپنے قدم روکے اور اس کی نظر بے اختیار پانی میں نظر آتے اپنے عکس پر گئی. اس لمحے اس نے اپنی جان کی بازی ہاری اور ان دونوں کے دیکھتے دیکھتے وہ بھسم ہوا اور اس کے باقیات فضا میں بکھر گئے. اس کے غائب ہوتے ہی وہ دونوں بھی سینٹ کے تحت پر واپس آئے. وہ دونوں اب آخری چوکور کے احاطے سے ایک قدم دور کھڑے تھے.

"ہمارا سفر بس یہاں تک ہی تھا مونسٹر۔۔۔ تمہارے ساتھ یہ لیول کھیلنے کا مزہ آیا... مجھے پتا تھا کہ تم میرے پارٹنر اس لیول تک ہی ہو اس کے بعد زندگی کے کسی موڑ پر میرا تم سے ٹکراؤ نہیں ہوگا اور اگر ٹکراؤ ہو بھی گیا تو ہم ایک دوسرے کو پہچان نہیں پائیں گے کیونکہ ہم بس ایک دوسرے کے نام جانتے ہیں بلکہ میں تو تمہارے اصلی نام سے بھی واقف نہیں ہوں. خیر اسی وجہ سے میں نے اس لیول میں تمہارے ساتھ دوستانہ رویہ اپنایا تاکہ ہم کچھ اچھی یادیں جمع کر سکیں. امید ہے کہ ہم اب دوبارہ نہیں ملیں گے مگر جب بھی میں مونسٹر لفظ سنوں گی تم اور تمہارے بچپن کے دوست مجھے ضرور یاد آئیں گے." مسکراتے لہجے میں حجر نے اپنے اختتامی جملے کہے.

"ہم بہت جلد دوبارہ ملیں گے اور میں تمہیں پہچان لوں گا مگر تم مجھے نہیں پہچان پاؤ گی۔"اس کی بات پر حجر حیران ہوئی پھر جتانے والے انداز میں بولی

"تم نے مجھے کوئی ایسی بات بتائی ہی نہیں جس کہ زریعے میں تمہیں پہچان پاؤں۔"

"گیم ختم ہونے کے بعد میں تمہے ایک میسج بھیجوں گا اور جس دن تمہیں اس پیغام کے معنی سمجھ آ گئے تم مجھے پہچان جاؤ گی... تمہیں پہچان کر بھی میں انجان بن جاؤں گا اور تمہاری جانب سے پہل کا منتظر رہوں گا۔"اس کی بات پر حجر نے سر ہلایا اور کچھ کہے بغیر آخری چوکور کے احاطے میں جا کھڑی ہوئی۔الہان نے بھی اس کی تقلید کی۔

راہداری کا بند دروازہ کھلا اور وہاں سے تیز روشنی نکلی۔وہ روشنی اتنی تیز تھی کہ ان کی آنکھیں اسے برداشت نہ کر سکیں اور انہیں مجبوراً آنکھیں بند کرنا پڑیں۔روشنی کی شدت میں کمی محسوس کر کے انہوں نے آنکھیں کھولیں تو منظر کو بدلا ہوا پایا,نا وہاں کوئی قلعہ تھا اور نا ہی کوئی مونسٹر،وہ طلسمائی دنیا کے حصار سے پیچھا چھڑا کر حقیقی دنیا میں لوٹ آئے تھے جہاں مونسٹر تو نہیں تھے مگر انسانوں کا لبادہ اوڑھے بھڑیے ضرور موجود ہیں جو خود پر لگے انسان ہونے کے لیبل سے فائدہ اٹھا کر دوسروں کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔

....

شہر کے بیچ و بیچ بنے علوی ہاؤس پر شام کے سائے نے اپنے پر پھیلائے۔ شام کے اترنے سے اس گھر کے مکینوں کو کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا کیوں کہ گھر میں چمکتی رنگ برنگی روشنیاں شام کے اندھیرے کو ختم کرنے کے لیے کافی تھیں۔ آج اس گھر میں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ آج یہاں تقریب تھی اور یہ تقریب اس گھر کہ چراغ الہان مرتضی کی چوتھی سالگرہ کی تھی۔ چار سالہ الہان بلیک سوٹ پہنے مختلف آدمیوں میں گھرے مرتضی کے پاس آیا

"بابا! بات سنیں" الہان ہی کی طرح کے سوٹ میں ملبوس مرتضی اس کی جانب متوجہ ہوا

"سنائیں" اسے گود میں اٹھاتے ہوئے مرتضی نے جواب دیا

"پہلے آپ مجھے نیچے اتاریں"

"کیوں؟"

"میں چھوٹا بچہ تھوڑی ہوں جو آپ مجھے گود میں اٹھا رہے ہیں۔ میرے سب دوست کیا سوچیں گے کہ اتنا بڑا ہو کر اپنے بابا کی گود چڑھا ہے۔"

"اتنے بڑے تو نہیں ہو آپ۔ ابھی تو بس چار سال کے ہو"

"گڑیا سے تو بڑا ہوں نا اور اگر آپ کا کسی کو گود میں اٹھانے کا دل کر رہا ہے تو گڑیا کو اٹھا لیں وہ کب سے پھپھو کو تنگ کر رہی ہے اور انہیں تیار بھی نہیں ہونے دے رہی ."

"بھئی گڑیا کو اس کے بابا اٹھائیں میں تو اپنے بیٹے کو اٹھاؤں گا ."مرتضیٰ اسے ہنوز گود میں اٹھائے ہوئے تھا.

"بابا مجھے نیچے اتاریں ."اب کی بار مرتضیٰ نے اس کی بات مان کر اسے نیچے اتار دیا تھا. زمین پر پیر جماتے ہی اس نے مرتضیٰ سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہارون کا ہاتھ ہلا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا

"ہارون چچا! گڑیا رو رہی ہے جائیں جا کر اسے چپ کروائیں۔"ہارون کے متوجہ ہونے پر اس نے اپنی بات کہی

"آنیہ کہاں ہے؟"

"پھپھو خود تیار ہو رہی ہیں ."اس کی بات پر ہارون سے سر ہلایا.

"جائیں جا کر اسے چپ کروائیں ."اسے ہنوز وہیں کھڑے دیکھ کر الہان ایک مرتبہ پھر بولا

"جا رہا ہوں... جا رہا ہوں "کہتے ساتھ ہی ہارون وہاں سے چل دیا. الہان بھی اس کے پیچھے قدم بڑھانے لگا پھر کچھ یاد آنے پر ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا

"جو پوچھنے آیا تھا وہ تو پوچھا ہی نہیں"

"بابا!"اس نے ایک مرتبہ پھر مرتضی کو پکارا

"اب کیا ہے؟"

"بڑی مما پوچھ رہی ہیں کہ احتشام چچا کہاں ہیں؟"اس نے ہارون کی ماں فاریہ بیگم کا حوالہ دیا۔عابد صاحب اور فاریہ بیگم دو دن پہلے ہی عمرے سے آئے تھے۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے۔اچھا کیا تم نے یاد کروا دیا جاؤ جا کر اسے اٹھاؤ۔اس نے کہا تھا کہ تقریب کے وقت اسے اٹھا دیا جائے۔"

"بابا!آپ کو پتا تو ہے کہ احتشام چچا کتنی گہری نیند سوتے ہیں مجھ سے نہیں اٹھایا جائے گا نہیں۔"چہرے پر معصومیت لیے الہان نے کہا

"اٹھایا جائے گا...جاؤ شاباش اٹھاؤ اسے"مرتضی نے اسے پچکارا۔

"سارے کام مجھے ہی کرنے پڑتے ہیں۔"ناک چڑھاتے ہوئے الہان نے کہا پھر احتشام کے کمرے کی جانب جانے لگا۔اس کا انداز دیکھ کر مرتضی کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آئی۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا الہان احتشام کے کمرے تک آیا اور دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔دروازے کا ہینڈل اس کے ہاتھ سے کچھ دور تھا تبھی پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے بمشکل ہینڈل گھمایا۔دروازہ کھلتے

ہی اس کی نظر بیڈ پر سوئے احتشام پر پڑی. پڑھائی ختم ہونے کے بعد ہارون اور مرتضی کے بر عکس اس نے بزنس جوائن کرنے کی بجائے جاب کرنے کو ترجیح دی تھی اور پچھلے دو سالوں سے وہ فارن سروس میں جاب کر رہا تھا. اپنی جاب کی وجہ سے اس کا زیادہ وقت ملک سے باہر ہی گزرتا تھا. قریبا چھ مہینے بعد وہ آج صبح واپس آیا تھا. سفر کی تھکن کے باعث وہ اس وقت گہری نیند سو رہا تھا. الہان نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے سے لحاف ہٹایا تو اس کا چہرہ واضح ہوا. گھنی آبرووں کے سائے میں بند آنکھیں اور گہری سانسیں اس کے نیند میں ہونے کا اعلان تھیں. اس کے چہرے کے نقوش مرتضی سے مشابہت رکھتے تھے.

"احتشام چچا!" اس کے بیڈ کے کنارے کھڑے ہو کر الہان اس کا کندھا ہلاتے ہوئے بولا

"احتشام چچا اٹھ جائیں... بڑی مما بلا رہیں ہیں آپ کو" احتشام ہنوز نیند میں تھا.

"احتشام چچا!!!!!" اب کی بار اس نے کندھا زور سے ہلایا.

"ہمم" اس کے کندھا زور سے ہلانے سے احتشام نے بند آنکھوں سمیت اسے جواب دیا اور پھر سے نیند میں چلا گیا. اسے نہ اٹھتے دیکھ کر الہان شوز اتار کر بیڈ پر چڑھا اور اس کے پیٹ پر بیٹھ کر اچھلنے لگا. اس کے اچھلنے سے احتشام کی نیند میں خلل پیدا ہوا.

''نہ کر چیمپین... سونے دے کچھ دیر"

''اٹھ جائیں اب... سب لوگ آ گئے ہیں اور آپ کا پوچھ رہے ہیں."

''اچھا... "اسے جواب دینے کے بعد احتشام نے پھر سے منہ لحاف میں چھپا لیا.

''احتشام چچا... اٹھ جائیں نا... جب تک آپ نہیں آئیں گے میں نے کیک نہیں کاٹنا."

ٹھوری گردن سے لگا کر دونوں ہاتھ پیٹ پر باندھتے ہوئے الہان بولا. یہ اس کا ناراضگی ظاہر کرنے کا انداز تھا. اس کی خاموشی محسوس کر کے احتشام نے لحاف سے منہ باہر نکالا

''ایک تو تمہاری ناراضگیاں ختم نہیں ہوتی "اسے سر جھکائے بیٹھے دیکھ کر احتشام بولا

''کر لو منہ سیدھا. اٹھ گیا ہوں میں "الہان کو اپنے پیٹ سے اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے احتشام بولا. اس کی بات سن کر الہان کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ آئی

''آپ کا بلیک رنگ کا سوٹ واڈروب میں رکھا ہے وہ پہن کر باہر آ جائیں... جلدی آیئے گا. "اسے ہدایت دے کر الہان کمرے سے باہر نکل گیا اب اس کا رخ آنیہ کے کمرے کی جانب تھا.

''کیا ہوا ہے گڑیا کو؟ کیوں رو رہی ہے گڑیا؟ "کھلے دروازے سے ایک سالہ بچی کی رونے کی آواز سن کر اس نے سوال کیا.

New Era Magazine

"گر گئی ہے بیڈ سے" گولڈن رنگ کی فراک میں ملبوس بچی کو چپ کروانے میں مصروف آنیہ نے جواب دیا.

"ہارون چچا کو کہا تھا میں نے کہ گڑیا کو پکڑلیں. کہاں ہیں وہ؟"

"فون سننے گئے ہیں. تم بتاؤ کہ تمہاری مما تیار ہو گئی ہیں؟"

"نہیں...ابھی ہو رہی ہیں تیار مما۔آپ اسے مجھے پکڑا دیں میں اسے باہر لے جاتا ہوں." دونوں ہاتھ بچی کی جانب بڑھاتے ہوئے الھان نے کہا. آنیہ نے بچی کو الھان کو تھمایا تو اس نے زور سے اسے اپنے ساتھ لگالیا. صحت مند جسامت ہونے کے باعث الھان اپنی عمر سے بڑا لگتا تھا اور انداز بھی اس کا اپنی عمر سے بڑے بچوں والا تھا اس کے برعکس حجر کمزور تھی.

"دھیان سے لے کر جانا الھان... مرتضی کو پکڑا دو اور اس کو زمین پر مت بٹھانا اپنے کپڑے گندے کرلے گی."

"اچھا پھپھو" بمشکل اس روتی ہوئی بچی کو سنبھالتے ہوئے الھان باہر نکل گیا اور آنیہ اپنا میک اپ درست کرنے لگی. کچھ ہی لمحے گزرے تھے جب ہارون کمرے میں داخل ہوا

"حجر کہاں گئی ہے؟" اس بچی کی غیر موجودگی محسوس کر کے ہارون بولا

''الہان اسے لے کر باہر گیا ہے."

''کس کا فون تھا؟''آنیہ نے سوال کیا.

''اللہ یار کا فون تھا.اڈریس پوچھ رہا تھا."

''بس بھی کردو کتنا ٹائم لگاؤ گی تیار ہونے میں؟فرح بھابھی بھی ابھی تک تیار نہیں ہوئیں. باہر سب مہمان آئے بیٹھے ہیں اور گھر کی خواتین ہی تیار نہیں ہیں. میری تو سمجھ سے باہر کہ خواتین کو تیار ہونے میں اتنا وقت کیوں لگتا ہے."اسے مسلسل آئینے کے آگے کھڑا دیکھ ہارون بولا

''تیار ہونے ہی کب دیا ہے آپ کی بیٹی نے مجھے... کب سے تو اس کو چپ کروا رہی ہوں خود سے سنبھلی نہیں اور رہی بات مہمانوں کی تو بڑی مما باہر ہیں وہ سمبھال لیں گی سب۔ جائیں آپ باہر اور مجھے سکون سے تیار ہونے دیں."آنیہ تیز لہجے میں بولی

''جا رہا ہوں بھئی..."اس کا غصے بھرا انداز دیکھتے ہوئے ہارون نے باہر جانے میں ہی عافیت جانی.اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی آنیہ بھی تیار ہو کر ہال میں آئی.اس دوران مرتضی کی بیوی فرح اور احتشام بھی آ گئے تھے. گھر کے سب افراد ہال کے بیچ و بیچ رکھی ٹیبل کے گرد جمع تھے. گھر کی سب خواتین گولڈن رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھیں جب کہ سب مرد بلیک سوٹ میں ملبوس تھے. ٹیبل پر رکھے کیک کے

آ گے الہان کھڑا تھا الہان کے دائیں جانب مرتضی اور بائیں جانب اس کی ماں فرح کھڑی تھی. ڈارک براؤن آنکھوں اور تیکھے نقوش والی فرح, خوبرو سے مرتضی کے ساتھ بہت جچتی تھی. الہان نے ڈارک براؤن آنکھیں اپنی ماں سے چرائیں تھیں کیونکہ مرتضی اور باقی گھر والوں کی آنکھیں بلیک تھیں. مرتضی سے کچھ فاصلے پر ہارون کی فیملی کھڑی تھی. حجر کو گود میں اٹھائے کھڑا ہارون اور حجر کی شرارتوں پر کھلکھلاتی آنیہ, یہ منظر زندگی سے بھرپور تھا.

"احتشام میرا خیال ہے کہ تمہارے بغل والی آسامی بھی اب بھر جانی چاہیے." احتشام کو تنہا کھڑے دیکھ کر مرتضی بولا. فاریہ بیگم اور عابد صاحب نے بھی مرتضی کی بات پر تائیدی انداز میں سر ہلایا.

"تم دونوں کو اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ مصروف دیکھ کر میں بھی یہی سوچ رہا ہوں. ہماری جوانی کا دور گزر گیا ہے اب تم دونوں میرے دوست کم اور اپنی اپنی بیویوں کے شوہر زیادہ ہو.... ہائے.... دوست ہوئے پرائے دشمن ہوا زمانہ" احتشام تو جیسے بھرا بیٹھا تھا مرتضی کے ایک جملے پر اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے حال دل سنایا. اس کی بات پر باقی سب کا قہقہ بلند ہوا

New Era Magazine

''فکر نہ کرو بیٹا جلد ہی میں تمہارا ابھی کوئی بندوبست کرتا ہوں." عابد صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے تسلی دی

''آپ کو ہی احساس ہے میرا بڑے بابا باقی سے تو اپنی زندگیوں میں مصروف ہیں۔"

عابد صاحب کے کندھے پر سر ٹکا کر احتشام اپنے نکلی آنسو صاف کرتے ہوا بولا

''ایسی بات نہیں احتشام ہم سب کو احساس ہے کہ ہمارے لڑکے کی عمر نکلی جا رہی ہے اگر ہم نے کچھ سال مزید دیر کی تو پھر کسی نے اپنی لڑکی نہیں دینی." آنیہ نے گفتگو میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا.

''ہارون تمہاری بیوی مجھے انڈر ایسٹمیٹ کر رہی ہے. کبھی فارغ وقت ملے تو میری وجاہت کے قصے سنانا اسے۔"

''کون سے قصے ؟ مجھے تو تمہاری وجاہت کے کوئی قصے یاد نہیں.تمہے یاد ہیں مرتضی ؟"

ہارون نے قہقہے لگاتے مرتضی کو گفتگو میں شامل کیا

''بھئی اس معاملے میں اپنے دوست کے ساتھ ہوں. آنیہ واقعی احتشام کو انڈر ایسٹیمیٹ کر رہی ہے اتنا وجیہہ دوست ہے کہ اگر چند سال کی بجائے پچیس سال بعد بھی ہم اس کے لیے لڑکی ڈھونڈیں تو لوگ بغیر ہچکچائے اسے اپنی لڑکی دے دیں."

”یہ کی نہ بات... مرتضیٰ ہی میرا اصلی دوست ہے اور رہی بات ہارون کی تو اسے تو شروع سے آنیہ کی سائیڈ لینے کی عادت ہے۔"احتشام جل کر بولا۔

”اچھا...ایسی بات ہے تو پھر پچیس سال بعد ہی اس کے لیے لڑکی ڈھونڈ لیں گے۔ کیوں بابا؟"

”کیا!!!مجھے اتنا لمبا انتظار نہیں کرنا۔"

”پچیس سال ہی تو ہیں احتشام...پلک جھپکتے گزر جائیں گے...کر لو انتظار"آنیہ نے اسے مشورہ دیا۔

”مجھے نہیں کرنا اتنا لمبا انتظار... بڑے بابا آپ میرا کوئی نا کوئی بندوبست کریں۔"

احتشام نے ایک مرتبہ پھر سے عابد صاحب سے درخواست کی۔

”کیا زمانہ آگیا ہے لڑکے اپنے منہ سے شادی کی باتیں کر رہے ہیں...توبہ توبہ... ہم نے تو اپنی دفعہ زبان تک نہ ہلائی تھی۔"ہارون کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا۔

”ہارون میرا منہ نہ کھلواؤ.... کوئی اور نہ سہی لیکن میں تمہاری محبت کی داستان سے واقف ہوں۔"شادی کے وقت ہارون نے خود عابد صاحب کے سامنے آنیہ سے پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور شادی کی خواہش ظاہر کی تھی۔احتشام نے وہ گفتگو اتفاقاً سن لی تھی اس لیے اسے سچائی معلوم تھی ورنہ آنیہ سمیت باقی سب کو یہی لگتا تھا کہ ان کی

ارینج میرج ہے۔احتشامنے اس بات کا حوالہ دیا توسب نے مشکوک نگاہوں سے ہارون کو دیکھا

''کون سی محبت ؟"سب سے پہلے آنیہ نے سوال کیا.

''خدا کا نام لو آنیہ... میں اور محبت ؟ ہو ہی نہیں سکتا... یہ احتشام تو یونہی بول رہا ہے. " سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر ہارون نے ہڑ بڑاتے ہوئے جواب دیا

''احتشام تم ذرا فارغ ہو کر مجھ سے ملنا" آنیہ کو جواب دیتے ساتھ ہی ہارون نے احتشام سے کہا

''ضرور "بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے احتشام نے حامی بھری.

''ویسے مرتضی مووی میکر کو تم نے اس طرح بلایا ہے جیسے الھان کا برتھ ڈے نہیں ولیمہ ہو"ہال میں کیمرہ اٹھائے ادھر ادھر گھومتے مووی والے کو دیکھ کر احتشام نے کہا۔

''احتشام مووی میکر کو میں نے اس لیے بلایا ہے تاکہ یادیں کیپچر کر سکوں۔"

وہ سب اسی گفتگو میں مصروف تھے جب ہال کے دروازے سے ایک شخص اندر داخل ہوا. سفید لٹھے کی شلوار قمیض پر مخصوص بلوچی اجرک اوڑھے وہ شخص مرتضی کی جانب بڑھا.اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر وہ سب بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے. مرتضی

اورہارون سے گلے ملنے کے بعد وہ شخص احتشام کی جانب متوجہ ہوا تو مرتضی نے اس کا تعارف کروایا

"یہ احتشام ہے میرا کزن اور بہت اچھا دوست"

"احتشام یہ اللہ یار ہے میری اور ہارون کی بہت اچھی دوستی ہے ان کے ساتھ" احتشام کا تعارف کروالے کے بعد مرتضی نے اس شخص کا تعارف کروایا۔

"تو آپ ہیں اللہ یار۔۔۔آپ کا ذکر کئی مرتبہ سن چکا ہوں مگر کبھی آپ سے ملاقات نہیں ہو پائی۔۔ خیر آپ سے مل کر خوشی ہوئی"

"ذکر تو میں نے بھی آپ کا سن رکھا ہے مگر ملاقات کا شرف آج حاصل ہوا ہے۔"

مخصوص بلوچی لب و لہجے میں اللہ یار نے جواب دیا۔ چند مزید جملوں کے تبادلے کے بعد وہ دونوں الہان کی جانب متوجہ ہوئے جو ہاتھ میں چھری پکڑے آنیہ سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے چیمپین؟" اس کے قریب گھٹنے کے بل بیٹھتے ہوئے احتشام نے سوال کیا۔

"وہ میں آنی سے کہہ رہا تھا کہ گڑیا کو مجھے پکڑا دیں ہم دونوں مل کر کیک کاٹیں گے۔"

"برتھ ڈے آپ کی ہے کیک تو آپ کو کاٹنا چاہیے۔" قریب کھڑے مرتضی نے اسے سمجھانا چاہا

''گڑیا بھی تو میری ہے. میں اس کے ساتھ ہی کیک کاٹوں گا۔"

''لائیں جی دیں الھان کی گڑیا ہمیں" بحث کو طول دینے کی بجائے احتشام نے ہارون سے حجر کو مانگا.

''احتشام میں نے حجر کو تمہارے سپرد کیا ہے. خیال رکھنا اس کا کہیں الھان اسے گرا نہ دے۔"

''میں ان کے پاس ہوں خیال رکھوں گا ان دونوں کا تم بے فکر رہو." احتشام نے بھی اسے یقین دلایا.

''کیا ہو گیا ہارون؟ کیوں اتنا پچی ہو رہے ہیں. دیں حجر الھان کو وہ اپنے سے زیادہ حجر کا خیال رکھتا ہے." آنیہ نے ہارون سے کہا

''مذاق کر رہا ہوں بھئی تم سب سیریس ہی ہو گئے ہو. مجھے بھی الھان پر پورا یقین ہے وہ حجر کا خیال ضرور رکھے گا. پکڑ لو تم اپنی گڑیا کو" ہارون نے مسکراتے ہوئے بچی الھان کو تھمائی.(وہ سب اس بات سے انجان تھے کہ مذاق میں کیے جانے والا جملوں کا تبادلہ مستقبل میں حقیقت بن کر سامنے آئے گا.) حجر کو بازوں میں اٹھائے الھان اب یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ کیک کیسے کاٹے کیونکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس تھام رکھا اور اگر ایک ہاتھ بھی وہ اس پر سے ہٹاتا تو حجر نے گر جانا تھا.

New Era Magazine

"گڑیا کو میں پکڑ لیتی ہوں کیونکہ آپ اسے اٹھا کر کیک نہیں کاٹ پاؤ گے" آنیہ نے اس کی مشکل آسان کی اور حجر کو لے کر الہان کے قریب بیٹھ گئی ہے. حجر کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ کر الہان کیک کاٹنے لگا

"پہلے کینڈلز تو بجھا دو" فرح نے اس کی توجہ کینڈلز کی جانب مبذول کراوئی

"کینڈلز میں بعد میں بجھاؤ گا." اس کی بات کا جواب دے کر تالیاں اور برتھڈے سونگ کی گونج میں الہان نے کیک کاٹا. کیک کا ٹکرا کاٹ کر وہ سب سے پہلے عابد صاحب کی جانب بڑھا اور انہیں کیک کھلانے لگا. وہ سب الہان کی جانب دیکھ رہے تھے جو باری باری سب کو کیک کھلا رہا تھا. کیک پر جلتی ہوئی کینڈلز کی جانب کسی کا دھیان نہیں تھا سوائے ایک سالہ حجر کے. وہ موم بتیوں کے چلتے ہوئے شعلوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی. اس کوشش کے دوران اس کے دائیں ہاتھ کی پشت جل گئی. اس کے رونے کی آواز سن کر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے. الہان سب سے پہلے بھاگتا ہوا آیا اور جلدی سے کینڈلز بجھانے لگا جبکہ آنیہ حجر کو چپ کروانے لگی مگر ہاتھ پر ہونے والی جلن کے باعث وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. فرح نے جلدی سے اس کے ہاتھ پر مرہم لگائی. مرہم لگنے کے

چند لمحے بعد وہ خاموش ہو گئی تھی. حجر کے چپ ہونے پر سب نے سکون کی سانس خارج کی.

"آئم سوری پھپھو" چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر الہان آنیہ کے قریب آ کر بولا. اس کا جھکا سر اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ شرمندہ ہے.

"آپ کیوں سوری کر رہے ہو؟"

"میری وجہ سے حجر کو چوٹ لگ گئی ہے. مجھے کینڈلز پہلے بجھا دینی چاہیے تھیں" نظریں جھکائے اس نے جواز پیش کیا

"ادھر میری طرف دیکھو.." آنیہ کے کہنے پر الہان اس کی جانب دیکھنے لگا.

"آپ کا اس سب میں کوئی قصور نہیں تھا. آپ نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا اس لیے خود کو بلیم مت کرو. جاؤ جا کر اپنے سکول کے دوستوں کو کیک کھلاؤ." آنیہ نے اس کا دھیان ہٹانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ بہت حد تک کامیاب ہوئی تھی کیونکہ الہان سب کچھ بھول بھال کر اپنے دوستوں کو کیک کھلانے میں مصروف ہو گیا تھا. آنیہ اس کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی جب فرح نے سوال کیا

"کیا سوچ رہی ہو آنیہ"

''سوچ رہی تھی کہ بچے کتنے معصوم ہوتے ہیں نہ یہ دکھاوا کرتے ہیں اور نہ ہی دل میں بغض رکھتے ہیں. اگر کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو فوراً اس کی تعریف کر دیتے ہیں اور اگر کوئی چیز بری لگتی ہے تو اس کا اظہار کرنے سے پہلے انہیں سوچنا نہیں پڑتا."

''سہی کہہ رہی ہو تم" فرح نے اس کی بات کی تائید کی.

''آنیہ!" ہارون کی پکار پر وہ ہارون کے قریب گئی.

''لو آگئی ہیں تمہاری بھابھی خود ہی کہہ لو انہیں" اسے قریب آتا دیکھ کر ہارون اللہ یار سے بولا. احتشام اور مرتضی بھی وہاں ہی کھڑے تھے.

''کیا کہنا ہے؟"

''دعوت دے رہا ہے ہمیں اپنے گھر آنے کی" مرتضی بولا

''بھابھی اگلی اتوار آپ نے میرے غریب خانے کو رونق بخشنی ہے فرح بھابھی آپ بھی سن لیں. کئی بار میں ان دونوں کو کہہ چکا ہوں مگر یہ دونوں ہر مرتبہ ٹال جاتے ہیں اس لیے اس دفعہ میں نے سوچا ہے کہ ڈائریکٹ ہائی کمانڈ سے بات کی جائے پھر دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں آتے."

''بھائی صاحب دعوت کی کیا ضرورت ہے اس تکلف کو رہنے دیں." آنیہ نے سلیقے سے انکار کیا.

''ضرورت ہے تبھی تو بلا رہا ہوں آپ کو۔اسی بہانے آپ میری فیملی سے بھی مل لیں گی۔اب کی بار میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔اس اتوار آپ سب نے لازمی آنا ہے گو اور اور احتشام آپ نے بھی آنا ہے۔"اس کی بات پر آنیہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر ہارون اس کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا

''ٹھیک ہے یار...اس دفعہ ہم سب ضرور آئیں گے۔"ہارون کی بات پر آنیہ اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گئی۔

''میں معذرت کرتا ہوں اللہ یار صاحب۔میں نہیں آ پاؤں گا کیونکہ اگلی اتوار میری واپسی کی فلائٹ ہے۔"

''ہم ہفتے کا کوئی اور دن رکھ لیتے ہیں"اللہ یار نے تجویز پیش کی

''نہیں نہیں...آپ میری وجہ سے اپنا پروگرام خراب مت کریں۔میں پھر کبھی آ جاؤں گا۔"

''جیسے آپ کی مرضی"

''پھپھو!!!یہ دیکھیں گڑیا چل رہی ہے۔"الہان نے بلند آواز میں آنیہ کو پکارا اور اسے حجر کی جانب متوجہ کیا جو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی۔ابھی وہ بمشکل تین چار قدم ہی اٹھا پائی تھی جب توزان خراب ہونے کے باعث گر پڑی۔اس کے گرتے الہان نے

اس کے پہلا قدم اٹھانے کی خوشی میں تالیاں بجانا شروع کر دیں. اس کی دیکھا دیکھی میں ہال میں موجود سب افراد نے تالیاں بجائیں. سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر حجر گرنے کا درد بھول کر خود بھی کھلکھلاتے ہوئے تالیاں بجانے لگی. آنیہ نے آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھایا مگر اس کے کپڑوں کی حالت دیکھ کر اس کا دل کیا کہ اپنا سر دیوار میں مار لے. کرالنگ کرنے کے باعث اس کے ہاتھ اور کپڑے گندے ہو گئے تھے اور رہی سہی کسر ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ نے پوری کر دی تھی.

"میں اس کے کپڑے چینج کر دیتی ہوں." کہتے ساتھ ہی فرح حجر کو لے کر کمرے میں چلی گئی

"شکریہ بھابھی" آنیہ نے پیچھے سے ہانک لگائی. اسی دوران کیمرہ مین آیا اور ان سب کو تصویریں بنوانے کی پیشکش کی. آنیہ کے دائیں جانب مرتضیٰ اور بائیں جانب ہارون کھڑا ہو گیا مرتضیٰ کے ساتھ احتشام کھڑا تھا. کیمرہ مین تصویر اتارنے ہی والا تھا جب ہارون نے اللہ یار کو بھی تصویر میں شامل ہونے کی دعوت دی اور وہ بلا تکلف ہارون کے ساتھ کھڑا ہو گیا. یہ تصویر ان سب کی یادگار تصویر تھی. ہنستے مسکراتے چہرے اور خوشی کے احساس سے چمکتی آنکھیں ان سب کی مطمئن زندگیوں کا ثبوت تھیں. ان

سب کے بر عکس وہاں ایک چہرہ ایسا بھی تھا جسے ان کی یہ خوشی کھٹک رہی تھی. اس کی آنکھیں خوشی کے احساس سے عاری تھیں.

....

بوڑھے رنگ کا لحاف اوڑھے آنکھیں بند کیے لیٹی حجر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی. اس مسکراہٹ کی وجہ وہ لمس تھا جسے وہ اپنے بالوں میں حرکت کرتا ہوا محسوس کر رہی تھی. بالوں میں حرکت کرتی انگلیوں کا لمس اسے سکون بخش رہا تھا.

"آپ کب آئیں؟" بغیر آنکھیں کھولے اس نے سوال کیا

"ابھی ابھی آئی ہوں. تم سے ملنے کا دل کر رہا تھا." اس کے بال سہلاتے ہوئے مور نے جواب کیا.

"دروازے کا لاک یاد تھا آپ کو؟" جب اس نے نیا گھر لیا تھا تب اس نے دروازے کا لاک مور کو بتا دیا تھا تا کہ اس کی غیر موجودگی میں انہیں آنے جانے میں کوئی مسئلہ نہ ہو.

"ہمم" مور کا جواب سن کر وہ اسی انداز میں لیٹی رہی.

"کب تک ایسے لیٹے رہنے کا ارادہ ہے؟" اسے یونہی لیٹا دیکھ کر مور نے انگلیوں کی حرکت روک کر اس سے سوال کیا.

"ابھی اٹھ جاتی ہوں آپ بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہیں بہت عرصے بعد یہ سکون میسر آیا ہے۔ کنڈن گارٹن سے لے کر ہائی سکول تک آپ کے پوروں کی نرماہٹ مجھے صبح بیدار کرتی تھی مگر امریکہ کی یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے بعد میں آپ سے دور چلی گئی اور آپ کے پوروں کی نرماہٹ کی جگہ چیختی چنگھاڑتی الارم کی آواز نے لے لی۔ شروع شروع میں آپ کے اس انداز کو میں بہت مس کیا کرتی تھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں اس سب کہ عادی تو ہو گئی ہوں مگر اس دوران زندگی بڑی بے رنگ سی ہو گئی ہے۔ اپنے کریئر کے پیچھے بھاگتے بھاگتے میں اپنے اصل سے بہت دور ہو گئی ہوں۔ شاید اسی وجہ سے میں ہر وقت بے چینی اور بے سکونی محسوس کرتی ہوں۔" اپنے احساسات کو الفاظ میں ڈھالتے ہوئے وہ جذب سے بولی۔

"تم ہر چیز کو سر پر سوار کر لیتی ہو اسی لیے تم بے چین رہتی ہو۔ تم نے اپنا سوشل سرکل بہت محدود کر لیا ہے باہر جایا کرو, لوگوں سے ملو اور کسی ڈیسنٹ سے بندے سے شادی کر لو۔"

"آ گئی ہیں آپ اپنے پسندیدہ موضوع پر واپس... ہر مسئلے کا حل شادی نہیں ہوتا۔"

"ہر مسئلے کا حل شادی نہیں ہوتا مگر تمہارے مسئلے کا حل شادی ہی ہے۔ کر لو شادی زندگی تمہیں خوبصورت لگنے لگے گی۔"

''مجھے نہیں کرنی ابھی شادی"

''تو پھر کب کرنی ہے؟"

''کرلوں گی .اس ٹاپک کو بند کریں. "چہرے پر بیزاری لیے اس نے جواب دیا.

''شادی کے ٹاپک سے تمہارا یہ گریز میری سمجھ سے باہر ہے. کیوں تم شادی سے اس قدر خائف ہو؟"

''میں شادی سے خائف نہیں ہوں. میں شادی سے پہلے اپنے کچھ معاملات نمٹانا چاہتی ہوں."

''اور یقیناً وہ معاملات تمہاری اصلی پہچان کے متعلق ہیں. حجر تم اپنے ماں باپ کو شادی کے بعد بھی تلاش کر سکتی ہو."

''کر سکتی ہوں, میں انہیں بعد میں بھی تلاش, مگر میری خواہش ہے کہ میں انہیں پہلے تلاش کروں."

''اس معاملے میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتی مگر ایک بات کان کھول کر سن لو میری... چھ ماہ کے اندر اندر کسی اچھے سے شخص کا انتخاب کرو اور اس سے شادی کر لو... ورنہ میں نے اپنی مرضی سے تمہاری شادی فکس کر دینی ہے."ان کی دھمکی سن کر حجر کے چہرے پر مسکراہٹ آئی.

"مور میں دس کی نہیں ستائس سال کی ہوں. آپ کی ان دھمکیوں کا مجھ پر اب کوئی اثر نہیں ہونے والا."

"میں دھمکی نہیں دے رہی. میں اب واقعی میں تمہاری شادی اپنی پسند سے کر دوں گی. چھ مہینے کا ٹائم ہے تمہارے پاس کسی اچھے سے شخص کا انتخاب کر لو."

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر..." سر جھکا کر حجر نے مودب انداز میں کہا. اس کا انداز دیکھ کر مور مسکرائیں.

"چلو اٹھ جاؤ اب... صبح کے بارہ بج رہے ہیں."

"اٹھ جاتی ہوں کچھ دیر میں مور.... رات بہت دیر سے سوئی تھی."

"رات کو کیوں دیر سے سوئی تھی؟"

"وہ کل میں دبئی گئی تھی اور واپسی کی فلائٹ ڈیلے ہونے کے باعث رات تین بجے گھر آئی تھی." اس کی بات کے جواب میں مور خاموش رہیں. ان کی خاموشی محسوس کر کے حجر جان گئی تھی کہ وہ اس کے بتائے بغیر جانے پر ہرٹ ہوئی ہیں.

"دبئی جانے کا فیصلہ میں نے بہت جلدی میں کیا تھا اس لیے آپ کو اطلاع نہ دے پائی. اس بار معاف کر دیں مور آئندہ جہاں بھی جاؤں گی آپ کو بتا کر بلکہ آپ سے اجازت لے کر جاؤں گی." ان کو گلے لگاتے ہوئے حجر نے معافی مانگی.

''ہر دفعہ غلطی کرنے کے بعد تم یہی کہتی ہو کہ اس دفعہ معاف کر دیں آئندہ نہیں کروں گی."

''صرف کہتی نہیں ہوں میں دوبارہ وہ غلطی کرنے سے گریز بھی کرتی ہوں."

''دیکھ لیتے ہیں اس دفعہ آپ اپنی بات پر پورا اترتی ہیں یا نہیں."ان کی بات پر مسکراہٹ اچھالتے ہوئے حجر بستر سے اتر کر فریش ہونے چلی گئی. کچھ لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو مور کمرے میں نہیں تھیں. سلوٹوں سے پاک بستر پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بلونڈ بالوں کو ہائی ٹیل میں باندھتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی. جیسے ہی اس نے کچن میں قدم رکھا اس کی نگاہ مور پر پڑی جو اس کے لیے ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں.

''مور... یہ کیا آپ کاموں میں لگی ہیں؟ ہٹیں آپ میں خود اپنے لیے ناشتہ بنا لوں"

''کیا میں تمہارے لیے ناشتہ نہیں بنا سکتی؟"

''بنا سکتی ہیں مگر آپ اتنے عرصے بعد میرے گھر آئی ہیں اور آتے ہی کاموں میں لگ گئی ہیں. آپ کو کام کرتے دیکھ کر مجھے اچھا نہیں لگ رہا اسلیے آپ یہ سب چھوڑیں اور وہاں آرام سے بیٹھ جائیں."کچن ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حجر نے جواب دیا.

''میں مہمان تھوڑی ہوں جو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی رہوں. میری بیٹی کا گھر ہے اور اگر میں نے اس کے چند کام سنوار دیے تو اس میں برائی کیا ہے."

''کوئی برائی نہیں ہے. آپ چلیں جا کر بیٹھیں اور مجھے بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں. کیا کھانا پسند کریں گی آپ؟"ان کے دونوں کندھوں پر پیچھے کی طرف سے دباؤ ڈالتے ہوئے وہ انہیں کچن ٹیبل کی جانب لے گئی.

''میری خدمتیں بعد میں کرتی رہنا پہلے خود کچھ کھالو. کب سے خالی پیٹ بیٹھی ہو اور یقیناً رات فلائٹ کے دوران بھی تم نے کچھ نہیں کھایا ہو گا."مور جانتی تھی کہ وہ فلائٹ کے دوران کچھ نہیں کھاتی اس لیے انہیں اس کے ناشتے کی فکر لگی تھی. ان کی بات کے جواب میں حجر نے ایک محبت بھری نگاہ ان پر ڈالی اور ان کے کہنے کے باوجود بھی اپنے ناشتے کے ساتھ ان کے لیے سمودی بنالائی.

''تمہارے بالوں کا والیم اتنا کم کیوں ہو گیا ہے؟"ہائی ٹیل میں بندھے اس کے بال دیکھ کر مور بولیں.

''چند مہینے سے میرے بال بہت گرنے لگے ہیں اس لیے والیم کم ہو رہا ہے."ناشتے سے انصاف کرتے ہوئے اس نے جواب دیا.

”ہزار دفعہ تمہیں کہا ہے کہ ہیٹ پہننا چھوڑ دو مگر تم بھی بالکل اپنے فار پر گئی ہو مجال ہے جو کبھی میری بات پر کان دھرے ہوں۔ مسلسل ہیٹ پہننے سے سر میں خون کی گردش کم ہو جاتی ہے۔ خون کی سرکولیشن نا ہونے کے باعث دماغ کے سیلز تک ان کی خوراک نہیں پہنچتی اس کے نتیجے میں وہ مر جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہیر فال شروع ہو جاتا ہے۔ بچپن سے تمہیں سمجھاتی آئی ہوں کہ ہیٹ پہننے والے شوق کو قابو میں رکھو مگر تم کہاں سنتی ہو میری۔ عام لڑکیوں جیسا کوئی شوق نہیں تمہارا, نا میک اپ کا شوق ہے نہ کپڑوں کا۔ شوق ہے تو بس ہیٹ پہننے کا۔ تم اور تمہارے شوق میری سمجھ سے باہر ہیں۔ کتنا عرصہ ہو گیا ہے تمہیں بالوں کا یہی سٹائل اپنائے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے اپنی پڑھائی ختم کرنے کے بعد جب تم واپس آئی تھی تب تمہارا یہ ہیر سٹائل تھا اور تب سے اب تک تم یہی سٹائل اپنائے ہوئے ہو۔ میں تمہارا یہ لک دیکھ دیکھ کر تھک چکی ہوں اس لیے تم آج ہی میرے ساتھ ہیر سلون جا رہی ہو۔" مورکا وقفے وقفے سے ڈانٹنا اس کے لیے نیا نہیں تھا۔ وہ بچپن سے ڈانٹ کے اس سیشن کی عادی تھی تبھی پر سکون انداز میں سر جھکائے ناشتے سے انصاف کرنے میں مصروف رہی۔

”اچھا چلی جاؤں گی میں آپ کے ساتھ۔ آپ یہ بتائیں کے فار کیسے ہیں؟ آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئے وہ؟" حجر نے ان کا دھیان بٹایا

"ٹھیک ہیں ایرک۔۔۔انہی کے ساتھ آئی تھی صبح"

"باہر سے کیوں چلے گئے فار؟ مجھ سے ملے بھی نہیں"

"آفس سے دیر ہو رہی تھی انہیں اس لیے نہیں آئے. شام میں آئیں گے تو مل لینا تم"

"اچھا" ٹیبل سے برتن اٹھاتے ہوئے اس نے جواب دیا.

"دبئی کا سفر کیسا رہا؟"

"ٹھیک تھا" بے تاثر لہجے میں اس نے جواب دیا

"لگتا ہے کہ کچھ خاص معلومات نہیں ملی تمہیں وہاں سے"

"ہمم....ایسا ہی ہے. دبئی جاتے وقت میں جتنی پرجوش اور پرامید تھی واپسی پر اتنی ہی افسردہ اور ناامید تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ کوئی نہ کوئی سرا تو مل ہی جائے گا مگر گزرے سالوں میں دبئی کا نقشہ مکمل طور پر بدل چکا ہے. اس سلسلے میں سلمان انکل سے بھی ملی تھی." اس کے لہجے میں امید کا کانچ ٹوٹنے سے پیدا ہونے والی چبھن واضح محسوس کی جا سکتی تھی.

"ایرک کو فون آیا تھا سلمان کا تم سے ملاقات کا ذکر کیا تھا اس نے. تم فکر نا کرو کوئی نا کوئی سراغ مل جائے گا تمہیں." مور نے اسے تسلی دی. یونہی باتوں کے دوران وقت

New Era Magazine

گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوا. وہ دونوں شام کا کھانا بنانے میں مصروف تھیں جب دروازہ ناک ہوا.

"میں دیکھتی ہوں مور" کہتے ساتھ ہی حجر دروازے کی جانب بڑھی. دروازہ کھولتے ہی اس کی نظر فارک کے مسکراتے چہرے پر پڑی.

"کیسا ہے میرا بچہ؟'اندر کی جانب بڑھتے ہوئے فار نے سوال کیا.

"بالکل ٹھیک. آپ کیسے ہیں؟"

"دیکھنے میں کیسا لگ رہا ہوں؟"

"ہمیشہ کی طرح ہینڈ سم" حجر کی بات پر ایک پائیر کا قہقہ بلند ہوا. ان دونوں کی ہنسی کی آوازیں سن کر مور بھی کچن سے باہر آئیں

"کس بات پر اتنے قہقے لگائے جا رہے ہیں؟" مور نے سوال کیا

"آپ سن کر جیلس ہو نگی." فار نے جواب دیا

"ایسی کون سی بات ہے؟" مور سوچنے لگیں

"کوئی بات نہیں ہے مور. فار بس آپ کو تنگ کر رہے ہیں." حجر نے مور کو تسلی دی

"آج آپ جلدی کیوں آ گئے ہیں؟" لاؤنج کی گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے مور نے سوال کیا۔

''غلطی ہو گئی جلدی آ کر.....اگر آپ کہتی ہیں تو واپس چلا جاؤں؟"فارجل کر بولے۔

''اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا."

''آئیں فار بیٹھیں...میں کھانا لگاتی ہوں."لاؤنج کے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حجر نے کہا

''نہیں بیٹا ابھی کھانا رہنے دو.....پہلے کچھ دیر میرے ساتھ راز و نیاز کر لو...کھانا بعد میں کھائیں گے."

''بات تو مجھے بھی آپ سے کرنی ہے."حجر بولی.مور بھی ان کے قریب آ بیٹھیں.

''کون سی بات؟"

''میں نے نیا کیس لیا ہے."

''تم نے تو کہا تھا کہ تم پہلے اپنے ذاتی معاملات نمٹاؤ گی.اب اچانک سے کیس کیسے لے لیا؟"مور نے سوال کیا

''سوچا تو میں نے بھی یہی تھا کہ اب اپنے معاملات نمٹا کر لوں گی کیس..۔مگر کیس کی فائل دیکھ کر میں انکار نہ کر پائی.سائمن نے مجھے اس کیس کی فائل دی تھی اسی کے اصرار پر میں نے فائل سٹڈی کی تھی."

"سائمن کا کیس سے کیا تعلق ہے؟" فارنے سوال کیا

"سائمن کا اس کیس سے ڈائریکٹ کوئی تعلق نہیں ہے. اس کے باس نے سائمن کے توسط مجھے اس کیس کے لیے ہائیر کیا ہے. کل دبئی میں سائمن کے باس سے کیس کے سلسلے میں ملاقات ہوئی تھی میری"

"کس قسم کا کیس ہے؟"

"سائمن نے تو کہا تھا کہ چائلڈ ٹریفکنگ کا کیس ہے مگر فائل دیکھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ یہ چائلڈ ٹریفکنگ کا نہیں سیریل کلنگ کا ہے."

"کس ملک میں کیس کی پروسیڈ نگ ہو گی؟"

"پاکستان" ایک لفظی جواب دینے کے بعد حجر نے جانچتی نگاہ مور اور فار کے چہرے پر ڈالی. وہ پاکستان کے نام ان کے تاثرات جانچنا چاہتی تھی. مور کے چہرے سے تو ظاہر تھا کہ وہ پاکستان اور وہاں کے حالات سے مکمل ناواقفیت رکھتی ہیں مگر پاکستان کے نام پر فار کے چہرے پر تشویس ابھری.

"کہاں ہے یہ ملک؟" مور پاکستان کے نام سے واقف نہیں تھیں اس لیے انہوں نے سوال کیا.

"ایشیاء میں ہے." مور کو جواب دے حجر فار کی جانب متوجہ ہوئی

New Era Magazine

"فار... کون سی بات آپ کو پریشان کر رہی ہے؟"

"بیٹا..... آپ کا پاکستان جانا مجھے پریشان کر رہا کیونکہ وہاں کے حالات سٹیبل نہیں ہیں. پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے بہت سے واقعات میں نے سن رکھے ہیں."

"آپ پریشان نہ ہوں فار... میں اپنی حفاظت کر سکتی ہوں اور ویسے بھی مجھے وہاں مکمل سکیورٹی دی جائے."

"اس کیس میں انوالو ہونے کی ضرورت نہیں حجر... میں تمہے ایسے کسی ملک جانے کی اجازت نہیں دوں گی." پاکستان کے حالات کے متعلق سن کر مور نے صاف انکار کیا. ان کی بات سن کر حجر نے بے چارگی سے فار کی جانب دیکھ کیونکہ فار ہی وہ واحد انسان تھے جو مور کو سمجھا سکتے تھے.

"حجر! ایسی کون سی بات ہے اس کیس میں جس نے آپ کو اس کیس میں انوالو ہونے پر مجبور کر دیا ہے؟" دونوں کہنیاں گھٹنوں پر ٹکاتے ہوئے فار نے سوال کیا. فار کا سوال سن کر حجر کو شدت سے احساس ہوا کہ فار سے بات چھپانا اس کی بس کی بات نہیں ہے. وہ اس کے اصلی باپ نہیں تھے مگر اس کے باوجود بھی وہ اس کا ذہن پڑھ لیتے تھے. ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے حجر خاموشی سے ریسرچ لیب کی طرف

New Era Magazine

بڑھی. کچھ لمحوں بعد وہ ہاتھ میں سائمن کی دی فائل تھامے واپس آئی. فائل فار کو دینے کے بعد وہ مور سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے بولی.

''ایک نظر اس فائل کو دیکھنے کے بعد آپ جان جائیں گے کی میں یہ کیس کیوں لے رہی ہوں.'' ایک نظر حجر پر ڈالنے کے بعد فار نے فائل کے صفحے پلٹنا شروع کیے. ایک صفحے پہ آ کر ان کے ہاتھ تھمے اور آنکھوں میں حیرانی در آئی

''ایسا کیسے ہو سکتا حجر؟'' حیرانی سے اس مرے ہوئے باز کی تصویر دیکھتے ہوئے فار بولے

''میں خود نہیں جانتی فار۔۔۔اتنے سال میں اس نشان کو تلاش کرتی ہوں مگر کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور اب جب میں ناامید ہو چکی ہوں تب یہ باز کا نشان پھر سے سامنے آگیا ہے.''

''یہ اتفاق بھی تو ہو سکتا ہے.'' فار نے اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھانا چاہا

''یہ اتفاق نہیں ہے فار کیونکہ ہر وہ جگہ جہاں سے بچہ اغواہ ہوا ہے وہاں یہ نشان ملا ہے.''

''ہو سکتا ہے کہ یہ شخص کوئی اور ہو.... کیونکہ اس واقع کو سالوں بیت چکے ہیں۔'' فار ابھی بھی کشمکش کا شکار تھے.

New Era Magazine

''آپ کی بات سہی ہے مگر صرف ایک شبہ کے باعث ہم اس حقیقت سے نظریں نہیں چرا سکتے. صرف اس نشان کی وجہ سے میں اس کیس میں انوالو ہو رہی ہوں. ''حجر رسانیت سے بولی

''میں آپ کو روکوں گا نہیں.... صرف نصیحت کروں گا کہ اپنا خیال رکھنا. ''

''شکریہ فار...آپ بہت اچھے ہیں'' فار سے اجازت ملتے ہی حجر چہک کر بولی.

''باپ بیٹی مل کر فیصلہ کر لیتے ہیں. میری بات کی ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں'' ان کے منع کرنے کے باوجود بھی جب فار نے حجر کو اجازت دی تو مور جل کر بولیں.

''آپ کی بات سب سے اہم ہے مور'' حجر انہیں گلے لگاتے ہوئے بولی

''اگر میری بات اتنی ہی اہم ہوتی تو میرے منع کرنے سے تم یہ کیس لینے سے باز آجاتی. ''

''حجر جاؤ بیٹا...آپ کھانا لگاؤ میں آپ کی مور کو سمجھا لوں گا. '' فار کی بات پر حجر خاموشی سے کچن میں آگئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب فار مور کو خود ہی ہینڈل کر لیں گے. کھانے کے دوران ان تینوں میں اس موضوع پر دوبارہ بات نہیں ہوئی تھی. کچھ دیر بیٹھنے کے بعد مور اور فار واپس چلے گئے جبکہ حجر چیزیں سمیٹنے لگی. اس کام سے فارغ

New Era Magazine

ہو کر حجر نے اپنے ٹریولنگ بیگ سے الھان کا دیا ہوا کارڈ نکالا اور کارڈ پر لکھے نمبر پر اپنے پاکستان آنے کے متعلق میسج بھیجا۔

....

دیوسائی ریسٹ ہاؤس میں وہ صبح معمول کے مطابق اتری تھی۔ جاگنگ اور ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد احتشام لان میں بیٹھے اپنے حال اور ماضی کا موازنہ کرنے میں مصروف تھے۔ ان کے وجود پر ایک عجب سی افسردگی چھائی تھی۔ ماضی میں گزرے وہ ہستے مسکراتے دن انہیں بعض اوقات بڑی شدت سے یاد آتے تھے۔ ان کے والدین کا انتقال ان کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا مگر عابد اور عادل صاحب نے انہیں کبھی ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ ہارون، مرتضیٰ اور آنیہ ان کے لیے بہن بھائیوں سے بڑھ کر تھے۔ ایک چھت کے نیچے سارا بچپن انہوں نے اکٹھا گزرا تھا۔ کھیل کود کا وہ دور کب گزرا انہیں احساس ہی نہ ہوا۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ان سب کی دوستی اور گہری ہو گئی تھی۔ دن بھر کی مصروفیت کے بعد وہ سب جب شام کی چائے پر اکٹھے ہوتے تو گھر کے در و دیوار ان کے قہقہوں سے گونج اٹھتے۔ علوی ہاؤس کا ایک ایک فرد انہیں جان سے زیادہ عزیز تھا اور اللہ نے ان کی عزیز چیز ان سے دور کر کے انہیں آزمایا تھا۔ ان کے بچپن سے لے کر جوانی تک کے ساتھی جوانی سے بڑھاپے تک کے سفر میں

انہیں تنہا چھوڑ گئے تھے. جن کے بغیر انہوں نے کبھی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا تھا پچھلے ستائیس سالوں سے وہ ان کے بغیر زندگی گزار رہے تھے. زندگی کی رونقیں وہ تینوں اپنے ساتھ لے گئے اب بس ان کے پاس کھوکھلے قہقہے اور نحیف وجود رہ گیا تھا. وہ بس اپنی سانسیں پوری کر رہے تھے کیونکہ جینے کی امنگ تو ان کے اندر اس دن ہی ختم ہو گئی تھی جس دن انہیں اپنے جان سے پیارے دوست مرتضیٰ کی وفات کی خبر ملی تھی. ان کی وجود کی ساری توانائیاں اس دن ختم ہو گئی تھیں. اب بس ان کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا...... (وہ اپنی سوچ میں اس قدر ڈوبے تھے کہ انہیں الہان کے آنے کا احساس ہی نہ ہوا.)

"احتشام چچا!" انہیں سوچ میں ڈوبا دیکھ الہان نے انہیں پکڑا. اس کی آواز پر وہ بے دھیانی میں اس کی جانب دیکھنے لگے. پہلی نظر میں انہیں ایسا لگا کہ ان کے سامنے مرتضیٰ کھڑا ہے. وہی قد, چوڑے شانے اور روشن پیشانی، انہیں ہمیشہ اس میں مرتضیٰ کا عکس نظر آتا تھا.

"احتشام چچا! کیا ہوا ہے؟" الہان ان کی بے دھیانی محسوس کر کے بولا

"کچھ نہیں" اب کی بار وہ سوچوں کے چنگل سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہو گئے تھے.

"کیا سوچ رہے تھے؟" ان کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

''کچھ خاص نہیں. آج بڑی دیر کر دی تم نے اٹھنے میں" انہوں نے فوراً موضوع بدلا

''ہاں.... رات دیر سے سویا تھا اس لیے" بائیں ہاتھ سے بال درست کرتے ہوئے بولا

''رات کتنے بجے آئے تھے تم؟ میں تمہارے انتظار میں بیٹھا تھا مگر جانے کب میری آنکھ لگ گئی اور تمہارے آنے کی خبر نہیں ہوئی."

''تین بجے آیا تھا. لاؤنج کے صوفے پر سو رہے تھے اس لیے میں آپ کو ڈسٹرب کیے بنا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا."

''کیسا رہا سمینار اور میٹنگ؟"

''ٹھیک... آپ نے گھر کب تک جانا ہے؟" ایک لفظی جواب دے کر اس نے سوال کیا۔

''کیا تم میری موجودگی سے تنگ آ گئے ہو؟"

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے. میرا کچھ سامان علوی ہاؤس میں رہ گیا ہے جب آپ وہاں جائیں گے تو لے آیئے گا."

''میری رہائش گاہ علوی ہاؤس نہیں ہے." احتشام نے جواب دیا.

''تو پھر کہاں رہتے ہیں آپ؟ مجھے لگا تھا کہ میرے امریکہ جانے کے بعد وہ گھر آپ کے زیر قیام ہو گا."

”تمہارے جانے اگلے دن ہی میں بھی وہاں سے چلا گیا تھا۔" احتشام کی بات سن کر الہان کو تعجب ہوا۔

”اتنے سالوں سے آپ کہاں رہ رہے ہیں؟" اپنی حیرانی پر قابو پاکر اس نے سوال کیا۔

”میں تو لاہور میں رہتا ہوں۔"

”تو کیا علوی کاؤس بند پڑا ہے؟"

”ہمم"

”آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں نے وہ گھر آپ کے سپرد کیا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ گھر کبھی ویران ہو۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟" درد بھرے لہجے میں اس نے سوال کیا۔

”میں نے بھی وہ گھر اسی وجہ سے چھوڑا تھا جس وجہ سے تم نے چھوڑا تھا۔ اس گھر کو تالا لگاتے ہوئے میرے بھی ہاتھ کانپے تھے۔ مجھے بھی تکلیف ہوئی تھی مگر یہ تکلیف اس تکلیف سے کم تھی جو ایک رات اس ویران گھر میں گزارتے ہوئے میں نے محسوس کی تھی۔ وہ گھر جو کبھی ہمارے قہقہوں سے گونجا کرتا تھا اس رات بالکل خاموش تھا۔ اس گھر کی درودیوار سے جڑی یادوں نے اک پل مجھے وہاں سکون سے گزارنے نہیں دیا۔ ان یادوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے میں نے وہ گھر چھوڑ دیا۔ ہم دونوں اپنی اپنی

New Era Magazine

زندگیوں میں آگے بڑھنا چاہتے تھے مگر آج اتنے سالوں بعد بھی ہم اسی مقام پر کھڑے ہیں. بظاہر ہم بہت آگے نکل چکے ہیں پر ہماری سوچ کی تنابیں آج بھی وہی اٹکی ہیں. "احتشام کی بات ختم ہونے کے بعد لان میں خاموشی چھا گئی. ان دونوں کے پاس کہنے کو الفاظ بہت سے تھے مگر ان لفظوں کو ترتیب دینا ان دونوں کے لیے کٹھن تھا.

بہت سے لمحے یونہی سرک گئے.

"اس کا کچھ پتا چلا؟"احتشام نے موضوع بدلا

"آپ ہر روز مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھتے ہیں؟"دھوپ کی طرف دیکھتے ہوئے الہان نے پوچھا

"میں تمہیں تمہاری ذمہ داری کا احساس دلاتا ہوں تا کہ اپنی مصرفیات میں کہیں تم اسے بھول نہ جاؤ."

"پہلے کبھی میں اسے بھولا ہوں جواب بھولوں گا. مجھے اپنا وعدہ اچھے سے یاد ہے اور بہت جلد یہ وعدہ میں پورا ہو جائے گا."

"کیا تمہیں کوئی خبر ملی ہے؟"

”ویب سائٹ کی جانب سے تو کوئی خبر نہیں آئی. مگر مجھے شبہ ہے کسی پر. اس کا نام وہی ہے اور اس کے نقش بھی جانے پہچانے سے ہیں. صرف یہی نہیں اس کے ہاتھ پر جلد جلنے کا نشان بھی ہے."

”جلے کا نشان؟" احتشام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

”بابا نے مجھے بتایا تھا کہ ایک دفعہ میری برتھ ڈے والے دن کیک پر لگی کینڈلز پکڑنے کی کوشش میں اس نے اپنا ہاتھ جلا لیا تھا اور زخم بھرے کے بعد بھی اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر نشان رہ گیا تھا."

”مجھے یہ بات یاد ہے تمہاری چوتھی سالگرہ پر جلا تھا اس کا ہاتھ" وہ سارے منظر ان کے دماغ میں تازہ ہو گئے تھے.

”تم اپنے شک کی تصدیق کیوں نہیں کرتے؟" کچھ لمحوں بعد احتشام دوبارہ گویا ہوئے۔

”میں ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پا رہا. کئی دفعہ لگتا ہے کہ وہ وہی ہے مگر کچھ باتوں سے لگتا ہے کہ ایسا نہیں ہے. وہ ناروے کی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ غیر مسلم ہے. صرف نام ایک جیسا ہونے اور جلے کا نشان ہونے کو بنیاد بنا کر میں اس سے کچھ

نہیں کہہ سکتا اور سوچنے والی بات ہے کہ پاکستان سے گم ہونے والی بچی ناروے کیسے پہنچ سکتی ہے؟"

"وہ گم نہیں ہوئی تھی۔" احتشام نے اس کی تصیح کی

"اس واقع کے متعلق ہم دونوں میں سے کوئی کچھ بھی نہیں جانتا اور جو جانتا تھا وہ کب کا دنیا سے رخصت ہو گیا۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ اندر جانے لگا جب احتشام بولے

"اگر سامان چاہیے تو جا کر علوی ہاؤس سے لے آؤ۔" ان کی بات پر سر ہلا کر وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا رخ کچن کی جانب تھا ابھی وہ کچن کے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا جب ایلکس نے اپنی مخصوص روبوٹک آواز میں اسے پکارا

"باس"

"بلڈ پریشر نارمل، ہارٹ ریٹ نارمل، باڈی فیٹ نارمل"

"اگر میرا معائنہ ہو گیا ہے تو کام کی بات بتاؤ۔" الہان دانت پیس کر بولا

"باس صبح سے ہیڈز کے کئی مرتبہ فون آچکے ہیں۔ میں نے انہیں پیغام بھیجا تھا کہ آپ ابھی سو رہے ہیں مگر پھر بھی وہ بار بار فون کر رہے ہیں۔" ان دونوں کی گفتگو کے دوران ہی احتشام بھی لاؤنج میں آ گئے۔

"ابھی کل تو میں ان سے مل کر آیا ہوں اب جانے کون سا محاذ کھول لیا ہے انہوں نے"

"کیا ہوا ہے؟" الہان کی بات سن کر احتشام نے سوال کیا

"کوئی نا کوئی مسئلہ کھڑا کیا ہو گا ان چاروں نے اسی لیے صبح صبح فون پر فون کیے جا رہے ہیں."

"ایلکس تم فون کنیکٹ کرو میں اتنی دیر میں ناشتہ بنا لیتا ہوں." احتشام کی بات کا جواب دیتے ساتھ ہی اس نے ایلکس کو آرڈر دیا.

"جی باس" ایلکس اپنے کام میں مصروف ہو گیا جبکہ الہان ناشتہ بنانے لگا. ناشتے کی ٹرے لے کر وہ ابھی کچن ٹیبل پر بیٹھا ہی تھا جب ایلکس کے ٹرنک پر لگی سکرین پر ان چاروں کی شکلیں نمودار ہوئیں

"پروفیٹک مونسٹر!!!!!" پیٹر نے دکھ بھری آہ بھرتے ہوئے اسے پکارا اور ساتھ ہی جارج کے کندھے پر سر رکھ کر اپنے نقلی آنسو بہانے لگا. ایلکس کی آنکھوں میں لگے کیمروں میں ریکارڈ ہونے والا منظر دبئی میں بنے الہان کے آفس میں رکھے لیپ ٹاپ کی سکرین پر چل رہا تھا اور اس لیپ ٹاپ کے کیمرے سے ریکارڈ ہونے والا منظر ایلکس کے ٹرنک میں لگی سکرین پر واضح تھا. وہ چاروں الہان کے آفس میں بیٹھ کر اس سے ویڈیو کال پر بات کر رہے تھے.

''کیوں اتنی دکھی آہیں بھر رہے ہو؟ اب کیا حرکت کی ہے تم لوگوں نے؟"ناشتہ کے دوران ہی الہان نے سوال کیا.

''باس ہم نے اب کچھ نہیں کیا. جو کیا دھرا ہے پیٹر کا ہی ہے. "اینڈی نے کیمرے کے آگے آتے ہوئے اپنی صفائی دی.

''باس اینڈی بالکل سہی کہہ رہا ہے ہم تینوں بالکل بے قصور ہیں. ہمارا اس معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں جو کیا ہے پیٹر نے ہی کیا ہے. "سائمن نے بھی اینڈی کے حق میں گواہی دی.

''ہوا کیا ہے پہلے یہ تو بتادو۔"الہان نے کہا. کچن اوپن ہونے کی وجہ سے لاؤنج میں بیٹھے احتشام ان سب کی گفتگو سے باآسانی فیض یاب ہو رہے تھے.

''ہونا کیا باس...اس لیلٰی کی وہی آٹھ سال پہلے کی محبت "ابھی اینڈی کی بات منہ میں ہی تھی جب اپنے لیے لیلی کا لقب سن کر پیٹر ہوش میں آیا

''لیلی؟ لیلٰی کس کو کہا ہے تم نے؟"تیوری چڑھاتے ہوئے پیٹر نے سوال کیا

''تمہیں"اینڈی نے بغیر ہچکچائے جواب دیا

''لیلی؟...میں تمہے لیلٰی لگتا ہوں....میرا جینڈر ہی بدل کر دیا ہے تم نے تو۔"

''اگر تم لوگوں نے یہی فضول حرکتیں کرنی ہیں تو میں فون بند کرنے لگا ہوں اور بڑے ضروری کام پڑے ہیں میرے کرنے کے لیے "اپنے ناشتے کی برتن دھوتے ہوئے الہان نے ان سب کو وارننگ دی.

''نہیں باس...ایسا مت کیجئے گا آپ کو ایلکس کا واسطہ "پیٹر نے جلدی سے اسے اپنی اولاد کا واسطہ ڈالا

"واسطہ تو کسی ڈھنگ کے شخص کا ڈالو "جارج نے مشورہ دیا

''میں آخری مرتبہ پوچھ رہا ہوں کہ ہوا کیا ہے؟"اب کی بار الہان غصے سے بولا

''میں بتاتا ہوں آپ کو باس. کل صبح سے پیٹر کو اس کی آٹھ سال پرانی یعنی کے یونیورسٹی کی محبت کیتھی کی بہت یاد آرہی تھی. کل رات جب یاد کی شدت زیادہ ہوئی تو اس نے یونیورسٹی کی ویب سائیٹ ہیک کر کے کیتھی کا نمبر نکالا اور...."سائمن کچھ دیر کے لیے رکا تو الہان بولا

''اور؟"

''اور رات وں رات اس نے کیتھی سے اظہار محبت کر ڈالا "سائمن نے سنسنی خیز لہجے اپناتے ہوئے بات مکمل کی.اس کی بات کے ختم ہوتے ہی پیٹر نے اپنے مصنوعی آنسو دوبارہ بہانے شروع کیے

''پھر کیا ہوا؟"بے زار سی شکل بنائے الہان نے آگے کی کہانی کے متعلق سوال کیا

''ہونا کیا ہے کیتھی نے کھڑاک سے فون بند کر دیا. پھر ہمارے عزیز جان دوست نے ساری رات اسے میسج کر کے راضی کرنے کی کوشش کی....یہ پیٹر کی آنکھوں کے نیچے ڈارک سرکل اس کی کاوشوں کا ثبوت ہیں."سائمن نے پیٹر کو گردن سے پکڑ کر کیمرے کے سامنے کیا اور اس کے ڈارک سرکلز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا.

اینڈی اور جارج ہاتھ باندھے پیٹر کی دکھ بھری داستان ایسے سن رہے تھے جیسے قومی ترانہ ہو.

''اس کی کاوشوں کا نتیجہ کیا نکلا؟"الہان نے ایک مرتبہ پھر سوال کیا

''پوری رات اپنی داستان محبت سننے کے بعد سحر کی روشنی میں اسے کیتھی کا مسیج موصول ہوا کہ وہ سوچ کر جواب دے گی."سائمن نے ڈرامائی انداز میں کہانی کا اختتام کیا.

''یہ سحر کون ہے؟"جارج ابھی تک سحر پر اٹکا تھا.

''بے وقوف انسان سحر یعنی صبح.....لڑکی کا نام نہیں لیا میں نے"سائمن دانت پیس کر بولا.

”یہ ساری کہانی مجھے سنانے کا مقصد؟" الہان کے سوال کا جواب دینے کے لیے سائمن نے منہ کھولا ہی تھا جب اینڈی جھٹ سے بولا

”باقی قصہ میں سناؤں گا"

”سنا لو تم.... مجھے جو تمغہ ملنا ہے...... وہ تم لے لو" سائمن جل کر بولا

”ہاں تو پروفیٹک مونسٹر.... جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یونیورسٹی کے زمانے میں پیٹر کی ریپوٹیشن کتنی خراب تھی اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ یونیورسٹی کہ زمانے میں آپ کی ریپورِیشن کتنی اچھی تھی... آپ یہ بھی جانتے ہیں.. "

”جانتے تو باس سب کچھ ہی ہیں اس لیے تم اس جملے کے بغیر ہی بات مکمل کر لو." اس کی بات بیچ میں کاٹ کر جارج نے اسے مشورہ دیا

”ویسے کہہ تو تم ٹھیک ہی رہے ہو. چلو میں اس جملے کے بغیر ہی بات مکمل کر لیتا ہوں۔"

”جی تو باس میں کہہ رہا تھا کہ.... یونیورسٹی کے زمانے سے لے کر اب تک آپ کی کیتھی سے اچھی سلام دعا ہے بلکہ اکثر اوقات آپ دونوں ایک دوسرے کی مدد کر دیتے ہیں مثال کے طور پر اس ویب سائٹ کے متعلق آپ کو کیتھی نے ہی بتایا تھا...."

New Era Magazine

"زیادہ تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں ہے کام کی بات پر آؤ" الہان اس کی بات کاٹ کر بولا

"ہوا یہ ہے کہ سوچ کے بتانے والے میسج کے ساتھ کیتھی نے ایک اور میسج بھیجا تھا کہ وہ یہ معاملہ آپ سے ڈسکس کرے گی اور آپ کی رائے جاننے کے بعد ہی وہ کوئی فیصلہ کرے گی۔ اگر آپ پیٹر کی گیر نٹی لیں گے تب ہی وہ راضی ہو گی۔ اس سلسلے میں وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے اس لیے آج کل میں وہ آپ سے ملنے کے لیے پاکستان آ رہی ہے۔" ایک سانس میں اینڈی نے اپنی بات مکمل کی۔ اس کی بات سن کر الہان کے چہرے پر حیرت آئی

"کیا واقعی وہ پاکستان آ رہی ہے؟" الہان نے کنفرم کرنا ضروری سمجھا

"صرف وہی نہیں، پیٹر بھی اپنا مقدمہ لڑنے کے لیے پاکستان آ رہا ہے۔" جارج نے ایک اور اہم خبر الہان تک پہنچائی۔

"اب تم چاروں مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے عزیز دوست کی دو تین جھوٹی تعریفیں کر دیں کیتھی کے سامنے تاکہ وہ راضی ہو جائے۔" سائمن نے درخواست کی۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" الہان نے ہری جھنڈی دکھائی۔

"باس میری اولاد کے پیٹ میں لگی سکرین میں میرے جڑے ہاتھوں کی طرف دیکھیں. مہربانی فرما کر میری دو چار تعریفیں کر دیجیئے گا. "

"جانے پیٹر کو کیا پسند ہے اس آدھی چینی اور آدھی امریکن لڑکی میں "اینڈی نے کہا تو جارج کے کان میں تھا مگر آواز پیٹر کے کانوں سے ٹکراتی ہوئی الہان کے کانوں تک باآسانی پہنچی. کیتھی کا باپ چائنیز تھا جبکہ اس کی ماں انگیز تھی اسی وجہ سے اینڈی اس کو آدھی چینی اور آدھی انگیز کہتا تھا.

"اینڈی کیتھی کے خلاف میں ایک لفظ نہیں سنوں گا. "پیِر نے غصے سے بولنے کی ناکام کوشش کی

"تم اپنے کان بند کر لو پھر "اینڈی نے مسکراتے ہوئے اس مشورہ دیا.

"تم لوگوں کی بحث ختم ہو گئی ہو تو میں کچھ عرض کروں؟"

"ارشاد ارشاد "جارج کے بولنے پر الہان نے اسے گھوری سے نوازا

"میں کیتھی سے صرف وہی کہوں گا جو سچ ہے. اگر تمہاری محبت سچی ہو گی تو وہ مان جائے گی ورنہ کنواروں کی زندگی کچھ اتنی بھی بُری نہیں ہوتی۔۔۔کیوں احتشام چچا؟"

الہان نے گفتگو سے لطف اندوز ہوتے احتشام کو گفتگو میں شامل کیا

"بالکل "احتشام نے اس کی تائید کی.

"اس موضوع پر دوبارہ بات کیتھی کے سامنے ہو گی اسلیے اب بار بار فون کر کے مجھے تنگ مت کرنا۔" اپنی بات مکمل کر کے الہان نے سکرین آف کر دی۔

....

رات کے تیسرے پہر، حجر تاجکستان کے دار لحکومت دوشنبہ کے ایئرپورٹ پر بیٹھی اپنی فلائٹ کی اناؤنسمینٹ کا انتظار کر رہی تھی۔ بلیک لانگ کوٹ میں ملبوس، سر پر بی نی ہیٹ اور منہ پر ماسک لگائے وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ بہت تھکی ہوئی ہے کیونکہ آدھے گھنٹے پہلے ہی ایک لمبی فلائٹ کے بعد وہ ناروے سے تاجکستان پہنچی تھی اور اب مزید کچھ دیر میں اس نے تاجکستان سے پاکستان کی فلائٹ میں سوار ہونا تھا۔ دل ہی دل وہ اپنے کنیکٹنگ فلائٹ کے ذریعے پاکستان جانے کے فیصلے پر پچھتا رہی تھی۔ خود کو ملامت کرتے ہوئے وہ اس لمحے کو سوچنے لگی جب اس نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کل صبح کی ہی بات تھی جب مور کی تاکید پر عمل کرتے ہوئے کے وہ اوسلو کے ہیر اینڈ بیوٹی سلون میں موجود تھی۔ ہیر سٹائلسٹ اس کی دی گئی ہدایات کے مطابق اس کے بالوں پر سے بلونڈ ڈائے ہٹانے کے بعد انہیں میڈیم لینتھ بینگز ہیر کٹ میں سٹائل کرنے میں مصروف تھی۔ ڈائے ہٹنے کے باعث اس کے بالوں کا کالا رنگ نمایاں تھا جو اس کی سرخ و سفید رنگت پر بہت جچ رہا تھا۔ ہیر سٹائلسٹ

ابھی اپنے کام سے فارغ ہوئی ہی تھی جب اس کا فون بجا. تنقیدی نگاہوں سے کندھوں تک آتے اپنے بالوں کا جائزہ لینے کے بعد اس نے ایک نظر فون کی سکرین کو دیکھا جس پر انٹر نیشنل نمبر لکھا تھا. بھنویں اچکاتے ہوئے اس نے کال رسیو کی

"ہیلو... حجر ہارون؟" کال رسیو کرتے ہی گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی. ایک لمحے کے لیے اسے لگا کہ لائن کی دوسری جانب مونسٹر ہے. بھاری گھمبیر لہجہ جس میں بیک وقت نرمی اور سرد پن موجود تھا, بالکل مونسٹر کی طرح.....

(بھلا میرا نمبر اس کے پاس کیسے جا سکتا ہے؟ وہ تو میرا نام بھی بھول گیا ہوگا اب تک)

دوسرے ہی لمحے دل ہی دل میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے اپنے خیال کی تردید کی اور پر اعتماد لہجے میں بولی

"جی... آپ کون؟"

"الہان مرتضی" دیو سائی ریسٹ ہاؤس کے لاؤنج میں لیپ ٹاپ سکرین کے سامنے بیٹھے الہان نے اپنا تعارف کروایا. اس کی بات سن کر حجر کو تعجب ہوا

"کل رات آپ نے پاکستان آنے کے متعلق میسج کیا تھا. میں نے اسی سلسلے میں بات کرنے کے لیے فون کیا ہے." اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر اس نے فون کرنے کا مقصد بتایا.

"کہیں کیا کہنا ہے؟" سلون کا خارجی دروازہ پار کرتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"اگلے دو تین دنوں میں ناروے سے پاکستان کی کسی بھی ڈائریکٹ فلائٹ میں سیٹ موجود نہیں ہے۔ تاہم آج رات ایک کنیکٹنگ فلائٹ میں سیٹ موجود ہے۔ آپ بتا دیں کہ آپ کی تین دن بعد کی ڈائریکٹ فلائٹ کی ٹکٹ بک کروں یا پھر آج رات کی کنیکٹنگ فلائٹ کی ٹکٹ بک کروں؟" لیپ ٹاپ پر کھلی فلائٹ ڈیٹیلز پر نظر ڈالتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"کنیکٹنگ فلائٹ میں سٹے کتنی دیر کا ہے؟ اور سٹے کس جگہ ہے؟" پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی کار کی جانب بڑھتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔

"تاجکستان میں ہے سٹے اور تقریباً آدھے گھنٹے کا ہے۔"

"کنیکٹنگ فلائٹ ہی ٹھیک ہے۔" کچھ لمحے سوچنے کے بعد اس نے جواب دیا۔

"کنفرم ٹائمنگ اور فلائٹ ڈیٹیلز میں آپ کو بھیج دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" کوئی اختتامی کلامات بولے بغیر حجر نے فون بند کیا اور جلدی سے گاڑی گھر کی طرف جانے والی سڑک پر ڈالی۔ اگلے چند گھنٹوں میں اس نے بمشکل پیکنگ کی اور پھر ناروے کی فضاؤں کو غیر معینہ مدت کے لیے الوداع کہتے ہوئے جہاز میں سوار ہو گئی۔ فلائٹ کے دوران زیادہ تر وقت اس نے سوتے ہوئے گزارا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی

اس نے وسطی ایشیائی ملک تاجکستان میں قدم رکھا تھا اور اب دوشنبہ کے ایئرپورٹ پر بیٹھی وہ اگلی فلائٹ کا انتظار کر رہی تھی۔ کچھ منٹوں پہلے چائنہ سے آنے والی فلائٹ لینڈ ہوئی تھی اس لیے ایئرپورٹ پر گہما گہمی تھی۔ ہاتھ میں پکڑے میگزین پر عدم توجہی سے نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے ایف آئی ڈی ایس سکرین پر اپنی فلائٹ کی ٹائمنگ دیکھی اور پھر فون کی سکرین روشن کر کے ٹائم دیکھا۔ پچھلے دس منٹوں میں وہ بیس مرتبہ یہ عمل دہرا چکی تھی مگر وقت تھا کہ کچھوے کی رفتار سے گزر رہا تھا۔ تنگ آ کر وہ سفید ٹائلوں سے مزین ایئرپورٹ پر بیٹھے مسافروں کا جائزہ لینے لگی۔ وہ مختلف مسافروں اور کریو ممبران پر سرسری نگاہ ڈالنے میں مصروف تھی جب اس کی نظر ایک لڑکی پر پڑی۔ اس لڑکی کی چھوٹی چھوٹی سوجھی ہوئی آنکھیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ چائنہ سے تعلق رکھتی ہے۔ گرے رنگ کی ہوڈ اور لائٹ بلو جینز پہنے وہ ارد گرد سے بے نیاز کسی سے فون پر باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ فاصلہ کم ہونے کے باعث حجر کو اس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

”میں نے ایک دفعہ کہا ہے نا تمہیں کہ باس سے مشورہ کر کے جواب دوں گی پھر بار بار فون کرنے کی کیا منطق ہے؟" انگلش لب و لہجے میں وہ فون کے دوسری جانب موجود

New Era Magazine

شخص سے مخاطب تھی۔(حجراس چائنیز نقوش والی لڑکی کے منہ سے شستہ انگلش سن کر حیران ہوئی تھی۔)

''میں فلحال تمہاری کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

''اورایک بات کان کھول کر سن لو۔ غلطی سے بھی پاکستان میں قدم رکھنے کی کوشش نہ کرنا۔اگر تم مجھے پاکستان میں نظر آئے تواسی وقت میں نے تمہارے پرپوزل سے انکار کر دیناہے۔"دوسری طرف موجود شخص کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیراس نے فون بند کیااور پھر جیسے ہی سر اٹھایاتواس کی نگاہ حجر سے ملی۔اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کراس لڑکی کواپنی بلند آواز کااحساس ہواتواس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھرے۔ حجر نے اسے شرمندگی کے احساس سے نکالنے کے لیے اپنی نظروں کارخ میگزین کی جانب موڑلیا۔کچھ دیر بعداس کی فلائٹ کااعلان ہواتواپناہینڈ کیری اٹھاکروہ پلین کی جانب بڑھنے لگی۔پلین میں سوار ہوتے ہی اس نے اپنی نشست تلاش کی۔ابھی وہ اپنی نشست پر بیٹھی ہی تھی جب اسے وہی لڑکی اسے اپنی جانب بڑھتی ہوئی دکھائی دی۔چند قدم کافاصلہ عبور کرکے وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر آبیٹھی۔

''کچھ دیر پہلے والی حرکت کے لیے سوری. مجھے پبلک پلیس پر اونچی آواز میں نہیں بولنا چاہیے تھا یقیناً آپ میری اونچی آواز کی وجہ سے ڈسٹرب ہوئی ہو نگی."بیٹھتے ساتھ ہی اس نے اپنی حرکت پر معافی طلب کی.

''سوری کہنے کی ضرورت نہیں ہے.اٹس اوکے" حجر نے اس کی معافی قبول کی.

''نام کیا ہے آپ کا؟"وہ لڑکی خاصی باتونی تھی اس لیے اس نے باتوں کا سلسلہ جوڑا

''حجر...آپ کا نام؟"

''کیتھرئن ہو نگ... کیتھرئن خاصا لمبا ہے اسی لیے آپ مجھے کیتھی کہہ لیں."اس کی بات پر سر ہلا کر حجر خاموش ہو گئی.

''کیا کرتی ہیں آپ؟ میرا مطلب سٹوڈنٹ ہیں؟ ہاؤس وائف ہیں؟ یاں پھر بزنس وومین ہیں؟" کیتھی نے خاموشی کو توڑتے ہوئے استفسار کیا.

''میں سائیکالوجسٹ ہوں."حجر نے رسانیت سے جواب دیا.

''گریٹ"

''آپ کا کیا پروفیشن ہے؟"حجر نے اخلاقاً پوچھا

''میں باؤبے ہوئیجیا Bao bei huijia چیرٹی سروس گروپ کی ممبر ہوں."

اس نے ایک چائنیز ویب بیسڈ نیٹ ورک کا نام لیا.

"کون سا گروپ؟" حجر اس گروپ کا نام سمجھ نہیں پائی تھی اس لیے اس نے استفسار کیا.

"باؤبے ہوئیجیا... مطلب بے بی بیک ہوم"

"بے بی بیک ہوم..... کس قسم کا گروپ ہے یہ؟" حجر نے باؤبے ہوئیجیا کا مطلب منہ میں دہرایا پھر اس گروپ کے متعلق مزید سوال کیا کیونکہ اس کے نام کا مطلب اسے دلچسپ لگا تھا.

"باؤبے ہوئیجیا ایک چائینز وولنٹئر (رضاکار) نیٹ ورک ہے جو گمشدہ بچوں کو ان کی فیملی سے ملواتا ہے. میں اس گروپ کی ممبر ہوں." کیتھی نے مختصر تعارف کروایا. اس کی بات سن کر حجر کی دلچسپی بڑھی.

"کیا آپ اس گروپ کی مزید تفصیلات بتا سکتی ہیں؟"

"ضرور... باؤبے ہوئیجیا اصل میں ایک ویب سائٹ ہے جس کی بنیاد چائنہ کے ایک شخص نے رکھی ہے اور اس کا مقصد گمشدہ بچوں کو ان کے خاندانوں سے ملوانا ہے.

دراصل چائنہ میں بچوں کے اغواہ کے کیسز بہت زیادہ ہیں. ایک اندازے کے مطابق ہر سال چائنہ سے تقریباً بیس ہزار بچے اغواہ ہوتے ہیں. ان میں چند بچے بیرون ملک

ایکسپورٹ کیے جاتے ہیں. بچوں کے اغواہ کی اس کثیر تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ویب سائیٹ تشکیل دی گئی ہے. "

"یہ ویب سائٹ کس طرح کام کرتی ہے؟" حجر کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ بہت غور سے اس کی تفصیل سن رہی ہے.

"جن خاندانوں کے بچے اغواہ ہوتے ہیں وہ اپنے بچے کی عمر, تصویر اور باقی معلومات اس ویب سائٹ پر بھیج دیتے ہیں اور دوسری جانب اگر کسی کو راہ چلتے کوئی اجنبی بچہ ملتا ہے تو وہ اس کی معلومات بھی ویب سائٹ کو بھیج دیتا ہے. یہ ویب سائٹ ان دونوں معلومات کو سکین کرتی ہے اور اگر معلومات ایک جیسی ہوں تو یہ ویب سائٹ اغواہ شدہ بچے کو اس کے گھر والوں کے دوبارہ ملوا دیتی ہے."

"اگر اغواہ ہونے والے بچے سے متعلق کسی نے بھی کوئی معلومات ویب سائٹ کو نہ بھیجی ہو تو؟"

"اگر بچے کے متعلق کوئی بھی معلومات نہ ملے تو وولنٹئرز (رضاکار) چائنہ کے مختلف حصوں میں جا کر بچہ تلاش کرتے ہیں. دو لاکھ سے زائد وولنٹئرز اس نیٹ ورک کا حصہ ہیں اور یہ وولنٹئرز جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں."

"اگر کوئی کیس ایسا ہو جس میں بچے کا اغواہ بچپن میں کیا گیا ہو اور اب وہ جوان ہو گیا ہو. ایسی صورت میں اسے کس طرح تلاش کیا جاتا ہے؟" حجر اپنے مطلب کی بات پر آئی

"فیشل ریکگنیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے.... جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے اس کے چہرے پر تبدیلیاں آتی ہیں اور ان میں سے کچھ تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں جبکہ ہمارے سکیلیٹن میں آنے والی تبدیلیاں مبہم ہوتی ہیں. مثال کے طور پر جیسے جیسے ہم بڑے ہوتے ہیں ہماری ہڈیوں کا والیم کم ہونا شروع ہو جاتا ہے, آئی سوکٹ اور اپر جا میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اس کے علاوہ چہرے کی شیپ بھی تبدیل ہوتی ہے. بچپن سے جوانی کے سفر میں اغواہ شدہ بچے کی شکل پر ہونے والی تبدیلیوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور پھر کراس ایج فیشل ریکگنیشن کے ذریعے اس تک رسائی حاصل کی جاتی ہے."

"کیا فیشل ریکگنیشن ٹیکنالوجی سو فیصد درست ہوتی ہے؟"

"عام طور پر اس ٹیکنالوجی کا نتیجہ سو فیصد درست نہیں ہوتا تاہم چائنہ کی سب سے بڑی سرچ انجن کمپنی بیدو نے اپنی کراس ایج فیشل ریکگنیشن ٹیکنالوجی باؤبے ہوئیجیا کو فراہم کی ہے اور اس کراس ایج ٹیکنالوجی کا نتیجہ 99 پرسنٹ درست ہے. ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعہ بعد میں اس ٹیکنالوجی کا نتیجہ کنفرم کیا جاتا ہے."

"کتنے بچے اس ویب سائٹ کے ذریعے اپنے ماں باپ سے ملے ہیں؟"

"باؤبے ہوئیجا دو ہزار سے زیادہ ری یونین کروا چکا ہے. دو ہزار سے زیادہ بچے اس ویب سائٹ کے ذریعے اپنے والدین سے ملے ہیں."

"کیا باؤبے ہوئیجیا انٹر نیشنل ہے؟"

"ہمم! یہ انٹر نیشنل ہے. بہت سے وولنٹئر بیرون ممالک میں مقیم ہیں اور ان ممالک کے کیسز وہ سمبھالتے ہیں. خوش آئندہ بات یہ ہے کہ بہت جلد سب ایئر پورٹ پر فیشل ریلکنیشن کیمرے لگ جائیں گے اور اس کے بعد اغواہ شدہ بچوں کو تلاش کرنے بہت آسانی ہو جائے گا."

"یہ واقعی خوش آئندہ بات ہے. خیر ڈیٹیلز بتانے کے لیے شکریہ" حجر مسکرا کر بولی.

"شکریہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے." اس کی مسکراہٹ کے جواب میں کیتھی نے بھی مسکراہٹ اچھالی.

"کیا میں جان سکتی ہوں کہ باؤبے ہوئیجیا میں آپ کی اس قدر دلچسپی کی وجہ کیا ہے؟"

کیتھی باؤبے ہوئیجیا کے موضوع پر حجر کی غیر معمولی دلچسپی بھانپ گئی تھی.

"دراصل میری ایک دوست ہے. وہ اڈاپٹڈ ہے. وہ اپنے فوسٹر پیرنٹس کو سڑک پر زخمی حالت میں ملی تھی. اس وقت اس کی عمر ایک سال کے قریب تھی. پولیس کے مطابق اسے اغواہ کیا گیا تھا مگر صد افسوس کہ اغواہ کار کا کوئی سراغ نہیں مل سکا. کچھ

New Era Magazine

دن پہلے میری اس سے ملاقات ہوئی تھی تب اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کو تلاش کر رہی ہے. آپ کے منہ سے اس ویب سائٹ کا ذکر سن کر میرے ذہن میں اس کا خیال آیا تھا. اس ویب سائٹ کے ذریعے اسے اپنے ماں باپ تلاش کرنے میں مدد ملے گی صرف اسی لیے میں اس میں دلچسپی لے رہی تھی." حجر نے وجہ تو سہی بتائی تھی مگر اپنی جگہ اپنی کسی دوست کا حوالہ دے کر.

"اگر ایسی بات ہے تو آپ بے فکر رہیں. آپ اپنی اس دوست کے بچپن کی تصویر، کہاں اور کس حالت میں وہ اپنے فوسٹر پیرنٹس کو ملی تھی اور باقی ڈیٹیلز مجھے بھیج دیں. میں اور میری ٹیم پوری کوشش کریں گے کہ ہم اسے اس کے اصلی ماں باپ تک پہنچا سکیں." اپنی بات مکمل کر کے وہ ٹھہری پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ گویا ہوئی

"اور ہاں یہ بات میں آپ کو بتاتی چلوں کہ اس ویب سائٹ پر وقت کی کوئی لمٹ نہیں ہے. کچھ کیسز ایسے ہوتے ہیں جن میں بچہ بہت جلد اپنے گھر والوں کو مل جاتا ہے اور کچھ کیس ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں سالوں گزرنے کے بعد بھی فیملی اپنے گمشدہ بچے سے مل نہیں پاتی یا پھر بچہ اپنے ماں باپ سے نہیں مل پاتا. میں آپ کو یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر آپ ہم پر اعتماد کر رہی ہیں تو صبر بھی کریں. یقین مانیں کہ ہمارے وولنٹئرز دن رات بچوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں صرف اس لیے کہ اغواہ ہونے والے بچوں کے

والدین ان سے امید لگائے بیٹھے ہیں. وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں کہ اگر ان کا بچہ زندہ ہوا تو ہم ایک نہ ایک دن ان کا بچہ ڈھونڈ نکالیں گے. آپ کو بس امید کا دامن تھامے رکھنا ہے."

"بے فکر رہیں آپ مجھے ہمیشہ پر امید پائیں گی."اس کے لہجے میں پختگی تھی.

"آپ کی دوست کے ذکر سے مجھے یاد آیا کہ میرے دوست نے بھی کسی بچی کے اغواہ ہونے کی تفصیلات بھیجیں تھیں مجھے."

"آپ کے دوست والے کیس میں بچے اور ماں باپ کا ریونین ہو گیا ہے؟"

"نہیں. خیر چھوڑیں اس موضوع کو آپ یہ بتائیں کہ آپ کہاں سے ہیں؟" کیتھی نے سوال کیا

"اوسلو, ناروے" حجر نے لفظی جواب دیا.

"میں چین سے ہوں. میرے والد چین سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ میری ماما امریکہ سے ہیں."

"او... تو اسی وجہ سے آپ کا انگریزی لب لہجہ امریکن ہے. میں کب سے سوچ رہی تھی کہ آپ دکھنے میں چائنیز لگتی ہیں اور لہجہ آپ کا امریکن ہے." حجر کی بات پر کیتھی کا قہقہہ بلند ہوا

New Era Magazine

”اکثر لوگ میرا ایکسنٹ سن کر یہی کہتے ہیں۔" حجر اس کی بات سن کر مسکرائی۔ پھر یونہی ان کے درمیان باتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔

....

جیل نما کمرے میں بنے روشندان سے صبح کی ہلکی ہلکی روشنی اندر داخل ہوئی۔ اس ہلکی ہلکی روشنی میں اندر کا منظر واضح ہوا۔ وہ عورت اور بچہ اسی بوسیدہ سے ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔ ٹیبل پر ڈکشنری کھلی تھی اور ڈکشنری پر لکھے لفظوں پر وہ بچہ اپنا چھ انگلیوں والا ہاتھ پھیر رہا تھا۔ وہ عورت بظاہری طور پر اس کے قریب بیٹھی تھی مگر اس کی ذہن کہیں اور تھا۔ اس عورت کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں تھی جبکہ وہ بچہ بے تاثر چہرہ لیے کتاب پر لکھے لفظوں کو تک رہا تھا۔ بہت سے لمحے یونہی سرک گئے مگر وہ دونوں اسی پوزیشن میں بیٹھے رہے۔ کہنے کو بہت کچھ تھا ان کے پاس مگر الفاظ کی ترتیب وہ بھول گئے ہیں۔ اس خاموشی میں پانی کی لہروں کی آواز گونج رہی تھی۔ لہروں کا شور سن کر ایسا لگتا تھا کہ جس جگہ انھیں قید کیا گیا ہے وہ جگہ سمندر کے بہت قریب ہو یا شاید سمندر کے بیچ و بیچ۔

”آنی!" آخر کار بچے نے اس خاموشی کو توڑا

”ہمم!" آنی نے بے دھیانی میں جواب دیا۔

''کیا سوچ رہی ہیں آپ؟"

''سوچ رہی ہوں کہ اس جیل میں قید ہوئے ہمیں آٹھ سال بیت گئے ہیں. آج کے طلوع ہوتے سورج نے مجھے خبر دی ہے کہ اب یہ قید جلد ختم ہونے والی ہے. میں بہت جلد آزاد ہو جاؤں گی پچھلے آٹھ سال جس اذیت میں گزرے ہیں وہ اذیت بہت جلد ختم ہو جائے گی. میرا مسیحا مجھے بچانے آ رہا ہے وہ اس صیاد کی قید سے مجھے نکال لے گا. چیخوں اور سمندر کی لہروں کی آواز سے میں بہت جلد پیچھا چھڑا لوں گی."

''کیا واقعی ہم آزاد ہونے والے ہیں؟" بچے نے تعجب سے سوال کیا

''ہاں ہم آزاد ہونے والے ہیں. یہ ہمارا اس سمندر میں آخری سفر ہے."

''مجھے باہر نہیں جانا. مجھے یہ اندھیرا, یہ بوسیدہ کمرا اچھا لگنے لگا ہے."

''اندھیرا بڑی ظالم چیز ہے یہ انسان سے اس کا سب کچھ چھین لیتا ہے یہاں تک پر چھائی بھی. کبھی اندھیرے کو اپنا ساتھی مت بنانا" اس نے بچے کو تاکید کی

''باہر کی دنیا بھی تو ظالم ہے."

''باہر کی دنیا بہت اچھی ہے." انہوں نے دھیمے لہجے میں اس بچے کو سمجھانا چاہا.

''ہمیں اس قید میں ڈالنے والا صیاد باہر کی دنیا کا باسی ہے اور صیاد کی دنیا کبھی اچھی نہیں ہو سکتی."

”باہر کی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں. جن میں سے چند لوگ اچھے ہیں جبکہ چند لوگ برے ہیں. جس نے ہمیں یہاں قید کیا ہے اس کا شمار بُرے لوگوں میں ہوتا ہے اور صرف اس ایک شخص کے باعث جس نے ہمارے ساتھ برا کیا ہے, ہم باقی ساری دنیا کو بُرا نہیں کہہ سکتے نا."

”مگر آنی..."اس بچے کی بات کاٹ کر عورت بولی

”اس موضوع پر بحث اس وقت کریں گے جب ہم باہر نکل جائیں گے. آپ خاموشی سے پڑھو"

”ہر روز آپ مجھے ایک ہی چیز بار بار پڑھاتی ہیں. مجھے یاد ہو گیا ہے یہ سب اس لیے اب میں اسے دوبارہ نہیں پڑھوں گا." چہرے پر بیزاری لیے اس نے کتاب بند کی.

”صرف یاد نہیں کرنا تھا اسے سمجھنا بھی تھا."

”سمجھ بھی آگئی ہے مجھے ساری" وہ بچہ پر اعتماد تھا

”چلو پھر میں آپ کا ٹیسٹ لیتی ہوں."اس کے ہاتھ سے کتاب پکڑتے ہوئے وہ بولی

”لے لیں ٹیسٹ مگر پہلے یہ بتائیں کہ اگر میں نے سارے جواب درست دیے تو مجھے کیا ملے گا؟"

”اگر آپ نے سب سہی بتایا تو میں آج آپ کو ایک نئے احساس کے متعلق بتاؤں گی."

"آپ ہمیشہ مجھے فیلنگز کے متعلق ہی کیوں بتاتی ہیں؟"

"احساسات کو پہچاننا اور ان کا اظہار کرنا، یہ وہ دو چیزیں ہیں جو آپ کی کمزوری ہیں. میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنی اس کمزوری پر قابو پالیں اس لیے آپ کو احساسات کے متعلق بتاتی ہوں."

"مجھے ساری فیلنگز کے نام یا دان کا مطلب بھی پتا ہے مگر اس کے باوجود بھی میں اپنے احساسات نہیں پہچان پاتا."

"بہت جلد وہ دن آئے گا جب آپ اپنے احساسات پہچاننے لگو گے."

"آپ کو اتنا یقین کیسے ہے؟"

"بس مجھے پتا ہے اور آپ شاید مجھے ٹیسٹ دینے لگے تھے."آنی نے اس کی توجہ ٹیسٹ کی جانب مبذول کروائی تو اس بچے نے منہ بنایا. اس کے بگڑے تاثرات کی پرواہ کیے بغیر آنی نے اس سے سوال کیا

"بتاؤ اینگر کیا ہوتا ہے؟"

"اینگر مطلب غصہ. جب کوئی کام ہماری مرضی کے خلاف ہوتا ہے تو ہمیں غصہ آتا ہے. یہ ایک منفی احساس ہے اور ہمیں چاہیے کہ جتنا ہو سکے اپنے غصے پر قابو رکھیں کیونکہ غصے میں صرف ہم اپنا نقصان کرتے ہیں. غصے کو قابو کرنے کے لیے ہمیں پانی

پیناچاہیے, اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جاناچاہیے اور اگر بیٹھے ہوں تو لیٹ جاناچاہیے."

رٹے رٹائے طوطے کی طرح اس بچے نے جواب دیا.

"بہت اچھے آپ کو تو سب یاد ہے."آنی چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولیں پھر انہوں نے مزید چند سوالات کیے. بچے نے پر اعتماد انداز میں بغیر ہچکچائے ان کے جواب دیے.

"سارے جواب میں نے سہی دیے ہیں چلیں اب مجھے ایک نئے احساس سے متعارف کروائیں."سارے جواب سہی دینے کے بعد وہ بچہ بولا. اس کا چہرہ ہنوز سرد تھا.

"آج کا نیا احساس jouska ہے."

"جاؤسکا"اس بچے نے نام دہرایا.

"جاؤسکا کی دو صورتیں ہیں. کئی واقعات لمحوں میں گزر جاتے ہیں مگر ان کی چھاپ عرصے تک ہمارے ذہن پر جمی رہتی ہے. گفتگو کی مثال لے لیتے ہیں. کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی گفتگو کے دوران کوئی ہم سے کچھ پوچھتا ہے یا کچھ کہتا ہے تو ہم سہی سے جواب نہیں دے پاتے اور پھر جب وہ لمحہ گزر جاتا ہے تو ہم سوچتے ہیں کہ اس کی بات کے جواب میں ہمیں یہ کہنا چاہیے. اگر ہم ایسا کہتے تو دوسرا شخص ہم سے متاثر ہو جاتا.

ہم پچھتاتے ہیں کہ کاش ہم نے اس وقت کوئی اور جواب دیا ہوتا. اصل میں ہم اپنے جواب سے مطمئن نہیں ہوتے اس وجہ سے وہ گفتگو کئی دنوں تک ہمارا ے ذہن میں گونجی رہتی ہے. یہ جاؤسکا کی پہلی صورت تھی. اس کی دوسری صورت ہے کسی لڑائی جھگڑے یا پھر کسی اہم گفتگو کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنا. مثال کے طور پر کسی اہم انٹرویو سے پہلے یہ سوچنا کہ اگر انٹرویور نے ہم سے یہ سوال پوچھا گیا تو ہم یہ جواب دیں گے. اگر انٹرویور نے یہ کہا تو ہم جواب میں ایسے کہیں گے. ہم ممکنات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر اینگل سے سوچتے ہیں اور خود کو تیار کرتے ہیں. اس احساس کا نام جاؤسکا ہے. مختصراً جوسکا وہ فرضی گفتگو جسے ہم بار بار اپنے ذہن میں دہراتے ہیں." دھیمے لہجے میں آنی نے اپنی بات مکمل کی

"یہ احساس تو بہت دلچسپ ہے."

"جاؤسکا دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ کامن بھی ہے. تقریباً ہر ایک شخص اس احساس سے گزرتا ہے مگر اسے بیان کرنا مشکل ہے. آپ نے کبھی اسے محسوس کیا ہے؟" انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

"ہمم! کئی مرتبہ"

"کیا فرض کرتے ہو آپ؟"

”یہی کہ وہ ظالم صیاد مجھ سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہو اور میں بے رحموں کی طرح اسے مار دوں۔"اس کے لہجے میں نفرت اس شخص کے لیے نفرت تھی۔بچے کی بات سن کر عورت کے چہرے کا رنگ فق ہوا

”کئی مرتبہ میں سوچتا ہوں کہ جب وہ ہمیں کھانا دینے آتا ہے تب پیچھے کی طرف سے اس پر حملہ کروں مگر کبھی ہمت نہیں ہوئی ایسا کرنے کی"

”تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے" آنی نے اس کی ہمت کم کرنی چاہی

”آنی! میں بارہ سال کا ہو گیا ہوں اور وہ بتیس سال کا۔اگلے چند سالوں میں میری طاقت بڑھ جائے گی اور اس طاقت کم ہوتی جائے گی کیونکہ اس کی زندگی کا الٹا چکر یعنی بڑھاپے کی جانب سفر شروع ہو جائے گا اور پھر ایک دن ایسا آئے گا جب میں اس پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔وہ دن اس کا اس دنیا میں آخری دن ہو گا۔"

”تم ایسا نہیں کرو گے تمہاری پرورش میں نے کی ہے اور میں نے تمہیں دوسروں کی جان لینا نہیں سکھایا۔"

”آنی دیکھ لیجئے گا ایک دن میں اسے مار دوں گا۔اگر زور بازو سے اس کا مقابلہ نہ کر پایا تو موقع ملنے پر گولی سے مار دوں گا میں اسے اور گولی بھی سیدھا دل میں ماروں گا تاکہ اگلی سانس نہ لے سکے وہ" آنی اس کے لہجے کی مضبوطی اور آنکھوں کا سرد پن دیکھ کر

ششدر رہ گئیں۔ بچے کو تکتی ان کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے جوان کے ہاتھ میں پکڑی کتاب میں جذب ہونے لگے۔ جلد ہی وہ آنسوں سسکیوں میں بدلے۔ بچہ جو اپنی نفرت میں اس عورت کو فراموش کیے بیٹھا تھا سسکیوں کی آواز پر ان کی جانب متوجہ ہوا

”آپ کیوں رو رہی ہیں؟" انہیں روتے دیکھ کر وہ تشویش سے بولا

”اپنی ناکامی پر رو رہی ہوں۔ میں تمہاری اچھی پرورش کرنے میں ناکام رہی ہوں یہ دکھ مجھے رلا رہا ہے۔ تین سال تم مجھ سے الگ اس کی قید میں رہے ہو اور ان تین سالوں میں اس نے تمہیں اپنی طرح بنادیا ہے بے حس, سرد اور بے رحم۔ تمہارا بچپن, تمہاری ہنسی اور تمہارے اندر کی انسانیت چھین لی اس نے۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں تمہیں زندگی کی طرف لانے کی جو کوششیں کی ہیں میں نے وہ سب بے کار گئی ہیں۔ اس شخص کا رنگ تم پر اتنا گہرا چڑھا ہے کہ پانچ سالوں میں بھی اتر نہ سکا۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ گزرے سالوں میں میں پتھر کو سکھاتی رہی ہوں۔ پتھر کو بتاتی رہی کہ مسکراتے کس طرح ہیں, دوسروں کی پرواکیسے کرتے ہیں, ان کو تکلیف نہیں پہنچاتے... کتنی پاگل ہوں نہ میں؟" آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ خود پر ہنسیں۔ ان کی ہنسی بھی تکلیف دہ تھی۔

''اس نے تمہیں اپنی طرح حیوان بنالیا جو دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں, ان کو قید کرتے ہیں اور پھر... پھر انہیں مار دیتے ہیں. یہی اس کا مقصد تھا. کامیاب ہو گیا ہے وہ اپنے مقصد میں اور میں ناکام ہو گئی ہوں, میں تمہیں زندگی کی طرف نہیں لا پائی. میں ہار گئی ہوں" شکستہ, آنسوؤں سے نم لہجے میں انہوں نے اپنی بات مکمل کی.

''میں آپ کو کبھی ہارنے نہیں دوں گا. "اس نے اپنی آنی کے آنسو صاف کیے

''آپ جو کہیں گی میں وہی کروں گا. میں اس جیسا نہیں بنوں گا, نہ کسی کو تکلیف پہنچاؤں گا اور نہ کسی کو قید کروں گا. آپ پلیز روئیں مت "اس نے التجا کی۔

''تم وعدہ کرو کہ تم کسی کی جان نہیں لو گے اس شخص کی بھی نہیں"

''آنی اس نے ہمارے ساتھ اتنا بُرا کیا ہے. صرف ہمیں ہی نہیں اور بہت سے لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہے اس نے, بہت سے لوگوں کو مارا ہے اس نے. اس لیے اس کا دنیا سے چلے جانا ہی بہتر ہے. "

''تم مجھے اس شخص کی لاکھ بُرائیاں بھی گنوا دو گے میں تب بھی تمہیں اس مارنے کی اجازت نہیں دوں گی. زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے. اگر اس نے اس شخص کی رسی دراز کر رکھی ہے تو وقت آنے پر وہ کھینچ بھی لے گا. "

''مگر آنی "اس نے احتجاج کرنی چاہی۔

"اگر مگر کچھ نہیں. تم اس کے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگو گے. وعدہ کرو مجھ سے."

انہوں نے بچے کی احتجاج رد کی.

"میں وعدہ کرتا ہوں."اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا

"اگر تم نے اپنا یہ وعدہ توڑا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی. کبھی بات نہیں کروں گی تم سے" انگلی اٹھا کر آنی نے دھمکی دی۔

"ایسے تو نہ کہیں. واحد آپ ہی تو ہیں جو مجھ سے محبت کرتی ہیں اور میری پرواہ کرتی ہیں."وہ بچہ آنی کی گود میں سر رکھ کر وہیں زمین پر لیٹ گیا.

"میرے علاوہ اور بہت سے لوگ ہیں جو آپ سے محبت کرتے ہیں. وہ تو شاید مجھ سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتے ہیں."

"آپ سب سے زیادہ کس سے پیار کرتی ہیں آنی؟"اس کے سوال پر آنی کی آنکھوں میں چمک آئی

"آپ جیلس تو نہیں ہو گے؟"

"آپ بتا دیں میں جیلس نہیں ہو نگا. میں سب سے زیادہ آپ سے پیار کرتا ہوں اس لیے آپ جس سے پیار کرتی ہیں میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں."اس نے یقین دلایا۔

"میں سب سے زیادہ پیار اپنی بیٹی سے کرتی ہوں۔ وہی تو میرے جینے کی وجہ ہے اور اس ملنے کی امید کے باعث ہی میں یہ قید کاٹ رہی ہوں۔"

"آج سے میں بھی آپ کی بیٹی سے محبت کرنے لگا ہوں۔" اس کی بات سن کر آنی کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"محبت کرو یا نہ کرو مگر اس کا خیال ضرور رکھنا" انہوں نے بچے کے بکھرے بال سنوارتے ہوئے کہا۔ پھر ہاتھ میں پکڑی کتاب کھولی۔ کتاب کے چند صفحے ان کے آنسوں کے باعث تر تھے۔ آخری صفحہ کھولنے کے بعد وہ اس پر کچھ لکھنے لگیں۔ انہیں کتاب پر کچھ لکھتے دیکھ کر بچے نے سوال کیا

"کیا لکھ رہی ہیں آنی؟"

"تمہارے لیے ایک پیغام لکھ رہی ہوں اور اس کو تم نے اس وقت پڑھنا ہے جب میں تم سے دور چلی جاؤں گی۔"

"آپ کہاں جانے کی بات کر رہی ہیں؟" اس نے تعجب سے اپنی آنی کی جانب دیکھا۔ اسے آج ان کا رویہ بہت عجیب لگا تھا۔

"کہیں نہیں" اپنی بات کہہ کر وہ خاموش ہو گئیں۔ وہ بچہ بھی جواب میں کچھ نہ بولا تو قید خانے میں خاموشی چھا گئی اور اس خاموشی میں لہروں کا شور بلند ہوا۔

”آنی آپ کو پتا ہے کہ ہم کس جگہ قید ہیں؟"

”ہمم..."

”آپ کو کیسے پتا ہے؟ کیا آپ نے کبھی یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تھی؟ مجھے بتائیں کہ کیسے بھاگی تھیں آپ؟"اس کے پے در پے سوال کرنے پر وہ عورت ماضی کی کتاب کے اوراق پلٹنے لگی۔ ایک ورق پر رک کر وہ ورق پر درج حروف بلند آواز میں پڑھنے لگی۔ اس صفحے پر چھ سال پہلے کے واقعات درج تھے۔ چھ سال پہلے وہ یہاں اس قید خانے میں اکیلی قید تھیں۔ اس وقت وہ بچہ الگ قید خانے میں تھا اور وہ اس کی موجودگی سے بے خبر تھیں۔ معمول کی طرح وہ بکھرے بال، سوکھے ہونٹ اور بے تاثر چہرہ لیے اس قید خانے کے یخ بستہ فرش پر بیٹھی تھیں جب انھیں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ بھاری قدموں کی آوازان کے لیے کوڑوں کی مانند تھی۔ دو سالوں سے وہ یہ آواز سنتی آرہی تھیں مگر جانے کیوں آج بھی اس آواز سے ان کا دل ہول اٹھتا تھا۔ ان کی دھڑکنوں کی رفتار تیز تھی مگر چہرا ہنوز بے تاثر تھا۔ وہ صیاد معمول کی طرح کھانا دینے کے لیے آیا تھا۔ اس کا منہ سفید چمڑی سے بنے ماسک سے ڈھکا تھا۔ وہ ماسک ایسا تھا کہ سر کے بال سے لے کر گردن تک کا حصہ چھپا تھا سوائے ان دو سرد آنکھوں کے۔ وہ دیکھنے والے کو پہلی نظر میں خوف زدہ کرتا تھا مگر آنی چونکہ اسے روز دیکھتی

تھیں اس لیے اس کی طرف نگاہ ڈالے بغیر بے حس و حرکت بیٹھی رہیں. ٹِک کی آواز کے ساتھ اس نے سلاخوں کی دوسری جانب لگا تالا کھولا اور کھانے کی پلیٹ پھینکنے کے انداز میں رکھنے کے بعد واپس چلا گیا. جب وہ چلا گیا تو انہوں نے تعجب سے سر اٹھایا کیونکہ آج وہ قید خانے کو باہر سے تالا لگائے بغیر گیا تھا. پہلے کچھ دیر وہ شاک کی کیفیت میں بیٹھی رہیں. گھر والوں سے ملنے کی امید, یہاں سے آزاد ہونے کی خوشی, پکڑے جانے کا ڈر, وہ بیک وقت ہزاروں جذبات محسوس کر رہی تھیں. ان ملے جُلے جذبات کے طوفان پر قابو پاتے ہوئے وہ اٹھیں اور دبے قدموں سے باہر کی جانب بڑھیں. اس قید خانے سے باہر قدم رکھتے ہوئے انہیں ایسا محسوس ہوا کہ وہ اپنے گھر والوں سے بس چند قدم دور کھڑی ہیں. ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگیں. چاروں طرف لوہے کی سلاخوں والے قید خانے تھے اور بیچ میں صحن نما جگہ تھی جس کی چھت خاصی اونچی تھی. ان قید خانوں میں مختلف عورتیں اور بچے قید تھے. ان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمایاں تھے اور دھڑکنوں کی رفتار نہایت تیز تھی. خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے انہوں نے محتاط انداز میں قدم صحن میں ایک جانب رکھی لکڑی کی سیڑھی کی طرف بڑھائے. وہ سیڑھی دیوار کے ساتھ آڑھی لگی تھی. اس صحن نما حصے میں ایک یہی سیڑھی تھی جس کے ذریعے باہر جایا جا سکتا تھا کیونکہ باقی

چاروں طرف تو قید خانے تھے۔ سیڑھی کا آخری سرا اندھیرے میں تھا اسی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پا رہی تھیں کہ اوپر کیا ہے۔ اندھیرے میں تیر مارنے کے مترادف وہ سیڑھی چڑھنے لگیں۔ سیڑھی کا آخری سرا چھت کے قریب تھا۔ وہاں کوئی دروازہ نا پا کر وہ حیران ہوئیں پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ چھت کی سطح کو ہاتھ سے ٹٹولنے لگیں۔ چھت پر ایک چوکور نما حصہ کی سطح انہیں تھوڑی الگ محسوس ہوئی۔ اللہ کا نام لیتے ہوئے انہوں نے اس حصے کو اوپر کی جانب دھکیلا تو چڑ چڑاہٹ کے ساتھ وہ باہر کی جانب کھل گیا۔ چڑاچڑاہٹ کی آواز اتنی بلند تھی کہ انہیں لگا کہ ابھی وہ صیاد آ جائے گا اور انہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹے ہوئے واپس اس قید خانے میں بند کر دے گا۔ آنکھیں میچ کر وہ اس شخص کے آنے کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنے لگیں۔ کئی لمحے گزر کے باوجود بھی جب انھیں کسی کے قدموں کی آواز سنائی نہ دی تو حیرانی سے وہ آنکھیں کھول کر دروازے کے اس پار دیکھنے لگیں۔ وہاں شفاف نیلا آسمان تھا۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔ دھندلائی ہوئی آنکھوں سے مڑ کر ایک نظر انہوں اس ہولناک تہہ خانے کو دیکھا پھر وہاں سے باہر نکل آئیں۔ باہر نکل کر جیسے ہی ان کی نگاہ ارد گرد پڑی ان کے آنسو تھمے، چہرے پر حیران چھائی جس کی جگہ بعد میں ناامیدی نے لے لی۔ ان کا خاندان جو انہیں کچھ دیر پہلے چند قدم دور لگ رہا تھا ایک دم سے میلوں دور لگنے لگا۔

وہاں تاحدِ نگاہ پانی ہی پانی تھا. اس سمندر میں خشکی کے کسی خطے کا نام ونشان بھی نہیں تھا. شاک کی کیفیت کے باعث ان کے تھمے ہوئے آنسو پھر سے بہنے لگے. روتے ہوئے وہ وہیں بیٹھتی چلیں گئیں. انہیں لگا تھا کہ کسی نے ٹھنڈا پانی ڈال کر انہیں یہاں سے فرار ہونے کے خواب سے جگا دیا ہو کیونکہ فرار کی کوئی راہ تو وہاں تھی ہی نہیں. وہ کوئی بحری جہاز تھا جس کے تہہ خانے میں انہیں قید کیا تھا. سمندر کی لہروں کا شور انہوں نے بہت بار سنا تھا مگر انہیں لگا تھا کہ سمندر سے قریب کسی جگہ پر انہیں بند کیا گیا ہے. کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا انہوں نے کہ وہ پچھلے دو سالوں سے ایک بحری جہاز میں سوار ہیں. اب انہیں سمجھ آیا تھا کہ وہ شخص تالا لگائے بغیر کیوں گیا تھا. شکستہ وجود, بکھرا حوصلہ اور ٹوٹی امیدوں کے کانچ سنبھالتے وہ واپس تہہ خانے کے اندر چلیں گئ. اس دن کے بعد انہوں نے دوبارہ کبھی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ جب پر کٹے ہوں تو کھلے دروازے بھی کام نہیں آتے.

واقعہ ختم ہوتے ہی انہوں نے ماضی کی وہ کتاب بند کی اور حال کی دنیا میں واپس لوٹیں. بچہ جو تجسس سے کہانی سننے میں مصروف تھا کہانی کا اختتام سن کر ناامید ہوا. اس قید خانے میں پھر خاموشی چھا گئی کیونکہ ماضی کے اوراق پلٹ کر آنی سر جھکائے افسردہ سی بیٹھی تھیں. اس قید میں ان دونوں کے شب و روز یونہی بے کیف گزرتے تھے. چند

لمحے وہ روشن مستقبل کے خواب دیکھتے اور باقی سارا وقت ان خوابوں کے پورا ہونے کا انتظار کرتے رہتے۔ ہر صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ وہ یہ امید لے کر جاگتے تھے کہ شاید آج کا دن ان کا اس قید میں آخری دن ہو گا۔ پورا دن وہ امید کے اس پودے کو روشن مستقبل کے خوش کن خیالوں سے سیراب کرتے رہتے پھر رات کو آزادی کی امید جب ٹوٹ جاتی تو اس امید کے ٹوٹے کانچ کی کنکریاں خود ہی چنتے ہوئے سو جاتے۔

....

دیوسائی ریسٹ ہاؤس اندھیرے میں ڈوبا تھا سوائے ایک کمرے کے۔ وہ کمرہ جم کی طرز کا تھا۔ صبح کے پانچ بجے کا وقت تھا دور دور مسجدوں سے فجر کی اذان کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ ہر کوئی خواب خرگوش میں گم تھا سوائے اس ایک شخص کہ جو رات کے اس پہر ٹریڈ مل پر بھاگنے میں مصروف تھا۔ کن پٹن کی رگیں تنی تھیں اور جسم پسینے سے شرابور تھا مگر اسے تو جیسے پرواہ ہی نہیں تھی۔ آنکھوں کے سرخ ڈورے شب بیداری کا اعلان تھے۔ شدت جذبات کے باعث چہرہ سرخ اور دھڑکن بے ربط تھی۔ وہ اس وقت بالکل ہسٹیرک کیفیت میں لگ رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو تھکا کر جانے خود کو کس چیز کی سزا دے رہا تھا۔ اگلا آدھا گھنٹہ وہ یونہی پندرہ ایم پی ایچ کی سپیڈ پر ٹریڈ مل پر بھاگتا رہا۔

احتشام جو نماز سے فارغ ہو کر واک پر جانے کے لیے باہر نکلے تھے اس کمرے کی لائٹ روشن دیکھ کر ادھر چلے آئے۔

"تم اتنی صبح یہاں کیا کر رہے ہو؟" کمرے میں داخل ہوتے ہی احتشام اس کی پشت کو دیکھ کر بولے

"مجھے چھوڑیں آپ اپنا بتائیں۔" اس کا لہجہ سرد تھا۔

"فجر کے لیے اٹھا تھا۔ نماز پڑھ کر کمرے سے واک پر جانے کے لیے باہر نکل تھا مگر یہاں کی لائٹ جلی دیکھی تو یہاں چلا آیا۔ کیوں صبح صبح اپنا خون جلا رہے ہو؟" اس کے جانب قدم بڑھاتے کوئے انہوں نے کہا

"کچھ لوگ جم میں خون جلاتے ہیں اور کچھ لوگ یادیں جلاتے ہیں۔ میرا شمار دوسری کیٹا گری میں ہوتا ہے۔"

"یادیں اگر جلائی جاتیں تو میں تم سے پہلے انہیں راکھ میں تبدیل کر چکا ہوتا۔ یادیں جلائی نہیں بھولائی جاتی ہیں۔ خود کو اذیت دینے کی بجائے انہیں بھولنے کی کوشش کرو۔" اس کی ٹریڈمل بند کرتے ہوئے وہ سخت لہجے میں بولے

''بھولا سکتا تو کب کا بھولا چکا ہوتا. اٹھاراں سالوں سے ان یادوں اور خوابوں سے پیچھا چھڑا رہا ہوں مگر کیا حاصل ہوا مجھے؟ صرف اور صرف تنہائی. جانے کب میں سکون کی نیند سو پاؤں گا" وہ شکستہ انداز میں بولا

''خود کو معاف کر دو الہان" ان کی بات سن کر اسے تعجب ہوا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

''تم بہتر جانتے ہو." اپنی بات کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئے جبکہ پیچھے کھڑا الہان کئی لمحوں تک اپنی جگہ سے ہل نہ پایا. اس کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات تھے. چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس نے خود کو کمپوز کرنا چاہا اور پھر وہ بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا.

کچھ دیر بعد جب وہ باہر آیا تو اس کے چہرے پر کسی پریشانی کا شائبہ تک نہ تھا. فریش سا چہرہ لیے وہ کچن میں گیا اور اپنے لیے ناشتہ بنانے لگا. وہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھا جب احتشام واک سے واپس آئے

''تم نے کہیں جانا ہے؟" اسے اتنی صبح ناشتہ کرتے دیکھ احتشام نے سوال کیا

''ہمم! ایئرپورٹ جانا ہے ابھی کچھ دیر میں نکلوں گا."

''کیتھی اور پیٹر آ رہے ہیں؟" ان کی پرسوں کی گفتگو کو مدنظر رکھتے ہوئے سوال کیا

''پیٹر نہیں آ رہا."

New Era Magazine

"کیوں؟"

"کیتھی نے اسے منع کر دیا ہے کہ اس کی موجودگی میں وہ پاکستان نہ آئے اگر وہ یہاں ہوگا تو وہ یکسوئی سے فیصلہ نہیں کر پائے گی۔" انھیں وضاحت دیتے ساتھ ہی وہ کافی کا گھونٹ بھرنے لگا۔

"کیتھی وہی لڑکی ہے نا جس نے تمھیں ویب سائٹ کے متعلق بتایا تھا؟"

"ہمم! کیتھی نے ہی باؤبے ہوئیجیا ویب سائٹ کے متعلق بتایا تھا اور اسی کے توسط ہی میں نے معلومات بھیجی ہیں ویب سائٹ کو"

"احتشام چچا! کرمنل سائیکالوجسٹ بھی آرہی ہے آج پاکستان" اس نے انہیں بتایا۔

"تمھیں مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا۔"

"کیوں آپ نے اسے پھولوں کہ ہار پہنانے تھے جو میں آپ کو سب سے پہلے بتاتا؟"

"اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے۔" احتشام حجل ہو کر بولے تو الہان نے مزید کچھ نہیں کہا

"کیا ان دونوں کی فلائٹ کی ٹائمنگ ایک ہی ہے؟" انہوں نے سوال کیا۔

"جی ان کی فلائٹ ایک ہی ہے۔ دونوں کی کنیکٹنگ فلائٹ تھی اور تاجکستان میں سٹے تھا۔"

"ویسے کرمینل سائیکالوجسٹ کا نام کیا ہے؟" احتشام نے اچانک سے سوال کیا۔

"حجر ہارون" اپنی بات کہہ کر الہان نے ان کے چہرے کی جانب دیکھا. حجر ہارون نام سنتے ہی احتشام کے چہرے پر حیرانی چھائی

"کیا یہ وہی ہے جس کا تم نے مجھ سے ذکر کیا تھا؟" انہوں نے تعجب سے پوچھا۔

"جی وہی ہے." کافی کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے جواب دیا.

"میں بھی تمہارے ساتھ ایئرپورٹ چلوں؟" انھیں اسے دیکھنے کی جلدی تھی اس لیے انھوں نے سوال کیا

"بالکل بھی نہیں" اس نے صاف انکار کیا

"اور ہاں اس کے سامنے ذرا محتاط رہیے گا." الہان نے انھیں تاکید کی۔

"کیا مطلب؟" انہوں نے بھنویں اچکائیں

"ذرا سوچ سمجھ کر بولیے گا."

"کیوں؟"

"سائیکالوجسٹ ہے وہ احتشام چچا. ذہن پڑھنا جانتی ہے اور ویسے بھی اسے شک بلکہ اسے یقین ہے کہ میرا کیس سے کوئی نہ کوئی ذاتی تعلق ہے."

"جب تک کنفرم نہیں ہو جاتا کہ اس کی اصلی شناخت کیا ہے تم اسے ماضی کے بارے میں کچھ مت بتانا."

"بے فکر رہیں آپ. میں کچھ نہیں بتاؤں گا مگر وہ ہماری اس کیس میں دلچسپی کی وجہ جاننے کی کوشش ضرور کرے گی. اس لیے آپ کو محتاط رہنے کا کہا ہے."

"اتنی آسانی سے اپنے راز ہم اس تک پہنچنے نہیں دیں گے۔ آخر ہم بھی اس کے چچا ہیں."احتشام مسکراتے ہوئے بولے

"احتشام چچا! فضول رشتہ داریاں نہ جوڑیں. ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے. کیتھی سے کہوں گا میں کہ کراس ایج فیشل ریکگنیشن کے ذریعے پتا لگائے۔"

"اس کی رہائش کا انتظام کر لیا ہے تم نے؟"

"ہمم.... اپارٹمنٹ لیا ہے یہاں سے قریب ہی ہے."ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اپنے ناشتے کے برتن اٹھا کر کچن کی جانب بڑھ گیا جبکہ احتشام کاؤچ پر بیٹھ کر اخبار پڑھنے لگے.

"مجھے علوی ہاؤس کی چابیاں دے دیں."کچن میں برتن دھوتے ہوئے اس نے کہا۔

"جاتے ہوئے لے لینا مجھ سے. ویسے الہان تم ان کاموں کے لیے کوئی میڈ کیوں نہیں رکھ لیتے؟"ان کا اشارہ برتن دھونے کی جانب تھا

"مجھے اپنے کام خود کرنے کی عادت ہے. امریکہ میں میڈ رکھنے کا رواج نہیں ہے وہاں سب اپنے کام خود ہی کرتے ہیں اور وہاں رہ کر مجھے بھی اپنے کام خود کرنے کی عادت پڑ گئی ہے. دبئ میں بھی ہم اپنے کام خود ہی کرتے ہیں."

"ہم سے کیا مراد ہے تمہاری؟ کیا تم وہاں شادی کرر کھی ہے؟"

"استغفر اللہ... ہم سب سے مراد میں, پیٹر سائمن, اینڈی اور جارج ہیں... امریکہ میں بھی ہم سب کا ایک ہی ڈورم روم تھا پھر جب دبئ گئے تب بھی ہم سب نے ایک ہی گھر میں رہنے کو ترجیح دی تھی. ہم سب وہاں ایک ہی گھر میں رہتے ہیں اور گھر کے سارے کام ہم نے آپس میں بانٹے ہوئے ہیں."

"تمہارے ذمے کون سا کام ہے؟" احتشام نے سوال کیا

"رات کے کھانے کے برتن روز میں دھوتا ہوں." الہان نے فخر سے اپنی ذمہ داری بتائی. اس کی بات پر احتشام کا قہقہہ بلند ہوا

"ویسے برتن دھونا تمہاری شخصیت پر جچ نہیں رہا."

"مردوں کو کام کرنا منع تو نہیں ہے. ہمارے نبی حضرت محمد (صلی اللہ وعلیہ وسلم) بھی اپنے کام خود کیا کرتے تھے." اس کے منہ سے آپ (صلی اللہ وعلیہ وسلم) کا ذکر سن کر احتشام حیران ہوئے.

”کیا تم نے اسلام کو سٹڈی کیا ہے؟" انہوں نے سوال کیا.

”ہمم.... بابا جب بیمار تھے تو ان کے کہنے پر میں اکثر انہیں اسلامی کتابیں پڑھ کر سناتا تھا."

”مرتضی کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا جبکہ آنیہ ریسرچ آرٹیکلز پڑھا کرتی تھی. کوئی نیا آرٹیکل پڑھنے کے بعد وہ سب گھر والوں کو فرداً فرداً اس آرٹیکل میں لکھی تحقیق کے متعلق بتای تھی. مجھے اور مرتضی کو اس جدید علوم سے فیض یاب ہونے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں ہوتی تھی مگر وہ ہمیں زبردستی بٹھا کر اس کے متعلق بتاتی تھی. مرتضی تو کئی مرتبہ اس کی اس عادت سے چڑ جاتا تھا. ایک ہارون ہی تھا جو خاموشی اور دلچسپی سے اس کی ساری کہانیاں سنتا تھا." ماضی کو یاد کر کے ان کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی تھی. جبکہ الہان کا چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا.

”خیر.... تم جاؤ جا کر ایئرپورٹ جانے کے لیے تیار ہو, ماضی کو کسی اور دن یاد کریں گے." سرد آہ بھرتے ہوئے انہوں نے کہا پھر اپنے کمرے میں چلے گئے. الہان بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھا. ایک نظر آئینے میں اپنے حلیے کو دیکھنے کے بعد اس نے واڈروب میں سے لانگ کوٹ نکال کے بازو پر ڈالا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا باہر نکلا

''الہان! یہ لو۔۔علوی ہاؤس کی چابیاں" وہ گھر کے خارجی دروازے کے قریب کھڑا شوز پہننے میں مصروف تھا جب احتشام نے اسے متوجہ کر کے چابیاں اس کی جانب پھینکیں اور بلند آواز میں بولے

''ہم سب کی کچھ تصویریں لیتے آنا وہاں سے."

''اگر وہاں جانے کی ہمت کر پایا تو تصویریں بھی ضرور لے آؤں گا." کوٹ پہنتے ہوئے اس نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا. اس کے جانے کے دس منٹ بعد احتشام بھی گھر سے نکل گئے. ان کی گاڑی کا رخ بھی ایئرپورٹ کی ہی جانب تھا. الہان نے منع کیا تھا مگر وہ اسے ایک نظر دیکھنا چاہتے تھے. پتا نہیں کیوں الہان کے منہ سے اس کا ذکر سن کر انہیں لگا تھا کہ وہ وہی ہے. اپنے شک کی تصدیق کرنے کے لیے وہ جا رہے تھے. ان کا ارادہ تھا کہ بغیر الہان کی نظروں میں آئے وہ بس دور سے اسے دیکھ کر واپس آ جائیں گے.

....

کچھ لمحے پہلے ہی ان کی فلائٹ لینڈ ہوئی تھی. پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اسے عجیب سے احساس نے گھیر لیا تھا. اسے کبھی ناروے میں ایسی اپنائیت محسوس نہیں ہوئی تھی. وہ اپنے احساسات خود ہی سمجھنے سے قاصر تھی. حیرانی سے ارد گرد اپنے جیسے

ایشین نقوش کے لوگوں کو دیکھتے ہوئے وہ یہ سوچنے میں مصروف تھی کہ وہ سب اس کے جیسے ہیں شاید تبھی اسے اجنبیت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ حجر نے منہ پر سے ماسک ہٹا دیا اور سر سے ہیٹ بھی غائب تھی۔ بینگز میں کٹے اس کے بال اس کے ماتھے پر بکھرے تھے۔ ان بالوں سے اس کی بھنویں مکمل طور پر چھپ گئی تھیں۔ بینگز اور شولڈر کٹ اس کے بیضوی چہرے پر بہت اچھا لگ رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے سوٹ کیس کو گھسیٹتی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے باہر کی جانب جا رہی تھی۔

"حجر!" کیتھی کی آواز پر وہ جو ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھی اس کی جانب متوجہ ہوئی

"ہمم" فلائٹ کے دوران ان دونوں میں اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی اس لیے اب وہ انفارمل انداز میں ایک دوسرے کو مخاطب کر رہی تھیں۔

"یہ میرا نمبر ہے۔ تم لے لو۔ اپنی دوست کے متعلق ڈیٹیلز تم اس نمبر پر بھیج دینا۔" کارڈ پر نمبر لکھنے کے بعد وہ کارڈ حجر کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے تم پاکستان کس لیے آئی ہو؟" کارڈ تھام کر حجر نے سوال کیا

"ایک دوست سے ملنے آئی ہوں۔ تم کیوں آئی ہو؟"

"میں کریمنل سائیکالوجسٹ ہوں اور یہاں ایک کیس کے سلسلے میں آئی ہوں۔"

New Era Magazine

"اچھا سہی" باتوں کے دوران وہ پبلک ایریا میں آگئی تھیں۔ وہ دونوں سب سے پہلے نکلنے والی مسافر تھیں۔ کیتھی ارد گرد دیکھ رہی تھی غالباً وہ اپنے دوست کو تلاش کر رہی تھی جبکہ حجر کسی ایسے فرد کی تلاش میں نظریں دوڑا رہی تھی جس کے ہاتھ میں اس کے نام کا بورڈ ہو۔ یہ اس کا پہلا کیس تھا جو کہ پرائیویٹ کنسلٹری تھا ورنہ آج سے پہلے اس نے جتنے بھی کیس لیے تھے وہ سب اس ادارے کی جانب سے اسے دیے گئے تھے۔ پہلا تجربہ ہونے کے باعث وہ اندازہ نہیں لگا پا رہی تھی کہ ایئرپورٹ پر اسے ریسیو کرنے کون آئے گا۔

"پتا نہیں باس اب تک کیوں نہیں آئے۔ تمہیں بھی اپنے جاننے والا کوئی نہیں دکھا؟" کیتھی کے سوال کے جواب میں حجر نے نفی میں سر ہلایا۔

تیز رفتار سے گاڑی ڈرائیو کر کے وہ ایئرپورٹ پہنچا اس کے پہنچنے تک فلائٹ لینڈ ہو چکی تھی۔ ایک ستون کے پاس کھڑا ہو کر وہ آنے والے مسافروں کو دیکھنے لگا۔ ایک کے بعد ایک مسافر آرہے تھے مگر وہ دونوں تھیں کہ نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ اسے کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات تھے۔ زندگی میں پہلی مرتبہ وہ کسی کو رسیو کرنے آیا تھا اور جنہیں وہ رسیو کرنے آیا تھا وہ دونوں باہر آہی نہیں رہی تھیں۔ ان کی تلاش میں نظریں دوڑاتے ہوئے وہ تھوڑا آگے بڑھا تو وہ دونوں اسے دوسرے ستون کے قریب

ایک ساتھ کھڑی نظر آئیں. کیتھی کو تو وہ پہلی نظر میں پہچان گیا تھا مگر حجر کو پہچاننے میں اسے دقت ہوئی تھی کیونکہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ اسے مختلف حلیے نظر آئی تھی. مضبوط قدم اٹھاتا ہوا وہ ان دونوں کے قریب گیا. کسی کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر حجر اس کی جانب متوجہ ہوئی. الہان کی طرف نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر حیرانی چھائی کیونکہ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اسے ریسیو کرنے آئے گا. کیتھی کا رخ حجر کی جانب تھا اس لیے وہ الہان کو دیکھ نہیں پائی تھی.

الہان کے آنے کے کچھ دیر بعد ہی احتشام ایئرپورٹ آ گئے تھے اور وہ دور سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھے. پہلے تو وہ بیزار چہرہ لیے متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا مگر ایک جانب نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھوں میں شناسائی کے رنگ ابھرے. الہان کے قدموں کے رخ دو لڑکیوں کی جانب دیکھ کر وہ بھی ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئے. ان کی نظریں ان میں سے ایک لڑکی پر ٹک گئیں. بلیک لانگ کوٹ میں ملبوس بیضوی چہرے, کالی آنکھوں اور سرخ و سفید رنگ والی حجر میں انہیں آنیہ کا عکس نظر آیا تھا. اسے ایک نظر دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہارون اور آنیہ کی بیٹی ہے.

....

"Once you eliminate the impossible, whatever remains, no matter how improbable, must be truth." (Arthur Canan Doyle)

(ایک دفعہ جب ناممکنات کا خاتمہ کر دیا جائے, تو جو بچے گا, چاہے کتنا بھی خلاف قیاس کیوں نہ ہو, سچ ہو گا.)

....

برقی قمقموں سے جگمگاتے ایئرپورٹ پر وہ دونوں ایک دوسرے کے روبرو کھڑے تھے. کالی آنکھیں, ڈارک براؤن آنکھوں سے ٹکرائیں تو ان میں شناسائی کے رنگ ابھرے. ماتھے پر بکھرے بال, ڈارک براؤن آنکھیں, عنابی لب جو مسکرانا بھول چکے تھے, بڑھی ہوئی شیو, بے تاثر چہرہ اور کوٹ کی جیب میں چھپا دائیاں ہاتھ۔ اس کی شخصیت میں کچھ ایسا تھا جو حجر کو ٹھٹکنے پر مجبور کرتا تھا. ان دونوں سے چند قدم کے فاصلے پر رک کر الہان بولا

"ہیلو لیڈیز! کیسی ہیں آپ دونوں؟" اس کی آواز پر کیتھی اس کی جانب متوجہ ہوئی.

"ایک دم فٹ... آپ حجر کو جانتے ہیں؟" اس کے سوال کا جواب دینے کے بعد کیتھی نے سوال کیا

''تھوڑا بہت'' اسے جواب دینے کے بعد وہ حجر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

''مس حجر! کیسی ہیں آپ؟'' حجر جو اس کے بے تاثر چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھنے میں مصروف تھی اس کی آواز پر متوجہ ہوئی

''بالکل ٹھیک''

''فلائٹ میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟'' اس نے اگلا سوال کیا

''نہیں'' حجر نے ایک لفظی جواب دیا۔ اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے وہ پارکنگ کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے پیچھے قدم اٹھا رہی تھیں۔ چلتے چلتے ایک دم سے وہ رکا اور پھر مڑا۔ اس کے رکنے پر وہ دونوں بھی رک کر سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگیں۔

''یہ مجھے دے دیں۔'' الہان سوٹ کیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ اس کی بات پر ایک لمحے کے لیے حجر کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کرے۔ شروع سے ہی وہ اکیلی ٹریول کرتی آئی تھی اسلیے وہ اس سب کی عادی نہیں تھی۔

''میں خود پکڑ لوں گی۔'' حجر نے انکار کیا۔

''یقین کریں لے کر نہیں بھاگوں گا۔'' الہان بولا

"دے دو حجر ہمارے باس بڑے نفیس انسان ہیں. ان کو یہ قطعاً گوارا نہیں کہ وہ خالی ہاتھ ہوں اور ایک لڑکی اتنا بھاری سوٹ کیس لے کر چلے. تم دے دو نہیں" اسے شش و پنج کا شکار دیکھ کر کیتھی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی. اس کے اصرار پر حجر نے سوٹ کیس اس کی جانب بڑھا دیا.

"تم تو مجھے باس مت کہا کرو" الہان اس کے باس کہنے پر چڑ کر بولا۔

"پیٹر اور سائمن آپ کو باس کہتے ہیں. ان کے منہ سے باس سن سن کر میں بھی باس کہنے لگ گئی ہوں." کیتھی مسکراتے ہوئے بولی. سائمن کے نام پر حجر متوجہ ہوئی. وہ کیتھی سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ الہان اور سائمن کو کیسے جانتی ہے مگر پھر اپنے سوال کو دبا گئی.

"ویب سائٹ کا کام کیسا چل رہا ہے؟" اس نے بکھرے بال ہاتھ سے ٹھیک کرتے ہوئے سوال کیا.

"اچھا چل رہا ہے. آپ کے دیے کیس پر بھی کام ہو رہا ہے. آپ بتائیں کہ یہ ہنٹر گیم کیا سوچ کر بنائی تھی آپ نے. دھوم مچی ہوئی ہے ہر جگہ اس گیم کی. مگر یہ آٹھ گھنٹوں والی قید کا کیا چکر ہے؟" کیتھی کی بات پر حجر کے کان کھڑے ہوئے.

"پلییئر کی اڈکشن بریک کرنے کے لیے ہے یہ قید" الہان کے جواب سے کیتھی تو مطمئن ہو گئی تھی مگر یہ جواب حجر کو مطمئن نہ کر پایا تھا. باتوں کے دوران وہ لوگ گاڑی تک پہنچ گئے تھے. گاڑی کا لاک کھول کر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود سامان ٹرنک میں رکھنے لگا. وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں.

"تم سائمن کو جانتی ہو؟" حجر نے سوال کیا

"ہمم! یونیورسٹی فیلو ہے وہ میرا. باس کے گروپ کا ہی ہے وہ بھی. یونیورسٹی میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ ایک ساتھ تھے اور اگر کبھی ہمارے لیپ ٹاپ میں کوئی مسئلہ ہو جاتا تو ہم کمپیوٹر پروگرامنگ یعنی باس کے ڈیپارٹمنٹ کے طلباء سے ٹھیک کروانے جاتے تھے. باس کا گروپ چونکہ پروگرامنگ میں ایکسپرٹ تھا اس لیے زیادہ تر یہ لوگ ہی ہماری مدد کرتے تھے اور یوں ہماری ان سے جان پہچان ہو گئی. یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ برقرار رہا. کئی مرتبہ ہم ایک دوسرے کو فیورز دے دیتے ہیں. اب بھی ایک سنگین مسئلہ حل کرنے کے لیے مجھے باس کی مدد کی ضرورت تھی اس لیے ان سے ملنے پاکستان آئی ہوں." کیتھی نے تفصیل بتائی اور ساتھ ہی سوال کیا

"تم باس اور سائمن کو کیسے جانتی ہو؟"

"سائمن اور میں سکول کے دوست ہیں. سائمن کے توسط ہی میری مسٹر سی ای او (الہان) سے ایک کیس کے سلسلے میں دبئ میں ملاقات ہوئی تھی. اسی کیس کی پروسیڈنگ کے لیے میں پاکستان آئی ہوں." حجر کی بات کے دوران ہی الہان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی.

"تم نے واپس کب جانا ہے کیتھی؟" الہان نے سوال کیا.

"ابھی تو مجھے پاکستان آئے ایک گھنٹہ نہیں ہوا اور آپ کو میرے جانے کی پڑ گئی ہے. حد ہے بھئی. میں نے تو سنا تھا کہ پاکستانی بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں مگر آپ کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ میں نے غلط سنا ہے." وہ ناراضگی سے بولی. ان کی گفتگو کے دوران حجر کھڑکی کے اس پار دوڑتے مناظر دیکھنے میں مصروف تھی. سڑکوں پر پھرتے لوگ اور وہ خوبصورت شہر حجر کی آنکھوں کو بہت بھا رہا تھا. اسے پہاڑوں کے بیچ بنا یہ شہر بہت پسند آیا تھا.

"ہماری مہمان نوازی پر شک مت کرو اور سیدھی طرح میرے سوال کا جواب دو کہ پاکستان میں کتنے دنوں کا سٹے ہے تمہارا؟"

”آج رات ہی واپس جانا ہے مجھے. بس آپ سے دو گھڑی بات کرنے کے لیے آئی ہوں کیونکہ فون پر تو آپ اویلیبل نہیں ہوتے. جب بھی فون کرو سائمن ہی فون اٹھاتا ہے اور ایک ہی بات کہتا ہے کہ باس ابھی مصروف ہیں." وہ جل کر بولی۔

”سائمن کو یہ آرڈر میں نے ہی دیا ہے. خیر تم یہ بتاؤ کہ تم ہوٹل جاؤ گی نا؟"

”ہمم! کچھ دیر آرام کروں." کیتھی کی بات پر اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا.

”آپ کا شہر بہت خوبصورت ہے باس. کیوں حجر؟" کیتھی نے حجر کو بھی گفتگو میں شامل کیا.

”ہمم!" حجر نے اس کی بات کی تائید کی.

”اگر میرے پاس وقت ہوتا تو میں ضرور اس شہر کے خوبصورت مقامات کو دیکھتی." کیتھی کے لہجے میں حسرت تھی. اس دوران وہ ہوٹل پہنچ گئے تھے.

”ہوٹل آگیا ہے کیتھی." گاڑی پارکنگ میں کھڑی کرتے ہوئے الہان بولا۔

”دو تین گھنٹے تک پک کر لیجیئے گا مجھے." اس نے الہان کو ہدایت دی.

”او کے" الہان نے جواب دیا

New Era Magazine

''اب جانے ہماری کب ملاقات ہو گی؟ ہو گی بھی یا نہیں؟ خیر تم اپنی دوست والے کیس کے لیے بے فکر رہنا میں دیکھ لونگی وہ کیس۔ ''اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کیتھی بولی۔ الہان خاموشی سے ان دونوں کی گفتگو گوش گزار کر رہا تھا۔

''جیسے ہی مجھے ٹائم ملے گا میں تفصیلات بھیج دوں گی۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ بائے'' حجر نے چند اختتامی کلامات کہے اور پھر وہ گاڑی سے نکل گئ۔ کیتھی کے ہوٹل میں داخل ہوتے ہی الہان نے گاڑی واپس موڑی۔ ان دونوں کے دوران خاموشی حائل تھی۔ حجر فون میں مصروف تھی جبکہ الہان مستعدی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس خاموشی کو الہان کے فون کی رنگ ٹون نے توڑا۔ کان میں لگی بلوٹوتھ ڈیوائس کا بٹن دباتے ہوئے الہان نے فون اٹھایا

''اسلام وعلیکم!'' اس کی گھمبیر آواز گاڑی میں گونجی۔ حجر اس کے سلام کی آواز پر متوجہ ہوئی۔ وہ اس لفظ اور اس کے معنی سے واقف تھی۔

''خیریت؟ کیا کوئی لاش ملی ہے؟'' لائن کے دوسری جانب سے کچھ کہے جانے پر وہ سوالیہ انداز میں بولا۔ حجر اس کی گفتگو سن رہی تھی مگر سمجھ نہیں پا رہی تھی کیونکہ الہان اردو میں بات کر رہا تھا۔

"لڑکی کڈنیپ ہوئی ہے؟ کب اور کیسے؟ کیا اس کے پاس سے بھی مرے ہوئے باز کی تصویر ملی ہے؟" چہرے پر پریشانی کے تاثرات لیے اس نے پے در پے سوالات کیے.

اس کے لہجے میں چھپی پریشانی اور کڈنیپ لفظ سن کر حجر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ کیس کے متعلق بات ہے.

"ٹھیک ہے۔ میں کچھ دیر میں تم سے رابطہ کرتا ہوں. تم تب تک اس لڑکی کے متعلق ساری معلومات اکٹھی کرو." کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کیا.

"کیس کے متعلق کوئی بات ہے؟" اس کو فون بند کرتا دیکھ کر حجر شستہ انگلش میں بولی.

"ہمم! ایک لڑکی دو دن پہلے اغواہ ہوئی ہے." اس کے جواب پر حجر کے چہرے پر تشویش چھائی.

"مجھے اس لڑکی کے گھر جانا ہے." کچھ دیر سوچنے کے بعد حجر بولی. الہان اس کی بات سن کر حیران ہوا. پوری رات سفر کرنے بعد وہ کچھ دیر پہلے پاکستان پہنچی تھی اور آتے ہی کرائم سین پر جانے کو تیار تھی.

"ابھی نہیں جا سکتے اس کے گھر۔۔۔ آپ کچھ دیر آرام کر لیں. کیس کے متعلق شام کو ڈسکس کریں گے." اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

New Era Magazine

''میرے آرام سے زیادہ اہم اس لڑکی جان ہے. اپنے آرام کی خاطر میں اس کی زندگی داؤپر نہیں لگا سکتی. آج اس اغواہ کار نے ایک لڑکی اغواہ کی ہے کل وہ کسی دوسری کو بھی اغواہ کر سکتا ہے. ہمیں جتنی جلدی ہو سکے اسے روکنا ہے.'' اس کے لہجے میں جانے ایسا کیا تھا جس نے الہان کو چپ ہونے پر مجبور کر دیا. بغیر کچھ کہے اس نے سڑک کی ایک جانب گاڑی کھڑی کی اور فون پر ایک نمبر ملایا. حجر خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی.

''اسلام علیکم! مجھے اس لڑکی کے گھر کا اڈریس سینڈ کرو.'' دھیمے لہجے میں فون کے دوسری جانب موجود شخص سے کہا.

''ٹھیک ہے. میں انتظار کر رہا ہوں.'' کہتے ساتھ اس نے فون بند کیا.

''کوئی لاش ملی اب تک؟'' حجر نے سوال کیا

''نہیں. پولیس نے سارا شہر چھان مارا ہے مگر کہیں سے کچھ نہیں ملا.'' بات کے دوران ہی اس کے فون پر میسج آیا جس میں غالباً اس لڑکی کے گھر کا اڈریس بھیجا گیا تھا. اڈریس موصول ہوتے ہی الہان نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی. کچھ دیر میں وہ لوگ اس لڑکی کے گھر کے باہر موجود تھے. خستہ سے اس دو منزلہ مکان کے باہر میڈیا والوں کا

New Era Magazine

جمگھٹا جمع تھا۔الہان نے گاڑی وہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی۔آنکھوں پر شیڈز اور منہ پر ماسک لگا کر حجر کو مخاطب کرتے ہوئے

"مس حجر آپ کچھ دیر یہاں انتظار کریں۔"اسے ہدایت دے کر جواب کا انتظار کیے بغیر وہ گاڑی سے باہر نکلا گیا۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ رپورٹرز کے ہجوم سے گزر کر نیلے رنگ کے پولیس یونیفارم میں ملبوس ایک شخص کے پاس گیا۔اسے دیکھ پولیس یونیفارم میں ملبوس اس شخص کی نگاہوں میں شناسائی کے رنگ آئے

"یہ سب کیا ہے رضا؟ان میڈیا والوں کو کس نے بلایا ہے؟انہیں ہٹائیں یہاں سے" قریب جا کر وہ اس اے ایس پی رضا حمید کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"سر....ہم انہیں ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔مگر یہ بضد ہیں کہ اغواہ شدہ لڑکی کے لواحقین کا انٹرویو لے کر جائیں گے۔"رضا نے وضاحت دیتے ساتھ ہی وہ ایک فائل الہان کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا

"یہ فائل ہے اس میں اس لڑکی کے متعلق ساری معلومات درج ہیں۔"

"مس حجر میرے ساتھ ہیں۔انہوں نے لڑکی کے گھر والوں سے بات چیت کرنی ہے۔کسی طرح ان میڈیا والوں کا دھیان بٹاؤ میں نہیں چاہتا کہ ان کے پاکستان پہنچنے کی خبر میڈیا تک پہنچے۔"اس کے ہاتھ سے فائل لیتے ہوئے وہ بولا

"میں ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرتا ہوں۔ آپ اس دوران انہیں اندر لے جائیں۔" اس کی بات پر الہان سر ہلاتے ہوئے دوبارہ گاڑی کی طرف آیا۔ حجر اسے میڈیا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پولیس سے کچھ کہتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ رپورٹرز کو ہٹانے کا کہہ رہا ہے۔ اس نے کندھے پر پہنے بیگ میں سے ماسک اور سرجیکل گلوز نکالے۔ کسی ہنگامی صورت حال کے پیش نظر وہ یہ سب چیزیں ہر وقت اپنے بیگ میں رکھتی تھی۔ ماسک سے منہ چھپانے کے بعد اس نے گلوز کوٹ کی پوکٹ میں ڈال لیے۔ ماسک سے چھپا اس کا چہرہ دیکھ کر الہان نے تشکر آمیز سانس لی کیونکہ وہ خود بھی یہی چاہتا تھا۔ بیک سیٹ کا دروازہ کھول کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے الہان بولا

"اس فائل میں اغواہ ہونے والی لڑکی کے متعلق ساری معلومات درج ہے۔ اسے ایک نظر دیکھ لیں پھر اس کے گھر والوں سے ملتے ہیں۔" حجر فائل کھول کر پڑھنے لگی۔

"دیکھ لی ہے فائل اب چلیں؟" چند لمحوں بعد وہ بولی

"میڈیا والوں کے کیمروں سے بچنے کی کوشش کریے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے حجر گاڑی سے باہر نکلی۔ اس کے باہر آتے ہی الہان نے قدم بڑھائے۔ وہ اس کے دائیں جانب ایک قدم کے فاصلے سے چل

رہی تھی۔انہیں گاڑی سے باہر نکلتا دیکھ کر وردی میں ملبوس رضا رپورٹرز کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ آج صبح ہی فصیحہ جمیل کے اغواہ کی رپورٹ درج کروائی گئی ہے۔اغواہ کے اس کیس میں بھی مرے ہوئے باز کی تصویر برآمد ہوئی ہے اوراس تصویر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اغواہ کا کیس پچھلے کیسز سے جڑا ہوا ہے۔ فصیحہ جمیل کی عمر لگ بھگ بیس سال کے قریب تھی۔ سنہری بال اور ہاتھوں پر پھلبہری کے باعث دھبے تھے۔اگر آپ کو ان خدوخال کی کوئی لڑکی ملے تو جلد از جلد پولیس کو اطلاع دیں۔ فصیحہ جمیل کے گھر والے اس وقت کوئی بھی بیان دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ باقی اپڈیٹس آپ کو وقتاً فوقتاً ملتی رہیں گی۔"تمام رپورٹرز اور کیمرامین اے ایس پی رضا حمید کے بیان ریکارڈ کرنے میں مصروف تھے۔اسی دوران وہ دونوں سر جھکائے اس بوسیدہ سے مکان کے اندر چلے گئے۔ان کے ساتھ ایک پولیس انسپکٹر بھی تھا جو شاید رضا حمید کے کہنے پر ان کے ساتھ آیا تھا۔گھر میں داخل ہوتے ہی حجر کی نگاہ سب سے پہلے فربہہ مائل فصیحہ کی ماں سے ٹکرائی۔وہ لاؤنج نما جگہ میں رکھے واحد لکڑی کے صوفے پر بیٹھی تھیں۔انہیں اندر آتا دیکھ کر وہ انجان نظروں سے ان کی جانب دیکھنے لگیں۔

''مسز جمیل (فصیحہ کی ماں) میں حجر ہوں. اس کیس کو حل کرنے کے لیے آئی ہوں.
آپ کی بیٹی فصیحہ کے متعلق سن کر بہت افسوس ہوا ہے مجھے مگر آپ بے فکر رہیں میں
پوری کوشش کروں گی کہ وہ سہی سلامت آپ تک واپس پہنچ جائے." حجر ان کے
قریب بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے انہیں تسلی دینے لگی. انگلش میں کہی گئی اس کی
بات سمجھ تو نہیں پائی تھی مگر اس کا انداز اور فصیحہ کے نام پر ان کی آنکھوں سے
آنسوؤں کی برسات ہونے لگی تھی. الہان حجر کے اپنائیت بھرے انداز پر حیران ہوتا
ہوا تھا مگر اپنی حیرانی کا اظہار کرنے سے گریز کرتے ہوئے وہ حجر کو مخاطب کرتے
ہوئے بولا

''مس حجر! انہیں انگلش نہیں آتی."

''او... یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے. اگر یہ میری بات سمجھ نہیں پائیں گی تو جواب کیسے دیں
گی." اس نے افسوس سے سر جھٹکا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

''مسٹر سی ای او! آپ ایسا کریں کہ میری بات ٹرانسلیٹ کر کے ان تک پہنچا دیں اور ان
کی بات مجھ تک" اس کی بات پر الہان نے سر ہلایا اور اس کی انگلش میں کہی گئی بات کا
اردو ترجمہ مسز جمیل کو بتانے لگا.

New Era Magazine

"کیا یہ وہی سائیکالوجسٹ ہے جس نے باہر کے ملک سے آنا تھا؟" الہان کی بات سن کر مسز جمیل نے سوال کیا

"ہمم... یہ وہی ہے." الہان نے جواب دیا. اس دوران حجر جو خاموشی سے ان دونوں کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھی الہان کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

"مسٹر سی ای او! ان سے پوچھیں کہ اغواہ سے چند دن پہلے انہوں نے فصیحہ کے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی؟" الہان نے اس کی بات مسز جمیل تک پہنچائی

"نہیں فصیحہ کا رویہ نارمل تھا." مسز جمیل کی کہی گئی بات پھر الہان نے حجر تک پہنچائی.

"آخری بار آپ کب اس سے ملی تھیں؟" حجر نے سوالات کا سلسلہ شروع کیا اور الہان ٹرانسلیٹر کے فرائض سرانجام دینے لگا.

"دو دن پہلے صبح کے وقت میری اس سے بات ہوئی تھی. اس کے بعد وہ کالج چلی گئی تھی. جاتے وقت وہ مجھے کہہ کہ گئی تھی کہ کالج میں منعقد ہونے والے کسی فنکشن کے باعث وہ لیٹ گھر آئے گی. میں دوپہر سے اس کے انتظار میں بیٹھی تھی. دوپہر سے شام ہوئی اور شام سے رات مگر صبح کی گھر سے نکلی میری بیٹی واپس نہ آئی." بات کے

New Era Magazine

اختتام پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں. انہیں روتے دیکھ کر حجر ان کے ہاتھ کی پشت سہلا کر انھیں تسلی دینے دی.

''اس کے واپس نہ آنے پر آپ نے فوراً پولیس سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"اس نے اگلا سوال کیا.

''میں اس وقت گھر میں اکیلی تھی."

''آپ کے شوہر اور بیٹا اس وقت کہاں تھے؟"حجر کا انداز پروفیشنل تھا.

''میرے شوہر کی چند سال پہلے وفات ہو گئی تھی اور میرا بیٹا اپنے سسرال گیا تھا."

''اس کا سسرال کہاں ہے؟آپ نے اسے فون کر کے فصیحہ کی گمشدگی کے متعلق کب بتایا تھا؟"

''پشاور میں ہے اس کا سسرال. فصیحہ کے واپس نہ آنے پر شام کے وقت میں نے اسے فون کیا تھا اور رات وہ واپس آ گیا تھا."

''اپنے بیٹے کے واپس آ جانے کے بعد آپ نے رپورٹ درج کیوں نہیں کروائی؟دو دن بعد رپورٹ درج کیوں کروائی ہے؟"

''بیٹا! ہم سفید پوش لوگوں کے پاس صرف عزت ہی ہوتی ہے جس کے سہارے ہم اپنی زندگی گزارتے ہیں. اپنی عزت بچانے کے لیے ہم دو دن خاموش رہے اور اس

امید پر بیٹھے رہے کہ وہ شاید خود ہی واپس آجائے مگر آج صبح جب میرے بیٹے کو خبر ملی کہ دو دن پہلے گلی کے کنارے پر مرے ہوئے باز کی تصویر ملی ہے تو وہ مزید خاموش نہ رہ سکا۔" الہان نے ان کے سارے جوابات حجر تک پہچائے۔ اس گفتگو کے دوران پولیس انسپکٹر خاموش تھا۔

"کیا میں فصیحہ کا کمرہ دیکھ سکتی ہوں؟ حجر نے اجازت مانگی۔

"ضرور۔ صمد جاؤ انہیں بہن کے کمرے میں لے جاؤ" وہ اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے بولیں جو کچھ دیر پہلے ہی گھر میں داخل ہوا تھا۔ بتیس سالہ صمد ماں کی بات پر عمل کرتے ہوئے خاموشی سے انہیں دوسری منزل پر بنے فصیحہ کے کمرے میں لے آیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی حجر نے طائرانہ نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ ایک دیوار کے آگے پڑا بیڈ، خستہ سی ڈریسنگ ٹیبل اور کپڑوں کے ڈھیر سے بھرا استری سٹینڈ۔ اس کمرے میں گنتی کی چیزیں تھیں۔ حجر نے پوکٹ سے سرجکل گلوز نکال کر ہاتھوں پر چڑھائے اور ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی چیزوں کا جائزہ لینے لگی۔ صمد انہیں اوپر چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا جبکہ الہان اور پولیس انسپکٹر کمرے کے دروازہ کے قریب کھڑے خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔ وہ بڑی باریک بینی سے ایک ایک چیز دیکھ کر تھی۔

New Era Magazine

ڈریسنگ ٹیبل کی سطح پر اسے چند سنہری رنگ کے بال ملے تھے جنہیں پولیس انسپکٹر کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولی

”انھیں کسی پیکٹ میں ڈال لیں۔" انسپیکٹر نے خاموشی سے وہ بال اس سے لے کر پلاسٹک بیگ میں ڈال لیے۔ ڈریسنگ ٹیبل کی اشیاء دیکھنے کے بعد وہ کھڑکی کی جانب بڑھی۔ اس کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہونے کے باعث اسے باہر کا منظر صاف نظر آرہا تھا اور باہر والوں کو اندر کا منظر واضح نظر آرہا تھا۔ اس گھر کے سامنے چھوٹی سی پارک تھی اور پارک کے اس پار اونچی بلڈنگ تھی۔

”سامنے والی بلڈنگ کمرشل ہے یا رہائشی ہے؟" اس نے سوال کیا۔ الہان نے اس کا سوال انسپکٹر تک پہنچایا

”رہائشی ہے۔ اس میں بہت سے اپارٹمنٹ ہیں جن میں لوگ کرائے پر رہتے ہیں۔" پولیس انسپکٹر نے جواب دیا۔

”پتا کریں کہ اس کمرے کے بالکل سامنے جو اپارٹمنٹ ہے اس میں کون مقیم ہے۔" اس نے آرڈر دیا اور پھر کمرے پر ایک آخری نگاہ ڈالنے کے بعد وہ سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل میں آئی۔ الہان اور انسپیکٹر نے بھی اس کی تقلید کی۔

"آخری مرتبہ فصیحہ سے آپ کی گفتگو کس موضوع پر ہوئی تھی؟" حجر نے مسز جمیل سے سوال کیا

"اغواہ والے دن صبح ناشتے کے وقت میری اس سے بات ہوئی تھی. اس دن ٹی وی پر الہان مرتضی کے توسط آپ کے پاکستان آنے کی خبر نشر ہوئی تھی. اسی موضوع پر ہماری بات ہوئی تھی." ان کی بات سن کر الہان کے چہرے کے تاثرات میں کھچاؤ آیا اور جب اس نے یہ بات حجر تک پہنچائی تو حجر کے بھی تاثرات بدلے

"حرف بہ حرف وہ گفتگو بتائیں." حجر کی بات کے جواب میں مسز جمیل نے اس دن فصیحہ سے ہونے والی گفتگو بتائی. وہ جیسے جیسے بتاتی جارہی تھی الہان کی آنکھوں میں برہمی بڑھتی گئی. اسے غصہ فصیحہ پر نہیں اس نیوز چینل پر آرہا تھا جس نے یہ خبر لیک کی تھی. حجر وقتاً فوقتاً اس کے تاثرات جانچ رہی تھی. ان کی بات ختم ہوتے ہی حجر نے واپسی کی راہ لی. گھر کے دروازے کے باہر سے رپورٹرز کا ہجوم ختم ہو چکا تھا. وہاں اب صرف چند پولیس والے کھڑے تھے.

New Era Magazine

''سامنے والی بلڈنگ کے اپارٹمینٹ میں رہنے والے تمام خاندان کے ریکارڈ ایک گھنٹے کے اندر اندر مجھے بھیجیں۔''گھر کے دروازے کے باہر رک کر وہ اے ایس پی رضا حمید کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

''ٹھیک ہے میم''وہ مودب انداز میں بولے۔

''باز کی تصویر کہاں سے ملی تھی۔؟''اس نے اگلا سوال کیا

''اگلی گلی کی دیوار پر چسپاں تھی باز کی تصویر''رضا نے جواب دیا۔اس گفتگو کے دوران الہان خاموش تھا کیونکہ رضا کو انگلش بولنی آتی تھی۔

''کہاں ہے وہ گلی؟ مجھے وہاں تک گائیڈ کریں۔''اس کی بات پر رضا سے اس جگہ تک لے گیا جہاں باز کی تصویر چسپاں تھی۔وہ جگہ زیادہ فاصلے پر نہیں تھی اس لیے وہ لوگ چلتے چلتے چند منٹوں میں وہاں تک پہنچ گئے تھے۔اس دیوار پر باز کی تصویر اسی انداز میں چسپاں تھی جیسے وہ اغواہ کار لگا کر گیا تھا۔ حجر غور سے اس تصویر کو دیکھنے لگی۔

''کیا آپ نے غور کیا ہے کہ اس تصویر میں اور پہلے جتنی تصویریں ملی تھیں ان سب میں فرق ہے؟''حجر بغیر کسی کو مخاطب کیے بولی۔اس کی بات پر الہان بھی متوجہ ہوا

''کیا فرق ہے؟''لمحے کی تاخیر کیے بغیر الہان نے سوال کیا۔

"اس تصویر میں اس باز کی آنکھیں کھلی ہیں. جب کہ پچھلی تمام تصویروں میں آنکھیں بند تھیں. "اس نے انہیں باز کی آنکھوں کی جانب متوجہ کیا. وہ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی تھی. ایک باز جس کے جسم میں تیر لگنے کے باعث وہ نڈھال تھا. اس کی بات سن کر الہان کے چہرے کے تاثرات بدلے. وہ شاید باز کی کھلی ہوئی آنکھوں کا مطلب جان گیا تھا. جان تو حجر بھی گئی تھی مگر ان دونوں نے ظاہر نہیں کیا کہ وہ مطلب جان گئے ہیں.

"فصیحہ کا کالج کس طرف ہے؟" حجر نے سوال کیا.

"یہاں سے مزید چند منٹوں کے فاصلے پر ہے."

"کالج جاتے وقت اغواہ کیا گیا تھا اسے یا کالج سے واپسی پر؟"

"کالج کی اساتذہ کا کہنا ہے کہ وہ کالج آئی تھی اور کلاس کی لڑکیوں کے مطابق وہ سب اکٹھی ہی کالج سے واپسی کے لیے نکلی تھیں."

"کالج کے گیٹ کے باہر لگے کیمروں کی فوٹیج نکلوائیں اور دیکھیں کہ کوئی مشکوک شخص کالج کے ارد گرد تھا یا نہیں. لڑکیوں سے بھی پوچھ گچھ کریں کہ کالج جاتے وقت یا واپسی کے وقت کوئی مشکوک شخص یا کوئی غیر معمولی چیز تو محسوس نہیں کی انہوں نے. "حجر نے رضا کو ہدایت دی. اب وہ لوگ واپس گاڑی کی جانب آ رہے تھے.

"اوکے میم"

"ڈیڈ باڈیز کی تلاش کہاں تک پہنچی ؟"اس نے اگلا سوال کیا.

"میم شہر کی گلی گلی چھان ماری ہے مگر کہیں سے کوئی ڈیڈ باڈی نہیں ملی. کیا آپ کو یقین ہے کہ بچے مر گئے ہیں ؟"

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ بچے مر گئے ہیں. آپ مجھے اسلام آباد کا میپ دیں. میں آپ کو چند جگہیں ہائی لائٹ کر دیتی ہوں. ڈیڈ باڈیز ان میں سے کسی جگہ پر موجود ہو نگی."

وہ پراعتماد انداز میں بولی.

"آج کے لیے اتنا ہی بہت ہے. کل سے پروپر انویسٹیگیشن کا آغاز کریں گے. کیوں مس حجر؟اب تو کسی کی جان کو خطرہ نہیں ہے نا؟"الہان کی بات پر حجر نے چبھی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا.

"سر ٹھیک کہہ رہے ہیں میم! کل آئی جی سے میٹنگ کے بعد ہی کیس کی کاروائی شروع کریں گے."رضا نے بھی مشورہ دیا.

"ٹھیک ہے."وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی. اس کی بات سنتے ہی الہان نے رضا سے ہاتھ ملایا اور گاڑی کی جانب بڑھ گیا حجر نے بھی اس کی تقلید کی. انہیں وہاں سے نکلتے نکلتے دوپہر ہو گئی تھی. گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے الہان بولا

’’مس حجر! آئم ایکسٹریملی سوری فار دیٹ۔ میں نے پوری کوشش کی تھی کہ آپ کے پاکستان آنے کی کوئی خبر میڈیا تک نہ پہنچے مگر کسی لوکل سے چینل نے یہ خبر لیک کر دی تھی۔" وہ واقعی شرمندہ تھا۔

’’مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معافی فصیحہ سے مانگیں جس کی جان اس خبر کے لیک ہونے سے خطرے میں پڑ گئی ہے۔" اپنی بات مکمل کر کے حجر ہاتھ میں پکڑی فائل کی جانب دوبارہ متوجہ ہو گئی۔

’’کیا مطلب؟" وہ ناسمجھی سے بولا

’’بہت جلد مطلب پتا چل جائے گا۔" اب کی بار وہ فائل سے نظریں ہٹائے بغیر بولی۔

اس کا انداز دیکھ کر الہان نے ہونٹ بھینچ کر خود کو مزید کچھ کہنے سے باز رکھا۔ باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ ایک بلڈنگ کے باہر گاڑی روکنے کے بعد وہ باہر نکلا اور ٹرنک سے سوٹ کیس نکالنے لگا۔ گاڑی رکتے ہی حجر بھی فائل بند کرتے ہوئے باہر نکلی۔ بلڈنگ کا مین گیٹ پار کر کے وہ لوگ پورچ میں آئے تھے جب الہان حجر کی جانب مڑا جو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے پیچھے آ رہی تھی۔

”مس حجر! یہ اپارٹمنٹ کی چابیاں ہیں. دوسرے فلور پر دائیں جانب بنا تیسرا اپارٹمنٹ ہے."اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے چابیاں بڑھائیں اور سوٹ کیس اس کی جانب بڑھایا.

”آپ یہاں آرام سے رہیں. اپارٹمنٹ میں ضرورت کی سب چیزیں موجود ہیں اور شام تک فل ٹائم میڈ بھی آجائے گی. اگر آپ کو کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو آپ مجھے کہہ سکتی ہیں."دھوپ کی تمازت سے چمکتے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے الہان بولا. آب وتاب سے چمکتا ہوا سورج الہان کی پشت پر تھا. سورج کی تیز روشنی کے باعث وہ اس کی جانب دیکھ نہیں پا رہی تھی. دائیں ہاتھ سے آنکھوں کو چبھنے والی دھوپ کو روکتے ہوئے وہ بمشکل بولی

"مجھے میڈ کی ضرورت نہیں ہے. میں اکیلے رہنے کی عادی ہوں اس لیے آپ اس میڈ کو آنے سے منع کر دیں."اسے سورج کی روشنی کہ وجہ سے ڈسٹرب ہوتا دیکھ کر الہان گھوم کر اس کی پشت کی جانب گیا. اسے مڑتے دیکھ کر حجر نے بھی رخ موڑا. اس سے ان دونوں کی پوزیشن swap ہو گئی تھی. اب سورج حجر کی پشت پر تھا اور الہان کا رخ سورج کی جانب تھا مگر آنکھوں پر لگے شیڈز کے باعث وہ تیز روشنی سے ڈسٹرب نہیں ہو رہا تھا.

''شکریہ "سورج کی روشنی سے بچانے کے لیے اس نے الہان کا شکریہ ادا کیا.

''شکریہ کی ضرورت نہیں ہے اور رہی بات میڈ کی تو میں اس کو نہیں ہٹا رہا. یہ ناروے نہیں ہے جہاں آپ اکیلی سہولت سے رہ رہیں تھیں. یہ پاکستان ہے جہاں ایک لڑکی کا اکیلے رہنا بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہی کہہ لیں. وہ میڈ ویل ٹرینڈ ہے اور درحقیقت اسے آپ کی سکیورٹی کے لیے رکھا گیا ہے. "کندھے اچکاتے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی. اس کا ہٹ دھرم انداز حجر کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا.

''مجھے اپنی حفاظت کرنا اچھے سے آتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ آپ اسے ہٹا دیں ورنہ میں خود اس کا انتظام کر لوں گی. "وہ دانت پیس کر بولی.

''آپ اسے جو مرضی کہہ لیں وہ یہاں سے کہیں نہیں جائے گی. کل صبح آپ کی آئی جی کے ساتھ میٹنگ ہے. میٹنگ کے بعد آپ کو پولیس فورس اور اس کیس کو اپنے طریقے سے حل کرنے کی اختیارات دے دیے جائیں گے. میں کل صبح آپ کو دس بجے پک کروں گا. "وہ سہولت سے بولا۔

''میں خود چلی جاؤں گی. "

''آپ کے لیے یہی بہتر ہے کہ آپ اکیلی گھر سے باہر نہ نکلیں. صبح میرا ویٹ کیجیے گا. "

اپنی بات کہہ کر وہ مڑنے لگا تھا مگر حجر کی پکار نے اس کے قدم روک لیے۔

”مسٹر سی ای او! صبح آئی جی سے میٹنگ کے بعد، میں آپ سے انٹیرو گیشن کروں گی۔"

”آپ مجھے شک کے کٹہرے میں کھڑا کر رہی ہیں؟" وہ دائیں آبرو اٹھا کر سوالیہ انداز میں بولا۔

”بالکل نہیں... میں بس وہ بات جاننا چاہ رہی ہوں جسے آپ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دبئی میں جو سوالات میں نے کیے تھے کل ان کے جوابات سوچ کر آیئے گا اور اس دفعہ کوشش کیجئے گا جوابات ایسے ہوں جن سے میں مطمئن ہو جاؤں۔" اس کے انداز میں کوئی رعایت نہیں تھی۔

”میں آپ کے سوالات کے جواب دے چکا ہوں۔" وہ بے تاثر چہرے اور سرد لہجے میں بولا۔

”یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہ وہ جوابات جھوٹ تھے۔ امید ہے کہ کل آپ مجھے سچ بتائیں گے اور بے فکر رہیں میں آپ کے راز کسی کو نہیں بتاؤں گی۔" وہ جتانے والے انداز میں بولی اور بلڈنگ کے اندرونی گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔ پیچھے کھڑا الہان اس وقت تک اس کی پشت کو دیکھا رہا جب تک وہ گیٹ کہ اس پار گم نہ ہو گئی۔

"کیوں مجھے گھسیٹ رہی ہے یہ اس کیس میں؟ یہ اتنی ہٹ دھرم کیوں ہے پھپھو؟ کس پہ چلی گئی ہے؟ آپ اور ہارون چچا تو ایسے نہیں تھے۔" وہ منہ میں بڑابڑایا۔ پھر منہ سے نکلے لفظوں پر غور کیے بغیر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا وہ گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

اسے اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا کہ بے دھیانی میں ہی سہی وہ اس حقیقت کو مان گیا تھا کہ وہ ہارون اور آنیہ کی بیٹی ہے۔

....

1990 ماڈل کی سوزوکی اپنی منزل کی جانب رواں تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ہارون بیٹھا تھا اور پسنجر سیٹ پر آنیہ براجمان تھی۔ آنیہ کی گود میں حجر سوئی ہوئی تھی۔

"اپنا موڈ ٹھیک کر لو آنیہ۔ ہم بس پہنچنے والے ہیں۔" آنیہ کو منہ بنائے بیٹھے دیکھ کر ہارون بولا۔

"کچھ نہیں ہوا میرے موڈ کو۔" وہ اس کی جانب رخ کرتے ہوئے بولی۔

"سارا راستہ ایک لفظ نہیں کہا تم نے اور تمہاری یہ خاموشی ظاہر کرتی ہے کہ تمہارا موڈ خراب ہے۔"

"آپ کو کون سا فرق پڑ گیا ہے میرے خراب موڈ سے۔"

”آنیہ! تم جانتی ہو کہ تمہارے خراب موڈ سے سب سے زیادہ فرق مجھے ہی پڑتا ہے."

اس کی بات کے جواب میں وہ خاموش رہی.

”کچھ نہیں ہو گا آنیہ! اتنے سالوں سے اس انجان شخص کے خوف کے زیر اثر تم نے گوادر میں قدم نہیں رکھا. اپنے اس خوف کو ختم کرو اور میری بات سمجھنے کی کوشش کرو. اللہ یار بزنس پارٹنر کے علاوہ میرا دوست بھی ہے اور بہت عرصے سے وہ ہمیں اپنی حویلی بلا رہا ہے. پچھلے ہفتے الہان کی برتھ ڈے پارٹی پر بھی اس نے کتنا اصرار کیا تھا. چند گھنٹوں کے لیے ہی تو آئے ہیں گوادر اور اب تم اکیلی نہیں ہو. میں، مرتضی اور الہان تمہارے ساتھ ہیں. ان تین جوانوں کی موجودگی میں تمہے کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے." اس کا ہاتھ تھام کر ہارون نے اسے یقین دلایا.

”مجھے لگ رہا کہ کچھ برا ہونے والا ہے."

”تمہارا وہم ہے آنیہ"

”جو میں محسوس کر رہی ہوں آپ وہ نہیں سمجھ سکتے۔" اس کے چہرے پر پریشانی تھی.

”الٹی سیدھی باتیں مت سوچا کرو. اچھی اچھی باتیں سوچا کرو۔" ہارون نے مشورہ دیا

”مثلاً کون سی اچھی باتیں؟" وہ بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

"ماضی کی بجائے تم مستقبل کے بارے میں سوچو۔ حجر کے بارے میں سوچا کرو۔اس کو مستقبل میں کس مقام پر دیکھنا چاہتی ہو؟"ہارون نے اس کا دھیان ہٹانے کے لیے سوال کیا۔

"میں بس اسے اپنے آس پاس دیکھنا چاہتی ہوں۔اپنی نظروں کے سامنے۔"

"محترمہ بیٹیاں پرائی ہوتی ہیں۔ایک نہ ایک دن اس نے ہم سے دور چلے جانا ہے۔" ہارون مسکراتے ہوئے بولا

"ابھی ایک سال کی ہے حجر اور آپ کو ابھی سے اس کی شادی کی ٹینشن پڑ گئی ہے۔بے فکر رہیں آپ, میں نے اس کی شادی کا بھی سوچ رکھا ہے۔شادی کے بعد بھی میرے پاس ہی رہے گی یہ۔"سوئی ہوئی حجر کو محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے وہ بولی

"ایک تو تم خواتین کی پلیننگز...زندگی کے اگلے لمحے کا بھروسہ نہیں اور تم سالوں کی پلیننگ کیے بیٹھی ہو۔"ہارون کی بات کے جواب میں آنیہ نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔اپنی مسکراہٹ سے اس نے ہارون کو تو مطمئن کر دیا تھا مگر اس کا دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔

گوادر کی فضائیں اس کا دل ہولا رہی تھیں, اسے اندیشہ دے رہی تھیں کہ کچھ برا ہونے والے ہے۔وہ چاہ کر بھی اپنے اس وہم سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پا رہی تھی۔وہ اسی کشمکش کا شکار تھی جب ہارون نے اللہ یار کی حویلی کے باہر گاڑی روکی۔حجر کو کندھے

سے لگاتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر نکلی اور اس حویلی کا جائزہ لینے لگی. مغلیہ فن تعمیر پر بنی وہ حویلی آنیہ کی توجہ کا مرکز تھی. خوبصورت باغ کے بیچ و بیچ بنے راستے سے گزرتے ہوئے وہ حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھے. اندرونی گیٹ کے پار اللہ یار ان کے استقبال کے لیے کھڑا تھا. سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ کندھوں پر روایتی اجرک اوڑھے ہوئے تھا. انہیں آتا دیکھ کر اللہ یار نے شعر بولا

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

"اسلام و علیکم!" اس کے شعر پر مسکراتے ہوئے ہارون بولا.

"و علیکم سلام! سفر کیسا رہا؟ بھابھی کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟" ہارون سے گلے مل کر اس نے سوال کیا

"نہیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی." آنیہ مسکراتے ہوئے بولی

"تشریف لائیں" اس نے انہیں اندر کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا. بڑے سے صحن کے چاروں طرف کمرے تھے. اللہ یار انہیں دائیں جانب بنے دوسرے کمرے میں لے گیا. وہ مہمان خانہ تھا جہاں لکڑی کے صوفوں کے بیچ ٹیبل رکھی گئی تھی. وہاں مرتضیٰ کی فیملی پہلے ہی براجمان تھی.

"پھپھو! دیکھیں ہم آپ سے جیت گئے ہیں. ہم پہلے آئے ہیں. "الہان آنیہ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا.

"الہان! پھپھو کو بیٹھ تو لینے دو "فرح دھیمے لہجے میں بولی.

"کوئی بات نہیں بھابھی "اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے آنیہ بولی.

"بڑی دیر کر دی تم لوگوں نے آنے میں "مرتضی ہارون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا.

"راستے میں کچھ دیر رکے تھے اس لیے دیر ہو گئی. "ہارون نے جواب دیا.

"ہارون چچا واپسی پر میں آپ کی گاڑی میں بیٹھوں گا. "الہان ہارون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"ابھی سے جانے کی فکر پڑ گئی ہے آپ کو. "اللہ یار مسکراتے ہوئے بولا. اسی دوران ایک عورت اور بچہ اندر داخل ہوا. بچے کی عمر لگ بھگ چھ سال تھی جبکہ وہ عورت تقریباً آنیہ کی ہی عمر کی تھی. اس عورت نے روایتی بلوچی چادر اوڑھ رکھی تھی.

"اسلام و علیکم! "اندر آتے ہی اس عورت اور بچے نے سلام کیا.

"یہ میری بیوی ہے کنول "اللہ یار نے اس عورت کا تعارف کروایا. آنیہ اور فرح آگے بڑھ کر کنول کے گلے لگیں.

''اور یہ میرا بیٹا ہے بہرام'' اپنی بیوی کا تعارف کروانے کے بعد اللہ یار نے بہرام کا تعارف کروایا۔ بہرام کو دیکھ کر الہان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ وہ وہاں بڑوں میں بیٹھا بور ہو رہا تھا تبھی اپنی عمر کے بچے کو دیکھ کر اسے خوشی محسوس ہوئی۔

''بہرام جاؤ الہان کے ساتھ پچھلے باغ میں کھیلو اور اس کا خیال رکھنا'' اللہ یار کی بات پر الہان مسکراتا ہوا بہرام کے پاس گیا۔

''جی بابا سائیں'' بہرام سر ہلاتا ہوا الہان کو لے کر باہر نکل گیا۔

''احتشام چلا گیا واپس؟'' اللہ یار نے سوال کیا۔

''ہمارے ساتھ ہی وہ بھی گھر سے ایئرپورٹ کے لیے نکل گیا تھا۔ اس دفعہ بہت کم وقت کے لیے آیا تھا ورنہ عام طور پر تو ایک مہینے کی چھٹی پر آتا ہے۔'' مرتضیٰ نے تفصیل بتائی

''سہی'' اللہ یار نے جواب دیا۔ باتوں کا سلسلہ یونہی ہی چلتا رہا۔ کچھ دیر بعد الہان اور بہرام بھی واپس آ گئے تھے۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا اور پھر شام ہوتے ہی انہوں اللہ یار سے اجازت چاہی

''اللہ یار اب ہمیں اجازت دو۔ سفر خاصا لمبا ہے اسلیے ہمیں اب نکلنا چاہیے۔'' مرتضیٰ بولا۔

New Era Magazine

''آج کی رات یہاں ہی رہ لو۔اندھیرا ہونے والا ہے اس وقت جانا مناسب نہیں۔''اللہ یار نے مشورہ دیا

''نہیں یار...میری بہن اسی شرط پر آئی ہے کہ ہم آج یہاں رکیں گے نہیں۔تم بے فکر رہو ہم چلے جائیں گے۔''مرتضی مسکراتے ہوئے بولا۔

''مرضی ہے تم لوگوں کی۔خیر آنے کے لیے بہت بہت شکریہ''چند مزید اختتامی کلامات ادا کرنے کے بعد وہ لوگ گاڑیوں میں بیٹھے۔آنیہ حجر کو لے کر پسنجر سیٹ پر بیٹھی تھی,ہارون ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ الہان اپنے ماں باپ کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے ان کی گاڑی میں بیک سیٹ پر بیٹھا تھا۔ہارون کے گاڑی ریورس کرنے کے دوران الہان کی نظریں حویلی کی بیک سائیڈ پر بنے باغ پر ٹکی تھیں۔

''کہاں دیکھ رہے ہو الہان؟''اس کو مسلسل باغ کی طرف دیکھتا پا کر آنیہ نے سوال کیا۔

''کہیں نہیں۔''اس نے جواب دیا۔اسی دوران ہارون نے گاڑی چلائی تو حویلی اور وہ باغ بہت پیچھے رہ گیا۔

''الہان!!!اچھے بچے جھوٹ نہیں بولتے۔سچ سچ بتاؤ کیا بات ہے؟''آنیہ اس کے ہر انداز سے واقف تھی کیونکہ وہ شروع سے ہی اس سے اٹیچ تھا۔

”پھپھو! جب میں بہرام کے ساتھ حویلی کے باغ میں کھیلنے گیا تھا تب میں نے وہاں ایک انکل کو دیکھا تھا. وہ پہلے کتنی دیر مجھے گھورتے رہے پھر.."وہ ہچکچاتے ہوئے کہتے کہتے رک گیا

”پھر.."آنیہ کا دل کانپا تھا مگر اس نے اپنا خوف ظاہر نہیں ہونے دیا.

”اس نے کچھ کہا تو نہیں آپ کو؟"آنیہ نے ایک بار پھر سوال کیا

”کہا تو کچھ بھی نہیں تھا اور ان کے گھورنے کی وجہ سے میں اندر آ گیا تھا. پھر کھانے کے بعد جب میں ڈرائنگ روم میں بنی کھڑکی سے باہر دیکھا تو وہ انکل وہاں ہی کھڑے تھے. اسی پوزیشن میں کھڑے تھے وہ مگر اب وہ مجھے نہیں دیکھ رہے تھے."

”کس کو دیکھ رہے تھے وہ؟"وہ اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے بولی. ہارون ان کی گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا.

”وہ....آپ دونوں کو گھور رہے تھے."

”آپ کو کیسے پتا چلا کہ وہ ہمیں دیکھ رہے تھے؟"اب کی بار ہارون نے سوال کیا

”وہ میرے پیچھے کسی کو دیکھ رہے تھے اور میرے پیچھے آپ اور پھپھو کھڑے تھے."

”آنیہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے. ضروری نہیں کہ وہ وہی شخص ہو."

ہارون نے آنیہ کو تسلی دی. اس کی بات کے جواب میں آنیہ غیر مرئی نقطے پر نگاہ جمائے

خاموش بیٹھی رہی۔اس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر ہارون نے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی اور یہی وہ موقع تھا جب بندوق چلنے کی آواز آئی۔بندوق کی گولی آ کے ان کی گاڑی کے ٹائر میں لگی جس سے ٹائر پھٹا اور سٹیرنگ پر گرفت مضبوط نہ ہونے کے باعث گاڑی کنٹرول سے باہر نکلی۔گاڑی کو تیز رفتار سے ایک درخت کی جانب بڑھتے دیکھ آنیہ نے زور سے حجر کو خود سے لگالیا۔گاڑی درخت سے ٹکرائی اور ساتھ ہی آنیہ کی چیخ گونجی۔اس کے بعد اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔بند ہوتی آنکھوں سے جو آخری چہرہ اس نے دیکھا تھا وہ ہارون کا تھا۔سٹیرنگ پر ٹکا خون سے بھرا چہرہ۔رات کے اندھیرے میں ڈوبی اس سڑک پر اب خاموشی چھا گئی۔اس خاموشی میں ایک ہیولہ ہاتھ میں گن اٹھائے دبے قدموں سے ان کی گاڑی کی جانب بڑھا۔

....

حجر کو ایک نظر دیکھنے کے بعد احتشام ایئرپورٹ سے واپس آگئے تھے۔انہیں واپس آئے کئی گھنٹے بیت گئے تھے مگر الہان تھا کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔وہ کب سے لاؤنج میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ایلکس بھی ان سے کچھ فاصلہ پر کھڑا اپنا سسٹم اپ ڈیٹ کرنے میں مصروف تھا۔فراغت کے اس وقت کو گزارنے کے لیے

انہوں نے ایل ای ڈی آن کی اور خبروں والا چینل لگایا۔ ہیڈ لائن پر نظر پڑتے ہی انہیں پتا چل گیا تھا کہ اسے واپس آنے میں اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے۔ ٹی وی یونہی چلتا چھوڑ کر کچن میں جا کر دوپہر کا کھانا بنانے لگے۔ دوپہر تک وہ کچن میں مصروف رہے۔ کھانا کھانے کے بعد وہ قیولہ کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ مغرب کے ٹائم وہ باہر نکلے تو الہان انہیں کچن میں کھانا کھاتے ہوئے دکھا

"برخودار! صبح سے کیا آوارہ گردی کر رہے ہو؟"

"خدا کا نام لیں احتشام چچا۔ صبح سے گھن چکر بنا اسلام آباد کی سڑکیں ناپ رہا ہوں اور آپ کو میری مشقت آوارہ گردی لگ رہی ہے۔"

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ سڑکیں ناپو؟" احتشام مسکراتے ہوئے بولے

"کچھ مت پوچھیں مجھ سے پہلے اس سر پھڑی لڑکی نے آتے ہی میٹر گھوما دیا ہے میرا۔" وہ جل کر بولا

"اس بیچاری نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جس سے تم جل بھن گئے ہو؟"

"کہنا کیا ہے۔ وہی سوالوں کے جواب چاہیے محترمہ کو۔ یہ تو میں بتا دوں گا کہ میں نے اسے کیسے اپروچ کیا مگر یہ نہیں بتا سکتا میں اسے کہ میرا اس کیس سے کیا تعلق ہے۔"

کھانے سے انصاف کرتے ہوئے وہ بولا

''بھئی یہ تمہارا اور اس کا معاملہ ہے میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔"

''ایئرپورٹ جاتے وقت آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ یہ میرا معاملہ ہے۔تب تو معاملے میں ٹانگ اڑانے پہنچ گئے تھے۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولا

''میں ایئرپورٹ نہیں گیا" احتشام نے سہولت سے جھوٹ بولا

''اتنا بھی بے وقوف نہیں ہوں میں۔ دیکھ لیا تھا میں نے آپ کو وہاں"

''ایک نظر دیکھنے گیا تھا اسے۔" احتشام نے جواز پیش کیا۔

''وہ کیا عید کا چاند ہے جسے آپ دیکھنے گئے تھے۔ حد کرتے ہیں آپ بھی احتشام چچا۔ اگر وہ ہم میں سے ہوگی تو دنیا کے جس مرضی کونے میں چلی مڑ کر ہمارے پاس ہی آئے گی۔" وہ زچ ہو کر بولا

''مجال ہے جو تم میری ذرا سی بھی عزت کرتے ہو۔ تمہارے باپ کی عمر کا ہوں میں اور باتیں تم مجھے ایسے سناتے ہو جیسے تمہارے بچپن کا دوست ہوں۔" احتشام مصنوعی غصے سے بولے۔ وہ جان بوجھ کر اسے زچ کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ بولے۔ اپنے غصے کا اظہار کرے۔ وہ اسے اس کے خول سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔

''شکر ہے آپ مانے تو سہی کہ آپ بابا کی عمر کے ہیں۔"

''میری عمر کا تذکرہ تو تم رہنے ہی دو۔ یہ بتاؤ کہ کیتھی نے کب جانا ہے؟"

New Era Magazine

''ایئرپورٹ چھوڑ کر آیا ہوں اسے.رات کی فلائٹ ہے اس کی."

''پیٹر کے متعلق کیا مشورہ دیا تم نے اسے؟"

''حقیقت ہی بتائی ہے.یہی کہا ہے کہ بندہ اچھا ہے.اسے پسند بھی کرتا ہے, کمپیوٹر پروگرامنگ کے ساتھ ساتھ روبوٹکس بھی پڑھ رکھی ہے, جاب بھی اچھی ہے مگر.... زندگی کو لے کر سیریس نہیں ہے.ہر وقت اینڈی اور جارج کے ساتھ ہنسی مزاق میں لگا رہتا ہے."

''آخری والی بات بتانا ضروری تھا کیا؟"

''میں اسے اندھیرے میں نہیں رکھ سکتا تھا."

''کیا لگتا ہے تمہیں مان جائے گی وہ؟"

''مان جائے گی کیوں کہ میں نے اسے امید دلائی ہے کہ مستقبل میں اس جیسی سخت گیر بیوی پا کر اس کے سدھرنے کے قوی امکانات موجود ہیں."

''یہ تو اچھی بات ہے.اپنی شادی کے بارے میں بھی کچھ سوچ لو."احتشام نے مشورہ دیا.

''سوچا ہوا ہے میں نے"اس نے سہولت سے جواب دیا۔

''کیا سوچا ہے؟"احتشام نے پر جوش انداز میں پوچھا.

''وقت آنے پر بتاؤں گا."

''وہ وقت کب آئے گا؟"وہ ترکی بہ ترکی بولے۔

''بہت جلد"وہ پراعتماد انداز میں بولا

''اللہ تمہاری زبان مبارک کرے.ویسے تم اتنے پر یقین کیسے ہو؟"

''کیونکہ ففٹی پرسنٹ کام ہو گیا ہے."

''وہ کیسے؟"احتشام نے بھنویں اچکا کر سوال کیا.

''لڑکا راضی ہے بس اب لڑکی کو راضی کرنا ہے."اپنی بات کہہ کر وہ کمرے میں چلا گیا جبکہ اس کی بات سن کر بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ روک نہ پائے.

....

کچھ دیر پہلے ہی اس نے اپارٹمنٹ میں قدم رکھا تھا.شاور لینے کے بعد اب وہ سوٹ کیس سے اپنا سامان نکال کر واڈروب میں سیٹ کر رہی تھی.اسی دوران بیل بجنے کی آواز آئی تو کپڑے وہیں چھوڑتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھی.راہداری پار کرتے ہوئے وہ دروازے تک پہنچی.پیپ ہول سے اس نے دروازے کے اس پار دیکھا.وہاں پینتیس سال کی مضبوط ڈیل ڈول کی ایک عورت کھڑی تھی. حجر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ میڈ ہے.بیزار سے تاثرات چہرے پر سجاتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا

New Era Magazine

''اسلام علیکم! میں فریحہ ہوں. الہان سر نے مجھے آپ کی مدد کے لیے رکھا ہے. ''حجر پر نگاہ پڑتے ہی فریحہ بولی. اسے ٹوٹی پھوٹی سہی مگر انگلش میں بات کرتا دیکھ کر حجر نے دل میں شکر ادا کیا.

''مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے اس لیے آپ واپس چلی جائیں۔''حجر دھیمے مگر سخت لہجے میں بولی۔

''میم سر نے کہا تھا آپ اگر مجھے دھکے مار کر بھی یہاں سے نکایں تب بھی میں یہاں سے نہ جاؤں.''

''آپ کے سر کو تو میں صبح انٹیر و گیشن کے وقت بتاؤں گی. تشریف لے آئیں اندر کیونکہ واپس تو آپ جائیں گی نہیں.''وہ چبا چبا کر بولی. اس کے کہنے پر وہ اندر آئی اور اپارٹمنٹ کا جائزہ لینے لگی. دو بیڈ رومز اور خوبصورت لاؤنج پر مشتمل اس اپارٹمنٹ کی ہر چیز نفیس تھی.

''فی میل باڈی گارڈ والی کون سی ٹرینگ حاصل کی ہے آپ نے؟''حجر نے سوال کیا

''آر مڈ کا بیٹ سیکھا ہے میں نے.''

''ٹھیک ہے. ایک بیڈ روم میں اپنا سامان رکھ لیں. آرام سے رہیں مگر غلطی سے بھی میرے معاملوں میں دخل اندازی کرنے کی کوشش مت کیجیئے گا. میں اپنے سارے

کام خود کروں گی اس لیے آپ کے لیے یہی بہتر ہے کہ میری کسی چیز کو ہاتھ مت لگائیں اور جب میں کام کر رہی ہوں مجھے ڈسٹرب نہیں کرنا۔ جس دن آپ نے کوئی غلطی کی میں اس دن آپ کو یہاں سے نکال دوں گی۔ میں آپ کی غلطی کی منتظر رہوں گی۔" اس کو وارننگ دے کر وہ اپنے کمرے میں گم ہو گئی۔ ابھی اس نے کمرے میں قدم رکھا ہی تھا جب اسے رضا حمید کی کال موصول ہوئی۔

"میم بلڈنگ میں رہنے والے خاندان کا ریکارڈ دیکھا ہے میں نے۔ ایک ہفتے پہلے ایک شخص نے وہاں اپارٹمنٹ رینٹ پر لیا تھا اور فصیحہ کے اغواہ والے دن سے وہ شخص غائب ہے۔ اس نے دوبارہ اپارٹمنٹ کا رخ نہیں کیا۔" اس کے کال اٹھاتے ہی رضا حمید کی آواز گونجی۔

"بلڈنگ کے مالک سے اس اپارٹمنٹ کی چابیاں لے کر اپارٹمنٹ کی تلاشی لیں اور اس شخص نے اپارٹمنٹ رینٹ پر لیتے وقت جو انفارمیشن دی تھی وہ سب مجھے بھیجیں۔"

"میم دراصل بلڈنگ کے ریکارڈ میں صرف اس شخص کا نام درج ہے اور کوئی معلومات نہیں ہے۔"

"آئی ڈی کارڈ نمبر، پرانا ایڈریس یاں فون نمبر؟ کچھ تو لکھا ہو گا"

"صرف نام درج ہے."

"بلڈ نگ کی انتظامیہ ایسے کیسے کسی کو رکھ سکتی ہے."حجر بے یقینی سے بولی.

"اب کیا کرنا ہے؟"رضا نے سوال کیا

"کوئی سی سی ٹی وی کیمرہ تو لگا ہوگا نا بلڈ نگ میں؟آپ ان کیمروں کی فوٹیج دیکھیں."

اس نے حکم صادر کیا.

"بلڈ نگ کے باہر ایک کیمرہ لگا تھا جو ایک ہفتے سے خراب ہے."وہ ہچکچاتے ہوئے بولا.

"ڈیم اٹ"وہ کچھ دیر سوچتی رہی.

"بلڈ نگ سے لے کر فصیحہ کے گھر تک اور اس کے گھر سے لے کالج کے راستے میں جتنے سکیورٹی سرویلنس کیمرے لگے ہیں ان سب کی فوٹیج دیکھیں."اس نے اگلا حکم دیا.

"اوکے میم"رضا نے چند اختتامی کلام ادا کرنے کے بعد فون بند کر دیا.اس کام سے فارغ ہو کر حجر نے واڈروب سے فارکی دی گئی فائل نکالی.اس میں لکھی معلومات کا پی کر کے کیتھی کو بھیجنے لگی.اب کی بار اس نے اپنا نام چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ ساری درست انفارمیشن بھیجی تھی.فائل پر لکھے اپنے سر نیم پر نظر پڑتے اسے عجب

احساس نے گھیرا۔اسے اس نام سے بہت اپنائیت محسوس ہوتی تھی۔اکثر وہ سوچتی تھی کہ اس کے ماں باپ کیسے ہونگے؟ جتنا وہ انہیں یاد کرتی ہے کیا وہ بھی اسے اتنا ہی یاد کرتے ہونگے؟ جانے کس حادثے کے باعث وہ ان سے علیحدہ ہوئی تھی؟ کیا انہوں نے کبھی اسے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی؟ اگر انہوں نے اسے تلاش کیا بھی ہوگا تو اپنے ملک میں کیا ہوگا کیونکہ وہ تو اس بات سے لاعلم تھے کہ اغواہ کار اسے دبئی لے گیا تھا اور پھر مور اور فارا سے دبئی کے فضاؤں سے نکال کر ناروے لے گئے تھے۔انہوں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ وہ دنیا کے آخری کونے ناروے میں مقیم ہے۔اس کی لامحدود سوچیں اسی بات پر آکر تھم جاتی تھیں کہ جانے وہ اس دنیا میں ہیں بھی یاں نہیں اور یہ خیال ذہن میں آتے ہی اس کی آنکھیں نم ہونے لگتی تھیں۔اپنے ہوش میں کبھی اس نے انھیں نہیں دیکھا تھا مگر پھر بھی اس کا دل ان کے لیے یونہی حساس تھا۔

....

"When there is a pain, there are no words, all pain are the same"

(Toni Morrison)

....

اوائل دسمبر کی ایک صبح اسلام آباد پر دھند کی چادر نے سایہ پھیلا رکھا تھا۔ سحر کے سورج کی سرمئی روشنی چاسو پھیلی تھی۔ اس دوران دھند کی چادر کو چیرتے ہوئے ایک گاڑی سبک رفتاری سے سکر دو روڈ اسلام آباد پر رواں دواں تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بھورے رنگ کے کوٹ میں ملبوس ایک شخص براجمان تھا۔ اس نے سر پر بیز بال کیپ اور منہ پر ماسک پہن رکھا تھا جس کے باعث اس کا چہرہ مکمل طور پر چھپا ہوا تھا۔ سٹیرنگ پر مضبوطی سے جمے اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ کوٹ کی سلیوز اوپر ہونے کے باعث اس کی دائیں ہاتھ کی کلائی واضح تھی۔ اس کی کلائی پر ایک نشان بنا تھا, باز کا نشان مگر اس باز کو مارا نہیں گیا تھا اس کے پر کاٹے گئے تھے۔ وہ نشان اس کی چمڑی کو جلا کر بنایا گیا تھا اور وہ شخص چاہ کر بھی اپنے وجود سے اس نشان کو مٹا نہیں پایا تھا۔ سبک رفتاری سے چلتی گاڑی ایک جھٹکے سے اپنی منزل پر رکی۔ اس کی منزل شہر کے وسط میں بنی وہ سفید عمارت تھی جو گردش دواں کے باعث اپنی اصلی شکل کھو چکی تھی۔ وہ درو دیوار اب چھبیس سال پہلے والی چمک ودمک سے محروم تھے۔ وہاں اب ویرانی اور یاسیت کے بادل چھائے تھے۔ گاڑی گیٹ کے باہر کھڑی کرنے کے بعد وہ شخص گیٹ پر لگا تالا کھولنے لگا۔ زرد پتوں کو کچلتے ہوئے وہ سنسان لان عبور کر کے اندرونی دروازے کی جانب بڑھا۔ اس دروازے کا تالا بھی سہولت سے کھولنے کے بعد اس نے

علوی ہاؤس کے اندر قدم رکھا. گیاراں سال دنیا بھر کی خاک چھاننے کے بعد وہ قدم اس دہلیز پر واپس آئے تھے. اندر قدم رکھتے ہی اس نے ایک نگاہ گرد سے اٹے ہال پر ڈالی. اس ایک نگاہ میں ہال سے جڑے ہزاروں منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ابھرے. سر جھٹک کر اس نے یادوں سے پیچھا چھڑایا اور پھر راہداری کے اختتام میں بنے ایک کمرے تک گیا. لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا ہی چلا گیا. صبح کی سنہری روشنی کے باعث اندر کا منظر واضح تھا. اس نے آگے بڑھ کر کھڑکیوں کے پردے برابر کیے اور پھر بیڈ سے کچھ فاصلے پر بنی کلازیٹ کھولی. ایک دراز کے اندر سے اس نے بوسیدہ کتاب نکالی. وہ کتاب در حقیقت انگلش سے اردو ڈکشنری تھی جو سالوں پرانی تھی. ڈکشنری کو دیکھ کر اس شخص کی آنکھوں میں نمی آئی. گھٹنوں کے بل وہ گردآلود فرش پر بیٹھا اور کتاب پر نگاہ ٹکائے خود کلامی کے انداز میں بولنے لگا

''آپ کو مجھ سے دور گئے بہت عرصہ بیت گیا ہے. میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ آپ کے بغیر جی پاؤں گا مگر آپ سے کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے اب تک زندہ ہوں....." وہ ماضی میں گم ہونے لگا

New Era Magazine

"اس دن اس شخص نے ہمیں بچالیا تھا. ہم اس قید سے آزاد ہو گئے تھے. اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے آپ کس قدر خوش تھیں.... پھر جب آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی بیٹی لا پتا ہے تو آپ کی ہمت ٹوٹ گئی. وہ عورت جو آٹھ سال قید میں رہنے کے باوجود بھی باہمت رہی اپنی بیٹی کے اغواہ کا سن کر وہ ہمت ہار گئی..... آپ صرف اپنی بیٹی سے ملنے کی امید میں قید کی سختیاں برداشت کرتی آئیں تھیں اور اس کے اغواہ کا سن کر آپ کی امید ٹوٹ گئی. ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ آپ کے دماغی سیلز ختم ہو گئے ہیں اور آپ کا دماغ سکڑ گیا جس کی وجہ سے آپ کی موت واقع ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ امید ٹوٹنے کے باعث آپ کی سانسوں کی ڈور بھی ٹوٹ گئی تھی. آپ مجھے چھوڑ گئی یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ دنیا میرے لیے اجنبی تھی. قید سے پہلے جو چار سال میں نے اس دنیا میں گزارے تھے ان کے متعلق مجھے کچھ یاد نہیں. میری فرسٹ میموری اس قید خانے کی ہے جہاں مجھے زنجیریں ڈال کر رکھا گیا تھا جہاں اس شخص نے میری جلد جلا کر یہ باز کا نشان میری کلائی پر بنایا تھا. ایسا ہی ایک نشان آپ کے ہاتھ پر بھی تھا بلکہ یہ نشان ہر اس قیدی کے ہاتھ پر تھا جس کا اس شخص سے واسطہ پڑا تھا. وہ شخص واپس آگیا ہے مگر وہ واپس کیسے آسکتا ہے وہ تو مر... وہ تو مر گیا تھا. ہے نا؟ پھر یہ کون ہے؟" یہ وہ سوال تھا

جس کے ذہن میں آتے ہی اس کا دماغ ماؤف ہو جاتا تھا کیونکہ اس سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا. ڈکشنری پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ پھر سے بے ربط انداز میں بولنے لگا "قید کے آخری دن آپ نے اس کتاب پر میرے لیے جو پیغام لکھا تھا اسے پڑھنے کی ہمت میں آج تک نہیں کر پایا. اس دن کے بعد سے میں نے اس کتاب کو نہیں کھولا کیونکہ پڑھانے والا منہ موڑ لے تو پڑھنے کا دل نہیں کرتا. صرف یہ کتاب لینے کے لیے اتنے سالوں بعد میں نے اس دہلیز پر قدم رکھا ہے. سوچا تھا کہ اس پر لکھا پیغام پڑھوں گا مگر اب شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ اس پیغام کو پڑھنے کا حق میں کھو چکا."

ندامت کا ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرا جو اس کتاب میں جذب ہو گیا. اس کے کندھے پچھتاوے کے بوجھ سے جھکے تھے. کچھ لمحے وہ یونہی سر جھکائے بیٹھا رہا. پھر جب سر اٹھایا تو آنکھوں کی سرد مہری لوٹ آئی تھی. اس نے ان لمحوں میں اپنے احساسات پر قابو پا لیا تھا. کتاب تھامے وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا. راہداری سے گزر کر وہ اندرونی دروازے سے باہر نکلا اور پھر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا. گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے اپنی دائیں کلائی پر سیاہ بینڈ چڑھایا. وہ اپنی کلائی پر بنے باز کے نشان کو چھپانے کے لیے ہمیشہ یہ بینڈ پہنتا تھا. بینڈ چڑھانے کے بعد اس نے منہ پر سے ماسک

New Era Magazine

اور سر پر سے کیپ ہٹائی تو اس کا چہرہ واضح ہوا۔ اس کی ڈارک براؤن آنکھیں اور نقوش شناسا سے تھے۔

....

رنگ ٹون بجنے پر حجر جو بالوں کو بلوڈرائے کرنے میں مصروف تھی فون کی جانب متوجہ ہوئی۔ بلوڈرائیر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر اس نے بیڈ پر رکھا فون اٹھایا۔ سکرین پر "مسٹر سی ای او" جگمگا رہا تھا۔ اس نے کال ریسیو کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کال ڈراپ ہو گئی تھی۔ ایک نظر اس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے دس بجا رہی تھی پھر کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر جھانکا۔ الہان کی گاڑی بلڈنگ کے باہر کھڑی دیکھ کر وہ فون کال کا مقصد سمجھ گئی تھی۔ پردے برابر کر کے اس نے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا۔ وائٹ پلین شرٹ اور بلیک فارمل پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ مکمل پروفیشنل وومین لگ رہی تھی۔ سائیڈ ٹیبل سے اس نے اپنا فون اور والٹ اٹھا کر پوکٹ میں رکھا پھر اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر کے وہ لاؤنج میں آئی۔ فریحہ (میڈ) جو کچن میں کھڑی اپنے لیے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی اسے مخاطب کرتے ہوئے بولی

"میم! آپ ناشتہ کریں گی؟"

New Era Magazine

"میں ناشتہ کر چکی ہوں۔"اس کی بات کا جواب دے کر وہ اپارٹمنٹ سے نکل گئی۔

بلڈنگ کے اندرونی دروازے سے اس نے قدم باہر رکھا ہی تھا جب اس کی نظر مین گیٹ کے بالکل آگے کھڑی الہان کی گاڑی پر پڑی۔اس آتے دیکھ کر الہان نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ وا کیا۔ مناسب قدم اٹھاتے ہوئے وہ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

"اسلام علیکم!"الہان نے سلام کیا۔ حجر کے جواب سے وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ حجر مسلمان ہے یا نہیں۔

"وعلیکم السلام!"وہ عام سے انداز میں بولی۔

"آپ مسلم ہیں؟"اس کے سوال پر حجر نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔اس کی وہ نگاہ الہان کو بہت اچھے سے یہ باور کروا گئی تھی کہ اس سے ذاتی سوالات کرنے کا وہ کوئی حق نہیں رکھتا۔

"آپ نے سلام کا جواب دیا تھا اس لیے میں نے پوچھا ہے۔"اس نے وضاحت دی۔

"یہاں سب ایک دوسرے سے یونہی گریٹ کرتے ہیں اس لیے وعلیکم سلام کہا تھا میں نے"وہ کندھے اچکا کر بولی۔اپنے مذہب کے متعلق سوال کا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا۔اس کے بات پر الہان ناامید ہوا۔اس کے سلام کا جواب دینے سے اسے لگا تھا کہ شاید وہ مسلم ہے۔شاید اغواہ ہونے کے بعد وہ مسلم فیملی کو ملی تھی۔شاید

New Era Magazine

وہ ناورے کی ایک پرسنٹ مسلم آبادی میں سے تھی۔۔۔ مگر اس کی بات نے الہان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا.

"ٹھیک" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا. باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا. پولیس ہیڈ کوارٹر کے باہر گاڑی رکنے پر وہ دونوں باہر نکلے. دائیاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈال کر مضبوط قدم اٹھاتا الہان اور اس سے کچھ فاصلے پر چلتی حجر بہت سی نگاہوں کا مرکز تھے مگر وہ دونوں کسی کو خاطر میں لائے بغیر سیدھا آئی جی کے آفس کے باہر رکے. وردی میں ملبوس ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے الہان بولا

"سر اندر ہیں؟"

"جی اندر ہی ہیں. آپ کا انتظار کر رہے ہیں. "اس شخص نے جواب دیا. الہان کیس کے سلسلے میں ایک مرتبہ پہلے بھی آئی جی سے مل چکا تھا. وہ تب احتشام چچا کے توسط ان سے ملا تھا. احتشام چچا کی آئی جی سے اچھی جان پہچان تھی. پولیس آفیسر کی بات پر سر ہلاتے ہوئے اس نے آفس کا دروازہ ناک کیا

"کم ان" دروازے کے اس پار سے رعب دار آواز آئی.

"اسلام علیکم سر!" آگے بڑھ کر پولیس وردی میں ملبوس ایک صحت مند شخص سے سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہ بولا

"وعلیکم سلام! تشریف رکھیں" وہ کرسیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے

"سر یہ ہیں مس حجر" اس نے تعارف کروایا.

"پاکستان میں خوش آمدید مس حجر....اس کیس کو حل کرنے کے لیے ہماری مدد کرنے کا شکریہ" اب کی بار وہ حجر سے مخاطب تھے.

"یہ میری ڈیوٹی ہے سر"

"گڈ...کیس کے متعلق جواز مپشنز آپ نے پیش کی ہیں وہ الہان نے بتائی ہیں مجھے اور انہیں سن کر میں آپ کی قابلیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا. رہی بات کیس کی پروسیڈ نگ کی تو آپ بے فکر ہو کر تفتیش کا آغاز کریں. آپ کو عارضی طور پر ہماری سپیشل برانچ یعنی کرائم برانچ کا ہیڈ مقرر کیا گیا ہے. پولیس فارس کی کرائم برانچ اس کیس میں آپ کو اسسٹ کرے گی اور عام پولیس میں سے اے ایس پی رضا حمید کی ٹیم آپ کی مدد کرے گی. یہ رہی آپ کی گن اور آپ کا بیج" انہوں دراز سے نکال کر گن اور بیج میز پر رکھا. اس بیج پر کرائم برانچ کا لوگو بنا تھا.

"آپ کی باقی باتیں تو ٹھیک ہیں مگر کرائم برانچ کا ہیڈ بننے والی بات پر متفق نہیں ہوں. میرا کام صرف پولیس کو مجرم کے اگلے قدم سے آگاہ کرنا ہے ایکشن لینا پولیس کی ذمہ داری ہے. میں کریمنل پروفائلر نہیں کریمنل سائیکالوجسٹ ہوں اس لیے ہیڈ کے

New Era Magazine

فرائض میں سرانجام نہیں دے سکتی اور یہ گن اور بیج میں نہیں لے سکتی." وہ رسانیت سے بولی.

"دیکھیں حجر... میں اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کو یہ کیس سونپا گیا ہے مگر باقی لوگوں کو تو یہ معلوم نہیں ہے نا. اگر آپ کوئی بھی قدم اٹھاتی ہیں تو وہ سوال کریں گے کہ یہ اختیارات کس نے سونپے آپ کو؟ انہی سوالات کے پیش نظر آپ کو عارضی طور پر کرائم برانچ کا ہیڈ مقرر کیا گیا ہے. یہ بیج اور گن کرمینل سائیکالوجسٹ کو نہیں کرائم برانچ کے ہیڈ کو دیے جا رہے ہیں. آپ نے ماضی میں کچھ عرصہ کرائم انویسٹگیشن ڈیپارٹمنٹ میں کام کیا ہے اس لیے آپ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے." میز پر رکھی گن اور بیج اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ گویا ہوئے. ان کے منہ سے اپنے ماضی کے متعلق سن کر اس نے ایک سخت نگاہ خود سے کچھ فاصلے پر بیٹھے الہان پر ڈالی. اسے اس بات کا سو فیصد یقین تھا کہ الہان نے ہی آئی جی کو بتایا ہوگا کہ اس نے کچھ دیر کرائم انویسٹگیشن ڈیپارٹمٹ میں کام کیا ہے.

"ٹھیک ہے." اس نے بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا.

"آئیں میں آپ کو بیورو تک چھوڑ آؤں." کہتے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ اٹھے اور دروازے کی جانب بڑھے. حجر اور الہان نے بھی ان کی تقلید کی. مختلف راہداریوں سے گزرنے

کے بعد وہ انہیں ایک دروازے تک لائے۔ دروازے کے باہر واضح حروف میں کرائم برانچ لکھا گیا تھا۔ شیشے کی دیوار کے اس پار بہت کاؤنٹر تھے جس پر گھریلو کپڑوں میں ملبوس مختلف لوگ بیٹھے تھے۔ دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوئے۔ جیسے ہی انہوں نے اندر قدم رکھا ہر کوئی مودب انداز میں بیٹھ گیا۔ سب کی سوالیہ نگاہیں آئی جی کی طرف تھیں وہ وہاں ان کی موجودگی کا سبب جاننا چاہ رہے تھے۔

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ بچوں کے اغواہ والا کیس بہت پیچیدہ ہے اور وہ عام پولیس سے سولو نہیں ہو رہا اسلیے یہ کیس آپ کو دیا جا رہا ہے اور یہ ہیں مس حجر کرائم برانچ کی نئی ہیڈ۔ آپ سب اس کیس میں انہیں اسسٹ کریں گے۔" آئی جی بلند آواز میں بولے۔

"ویلکم میم" بیورو میں موجود سب افراد ایک ساتھ بولے۔ ان سب کے ویلکم کے جواب میں اس نے مسکراہٹ اچھالی۔

"مس حجر! اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتا سکتی ہیں۔" آئی جی حجر کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔

"سر یہاں آفس میں کوئی ایسا فرد ہے جو ٹرانسلیٹر کے فرائض سرانجام دے سکے؟" اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

New Era Magazine

"اس بیورو میں موجود سبھی افراد انگلش سمجھ سکتے ہیں اور اگر آپ کو ٹرانسلیٹر کی ضرورت پڑے تو آپ کسی کو بھی کہہ سکتی ہیں بلکہ الہان... الہان مدد کر دے گا آپ کی. کیوں الہان کیا کہتے ہو؟" انہوں نے مشورہ دیا.

"ضرور سر" الہان نے حامی بھری.

"ٹھیک ہے." وہ بیورو پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے بولی.

"رمشا!" آئی جی نے آفس کی لڑکی کو مخاطب کیا. ان کی پکار پر دوسرے ڈیسک پر بیٹھی لڑکی متوجہ ہوئی.

"میم اور سر کو بیورو کا وزٹ کرواؤ پھر انہیں ان کے آفس تک چھوڑ دینا." انہوں نے رمشا کو ہدایت دی.

"او کے سر" رمشا مودب انداز میں بولی.

"میں چلتا ہوں اب... اللہ کیس حل میں آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرے." وہ دعا دے کر بیورو سے باہر نکل گئے.

"آئیں میم" ان کے جانے کے بعد رمشا بیورو دکھانے لگی. مختلف ڈیپارٹمنٹ دکھانے کے بعد وہ کانفرنس روم کے باہر رکے جب حجر رمشا کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

"مس رمشا! اگلے دس منٹ میں سب کو کانفرنس روم میں اکٹھا کریں۔" اسے آرڈر دینے کے بعد وہ کانفرنس روم کا دروازہ وا کر کے اندر چلی گئی۔ الہان بھی اس کے پیچھے اندر بڑھ گیا۔ رمشا اس کا آرڈر سن کر مستعدی سے سب کو انفارم کرنے کے لیے چلی گئی۔ سفید روغن سے رنگی دیواروں والے کانفرنس روم میں خاموشی چھائی تھی۔ روم کے وسط میں راؤنڈ ٹیبل تھی جس کی ایک چیئر پر حجر بیٹھی جبکہ الہان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ ٹیبل کے سامنے والی دیوار پر ایل ای ڈی تھی اور ایل ای ڈی سے کچھ فاصلے پر سوفٹ بورڈ تھا۔ انہیں وہاں آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی جب بیورو کے سب آفیسر وقفے وقفے سے اندر داخل ہونے لگے۔ ان دونوں کو گریٹ کرنے کے بعد وہ سب راؤنڈ ٹیبل کی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ سب نشستیں بھر جانے کے بعد حجر اپنی نشست پر سے کھڑی ہوئی اور ہر ایک پر سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے بولی

"آپ سب کو بچوں کے اغواہ کے متعلق علم ہو گا اس کیس کو حل کرنے کے لیے ہی میں یہاں موجود ہوں۔ امید ہے کہ آپ سب اپنی تمام تر صلاحیتیں بروکار لا کر اس کیس کو حل میں میری مدد کریں گے۔ کیس کی بریفنگ سے آغاز کرتے ہیں۔" روم میں موجود سب افراد خاموشی سے اس کی بات سن رہے تھے۔

"مس رمشا میر الیپ ٹاپ کنیکٹ کر دیں." اس نے اپنے دائیں جانب بیٹھی رمشا کو مخاطب کیا. اس کی بات پر رمشا سر ہلاتے ہوئے اٹھی اور لیپ ٹاپ کنیکٹ کرنے لگی.

لیپ ٹاپ کنیکٹ ہوتے ہی اس نے لیپ ٹاپ پر ایک فائل کھولی. اس کے فائل کھولتے ہی ایل ای ڈی سکرین پر ایک بچے کہ تصویر آئی

"یہ ہے سب سے پہلے اغواہ ہونے والا بچہ بارہ سال دو ماہ کا علی ریاض. 20 مئی والے دن اسے جی ڈین مرکز میں بنے فیڈرل سکول سے واپسی کے وقت اغواہ کیا گیا تھا." اس تصویر کے ساتھ ایک اور تصویر آئی جسے دیکھتے ہوئے وہ بولی

"یہ ہے دوسرا بچہ معین الدین جسے 25 جون کے دن سبزی بازار سے واپسی پر اغواہ کیا گیا تھا. اس کی عمر بارہ سال دو ماہ ہے." ایک کے بعد ایک تصویر ابھرتی گئی جنہیں دیکھتے ہوئے اس نے حمزہ عرفان, ظہیر بابر اور سعید انور کے اغواہ کی تفصیل بتائی. دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا الہان بڑے غور سے اس کی بات سن رہا تھا.

"اگر ہم اغواہ ہونے کی تاریخ اور بچوں کی عمر پر غور کریں تو یہ بات بالکل واضح نظر آتی ہے کہ حمزہ عرفان اور ظہیر بابر کے اغواہ کے دوران ایک اور بچہ اغواہ ہوا ہے مگر اس بچے کے اغواہ کی رپورٹ درج نہیں کروائی گئی. اغواہ کی رپورٹ درج نہ کروانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا.

New Era Magazine

"ہو سکتا ہے کہ اس بچے کے والدین زندہ نہ ہوں۔" روم میں موجود افراد میں سے ایک بولا۔

"والدین نہیں ہیں مگر کوئی نہ کوئی رشتہ دار تو ہوگا نا جو پولیس کو اطلاع کر سکے۔" اس کے بائیں جانب بیٹھی لڑکی نے بولی۔ یونہی ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے شخص نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ حجر توجہ سے ان سب کی رائے سن رہی تھی۔

"اغواہ کی رپورٹ درج نہ ہونے کے پیچھے سب سے قابل غور پوسیبلٹی یہ ہے کہ بچہ یتیم خانے میں رہائش پزیر ہوگا۔ اس کے غائب ہونے پر اپنی ریپوٹیشن بچانے کے لیے اور فنیج کی انتظامیہ نے اغواہ کی رپورٹ درج نہیں کروائی۔" سب کی رائے سن کر وہ ایک نتیجے پر پہنچی۔

"اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام آباد میں موجود سبھی اور فنیج میں تفتیش کے لیے جانا ہوگا۔"

"اوکے میم" سب ایک ساتھ بولے۔

"اغواہ کے مقام کی طرف آتے ہیں۔ اغواہ کے مقامات مختلف ہیں مگر ان سب میں ایک چیز کامن ہے... اغواہ کا کوئی بھی مقام سنسان نہیں ہے۔ سکول سے واپسی ہو, سبزی منڈی ہو یا پھر روٹ کی بس, ان سب جگہوں پر رش ہوتا ہے۔ اگر ان جگہوں پر

کوئی بچے کو زبردستی اغواہ کرنے کی کوشش کرے تو عین ممکن ہے کہ لوگ متوجہ ہو جائیں. کوئی نہ کوئی چشم دیدہ گواہ ہو مگران پانچوں اغواہ میں کوئی ایک بھی گواہ سامنے نہیں آیا.اس سب کو دیکھتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ...."وہ ایک لمحے کی لیے رکی.سب کے چہروں پر تشویش ابھری.

"بچہ اپنی مرضی سے اغواہ کار کے ساتھ روانہ ہوا ہے.....اگراس کے ساتھ زبردستی کی جاتی تو شور مچاتا اور کوئی نہ کوئی اسے اغواہ ہوتے دیکھ لیتا.بچہ بغیر کوئی شور کیے اغواہ کار کے ساتھ گیا ہے کیونکہ وہ اس سے واقف تھا.آپ کے خیال میں بچہ کا اغواہ کار کے ساتھ کیا تعلق ہے؟"حجر نے استفسار کیا

"اغواہ کار بچے کا قریبی رشتہ دار ہو سکتا ہے."

"وہ بچے کا استاد ہو سکتا ہے."

"وہ بچے کا دوست ہو سکتا ہے."

"بچے کا ہمسایہ, کوئی اس کے علاقے کا شخص ہو سکتا ہے."سب نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا.ان کی رائے سننے کے بعد حجر بولی

"اغواہ کار کا بچے سے کیا رشتہ ہے یہ ہمیں بچے کے گھر والوں سے مل کر ہی پتا چلے گا."

"سب اغواہ دن کی روشنی میں کیے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اغواہ کار بہت بے خوف اور پر اعتماد ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دن کی روشنی میں جرم کرنے کے باوجود بھی وہ پکڑا نہیں جائے گا۔" روم میں موجود سبھی افراد اس سے متفق تھے۔

"کیس کے ایک اہم حصے کی جانب آتے ہیں اور یہ اہم حصہ ہے باز کی تصویر" کہتے ساتھ ہی حجر نے لیپ ٹاپ پر کچھ کیز دبائیں تو مرے باز کی تصویر ایل ای ڈی سکرین پر ابھری

"اس تصویر کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسے ہاتھ سے بنایا گیا۔" اس کی بات سے روم میں موجود سبھی افراد نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔ الہان خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

"شروع والے سب کیسز میں اغواہ کار سپیسفک رہا ہے۔ اس نے اپنے شکار کا چناؤ بہت سوچ سمجھ کر اور پلاننگ کے تحت کیا ہے۔ تقریباً ایک مہینے کے فرق سے بچے اغواہ ہوئے ہیں اور اس ایک مہینے کے دوران وہ سوچ سمجھ کر اپنے اگلے شکار کو چنتا ہے۔ اس کے ساتھ جان پہچان بڑھانا، اسے اپنی باتوں میں پھنسانا، اس کا اعتماد جیتنا اور پھر اسے اغواہ کرنا۔ یہ سب کام وہ ایک مہینے کے وقفے کے دوران کرتا ہے۔ پانچ بچوں کے اغواہ

کو دیکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اغواہ کار سپیسفک اور دماغ کی بات ماننے والا ہے مگر....

حال ہی میں ہونے والے لڑکی کی اغواہ پچھلے پانچ کیسز سے مختلف ہے. آپ کے خیال میں بچے کی بجائے لڑکی کو شکار کرنے کی وجہ کیا ہے؟" حجر نے سوال کیا مگر سوال کے جواب روم میں خاموشی چھائی رہی.

"اس لڑکی کا شکار اس نے پلاننگ کے تحت نہیں کسی جذبے کے باعث کیا ہے."

خاموشی میں الہان کی آواز گونجی. اس کی بات پر حجر کو تعجب ہوا کیونکہ اسے امید نہیں تھی کہ وہ جواب دے گا.

"مسٹر سی ای او بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں. اغواہ کار نے یہ اغواہ جذبات کی رو میں بہک کر کیا ہے. جس دن میرے پاکستان آنے کی خبر لیک ہوئی تھی اس کے کچھ گھنٹوں بعد اس لڑکی کو اغواہ کیا گیا ہے. اس کا مطلب ہے کہ اسے میرا یہاں آنا اسے ناگوار گزرا ہے. اپنی اس ناگواری کے اظہار کے طور پر اس نے فصیحہ جمیل کو وکٹم بنایا ہے...."

"اس سب کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اغواہ کار سپیسفک سے جنرل کی طرف بڑھ چکا ہے. اب وہ اپنے وکٹمز کو رینڈم طور پر چنے گا بغیر کسی پلاننگ کے. ہم کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس اگلا شکار لڑکا ہو گا, لڑکی یا پھر کوئی بچہ." وہ بلند آواز میں بولی.

''اس کے سپیسفک کی بجائے جنرلی وکٹم کو چننا تشویش ناک بات ہے کیونکہ اب اسے اپنے وکٹم کا اعتماد جیتنے کے لیے ایک مہینے کا وقفہ درکار نہیں ہو گا.اس سے پہلے کہ وہ اپنا شکار ڈھونڈے ہمیں اسے پکڑنا ہے." وہ عزم سے بولی.

''تمام کیسز کو مد نظر رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اغواہ کار یعنی کہ

Unknown subject (unsub)

مڈل ایج مین ہے.

وہ لوکل بندہ ہے.

اس کی لنگوسٹک ابیلٹی (بولنے کی صلاحیت) بہت اچھی ہے۔بہت جلد وہ دوسروں کو اپنی باتوں میں پھنسا لیتا ہے.

اس کی شکل وصورت ایوریج ہے اور اپنی اسی خاصیت کے باعث وہ دوسروں کی نظروں میں نہیں آتا.

اور اس کی ڈرائنگ بہت اچھی ہے.

ہمیں کسی ایسے شخص کو تلاش کرنا ہے جس میں یہ سب خصوصیات موجود ہوں." حجر نے انسب unsub کا خاکہ پیش کیا.

New Era Magazine

"بچوں کو اغواہ کرنے کا مقصد کیا ہے یہ وکٹمز کی ڈیڈ باڈیز دیکھنے کے بعد ہی پتا چلا گا....."اس کی بات کی دوران ہی ٹیبل پر پڑے اس کے موبائل کی سکرین روشن ہوئی. فون سائلنٹ پر تھا تبھی آواز نہیں آئی تھی. آگے ہو کر اس نے فون سکرین کی جانب دیکھا جس پر رضا حمید کا نام جگمگا رہا تھا.

"سوری...کال اہم ہے اس لیے میں مس نہیں کر سکتی" ان سب سے معذرت کر کے وہ ہاتھ میں فون لے کر کانفرنس روم سے باہر آ گئی.

"جی آفیسر... کوئی خبر ملی" فون اٹھاتے ہی وہ بولی

"میم کیمروں کی فٹیج میں تو کچھ نہیں ملا مگر کالج کے باہر پوچھ گچھ کے دوران ایک گواہ سامنے آیا ہے." دوسری جانب سے جواب آیا

"ویل ڈن۔۔۔ میں اپنی ٹیم کو بھیجتی ہوں وہاں وہ گواہ کا بیان ریکارڈ کر لیں گے." کہتے ساتھ ہی حجر نے فون بند کیا اور ساتھ ہی فون کو سائلنٹ سے ہٹایا کیوں کہ کبھی بھی کوئی ضروری کال آسکتی تھی. وہ واپس کانفرنس روم میں آئی. اس کے اندر آتے ہی سب ایک بار پھر سے اس کی طرف متوجہ ہوئے

"جذبات کی رو میں بہک کر انسان ہمیشہ کوئی نہ کوئی غلطی کرتا ہے. اغواہ کار سے بھی یہی ہوا ہے. فصیحہ کے اغواہ کے کیس میں ایک گواہ منظر عام پر آیا ہے." حجر نے سب کو خبر سنائی.

"یہ تو اچھی خبر ہے." رمشا مسکراتے ہوئے بولی

"رمشا اس شعبے میں تجربہ کار لوگ کون کون سے ہیں؟ اور کرائم اینالسٹ کون ہے؟" حجر نے رمشا سے سوال کیا

"میم آفیسر نعمان, آفیسر بلال, آفیسر سعد, آفیسر فاطمہ اور آفیسر فجر نے فیلڈ میں زیادہ وقت گزارا ہے اور ہاجرہ کرائم اینالسٹ ہے." رمشا نے وہاں موجود بیس افراد میں سے چند کا نام لیا. جیسے ہی ان کا نام لیا گیا وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے. وہ سب تقریباً پینتیس سے چالیس سال کے تھے.

"ٹھیک ہے." اس نے رمشا کو جواب دیا پھر سب نشستوں پر بیٹھے افراد کو دیکھتے ہوئے بولی

"یہاں آنے کے لیے آپ سب کا بہت شکریہ. آپ سب ہمیں بیک اپ فراہم کریں گے جبکہ تجربہ کار آفیسر ز میرے ساتھ فیلڈ میں کام کریں گے." اس نے ان سب کا

شکریہ ادا کیا پھر وہ سب کانفرنس روم سے باہر نکل گئے.اب وہاں تجربہ کار آفیسر ز, کرائم اینالسٹ, رمشا,الہان اور حجر رہ گئے تھے.

"مس رمشا!اب تک ڈیڈ باڈیز کو کہاں کہاں تلاش کیا ہے؟"اس نے سوال کیا.اس کی بات پر رمشانے اسلام آباد کا میپ کھول کر ٹیبل پر پھیلایا.

"مار گلہ ہلز,بند فیکٹریاں اور تمام سنسان جگہوں پر ڈیڈ باڈیز تلاش کی گئ ہیں."رمشا نے میپ پر ہائی لائٹ ہوئی جگہوں کا نام لیا.

"پہاڑوں پر ایک بار پھر تلاش کرواور اس کے علاوہ جھیل میں تلاش کرو.ہو سکتا ہے کہ اغواہ کار نے مار کر انہیں جھیل میں پھینک دیا ہو."میپ پر بنی جھیل کہ جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ بولی.

"آفیسر بلال اور آفیسر فجر آپ دونوں گواہ کا بیان لینے جائیں.آفیسر رضا حمید وہاں آپ کا انتظار کر رہے ہیں.

آفیسر فاطمہ آپ پولیس فورس کے ساتھ جھیل پر جائیں اور وہاں ڈیڈ باڈیز تلاش کریں."

آفیسر حاجرہ آپ پچھلے تمام کیسز کا ریکارڈ دیکھیں.دیکھیں کہ ماضی میں کہیں کسی مجرم نے باز کا نشان موقع واردات پر تو نہیں چھوڑا.

آفیسر سعد آپ جو بچے اغواہ ہوئے ان کے گھر والوں سے پوچھ گچھ کریں. میں بھی کچھ دیر میں وہاں آؤں گی.

آفیسر نعمان آپ اسلام آباد میں موجود سب اور فنیج وزٹ کریں.

آپ سب جائیں اور اگر کوئی انفارمیشن ملے تو مجھے فوراً انفارم کر دیجیئے گا."اس نے سب کو یوائیڈ کیا پھر رمشا کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

"اب آپ سب اپنے اپنے ڈیوٹیز پوری کریں اور مسٹر سی ای او آپ میرے ساتھ انٹیرو گیشن روم میں چلیں."اس کی بات پر وہ سب کانفرنس روم سے باہر نکل گئے جب کہ وہ اور الہان انٹیرو گیشن روم کی جانب بڑھ گئے. رمشا بھی ان کے ساتھ تھی.

"مس رمشا! انٹیرو گیشن روم میں لگے کیمرے اور ریکارڈرز بند کر دیں."دروازہ پار کرتے ہوئے اس نے رمشا کو ہدایت دی. رمشا سر ہلاتے ہوئے ایڈ منسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ دونوں انٹیرو گیشن روم میں رکھی کرسیوں تک آئے. اس کمرے کے وسط میں ایک میز اور دو کرسیاں تھیں. اپنا بھورے رنگ کا لانگ کوٹ اتار کر الہان نے کرسی کی پشت پر رکھا پھر کرسی پر بیٹھ گیا. وہ دونوں ایک دوسرے کے روبرو تھے. حجر خاموشی سے انٹیرو گیشن روم کی دیواروں کا جائزہ لے رہی تھی جبکہ الہان اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا. کمرے کی دیوار پر لگا کیمرہ اور ٹیبل

کے سطح کے نیچے ریکارڈر لگا تھا۔ حجر کیمرے اور ریکارڈر کے بند ہونے کے انتظار میں تھی پھر جو نہی کیمرے کی سرخ بتی بند ہوئی اس نے آغاز کیا

"کیمرے اور ریکارڈر بند کروا دیے ہیں میں نے اس لیے اب آپ بے فکر ہو کر اپنے راز بتا سکتے ہیں۔ یقین مانیں آپ کے راز اس کمرے سے باہر نہیں جائیں گے۔" وہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل سامنے بیٹھے تھے۔

"میرے کوئی راز نہیں ہیں۔" وہ میز پر کہنیاں ٹکاتے ہوئے بولا

"ہر انسان کے راز ہوتے ہیں۔ ایسے راز جو وہ کسی سے نہیں کہتا اپنے آپ سے بھی نہیں۔"

"جو راز میں خود سے بھی چھپاتا ہوں بھلا آپ کو کیسے بتا سکتا ہوں۔" وہ اس کی کالی آنکھوں کو دیکھتا ہوا بولا

"آپ کے راز کا تعلق اس کیس سے ہے اور اس کیس کو حل کرنا میرا کام ہے اس لیے آپ کو انہیں مجھ سے چھپانا نہیں چاہیے۔" اس نے اسے کنونس کرنا چاہا۔

"میں کچھ نہیں چھپا رہا۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا

"اگر آپ کچھ چھپا نہیں رہے تو پھر آپ کا رویہ اتنا عجیب کیوں ہے؟" اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا

"کیا ہوا ہے میرے رویے کو؟" اس نے الٹا اس سے سوال کیا

"آپ اتنے سرد کیوں ہیں؟ آپ نے خود کے گرد یہ سرد پن کا خول کیوں چڑھا رکھا ہے؟ ماضی میں ایسا کیا ہوا تھا جس نے آپ کو اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا؟" اس نے پے در پے سوال کیے۔

"نہ میں سرد ہوں نہ ہی میرے ماضی میں ایسا کوئی حادثہ ہوا تھا۔" اس نے تردید کی۔

"آپ مسکراتے کیوں نہیں ہیں؟ آپ اپنا دائیاں ہاتھ ہمیشہ پاکٹ میں کیوں چھپا کر رکھتے ہیں؟ ہر وقت اپنی کلائی پر یہ بلیک بینڈ کیوں پہنے رکھتے ہیں؟" وہ بڑی تیز نظر رکھتی تھی تبھی تیسری ملاقات میں ہی نوٹس کر گئی تھی کہ وہ ہر وقت اپنا دائیاں ہاتھ پوکٹ میں ڈالے رکھتا ہے اور کلائی پر سیاہ بینڈ پہنتا ہے۔

"میں ہیگزاڈیکٹلی ہوں اور میری چھ انگلیاں دیکھنے کے بعد سب اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ کئی کہتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں خوش قسمتی کی علامت ہیں جبکہ چند ایک کا کہنا ہے کہ یہ طاقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتا اور ان سب باتوں سے بچنے کے لیے میں زیادہ تر اپنا دائیاں ہاتھ پاکٹ میں رکھتا ہوں تا کہ یہ دوسروں کی نظر نہ آئے۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"یہ تو ایک سوال کا جواب ہوا. یہ بتائیں کہ آپ سیاہ بینڈ کیوں پہنتے ہیں؟" حجر نے اپنا سوال دہرایا.

"میرا نہیں خیال کہ ان سب سوالوں کا کیس سے کوئی تعلق ہے." اس نے اسے احساس دلانا چاہا.

"آپ کا اس کیس سے تعلق ہے اس لیے آپ سے جڑی ہر غیر معمولی بات بھی اس کیس سے جڑی ہے." حجر جتانے والے انداز میں بولی

"میں مسکراتا ہوں یا نہیں مسکراتا, بینڈ پہنتا ہوں یا نہیں پہنتا یہ سب میرے انتہائی ذاتی معاملات ہیں اس لیے بہتر ہے کہ آپ ان سب میں نہ پڑیں. کیس کے متعلق کوئی سوال ہے تو پوچھیں." وہ چبا چبا کر بولا.

"اس انٹیر وگیشن روم میں کوئی بھی چیز ذاتی نہیں ہوتی. آپ ہر سوال کا جواب دینے کے پابند ہیں. چلیں ایسا کرتے ہیں کہ آسان سوال سے آغاز کرتے ہیں. یہ بتائیں کہ آپ نے مجھے کیسے اپروچ کیا؟" حجر نے سوال بدلا

"چھ ماہ پہلے جب صرف پہلا بچہ اغواہ ہوا تھا تب میں امریکہ گیا تھا. میرا ایک دوست امریکن پولیس میں ہے اس سے ملنے میں وہاں پولیس سٹیشن گیا تھا اور اتفاقاً آپ وہاں

موجود تھیں. آپ تب اپنے پچھلے کیس کی تفتیش کر رہی تھیں. "اس کے ذہن میں وہ منظر چلنے لگا.

(اپنے دوست سے ملنے لے بعد وہ اس کے آفس سے باہر نکلا ہی تھا ایک کمرے کے باہر سے گزرتے ہوئے اس کے کانوں سے ایک نسوانی آواز ٹکرائی.

"کہاں ہے وہ؟"

دروازہ کھلا ہونے کے باعث اسے یہ بات واضح سنائی دی تھی. اس نے دروازے سے اندر جھانکا تو وہاں ایک لڑکی بیٹھی تھی. اسے اس لڑکی کا نیم رخ نظر آ رہا تھا. بلونڈ بال اور بلیک ڈریس سوٹ میں ملبوس وہ لڑکی اپنے سامنے بیٹھے چالیس سالہ شخص سے مخاطب تھی. اس شخص کو ہتھکڑیاں ڈال کر بٹھایا گیا تھا.

"میں نہیں جانتا میڈم" اس شخص نے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو وہ کہاں ہے. کیونکہ تم ہی نے اسے اغواہ کیا ہے." وہ پراعتماد لہجے میں بولی. وہ وہیں دروازے میں کھڑا ان کی گفتگو سننے لگا.

"میں نے نہیں کیا اس بچی کو اغواہ" اس نے تردید کی.

"میں نے تو بچی کا ذکر کیا ہی نہیں. پھر تم کیسے جانتے ہو کہ بچی اغواہ ہوئی ہے؟"

"میں نے نہیں کیا اسے اغواہ" وہ مسلسل جھٹلا رہا تھا.

''پریشانی کی وجہ سے بال گرنا,ماتھے پر پسینے کے قطرے, تیز دھڑکن" وہ بول رہی تھی جب اس شخص نے اس کی بات کاٹی

''میں نے کچھ نہیں کیا. کل رات جب بچی اغواہ ہوئی تھی اپنی ورک شاپ میں سو رہا تھا."

''نیند کی کمی کے باعث آنکھوں کے نیچے ہلکے۔۔۔شرٹ کے بازوؤں پر فولڈنگ کے نشانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ تم عام طور پر انہیں موڑے رکھتے ہو مگر آج ایسا کیا ہوا ہے جو تم نے انہیں سیدھا کر رکھا ہے؟ کہیں بازوؤں پر بچی کے دانتوں کے نشان تو نہیں جنہیں چھپانے کے لیے تم نے بازو سیدھے کر رکھے ہیں؟ ہو سکتا ہے بچی نے خود کو بچانے کے لیے تمہارے بازو پر کاٹا ہو؟ ایسا ہی ہے نا؟" وہ اپنی باتوں سے مسلسل اس شخص کو بولنے پر اکسا رہی تھی.

''میں نے کچھ نہیں کیا." وہ شخص بضد تھا.

''کیا تم نے اسے مار دیا ہے؟ یا پھر تم نے اسے کہیں بند کیا ہے؟ کیا وہ کوئی تنگ سی جگہ ہے جہاں کوئی ہوا نہ ہو؟ ہو سکتا ہے وہ کوئی تہہ خانہ ہو. نہیں وہ تہہ خانہ نہیں ہو گا تم ابھی اس کام میں نئے نئے ہو تہہ خانے میں نہیں رکھ سکتے. ضرور وہ جگہ گاڑی کا ٹرنک ہے۔۔۔ہے نا؟" اس کی بات سن کر وہ شخص ہڑبڑایا.

"میں نے اسے نہیں مارا نہ ہی اس اغواہ کا مجھ سے کوئی تعلق ہے۔"اس شخص نے ایک آخری کوشش کی۔

"وہ گاڑی چوری کی ہوگی جس کے ٹرنک میں تم نے بچی کو بند کیا ہے اور گاڑی یقیناً اس جگہ کے قریب کھڑی ہوگی جہاں سے سے تمہیں گرفتار کیا گیا ہے۔"میز پر کہنیاں ٹکاتے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی۔اب کی بار اس شخص نے کوئی بھی تردید نہیں کی تھی۔بس سر جھکائے بیٹھا رہا۔اس لڑکی کے میز پر کہنیاں ٹکانے سے اس کی دائیں کلائی واضح ہوئی۔اس کی کلائی پر ایک نشان تھا اور اس نشان پر نظر پڑتے ہی دروازے کے باہر کھڑے الہان کو شاک لگا۔ کبھی وہ ایک نظر اس لڑکی کے نیم رخ کو دیکھتا تو کبھی اس کی کلائی پر بنے نشان کو۔وہاں موجود باقی سب چیزیں پس منظر میں چلی گئی تھیں۔وہ لڑکی اپنے سامنے بیٹھے شخص سے شاید کچھ اور بھی کہہ رہی مگر الہان سن نہیں پایا۔کچھ لمحے لگے تھے اسے خود کو سنبھالنے میں پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس اپنے دوست کے آفس میں گیا۔

"یہ ساتھ والے روم میں...جو لڑکی بیٹھی ہے یہ کون ہے؟"اندر قدم رکھتے ہی وہ بے ترتیب انداز میں بولا

"وہ مس حجر ہیں۔ کریمنل سائیکالوجسٹ۔ کیس کے سلسلے میں آئی ہیں پولیس سٹیشن۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" کرسی پر بیٹھے لگ بھگ اسی کی عمر کے شخص نے جواب دیا۔

"نہیں میں ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ میں چلتا ہوں اب" اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر اس نے خود کو کمپوز کیا پھر پولیس سٹیشن سے باہر نکل گیا۔) اس کی سوچوں کا تسلسل حجر کی آواز پر ٹوٹا۔

"آپ نے کیسے اندازہ لگایا کہ فائل دیکھنے کے بعد میں یہ کیس لے لوں گی؟" اس کے منہ سے سارا واقع سننے کے بعد حجر نے سوال کیا۔

"اس دن میں نے آپ کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر بنا نشان دیکھ لیا تھا۔" الہان کے پر سکون انداز میں کہے گئے الفاظ حجر کو بے سکون کر گئے تھے۔

"کون سا نشان؟ میرے ہاتھ پر کوئی نشان نہیں ہے۔" اس نے اسے جھٹلانا چاہا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بھی باز کا نشان ہے جسے چھپانے کے لیے آپ بہت تگ ودو کرتی ہیں۔ مگر اس دن میں نے یہ نشان دیکھ لیا تھا اس لیے چھپانے کا فائدہ نہیں۔" وہ پر یقین لہجے میں بولا۔ اس پر یقین انداز پر حجر کچھ بول نہ پائی۔ اپنے اس نشان وہ دوسروں کی نظروں سے چھپانے کے لیے وہ ہمیشہ فل سلیوز پہنتی تھی مگر وہ پھر بھی اس نشان کو دیکھ چکا تھا۔

"میں جانتا تھا کہ کیس کی فائل میں باز کا نشان دیکھنے کے بعد آپ کیس لینے پر راضی ہو جائیں گی اس لیے میں فائل دیکھنے پر زور دے رہا تھا۔" اسے خاموش دیکھ کر الہان ایک بار پھر بولا۔

"ہمم" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ نشان آپ کے ہاتھ پر کیسے آیا؟" اس کے چہرے کے تاثرات جانچتے ہوئے الہان نے استفسار کیا۔

"میں نہیں جانتی کہ یہ نشان میرے ہاتھ پر کس نے بنایا ہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے یہ نشان میرے ساتھ ہے۔" گود میں رکھے اپنے دائیں ہاتھ کی کلائی دیکھتے ہوئے وہ بولی۔ اس کی کلائی پر پر مرے ہوئے باز کا نشان تھا۔

"کیا آپ کے فوسٹر پیرنٹس بھی نہیں جانتے کہ یہ نشان آپ کے ہاتھ پر کیسے آیا؟" وہ بہت سوچ سمجھ کر سوال کر رہا تھا جبکہ حجر اپنے نشان کو دیکھتے ہوئے ایک ٹرانس کی کیفیت میں جواب دے رہی تھی۔

"ان کا کہنا ہے کہ چھبیس سال پہلے جب میں انہیں زخمی حالت میں ملی تھی یہ نشان میری کلائی پر موجود تھا۔ اس نشان کے ذریعے میں نے اپنے اصل تک پہنچنے کی بہت کوشش کی ہے مگر کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ ناروے، دبئی اور امریکہ کے سارے

New Era Magazine

کیسز کی فائلز دیکھی ہیں میں نے مگر ماضی کے کسی بھی کیس میں مجرم نے اس نشان کو استعمال نہیں کیا۔"

"امریکہ، دبئی اور ناروے میں ایسا کوئی کیس نہیں جہاں مجرم نے اس نشان کا استعمال کیا ہو مگر.... مگر پاکستان میں چھبیس سال پہلے ایک مجرم نے باز کے بالکل اسی نشان کو استعمال کیا تھا۔ اس نے اپنے سب وکٹمز کے ہاتھ پر ایسا نشان بنایا تھا۔" الہان کی بات پر وہ ٹرانس سے باہر نکلی۔

"کیا؟ پاکستان میں؟" وہ بے یقین انداز میں بولی

"ہمم... پاکستان میں کئی سال پہلے ایک ایسا کیس سامنے آیا تھا۔" الہان ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہے؟" وہ واپس اپنے موڈ میں آچکی تھی تبھی جانچتی نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کے سوال پر الہان نے میز پر ٹکے اپنے دائیں ہاتھ کی کلائی پر سے سیاہ بینڈ ہٹایا۔ اس کے ہاتھ پر بھی بالکل ویسا ہی نشان تھا۔ حجر وہ نشان دیکھ کر حیران ہوئی۔

"اسی نشان کو چھپانے کے لیے میں بینڈ پہنتا ہوں۔ آپ کی طرح میں بھی صرف اسی نشان کے باعث اس کیس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

''کیا آپ چھبیس سال پہلے والے کیس میں وکٹم تھے؟''اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے سوال کیا.

''میں نے جتنا آپ کو بتانا تھا میں نے بتا دیا ہے. فل حال میں آپ کے مزید کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا. مگر بہت جلد میں آپ کو ساری حقیقت بتا دوں گا. آپ مجھے کچھ وقت دیں.''اس نے دھیمے لہجے میں کچھ وقت مانگا. وہ بس کیتھی کے جواب کے انتظار میں تھا.

''کتنا وقت؟''اس نے آبرو اچکائی.

''میں کنفرم نہیں بتا سکتا. مگر زیادہ وقت نہیں لوں گا میں.''اس نے اسے یقین دلانا چاہا.

''ٹھیک ہے.''وہ متفق ہوئی.

''شکریہ''اس نے شکریہ ادا کرنے پر حجر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا. پھر وہ دونوں اپنی نشست سے کھڑے ہوئے اور انٹیر وگیشن روم سے باہر نکل گئے. ان کا رخ اب پارکنگ کی جانب تھا کیونکہ انہیں اغواہ ہونے والے بچوں کے لواحقین سے ملنے جانا تھا. گاڑی کے قریب پہنچ کر الہان نے حجر کے لیے فرنٹ ڈور کھولا تو وہ خاموشی سے اندر بیٹھ گئی

New Era Magazine

"مسٹر الہان!" الہان ڈرائیونگ سیٹ سمبھالنے ہی لگا تھا جب اسے کسی نے پکارا.

اس نے مڑ کر آواز کی سمت دیکھا تو وہاں پولیس یونیفارم میں موجود ایک شخص کھڑا تھا.

اس شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شناسائی آئی. حجر سے ایکسکیوز کرتا ہوا وہ اس شخص کی جانب بڑھ گیا. گاڑی میں بیٹھی حجر سرسری نگاہ سے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی جب اس کی نگاہ گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھی ایک کتاب پر پڑی. ایک نظر بھورے کوٹ میں ملبوس اس شخص سے باتیں کرتے الہان پر ڈالنے کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ کتاب پکڑی. وہ ایک پرانی ڈکشنری تھی. اس نے ڈکشنری کے صفحے پلٹے تو وہاں مختلف الفاظ ہائی لائٹ کیے گئے تھے.

"درد, خوشی, خوف, دکھ, پچھتاوا..." اس نے خود کلامی کے انداز میں وہ الفاظ پڑھے.

وہ سب احساسات کے نام تھے.

"ایک نارمل شخص کو احساسات یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی. پھر ان لفظوں کو ہائی لائٹ کیوں کیا گیا ہے؟" وہ پر سوچ انداز میں بولی. اب اس نے کتاب کا آخری صفحہ کھولا. وہاں ایک پیغام لکھا تھا

New Era Magazine

"پیارے الہان..." ابھی اس نے پہلے دو لفظ ہی پڑھے تھے جب اسے احساس ہوا کہ وہ واپس گاڑی کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اسے واپس آتے دیکھ کر اس نے پیغام پڑھنے کا ارادہ ترک کیا اور وہ کتاب اسی انداز میں ڈیش بورڈ پر رکھ دی جس طرح وہ پہلے پڑی تھی۔

"انتظار کروانے کے لیے معذرت" سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے الہان بولا

"اٹس اوکے" اس کے ذہن میں اب تک کتاب پر ہائی لائٹ ہوئے الفاظ گردش کر رہے تھے۔ گاڑی میں اب خاموشی چھائی تھی۔ حجر اپنی سوچ میں گم تھی جبکہ الہان مستعدی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اچانک سے حجر کا موبائل رنگ کیا تو جسٹن بیبر کے لو یور سیلف گانے کی آواز سے گاڑی گونج اٹھی۔ گانے کی آواز پر الہان بھی متوجہ ہوا تھا۔ حجر نے سکرین دیکھی جہاں مور کا نام جگمگا رہا تھا۔ لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے فون اٹھایا

"ہالو مور! کیسی ہیں آپ؟" وہ مسکراتے ہوئے نارویجین زبان میں بولی

"میں ٹھیک ہوں حجر۔ تم کیسی ہو؟ پہنچ گئی پاکستان؟" دوسری جانب سے مور نے سوال کیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں مور۔ کل صبح پہنچ گئی تھی میں پاکستان۔" اس نے اطلاع دی۔

الہان کو اس کی بات تو سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر اس کے بار بار مور کہنے پر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی فوسٹر مدر کا فون ہے۔ سائمن کے منہ سے وہ کئی مور اور فار کا لفظ سن چکا تھا۔

”کل کی تم پہنچ گئی ہو مگر مجال ہے جو اپنی خیریت کی اطلاع دی ہو تم" وہ سخت لہجے میں بولیں.

”میں نے رات کو فون کیا تھا آپ کو مگر فون بند تھا آپ کا" اس نے دھیمے لہجے میں وضاحت دی.

”اگر میرا فون بند تھا تو اپنے فار کو فون کر لیتی. کل کی پریشان ہو رہی ہوں میں."

انہوں نے اسے احساس دلانا چاہا.

”میری صبح فار سے بات ہو گئی تھی. میں نے انہیں اپنے پہنچنے کا بتا دیا ہے." بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے اطلاع دی.

”ایرک نے تو مجھے نہیں بتایا. پوچھتی ہوں میں ذرا ان سے"

”مور میں آپ کو رات کو فون کروں گی. ابھی ورکنگ آورز ہیں." مزید چند باتیں کرنے کے بعد حجر بولی.

”ٹھیک ہے. اپنا خیال رکھنا."

”اوکے" چند اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے فون بند کیا. فون بند ہونے کے کچھ دیر بعد ہی وہ لوگ علی ریاض کے گھر پہنچے. آفیسر سعد اپنی ٹیم کے ساتھ پہلے ہی وہاں موجود تھے. ان کی گاڑی رکتے دیکھ کر آفیسر سعد ان کی جانب بڑھے.

"بات ہوئی علی کے گھر والوں سے؟" حجر نے آفیسر سعد سے سوال کیا۔

"جی میم... مگر کوئی خاطر خواہ معلومات نہیں ملی۔" پینتیس سالہ آفیسر سعد نے ناامیدی سے جواب دیا۔

"میں خود بات کر کے دیکھتی ہوں۔" کہتے ساتھ ہی وہ گھر کے اندر چلی گئی۔ خستہ سی وہ تین منزلہ عمارت جس کے نچلی منزل پر علی کا خاندان کرائے پر رہتا تھا۔ الہان اور سعد بھی اس کے پیچھے اندر چلے گئے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی پولیس یونفارم میں ملبوس وہ ایک شخص سے مخاطب ہوئی

"علی ریاض کی والدہ کہاں ہیں؟" اس کے سوال پر اس آفیسر نے دائیں جانب بنے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ حجر سر ہلاتے ہوئے اندر چلی گئی۔

"میں حجر ہوں۔ ہیڈ آف کرائم برانچ۔ مجھے آپ سے کچھ دیر بات کرنی ہے۔" اپنے بیج دکھاتے ہوئے اس نے اپنا تعارف کروایا۔ الہان نے اس کے جملے کو ٹرانسلیٹ کر کے علی ریاض کی والدہ تک پہنچایا۔

"ضرور بیٹی۔ آؤ بیٹھو" وہ شفقت سے بولیں۔

"کیا آپ نے اغواہ سے چند روز پہلے علی کے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی؟" اس نے سوال کیا۔

”نہیں...اس کا رویہ بالکل ویسا ہی تھا۔"

"ذہن پر زور ڈال کر سوچیں۔ کوئی بھی غیر معمولی حرکت کی ہو اس نے؟ آپ کے سامنے کسی انجان شخص کا ذکر کیا ہو؟" حجر نے زور دیا۔اس کی بات پر وہ عورت کچھ دیر سوچنے لگیں۔

"ہاں یاد آیا..اغواہ سے پندرہ بیس دن پہلے وہ جب سکول سے گھر آیا تھا تو کپڑے بہت گندے ہوئے تھے۔میرے پوچھنے پر کہنے لگا کہ سکول سے واپسی پر گر گیا تھا اور ایک شخص نے اس کی مدد کی تھی۔اس کو پانی وغیرہ پلایا تھا۔" وہ سوچ سوچ کر بتانے لگیں۔

”اور کوئی بات جو اس نے اس شخص کے بارے میں کہی ہو؟" وہ جانچتی نظروں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

”بس اتنا ہی بتایا تھا۔"

”ٹھیک ہے۔کیا علی کو ڈرائنگ میں دلچسپی تھی؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

”نہیں....وہ تو شروع ہی سے ڈرائینگ میں کمزور رہا ہے۔" وہ آنچل سے آنسو پونچھتے ہوئے بولیں۔

”سہی... علی کا سامان کہاں ہے؟" حجر نے سامان کے متعلق استفسار کیا۔

”اگلے کمرے میں رکھا ہے اس کا سامان۔" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

"اغواہ کے بعد سے کسی نے اس کا سامان چھیڑا تو نہیں؟" وہ سب ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

"نہیں.... اس کا سامان تو اغواہ ہونے والے دن سے یونہی رکھا ہے۔" علی ریاض کی ماں نے جواب دیا پھر وہ خود کمرے سے باہر نکل گئی۔ اب وہاں حجر، الہان اور آفیسر سعد رہ گئے تھے۔ ہاتھوں پر گلوز چڑھانے کے بعد وہ علی کا سامان دیکھنے لگی۔ سامان زیادہ نہیں تھا بس چند کپڑے اور کتابیں تھیں۔

"یہ سب بے کار چیزیں ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔" اسے سامان کی جانچ پڑتال کرتے دیکھ آفیسر سعد نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس کی بات پر حجر نے آبرو اچکائی۔

"علی جہاں گیا ہے اور جو شواہد اس نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ سب اسی جگہ موجود ہیں۔" حجر نے جواب دیا تو آفیسر سعد خاموش ہو گئے۔

"علی صبح گھر سے سکول کے لیے نکلا تھا۔ اس کے دوستوں کے مطابق وہ سکول پہنچا تھا مگر سکول سے واپس گھر نہیں آیا۔ سکول میں اس کا رویہ معمول کے مطابق تھا اس کا مطلب ہے کہ روز سکول کے بعد وہ اغواہ کار سے ملنا اس کے معمول کا حصہ تھا۔ وہ شخص جس نے اس کی مدد کی ہے وہی اغواہ کار ہے۔ پہلے اس نے علی کی مدد کی پھر بہانے

بہانے سے اس سے ملنے لگا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا اعتماد جیتا۔" وہ پر سوچ انداز میں بول رہی تھی اور ساتھ ساتھ کتابیں پلٹ رہی تھی۔ اسی دوران ایک کتاب میں سے چند صفحے زمین پر گرے۔ اس نے آگے بڑھ کر صفحے اٹھائے اور انہیں دیکھنے لگی۔ وہ باز کی تصویریں تھیں جنہیں شاید پریکٹس کے لیے بنایا گیا تھا۔ پہلی چند تصویریں علی سے ٹھیک سے نہیں بنائی گئی تھیں مگر جیسے جیسے وہ پریکٹس کرتا رہا باز کی تصویر بہتر ہوتی گئی۔

"وہ تصویر علی نے خود بنائی تھی اور چونکہ اس کی ڈرائنگ اچھی نہیں تھی اسی لیے باز کی تصویر بنانے میں مہارت حاصل کرنے میں اسے کئی دن لگے۔" کہتے ساتھ ہی حجر نے وہ تصویریں لفافے میں ڈالیں اور پھر وہ لوگ وہاں سے نکل آئے۔ ابھی وہ گھر کے باہر ہی تھے جب اس کا فون بج اٹھا۔ فون رضا حمید کا تھا۔ اس نے کال ریسیو کی

"میم... گواہ کا بیان ریکارڈ ہو گیا ہے۔" رضا حمید نے اطلاع دی۔

"ریکارڈنگ بھیجیں مجھے" اس نے اسے آرڈر دیا۔

"ٹھیک ہے میم" مزید چند باتوں کے بعد اس نے فون بند کیا۔ فون بند ہوئے ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے جب اسے ویڈیو موصول ہوئی۔ حجر نے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی ویڈیو آن کی مگر اغواہ کا بیان چونکہ اردو میں تھا اس لیے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"مسٹر سی ای او!" اس نے الہان کو پکارا۔

''جی''االہان نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالنے کے بعد نظریں دوبارہ سڑک پر ٹکا دیں.

''اس کو ٹرانسلیٹ کر دیں.''اس نے مدعا بیان کیا.

''آپ پلے کریں میں ٹرانسلیٹ کر کے بتا دیتا ہوں.''گاڑی سڑک کے ایک طرف پارک کرتے ہوئے اس نے کہا.آفیسر سعد بھی پولیس کی گاڑی میں ان کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے.انہیں رکتے دیکھ کر وہ گاڑی ان کے قریب لا کر بولے.

''کوئی مسئلہ ہے؟''

''نہیں....آپ جائیں ہم آ رہے ہیں.''الہان کی بات پر سر ہلا کر وہ چلے گئے جبکہ وہ خود حجر کے ہاتھ میں پکڑے فون پر چلتی ویڈیو کی جانب متوجہ ہوا.اس ویڈیو میں ایک شخص تھا جس کی عمر لگ بھگ چھتیس سال کے قریب تھی.اس کی دائیں گال پر جلسنے کے نشانات تھے.

''میرا نام امجد ہے اور میں ایک مکینک ہوں. گرلز کالج کے قریب ہی میری دکان ہے. 28نومبر کی دوپہر کو میں کھانے کے لیے قریبی ڈھابے تک جا رہا تھا جب مجھے ایک لڑکی کی چیخنے کی آواز آئی. میں آواز کی سمت بھاگا اور وہاں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک لڑکی کے منہ پر رومال رکھنے کی کوشش کر رہا تھا.وہ لڑکی خود کو آزاد کروانے کے

لیے مسلسل ہاتھ پاؤں مار رہی تھی مگر آخر وہ شخص رومال اس کے منہ پر رکھنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ لڑکی بے ہوش ہو گئی۔اس بے ہوش لڑکی کو وہ شخص قریب کھڑی اپنی گاڑی میں ڈال کر لے گیا۔میں نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی مگر میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ لڑکی کو لے کر بھاگ گیا تھا۔" امجد نامی شخص بیان دے کر فارغ ہوا تو پولیس آفیسر نے اس سے سوال کیا

"آپ نے اس کی شکل دیکھی؟"

"نہیں....اس نے منہ پر سفید چمڑی کا ماسک پہن رکھا تھا اور وہ لنگڑا کر چل رہا تھا۔"

امجد نے سر پر پہنی ٹوپی سہی کرتے ہوئے جواب دیا۔

"جس گاڑی میں اغواہ کار لڑکی کو لے کر گیا تھا وہ کون سے ماڈل کی تھی؟گاڑی کا نمبر وغیر کچھ یاد ہے آپ کو؟" پولیس آفیسر نے اگلا سوال کیا جس کا ترجمہ الہان نے حجر تک پہنچایا۔

"ہڑبڑاہٹ میں نمبر تو نہیں دیکھ پایا مگر گاڑی آلٹو تھی۔ماڈل بہت پرانا تھا مگر گاڑی کی حالت صاف ستھری تھی۔" وہ شخص سوچ سوچ کر جواب دے رہا تھا۔

"رنگ کیا تھا گاڑی کا؟"

"بلیک" وہ لمبے کی تاخیر کیے بغیر بولا۔

New Era Magazine

"اس اغواہ کار کے متعلق کوئی اور چیز یاد ہے آپ کو؟ کوئی نشان وغیرہ" پولیس آفیسر نے ایک اور سوال کیا.

"وہ شخص کالے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھا اور اس نے مکمل طور پر خود کو ڈھانپ رکھا تھا اس لیے میں کوئی اور چیز نہیں دیکھ پایا."

"ٹھیک ہے. اگر آپ کوئی مزید کوئی تفصیل یاد آئے تو بتا دیجیئے گا." پولیس آفیسر کے اس آخری جملے کے بعد ویڈیو ختم ہو گئی تھی. الہان نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی جب کہ حجرا ابھی بھی ویڈیو میں موجود شخص کے متعلق سوچ رہی تھی. کچھ سوچنے کے بعد اس نے کرائم اینالسٹ ہاجرہ کا نمبر ملایا

"ہاجرہ پتا کرو کہ اس وقت اسلام آباد میں کتنے لوگوں کے پاس آلٹو گاڑیاں ہیں. جن لوگوں کے پاس پرانے ماڈل کی آلٹو ہے ان کی متعلق ساری معلومات جمع کرو." اس نے کال ملتے ہی آرڈر دیا.

"اوکے میم" ہاجرہ مودب انداز میں بولی اور ساتھ ہی اس نے کال بند کی. وہ لوگ اب دوسرے اغواہ ہونے والے بچے معین الدین کے گھر جا رہے تھے.

....

صیاد

New Era Magazine

تیرہواں باب

آٹھ سال....آج آٹھ سال بیت گئے اس سانحے کو گزرے ہوئے.کہنے کو تو یہ آٹھ سال تھے مگر مرتضی علوی کی زندگی میں یہ آٹھ سال آٹھ صدیوں کی طرح گزرے تھے.بے کیف اور بے سکون سے دن جو صبح طلوع ہونے کے بعد ڈھلنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے.پچھلے آٹھ سالوں سے وہ ایک ہی مدار میں گردش کر رہا تھا مگر دو دن پہلے اس کا یہ مدار بھی چھن گیا تھا.ہاتھ پہ ہاتھ دھرے سفید کپڑوں میں ملبوس علوی ہاؤس کے وسط میں بنے ہال میں بیٹھا وہ گزرے سالوں کا تجزیہ کرنے لگا.

آٹھ سال پہلے آج کی ہی تاریخ کو وہ لوگ گوادر گئے تھے.اللہ یار کی حویلی اس سے ملنے.گوادر سے شام کے نکلے وہ اور ان کی بیوی فرح رات کے پہلے پہر گھر واپس پہنچے تھے.گھر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس کی نظر لاؤنج میں چکر لگاتے عابد علوی پر پڑی.فاریہ بیگم بھی ان کے قریب ہی صوفے پر بیٹھیں منہ میں کوئی ورد کرنے میں مصروف تھیں.

"اسلام علیکم!"گھر میں داخل ہوتے مرتضی اور فرح نے سلام کیا.

"وعلیکم سلام!"

"آپ لوگ سوئے نہیں اب تک؟"فرح ان دونوں کو لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر بولی.

"تم لوگوں کا انتظار کر رہے تھے. الہان نہیں آیا تم لوگوں کے ساتھ" فاریہ بیگم نے الہان کی غیر موجودگی محسوس کر کے سوال کیا.

"وہ ہارون کی گاڑی میں ان لوگوں کے ساتھ آ رہا ہے. "مرتضی نے انہیں جواب دیا پھر عابد صاحب کی جانب متوجہ ہوا جو پریشان دکھائی دے رہے تھے.

"کیا بات ہے بڑے بابا؟ اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہیں؟" مرتضی نے سوال کیا.

اس کے سوال کرنے پر فرح بھی عابد صاحب کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی.

"احتشام کے دوست حیدر کی کال آئی تھی. "وہ آہستگی سے بولے.

"حیدر کی کال؟ حیدر تو آج صبح کی فلائٹ سے احتشام کے ساتھ دبئی گیا تھا پھر کال کیوں کی اس نے؟ اپنی خیریت کی اطلاع دینے کے لیے فون کیا ہوگا؟" مرتضی نے خود سے اندازہ لگایا. اس گفتگو کے دوران فاریہ بیگم اور فرح خاموش تھے.

"اس نے خیریت بتانے کے لیے کال نہیں کی تھی بلکہ یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ احتشام پولیس کی حراست میں ہے. "عابد علوی شکستہ لہجے میں بولے.

"کیا؟ پولیس کی حراست میں؟ مگر کیوں؟" یہ خبر مرتضی کے لیے ایک جھٹکے سے کم نہ تھی.

''احتشام کے بیگ سے ڈرگز برآمد ہوئے ہیں اسلیے دبئی ائیرپورٹ کی انتظامیہ نے اسے حراست میں رکھا ہے."ان کے لہجے میں پریشانی واضح محسوس کی جاسکتی تھی.

''احتشام اور ڈرگز؟ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ضرور کوئی نہ کوئی غلط فہمی ہوئی ہے."مرتضی کا یقین ایک لمحے کے لیے نہ ڈگمگایا تھا.اسے یقین تھا کہ ڈرگز کی سمگلنگ جیسا سنگین جرم احتشام کبھی نہیں کرسکتا.

''میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ سب غلط فہمی ہے مگر ایئرپورٹ کی انتظامیہ کو اس کے بیگ سے ہیروئن کے بہت سے پیکٹ ملے ہیں."

''کسی اور نے ڈالے ہوں گے اس کے بیگ میں ڈرگز.احتشام نے پولیس کو کیا بیان دیا ہے؟"مرتضی نے سوال کیا.

''احتشام کا یہی کہنا ہے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے بیگ میں ڈرگز کہاں سے آئے ہیں."عابد علوی نے تفصیل بتائی.

''آپ پریشان نہ ہوں.میں حیدر سے بات کرتا ہوں."ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مرتضی نے انہیں تسلی دی پھر پوکٹ سے فون نکال کر حیدر کا نمبر ملانے لگا.

''ہیلو حیدر!کیا صورت حال ہے وہاں کی؟"دوسری جانب سے کال موصول ہوتے ہی وہ بولا.

New Era Magazine

"بہت سنگین صورت حال ہے. میں نے بات کرنے کی کوشش کی ہے پولیس سے مگر ان کا کہنا ہے کہ احتشام کے خلاف ان کے پاس ثبوت موجود ہیں. ایف آئی آر بھی کٹ چکی ہے اسلیے اس کیس کا فیصلہ اب عدالت میں ہی ہوگا." حیدر نے اسے تفصیل بتائی.

"میری کسی طرح احتشام سے بات کرواؤ." ماتھے پر ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مرتضی بولا.

"میں کوشش کرتا ہوں." حیدر بولا اور پھر لائن کے دوسری جانب سے عربی میں کچھ کہے جانے کی آوازیں آنے لگیں. کچھ لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز گونجی.

"مرتضی!" یہ آواز احتشام کی تھی.

"مرتضی میرے بھائی! مجھ پر یقین کرو میں نے کچھ نہیں کیا. میں نہیں جانتا کہ ہیروئن کہ یہ پیکٹ میرے بیگ میں کہاں سے آئے. مگر یہ بات یقینی ہے کہ یہ ڈرگز میں نے نہیں رکھے." بات کے اختتام پر احتشام کی آواز رندھ گئی تھی.

"میں جانتا ہوں احتشام کہ یہ سب تم نے نہیں کیا. ہم سب کو تم پر پورا یقین ہے. تمہیں کسی بھی قسم کی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے."

"میں ان لوگوں کو ہزار دفعہ اپنی بے گناہی کے متعلق بتا چکا ہوں مگر یہ یقین ہی نہیں کر رہے." وہ نا امیدی سے بولا.

"تم پریشان نہ ہو۔ میں حیدر سے کہہ کر کسی اچھے سے وکیل کو ہائر کرتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو تم بہت جلد پولیس کسٹڈی سے باہر نکل آؤ گے۔ خود پر یقین رکھو۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ میں خود بھی کل تک دبئی آنے کی کوشش کرتا ہوں۔" مرتضی نے اسے تسلی دی۔

"مرتضی پلیز جلدی آنا۔ مجھے اس وقت تنہائی کا شدید احساس ہو رہا ہے اور تم سب کی کمی بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔" اس کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔

"میں بہت جلد آؤں گا اور تمہیں بے گناہ ثابت کروں گا۔" مرتضی جذبات کے ریلے پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گا۔ فی امان اللہ" اتنا کہنے کے بعد احتشام نے فون واپس حیدر کو تھما دیا۔ مرتضی نے وکیل کی تقرری کے متعلق حیدر سے چند باتیں کرنے کے فون بند کیا۔

"مرتضی میرا بچہ کیسا ہے؟" اس کو فون بند کرتا دیکھ کر فاریہ بیگم بے تابی سے بولیں۔ بے شک احتشام، مرتضی اور آنیہ ان کی اپنی اولاد نہیں تھے مگر انہوں نے کبھی ان تینوں کو ہارون سے الگ نہیں سمجھا تھا۔ وہ تینوں بھی انہیں اتنے ہی عزیز تھے جتنا نہیں اپنا اکلوتا بیٹا ہارون عزیز تھا۔

”ٹھیک ہے وہ بڑی مما۔۔۔شک کی بنیاد پر اسے کچھ دیر کے لیے زیرِ حراست رکھا گیا ہے. جیسے ہی اس کی بے گناہی ثابت ہو جائے گی اس پر سے الزام ہٹا دیا جائے گا۔"

مرتضی انہیں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے صورت حال کی سنگینی ان سے چھپا گیا.

”اگر کچھ دیر کے لیے زیرِ حراست رکھا گیا ہے تو پھر وکیل کیوں ہائر کر رہے ہو؟" عابد صاحب اس کی بات سے مطمئن نہیں ہوئے تھے اس لیے انہوں نے سوال کیا.

”کوئی کاغذی کاروائی کرنی ہے بس اسی لیے ہائر کیا ہے وکیل کو. آپ لوگ پریشان نہ ہوں. میں کل دبئی جا کر سب معاملات نمٹا آؤں گا." مرتضی نے انہیں مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی اور اس کوشش میں بہت حد تک کامیاب بھی رہا تھا.

”آنیہ کو فون کریں. ابھی تک آئے نہیں." فرح نے پہلی مرتبہ گفتگو میں حصہ لیا.

اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے مرتضی نے آنیہ کا نمبر ملایا.

”فون بند ہے." فون کان سے ہٹاتے ہوئے وہ بولا.

”ہو سکتا ہے چارجنگ ختم ہو گئی ہو فون کی. آپ ہارون بھائی کے نمبر پر کال کر لیں."

فرح نے مشورہ دیا جس پر مرتضی نے فوراً عمل کیا.

"ہارون کا فون بھی بند ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ سگنلز کا مسئلہ ہے تبھی دونوں کے فون بند ہیں۔ خیر آنے والے ہونگے۔ آپ لوگ سو جائیں جا کر میں ان کے انتظار میں جاگ رہا ہوں۔" مرتضی فون بند کرتے ہوئے بولا۔

"تم جانتے تو ہو مرتضی کہ جب تک تم سب سہی سلامت گھر نہ پہنچ جاؤ اس وقت تک تمہارے بڑے بابا کو اور مجھے نیند نہیں آتی۔" فاریہ بیگم تسبیح کا دانہ گھماتے ہوئے بولیں۔

"اکٹھے نہیں نکلے تھے تم لوگ؟" صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے عابد صاحب نے مرتضی سے سوال کیا۔ مرتضی اپنی سوچ میں گم تھا تبھی وہ ان کی بات کے جواب میں خاموش رہا۔

"نکلے تو اکٹھے ہی تھے مگر مجھے لگتا ہے کہ الہان کی ضد پر وہ لوگ راستے میں کہیں رکے ہوں گے تبھی دیر ہو گئی ہے آنے میں۔" مرتضی کو سوچ میں گم دیکھ کر فرح نے عابد صاحب کی بات کا جواب دیا۔

"میں چینج کر کے آتی ہوں۔" اتنا کہہ کر فرح اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ تینوں وہیں لاؤنج میں ان کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ رات کی سیاہی صبح کے نور میں تبدیل ہو گئی مگر وہ لوگ گھر نہ پہنچے۔ گزری رات میں مرتضی کئی مرتبہ ہارون اور آنیہ

New Era Magazine

کے نمبر پر کال ملا چکا تھا مگر ان دونوں کے فون بند تھے۔ صبح تک جب ان کی کوئی خبر نہ آئی تو ان سب کو پریشانی نے گھیر لیا۔

"مرتضی اللہ یار کو فون کر کے وہاں کے حالات کے متعلق پتا کرو۔ کہیں کوئی مسئلہ نہ ہو گیا ہو۔" عابد صاحب دھیمے لہجے میں دروازے کے قریب پریشانی سے چکر لگاتے مرتضی کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔

"جی بڑے بابا" مرتضی نے ان کے کہنے پر اللہ یار کو فون کیا۔ چند گھنٹے گزرنے کے بعد اللہ یار نے انہیں بتایا کہ ہائی وے پر ہارون کی گاڑی ملی ہے۔ درخت سے ٹکرانے کے باعث گاڑی کی حالت نہایت خراب تھی۔ سوائے اس ٹوٹی ہوئی گاڑی کے وہاں نہ کوئی زندہ جان ملی اور نہ ہی کوئی مردہ لاش۔ اس دن کے بعد سے آنیہ، ہارون، حجر اور الہان گمشدہ تھے۔ ان کی گمشدگی کی خبر عابد صاحب اور فاریہ بیگم کا دل دہلانے کے لیے کافی تھی۔۔ خبر سنتے ہی فاریہ بیگم کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ چند دن ہسپتال رہنے کے بعد وہ ہمت ہار گئیں اور اپنے بیٹے کی شکل دیکھنے کی آس لیے دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ عابد صاحب کا حال بھی ان سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ اپنی جان سے پیاری بیوی اور بیٹے کی جدائی وہ زیادہ عرصہ برداشت نہیں کر پائے اور اس سانحے کے چھ ماہ بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ ان سب حالات میں مرتضی کی توانائیاں نچڑ کر رہ گئی تھیں۔ ماں باپ جیسے تایا تائی، جان

New Era Magazine

سے پیارا دوست احتشام, بڑے بھائیوں جیسا ہارون, اپنی سگی بہن آنیہ اور سب سے بڑھ کر اپنے بیٹے الہان کی جدائی کا غم اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا. بظاہر وہ حالات کا جواں مردی سے مقابلہ کر رہا تھا مگر یہ صرف اس کا خدا جانتا تھا کہ وہ ان سب لوگوں کے دور جانے پر کس عذاب سے گزرا ہے. وقفے وقفے سے ہونے والے حادثوں نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا. ان چاروں کو ڈھونڈنے کے لیے آئے دن پولیس کے ساتھ مختلف مقامات پر جانا, ہارون کی غیر موجودگی میں کاروبار سنبھالنا, گھر کی معاملات نمٹانا یہ سب ذمہ داریاں اس کے کندھوں پر تھیں اور ان حالات میں وہ احتشام کے لیے کچھ نہیں کر پایا تھا. حیدر سے اسے احتشام کے کیس کی پہلی سنوائی کا پتا چلا تھا مگر ان دنوں عابد صاحب کی حالت ٹھیک نہیں تھی اور اسی وجہ سے وہ جا نہ سکا. پھر یونہی مصروفیات نے اسے ایسا جکڑا کہ وہ مڑ کر اس کی جانب دیکھ ہی نہ پایا. وقت گزرتا گیا گھاؤ بھرتے گئے مگر نشانات باقی رہ گئے. گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ مرتضی نے بہت حد تک خود کو سنبھال لیا تھا مگر فرح... مگر فرح اپنے بیٹے الہان کی جدائی میں اندر ہی اندر گھلتی جا رہی تھی. اس کی جدائی اسے کھائے جا رہی تھی. انہیں ڈھونڈنے کی کوشش میں مرتضی اتنا مصروف ہو گیا کہ وہ فرح کی دن بہ دن خراب ہوتی حالت پر توجہ ہی نہ دے پایا اور پھر جب وہ اس کی گرتی صحت کی جانب متوجہ ہوا

تب بہت دیر ہو چکی تھی. فرح کوانسیفلائٹس (انفلامیٹری ڈیزیز) تھا. دماغ میں ہونے والی سوزش کے باعث اس کی صحت بری طرح متاثر ہو رہی تھی. بیماری کی تشخیص کے بعد فرح کا مکمل طور پر علاج شروع ہوا. ڈیڑھ سال تک فرح اپنی بیماری سے لڑتی رہی. مرتضی نے اس عرصے کے دوران اس کا بھرپور ساتھ دیا. سب کچھ فراموش کیے وہ صرف اور صرف فرح کے علاج کروانے میں مصروف رہا اور دو دن پہلے اس کی یہ مصروفیت بھی اس سے چھن گئی. دو دن پہلے صبح طلوع ہونے والا سورج اس کی جینے کی آخری وجہ, اس کی بیوی فرح کو بھی اپنے ساتھ لے گیا. ڈیڑھ سال انسیفلائٹس سے مقابلہ کرتی فرح نے دو دن پہلے ہمت ہار دی اور اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئی. اس کی موت مرتضی کے لیے دھچکے سے کم نہیں تھی. اپنے بکھرے وجود کو بڑی مشکل سے سمیٹے وہ پچھلے دو دن سے فرح کی آخری رسومات ادا کر رہا تھا اور اب جب افسوس کرنے آنے والے سارے افراد رخصت ہوئے تو اسے اس محل جیسے گھر میں اپنی تنہائی کا احساس ہوا. سفید کپڑوں میں ملبوس ہال کے وسط میں سر جھکائے بیٹھا مرتضی حالات کی ستم ظریفی کے ہاتھوں گھائل تھا. فرح اس کی زندگی کا آخری سہارا تھی. پچھلے ڈیڑھ سال میں فرح کا بہترین علاج کروانا ہی اس کی زندگی کا ہدف تھا. اس کے جانے کے بعد اس کی زندگی کا مقصد کھو گیا تھا. وہ تہی داماں ہو کر رہ گیا تھا. اسے اپنی زندگی بے مقصد

لگنے لگی تھی. آنسوؤں سے دھندلائی آنکھوں سے اس نے سر اٹھا کر پورے گھر کو دیکھا. ہزاروں منظر رِیل کی طرح اس کی نظروں کے سامنے چلنے لگے.

ساحلی علاقوں کی سیر پر جانے کے لیے عادل صاحب کو مناتی آنیہ........ہارون کی کوئی چیز خراب کرنے کے بعد اس کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے لاؤنج میں فاریہ بیگم کے گھٹنے سے لگے بیٹھے وہ, احتشام اور آنیہ......اس کا ہاتھ تھام کر راہداری میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا الہان.... ستون سے ٹیک لگائے کھڑی الہان کی کسی پر مسکراتی فرح.....ہال کے وسط میں حجر کو گود میں اٹھائے کھڑا ہارون اور ان کو دونوں کو مسکراتی نظروں سے دیکھتی آنیہ.....مسکراہٹوں سے بھرپور یہ سارے منظر اسے مکمل لگے تھے. بچپن سے جوانی تک ان کی زندگی یونہی قہقہوں سے بھرپور تھی. مگر یہ قہقہے اب صرف ایک حسین یاد بن گئے تھے کیونکہ حقیقت میں تو اسے اب تنہائی کا سامنا کرنا تھا. قطرہ قطرہ آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے. اپنے ان خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے مرتضی نم لہجے میں کہنے لگا

"سب چھوڑ کر چلے گئے مجھے... اکیلا کر دیا سب نے مجھے... کون اپنے ننھے ہاتھوں سے میرے ہاتھ تھام کر چلے گا؟ میرے انتظار میں رات تک جاگ کر میرے حفاظت سے گھر آنے کے لیے ورد کون کرے گا اب بڑی مما؟ بڑے بابا! کسی پریشانی میں میرا

کندھا تھپتھپا کر مجھے تسلی دینے کون آئے گا؟ ہارون! تم تو ہمیشہ بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے مجھے مشکلات سے دور رکھتے تھے تو پھر اب کیوں مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہو؟ آنیہ! ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ایک دوسرے کا ہمیشہ ساتھ دیں. ایک دوسرے کے لیے لڑیں گے. ایک دوسرے کو سہارا دیں گے. ایک دوسرے کے درد بانٹیں گے. کہاں ہو تم؟ مجھے تمہاری ضرورت ہے. دیکھو آج میں اکیلا ہوں. کوئی بھی نہیں ہے میرا درد بانٹنے کے لیے. مجھے تسلی دینے والے سب لوگ دور چلے گئے ہیں. "اس کے لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش تھی. یوں لگتا تھا کہ پچھلے آٹھ سالوں سے وہ آنسو جو اس کے دل پر گر رہے تھے آج انہیں باہر آنے کا راستہ مل گیا ہو. وہ اٹھ سالوں میں دور جانے والے سبھی افراد کو پکارنے لگا مگر اس کی پکار کا جواب دینے کے لیے وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا. آنکھوں سے بہتے آنسو خشک ہو گئے مگر اس کی کسی پکار کا جواب نہ آیا. اپنے بکھرے وجود کی کنکریاں سمیٹتے اسے شام ہو گئی تھی. یاسیت اور اندھیرے میں ڈوبے علوی ہاؤس کی در و دیوار پر چھائی خاموشی کال بیل کی آواز پر ٹوٹی. ہال میں فرش پر بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے شکستہ انداز میں بیٹھا مرتضی کال بیل کی آواز پر فون کی جانب متوجہ ہوا. یاسیت کی اس کیفیت سے بمشکل چھٹکارا پاتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا.

New Era Magazine

"اسلام علیکم!" چکراتے سر کو تھامتے ہوئے وہ بھاری آواز میں بولا۔

"مرتضیٰ علوی سپیکنگ" دوسری جانب سے کچھ کہے جانے پر اس نے اپنا تعارف کروایا۔ لائن کے پار موجود شخص کی بات پر وہ ایک جھٹکے کھڑا ہوا۔

"واقعی؟" وہ بے یقینی سے بولا۔

"کون سے ہسپتال میں ہیں وہ؟" بے یقینی کی جگہ اب اس کے لہجے میں بے تابی تھی۔

"شفا انٹر نیشنل ہسپتال.. ٹھیک ہے میں چند منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔" ہسپتال کا نام کنفرم کرتے ہی اس نے فون بند کیا اور گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے باہر کی جانب بھاگا۔ اس جینے کی نئی امنگ مل گئی تھی۔ اللہ نے اگر اس کا ایک سہارا چھینا تھا تو زندگی گزارنے کے لیے ایک نیا مقصد عطا بھی کیا تھا۔ اللہ نے ہم سب زندگی میں کوئی کوئی نہ مقصد چھپا رکھا ہوتا ہے ہمیں بس اس مقصد پہچاننا ہے۔ جس دن ہم نے اپنی زندگی کا مقصد پا لیا، زندگی آسان لگنے لگے گی۔

....

سبک رفتاری سے دوڑتی گاڑی ایک جھٹکے سے آبادی سے کچھ فاصلے پر بنے دیو سائی ریسٹ ہاؤس کے باہر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بھورے کوٹ میں ملبوس الہان باہر نکلا۔ اس کا رخ ریسٹ ہاؤس کے اندرونی دروازے کی جانب تھا۔

دائیاں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے بائیں ہاتھ سے بال درست کرتا وہ پورچ پار کر کے دروازے تک گیا۔ پینٹ کی پوکٹ سے چابی نکال کر اس نے دروازہ کھولا۔ لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اس کی نظر احتشام پر پڑی جو فون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھے۔

"اسلام علیکم!" صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے اس نے سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام! کیسا گزرا تفتیش کا پہلا دن؟" فون بند کر کے انہوں نے سوال کیا۔

"ٹھیک تھا۔" صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے، سر پیچھے کی جانب گرائے آنکھوں کو مسلتے ہوئے اس نے جواب دیا۔ کچھ لمحے وہ اسی انداز میں بیٹھا رہا پھر فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو پینٹ کوٹ کی بجائے ٹراؤزر اور فل سلیوز شرٹ میں ملبوس تھا۔ چہرے سے ٹپکتے پانی کے قطرے ٹاول سے صاف کرتے ہوئے اس نے فون پر مصروف احتشام سے سوال کیا

"ایلکس کہاں ہے؟"

"وہ سٹڈی روم میں ہے۔" فون سے نظریں ہٹا کر اس کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے احتشام بولے۔ ان کی بات سن کر الہان سٹڈی روم میں گیا جہاں ایلکس اس کے لیپ ٹاپ پر کھلی ایک فائل سکین کرنے میں مصروف تھا۔

"ویلکم بیک ہوم باس" اسے دیکھ کر ایلکس بولا۔

New Era Magazine

"ابھی تک ڈراپ ریٹ کیلکولیٹ کیے نہیں تم نے؟"

"نہیں."

"خود کر رہے ہو؟"لیپ ٹاپ سکرین کا رخ اپنی جانب گھماتے ہوے الہان بولا

"جی"

"ہزاروں ریڈ نگز ہیں خود ڈراپ ریٹ کیلکولیٹ کرنے بیٹھو گے تو صبح ہو جائے گی. ایپلٹ بنالو....تا کہ تمہارے حصے کا کام کمپیوٹر خود کرے. اس سے تمہارا دماغ....(وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر ایلکس کی جانب ایک نظر دیکھ کر بولا)دماغ تو تمہارے پاس ہے نہیں اس لیے بیٹری کہنا زیادہ بہتر ہے. ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ایپلٹ بناؤ اس سے تماری بیٹری بھی استعمال نہیں ہو گی اور کام بھی جلدی ہو جائے گا. جیسے ہی یہ کام ختم ہو لیپ ٹاپ مجھے دے دینا."الہان نے اسے ہدایت دی جس پر ایلکس فوراً عمل کرنے لگا. اپنی بات کہہ کر الہان باہر نکل گیا. فریج سے کپ نوڈلز لے کر وہ وہیں لاؤنج میں بیٹھ کر کھانے لگا. اسے وہاں بیٹھے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی جب ایلکس لیپ ٹاپ اٹھائے وہاں آیا. اس کے ہاتھ سے لیپ ٹاپ لے کر الہان لیپ ٹاپ کی چند کیز دبانے لگا. اس کی ذہین آنکھیں سکرین پر جمیں تھیں جبکہ گیارہ انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر حرکت کر رہی تھیں.

"کیا کر رہے ہو؟" اس کو دلجمعی سے لیپ ٹاپ استعمال کرتے دیکھ کر احتشام نے سوال کیا۔

"اکاؤنٹ ہیک کر رہا ہوں۔" وہ عام سے انداز میں بولا۔

"کس کا اکاؤنٹ؟" وہ تعجب سے بولے۔

"آپ کی ڈاؤٹ فل بھتیجی کا" پر سکون انداز میں جواب آیا۔

"ڈاؤٹ فل؟" احتشام نے بھنویں اچکا کا سوال کیا۔

"ابھی کنفرم نہیں ہوا کہ وہ آپ کی بھتیجی ہے یا نہیں۔ اس لیے ڈاؤٹ فل کہا ہے۔"

"ڈاؤٹ والی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ حجر ہی میری بھتیجی ہے۔" وہ پر یقین انداز میں بولے۔

"خیر جو بھی ہے۔ پتا چل ہی جائے گا۔" ان کا پختہ انداز دیکھ کر الہان یہی کہہ پایا تھا۔

"کسی کا اکاؤنٹ ہیک کرنا غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکت ہے۔" وہ خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

"واقعی؟ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔" اس نے بات ہوا میں اڑائی۔

"کیوں کر رہے ہو حجر کا اکاؤنٹ ہیک؟" انہوں نے چہرے پر سختی لانے کی ناکام کوشش کی۔

"رہنے دیں احتشام چچا آپ سے نہ ہو پائے گا۔" اس کا اشارہ ان کی غصہ کرنے کی ناکام کوشش کی جانب تھا۔

"مجھے باتوں میں لگانے کی کوشش مت کرو۔ صاف صاف بتاؤ کہ کیوں ہیک کر رہے ہو تم حجر کے اکاؤنٹ میں؟" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولے۔

"اسے آن لائن کرنے کے لیے" وہ لیپ ٹاپ کی سکرین ان سے چھپاتے ہوئے بولا۔

"'ا' سے لے کر 'ی' تک ساری بات بتاؤ۔" وہ آگے ہو کر لیپ ٹاپ سکرین دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"ہنٹر کے تیسرے لیول میں ہونے والی تبدیلیاں دیکھنے کے لیے میں نے کچھ دن پہلے تیسرا لیول کھیلا تھا۔ اس لیول کے دوران مس حجر میری ٹیم میٹ تھیں۔ گیم ختم ہونے کے بعد میں نے اسے ایک میسج کیا تھا۔ اس نے ابھی تک وہ میسج نہیں دیکھا اور غالباً اس دن کے بعد سے اس نے گیم آن نہیں کی۔"

"اب تم چاہتے ہو کہ وہ گیم آن کرے اور تمہارا میسج دیکھے؟" احتشام مسکراتی نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے

"ہممم"

"کس طرح بلاؤ گے اسے آن لائن؟"

”مشکل کام نہیں ہے.اس کے اکاؤنٹ سے جا کر بس ہنٹر کی ویب سائٹ پر ایک پوسٹ ڈالنی ہے میں نے باقی کا کام خود بخود ہو جائے گا."

”وہ کیسے ؟"

”بھئی جب میں پبلک میں پوسٹ ڈالوں گا تو لوگ لائک بھی کریں گے اور کمنٹ بھی کریں گے اور ان لائک اور کمنٹ کی اسے نوٹیفیکیشن ملے گی.ان سب نوٹیفیکیشن سے تنگ آکر اسے گیم لاگ ان کرنی پڑے گی اور پھر جب وہ گیم آن کرے گی تو میرا میسج بھی دیکھ لے گی."

”اس میسج میں ایسا کیا ہے جو اسے دکھانے کے لیے تم اتنے اُتاولے ہو رہے ہو؟"وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے.

”ایٹم بم بنانے کا فارمولا ہے.آپ کو بھی بھیج دوں؟"وہ جل کر بولا.

”سچ سچ بتاؤ الہان"وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولے.

”بس جتنا بتانا تھا بتا دیا ہے.مزید کچھ نہیں بتاؤں گا اور اس میسج کے بارے میں تو ہر گز نہیں بتانے والا میں"وہ لیپ اٹھا کر اپنے کمرے میں آگیا.کمرے میں آتے ہی اس نے فون پر ایک نمبر ڈائل کیا.

”اسلام علیکم!"فون موصول ہوتے ہی اس کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی.

''وعلیکم اسلام"لائن کے دوسری جانب سے فریحہ کی آواز آئی.

''مس حجر کیا کر رہی ہیں اس وقت ؟"ایزی چیئر پر بیٹھتے ہوئے اس نے سوال کیا.

''مجھے معلوم نہیں ہے سر"

''کیوں ؟ کیا آپ اس وقت اپارٹمنٹ میں نہیں ہیں ؟"اس نے حیران ہو کر سوال کیا.

''میں تو اپارٹمنٹ میں ہی ہوں مگر وہ اپنے کمرے میں بند ہیں اور مجھے ان کے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں ہے."فریحہ بے بس انداز میں بولی.

''دیکھیں مس فریحہ ! آپ کو ان کی نگرانی اور حفاظت کے لیے رکھا گیا ہے اس لیے بہتر ہے کہ آپ ان کے آس پاس رہیں."اس نے فریحہ کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلایا.

''سر وہ مجھ سے دس فٹ دور رہتی ہیں. اپنے کسی بھی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتیں. سارا وقت اپنے کمرے میں بند رہتی ہیں. اب آپ ہی بتائیں کہ میں کیا کروں ؟"وہ بے چارگی سے بولی.

''فل حال بس اتنا ہی کریں کہ کوئی بہانہ بنا کر ان کے کمرے میں جائیں اور کسی طرح انہیں لیپ ٹاپ آن کر پر کنونس کریں."وہ حکمیہ لہجے میں بولا.

''میں کوشش کرتی ہوں سر"

”صرف کوشش نہیں کرنی ۔اگلے پندرہ منٹ میں کام ہو جانا چاہیے۔" اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے فون بند کیا اور لیپ ٹاپ کی جانب ایک نگاہ ڈالی جہاں حجر کے اکاؤنٹ سے وہ پوسٹ اپلوڈ ہو چکی تھی۔ لیپ ٹاپ بند کر کے وہ ایزی چیئر سے ٹیک لگا کر آرام دہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کی دائیں ٹانگ مسلسل حرکت کر رہی تھی اور یہ حرکت اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ کسی گہری سوچ میں گم ہے۔ اس کی سوچوں کی تنابیں دروازے پر ہونے والی دستک کے باعث سمٹیں

”کیا سوچ رہے تھے؟" چوکھٹ پر کھڑے احتشام نے سوال کیا۔

”کچھ خاص نہیں۔ آپ بتائیں کیا کام ہے؟" اس نے بتانے سے گریز کیا۔

”قریبی سٹور تک جانا ہے مجھے مگر میرا کریڈٹ کارڈ نہیں مل رہا۔ اپنا کریڈٹ کارڈ ادھار دے دو۔"

”والٹ سے لے لیں۔" اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے والٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر احتشام والٹ کی جانب بڑھے۔ جیسے ہی انہوں نے والٹ کھولا ان کی نظر والٹ میں لگی تصویر پر پڑی۔ وہ ایک بچی کی تصویر تھی۔ اس تصویر میں سفید کپڑوں میں ملبوس لگ بھگ دس مہینوں کی بچی برف پر بیٹھی تھی۔ چہرے معصومانہ مسکراہٹ سجائے، برف کے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس وہ بچی برف کا حصہ

لگ رہی تھی۔احتشام مسکراتی نگاہوں سے اس تصویر کو دیکھ رہے تھے۔انہیں مسلسل کسی چیز کی جانب دیکھتا پا کر الہان متوجہ ہوا۔وہ احتشام کی توجہ کا مرکز جان گیا تھا تبھی لمحے کی تاخیر کیے بغیر احتشام کی جانب بڑھا اور ان کے ہاتھ سے اپنا والٹ اچک لیا۔

''حجر کی یہ تصویر تمہارے پاس؟"وہ حیرانی سے بولے

''سنو کوئین کی یہ تصویر بہت عرصے سے میرے پاس ہے۔"وہ اب رخ موڑ کے گلاس ونڈ سے نظر آتے اندھیرے میں ڈوبے پہاڑوں پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔

''آج تو تم مجھے حجر کو سنو کوئین کہنے کے پیچھے چھپی وجہ بتا ہی دو۔"احتشام اس کا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے بولے۔

''کسی اور دن بتاؤں گا۔ابھی آپ یہاں بیٹھیں مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔"

الہان ان کے کندھوں پر وزن ڈال کر انہیں بیڈ پر بٹھاتے ہوئے بولا

"کہو کیا کہنا ہے؟"احتشام بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولے۔الہان ان کے سامنے ایزی چیئر پر بیٹھ گیا۔

''میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور اگر آپ اس فیصلے میں میرا ساتھ دیں گے تو مجھے خوشی ہو گی۔"وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

''کہیں شادی تو نہیں کر رہے تم؟"انہوں نے اندازہ لگایا۔

”خدا کا نام لیں احتشام چچا. شادی بھلا بیچ میں کہاں سے آ گئی؟" وہ عاجز آ کر بولا

”تمہاری مشکوک حرکتیں دیکھ کر میرے ذہن میں پہلا خیال شادی کا ہی آیا تھا."

انہوں نے وضاحت دی.

”اپنے ایسے نیک خیالات کا اظہار کرنے سے گریز کیا کریں اور آپ کو میں نے یہ کہنا تھا

کہ میں علوی ہاؤس شفٹ ہو رہا ہوں." وہ سنجیدگی سے بولا.

”تم وہاں گئے تھے؟" لمحے کی تاخیر کیے بغیر انہوں نے سوال کیا.

”آج صبح گیا تھا." اس کی بات کا احتشام نے کوئی جواب نہ دیا تو الہان ایک مرتبہ پھر

بولا

”آپ یہاں ہی رہیں گے یا میرے ساتھ وہاں جائیں گے؟"

”کب شفٹ ہو رہے ہے؟" انہوں نے اس کے سوال کو نظر انداز کیا.

”کل صبح" وہ ان کے چہرے کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا.

”ٹھیک ہے. میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گا." وہ مسکرا کر بولے.

”میرا ساتھ دینے کے لیے شکریہ احتشام چچا" الہان ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا.

”شکریہ کی ضرورت نہیں ہے." وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولے

”ایک اور بات کہنی تھی آپ سے" وہ جھجھکتے ہوئے بولا.

’’ہاں کہو"

’’میں بابا کی طرف سے آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔"وہ نظر جھکائے دھیمی آواز میں بولا۔

’’معافی؟ مگر کس لیے؟"وہ تعجب سے بولے۔

’’آپ کو اکیلا چھوڑنے کے لیے۔ بابا مرتے دم تک آپ سے شرمندہ تھے۔انہوں نے آپ سے کہا تھا کہ وہ آپ کو ملنے آئیں گے۔ آپ کو بے گناہ ثابت کریں گے مگر وہ اپنے الفاظ کا مان نہ رکھ پائے۔اپنے دکھوں میں وہ آپ کو فراموش کر گئے۔پندرہ سال آپ بے گناہ ہونے کے باوجود جیل میں رہے مگر کوئی آپ کو بچانے نہ آیا۔بچانے تو دور کی بات کوئی آپ کا حال پوچھنے بھی نہ آیا۔ بابا ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ ان کے دل پر ایک بوجھ ہے اور وہ بوجھ اس بات کا تھا کہ وہ آپ کے مشکل وقت میں آپ کے ساتھ کھڑے نہ ہو پائے۔ مشکل وقت میں اپنوں کی بے رخی کے باعث آپ کو جو تکلیف پہنچی میں اس کا مداوا تو نہیں کر سکتا مگر میں بابا کی طرف سے آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ آپ پلیز انہیں معاف کر دیں۔"اس کے چہرے پر پشیمانی تھی۔

''کیسی باتیں کر رہے ہو الہان؟ معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے. مرتضی نے جو بھی کیا حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر کیا. اس وقت حالات ہی ایسے تھے کہ وہ یہاں سب کچھ چھوڑ کر میرے لیے دبئی نہیں آ سکتا تھا. "انہوں نے اس کی تردید کی.

''آپ ان کے منتظر تھے اور ان کے نہ آنے پر آپ کو تکلیف پہنچی ہو گی. "وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولا.

''میں نے مرتضی کا انتظار کیا تھا. اپنے کیس کی ہر سنوائی میں مرتضی کا انتظار کرتا رہا. یہاں تک کہ قاضی نے میرے خلاف فیصلہ سنا دیا مگر میرا اانتظار ختم نہ ہوا. شروع کہ چند سال میں نے دبئی کی جیل میں گزارے تھے. ان سالوں میں میں یہی سوچ کر خود کو تسلی دیتا رہا کہ شاید ویزے وغیرہ کا کوئی مسئلہ ہے اس لیے کوئی مجھ سے ملنے نہیں آ سکا. مگر پھر جب ہم سب قیدیوں کو دبئی سے بحری جہاز کے ذریعے کراچی بھیجا گیا تو مجھے یقین تھا کہ کراچی میں کوئی نہ کوئی تو مجھ سے ملنے آئے گا پر وہاں بھی مجھے ناامیدی کا سامنا کرنا پڑا. وقت یونہی گزرتا گیا اور رفتہ رفتہ میں نے اپنوں کے آنے کی امید لگانا چھوڑ دی. مجھے سب پر بہت غصہ تھا. میں سب کو اپنے پندرہ سال بے گناہ ہونے کے باوجود جیل میں رہنے کا قصوروار سمجھنے لگا تھا کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ اگر یہ لوگ کوشش کرتے تو مجھے سزا بھگتنے سے بچا سکتے تھے. اپنوں کے یوں منہ موڑنے پر بہت تکلیف

ہوئی تھی مجھے مگر جب میری رہائی سے کچھ دن پہلے تم نے آ کر مجھے مرتضیٰ کی وفات کے متعلق بتایا تو وہ تکلیف پندرہ سال بے گناہ ہونے کے باوجود قید کاٹنے کی تکلیف سے کئی گنا زیادہ تھی. میرا سارا غصہ اس کے مرنے کی خبر سن کر جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا. جیل میں میں تم لوگوں کی گمشدگی، بڑی مما، بڑے بابا اور فرح بھابھی کی وفات کی خبر سے لاعلم تھا تبھی ان لوگوں کو قصوروار سمجھتا تھا. تمہارے منہ سے مرتضیٰ پر گزری مشکلات کے متعلق سن کر مجھے اپنی سوچ پر بہت افسوس ہوا تھا. میں نے ان لوگوں کی محبت پر شک کیا جو مجھ سے بے حد محبت کرتے ہیں. مجھے اب تک اس بات کا پچھتاوا ہے کہ مرتضیٰ نے اتنے کٹھن حالات کا اکیلے مقابلہ کیا. کاش میں اس وقت اس کے ساتھ ہوتا. اس کو سہارا دے سکتا." ان کے لہجے میں حسرت تھی.

"جو جیسے ہوا تھا اس کا ویسے ہی ہونا لکھا تھا. وہ سب قسمت کا چکر تھا بندہ بشر کا اس پر کوئی اختیار نہیں. جو چیز ہمارے بس میں نہ ہو اس کے متعلق سوچ کر خود کو پریشان نہیں کرنا چاہیے." ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے الہان بولا.

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو." اتنی سی بات کہہ کر احتشام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے. ان کے وجود پر افسردگی چھائی تھی. وہ کچھ لمحے اکیلے رہنا چاہتے تھے اس لیے خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب جانے لگے جب الہان کی آواز پر ان کے قدم تھمے

New Era Magazine

''احتشام چچا!''

''ہمم''وہ مڑ کر اس کی جانب دیکھنے لگے جو والٹ میں سے کچھ نکال رہا تھا.

''جو لینے آئے تھے وہ تو لیتے جائیں.''کارڈ ان کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولا

''گروسری سٹور جانے کا ارادہ تبدیل ہو گیا ہے. میرا موڈ نہیں ہے اب کہیں جانے کا.''

''رکھ لیں. اگر ارادہ دوبارہ بنا تو مانگنے کی ضرورت نہیں پڑے گی.''اس کی بات پر انہوں نے خاموشی سے کارڈ تھام لیا. وہ جانے ہی لگے تھے کہ وہ ایک مرتبہ پھر انہیں پکار بیٹھا

''اور ہاں ایک بات اور... کسی کو پتا نہ چلے کہ میں حجر کو سنو کوئین کہتا ہوں. یہ بات ٹاپ سیکرٹ ہے اور مس حجر تک تو یہ بات ہرگز نہیں پہنچنی چاہیے.''وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا. اس کے پہلے جملے میں حجر کے لیے اپنائیت تھی جبکہ دوسرے جملے میں اس کے لیے اجنبیت تھی.

''ٹھیک ہے۔''اتنا کہہ کر احتشام چلے گئے جبکہ وہ خود بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دوبارہ گلاس ونڈ کے پار دیکھنے لگا.

....

امن کے شہر اسلام آباد کے گرد موجود پہاڑوں پر رات مکمل طور پر اپنے پر پھیلا چکی تھی. مصنوعی روشنیاں رات کے اس اندھیرے کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھیں. ایسی تاریکی میں ایک اپارٹمنٹ کی گلاس ونڈو سے نظر آتا منظر نمایاں تھا. آنکھوں کو خیرہ کرتی روشنی سے جگمگاتے اپارٹمنٹ کے اس کمرے کی دائیں دیوار کے آگے گول بیڈ پڑا تھا. بیڈ سے کچھ فاصلے پر کلازیٹ تھی اور کلازیٹ کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل رکھی گئی تھی. کمرے کی بائیں دیوار کے آگے صوفے اور ٹیبل پڑی تھی. ان صوفوں اور میز کے بیچ موجود جگہ پر حجر بیٹھی تھی. ہیڈ بینڈ کی مدد سے بینگز میں کٹے بالوں کو پیشانی پر سے ہٹائے, وہ سر جھکا کر ہاتھ میں پکڑی تصویر پر کچھ لکھ رہی تھی. سفید فل سلیوز شرٹ اور پلازو میں ملبوس میز پر بازو ٹکائے وہ بڑے آرام دہ انداز میں قالین پر بیٹھی تھی. ایک تصویر پر چند لفظ لکھنے کے بعد اس نے دوسری تصویر پکڑی اور قریب دھری فائل سے دیکھ کر اس پر بھی کچھ لکھنے لگی. یوں سب بچوں کی تصویروں پر نام لکھنے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے سے کچھ فاصلے پر رکھے بورڈ کی جانب گئی اور ایک ایک کر کے سب تصاویر اس پر لگانے لگی. اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ فائل پر لکھی تفصیلی معلومات میں سے چیدہ چیدہ باتیں بورڈ لکھنے لگی. سب سے آخر میں اس نے

اسلام آباد کا نقشہ بورڈ پر لگا یا. وہ اب نظریں بورڈ پر ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھی جب دروازے پر دستک ہوئی. دستک کی آواز پر اس کی سوچوں خلل پیدا ہوا.

"آجائیں" صبر کا گھونٹ بھرتے ہوئے وہ بلند آواز میں بولی.

"اگر آپ کوئی ضروری کام کر رہی ہیں تو بتا دیں. میں آپ کو ڈسٹرب کیے بغیر واپس چلی جاؤں گی۔" اس کے ہاتھ میں موجود فائل دیکھتے ہوئے فریحہ بولی.

"ڈسٹرب تو آپ کر ہی چکی ہیں. خیر بتائیں مس فریحہ کس لیے آئی ہیں آپ؟" وہ چبا چبا کر بولی.

"پہلے یہ کافی تو پکڑلیں باتیں تو ہوتی رہیں گی." وہ کافی حجر کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولی. حجر اس کی اتنی بے تکلفی پر حیران ہوئی تھی.

"کافی کے لیے شکریہ مگر اس وقت میرا کافی پینے کا موڈ نہیں ہے اسلیے آپ اسے واپس لے جائیں." کافی کا مگ واپس ٹرے میں رکھتے ہوئے وہ بولی.

"دیکھیں مس حجر! آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ ہمیں ایک ساتھ رہنا ہے. اس لیے بہتر ہے کہ ہم اس اجنبیت کی دیوار کو گرا دیں اور ویسے بھی الہان سر نے مجھے آپ کا خیال رکھنے کہ خاص تاکید کی ہے....."

"مسٹر سی ای او کاذکر آپ رہنے ہی دیں. اگلی بات کریں" الہان کاذکر سن کر اسے اس کی ہٹ دھرمی اور ہمیشہ اپنی مرضی کرنے والی بڑی عادت یاد آئی تھی تبھی وہ اس کی بات کاٹ کر بولی.

"میں کہہ رہی تھی کہ ہم نے جب رہنا یہیں ہے تو کیوں نہ ایک ساتھ اچھا وقت گزاریں." کہتے ساتھ ہی فریحہ نے کافی کا مگ واپس اس کی جانب بڑھایا. اب کی بار حجر نے خاموشی سے مگ تھام لیا کیونکہ درحقیقت اسے اس وقت کافی کی شدید طلب ہو رہی تھی مگر وہ کام بیچ میں چھوڑ کر کافی بنانے جانا نہیں چاہتی تھی.

"بس یہی کہنے آئی تھیں آپ؟" کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے وہ بولی.

"اوہو... باتوں کے دوران میں اصل بات تو بھول ہی گئی. اصل میں، میں آپ سے آپ کا لیپ ٹاپ مانگنے آئی تھی." فریحہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی. اس کی بات پر مزے سے کافی پیتی حجر کو اچھو لگا.

"کیا؟ میرا لیپ ٹاپ؟ مگر کیوں؟" وہ اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولی. مغربی ماحول میں پرورش پانے والی حجر کو فریحہ کی یہ بے تکلفی چونکنے پر مجبور کر رہی تھی.

"وہ نہ اصل میں مجھے اپنے شوہر سے ویڈیو کال پر بات کرنی ہے." فریحہ شرمانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی.

''میں اپنا لیپ ٹاپ نہیں دے سکتی تم فون پر کر لو بات۔"صوفے پر بیٹھتے ہوئے حجر نے مشورہ دیا۔

''فون کی سکرین چھوٹی ہوتی ہے۔فون پر میں انہیں ٹھیک سے نظر نہیں آتی۔آپ مجھے لیپ ٹاپ آن کر کے دے دیں۔یہیں آپ کے سامنے بیٹھ کر بات کر لوں گی۔"

''عجیب منطق ہے تمہارے شوہر کی۔اگر اتنا ہی بات کرنے کا دل کر رہا ہے تو اس کے پاس چلی جاؤ۔مجھے تنگ نہ کرو۔"حجر جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔

''ان کے پاس نہیں جا سکتی وہ باہر کے ملک ہوتے ہیں۔"وہ بے چارگی سے بولی۔

''کون سے ملک؟"اس نے بھنویں اچکائیں۔

''باہر کے... میرا مطلب دبئی"وہ مسکراتے ہوئے بولی

''اچھا"اتنا کہہ کر حجر میز پر بکھرے صفحے سمیٹنے لگی۔اس کام سے فارغ ہو کر وہ مڑی تو فریحہ وہیں کھڑی منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''ایسے نہیں مانو گی تم؟"حجر نے بیزاری سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''نہیں۔"اس کے ڈھٹائی سے انکار کرنے پر حجر اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گئی۔

''میں یہیں آپ کے سامنے بیٹھ کر بات کروں۔زیادہ وقت نہیں لوں گی آپ کا۔پلیز دے دیں۔"اس کے قریب بیٹھتے ہوئے فریحہ دوبارہ بولی۔اس کے بار بار کہنے پر عاجز

آکر حجر نے لیپ ٹاپ آن کیا۔اس کے لیپ ٹاپ آن کرنے کی دیر تھی کہ سکرین کے دائیں جانب اسے ہنٹر گیم سے لاتعداد نوٹیفکیشنز موصول ہونے لگیں۔اتنی زیادہ نوٹیفکیشنز دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اس کا دماغ گھوما اور پھر اپنی کسی پوسٹ پر لائک اور کمنٹس کی نوٹیفکیشن دیکھ کر اس کی حیرانی میں مزید اضافہ ہوا۔

"میں نے تو پچھلے ایک ہفتے سے گیم لاگ ان کی ہی نہیں تو پھر یہ پوسٹ کس نے لگا دی۔پچھلی دفعہ دبئی سے واپسی پر ائیر پورٹ پر بیٹھ کر گیم کھیلی تھی میں نے اور پھر فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے پر جلدی میں گیم بند کر دی تھی۔اگر میں نے گیم آن ہی نہیں کی تو پھر پوسٹ کس نے لگائی.....کہیں کسی نے میرا اکاؤنٹ ہیک تو نہیں کر لیا؟" وہ خودکلامی کے انداز میں بولی۔

"فریحہ تم کچھ دیر انتظار کرو۔میں یہ مسئلہ سلجھا کر تمہیں لیپ ٹاپ دیتی ہوں۔" کی پیڈ پر تیزی سے انگلیاں چلاتے ہوئے وہ فریحہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے میم۔آپ اپنا کام کر لیں پہلے۔میں انتظار کر لوں گی۔" فریحہ جس کام کے لیے آئی تھی وہ پورا ہو گیا تھا تبھی صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گئی جبکہ حجر نے پہلے پوسٹ ڈلیٹ کی پھر ہیلپ سنٹر کو اپنے اکاؤنٹ ہیک ہونے کے متعلق رپورٹ کرنے لگی۔اس کام سے فارغ ہو کر اس نے انباکس کھولا تو وہاں پر وفیٹک

مونسٹر کی جانب سے آنے والا میسج جگمگا رہا تھا. مونسٹر کا نام دیکھ کر اسے مونسٹر کی کہی گئی بات یاد آئی.

"گیم ختم ہونے کے بعد میں تمہیں ایک میسج بھیجوں گا اور جس دن تمہیں اس پیغام کے معنی سمجھ آ گئے تم مجھے پہچان جاؤ گی... میں تمہیں پہچان کر بھی انجان بن جاؤں گا اور تمہاری جانب سے پہل کا منتظر رہوں گا." گیم ختم ہونے سے پہلے مونسٹر نے اسے یہ بات کہی تھی. اس کے بعد وہ گیم کی افسانوی دنیا سے باہر نکل آئی تھی. وہ مونسٹر کے میسج کا انتظار کر رہی تھی کہ اتنے میں ہی اس کی فلائٹ کی اناؤسمنٹ ہو گئی اور اسے لیپ ٹاپ بند کرنا پڑا. یوں وہ اس کا میسج نہیں دیکھ پائی. اس دن کے بعد اس نے دوبارہ گیم آن نہیں کی اور مصروفیات کے باعث وہ مونسٹر اور اس کے بھیجے گئے میسج کو فراموش کر بیٹھی تھی. اب اس کا نام دیکھ کر اسے اپنا بھولا بھٹکا دوست یاد آیا تو مسکراتے ہوئے اس نے پروفیٹک مونسٹر کے نام پر کلک کیا اور میسج کھل گیا. اس میسج میں یہ الفاظ درج تھے.

“M TMTO’D QKOD DN RMFL BNP IB KOB SEPL KYNPD IB MTLODMDB YPD QZLO BNP KCALT KYNPD MD M

SNPETO'T GLVPCL. ELD IL DLEE BNP NOL DZMOR FLGB SELKGEB, DZMC ILCCKRL MCO'D VNG BNP, DZMC ILCCKRL MC VNG IB CONQWPLLO. QZMEL GLKTMOR DZMC DLJD, BNP IMRZD DZMOA DZKD MV DZMC ILCCKRL MCO'D VNG BNP, DZLO QZB KI M CLOTMOR MD DN BNP? (LFLO DZNPRZ M'IO'D OLKG BNP YPD M SKO ZLKG BNPG DZNPRZDC). EMCDLO M'I CLOTMOR MD DN BNP YLSKPCL M DZMOA BNP'GL IB CONQWPLLO. QZLO M SKPRZD VMGCD REMIUCL NV BNP QZLO IB LBLC ILD BNPG'C QZLO I ZLKGT BNPG FNMSL, IB ZLKGD VLED

New Era Magazine

BNPG UGLCLOSL. IB ZLKGD DNET IL DZKD BNP’GL IB CONQWPLLO. M’I VNEENQMOR IB ZLKGD’C FNMSL VNG DZL FLGP VMGCD DMIL MO IB EMVL KOT M YLEMLFL DZKD IB ZLKGD QMEE OLFLG IMCELKT IL MO IKDDLGC GLRKGTMOR DN BNP. SNIMOR VKSA DN DZL IKMO DNUMS, DZKD ZNQ QNPET BNP GLSNROMHL IL. MD’C FLGB LKCB, BNP XPCD ZKFL DN ENNA KGNPOT BNPGCLEY. MO DZNPCKOT NV ULNUEL KGNPOT BNP, DZL ULGCNO CDKOTMOR GMRZD OLJD DN BNP QMEE YL IL. M’EE YL KEQKBC DZLGL VNG BNP. M’EE CDKB YB BNPG

New Era Magazine

CMTL. BNP XPCP ZKFL DN ONDMS IB VGLCLOSL. M ZNUL DZKD IB CONQWPLLO QMEE VMOT ZLG INOCDLG FLGB CNNO. (MO CZK KEEKZ)"

انگلش کے بے ترتیبی سے لکھے یہ حروف دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اس کا دماغ ہی گھوم گیا.

"مونسٹر! یہ کیا حرکت کی ہے تم نے؟ اس کرپٹو گرام سے بہتر تھا کہ تم مجھے میسج ہی نہ بھیجتے." ان الفاظ سے نظر ہٹا کر وہ بلند آواز میں بولی.

"میم مجھ سے کچھ کہا ہے آپ نے؟" فریحہ مودب انداز سے بیٹھتے ہوئے بولی.

"نہیں. یہ لیپ ٹاپ تم لے لو. صبح ڈیکوڈ کرنے کی کوشش کروں گی اس میسج کو." لیپ ٹاپ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے حجر بولی.

"مجھے نہیں چاہیے لیپ ٹاپ اب." فریحہ ہاتھ کے اشارے سے منع کرتے ہوئے بولی.

”کیوں؟اب ایسا کیا ہو گیا کہ تم نے اپنا ارادہ بدل لیا۔" وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

”ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے۔اب تک میرے شوہر سو گئے ہوں گے۔ صبح آفس جانا ہوتا ہے انہوں نے اس لیے وہ جلدی سو جاتے ہیں۔اس وقت کال کروں گی تو ان کی نیند خراب ہو گی۔اب صبح ہی بات ہو پائے گی۔"فریحہ نے بہانہ بنایا۔

”جیسے تمہاری مرضی۔"حجر کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

”میں چلتی ہوں اب۔آپ کو کسی کی چیز کی ضرورت تو نہیں۔"دروازے کی جانب رخ کرتے ہوئے وہ بولی۔

”جاتے ہوئے لائٹ بند کر دینا۔"بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے وہ بولی۔فریحہ اس کی بات پر عمل کرتے ہوئے لائٹ بند کر کے باہر چلی گئی جبکہ حجر بغیر کسی سوچ کو ذہن میں جگہ دیے لحاف میں منہ چھپا کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

....

افق پر چمکتے سورج کی سنہری روشنی چار سو پھیلی تھی۔دھند کی چادر میں لپٹی سڑک پر اکا دکا لوگ چہل قدمی کر رہے تھے۔سردی کے باعث لوگ گھروں میں دبکے بیٹھے تھے مگر الہان اس سردی سے بے پرواہ ٹراؤزر ز شرٹ اور سنیکرز پہنے پارک میں جاگنگ

کرنے میں مصروف تھا۔ کانوں میں ہیڈ فون لگائے وہ جاگنگ کے ساتھ ساتھ شستہ انگریزی میں کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

"گیم کے کریکٹرز دیکھے ہیں میں نے۔ کریکٹرز کے خدوخال ٹھیک ہیں مگر فی میل کریکٹرز کے لباس تبدیل کرو۔"

"میرے خیال میں سکرٹس ٹھیک ہیں۔ اگر آپ نے کوئی اور لباس رکھنا ہے تو بتا دیں۔" لائن کے دوسری جانب سے سائمن کی آواز آئی۔

"گاؤنز رکھ لو" اپنے قدم روک کر لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے وہ بولا۔

"ہنٹر میں بھی گاؤنز ہی تھیں۔ اس گیم میں ہنٹر سے مختلف لباس ہونے چاہیے۔"

"اپنی ویلیوز کی حفاظت کرنا پلیئرز کے مختلف لباس ہونے سے زیادہ اہم ہے۔ مجھے وہ گیمز سخت ناپسند ہیں جن میں میل پلیئرز کی توجہ حاصل کرنے کے لیے فی میل پلیئرز کے گھٹیا ملبوسات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ میری گیمز میں فی میل پلیئر کی کلازیٹ میں صرف گاؤنز ہی ہونگی۔ جس نے کھیلنی ہے گیم کھیلے جس نے نہیں کھیلنی نا کھیلے۔ تم ہنٹر کی کلازیٹ میں موجود گاؤنز کے ڈیزائن اور کلرز میں تھوڑی بہت تبدیلیاں کر کے اس گیم میں شامل کر دو۔" وہ پر سکون انداز میں بولا

"ٹھیک ہے باس۔" سائمن نے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ الہان کی زندگی میں اس کی ویلیوز کی اہمیت سے واقف تھا۔ اس کی زندگی میں کئی معاملات ایسے تھے جن میں وہ کوئی کمپرومائز نہیں کرتا تھا۔ حجر کی حفاظت کا شمار بھی انہی معاملات میں ہوتا تھا۔ حجر اس کے توسط پاکستان آئی تھی اس لیے اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی وہ خود کو سمجھتا تھا۔ وہ یہاں کے لوگوں اور ماحول کو جانتا تھا تبھی حجر کی مرضی کے خلاف جا کر اس نے اس کی سکیورٹی کے لیے ویل ٹرینڈ فی میل میڈ ہائر کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی اس حرکت کے باعث حجر کی نظروں میں اس کا امیج خراب ہو گا مگر اپنی امیج کے لیے وہ اس کی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا تھا۔

"ایلکس کی بھیجی ڈارپ ریٹ کی لسٹ مل گئی تھی؟" پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"جی مل گئی تھی۔" سائمن مودب انداز میں بولا۔

"ٹھیک ہے پھر کریکٹرز فائنل کرنے سے پہلے مجھے دکھا دینا۔" چند اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد وہ فون بند کرنے لگا۔ فون بند کر کے اس نے سر اٹھایا ہی تھا جب اس کی نظر پارک کے گیٹ سے داخل ہوتی شخصیت پر پڑی۔ کالی پینٹ اور گھٹنوں سے تھوڑا اوپر تک آتے نیلے کوٹ میں ملبوس سر پر بی نی ہیٹ پہنے خراماں خراماں قدم اٹھا کر چلتی

حجر اس کی نگاہوں کا مرکز تھی۔ پاکستان اور ناروے کی ٹائمنگ میں فرق کے باعث اس کی روٹین ڈسٹرب ہو گئی تھی۔ روٹین ڈسٹرب ہونے کے باعث ہی آج وہ خلاف معمول جلدی بیدار ہو گئی تھی۔ نیند اسے آ نہیں رہی تھی اور بیورو جانے میں ابھی اچھا خاصا وقت پڑا تھا۔ کیس پر کام وہ رات کو کر چکی تھی اسلیے اپارٹمنٹ میں اس کے کرنے لیے کوئی کام نہیں تھا۔ بند اپارٹمنٹ میں محسوس ہونے والی گھٹن سے جان چھڑانے کے لیے اس نے سوچا کہ کیوں نہ کھلی فضا میں بیٹھ کر مونسٹر کا بھیجا گیا میسج ڈیکوڈ کر لے۔ یہ سوچ ذہن میں آتے ہی اس نے اپارٹمنٹ کے قریب بنی پارک کا رخ کیا۔ کل الہان کے ساتھ بیورو سے واپس آتے ہوئے اس نے یہ پارک دیکھی تھی تبھی با آسانی یہاں آ گئی تھی۔ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی اس نے بینچ کی تلاش میں نظریں دہرائیں۔ اسے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا پا کر الہان فوراً سے درخت کی اوٹ میں چھپ گیا تھا۔ درخت کے سائے میں رکھے ایک بینچ پر نظر پڑتے ہی وہ اس کی جانب بڑھی۔ وہ اس بات سے انجان تھی کہ جس درخت کے سائے میں رکھے بینچ پر وہ بیٹھی تھی الہان اسی درخت کی اوٹ میں چھپا ہے۔ بینچ پر بیٹھتے ہی اس نے کندھے سے پہنے بیگ میں سے نوٹ بک اور پین نکال کر بینچ پر رکھا پھر فون میں ایک تصویر کھولی۔

یہ مونسٹر کے بھیجے گئے پیغام کی تصویر تھی جو اس نے پارک آنے سے پہلے لیپ ٹاپ سے لی تھی. تصویر سے دیکھ دیکھ کر وہ بے ترتیب الفاظ نوٹ بک پر اتارنے لگی.

''کیا سوچ کر تم نے یہ میسج مجھے بھیجا ہے مونسٹر؟''لکھتے ساتھ ساتھ وہ اپنی عادت کے مطابق بلند آواز میں بولنے میں مصروف تھی. الہان جو اپنی طرف بڑھتے قدموں کی آواز سن کر وہیں کھڑا تھا اس کے بلند آواز میں بولنے اور خاص طور پر مونسٹر کی پکار پر حیران ہوا پھر درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کی جانب دیکھنے لگا. وہ اسے بینچ پر بیٹھی ہوئی نظر آئی تھی. حجر کی پشت اس کی جانب تھی اس لیے وہ اسے دیکھ نہیں پائی. اسے خود سے باتیں کرتا دیکھ کر الہان کے عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے. اپنی اس بے ساختہ مسکراہٹ پر اسے تعجب ہوا. اسے کبھی اینڈی اور جارج کے جاکس پر بھی ہنسی نہیں آئی تھی اور آج سلجھی دکھنے والی حجر کی بچکانہ حرکت پر بے ساختہ مسکرانا اس کے اپنے لیے حیران کن بات تھی. اپنی بے ساختہ حرکت پر خفیف انداز میں سر جھٹکتے ہوئے, اس کی پشت پر ایک نگاہ ڈال کر وہ دوبارہ درخت کی اوٹ چھپ گیا. اب وہ بڑے آرام سے درخت سے ٹیگ لگا کر کھڑا تھا. اس کی نظریں پارک کے گرد لگی باڑ سے نظر آتی سڑک پر ٹکی تھیں جبکہ دھیان اس کا بلند آواز میں بولتی حجر کی جانب تھا.

ان دونوں کا رخ ایک دوسرے سے مخالف سمت میں تھا.

"کیا میں تمہیں اتنی ذہین........ لگتی ہوں؟ ویسے ذہین تو میں ہوں مگر بچپن سے مجھے یہ کرپٹو گرام پزلز زہر لگتی ہیں. فضول میں دماغ کھپاتے جاؤ." بات کے بیچ وہ ایک لمحے کے لیے رکی کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیڈروم میں نہیں پبلک پارک میں بیٹھی ہے. ارد گرد دیکھنے پر جب اسے دور دور تک کوئی نظر نہ آیا تو وہ ریلیکس ہوئی اور اپنی بات وہیں سے جوڑی. الہان اس کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا.

"اتنے سالوں بعد کوئی بندہ مجھے اپنا دوست بنانے کے قابل لگا تھا مگر یہ کرپٹو گرام پزل بھیج کر اس نے میری نظر میں بنا میں امیج خراب کر لیا ہے. اس لیے اب مونسٹر سے دوستی ختم مگر دوستی ختم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ میں کرپٹو گرام ڈیکوڈ نہیں کروں گی. چاہے جتنا بھی دماغ کھپانا پڑے مجھے مگر میں اسے ڈیکوڈ ضرور کروں گی."

اس کی دوستی ختم کرنے والی بات پر الہان کی مسکراہٹ سمٹی مگر اس کی کرپٹو گرام ڈیکوڈ کرنے والی بات اسے پر سکون کر گئی تھی.

"جہاں تک مجھے یاد ہے ہے کرپٹو گرام سنگل لیٹر سبسٹیٹیوشن سائفر ہے۔ یہ ایک کوڈ ہوتا ہے جس میں انگریزی کا ایک حروف دوسرے حروف کی جگہ لگتا ہے مگر کوئی حروف کبھی اپنی جگہ پر استعمال نہیں ہوتا." وہ ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولی.

”اسے شروع کہاں سے کرنا ہے؟" صفحے پر کوڈ کی شکل میں لکھے پیغام کو دیکھتے ہوئے اس نے خود سے سوال کیا۔

”کیس کا مسئلہ کم تھا جو ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔" پین کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے وہ بے چینی سے بولی۔

”ویسے سوچنے کی بات ہے اگر کوئی انجان شخص مجھے یہاں خود سے باتیں کرتے دیکھ لے تو وہ یہی کہے گا کہ میں پاگل ہوں۔ اب بھلا اسے کون بتائے کہ خود سے باتیں کرنا میری پرانی عادت ہے۔ اس عادت سے چھٹکارہ پانے کی میں نے بہت کوشش کی ہے مگر ناکام رہی ہوں۔ اب تو تنگ آ کر میں نے کوشش کرنا چھوڑ دی ہے۔ اپنی اس بُری عادت کے ساتھ جینا سیکھ لیا ہے میں نے۔ دوسروں کی نظر میں یہ عجیب بات ہے مگر میرے لیے یہ عام بات ہے۔ ہر ایک کو زندگی کے کسی نہ کسی مقام پر ایکسپرٹ اڈوائس کی ضرورت پڑتی ہے اور اپنی زندگی کے ایکسپرٹ ہم خود ہوتے ہیں۔ جتنا ہم خود کو جانتے ہیں اتنا کوئی دوسرا نہیں جانتا اسلیے میرے خیال میں خود سے مشورہ کرنا ایک اچھی عادت ہے۔ ہاں مگر اونچی آواز میں باتیں کرنا تھوڑا سا عجیب ہے مگر خیر ہے اگر میں اس طرح کمفرٹیبل فیل کرتی ہوں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔" اس نے خود کو جسٹفائے کیا پھر کرپٹو گرام دوبارہ سے صفحے پر اتارنے لگی۔ اس کو خود کو جسٹفائے کرتے

دیکھ کر الہان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ریزور اور میچور دکھنے والی حجر کا یہ روپ اس کے لیے نیا اور غیر متوقع تھا۔ اسے مصروف دیکھ کر وہ بغیر کوئی آواز پیدا کیے ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر دوسرے درخت کی جانب بڑھا اور پھر یونہی چھپتے چھپاتے وہ پارک کے گیٹ کے قریب گیا مگر گیٹ سے باہر جانے کی بجائے وہ پر اعتماد انداز میں واپس اس کی جانب بڑھنے لگا۔ اب کی بار درختوں کے پیچھے چھپنے کی بجائے وہ پارک کے بیچ و بیچ سے گزر رہا تھا۔ سر جھکائے کرپٹو گرام فون سے دیکھ کر صفحے پر لکھتی حجر خود سے کچھ فاصلے پر رکتے سفید سنیکرز کی جانب متوجہ ہوئی۔ سنیکرز سے ہوتی ہوئی اس کی نگاہ آنے والی ہستی کے چہرے تک پہنچی۔

....

“Life consist of two days, one for you and one against you. So when it’s for you don’t be proud or reckless, and when it is against you, be patient, for both days are test for you.”

Hazrat Ali

....

بادلوں کی اوٹ میں چمکتے سورج کی سنہری روشنی چار سو پھیلی تھی. خشبوؤں سے مہکے پارک کے نسبتاً ویران گوشے میں وہ دونوں ایک دوسرے کے روبرو تھے. سر اٹھانے پر حجر کی نگاہ جس شخص سے ٹکرائی تھی وہ, وہ آخری شخص تھا جس کو وہ اس وقت دیکھنا چاہتی تھی.

”اسلام علیکم "سنہری روشنی میں چمکتے اس کے صبیح چہرے کو دیکھتے ہوئے الہان نے سلام میں پہل کی.

”وعلیکم اسلام "سلام کا جواب دیتے ساتھ ہی حجر نے اپنے دونوں ہاتھ نوٹ بک پر رکھے تاکہ الہان نوٹ بک پر لکھے الفاظ دیکھ نہ پائے. اس کی یہ حرکت الہان کی تیز نگاہوں سے چھپ نہ پائی تھی.

(میرے لکھے الفاظ مجھ سے ہی چھپائے جا رہے ہیں.)دل ہی دل میں وہ محظوظ ہوا.

”میں یہاں بیٹھ جاؤں ؟"الہان نے اس سے کچھ فاصلے پر بینچ پہ بیٹھنے کی اجازت مانگی.

اس کے پوچھنے پر حجر نے کندھے اچکا کر خود کو لاپرواظاہر کیا.اس کا انداز دیکھ کر الہان خاموشی سے بینچ پر بیٹھ گیا.چندپل خاموشی سرک گئے.وہ دونوں کچھ فاصلہ پر بیٹھے ایک دوسرے کے متعلق سوچنے میں مصروف تھے.الہان اس کے پل پل بدلتے رنگوں کے متعلق سوچ رہا تھا جبکہ حجر اس کے جانے کے انتظار میں بیٹھی تھی.

"آپ صبح صبح یہاں اس پارک میں کیا کر رہی ہیں؟" الہان نے خاموشی کو توڑا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس اپارٹمنٹ میں گھٹن ہو رہی تھی اس لیے سوچا کچھ دیر کھلی فضا میں سانس لے لوں۔" اس نے تفصیلاً جواب دیا۔

"اچھا کیا آپ نے" الہان بس اتنا ہی کہہ پایا۔

"ہمم" اس کی جانب ایک نگاہ ڈال کر وہ بولی۔

"آپ روز یہاں آتے ہیں؟" حجر نے استفسار کیا۔

"میں آج کافی سالوں بعد یہاں آیا ہوں۔ کالج لائف میں پڑھنے کے لیے میں اس پارک میں آیا کرتا تھا۔ دراصل اس پارک کے قریب میرا آبائی گھر ہے۔ پچھلے کچھ عرصے سے میں آبادی سے کچھ فاصلے پر بنے ریسٹ ہاؤس میں مقیم تھا اور آج میں اپنے گھر میں شفٹ ہوا ہوں۔ اب کل سے روز یہاں آیا کروں گا۔" ہری بھری گھاس پر نگاہ ٹکائے اس نے جواب دیا۔

"سہی" اتنا کہہ کر وہ ہاتھ میں پکڑے پین کو کلک کرنے لگی۔

"آپ میرے آنے سے پہلے کیا لکھ رہی تھیں؟" الہان اصل موضوع کی جانب آیا۔

"کچھ خاص نہیں۔" حجر نے بتانے سے گریز کیا۔

"میں نے آپ کو کرپٹو گرام پزل لکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ پزلز پسند ہیں آپ کو؟" اس نے استفسار کیا۔

"مجھے بہت بُری لگتی ہیں ایسی چیزیں۔ جب بندہ سیدھے طریقے سے ایک بات بتا سکتا ہے تو پھر کرپٹو گرام پزلز کی کیا ضرورت ہے۔" حجر نے بے جھجک اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس کی بات سن کر الہان کرپٹو گرام کی شکل میں میسج بھیجنے پر پچھتاوا ہوا۔

"اگر آپ کو پسند نہیں ہیں تو پھر کیوں ڈیکوڈ کر رہیں اس پزل کو؟" اس نے نوٹ بک پر لکھے پیغام کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک دوست نے بھیجی ہے۔ وہ میری ان چیزوں کے متعلق ناپسندیدگی سے واقف نہیں تھا اس لیے اس نے میسج اس شکل میں بھیجا ہے۔" (الہان دل میں اس کی بات سے متفق ہوا کیونکہ اگر اسے پتا ہوتا کہ اسے کرپٹو گرام پسند نہیں تو وہ شاید اسے میسج کرپٹو گرام کی شکل میں نہ بھیجتا۔) اب حجر نے نوٹ بک سے ہاتھ ہٹا لیے تھے کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ جس سے وہ چھپا رہی تھی وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔

"ویسے آپ اسے کمپیوٹر کی مدد سے ڈیکوڈ کر سکتی ہیں۔" الہان نے مشورہ دیا۔

"ہاتھ سے ڈیکوڈ کرنا زیادہ بہتر رہے گا۔" عام سے انداز میں اس نے الہان مشورے پر عمل کرنے سے انکار کیا۔

”جیسے آپ کی مرضی. اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو کیا میں اس کرپٹو گرام کو پڑھ لوں؟"

اس کی بات پر حجر نے گردن موڑ کر جتاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا. اس کی نظروں میں چھپا, اپنی حد میں رہنے کا پیغام, الھان تک با آسانی پہنچ گیا تھا.

”میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کرپٹو گرام ڈیکوڈ کرنے میں, میں آپ کی مدد کر سکوں." لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے وضاحت دی.

”میں خود کر لوں گی."اس نے الھان کی پیش کش سے انکار کیا.

”کرپٹو گرام ڈی کوڈ کرنا مشکل نہیں ہے. کرپٹو گرام کی ڈیکوڈنگ ایک حرف پر مشتمل الفاظ یا پھر علامت حذفیہ والے الفاظ سے شروع کرتے ہیں. انگلش زبان میں صرف 'I' اور 'A' ہی ایسے لفظ ہیں جو ایک حرف پر مشتمل ہیں."الھان نا محسوس انداز میں اسے ڈی کوڈ کرنے کا طریقہ بتانے لگا. اس کی بات سنتے ہی حجر نے کرپٹو گرام میں لکھے ایک حرفی لفظ اور apostrophe والے لفظ انڈر لائن کیے.

“M TMTO’D QKOD DN RMFL BNP IB KOB SEPL KYNPD IB MTLODMDB YPD QZLO BNP KCALT KYNPD MD M SNPETO’T GLVPCL.”

''اس کرپٹو گرام کا پہلا لفظM ایک حرف پر مشتمل ہے اور کسی بھی پیرا گراف کے شروع پر عام طور میں سبجیکٹ (فائل) آتا ہے اس لیے میرے اندازے کے مطابق M کی جگہ I آئے گا.آپ کیا کہتی ہیں؟"

''میرا خیال میں بھی A کی نسبت I زیادہ مناسب رہے گا."حجر پر سوچ انداز میں بولی.

''ٹھیک ہے. مگر ابھی صرف کرپٹو گرام کی پہلی سطر ڈیکوڈ کریں. اگر یہ سطر اس طریقے سے ڈیکوڈ ہو گئی تو پھر باقی پیرا گراف کو بھی ایسے ہی ڈیکوڈ کر لیجیئے گا. پہلی سطر میں جہاں M لگا ہے وہاں I لگائیں اور جہاں I لکھا ہے وہاں M لگا دیں."الہان کی بات پر حجر نے فوراً عمل کیا.

"I TiTO'D QKOD DN RiFL BNP mB KOB SEPL KYNPD mB iTLODiDB YPD QZLO BNP KCALT KYNPD iD i SNPETO'T GLVPCL."

”پہلی سطر کا دوسرا لفظ دیکھیں یہ کنٹریکشن ہے تبھی اس میں علامت خذفیہ (') لگی ہے۔ اپوسٹرافی کے بعد ایک حرف ہے اور لفظ کے بیچ میں i ہے۔ کوئی ایسی کنٹریکشن سوچیں جس کے میں آئی آتا ہو۔" حجر اس کی بات توجہ سے سن رہی تھی۔

”ain't" حجر پر جوش انداز میں بولی۔

”نہیں...اس میں چار حروف ہیں جبکہ ہماری کنٹریکشن میں پانچ حروف ہیں کوئی اور کنٹریکشن سوچیں۔" الہان صفحے پر لکھے دوسرے لفظ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر حجر کچھ دیر سوچنے لگی۔

”didn't" کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولی۔

”مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ چلیں پھر ٹی کی جگہ ڈی, او کی جگہ این اور ڈی کی جگہ ٹی لگا دیں۔" حجر نے اس کی بات پر عمل کیا۔

“I didn’t QKnt tN RiFL BNP mB KnB SEPL KYNPt mB idLntitB YPt QZLn BNP KCALd KYNPt it i SNPEdn’t GLVPCL.”

”یہ کرپٹو گرام نسبتاً آسان ہے۔ اس میں اگر ڈی کی جگہ ٹی لگا ہے تو ٹی کی جگہ پر ڈی لگا ہے جبکہ دوسری کرپٹو گرام میں ایسا نہیں ہوتا۔ خیر اب آپ این کہ جگہ او لگائیں۔"

الہان نے ایک مرتبہ پھر ہدایت جاری کی۔

“I didn’t QKnt to RiFL BoP mB KnB SEPL KYoPt mB idLntitB YPt QZLn BoP KCALd KYoPt it i SNPEdn’t GLVPCL.”

”انگلش زبان میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا لفظ 'ای' ہے اور سوالیہ جملوں میں سب سے زیادہ ’th‘ اور ’wh‘ کا کمبنیشن استعمال ہوتا ہے۔ اس کرپٹو گرام میں بار بار دہرائے جانے والے حروف کے کمبنیشن دیکھیں۔ پہلی سطر کا لفظ (idLntitB) بہت حد تک ڈیکوڈ ہو گیا ہے۔ ایسا لفظ سوچیں جس میں یہ حروف استعمال ہوں۔" الہان نے اسے کچھ ہنٹس دیں۔

”ٹھیک ہے۔ باقی میں خود کر لوں گی۔ مدد کرنے کے لیے شکریہ۔" نوٹ بک بند کرتے ہوئے وہ بولی۔

”شکریہ کی ضرورت نہیں ہے۔"

New Era Magazine

"مجھے واپس جانا چاہیے کیونکہ نو بجے مجھے بیورو پہنچنا ہے اور آٹھ یہیں بج چکے ہیں."

فون پر ٹائم دیکھ کر حجر بولی.

"ٹھیک ہے پھر نو بجے ملاقات ہو گی." اسے اٹھتے دیکھ کر الہان بھی اٹھ کھڑا ہوا. ان دونوں کا رخ اب پارک کے گیٹ کی جانب تھا. گیٹ پار کر کے حجر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب قدم بڑھانے لگی جبکہ الہان اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا. کچھ قدم کا فاصلہ طے کر کے حجر نے فون نکالا اور سائمن کا نمبر ملانے لگی.

....

یہ منظر دبئی کہ مہنگے ترین رہائشی علاقے میں بنے ایک ولے کا تھا. خوبصورت ٹائلوں سے مزین جدید آرکیٹکچر پر بنے اس گھر کے کچن میں ایک شخص کیبنٹ کی جانب رخ کیے کھڑا تھا. ڈارک براؤن بال, سنہری رنگ اور نارویجین نقوش والا یہ شخص نیورون کمپنی کے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ سائمن تھا. کچھ دیر پہلے معمول کے مطابق اس نے فون پر الہان کو کمپنی کی رپورٹ دی تھی اور اب وہ ناشتہ بنانے میں مصروف تھا. وہ پانچوں ایک گھر میں رہتے تھے اور انہوں نے آپس میں کام بانٹ رکھے تھے. صبح سب کا ناشتہ بنانے کی ذمہ داری سائمن کے سپرد تھی. اپنی ذمہ داری وہ اچھے سے نبھاتا تھا مگر جب سے الہان پاکستان گیا تھا ان سب کی روٹین ڈسٹرب ہو گئی تھی کیونکہ اس کے

حصے کا کام بھی انہیں ہی کرنا پڑتا تھا. جارج, پیٹر اور اینڈی کے اٹھنے میں کچھ ہی وقت رہ گیا تھا اور اگر ان کے آنے پر ناشتہ تیار نہ ہوتا تو انہوں نے دہائیاں دینا شروع کر دینا تھا اس لیے وہ چاہتا تھا کہ ان کے آنے سے پہلے ناشتہ تیار کر لے. تیزی سے ہاتھ چلانے کے چکر میں وہ چیزیں بکھیرتا جا رہا تھا. کچھ ہی دیر میں کچن گندہ ہو گیا تھا مگر وہ اس کی پرواہ کیے بغیر کام میں مصروف رہا.

"یہ کیا کر رہے ہو تم سائمن؟" کچن میں قدم رکھتے ہی اینڈی ڈرامائی انداز میں بولا

"نظر نہیں آ رہا کہ ناشتہ بنا رہا ہوں." سائمن چبا چبا کر بولا

"میں کچن کے حوالے سے بات کر رہا ہوں. یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے کچن کا؟ اگر باس تمہیں کچن میں اتنی گندگی پھیلائے دیکھ لیں تو انہوں نے اس گند سمیت تمہیں بھی اپنے گھر سے باہر نکال پھینکنا ہے." کچن کے وسط میں رکھی ٹیبل پر سے سیب اٹھاتے ہوئے اینڈی مزے سے بولا.

"باس کو تو تم رہنے ہی دو. خود تو مزے سے جا کر پاکستان بیٹھ گئے ہیں اور یہاں کمپنی کے علاوہ رات کے کھانے کے برتن دھونے کی ذمہ داری بھی میرے ناتواں کندھوں پر آ گئی ہے." اوپن کچن سے نظر آتے لاؤنج میں بیٹھا جارج چہرے پر مسکینیت طاری کرتے ہوئے بولا.

''فضول بولنے کی بجائے اگر تم دونوں میری مدد کرو گے تو کام جلدی نمٹ جائے گا۔"

بریڈ کے سلائس ٹوسٹر میں ڈالتے ہوئے سائمن بولا۔

''صفائی کرنے میں تم ہماری مدد کرتے ہو؟ نہیں نا تو پھر ہم کیوں مدد کریں تمہاری؟"

اینڈی نے ہری جھنڈی دکھائی۔

''اگر مدد نہیں کرنی تو میرے سر پر کھڑے مت ہو۔ تمہارے موجودگی میں

کنسنٹریٹ نہیں کر پا رہا۔ تم جاؤ جا کر پیٹر کو دیکھو کہاں ہے اب تک آیا نہیں ناشتہ

کرنے" وہ اینڈی کو کچن سے باہر دھکیلنے لگا۔

''کہاں جانا ہے پیٹر نے یہیں کسی کونے میں اکیلا بیٹھا مسکرا رہا ہو گا۔ جب سے کیتھی نے

ہاں کہی ہے پیٹر کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے۔ چوبیس گھنٹوں میں سے بارہ گھنٹے وہ

کیتھی کے خیالوں میں گم رہتا ہے اور باقی کے بارہ گھنٹے نیند میں ڈوبا اسے خواب میں

دیکھتا رہتا ہے۔ اس کا حال دیکھ کر میں محبت جیسی بیماری کی اثرات دیکھ کر حیران ہو جاتا

ہوں۔ کیا واقعی میں محبت اچھے بھلے انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتی۔ اگر واقعی محبت اتنا

طاقت ور ہے تو میری دعا ہے کہ پروفیٹک مونسٹر کو یہ بیماری لاحق ہو جائے۔ کبھی ان کا

دل کسی حسینہ ماہ جبینہ کے کالے گیسوؤں میں الجھے تا کہ ہماری خلاصی ہو۔" اینڈی نے

تہہ دل سے دعا کی۔

"خدا تمہاری زبان مبارک کرے" جارج نے اس کی تائید کی۔ وہ انہی باتوں میں مصروف تھے سائمن کا فون بجا۔ ان دونوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے شیلف پر رکھے فون کو آن کر کے سپیکر پر ڈالا

"ہالو! سائمن" کال ملتے ہی حجر کی آواز گونجی۔ وہ شستہ انگریزی میں بول رہی تھی۔

"ہالو حجر! کیسی ہو تم؟ کیسے یاد کیا مجھے آج؟" صبح صبح حجر کے فون کرنے پر اس تعجب ہوا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ صبح صبح فون کر کے تمہاری نیند تو خراب نہیں کی نا میں نے؟" فون ملانے کے بعد اسے خیال آیا تھا کہ اس نے زیادہ صبح صبح فون کر دیا ہے۔

"نہیں نہیں۔ پاکستان کی ٹائمنگ, دبئی سے ایک گھنٹہ ہی آگے ہے۔ اٹھا ہوا تھا میں بلکہ میں تو آفس کے لیے ناشتہ بنا رہا ہوں۔ تم بتاؤ پاکستان میں ایڈجسٹ ہو گئی ہو؟" ناشتے کے سامان سے بکھرے کچن پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے وہ بولا۔ حجر کا نام سن کر جارج بھی کچن میں آ گیا تھا اب وہ دونوں فون کے پاس کھڑے بڑی توجہ سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ سائمن کے ہاتھ گندے تھے اس لیے وہ فون سپیکر سے ہٹا بھی نہیں سکتا تھا۔

''ہمم... یہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں مجھے ذرہ سی بھی اجنبیت محسوس نہیں ہوئی. خیر میں نے تم سے چند اہم باتیں پوچھنے کے لیے فون کیا تھا."اپنے ناخنوں کے ساتھ کھیلتی حجر نے کہا.

''کس بارے میں ؟"اب کی بار سائمن نارویجین زبان میں بولا تھا تاکہ اینڈی اور جارج اس کی بات سمجھ نہ پائیں.

''مسٹر سی ای او کے بارے میں بات کرنی ہے."حجر اس کے نارویجین زبان میں بولنے سے سمجھ گئی تھی کہ اس کے ارد گرد کوئی موجود ہے تبھی وہ بھی نارویجین زبان میں بولی تھی. نارویجین زبان میں کہی گئی حجر کی بات سن کر سائمن نے جتاتی نگاہوں سے اینڈی اور جارج کی طرف دیکھا جو ایسے ظاہر کر رہے تھے جیسے انہیں فرق ہی نہ پر رہا ہو.

''مسٹر سی ای او کون ؟"سائمن سمجھ نہیں پایا تھا کہ مسٹر سی ای او کہہ کر وہ کس کا حوالہ دے رہی ہے.

''تمہارا باس الہان مرتضیٰ اور کون"وہ جل کر بولی. حجر کے منہ سے الہان کا نام سن کر اینڈی اور جارج کے کان کھڑے ہوئے.

"باس کے بارے میں کیا بات کرنی ہے تم نے؟"الہان کا نام سن کر سائمن تعجب سے بولا.

"تم کافی عرصے سے جانتے ہو نہ اسے؟کیا تم نے اس کے رویے میں کوئی غیر معمولی چیز محسوس کی ہے؟"اس نے مبہم انداز میں سوال کیا.

"دس سال سے میں باس کے ساتھ ہوں مگر مجھے تو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا."سائمن پر اعتمادی سے بولا.

"اچھا..."حجر بس اتنا ہی کہہ پائی تھی.وہ کل الہان کی گاڑی میں ملنے میں والی ڈکشنری پر ہائی لائٹ لفظ دیکھ کر پریشان تھی.وہ الہان کے رویے اور ان الفاظ کو لے کر کشمکش کا شکار تھی.اس کشمکش سے چھٹکارہ پانے کے لیے اس نے سائمن کو فون کیا تھا مگر سائمن کے لہجے میں الہان کے لیے اعتماد محسوس کر کے وہ مزید الجھن کا شکار ہو گئی تھی.

"تھوڑے سے ریزرو اور روڈ ہیں مگر مجموعی طور پر باس باوقار انسان ہیں.

سائیکالوجسٹ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ تم ہمارے باس پر شک کرنا شروع کر دو.

مور سہی کہتی ہیں کہ کریمینالوجی کی فیلڈ میں جا کر تم شکی مزاج ہو گئی ہو."آخری بات سائمن نے مذاخیہ انداز میں کہی تھی.

''اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ ویسے... مسٹر الہان قابل یقین بندے ہیں؟''وہ یہ بات پوچھنے سے خود کو روک نہ پائی۔

''بالکل ہیں... تم ان پر آنکھ بند کر کے یقین کر سکتی ہو۔''سائمن حجر کے سوالوں کا مقصد سمجھ نہیں پا رہا تھا مگر اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ حجر کے ذہن میں جو بھی شک ہے وہ ختم ہو جائے۔

''ٹھیک ہے۔ اپنے قیمتی وقت سے میرے لیے ٹائم نکالنے کے لیے شکریہ''چند اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد حجر نے فون بند کیا۔ فون بند کر کے سائمن ناشتے کی ٹرے اٹھائے ٹیبل کی جانب بڑھا۔ وہ خود پر ٹکی جارج اور اینڈی کی چبھی ہوئی نگاہیں نظرانداز کر رہا تھا۔

''مس حجر، باس کے بارے میں کیا بات کر رہیں تھیں؟''اینڈی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

''کچھ خاص نہیں''ناشتے سے انصاف کرتے ہوئے وہ بولا۔

''عام سی بھی ہے تو تم بتا دو ہمیں۔''کرسی کھینچ کر سائمن کے بالکل سامنے براجمان ہوتے ہوئے جارج بولا اور ساتھ ہی اس نے اینڈی کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ اس کے اشارہ کرنے پر اینڈی نے سر ہلایا پھر سائمن کے آگے رکھی ناشتے کی پلیٹ اچک لی

”پہلے بات بتاؤ پھر ناشتہ ملے گا۔" اینڈی بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔

”تنگ نہیں کرو اینڈی۔ ناشتے کی پلیٹ دو مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے۔" سائمن نے درخواست کی۔

”پہلے ہمیں حرف بہ حرف اپنی اور مس حجر کی گفتگو بتاؤ پھر ہی ناشتہ کر سکو گے تم" وہ دونوں حجر اور اس کی گفتگو جاننے پر بضد تھے جبکہ سائمن بے بسی سے جارج کے قبضے میں پڑی اپنی پلیٹ اور ناشتے کی ٹرے کو دیکھ رہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ سنو..." تنگ آکر سائمن تھوڑا بہت ردوبدل کر کے انہیں حجر اور اپنی گفتگو بتانے لگا۔ اس کی بات ختم ہونے ہی والی تھی جب اس کا فون ایک بار پھر بج اٹھا۔ بات بیچ میں چھوڑ کر اس نے فون کی جانب دیکھا۔ سکرین پر جگمگاتا باس کا نام دیکھ کر وہ چونکا۔

”چپ کر جاؤ... باس کا فون ہے۔ ویسے کچھ دیر پہلے ہی میری ان سے بات ہوئی تھی۔ ناجانے اب کیا کہنا یاد آگیا ہے انہیں۔" آخری بات خود کلامی کے انداز میں کہتے ہوئے سائمن نے فون اٹھایا

”ہیلو سائمن!" الہان کی گھمبیر آواز گونجی۔

”جی باس" سائمن ہمہ تن گوش تھا۔

”کچھ دیر پہلے کال کی تھی میں نے تمہیں نمبر بزی تھا تمہارا۔ کوئی ضروری کال تھی؟"

الہان نے پارک سے نکلتے ہی اسے فون کیا تھا مگر اس کا نمبر بزی تھا۔ اب گھر پہنچتے ہی اس نے ایک بار پھر اس کا نمبر ٹرائے کیا۔

”نہیں ضروری کال نہیں....." سائمن کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اینڈی اس کے ہاتھ سے فون اچک کر خود بات کرنے لگا

”باس سائمن جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ کال بڑی اہم تھی۔ آپ کے متعلق ہی بات ہو رہی تھی۔ کوئی آپ کی ذات کو لے کر شک وشبہات کا شکار تھا سائمن...." جارج نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو مزید کچھ کہنے سے روکا جبکہ سائمن نے اس کے ہاتھ سے فون لیا

”جی باس... کیا کہہ رہے تھے آپ؟" اپنا حلیہ درست کرتے ہوئے سائمن بولا

”اینڈی کیا کہہ رہا تھا؟ کس کا فون تھا اور کون میرے متعلق شک وشبہات کا شکار ہے؟" الہان نے استفہامیہ انداز میں بولا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے باس۔ آپ اینڈی کی فضول گوئی کرنے والی بُری عادت سے واقف تو ہیں۔" سائمن نے سے بات بنائی۔

”اچھا... میں نے تم سے کچھ پوچھنا تھا؟" الہان ٹھہر ٹھہر کر بولا

New Era Magazine

"جی پوچھیں" وہ مودب انداز میں بولا

"ناروے کے جس علاقے سے تم تعلق رکھتے ہو وہاں مسلم موجود ہیں؟" درحقیقت الہان حجر کے مذہب کے متعلق جاننا چاہ رہا تھا مگر وہ ڈائریکٹ پوچھنے سے گریز برت رہا تھا۔اس کا سوال سن کر سائمن کے چہرے پر شریر مسکراہٹ چھائی۔وہ اب اتنا بھی بے وقوف نہیں تھا کہ اچانک سے اپنے آبائی علاقے کی مسلم کمیونٹی میں الہان کی دلچسپی کی وجہ جان نہ پاتا۔اس نے الہان کو بتایا تھا کہ وہ اور حجر بچپن کے دوست ہونے کے ساتھ ساتھ ہمسائے بھی تھے۔پڑھائی ختم ہونے کے بعد سائمن دبئی میں سیٹل ہو گیا جبکہ حجر نے اپنا الگ گھر لے لیا تھا مگر اب بھی حجر کے فوسٹر پیرنٹس,سائمن کے والدین کے ساتھ والے گھر میں رہتے ہیں۔اس کے آبائی علاقے کی مسلم کمیونٹی کے بارے میں دریافت کرنے کا الہان کا مقصد یہی تھا کہ وہ خود اپنے منہ سے اسے بتائے کہ حجر مسلم کمیونٹی میں شامل ہے یا نہیں۔

"مجھے معلوم نہیں ہے باس کہ وہاں کوئی مسلم ہے یا نہیں۔اصل میں میری فیملی کی زیادہ جان پہچان حجر کی فیملی کے ساتھ ہی ہے۔آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" سائمن نے اس کے منہ سے اگلوانا چاہا

New Era Magazine

”ویسے ہی... جنرل نالج کے لیے(سائمن نے دل ہی دل میں قہقہہ لگایا) کیا واقعی تم اوسلو میں رہنے والے کسی مسلم کو نہیں جانتے؟"اس نے کنفرم کرنا چاہا.

”ناروے سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان شخص کو جنتا ہوں میں" وہ ذہن پر زور ڈالنے کی مصنوعی کوشش کرتے ہوئے بولا

”کون ہے وہ؟"اس کے لہجے کی بے تابی واضح محسوس کی جاسکتی تھی.

”نام کیا تھا؟...نام؟....سوری باس اس وقت نام یاد نہیں آرہا اس شخص کا. جیسے ہی یاد آئے گا میں آپ کو بتادوں گا.ویسے کیا کرنا ہے آپ نے نام جان کر؟"وہ جان بوجھ کر الہان کو تنگ کر رہا تھا

”میں ناروے جیسی خوبصورت جگہ میں گھر لینے کا سوچ رہا ہوں. سوچا تھا اگر تم لوگوں کے ایریا میں کوئی مسلم فیملی ہے تو وہیں گھر لے لیتا ہوں.اپنے مذہب کے لوگوں کے ساتھ گھلنے ملنے میں آسانی ہو گی."الہان نے بہانہ بنایا پھر بے دلی سے چند اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد فون بند کر دیا کیونکہ وہ سائمن کے جواب سے مکمل طور پر ناامید ہو چکا تھا.

"یہ پاکستان کی ہواؤں میں آج کل کونسی طغیانی آئی ہوئی ہے. ہر کوئی دوسرے میں دلچسپی لے رہا ہے."فون کے ساتھ کان لگا کر چونکہ اینڈی تھوڑی بہت گفتگو سن چکا تھا تبھی فون بند ہوتے ہی ڈرامائی انداز میں بولا.

"پاکستان کی ہواؤں میں نہیں باس اور مس حجر کے دماغ میں طغیانی آئی ہوئی ہے."

جارج نے گفتگو میں حصہ ڈالا

"حجر بہت اچھی لڑکی ہے اس کے بارے میں الٹی سیدھی بات مت کرنا"سائمن نے انہیں تنبیہ کی.

"تو ہمارے باس کیا ایسے ویسے شخص ہیں."اینڈی کے دل میں الہان کی محبت جاگی.

"تم کہنا کیا چاہتے ہو سائمن؟....جو مرضی کہو مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لو باس جیسا باوقار اور خوبرو شخص مس حجر کو اور کہیں نہیں ملنے والا."سائمن کو بولنے کا موقع دیے بغیر وہ دونوں اس پر چڑھائی کرنا شروع ہو گئے تھے.

....

شفا انٹرنیشل ہسپتال کی سفید ٹائلوں سے مزین بلڈ نگ کے باہر مرتضی نے گاڑی روکی اور سبک رفتاری سے بلڈ نگ کے اندر بڑھا. رسیپشن پر کھڑے لڑکے کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بولا

New Era Magazine

"کچھ دیر پہلے آنیہ علوی نام کی جو مریضہ داخل ہوئی ہیں وہ کون سے روم میں ہیں؟"
تیز تیز قدم اٹھانے کے باعث اس کی سانسوں کی رفتار تیز تھی.

"دائیں جانب تیسرے کمرے میں ہیں وہ" وہ لڑکا ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بولا.

اس کی بات سنتے ہی مرتضی لمبے لمبے ڈگ بھرتا مطلوبہ کمرے تک گیا. کمرے کے دروازے کے باہر وہ ایک لمحے کی لیے رکا. اس ایک لمحے میں اس نے اپنے بکھرے حوصلے یکجا کیے پھر آہستگی سے دروازہ کھولنے لگا. دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے اس کی نظر سامنے دیوار کے آگے رکھے بیڈ پر لیٹے وجود پر پڑی. آنکھوں کے نیچے ہلکے, رخساروں کی ابھری ہوئی ہڈیاں, نڈھال وجود دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی آئی. اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ وہ ایک دن اپنی بہن کو اس حال میں دیکھے گا.

ہسپتال کے کمرے میں موجود دوسرے وجود کو توجہ دیے بغیر آنیہ کے پژمردہ چہرے پر نظریں جمائے وہ بیڈ کے قریب گیا. اس کی موجودگی محسوس کرنے کے لیے اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور قریب دکھی کرسی پر بیٹھ گیا. دوائیوں کے زیر اثر نیم غنودگی میں ڈوبی آنیہ اپنے قریب کسی کی موجودگی محسوس کر رہی تھی.

New Era Magazine

''آنیہ!''اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے مرتضیٰ نے بے قراری نے اسے پکارا. مرتضیٰ کا لمس محسوس کر کے اس نے اپنی آنکھیں وا کیں مگر آنکھوں کے چھائی دھند کے باعث ٹھیک سے دیکھ نہ سکی.

''مجھے معاف کر دو. میں تمہاری حفاظت نہیں کر پایا. بھائی تو محافظ ہوتے ہیں مگر میں بھائی ہونے کا فرض ادا نہیں کر پایا. ہم سب تمہارے ڈر کو وہم کا نام دیتے رہے اور تمہیں زبردستی گوادر لے گئے. ہم سب غلطی پر تھے. ہمیں تمہاری بات مان لینی چاہیے تھی. اگر ہم تمہاری بات مان لیتے تو شاید وہ حادثہ نہ ہوتا.''اس کے چہرے پر پشیمانی چھائی تھی. اپنے دکھ میں مصروف مرتضیٰ اس کمرے میں سانس لیتے تیسرے وجود کی موجودگی محسوس ہی نہیں کر پایا تھا. وہ تیسرا وجود بارہ سال کے بچے کا تھا جو آٹھ سال قید میں رہنے کے بعد اپنی ہوش میں پہلی مرتبہ اس دنیا کو دیکھ رہا تھا. اس کے لیے یہ دنیا اور اس میں موجود سبھی افراد اجنبی تھے تبھی وہ خود کو اکیلا محسوس کر رہا تھا. اس کی گھبرائی ہوئی نگاہیں اپنی آنی کے قریب بیٹھ کر روتے ہوئے مرتضیٰ پر جمی تھیں.

''مرتضیٰ!''آنیہ نحیف آواز میں بولی. آہستہ آہستہ دوائیوں کا اثر زائل ہونے لگا تھا اور اس کے نظروں کے سامنے چھائی دھند چھٹنے لگی تھی.

''بولو آنیہ''مرتضیٰ ہمہ تن گوش تھا.

"الہان !" اب آنیہ نے اس بارہ سالہ بچے کو پکارا. اس کی پکار پر بچہ تیزی سے اس کے قریب آیا. اس کے قریب آنے پر مرتضی اس بچے کی جانب متوجہ ہوا. گرد آلود کپڑوں میں ملبوس اس بچے کو مرتضی کو پہلی نظر میں پہچان نہ پایا. اس بچے کا دائیاں پاؤں بڑی طرح زخمی تھا مگر اس اس کے چہرے پر تکلیف کے احساس کا شائبہ بھی نہیں تھا.

"مرتضی یہ.. الہان... ہے." آنیہ بمشکل بول پائی. اس کی بات سنتے ہی مرتضی چونکا پھر اس بچے کے نقوش میں الہان کو ڈھونڈنے لگا. اس کوشش میں وہ بہت جلد کامیاب ہوا پھر آنکھوں میں چمک لیے اس کی طرف بڑھا. اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر چند لمحوں کے لیے مرتضی اس کے چہرے کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے اسے گلے لگا یا. الہان نے اپنا آپ اس سے الگ کیا پھر آنیہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا.

"یہ آپ کے... بابا ہیں الہان... میں نے آپ کو ان کے.... بارے میں بتایا تھا نا... اب آپ نے ان کے ساتھ ہی رہنا ہے." آنیہ نے اسے ہدایت دی پھر مرتضی کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

New Era Magazine

"مرتضی! میں نے الہان باحفاظت تم تک پہنچادیا ہے۔اب تم میری حجر کو لے آؤ میرے پاس.."مرتضی جواب تک الہان کے مل جانے کے شاک سے نہیں نکلا تھا آنیہ کی بات پر بھوکھلا یا

"حجر...؟"

"ہاں حجر...حادثے کے وقت میں نے اسے خود سے زور...سے بھینچ لیا تھا تاکہ اس کوئی نقصان نہ پہنچے۔تم لوگوں نے اسے ریسکیو... کر لیا تھا نا؟'وہ پر امید نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"آنیہ وہ...."مرتضی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کیا جواب دے۔وہ اسے دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ اس سے حقیقت نہیں چھپا سکتا تھا۔

"مرتضی مجھے جھوٹی امید....مت دینا۔مجھے سچ سچ بتاؤ کہ... کہ حجر کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا...؟ تم لوگوں کے پاس ہی ہے ناوہ؟"اس نے پے درپے سوال کیے۔

"مجھے نہیں پتا حجر کہاں ہے۔"مرتضی دھیمے لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب؟"اس کی آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر بالوں میں جذب ہوا۔

”حادثے کے بعد ہائی وے پر صرف گاڑی بر آمد ہوئی تھی۔"مرتضیٰ ان تکلیف دہ لمحوں کو یاد کرتے ہوئے بولا۔اس کی بات سن کر آنیہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہونے لگی۔

”آنیہ تم پریشان نہ ہو۔ہم دونوں مل کر حجر کو ڈھونڈ لیں گے۔تم ہمت نہ ہارو"مرتضیٰ نے اسے تسلی دینی چاہی۔

”آنی آپ روئیں نہ...میں آپ کی بیٹی کو ڈھونڈ کر آپ کے پاس لے آؤں گا۔"اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے الہان بولا۔اسے روتے دیکھ کر وہ دونوں بھی افسردہ تھے۔

”تم ڈھونڈ لو گے نا اسے؟"الہان کی جانب دیکھتے ہوئے آنیہ نے تصدیق چاہی۔

”میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی بیٹی کو ڈھونڈ لوں گا۔"الہان نے اسے یقین دلایا۔

اس کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ دروازہ کھول کر ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔

”کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ مس؟'ڈاکٹر نے آنیہ سے سوال کیا۔

”ہوش میں آنے کے بعد سے سر میں ہلکا سا درد تھا مگر اب یہ درد شدت اختیار کر رہا ہے۔"وہ سر تھامتے ہوئے بولی۔

”آپ ذہن پر دباؤ ڈال رہی ہیں اس لیے ایسا ہو رہا ہے۔"آنیہ کو اس کی بات کا جواب دینے کے بعد ڈاکٹر قریب کھڑی نرس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

''انھیں بے ہوشی کا انجیکشن لگائیں ورنہ ان کا درد بڑھتا جائے گا."

''ڈاکٹر اس کے سر میں درد کس وجہ سے ہو رہا ہے؟"مرتضی کے چہرے پر تشویش چھائی.

''آپ؟"ڈاکٹر نے بھنویں اچکائیں.

''میں مرتضیٰ کا بھائی ہوں."اس نے فوراً اپنا تعارف کروایا.

''آپ آئیں میرے ساتھ "اتنا کہہ کر ڈاکٹر کمرے سے نکل گیا جبکہ نرس آنیہ کی ڈرپ میں نیند کا انجیکشن ڈالنے لگی.

''الہان! آپ اپنی پھپھو کے پاس بیٹھو میں ابھی آتا ہوں."الہان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مرتضی نے کہا پھر ڈاکٹر کے پیچھے چلا گیا.

....

جیٹ بلیک رنگ کی مرسیڈیز بینز اسلام آباد کے علاقے آبپارہ میں رکی. گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر ٹرٹل نیک شرٹ پر سیاہ کوٹ اور جینز میں ملبوس الہان باہر نکلا جبکہ پسنجر سیٹ سے آنکھوں پر شیڈرز لگائے بلیک سوٹ میں ملبوس حجر باہر نکلی. ہوا میں موجود خنکی کے باعث حجر نے سوٹ پر لانگ کوٹ پہن رکھا تھا. خود پر جمی نگاہوں سے بے پرواہ وہ دونوں ایک مکان کی طرف بڑھے. ان کے گاڑی کے

وہاں پہنچنے کے کچھ لمحے بعد ہی پولیس پیٹرول بھی وہاں آگئی تھی. کل وہ بس تین بچوں کے گھر ہی جا پائے تھے باقی دو بچوں کے گھر انہوں نے آج جانا تھا. صبح بیورو میں چند کام نمٹانے کے بعد حجر اور الہان رضا حمید کی ٹیم کے ساتھ ایک گھر گئے تھے مگر وہاں جانے کا انہیں خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا تھا کیونکہ وہاں سے انہیں اغواہ کار تک پہنچنے کا کوئی سراغ نہیں ملا. اب وہ تیسرے نمبر پر اغواہ ہونے والے حمزہ عرفان کے لواحقین سے ملنے کے لیے آبپارہ میں بنے اس کے گھر کے باہر موجود تھے. دروازے کے قریب جا کر الہان نے دستک دی. کچھ لمحوں بعد ہی ایک نوجوان لڑکے نے دروازہ کھولا.

"جی آپ کون؟" دروازہ کھولتے ہی اس لڑکے نے سوال کیا.

"کرائم برانچ آف فیڈرل پولیس.... ہم حمزہ عرفان کے اغواہ کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں." حجر نے اپنا بیج دکھایا. کرائم برانچ کا نام سن کر لڑکے کے چہرے کے تاثرات بدلے اور لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے انہیں اندر جانے کا راستہ دیا.

"کون تھا بیٹا دروازے پر؟" ابھی وہ صحن میں ہی تھے جب مناسب جسامت کی سانولی سے ایک عورت ڈوپٹے کے پلو سر پر لیتے ہوئے باہر آئی.

New Era Magazine

"پولیس آئی ہے۔ حمزہ کے اغواہ کے سلسلے میں۔" انہیں مہمان خانے تک لے جاتے ہوئے اس لڑکے نے سوال کیا۔

"تم حمزہ کے بھائی ہو؟" چھوٹے سے مہمان خانے میں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے حجر نے اس لڑکے سے سوال کیا۔ اس لڑکے کو تھوڑی بہت انگلش آتی تھی تبھی وہ اس کی بات سمجھ رہا تھا۔

"جی" لڑکے کی کہنے کی دیر تھی جب وہ سانولی سی عورت مہمان خانے میں داخل ہوئی۔

"حمزہ کی کوئی خبر ملی ہے؟" اس عورت نے بے تابی سے سوال کیا۔

"ابھی تک تو کوئی خبر نہیں ملی مگر جلد ہی کوئی نہ کوئی خبر مل جائے گی۔ خیر ہم حمزہ کے اغواہ کی تفتیش کے لیے آئے ہیں۔" الہان نے جواب دیا۔

"پوچھیں جو پوچھنا ہے۔" حمزہ کی ماں افسردگی سے بولی۔

"حمزہ کے اغواہ سے قبل آپ کو اس کے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس ہوئی تھی؟" حجر نے وہی سوال کیا جو اس نے باقی چاروں فیملیز سے کیا تھا۔

"نہیں" وہ عورت جھٹ سے بولی۔

New Era Magazine

"سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ کوئی بھی چھوٹی سے چھوٹی تبدیلی جو آپ نے محسوس کی ہو مگر پھر غیر اہم سمجھ کر نظرانداز کر دیا ہو۔" حجر نے ہدایت دی۔ الہان نے جب اس کی بات حمزہ کی والدہ تک پہنچائی تو وہ سوچنے لگیں۔

"میں نے ان دنوں حمزہ میں ایک تبدیلی محسوس کی تھی۔" وہ نوجوان لڑکا ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولا

"کیا؟" حجر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"خالہ کے گھر جانے پر ہم دونوں میں اکثر لڑائی ہوا کرتی تھی۔ ہم دونوں بس کے دھکے کھا کر وہاں جانے سے کتراتے تھے مگر ان دنوں حمزہ امی کے ایک دفعہ کہنے پر خوشی خوشی خالہ کے گھر جاتا تھا بلکہ ایک دو دفعہ تو اس نے منہ سے امی سے کہا تھا کہ اگر کوئی سامان خالہ کو دینا ہے تو بتادیں وہ دے آئے گا۔ میں نے ایک دن اس سے پوچھا تھا کہ وہ کیوں باخوشی بس کے دھکے کھا رہا ہے۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔

"جواب میں کیا کہا حمزہ نے؟" حجر نے سوال کیا۔

"اس نے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا تھا اس لیے مجھے ٹھیک سے یاد نہیں ہے۔ شاید کسی دوست کا ذکر کیا تھا۔" اس لڑکے کی بات پر حجر اور الہان میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔

"کیسا دوست ؟ دوست کے متعلق کوئی تفصیل یاد ہے تمہیں ؟" حجر بات پر زور دیتے ہوئے بولی.

"نہیں. مزید کچھ یاد نہیں آرہا" وہ لڑکا پریشانی کے تاثرات چہرے پر سجاتے ہوئے بولا.

"ٹھیک ہے. یہ میرا کارڈ رکھ لو کچھ یاد آئے تو فون کر کے بتا دینا." الہان اپنا کارڈ اسے تھماتے ہوئے بولا. چند مزید سوالات کرنے کے بعد وہ دونوں گھر سے باہر نکل آئے.

انہیں آتے دیکھ کر رضا حمید نے سوال کیا

"کچھ پتا چلا میم ؟"

"ہمم... اغواہ کار کی حمزہ سے دوستی تھی. حمزہ روٹ نمبر ا کیس کی بس سے اپنی خالہ کے گھر گیا تھا مگر اپنی خالہ کے گھر پہنچا نہیں. راستے میں ہی اسے اغواہ کیا گیا تھا. حمزہ کے بھائی کے مطابق وہ اپنے کسی دوست کی وجہ سے بس کا سفر کرتا تھا. غالباً حمزہ کا دوست یعنی اغواہ کار روٹ نمبر ا کیس کی بس میں سفر کرتا تھا اور اپنی خالہ کے گھر جانے کے بہانے وہ اپنے اس دوست سے ملتا تھا." وہ پر سوچ انداز میں بول رہی تھی.

"آفیسر رضا! آپ پتا لگائیں کہ روٹ نمبر ا کیس کی بس کتنے بجے چلتی ہے اور اس کا سٹاپ کہاں ہے. ایک بات اور ڈیڈ باڈیز کی تلاش میں اپنے ہاتھ ذرا تیزی سے چلائیں. کل صبح سے لگے ہیں جھیل میں تلاش کرنے مگر ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہوا. آج

رات تک ڈیڈ باڈیز مل جانی چاہیے۔"اس نے آفیسر رضا کو حکم دیا پھر گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔الہان نے بھی اس کی تقلید کی۔وہ دونوں واپس بیورو جا رہے تھے۔

"مسٹر سی ای او!"گاڑی میں چھائی خاموشی میں حجر کی آواز نے ارتعاش برپا کیا۔

"جی"الہان نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا پھر نگاہیں واپس سڑک پر جما دیں۔

"میں نے سوچا تھا کہ گیم ڈویلپر,کمپیوٹر پروگرامر اور کمپنی کے سی ای او بہت مصروف ہوتے ہونگے مگر....."اس نے اپنی بات بیچ میں چھوڑ دی۔

"مگر...؟؟؟"الہان جان گیا تھا کہ وہ اس کے متعلق بات کر رہی ہے تبھی اس نے استفسار کیا۔

"مگر میرا اندازہ غلط نکلا۔"

"غلط اندازہ؟....آپ کہنا چاہ رہی ہیں کہ گیم ڈویلپر,کمپوٹر پروگرامر اور کمپنی کے سی ای او فارغ ہوتے ہیں؟"الہان نے دائیں آبرو بلند کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے۔"طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے حجر بولی۔

"آپ سراسر غلط کہہ رہی ہیں۔گیم ڈویلپرز بہت مصروف ہوتے ہیں۔ان کے کرنے کے لیے ہزاروں کام ہوتے ہیں۔"الہان نے اس کی تصحیح کرنا چاہی۔

New Era Magazine

”تو پھر ان ہزاروں کاموں میں آپ کوئی ایک کام آپ کیوں نہیں کر لیتے؟ پچھلے تین دن سے آپ بے وجہ اس کیس کے لیے اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔" اس نے اسے احساس دلانا چاہا۔

”میں نے انویسٹگیشن شروع ہونے سے پہلے ہی اپنی اگلی گیم کا بہت حد تک کام نمٹا لیا تھا اور اس کیس کے پیچھے میں اپنا وقت ضائع نہیں کر رہا۔ یہ کیس اور اس سے جڑے لوگ میرے لیے بہت اہم ہیں۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔

”آپ میری بات سمجھ نہیں پا رہے۔" وہ تنگ آ کر بولی۔

”آپ اپنی بات سمجھا نہیں پا رہیں۔" وہ ترخ کر بولا۔

”آپ یہ بتائیں کہ آپ یہاں اس وقت کیا کر رہے ہیں؟" اس نے اپنی بات اسے سمجھانے کی ایک بار پھر کوشش کی۔

”گاڑی ڈرائیو کر کے آپ کو بیورو لے جا رہے ہوں۔" وہ اطمینان سے بولا۔

”آپ کو ایسا کرنے کے لیے کس نے کہا ہے؟ میں پولیس پیٹرول کے ساتھ بھی بیورو جا سکتی ہوں پھر آپ یہ شوفر کے فرائض کیوں سر انجام دے رہے ہیں؟" وہ بڑے نا محسوس انداز میں اسے شوفر کہہ چکی تھی۔

''میں آپ کو پولیس کے سپرد نہیں کر سکتا. آپ کی حفاظت میری ذمہ داری ہیں کیونکہ آپ میری وجہ سے اس کیس میں انوالو ہوئی ہیں.'' الہان نے بات بنائی.

''اپنی حفاظت کی ذمہ دار میں خود ہوں. آپ کی یا پولیس کی موجودگی مجھے کسی خطرے سے نہیں بچا سکتی. رہی بات آپ کی وجہ سے کیس میں انوالو ہونے کی تو یہ آپ کی غلط فہمی میں کہ میں آپ کی وجہ سے انوالو ہوئی ہوں. میں اس باز کے نشان کی وجہ سے کیس میں انوالو ہوئی ہوں. ایک بات مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کی اس کیس میں مداخلت کسی کو ناگوار کیوں نہیں گزر رہی. نا آپ پولیس کا حصہ ہیں, نہ آپ کے پاس کوئی لیگل پرمٹ ہے کیس میں شامل ہونے کا مگر اس کے باوجود آپ انویسٹگیشن ٹیم کا حصہ ہیں. ایسا کیوں؟'' وہ واقعی تعجب کا شکار تھی کہ کوئی اسے کیس میں مداخلت کرنے سے روک کیوں نہیں رہا.

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں کہ کسی وجہ کے بغیر انویسٹگیشن ٹیم میں میری موجودگی کے متعلق کوئی بھی سوال اٹھا سکتا ہے. آپ ایسا کریں کہ کچھ دنوں کے لیے مجھے اپنا ٹرانسلیٹر اپوئنٹ کر لیں. اس سے کسی کو میری موجودگی سے مسئلہ نہیں ہوگا.'' اس کے پرسکون انداز میں کہنے پر حجرا سے ایک نظر دیکھ کر رہ گئی.

''مجھے ٹرانسلیٹر کی ضرورت نہیں ہے. آپ کوئی اور جاب تلاش کریں." وہ کندھے اچکا کر مزے سے بولی. اس کی بات پر الہان کو شاک لگا.

''پچھلے تین دنوں سے میں آپ کی باتیں ٹرانسلیٹ کر رہا ہوں اور اب آپ ہاتھ جھاڑ کر کہہ کر رہی ہیں کہ ٹرانسلیٹر کی ضرورت نہیں." وہ جل کر بولا.

''آپ جو مرضی کہہ لیں مگر ٹرانسلیٹر نہیں رکھ سکتی میں آپ کو... ہاں مگر اسسٹنٹ کی آسامی خالی ہے اگر آپ چاہیں تو..." حجر جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی.

اس کی بات سن کر الہان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی.

''اسسٹنٹ؟ آپ شاید بھول رہی ہیں کہ میں ایک گیم ڈویلپمنٹ اور سوفٹویئر کمپنی کا مالک ہوں." اس نے اسے اپنی ریپوٹیشن کا احساس دلایا.

''گیم ڈویلپمنٹ کی فیلڈ کے مطابق آپ میں باس والی صلاحیتیں موجود ہونگی مگر کرمینالوجی میں آپ نئے نئے ہیں اور نئے آنے والے اسسٹنٹ کے فرائض ہی سرانجام دیتے ہیں. اگر آپ کو یہ جاب منظور نہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے ایک فون کرنے سے میرا پرانا اسسٹنٹ ہیری واپس آجائے گا." حجر نے ہیری کا حوالہ دیا.

''مس حجر! آپ یہ اچھا نہیں کر رہیں." وہ دانت پیس کر بولا.

"یہ کون سی جگہ ہے؟" اس کی بات کو نظر انداز کر کے، ونڈ سے نظر آتی درگاہ کو دیکھتے ہوئے حجر نے سوال کیا۔ اپنی بات کا نظر انداز کیے جانا اس پر گراں گزرا تھا پر وہ اسے کچھ کہہ کر بحث کو طول نہیں دینا چاہتا تھا۔

"کونسی جگہ ہے یہ؟" حجر نے سوال دوبارہ دہرایا۔

"درگاہ ہے۔" لمبی سانس بھر کر اس نے خود کو نارمل کیا۔

"درگاہ..." اس نے منہ میں دہرایا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی

"مجھے اس کے اندر جانا ہے۔" اس کی بات پر الہان چونکا اور حیرانی سے اس دیکھنے لگا۔

"اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے؟" وہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

"یہ اصل میں مسلمانوں کی مقدس جگہیں ہیں۔ ایک غیر مسلم کا جانا کچھ عجیب لگے گا مگر آپ جانا چاہتی ہیں تو جائیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"آپ کو کس نے کہا میں غیر مسلم ہوں؟" حجر نے آبرو اٹھائی۔

"آپ ناروے کی ہیں تو ظاہری سی بات ہے کہ غیر مسلم ہونگی۔" الہان نے دلیل دی۔

"پہلی بات تو یہ کہ میں ناروے کی نہیں ہوں۔ میں وہاں رہتی ضرور ہوں مگر میرا ہوم لینڈ ناروے نہیں ہے۔ رہی بات مسلم یا غیر مسلم ہونے کی تو میرے نام سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ میں مسلم ہوں۔ اب آپ کی اجازت ہو تو میں جاؤں؟" اس نے الہان کی

New Era Magazine

غلط فہمی دور کی۔اس کی بات سن کر الہان کو اطمینان ہوا۔وہ پچھلے کچھ دنوں سے اس کے مذہب کو لے کر پریشان تھا۔اسے گوارا نہیں تھا کہ اس کی پھپھو کی آخری نشانی ان سے دور جانے کے بعد راہ سے بھٹک گئی ہو۔کچھ لمحے اس کے مسلمان ہونے کا سکون محسوس کرنے کے بعد سوچوں کو جھٹکتے ہوئے الہان حجر کی تقلید میں درگاہ کی جانب قدم بڑھانے لگا۔

"مس حجر!ایک منٹ رکیں" وہ درگاہ کے اندر قدم رکھنے ہی لگی تھی جب الہان نے اسے روکا۔اس رکنے کا اشارہ کر کے وہ خود سبک رفتاری سے سڑک کی ایک جانب بڑھنے لگا۔لمحوں میں وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہوا۔حجر دیوار سے ٹیک لگا کر اس کا انتظار کرنے لگی۔کچھ منٹوں بعد وہ اسے قریب آتا ہوا دکھائی دیا۔

"زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا؟"سبک رفتاری سے چلنے کے باعث اس کی سانسوں کی رفتار تیز تھی۔

"نہیں۔"

"یہ لیں۔"ہاتھ میں پکڑا شاپنگ بیگ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولا

"یہ کیا ہے؟"حجر استفہامیہ انداز میں بولی۔

"دیکھ لیں خود ہی۔" اس کی بات پر حجر نے بیگ میں جھانکا۔ شاپنگ بیگ کے اندر ایک سکارف تھا جو الہان اس کے لیے خرید کر لایا تھا۔

"اسے اوڑھ لیں۔ یہاں سب عورتیں سر ڈھانپ کر جاتی ہیں۔" اس کی بات پر حجر نے ارد گرد موجود عورتوں کو دیکھا۔ انہیں دیکھ اسے الہان کی بات درست لگی تھی کیونکہ وہاں موجود سبھی عورتوں نے ڈوپٹہ لے رکھا تھا۔

"شکریہ" اتنا کہہ کر اس نے بلیک رنگ کے سکارف سر پر لیا۔ لانگ کوٹ میں ملبوس حجر کے بیضوی چہرے پر سیاہ سکارف بہت جچ رہا تھا۔ وہ دونوں اب اندر بڑھنے لگے تھے۔ حجر عورتوں والے حصے میں چلی گئی جبکہ الہان کا رخ مردوں والے حصے کی جانب تھا۔ حاضری دینے کے بعد الہان صحن میں کھڑا ہو کر حجر کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ لمحوں بعد وہ اسے آتی ہوئی دکھائی دی۔ بادلوں سے اٹکھیلیاں کرتے سورج کی تمازت سے سرخ ہوتے اس کے چہرے کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے نگاہ ہٹالی۔

"وہ عورتیں وہاں کیا کر رہی ہیں؟" اس کی نظروں کا رخ اس درخت کی جانب تھا جس کے گرد عورتوں کا ہجوم لگا تھا۔

"منت مانگ رہی ہیں۔" الہان بھی اس منظر کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوئی۔

"جن کے اپنے ان سے دور چلے جاتے ہیں. وہ جانے والوں کے آنے کے انتظار کی امید کے سہارے جیتے ہیں. یہ درخت بس ان کی امید کے پودے کو سیراب کرتا ہے. ان کی امیدوں کو زندہ رکھتا ہے. اگر آپ کے اپنے آپ سے دور چلے گئے ہیں تو جائیں آپ بھی اپنی امید کو سیراب کر لیں." الہان نے اپنی بات کہی. اس کی بات پر حجر نے سر تو ہلا دیا تھا مگر وہ جانے سے ہچکچا رہی تھی.

"گو۔۔۔ میک آ وش.... ہو سکتا ہے آپ کی دعا جلد پوری ہو جائے." الہان نے اس کی ہچکچاہٹ دور کرنی چاہی. اس کے زور دینے پر حجر اس جانب بڑھنے لگی جبکہ الہان رنگ ٹون کی آواز پر فون کی جانب متوجہ ہوا. فون کی سکرین پر جگمگاتے کیتھی کے نام کو دیکھ کر اس نے لمبی سانس لی. فیصلے کی گھڑی آ گئی تھی. وہ لمحہ جس کا اس نے سالوں نے انتظار کیا تھا وہ لمحہ آ گیا تھا. خود کو کمپوز کرتے ہوئے اس نے فون ریسیو کیا اور صحن کے خاموش حصے کی جانب بڑھ گیا.

"ہیلو باس!" کیتھی کی چہکتی ہوئی آواز گونجی.

"ہیلو! کیسی ہو تم؟" اس نے اخلاقاً پوچھا.

"میں تو ٹھیک ہوں آپ یہ بتائیں کہ حجر کہاں ہے؟ کب سے فون کر رہی ہوں میں اسے مگر وہ ریسیو ہی نہیں کر رہی."

"میرے ساتھ ہی ہیں مس حجر. فون شاید گاڑی میں رہ گیا ہے ان کا اس لیے ریسیو نہیں کر رہی. اگر کوئی اہم بات ہے تو تم مجھے بتادو میں تمہارا پیغام پہنچادوں گا."

"بات تو اہم ہے... آپ کے لیے بھی اور حجر کے لیے بھی."

"کیتھی جو بھی بات ہے جلدی بتاؤ. مجھے اور بہت سے کام ہیں." الہان جانتا تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اسے بتانے نہیں والی تبھی اس نے غصے کا سہارا لیا.

"اگر آپ بزی ہیں تو میں بعد میں کال کرلوں گی." وہ اطمینان سے بولی

"اگر تم نے اگلے پندرہ سیکنڈ میں مجھے اصل بات نہ بتائی تو فون بند کردینا ہے میں نے." الہان نے تنبیہ کی۔

"اچھا بتا رہی ہوں. اتنے اتاولے کیوں ہو رہے ہیں؟" وہ مسکراتے لہجے میں بولی.

"کیتھی.." اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے ہی والا تھا.

"آپ نے مجھے جو انفارمیشن بھیجی تھی وہ میچ کر گئی ہے. فیشل ریکگنیشن کا رزلٹ بھی ہنڈرڈ پرسنٹ آیا ہے." کیتھی نے اطلاع دی.

"کون ہے وہ؟" الہان نے جھٹ سے سوال کیا.

"حجر... حجر نے بھی مجھے ایک کیس دیا تھا اس کی انفارمیشن بھی میچ کر گئی ہے." وہ کہتے کہتے رک گئی.

"مس حجر نے کون سا کیس دیا تھا تمہے؟" وہ دائیں آبرو اٹھاتے ہوئے بولا.

"حجر اپنے ماں باپ کو تلاش کر رہی ہے."

"کون ہیں اس کے کے والدین؟"

"ہارون علوی اور آنیہ علوی" کیتھی نے مزید تاخیر کرنا مناسب نہیں سمجھا. اس کی بات پر الہان کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی.

"میری کزن کون ہے؟" الہان چمکتی آنکھوں سے حجر کی پشت کا دیکھتے ہوئے بولا

"حجر ہارون"

"کوئی ڈاؤٹ والی بات تو نہیں ہے نا؟" اس نے کنفرم کرنا چاہا.

"نہیں باس. حجر نے اپنے بچپن کی جو تصویر مجھے بھیجی تھی اور حجر کی جو تصویر آپ نے بھیجی تھی وہ دونوں ایک جیسی ہیں. اس کے علاوہ دونوں کیسز کی تفصیلات بھی ایک سی ہیں. حجر کے دائیں ہاتھ پر جھلسنے کا نشان, اس کا نام وغیرہ سب آپ کے دیے کیس کے جیسا ہے." کیتھی نے اسے یقین دلایا.

"ٹھیک ہے کیتھی. میری مدد کرنے کے لیے بہت شکریہ." وہ احسان مندی سے بولا.

"خالی شکریہ سے کام نہیں چلے گا. آپ کے اپنی کزن اور حجر کے اپنی فیملی سے ری یونین کی خوشی میں پارٹی ادھار ہے آپ دونوں پر."

"میز بان راضی ہیں۔" الہان مسکراتے لہجے میں بولا۔

"حجر تک میرا پیغام پہنچا دیجیئے گا۔ سارے ثبوت میں آپ کو بھیج دیتی ہوں۔"

"تم حجر سے اس بارے میں کچھ مت کہنا۔ میں خود ہی اسے بتادوں گا۔" الہان نے ہدایت دی۔

"ٹھیک ہے۔ گڈ لک" چند اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد الہان نے فون بند کیا۔ اس کی آنکھیں مسلسل مسکرا رہی تھیں۔ خوشی کے احساس اس کو گھیرے ہوئے تھا۔ اسے بہت حد تک یقین تھا کہ حجر ہی اس کی پھپھو آنیہ کی بیٹی ہے مگر اس کے دل میں ایک ڈر بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ حجر... وہ حجر نہ ہو جو چھبیس سال پہلے کھو گئی تھی۔ آج کیتھی کی جانب یقین دہائی کے بعد اس کے ڈر کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اپنی خوشی کس سے بانٹے۔ پہلے اس نے سوچا کہ احتشام چچا کو بتادے پھر اسے خیال آیا کہ سب سے پہلے اسے حجر کو بتانا چاہیے کیونکہ وہ یہ خبر جاننے کا حق رکھتی ہے۔ یہی سوچ ذہن میں آتے ہی اس نے حجر کی جانب قدم بڑھائے

"حجر!" آگے چونکہ عورتوں کا ہجوم تھا اس لیے اس نے کچھ فاصلے پر رک کر بلند آواز میں بے تکلفی سے اسے پکارا۔ اس کے یوں بے تکلفی سے پکارنے پر حجر نے چونک کر گردن موڑی

''مس حجر''اسے احساس ہو گیا تھا کہ جوش میں وہ کچھ زیادہ ہی انفارمل ہو گیا ہے تبھی اس نے تصحیح کی.

''جی''وہ ہجوم سے نکل کر اس کی جانب بڑھنے لگی.

''چلیں؟''اسے قریب آتے دیکھ کر الہان بولا

''ہمم''وہ دونوں اب بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگے تھے.

''ہم بیورو نہیں جا رہے.''گاڑی سٹارٹ کرتے ہی الہان نے اسے اطلاع دی.

''کیوں؟اگر بیورو نہیں جا رہے تو پھر کہاں جا رہے ہیں؟''

''علوی ہاؤس''بغیر اس کی جانب نگاہ کیے الہان نے کہا.

''کون سے علوی ہاؤس؟اگر بیورو نہیں جانا تو مجھے اپارٹمنٹ ڈراپ کر دیں.''وہ ختمی انداز میں بولی.

''میں نے آپ سے کہا تھا نہ کہ میں آپ کو جلد بتاؤں گا کہ میرا اس کیس سے کیا تعلق ہے تو بس وہی بتانے کے لیے آپ کو علوی ہاؤس لے جا رہا ہوں.''مستعدی سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس نے جواب دیا.

''کیس سے متعلق بتانے کے لیے علوی ہاؤس جانا ضروری ہے؟''اس نے بے چینی سے سوال کیا.

”اور بھی کچھ بتانا ہے مجھے."

”کیا؟"

”آپ کے پیرنٹس کے بارے میں بتانا ہے."

”موراور فار کے بارے میں آپ نے کیا بتانا ہے؟"وہ مسلسل سوال کر رہی تھی.

”فوسٹر پیرنٹس کی نہیں میں اصلی پیرنٹس کی بات کر رہا ہوں."الہان کی بات پر حجر ایک لمحے کے لیے ساکت ہوئی.

”آپ کو ان کے بارے میں کیسے پتا ہے؟"وہ اب اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی.

”کیتھی کا فون آیا تھا کچھ دیر پہلے اسی نے بتایا ہے. آپ کو بھی فون کر رہی تھی وہ مگر آپ کا فون گاڑی میں تھا. بات اہم تھی اس لیے اس نے مجھے بتا دی تاکہ میں اس کا پیغام آپ تک پہنچا دوں."الہان نے تفصیل بتائی.

”میرے پیرنٹس کے بارے میں کیا بتایا ہے اس نے؟"لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے سوال کیا.

”تھوڑی دیر انتظار کر لیں. کچھ لمحوں میں ہم علوی ہاؤس پہنچ جائیں گے اور وہاں جا کر میں نہ صرف آپ کو آپکے پیرنٹس کے بارے میں بتاوں گا بلکہ دکھاؤں گا بھی."اس کی بات پر حجر کی آنکھیں پھیلیں.

”مزید کوئی سوال نہیں."اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب الہان رعب دار آواز میں بولا. خاموش رہنے کے سوا حجر کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا سو وہ خاموشی سے خود کو آنے والے حالات کے لیے تیار کرنے لگی.

“I believe the only way to reform people is to kill them.”

(Serial killer Carl Panzram)

....

سبک رفتاری سے چلتی گاڑی کے ٹائر علوی ہاؤس کے باہر چڑچڑائے. ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر الہان باہر نکلا جبکہ پسنجر سیٹ سے حجر باہر نکلی. وہ علوی ہاؤس کی سفید عمارت کو انجان نظروں سے دیکھ رہی تھی. گاڑی پورچ میں کھڑی کرنے کے بعد الہان نے اسے اندر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس سے چند قدم کے فاصلے پر چلنے لگا.

وہ لان کراس کر رہے تھے جب لان میں کھڑے ایلکس پر نگاہ پڑتے ہی الہان نے اسے پکارا.

"ایلکس! وہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کی آواز پر ایلکس ان کی جانب بڑھنے لگا. اپنی جانب بڑھتے اس روبوٹ کی جانب حجر بھی متوجہ تھی.

"ویلکم ہوم باس!" الہان کو ویلکم کرنے کے بعد ایلکس حجر کو سکین کرنے لگا.

"ایلکس یہ مس...." الہان حجر کا تعارف کروانے ہی والا تھا جب ایلکس اس کی بات کاٹ کر جھٹ سے بولا

"ویلکم ہوم بھابھی!" ایلکس کی منہ سے حجر کے لیے بھابھی کا لفظ سن کر جہاں حجر کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا وہیں الہان بھی ششدر رہ گیا تھا. اسے بھابھی کہنے کے بعد اب ایلکس کے ٹرنک میں لگی سکرین میں سرخ رنگ کا دل واضح ہوا تھا اور ساتھ ہی بیک گراؤنڈ میں سوفٹ سونگ چلنے لگا تھا.

"ایلکس! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" اس کے قریب جاتے ہوئے الہان نے سخت لہجے میں استفسار کیا.

"باس! آپ ہمارے بھائی کی طرح ہیں اور اس...." ایلکس کا جواب پورا ہونے سے پہلے ہی ماتھے پر تیوری چڑھاتے ہوئے الہان بولا

"کس نے یہ بات ڈالی ہے تمہارے دماغ میں؟" ان دونوں کی گفتگو کے دوران حجر خاموش تھی در حقیقت اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے۔

"باس! سر پیٹر نے میری تھیم چینج کی ہے۔ بھابھی کا تعارف سر اینڈی نے کروایا تھا جبکہ انہیں دیکھ کر سوفٹ سونگ چلانے کا آرڈر سر جارج نے دیا تھا۔" ایلکس نے بڑے اطمینان سے سارا ملبہ اینڈی، پیٹر اور جارج پر ڈالا۔ اس کی بات سن کر الہان کا دل کیا کہ ان تینوں کا سر پھاڑ دے اور اگر وہ اس کے سامنے ہوتے تو یقیناً وہ ایسا کرنے سے گریز نہ کرتا۔

"ٹھیک ہے۔" اتنا کہتے ہی الہان نے ایلکس کا پاور آف کا بٹن دبایا اور دل ہی دل میں ان تینوں کی کلاس لینے کا ارادہ کرتے ہوئے وہ حجر کی جانب مڑا جو کڑی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"آئم سوری.... یہ سب ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔" الہان بس اتنا ہی کہہ پایا تھا جبکہ حجر نے اس کی معذرت کے جواب میں کچھ کہنا ضروری نہیں سمجھا اور ایک نظر اس پر ڈال کر خاموشی سے اندر بڑھنے لگی۔ خفیف سے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے الہان نے اس کی تقلید کی۔ وہ اندرونی دروازے کو پار کرنے ہی والے تھے جب دروازے کی دوسری جانب سے احتشام چچا باہر آتے ہوئے دکھائی دیے۔ سادی شرٹ اور کوٹ میں

ملبوس احتشام اپنے دوست حیدر سے ملنے جا رہے تھے مگر جیسے ہی ان کی نظر الہان کے ہم قدم چلتی حجر پر پڑی انہیں خوشگوار حیرت ہوئی. حجر کے اتنی جلدی علوی ہاؤس آنے کی انہیں بالکل بھی امید نہیں تھی.

"اسلام علیکم!" دروازے میں کھڑے لگ بھگ پچاس سالہ شخص کو دیکھ کر حجر نے سلام میں پہل کی. سر پر جا بجا سفید بال, چوڑی پیشانی, نظر کے چشمے کے پیچھے چھپی زمانہ شناس آنکھوں والے احتشام چچا حجر کو گریسفل لگے تھے.

"وعلیکم سلام" احتشام چچا نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا. ان کے ہاتھ پھیرنے سے حجر کو فار یاد آئے تھے. فار بھی ہمیشہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کو ایک سائباں کے موجودگی کا احساس دلاتے تھے.

"مس حجر! یہ احتشام چچا ہیں اور احتشام چچا! یہ مس حجر ہیں. آپ کو بتایا تھا میں نے" الہان نے تعارف کی فارمیلٹی ادا کی اور ساتھ ہی ایسے ظاہر کیا جیسے احتشام چچا حجر سے پہلی مرتبہ مل رہے ہوں.

"..... ہاں یاد آیا کچھ دن پہلے ذکر کیا تھا تم نے۔۔۔ بیٹی! کیسی ہیں آپ؟" احتشام چچا نے انجان بننے کی بھرپور ایکٹنگ کی.

New Era Magazine

”میں ٹھیک ہوں۔" حجر مسکرا کر بولی۔ان کے انداز مخاطب اوران کے رویے سے حجر کو بہت اپنائیت محسوس ہورہی تھی۔

”ویلکم ہوم... میرا مطلب ہے ویلکم ٹو آر ہوم" احتشام چچا نے اسے اندر بڑھنے کا راستہ دیا۔

”حجر کو یہاں کیوں لائے ہو؟ کوئی خاص بات ہے؟ جب تک کیتھی کنفرم نہیں بتادیتی تمہیں اسے یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔" دھیمی آواز میں احتشام الہان پر برسے۔ وہ اردو میں بات کررہے تھے تاکہ حجر اگر ان کی بات سن بھی لے تو سمجھ نہ پائے۔

”آپ کہیں جارہے تھے احتشام چچا؟" ان کی بات کو نظرانداز کر کے الہان بلند آواز میں شستہ انگریزی لب ولہجے میں بولا۔ حجر جو ہال کے وسط میں کھڑی علوی ہاؤس کا تفصیلی جائزہ لے رہی تھی الہان کی بات پر ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئی۔

”حیدر سے ملنے جارہا تھا۔" اپنی بات کا نظرانداز کیے جانا ان پر گراں گزرا تھا مگر حجر کو متوجہ دیکھ کر وہ ضبط کر گئے تھے۔

”اوہو!... آپ کو تو دیر ہورہی ہوگی۔ جائیں حیدر انکل انتظار کررہے ہونگے۔" الہان جھٹ سے بولا۔

"نہیں نہیں... گھر آئے مہمان کو چھوڑ کر حیدر سے ملنے جاتا میں اچھا لگوں گا بھلا. میں حیدر کو منع کر دیتا ہوں." حجر کو دیکھ کر احتشام نے حیدر سے ملنے جانے کا ارادہ بدل لیا تھا.

"مس حجر کی فکر نہ کریں. میں ان کو کمپنی دے دوں گا. آپ جائیں. ہماری وجہ سے اپنا پلین خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے. کیوں مس؟" الہان انہیں بھیجنے پر بضد تھا.

"ہمم... مسٹر سی ای او ٹھیک کہہ رہے ہیں انکل. آپ اپنا پروگرام خراب نہ کریں میری وجہ سے." حجر نے اصرار کیا.

"تم اور الہان میرے لیے ایک جیسے ہو اور اگر تم بھی الہان کی طرح مجھے احتشام چچا کہو گی تو مجھے بہت خوشی ہو گی." احتشام کا شفیق انداز دیکھ کر حجر منع نہیں کر پائی.

"ٹھیک ہے احتشام چچا" پہلی ملاقات میں احتشام کا حجر کو تم کہہ کر پکارنا اور تو اور اسے انکل کی بجائے احتشام چچا کہنے کی ہدایت دینا.... الہان ان کی بے تکلفی پر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا. اسنے دل ہی دل میں سوچا تھا کہ ان کی بے تکلفی کے جواب میں حجر انہیں سخت الفاظ کہے گی مگر سوچ کے برعکس جب حجر نے مسکرا کر خامی بھری تو اس کی حیرت دوچند ہوئی. دل ہی دل میں اسے احتشام کی قسمت پر رشک آیا.

''گڈ... میں اب چلتا ہوں. پھر ملاقات ہوگی." اتنا کہہ کر احتشام باہر کی جانب بڑھ گئے مگر جانے سے پہلے وہ الہان پر جتاتی نگاہ ڈالنا نہیں بھولے تھے.

''مس فریحہ!" احتشام کے جانے کے بعد وہ وہیں لاؤنج میں کھڑے تھے جب الہان نے ہانک لگائی. اس کی پکار پر کچن میں کام کرتی فریحہ بوتل کے جن کے طرح حاضر ہوئی. الہان نے علوی ہاؤس کی صفائی کے لیے صبح فریحہ کو بلایا تھا کیونکہ وہ اور احتشام چچا اتنے بڑے گھر کو صاف نہیں کر سکتے تھے. سحر کے بیورو جانے کے بعد فریحہ چند اور میڈز کے ہمراہ علوی ہاؤس آ گئی تھی. صبح سے اب تک بہت تک صفائی کا کام نمٹ گیا تھا.

'' جی سر" وہ مودب انداز میں بولی. فریحہ کو یہاں دیکھ کر حجر کو تعجب ہوا تھا مگر اس نے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا.

''پھپھو کا کمرہ صاف ہو گیا ہے؟" الہان نے دریافت کیا.

''جی" اس نے ایک لفظی جواب دیا.

''ٹھیک ہے... مس حجر! آپ کیا لیں گی؟" فریحہ کو جواب دینے کے بعد اس نے حجر سے استفسار کیا.

''کچھ نہیں." وہ بے تاثر لہجے میں بولی.

''مس فریحہ! کچھ دیر میں دو چائے کے کپ لے کر پھپھو کے کمرے میں آئیں۔''اس کے منع کرنے کے باوجود الہان نے اس کے لیے چائے بنانے کا آرڈر دیا۔الہان کو پہلی ملاقات والی حرکت دہراتے دیکھ کر حجر کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا

''یہ کیا حرکت کی آپ نے؟''وہ چبا چبا کر بولی۔

''کیا کیا ہے میں نے؟''الہان نے خود کو مکمل انجان ظاہر کیا۔

''جب میں نے آپ کو منع کیا ہے کہ میں نے چائے نہیں پینی تو کیوں منگوائی ہے آپ نے؟ آپ ہمیشہ اپنی مرضی کیوں کرتے ہیں؟ کسی دوسرے کی بات کی آپ کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں؟''تیوری چڑھائے وہ تیکھے چتونوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ وہ دونوں راہداری کے اختتام پر بنے آنیہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ میں نے چائے اس لیے منگوائی ہے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ جو میں آپ کو بتانے والا ہوں اسے سن کر آپ کو چائے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔''اس کے غصے کے جواب میں الہان نے پر سکون انداز میں وضاحت دی۔

''میں آپ کو بالکل سہی سمجھ رہی ہوں۔ ایک بات اور... مجھے کس چیز کی ضرورت ہے اور کس چیز کی نہیں,اس بات کی فکر آپ نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔''بات کے اختتام میں حجر نے نظریں گھمائیں۔

New Era Magazine

''مس فریحہ !ایک گلاس پانی لائیں. مس حجر اپنا ٹمپرامنٹ لوز کر رہی ہیں اور اس وقت انہیں پانی کی شدید ضرورت ہے. "الہان نے اسے چڑایا اور خود آنیہ کے کمرے کا دروازہ وا کر کے اندر چلا گیا. حجر جو اسے کچھ سخت کہنے کے ارادے سے اس کے پیچھے بڑھی تھی, کمرے میں قدم رکھتے ہی اس کی زبان تالو سے جا چپکی. وہ عجیب سی نظروں سے کمرے کی دیوار پر لگی آنیہ کی تصویر دیکھ رہی تھی. اس تصویر سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ اگلی تصویر پر پڑی جس میں آنیہ کے ساتھ ہارون تھا. پھر وہ اس تصویر کو دیکھنے لگی جس میں پانچ افراد تھے. لگ بھگ پچیس سالہ چار لڑکے اور ان کے وسط میں کھڑی لڑکی. اس تصویر میں آنیہ کے دائیں جانب ہارون, ہارون کے ساتھ اللہ یار اور آنیہ کے بائیں جانب مرتضی اور احتشام تھے. چونکہ کچھ دیر پہلے وہ احتشام سے مل چکی تھی اس لیے وہ تصویر میں احتشام کو پہچان گئی تھی. تصویر میں موجود باقی سب افراد اس کے لیے اجنبی تھے. ان سب تصویروں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ ایک بچی کی تصویر سے ٹکرائی. اس تصویر پر نگاہ پڑتے ہی اسکی آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں, نگاہیں ساکت ہوئیں اور حواس منجمند ہونے لگے. بے اختیار اس نے ہاتھ بڑھا کر تصویر کو چھوا. تصویر میں موجود سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں وہ بخوبی پہچانتی تھی. کئی لمحے وہ یونہی ان سیاہ آنکھوں میں

New Era Magazine

جھانکتی رہی پھر اپنے جذبات پر بندھ باندھنے لگی۔اپنے آپ کو بمشکل کمپوز کر کے وہ مڑی اور استفہامیہ انداز میں بولی

"یہ....یہ تو میری...؟"اس کی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب الہان بول پڑا۔

"جی...یہ آپ کے بچپن کے تصویر ہے۔"

"میری تصویر یہاں آپ کے پھپھو کے کمرے میں کیا کر رہی ہے؟"وہ تیکھی نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔الہان کی پھپھو کے کمرے میں اپنی تصویر دیکھ کر وہ واقعی شاک میں مبتلا تھی۔

"ماں کے کمرے میں اس کے بچے کی تصویر ہونا معیوب بات تو نہیں ہے۔"اس نے مبہم انداز میں بات کہی۔

"کیا مطلب؟"وہ شاید حقیقت سے نظریں چرا رہی تھی۔

"میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا مگر آپ کو میری بات خاموشی سے سننی ہو گی کوئی سوال کیے بغیر"الہان اطمینان سے بولا۔اس کی بات پر حجر نے اس پر نگاہ ڈالی تو الہان نے اسے ایک جانب رکھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔حجر خاموشی سے وہاں بیٹھ گئی۔ ذہن میں مختلف سوال گردش کر رہے تھے جن کے جواب صرف اس کے سامنے بیٹھا شخص ہی دے سکتا تھا سو وہ اس کی بات ماننے پر مجبور تھی۔اس کے چہرے پر بجھا

سوچوں کا جال الہان مرتضی کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں تھا.وہ خود اس کو سوچنے کا وقت دے رہا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ ذہنی طور پر وہ خود کو تیار کر لے.اسی دوران فریحہ چائے اور لوازامات لے کر اندر داخل ہوئی.ٹرے کو میز پر رکھنے کے بعد وہ باہر چلی گئی. جبکہ الہان نے ٹرے میں رکھا پانی کا گلاس حجر کے آگے رکھا جسے حجر نے ہاتھ لگانا گوارا نہیں کیا.الہان نے اپنی چوتھی سالگرہ پر اتاری جانے والی ان پانچوں کے تصویر میز پر رکھی پھر اس کے سامنے والے صوفے پر براجمان ہو گیا. حجر سر جھکائے خاموشی سے اس کے بولنے کی منتظر تھی

''یہ علوی ہاؤس جو آج آپ کو ویران لگ رہا ہے نا یہ کسی زمانے میں ایسا نہیں تھا.ایک وقت تھا جب اس کے در و دیوار قہقہوں سے گونجتے تھے.یہاں کی رونقیں اس گھر کے افراد مرتضی, آنیہ, احتشام اور....ہارون کے باعث تھیں." وہ ہارون پر زور دیتے ہوئے بولا اور پھر حجر کے تاثرات دیکھنے لگا.

''ہارون" چہرے پر بے چینی لیے حجر نے زیرلب دہرایا.

''آنیہ اور مرتضی جڑواں تھے جبکہ ہارون ان کا تایازاد اور احتشام ان کا چچازاد بھائی تھا. بچپن کی دہلیز پار کر کے جب انہوں نے جوانی میں قدم رکھا تو مرتضی اور آنیہ کے والد عادل علوی کی بگڑتی صحت کے پیش نظر ان کے بڑے بھائی عابد علوی یعنی ہارون کے

New Era Magazine

والد نے آنیہ کی شادی اپنے بیٹے ہارون جبکہ مرتضٰی کی شادی اپنی دوست کی بیٹی فرح سے کر دی".

(اس کے منہ سے آنیہ اور ہارون کی شادی کے بابت سن کر حجر نے بے ساختگی سے میز پر رکھی تصویر کے بیچ و بیچ کھڑی اس خوبصورت نقوش والی لڑکی کو دیکھا.)

"ان کی شادی کے کچھ دیر بعد ہی عادل صاحب کی وفات ہو گئی. مرتضٰی اور آنیہ جو پہلے ہی ماں کے سائے سے محروم تھے باپ کے چلے جانے پر تہی داماں ہو گئے تھے. ان حالات میں عابد صاحب اور ان کی بیوی فاریہ نے ان کو حوصلہ دیا. وقت کے ساتھ ساتھ وہ دونوں باپ کے جدائی کے غم کو بھُلا کر اپنی زندگی میں مصروف ہو گئے تھے. مرتضٰی اور ہارون اپنے خاندنی بزنس کو سنبھالتے تھے جبکہ احتشام فورن سروس میں جاب کرتا تھا. شادی کے ایک سال بعد مرتضٰی اور فرح کو اللہ نے ایک بیٹے سے نوازا تھا. آنیہ کی چونکہ اس وقت اپنی کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے اسکی محبت اور توجہ کا مرکز اس کے بھائی کا بیٹا تھا. ہارون اور مرتضٰی کے فیکٹری جانے کے بعد اس کا پورا دن مرتضٰی کے بیٹے کے ساتھ ہی گزرتا تھا. اس بچے کو بھی آہستہ آہستہ اس سے انسیت ہو گئی تھی. اپنی ماں کی گود سے زیادہ وہ آنیہ کی گود میں رہتا تھا. شادی کے چار سال بعد آنیہ کو اللہ نے بیٹی عطا کی. اپنی بیٹی کو گود میں بھرتے ہی آنیہ کے دل میں بے ولاد

ہونے کی آخری کسک بھی دور ہو گئی تھی۔" الہان نے ایک نگاہ سکارف میں لپٹے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔ اسکے جھکے سر کو دیکھ کر الہان جان گیا تھا کہ وہ اس سے اپنے تاثرات چھپانا چاہ رہی۔ ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے اس نے بات دوبارہ جوڑی۔

"وقت پر لگا کر اڑنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے ہی مرتضیٰ کا بیٹا چار سال کا ہو گیا جبکہ آنیہ کی بیٹی ایک سال کی تھی۔ گزرے سالوں میں مرتضیٰ اور ہارون کا بزنس بہت وسیع ہو گیا تھا۔ پاکستان کے سب بڑے شہروں میں ان کی گارمنٹس کی فیکٹریاں تھیں۔ گوادر میں فیکٹری کی جگہ کے انتخاب کے لیے انہیں مشکل ہو رہی تھی۔ بہت سی لوکیشنز دیکھنے کے باوجود انہیں کوئی جگہ مناسب نہیں لگ رہی تھی۔ کچھ دن خوار ہونے کے بعد انہوں نے آخر ایک جگہ کا انتخاب کیا۔ یہ جگہ اللہ یار کی تھی اور ان کے اصرار کے باوجود اللہ یار نے انہیں وہ جگہ بیچی نہیں تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اس کی زمین پر فیکٹری بنا لیں اور ہر مہینے ایک مخصوص رقم اسے دیتے رہیں۔ ہارون اس کی بات پر شش و پنج کا شکار تھا مگر اس کا رکھ رکھاؤ اور اخلاق دیکھ کر اس نے خامی بھر لی۔ یونہی ان کی دوستی اللہ یار سے ہوئی جو وقت کے ساتھ گہری ہوتی گئی۔ مرتضیٰ کے بیٹے کی چوتھی سالگرہ میں اللہ یار بھی آیا تھا اور اس دن اللہ یار نے ان سب کو اپنے گھر گوادر آنے کی دعوت دی۔

اس کے اصرار پر ہارون نے گوادر جانے کی خامی بھر لی۔"وہ آنیہ کے گوادر جانے کے خوف والی بات چھپا گیا تھا۔

"ایک ہفتے بعد مرتضیٰ اور ہارون کی فیملی گوادر روانہ ہوئی جبکہ احتشام جاب کے باعث دبئی روانہ ہوا۔ گوادر سے واپسی کے وقت مرتضیٰ کا بیٹا اپنی پھپھو آنیہ کے ساتھ ان کے گاڑی میں تھا۔ہائی وے پر گاڑی سبک رفتاری سے دوڑ رہی تھی جب گاڑی کے ٹائر پر بندوق کی گولی لگی۔ سٹیرنگ پر ہارون کی گرفت کمزور ہونے کے باعث گاڑی آؤٹ آف کنڑول ہوئی اور بل کھاتی ہوئی ایک درخت سے بری طرح ٹکرائی۔اس حادثے کی تباہ کاریوں سے ایک وجود بالکل محفوظ رہا تھا جبکہ باقی تین نفوس بُری طرح زخمی ہوئے تھے۔"الہان کے چہرے پر ضبط کی سرخیاں چھائی تھیں۔

"جانتی ہیں وہ سہی سلامت بچنے والا وجود کس کا تھا؟"شدت جذبات کے باعث اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

"وہ وجود آپ کا تھا حجر ہارون علوی۔ پھپھو نے آپ کو خود سے بھینچ لیا تھا تاکہ آپ کو نقصان نہ پہنچے۔ وہ اپنی بیٹی کو خراش سے بھی محفوظ رکھنا چاہتی تھیں۔ جبکہ اس حادثے میں پھپھو، ہارون چچا اور میں۔۔۔ شدید زخمی ہوئے تھے۔"وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے اسے حقیقت سے آشکار کر رہا تھا۔اس کی بات پر حجر نے اس پر نگاہ ڈالنی چاہی مگر

آنکھ میں ابھرتی نمی کے باعث وہ فوراً نظر جھکا گئی تھی. پلکیں جھپکتے ہوئے اس نے آنسوؤں کو واپس دھکیلا.

"کیا آنیہ علوی اس دنیا میں ہیں؟" بڑے ضبط سے حجر نے سوال کیا. اس کے سوال پر الہان کی آنکھوں میں سرخی آئی.

"....نہیں" تکلیف کے احساس سے چور لہجے میں اس نے ایک لفظ کہا تھا. اس کا جواب سن کر ان کالی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے.

"ہارون علوی.....؟" اس کے لہجے کی نمی الہان سے مخفی نہ رہ سکی تھی.

"شاید نہیں" ایک گہری سانس بھرتے ہوئے الہان بولا.

"مجھے واپس جانا ہے." وہ اک جھٹکے سے اٹھی. وہ الہان سے نظریں نہیں ملا رہی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں کی نمی دیکھے. وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی.

"ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی." عارضوں پر جھکی پلکوں کی جنبش اور ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے الہان بولا.

"میں نے جو سننا تھا سن لیا." اتنا کہہ کر وہ اک جھونکے کی طرح اس کے قریب سے گزر کر کمرے کے دروازے کو پار کر گئی. بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے

ہوئے الہان اس کے پیچھے گیا. دھندلی آنکھوں کو صاف کرتی وہ تیز تیز قدم اٹھائے اندرونی دروازے کو پار کرنے ہی والی تھی جب وہ اسے پکار بیٹھا

"حجر!"اس کی پکار پر ناچاہتے ہوئے بھی اس کے قدم تھمے.

"میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں."

"میں چلی جاؤں گی."اس کی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں.

"اندھیرا زیادہ ہو گیا ہے.اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اکیلی نہ جائیں.آپ یہاں کے راستوں سے واقف نہیں ہیں."اس کے لہجے میں فکر کا عنصر شامل تھا.

"آپ میری فکر مت کریں."کتنی آسانی سے وہ اسے خود سے لاپرواہ ہونے کا کہہ رہی تھی.اس کی بات پر وہ اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گیا.

(کیا اتنا ہی آسان تھا اس کے لیے حجر کے وجود سے لاپرواہ ہو جانا؟)استہزائیہ انداز میں وہ سوچ کر رہ گیا.

"یہاں خاموشی سے کھڑی رہیں. میں گاڑی لے کر آتا ہوں."اب کی بار وہ سختی سے بولا تھا.

"میں اس وقت تنہائی چاہتی ہوں."وہ تھکے ہوئے انداز میں بولی.

"میں آپ کی تنہائی میں خلل نہیں ڈالوں گا. خاموشی سے ڈرائیو کروں گا. آپ میری موجودگی کو فراموش کر کے خود کو تنہا سمجھیے گا."

(کیا آپ کی موجودگی کو فراموش کرنا اتنا ہی آسان ہے؟) وہ بس سوچ کر رہ گئی. جبکہ الہان اپنی بات کہنے کے بعد گاڑی کی جانب بڑھ گیا. جیسے ہی اس نے گاڑی حجر کے آگے روکی وہ خاموشی سے بیٹھ گئی. وہ مزید بحث نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی مرضی اس نے اپنی ہی کرنی ہے. راستہ خاموشی سے کٹا تھا. اپنی بات پر عمل کرتے ہوئے الہان نے سارے راستے ایک لفظ بھی ادا نہیں کیا تھا. جبکہ حجر سر جھکائے ضبط کی انتہاؤں کو چھو رہی تھی. جس سوچ کے ذہن میں آتے ہی اس کی سانسیں رکنے لگتی تھیں آج وہ سوچ حقیقت کا روپ دھار گئی تھی. اس کا دل چاہ رہا تھا کہ بلند آواز میں روئے, اپنے دکھ کا اعلان کرے مگر وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اسے کمزور سمجھے. گاڑی اپارٹمنٹ والی بلڈنگ کے باہر رکتے ہی وہ بغیر اختتامی کلمات کہے ایک جھٹکے سے باہر نکلی. الہان سے نگاہ ملائے بغیر ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتے بلڈنگ کے اندرونی دروازے کی جانب بڑھ گئی جبکہ الہان اس وقت تک اس کی پشت کو دیکھتا رہا جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی. وہ اس سے دو بول تسلی کے کہنا چاہتا تھا مگر اس نے اسے موقع ہی نہیں دیا تھا. درحقیقت الہان کے پاس اسے بتانے کے لیے اور بہت کچھ تھا مگر

وہ اس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی. لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے گاڑی واپسی کی جانب موڑی.

....

شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد کے پرائیویٹ روم میں ایک عورت بیڈ پر لیٹی تھی. اس کا جسم مختلف ٹیوبز میں جکڑا تھا. لگ بھگ بتیس تینتیس سال کی اس عورت کا وجود ہڈیوں کے ڈھانچے کی مانند تھا. وہ دماغی بیماری کی مریضہ تھی. اس کی اس حالت کی وجہ ایک شدید جھٹکا تھا. اس جھٹکے سے اس کے دماغ کے سیلز (خلیے) ختم ہو گئے تھے اور اس کا دماغ سکڑ گیا تھا. وہ عورت کوئی اور نہیں آنیہ علوی تھی اور حجر کی گمشدگی کی خبر اس کے لیے وہ دھچکا تھا جس نے اسے اس حال میں پہنچا دیا تھا. اس پرائیویٹ روم میں بیڈ کے بائیں جانب لگے بینچ پر مرتضی اور الہان بیٹھے تھے. مضبوط و توانا مرتضی کے کندھے اس وقت جھکے ہوئے تھے. آنیہ سے مشابہت رکھتے اس کے نقوش پر افسردگی چھائی تھی. الہان کی عمر اس وقت بارہ سال تھی مگر دبلا پتلا سا وجود ہونے کے باعث وہ اپنی عمر سے چھوٹا لگتا تھا. اس کے پاؤں میں گہرا زخم تھا جس میں سے خون رس رہا تھا. مگر اس کے چہرے پر تکلیف کا شائبہ بھی نہیں تھا. وہ ہر احساس سے عاری چہرہ لیے سر جھکائے بیٹھا تھا. مرتضی کئی مرتبہ اسے مرہم پٹی کروانے کے لیے کہہ چکا تھا. مگر وہ

New Era Magazine

اس کی بات کے جواب میں ایک سرد نظر اس پر ڈال کر دوبارہ سر جھکا لیتا۔ کچھ لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور مرتضی سے سوال کیا۔

"میری آنی کو کیا ہوا ہے؟"

"وہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہیں؟"

"وہ میری بات کا جواب بھی نہیں دے رہیں۔ آپ نے ان سے ایسا کیا کہا تھا جو ان کا دماغ قبول نہ کر پایا۔" الہان نے آنیہ کے متعلق پے در پے سوالات کیے۔ اس کی آواز میں اپنی آنی کے لیے فکر تھی۔ مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے کوئی تاثرات نہیں تھے۔ شاید اسے اپنے جذبات ظاہر کرنے نہیں آتے تھے۔ مرتضی خاموشی سے اس کے بے حس چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنے درد پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"آپ کی آنی جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔" اس نے الہان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"آپ ان کے لیے دعا کریں۔" اس کی بات پر الہان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔ جیسے اس کی بات کا مطلب نہ جان سکا ہو۔ مرتضی اپنی پریشانی میں اس کی جانب نہ دیکھ پایا تھا۔ اگر دیکھ لیتا تو شاید اس کی دعا لفظ سے ناواقفیت جان لیتا۔ کمرے میں دوبارہ سے خاموشی کا راج تھا۔ وہ پچھلے تین دن ہسپتال میں تھے مگر آنیہ کی حالت

سنبھلنے کی بجائے بگڑتی ہی جارہی تھی۔ وہ مسلسل بے ہوش تھی۔اس دن کے بعد سے اس کی مرتضی اور الہان سے دوبارہ بات نہ ہو پائی تھی۔

''کچھ دیر کے لیے میرے ساتھ گھر جا کر کپڑے تبدیل کر آؤ"مرتضی نے کئی مرتبہ کہی جانے والی بات دہرائی۔

''مجھے آنی کے پاس ہی رہنا ہے۔"اس نے وہی جواب دیا جو وہ پچھلے تین دنوں سے دے رہا تھا۔

''اگر نہیں جانا تو کم از کم اپنے زخم کی ڈریسنگ کروا آؤ۔اس طرح تمہارا زخم خراب ہو جائے گا۔جو زخم مرہم لگنے کا وقت کھو دیتے ہیں ان کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں۔" مرتضی نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مجھے آنی کے پاس رہنا ہے۔"اس کے جواب پر مرتضی بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔وہ پچھلے تین دنوں سے اس کا غیر معمولی رویہ مرتضی کو کھٹک رہا تھا۔نہ وہ ہنستا تھا,نہ ہی زخم لگنے پر درد محسوس کر رہا تھا۔بے تاثر اور سرد سا چہرہ لیے وہ کئی کئی گھنٹے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا رہتا تھا۔مرتضی اس کے سرد رویے کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھا۔دل ہی دل میں اس نے الہان کو جلد کسی سائیکیٹرسٹ کو دکھانے کا ارادہ کیا۔

....

علوی ہاؤس کے گرد بنے لان کے اندھیرے گوشے میں وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا. نگاہیں غیر معینہ نقطے پر ٹکائے وہ ارد گرد سے بے نیاز اپنی سوچوں میں گم تھا. حجر کو ڈراپ کر کے آنے کے بعد اس نے احتشام چچا کو حجر کی اصل پہچان کے متعلق بتادیا تھا. سچائی سننے کے بعد ان کے چہرے پر چھانے والا سکون واطمینان ان کے اندرونی حالت کی عکاسی تھا.

"کیا تم خوش نہیں ہو؟"اس کو کسی کشمکش کا شکار دیکھ کر احتشام چچا نے سوال کیا.

"پتا نہیں.ایک بے چینی سی لگی ہے."اس کے ہر انداز سے بے سکونی جھلک رہی تھی.

"جب وہ نہیں تھی تب بھی تم بے سکون تھے اور اب اگر وہ مل گئی تو اب بھی تمہیں سکون میسر نہیں."احتشام اس کو زیرک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولے.

"سکون تو مجھے ایک دن ہی آئے گا."وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا

"وہ مبارک دن کون سا ہوگا؟"احتشام نے دلچسپی سے سوال کیا.

"جس دن میں اس کے سارے حقوق اپنے نام لکھوالوں گا."اس کے لہجے میں یقین تھا.

"ایسا کیوں چاہتے ہو تم؟"وہ اس کے سوچوں میں جھانکنا چاہ رہے تھے.

New Era Magazine

''میں پھپھو سے کیا اپنا وعدہ نبھانا چاہتا ہوں."

''وہ وعدہ تم اس سے دور رہ کر بھی نبھا سکتے ہو."احتشام نے مشورہ دیا. الہان ان کی بات کے جواب میں خاموش رہا. اس کی خاموشی دیکھ کر احتشام ایک بار پھر بولے

''اگر اس نے انکار کر دیا؟"

''میں اسے راضی کر لوں گا."اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے کر کے دکھائے گا.

کس چیز کے زعم میں تم یہ کہنے پر مجبور کیا ہے؟ پرسنیلٹی نے؟ یا پھر دولت نے؟"

''وہ جاذب شخصیت سے یا دولت سے متاثر ہونے والی لڑکی نہیں ہے."وہ یقین سے بولا.

''پھر کس سے متاثر ہو گی وہ؟"احتشام نے اس اگلوانے کی پوری کوشش کی.

''وقت آنے پر پتا چل جائے گا آپ کو."اس کی خوداعتمادی سے احتشام متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے.

''سوچو...اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر کیا کرو گے؟"احتشام اس کو پرکھ رہے تھے.

''جو بات ممکن ہی نہ ہو اس کے متعلق سوچ کر میں خود کو پریشان نہیں کرتا."اتنا کہہ کر وہ لان میں آ گیا تھا. جب سے وہ اسے ڈراپ کر کے آیا تھا ایک لمحے کا سکون اسے

میسر نہیں ہوا. ایک بے سکونی تھی جو اس کے وجود کا احاطہ کیے ہوئے تھی. اپنی اس بے چینی کی وجہ وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا.

"کیا ہو گیا ہے تمہیں الہان مرتضی؟ یہ بے چینی, بے آرامی کس کے لیے؟ کیا یہ حجر کی وجہ سے؟ کیا اس کی افسردگی مجھے... پریشان کر رہی ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا

"نہیں... ایسا کیسے ہو سکتا ہے." دماغ نے فوراً نفی کی.

"ایسا ہی ہے." کہیں اندر ہی اندر ہلکی سے سرگوشی ہوئی.

"ہاں ہو سکتا ہے کہ میں اس کی وجہ سے پریشان ہوں. آخر کو وہ میری پھپھو زاد ہے. کزن ہے میری اس کو افسردہ دیکھ کر بے چین ہونا معیوب بات نہیں ہے." دماغ نے جھٹ سے چور راہ تلاش کی. دل کی آواز دباتے ہوئے وہ دماغ سے متفق ہوا اور حجر سے متعلق اپنی سوچوں کو جھٹکنے لگا مگر سوچیں تھیں مڑ مڑ کر اس کی جانب کھنچی جا رہیں تھیں. وہ اسی جنگ میں مصروف تھا جب اس کا فون رنگ کیا. پاکٹ سے فون نکال کر اس نے سکرین روشن کی. سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر بے اختیار اس نے ٹائم دیکھا پھر کال اٹھائی.

"اسلام علیکم سر!" کال ملتے ہی رضا کی آواز آئی.

"وعلیکم سلام! کیا بات رضا؟" رات کے گیارہ بجے رضا کی کال اس کے لیے باعث تشویش تھی۔

"ڈیڈ باڈیز مل گئی ہیں۔ میم نے کہا تھا میں انہیں انفارم کروں مگر اب وہ فون نہیں اٹھا رہیں۔" اس کے لہجے میں پریشانی واضح محسوس کی جاسکتی تھی۔

"کتنی باڈیز ملی ہیں؟"

"ابھی تک دو ہی باہر نکلی ہیں۔ جھیل کی سطح میں دبی ہوئی ہیں لاشیں اسلیے انہیں نکالنے میں مزید چند منٹ درکار ہیں۔ پانی میں کئی دن رہنے کے باعث ڈیڈ باڈی زیادہ دیر رکھنے کی حالت میں نہیں ہے۔ آپ کسی طرح میم حجر سے رابطہ کریں کیونکہ ان کی پرمیشن کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم ان کے آرڈر کے منتظر ہیں۔"

"میں مس حجر سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"سر!....وہ" رضا حمید ہچکچایا۔

"کیا بات ہے؟"

"میڈیا تک خبر پہنچ چکی ہے۔ سب نیوز چینلز والے یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ وہ پولیس کے بیان کا تقاضا کر رہے ہیں۔ آپ میم کو لے کر جلد یہاں پہنچیں کیوں کہ حالات ہماری گرفت سے باہر نکل رہے ہیں۔" اس کے لہجے میں تشویش تھی۔

New Era Magazine

"کام ڈاؤن. میں مس حجر کو لے کر پہنچتا ہوں. ہمارے آنے تک آپ کسی طرح میڈیا کو کنڑول کریں. "اتنا کہنے کے بعد اس نے فون بند کیا اور گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا. چند ضروری چیزیں لینے کے بعد وہ گاڑی تک آیا. اگلے چند منٹوں میں اس کی گاڑی رات کے اندھیرے کو چیرتے ہوئے منزل کی جانب گامزن تھی. اپارٹمنٹل بلڈنگ کے باہر گاڑی روکنے کے بعد اس نے فریحہ کے نمبر پر کال کی۔

"مس فریحہ! حجر کہاں ہے؟ "فون ملتے ہی اس نے سوال کیا.

"میم حجر؟ وہ تو آپ کے ساتھ نہیں تھیں؟ "نیند سے خمار سے نکلتے ہوئے فریحہ نے جواب دیا. فریحہ کی بات پر اس کے تاثرات بدلے.

"شام سات بجے میں نے انہیں واپس ڈراپ کر دیا تھا. کیا وہ اپارٹمنٹ آئی نہیں؟"

"نہیں. وہ تو واپس نہیں آئیں. "

"آپ ان کا روم چیک کریں. ہو سکتا ہے کہ آپ کو ان کے آنے کی خبر نہ ہوئی ہو. " اس نے جواز پیش کیا.

"میں دیکھتی ہوں. "اس بات کے بعد لائن کے دوسری جانب خانوشی چھا گئی جبکہ الہان فون کان سے لگائے بے چینی سے اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا.

”سر! وہ کمرے میں نہیں ہیں۔" اس کی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب فون بند کر کے الہان گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس بلڈنگ کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا۔ اگلے چند سیکنڈز میں وہ اپارٹمنٹ کے دروازے کے باہر کھڑا بیل دے رہا تھا۔ بیل کی آواز پر فریحہ نے دروازہ کھولا

”کہاں ہیں مس حجر کا کمرہ؟" اسے فریحہ کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ اس کے سوال پر فریحہ نے ہاتھ کے اشارے سے حجر کے کمرے کے متعلق بتایا۔ اس کے قدموں کا رخ اب اس کے کمرے کی جانب تھا۔ دروازہ دھکیل کر اس نے جیسے ہی دہلیز پار کی اس کی نگاہ صاف ستھرہ کمرے اور بے شکن بستر پر پڑی۔ کمرے کی ترتیبی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ صبح کی گئی اب تک واپس آئی ہی نہیں۔ پریشانی سے الہان نے اپنی کنپٹی مسلی پھر چند لمبے سانس لے کر خود کو کمپوز کیا

”گئی تو وہ بلڈنگ کے اندر ہی تھیں۔" شام کو جب وہ اسے چھوڑنے آیا تھا تو اس نے اسے بلڈنگ کے اندر جاتے دیکھا تھا۔

”مگر اپارٹمنٹ نہیں آئیں۔" وہ پر سوچ انداز میں بول رہا تھا۔

”کیا مس حجر کی اس بلڈنگ میں رہنے والی کسی فیملی سے دوستی ہے؟" اس نے فریحہ سے سوال کیا۔

''نہیں۔اب آپ کہاں ڈھونڈیں گے انہیں؟''فریحہ کے لہجے میں حجر کے لیے فکر تھی۔

''یہیں بلڈنگ میں ہے وہ کہیں۔ فکر نہ کریں آپ میں ڈھونڈلوں گا۔''اس نے فریحہ سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

''کیاآپ اتنی بڑی بلڈنگ میں بنے سب اپارٹمنٹ کی تلاشی لیں گے؟''اس بے وقوفانہ سوال کیا۔

''نہیں''اسے جواب دے کروہ اپارٹمنٹ سے نکل گیا۔لابی میں کھڑاوہ بلڈنگ کی وہ سب جگہیں سوچنے لگا جہاں حجر جا سکتی ہے۔

''وہ اس وقت تنہا رہنا چاہتی تھیں اور بلڈنگ میں ایک ہی جگہ ایسی ہے جہاں تنہائی میسر ہو سکتی ہے۔''ایک نتیجے پر پہنچنے کے بعد اس نے لفٹ کا رخ کیا۔ساتویں اور سب سے آخری فلور پر لفٹ رکنے کے بعد اس نے چھت کے دروازے کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ جلد ہی اسے دروازہ نظر آگیا تھا۔اس فلور پر چھائی خاموشی میں دروازے کی چڑچڑاہٹ نے خلل ڈالا۔ دروازہ کھلتے ہی خنک ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا مگر ہوا کی یہ خنکی اس کی قدم روک نہ سکی تھی۔ چھت پر ایک مدھم بلب جل رہا تھا جس کی روشنی ایک مخصوص حصے کو روشن کر رہی تھی جبکہ باقی ساری چھت اندھیرے میں

ڈوبی تھی. چھت کے وسط میں پانی کے ٹینکی اور وینٹلیشن سسٹم تھا. چھت کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد الہان روشنی سے پرے ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا.اس کے دائیں جانب کچھ فاصلے پر وینٹلیشن سسٹم کے پائپ تھے جب کہ بائیں جانب کارنر سے کچھ دور گرل تھی جس کے اس پار سڑک پر چلتی گاڑیوں کی سنہری روشنیاں ٹمٹما رہی تھیں.

''مس حجر!''اس نے بلند آواز میں اسے پکارا.اس کی آواز سن کر حجر نے تعجب سے گھٹنوں پر رکھا سر اٹھایا. جس دیوار کے ساتھ الہان ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس سے کچھ آگے کارنر تھا اور کارنر کے دوسری جانب بنی دیوار سے حجر ٹیک لگائے بیٹھی.اس کا رخ گرل کے پار موجود سڑک کی جانب تھا. گرل اور اس دیوار میں فاصلہ بہت کم تھا اور اس مختصر سی جگہ پر وہ خود کو سمیٹے بیٹھی تھی. جب الہان اسے چھوڑ کر گیا تھا اپارٹمنٹ میں جانے کی بجائے اس نے چھت کا رخ کیا تھا. وہ اس وقت تنہائی چاہتی تھی اور اپارٹمنٹ میں فریحہ کی موجودگی کی باعث اسے تنہائی میسر نہیں تھی اس لیے اس نے چھت پر آنے میں عافیت جانی. ہوا میں موجود خنکی سے بے پرواہ پچھلے چار گھنٹوں سے وہ چھت کے یخ بستہ فرش پر گھٹنوں پر سر ٹکائے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی ان لوگوں کے مرنے پر رونے میں مصروف تھی جن کا لمس بھی اسے یاد نہیں.اپنے باپ کے نام کے علاوہ وہ

اپنے والدین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی مگر اس کے باوجود بھی وہ ان سے محبت کرتی تھی. اس کی یہ محبت فطری تھی. اس کے خمیر میں یہ محبت شامل تھی. اپنے ماں باپ سے محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہی تو وہ کئی سالوں سے انہیں تلاش کر رہی تھی اور آج جب وہ تلاش ختم ہوئی تو..... روح کو نیا روگ لگ گیا. اپنے والدین کے ہمیشہ کے لیے دور جانے کا دکھ..... اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی پہچان مل جانے پر خوش ہو یا پھر اپنے والدین کے ہمیشہ کے لیے دور جانے پر افسردہ ہو. جب وہ ان سے دور تھی تب ایک امید تو تھی نا کہ وہ دنیا کے کسی گوشے میں پر سکون زندگی گزار رہے ہونگے..... مگر اب..... اب تو وہ امید بھی اس سے چھین لی گئی تھی. قسمت کی ستم ظریفی پر آنسو بہاتے اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا. کچھ لمحے پہلے دروازہ چڑ چڑانے کی آواز سن کر اسے لگا تھا کہ کوئی ور کر آیا ہو گا مگر اب الہان کی پکار نے دکھ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتے اس کے وجود کو حقیقت کی دنیا میں واپس لا پٹخا تھا.

"مس حجر! میں جانتا ہوں آپ یہیں کسی اندھیرے گوشے میں بیٹھی ہیں." الہان پر یقین انداز میں بولا.

("ان کو کیسے پتا چلا میں یہاں ہوں؟") اس نے دل میں سوچا. در حقیقت الہان کی یہاں موجودگی اس کے لیے تعجب کا باعث تھی. رونے کے باعث لگی ہچکی کا گلا گھونٹتے

ہوئے وہ کوئی آواز پیدا اسے کرنے سے گریز کر رہی تھی تاکہ اس کی موجودگی کی خبر الہان کو نہ ہو. وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسے یوں بے بسی کی تصویر بنے دیکھے.

''جب میں اوپر آیا تھا تب مجھے شک تھا مگر چھت کے کھلے دروازے کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ یہیں ہیں. "وہ سوال جو حجر کے لبوں سے ادا بھی نہیں ہوا تھا الہان اس کا جواب دے رہا تھا. اس کی بات سنتے ہوئے حجر اپنے آنسو صاف کرنے لگی.

''آپ کی تنہائی میں خلل ڈالنے کے لیے میں معذرت خواہ ہوں. اگر بات اہم نہ ہوتی تو میں آپ کو ڈسٹرب نہ کرتا. "اسے کے لہجے میں پشیمانی تھی.

''ہوا کیا ہے؟"اس نے دل میں سوال کیا.

''ڈیڈ باڈیز مل گئی ہیں. میڈیا کو ڈیڈ باڈیز ملنے کی خبر ہو گئی ہے اس وجہ سے معاملہ خاصا بگڑ گیا ہے. آفیسر رضا حمید آپ کی اجازت کے بغیر کوئی ایکشن نہیں لے سکتے اس لیے آپ کا وہاں ہونا ضروری ہے. "الہان نے تفصیل بتائی. بن کہے سوال کا جواب الہان کے منہ سے سن کر وہ حیران ہوئی تھی.

(اس کے کہے بغیر وہ اس کے ذہن میں آنے والے سوالوں کے جوابات کیونکر دے رہا تھا؟)اس نے خود سے سوال کیا. اس کی سوچوں سے انجان وہ گویا ہوا

''ایک طرف آپ کا فرض ہے اور دوسری طرف جذبات... یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کرائم برانچ کا ہیڈ ہونے کی حیثیت سے اپنی ٹیم کے ساتھ کھڑی رہتی ہیں یا... پھر یہاں دنیا سے چھپ کر جانے والوں کے لیے رونا چاہتی ہیں باوجود یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کے رونے سے وہ واپس نہیں آنے والے۔" وہ نرم لفظوں میں اسے تسلی دینا چاہتا تھا مگر چاہنے کے باوجود تسلی کے دو حرف اس کے لبوں سے ادا نہ ہو سکے تھے۔ حجر کو ایک لمحہ لگا تھا فرض اور جذبات کے بیچ سے کسی ایک کو چننے میں۔

''میں پارکنگ لاٹ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر فرض کی پکار میں زیادہ طاقت ہوئی تو اگلے دس منٹ میں نیچے آ جائیے گا اور اگر آپ نہ آئیں تو میں سمجھ جاؤں گا وکر وقت برباد کرنا آپ کے لیے اپنے فرض سے زیادہ اہم ہے۔" بلند آواز میں اپنا پیغام اس تک پہنچانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور چھت کے دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔ خود سے دور جاتے اس کے قدموں کی آواز سن کر حجر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اپنے فرض کو چننے کا فیصلہ وہ کر چکی تھی۔ کچھ یاد آنے پر دروازے کی جانب بڑھتے الہان کے قدم تھمے۔ قدموں کا رخ موڑتے نظریں جگمگاتی روشنیوں پر جمائے وہ نرم لہجے اور دھیمی آواز میں بولا

"ایک بات اور... خود کو اکیلا سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے. ہارون چچا اور پھپھو کے نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کی سالوں کی تلاش بے فائدہ گئی. ماں باپ کے علاوہ دنیا میں اور بھی بہت رشتے ہوتے ہیں. جو آپ سے محبت کرتے ہیں آپ کی دکھ میں دکھی اور خوشی میں خوش ہوتے ہیں. جو جا چکے ہیں ان کے دکھ میں جو موجود ہیں انہیں فراموش نہیں کرنا چاہیے. پھپھو کی وفات آج سے بارہ سال پہلے ہو گئی تھی مگر پھپھو کے جانے کے بعد بھی بابا نے آپ کی تلاش کا سلسلہ ترک نہیں کیا. بابا کے بعد احتشام چچا نے آپ تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کی. (حجر کو ڈھونڈنے کے لیے مرتضی اور احتشام سے زیادہ اس نے کوشش کی تھی مگر اپنی کوششوں کا تذکرہ, وہ نظرانداز کر گیا تھا.) یہ سب انہوں نے آپ کی محبت میں کیا ہے. پھپھو کے جانے کے غم میں ہم سب کی محبت کو فراموش مت کریں اور نہ ہی خود کو اکیلا سمجھیں. ہم اس دکھ میں آپ کے ساتھ ہیں." بڑے نامحسوس انداز میں اس کی ڈھارس بندھانے کے بعد وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا. اس کی بات سن حجر کو کچھ دیر پہلے کی سوچوں پر پشیمانی ہوئی. احتشام چچا کا شفیق چہرہ نظروں کے سامنے آیا تو اسے احساس ہوا کہ وہ واقعی کچھ دیر پہلے والدین کے غم میں مصروف ان کے مہربان سائے کو فراموش کر بیٹھی تھی. احتشام چچا کی محبت کا احساس تو اسے ہو گیا تھا مگر الہان کو موجودگی یا تو اسے محسوس نہیں

ہو رہی تھی یاں پھر وہ جان بوجھ کر اس کو نظر انداز کر رہی تھی۔ان روشنیوں پر ایک الوداعی نگاہ ڈالنے کا بعد گہری سانس لیتے ہوئے وہ واپسی کی جانب گامزن ہوئی۔

اپارٹمنٹ پہنچ کر فریحہ کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے اس نے منہ دھویا۔ گرد آلود کوٹ بدل کر اس نے بکٹ ہیٹ سے سر ڈھکا۔یہ ہیٹ اس نے رونے کے باعث سوجھی ہوئی آنکھیں چھپانے کے لیے پہنی تھی اور اپنے اس مقصد میں وہ بہت حد تک کامیاب رہی۔ان سب سے فارغ ہو کر وہ بلڈنگ کے بیرونی گیٹ کی جانب بڑھی۔

گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑے الہان نے ایک نظر اسے آتے دیکھ کر بے اختیار ہاتھ پر باندھی گھڑی کی جانب دیکھا۔دس منٹ سے بھی کم وقت میں وہ واپس اپنی ازلی روپ کی طرف لوٹ آئی تھی۔ مضبوطی سے قدم اٹھا کر چلتی حجر اسے ہمیشہ کی طرح باوقار اور پر اعتماد لگی تھی۔اس کے قریب آتے ہی الہان نے پسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا تو اس پر نگاہ ڈالے بغیر وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔دروازہ بند کرنے کے بعد وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ تک آیا۔ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہوتے ہی اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔گاڑی میں چھائی خاموشی نظر انداز کرتے ہوئے حجر نے اپنا بند فون آن کیا۔ چھت پر جاتے وقت اس نے فون بند کیا تھا کیونکہ وہ اس وقت اکیلے رہنا چاہتی تھی۔فون آن کرتے

ہی آفیسر رضا حمید اور مور کی ڈھیروں مسڈ کال موصول ہوئیں. مور کو اپنی خیریت کا میسج بھیجنے کے بعد اس نے رضا حمید کے نمبر پر کال کی

"بیٹری ڈیڈ ہونے کے باعث کچھ دیر پہلے فون بند تھا اس لیے آپ کی کال ریسیو نہیں کر سکی."سلام دعا کے بعد حجر نے فون بند ہونے کا جھوٹا جواز پیش کیا.اس کے یوں صفائی سے جھوٹ بولنے پر الہان نے گردن موڑ کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر زیر لب بڑبڑایا

"استغفر اللہ "اس کی یہ بڑبڑاہٹ حجر کے کانوں تک با آسانی پہنچی تھی مگر اس نے اس کی بڑبڑاہٹ کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا.

"جی..میں آرہی ہوں آپ فارینسک ٹیم سے کہیں کہ فنگر پرنٹ ریکور کرنے کی کوشش کریں."رضا حمید کے کچھ کہنے پر وہ بولی اور پھر مزید چند باتیں کرنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا.کچھ ہی دیر میں وہ لوگ جھیل تک پہنچ گئے تھے.گاڑی رکتے ہی ایک آفیسر ان کے قریب آیا اور ان کی رہنمائی کرنے لگا.میڈیا والوں کے ہجوم سے نکل کر جھیل کے اس حصے تک گئے جہاں آفیسر رضا اور فارینسک ٹیم موجود تھی.

"کتنی ڈیڈ باڈیز ملی ہیں."حجر نے مصنوعی روشنی کے قریب کھڑے آفیسر رضا سے پوچھا.

"میم دو یہاں رکھی ہیں جب کہ تیسری وہ لوگ نکال رہے ہیں ابھی" رضا حمید نے اشارے سے بتایا. حجر نے ان کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا وہاں مردوں والے مخصوص یا باڈی بیگ میں بچوں کی لاشیں پڑی تھیں. ہاتھوں پر گلوز چڑھانے کے بعد وہ ان لاشوں کی جانب بڑھی. فارینسک فوٹو گرافر مصنوعی لائٹ کی روشنی میں مختلف زاویوں سے ڈیڈ باڈیز کی تصویریں اتارنے میں مصروف تھا. دوزانو لاش کے قریب بیٹھنے کے بعد اس نے باڈی بیگ ہٹایا. باڈی بیگ ہٹتے ہی لاش کا چہرہ واضح ہوا. اس چہرے کو ایک نظر دیکھتے ہی حجر نے آنکھیں میچیں. صرف اس کا ہی نہیں وہاں موجود ہر فرد کا چہرہ واضح ہونے پر یہی رد عمل تھا. اس رد عمل کی وجہ اس لاش کے چہرے پر لگے زخم تھے. ڈیڈ باڈی کے چہرے کی دونوں رخساروں پر سے جلد اتاری گئی تھی جس کے باعث لال رنگ کا ماس نظر آ رہا تھا. ایک لمحہ آنکھیں بند کر کے اس نے اپنا حوصلہ جمع کیا پھر آنکھیں وا کیں تو وہاں صرف بے حسی تھی.

"صرف سکن کی اوپر والی پرت یعنی ایپی ڈرمس epidermis علیحدہ کی گئی ہے اور بڑی مہارت سے ایپی ڈرمس کو ڈرمس سے الگ کیا گیا ہے. خیر یہ لاش سعید انور کی ہے. سب سے آخر پر اغواہ ہونے والا بچہ جو اپنے باپ کی جگہ خط دینے گیا تھا مگر واپس گھر نہ لوٹا." باڈی بیگ میں بند ہونے کے باعث یہ ڈیڈ باڈی گلنے سے بہت حد تک

محفوظ رہی تھی تبھی حجر اس لاش کا چہرہ پہچان پائی تھی. جبکہ دوسری لاش کا باڈی بیگ چونکہ کسی جھاڑی سے لگ کر پھٹ چکا تھا تبھی اس ڈیڈ باڈی کی حالت نہایت خراب تھی. پانی میں کئی دن رہنے کے باعث مردہ بچے کی شکل پہچان میں نہیں آرہی تھی. بہت سے پولیس آفیسر ایک نظر پانی کے باعث خراب ہوئی لاش کو دیکھنے کے بعد دوبارہ اس پر نگاہ ڈالنے کی ہمت نہیں کر پائے تھے جبکہ حجر بڑے سکون سے لاش کے چہرے کو ٹھوری سے پکڑ کر اس کا معائنہ کر رہی تھی. دل ہی دل الہان اس کی ہمت کا معترف ہوا.

''کوئی فنگر پرنٹ ملے ؟" حجر نے فارینسک ٹیم کے ایک شخص سے سوال کیا.

''نہیں... پانی میں ڈوبنے کے باعث سارے فنگر پرنٹس مٹ گئے ہیں." وہ شخص بے بسی سے بولا.

''لاش پر سے فنگر پرنٹ ہٹانے کا سب سے آسان طریقے یہی ہوتا ہے کہ اسے پانی پھینک دیا جائے. آنسب (unknown subject) نے بھی یہی طریقہ اپنایا ہے. جس پلاسٹک میں سعید انور کی لاش کو ڈالا گیا تھا اس کے اندرونی حصے سے فنگر پرنٹ لینے کی کوشش کریں." حجر نے انہیں نئی راہ دکھائی.

"اوکے میم" فارینسک ٹیم مستعدی سے کام کرنے لگی جبکہ حجر آفیسر رضا حمید کی جانب مڑی

"ان کو آٹوپسی (پوسٹ مارٹم) کے لیے لے کر جائیں۔" اس نے آرڈر دیا۔ اتنی دیر میں تیسری لاش بھی وہاں لائی جا چکی تھی۔ حجر اب اس لاش کی جانب متوجہ تھی۔ وہ لاش دوسرے نمبر پر اغواہ ہونے والے بچے معین الدین کی تھی۔ باڈی بیگ میں بند ہونے کے باعث اس لاش کی حالت بھی بہت حد تک ٹھیک تھی اور معین کے منہ پر سے بھی سعید کی طرح سکن اتاری گئی تھی۔ باڈی بیگ کو اب پوری باڈی سے ہٹا کر وہ تفصیلی معائنہ کر رہی تھی جب اس کی نظر معین کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر پڑی۔ ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں حیرت آئی۔ اس کی حیرت کی وجہ معین کی کلائی پر بنا باز کا نشان تھا۔ حجر نے جلدی سے باقی دو لاشوں کے دائیں ہاتھ دیکھے تو وہاں بھی اسی قسم کے نشان تھے۔ بے اختیار حجر کی نگاہ الہان تک گئی جو پہلے اس کی جانب متوجہ تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی جگہ حیران تھے کیونکہ وہ نشان ان دونوں سے جڑا تھا۔ کوٹ کے بازو سے اپنی کلائی اچھی طرح چھپانے کے بعد وہ ہاجرہ کی جانب متوجہ ہوئی

"ہاجرہ پتا لگاؤ کہ اسلام آباد میں باڈی بیگ کہاں سے ملتا ہیں۔" اس نے کرائم اینالسٹ ہاجرہ کو کہا پھر آفیسر سعد کی جانب مڑی

"اس جھیل کے قریب جو پارک ہے اس کے سکیورٹی گارڈز سے پوچھ گچھ کریں.
پارک ہی ایسی جگہ ہے جہاں سے لاشیں جھیل میں پھینکی جاسکتی ہیں."
آفیسر بلال! آپ اس لاش کا ڈی این اے کروا کر پتا لگائیں کہ یہ کون سے بچے کی لاش
ہے."اس کا اشارہ اس لاش کی جانب تھا جو پانی میں زیادہ دیر رہنے کے باعث اپنی شکل
کھو چکی تھی.
"آفیسر فاطمہ! آپ اس اوزار کا پتا لگائیں جس کے ذریعے اَنسب نے ان بچوں کی سکن
الگ کی ہے."سب کو ذمہ داریاں سونپنے کے بعد وہ خود میڈیا والوں کی جانب بڑھنے
لگی.اس کا رخ میڈیا کی جانب دیکھ کر الہان نے اسے پکارا
"مس حجر! کیا کرنے جارہی ہیں آپ؟"
"میڈیا کو بیان دینے لگی ہوں."بغیر قدم روکے اس نے جواب دیا.
"آفیسر رضا میڈیا کو ہینڈل کرلیں گے آپ کو میڈیا کے سامنے جانے کی ضرورت نہیں
ہے."الہان نے اسے روکنا چاہا.
"اگر میڈیا کو آفیسر رضا روک سکتے تو میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ انہیں یہاں سے ہٹا
چکے ہوتے."وہ مسلسل رپورٹرز کے قریب جارہی تھی.

''آپ ان کو بیان نہیں دے سکتیں۔''اس کا راستہ روکتے ہوئے وہ ختمی انداز میں بولا اور ساتھ ہی اس نے وہاں کھڑے آفیسر رضا کو میڈیا کی جانب جانے کا اشارہ کیا۔

''کیوں؟''تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے حجر نے سوال کیا۔

''دیکھیں مس.... یہ جو بیان آپ دینے جا رہی ہیں یہ ہر نیوز چینل پر چلے گا اور یقیناً اَنسب تک بھی پہنچے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے آپ کے پاکستان پہنچنے کی خبر ملے۔''اس نے اسے نرمی سے سمجھانا چاہا۔

''اگر اسے پتا چل جائے گا تو کیا ہو گا؟''

''آپ سمجھ نہیں پا رہی رہیں یا سمجھنا نہیں چاہتی؟''الہان نے بازو باندھتے ہوئے بھنویں اچکا کر سوال کیا۔

''کیا مطلب؟''وہ جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی۔

''آپ کے یہاں آنے کی نیوز لیک ہونے پر اشتعال میں آکر انسب نے فصیحہ کو اغواہ کیا تھا کیونکہ اس وقت اسے آپ تک رسائی حاصل نہیں تھی۔اب اگر آپ پوری دنیا کے سامنے اعلان کریں گی کہ آپ ہی کرمینل سائیکالوجسٹ حجر ہارون ہیں تو اسے آپ تک پہنچنے کی راہ مل جائے گی اور پھر وہ آپ کو باآسانی نقصان پہنچائے گا۔''اس نے تفصیل بتائی۔

"میں مرنے کے خوف کی شکار نہیں ہوں۔" وہ پر سکون انداز میں بولی۔ وہ دونوں اسی بحث میں مصروف تھے جب الہان کی بات پر عمل کرتے ہوئے آفیسر رضا نے میڈیا کو یہ کہہ کر وہاں سے ہٹایا کہ آٹوپسی رپورٹ آنے سے پہلے وہ کوئی بیان نہیں دے سکتے۔ ایک نظر میڈیا والوں سے بات کرتے آفیسر رضا کو دیکھنے کے بعد وہ غصے بھری نظر الہان پر ڈالتے ہوئے بولی

"آپ یہ سب حرکتیں کر کے مجھے خود سے متنفر کر رہے ہیں۔" اپنی بات کہنے کے بعد وہ مڑ کر فارینسک ٹیم کی جانب چلی گئی۔ جبکہ الہان اس کی بات پر اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کی ہٹ دھرمی سے کی وجہ سے اس سے بد ظن ہو رہی ہے مگر وہ اس کی سیکیورٹی پر کمپرومائز نہیں کر سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی طرح مجرم اس تک پہنچے اور اسے مجرم سے بچانے کے لیے وہ ہر ممکن کوشش کرنا چاہتا تھا چاہے اس کے لیے اسے حجر کی مخالفت ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ اتنے سالوں بعد اس کی سنو کوین اسے واپس ملی تھی اب وہ دوبارہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔

....

"The point of modernity is to live a life without illusions while not becoming disillusioned."

(Antonio Gramsci)

یہ منظر اسلام آباد کے جی 8 مرکز میں بنے کلینک کا تھا. تین منزلہ عمارت کی نچلی منزل پر بنے ایک کمرے کے باہر سائیکیٹرسٹ امبرین فاروقی کے نام کی نیم پلیٹ لگی تھی.

کمرے میں جھانکو تو وسط میں پڑی ٹیبل کے اس پار رکھی گئی سربراہی کرسی پر ایک چالیس سالہ عورت براجمان تھی. آنکھوں پر نظر کے چشمے لگائے دبلی پتلی سی وہ عورت وزیٹر چیئر پر براجمان مرتضیٰ علوی کی جانب متوجہ تھی.

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ الہان کے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے؟" سائیکیٹرسٹ امبرین فاروقی نے سوال کیا.

"چھ ماہ پہلے ہونے والی آنیہ کی ڈیتھ کے بعد میں الہان کو علوی ہاؤس لے آیا تھا. پچھلے چھ ماہ سے وہ میرے ساتھ ایک چھت تلے رہ رہا ہے مگر پھر بھی وہ مجھ سے مانوس نہیں ہو پایا. مانوس تو وہ تب ہوگا نا جب مجھ سے بات کرے گا مگر وہ تو میری جانب رخ کرنا بھی پسند نہیں کرتا. صرف مجھ سے نہیں وہ کسی سے بھی بات نہیں کرتا. سارا سارا دن

اپنے کمرے میں بند رہتا ہے۔ نہ کمرے سے باہر نکلتا ہے اور نہ ہی اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی برداشت کرتا ہے۔ اس کا یہ سرد اور بے گانہ انداز میری سمجھ سے باہر تھا تبھی تو ایک مہینہ پہلے اس کی مرضی کے خلاف جا کر میں اسے آپ کے پاس لایا تھا۔ گزرے مہینے میں آپ ٹاک تھیرپی کے لیے تین بار اس سے مل چکی ہیں۔ کیا ان ٹاک تھیرپیز میں آپ اس کے نفسیاتی مسئلے کی تشخیص کرنے میں کامیاب رہی ہیں؟" اس کے لہجے میں الہان کے لیے محبت واضح محسوس کی جا سکتی تھی۔

"ہمم... اس کے رویے کو جانچنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ الہان کو شیزوائڈ پرسنالٹی ڈس آرڈر ہے۔" دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنساتے ہوئے امبرین فاروقی بولیں۔

"شیزوائڈ پرسنالٹی ڈس آرڈر Schizoid personality disorder؟" مرتضیٰ نے ناسمجھی سے ان کے الفاظ دہرائے۔

"شیزوائڈ پرسنالٹی ڈس آرڈر (ایس پی ڈی)۔ یہ ایک ایسی نفسیاتی بیماری ہے جس میں انسان اکیلا رہنا پسند کرتا ہے اور دوسروں کی موجودگی میں بے آرامی محسوس کرتا ہے۔ ایس پی ڈی سے متاثرہ لوگ عام طور پر بے حس لگتے ہیں۔ اپنے جذبات کا اظہار کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ خود کو دوسروں سے فاصلے پر رکھتے ہیں، نہ کسی سوشل

اکٹوٹی میں حصہ لیتے ہیں نہ ہی اس قسم کی ایکٹوٹیز سے لطف اندوز ہوتے ہیں. ان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ سماج سے کٹ کر رہتے ہیں. حتی کہ یہ اپنے ماں باپ سے بھی فاصلے پر رہتے ہیں. ان کی زندگی میں رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی.

دوسروں کی رائے سے بے پروایہ لوگ اپنے خول میں رہنا پسند کرتے ہیں. الھان میں اس بیماری کی ساری علامات موجود ہیں. "ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے امبرین فاروقی مرتضی کو الھان کی نفسیاتی بیماری سے آگاہ کر رہی تھیں.

''مگر ایس پی ڈی اسے کیوں ہے؟''اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے.

''عام طور پر ایس پی ڈی ماں باپ کی جانب سے مسلسل سرد مہری اور نظر انداز کیے جانے سے یا پھر کسی ٹراما, ڈپریشن خاص طور پر ذہنی یا جسمانی ابیوز, ڈرگز کے غلط استعمال کرنے کے سبب ہوتا ہے. اب یہ آپ بتائیں کہ ان تمام وجوہات میں سے الھان نے بچپن میں کس کا سامنا کیا ہے؟"امبرین فاروقی سے الٹا مرتضی سے سوال کیا.

''میں نہیں جانتا کہ اس کا بچپن کہاں اور کن حالات میں گزرا ہے. الھان چار سال کا تھا جب ایک حادثے کے باعث مجھ سے علیحدہ ہو گیا تھا. صرف وہی نہیں میری بہن آنیہ کی فیملی بھی اس حادثے کے بعد گمشدہ تھی. کئی سال میں نے انہیں تلاش کیا مگر کوئی سرا نہیں ملا. تقریباً چھ ماہ پہلے ایک شام مجھے ہسپتال سے فون آیا تھا کہ آنیہ وہاں

New Era Magazine

ایڈمٹ ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ آنیہ کے ساتھ الہان بھی وہیں ہسپتال میں ہے۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"کیا آپ نے آنیہ سے پوچھا نہیں کہ گزرے آٹھ سال وہ کہاں رہی؟ اور کس نے اسے ہسپتال پہنچایا؟" امبرین فاروقی نے بھنویں اچکائیں۔

"زندگی نے اسے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ مجھے کچھ بتا پاتی۔ جس دن وہ ملی تھی اسی دن ہم میں چند جملوں کا تبادلہ ہوا تھا اس کے بعد وہ تین دن مسلسل بے ہوشی میں رہی اور جب آنکھیں کھولیں تو اکھڑی سانسوں سے الہان سے اپنی بیٹی ڈھونڈنے اور اس کی حفاظت کرنے کا وعدہ لینے کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔" چھ مہینے پہلے کا واقع یاد کر کے مرتضی کے چہرے پر افسردگی چھا گئی تھی۔

"کیا الہان سے آپ نے پوچھا کہ وہ آٹھ سال کہاں تھا؟"

"میں نے اس سے پوچھنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے جواب نہیں دیا۔ آپ اس سے پوچھ کر دیکھیں ہو سکتا ہے آپ کو کچھ بتا دے۔" مرتضی نے اپنی رائے دی۔

"اس موضوع پر میری اس سے بات ہو چکی ہے۔"

"کیا اس نے آپ کو کچھ بتایا ہے؟"

New Era Magazine

''الہان کی پہلی میموری ایک اندھیرے کوٹھری نما کمرے کی ہے.اس کا کہنا ہے کہ اس نے وہاں بہت سے دن گزارے تھے پھر اسے بیڑیاں ڈال کر دوسرے جیل نما کمرے میں منتقل کیا گیا تھا. اسی کمرے میں اس کی ملاقات اپنی آنی یعنی آنیہ سے ہوئی تھی. باقی سارا وقت وہ اور آنیہ اکٹھے رہے تھے."کچھ دن پہلے ٹاک تھیرپی کے دوران الہان سے ہونے والی باتیں دہراتے ہوئے امبرین فاروقی ایک لمحے کے لیے رکیں پھر پر سوچ انداز میں بولیں

''جو وقت اس نے بند کمرے میں اکیلے رہ کر گزرا ہے اسی دوران اس کے اندر اس بیماری نے جنم لیا تھا. پھر جب وہ آنیہ سے ملا تو اس کے رویے کا غیر معمولی پن آنیہ محسوس کر گئی تھی اس لیے اس نے حتی المکاں الہان کو اس فیز سے نکالنے کی کوشش کی تھی. پچھلی ٹاک تھیرپی کے دوران الہان نے بتایا تھا کہ آنیہ نے اسے ڈکشنری کی مدد سے احساسات کی پہچان کروائی تھی. حالات کے مطابق خوش یا دکھی ہونا سکھایا تھا. اپنے احساسات اور جذبات کا اظہار کرنے میں آنیہ اس کی مدد کیا کرتی تھی.اس نے اسے اپنی بیماری سے لڑنا سکھایا تھا اور ساتھ ہی اس نے اسے اپنے ساتھ کا یقین بھی دلایا تھا.آنیہ کی صحبت میں الہان بہت حد تک نارمل ہوتا جا رہا تھا.اپنے گرد آنیہ کی موجودگی اسے بے آرام نہیں کرتی تھی.آنیہ اس کی زندگی کا پہلا رشتہ تھی جس سے وہ

New Era Magazine

مانوس ہوا تھا. آنیہ وہ ذریعہ تھی جس کے باعث وہ اس دنیا سے دوبارہ جڑا تھا اور اس کے جانے کے بعد الہان کا دنیا سے تعلق پھر سے ٹوٹ گیا ہے. آنیہ کی غیر موجودگی کے باعث وہ واپس اسی فیز میں چلا گیا ہے جس میں وہ اس سے ملنے سے پہلے تھا. "انہوں نے بڑے صاف لفظوں میں الہان کی نفسیاتی کنڈیشن مرتضی کے سامنے رکھی.

"ایس پی ڈی کا علاج کیا ہے؟"

"نفسیاتی بیماریوں کا کوئی مکمل علاج نہیں ہوتا. ان کا علاج پیشنٹ کی وِل پر انحصار کرتا ہے. مریض میں نارمل ہونے کی جتنی تمنا ہوگی اتنی ہی جلدی وہ اپنی بیماری پر قابو پائے گا. خیر نفسیاتی طور پر بیمار لوگ بظاہری طور نارمل ہوتے ہیں مگر اندر ہی اندر یہ ذہنی بیماریاں انہیں دیمک کی کھاتی رہتی ہیں اور ایک بات میں آپ جو بتاتی چلوں کہ

"Schizoid personality disorder is poorly studied disorder.

اس کا مطالعہ کم ہونے کی دو وجوہات ہیں. پہلی تو یہ ہے کہ یہ ایک ان کامن بیماری ہے. دنیا کی آبادی کے آدھ فیصد سے بھی کم لوگوں کو ایس پی ڈی ہے. دوسری وجہ یہ ہے کہ ایس پی ڈی سے اثرانداز لوگ بہت کم سائیکالوجسٹ یا سائیکیٹرسٹ کا رخ کرتے ہیں. دوسری نفسیاتی بیماریوں کے برعکس ایس پی ڈی سے متاثر لوگ مطمئن زندگی گزارتے

ہیں تبھی یہ سائیکیٹرسٹ کو کنسلٹ نہیں کرتے. چند ایک جو کیسز سامنے آئے ہیں ان میں بھی متاثرہ فرد کے گھر والے اسے زبردستی علاج کے لیے لاتے ہیں. آپ اپنا کیس ہی دیکھ لیں. آپ بھی تو الہان کو زبردستی لائیں ہیں ورنہ وہ تو اکیلے پن اور بے حسی کی زندگی گزارتے ہوتے پر سکون تھا. خیر ایس پی ڈی کا علاج تین طریقوں سے کیا جاتا ہے....ٹاک تھیرپی.... گروپ تھیرپی...اور میڈیکیشن...ٹاک تھیرپی کے ذریعے علاج کا آغاز تو میں تین ہفتے پہلے ہی کر چکی ہوں. جلد ہی گروپ تھیرپی بھی شروع کریں گے اور اینٹی ڈپریشن میڈیسنز میں لکھ دیتی ہوں. اس کے علاوہ میں بس آپ سے یہی کہوں گی کہ آنیہ کے جانے کے باعث الہان کی زندگی میں جو خلا آیا ہے اسے پُر کرنے کی کوشش کریں. اس کی زندگی میں آنیہ کی جگہ لینے کی کوشش کریں. اس کا خود سے تعلق مضبوط کریں تاکہ وہ خود کو تنہا محسوس نہ کرے. اسے اپنے احساسات سمجھنے اور ان کا اظہار کرنے کا موقع دیں. اسے سکھائیں کہ حالات کے مطابق رسپونس کیسے دیتے ہیں. مجھے امید ہے کہ وہ جلد نارمل لوگوں کی طرح جینا سیکھ جائے گا." بات کے اختتام میں امبرین فاروقی نے مرتضی کو امید دلائی.

"نارمل نہیں ہو گا؟ بس نارمل لوگوں کی طرح جینا سیکھے گا؟" مرتضی ناامیدی سے بولا.

"ہر شخص کی نفسیات دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں اس لیے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتی. ہو سکتا ہے اس کی ساری زندگی یوں ہی گزر جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زندگی کے کسی موڑ پر آنیہ کی طرح کی کوئی سیویئر آئے جو اسے دوبارہ جینا سکھا دے. جس کے سامنے الہان بے جھجھک اپنے جذبات کا اظہار کر سکے, اسے کسی مصنوعی تاثرات کا سہارا نہ لینا پڑے, جس کی باتوں پر اس کی روٹھی ہوئی مسکراہٹ واپس آجائے.... خیر ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لیے آپ ناامید نہ ہوں. ایک دن الہان نارمل ہو جائے گا."

"انشااللہ "مرتضی صدق دل سے بولا.

"ویسے یہ آنیہ کی بیٹی کا کیا قصہ ہے؟"امبرین فاروقی دلچسپی سے بولیں.

"حجر.. حجر بھی الہان کے ساتھ ہی منظر عام سے غائب ہوئی تھی. الہان اور آنیہ تو واپس آگئے ہیں مگر حجر اور ہارون ابھی بھی پس پردہ ہیں. آنیہ نے آخری وقت میں الہان سے حجر کو ڈھونڈنے کا وعدہ لیا تھا...."بات کرتے ہوئے مرتضی ایک لمحے کے لیے رکا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا

New Era Magazine

"....حجر کو ڈھونڈنا...الہان کا دھیان آنیہ سے ہٹانے کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ ہم اس کی سوچوں کا رخ حجر کی جانب مائل کر دیں. کیا خیال ہے؟"اس نے پر جوش انداز میں امبرین فاروقی سے استفسار کیا

"اگر اس طریقے سے اس کی کنڈیشن بہتر ہوتی ہے تو یہ طریقہ اپنانے میں کوئی حرج نہیں."وہ مسکراتے لہجے میں بولیں.

"چلیں ٹھیک ہے.اب میں چلتا ہوں.اپنے قیمتی وقت سے میرے لیے ٹائم نکالنے کا شکریہ"مزید چند اختتامی کلمات کا تبادلہ کرنے کے بعد مرتضی نے باہر کا رخ کیا.

....

کرائم برانچ بیورو میں اس وقت گہما گہمی مچی تھی. صبح کے نو بجے کے وقت وہاں موجود ہر فرد کے چہرے پر تروتازگی کی بجائے تھکن نمایاں تھی کیونکہ وہ سب کل رات ڈیڈ باڈیز ملنے کے بعد سے کام کر رہے تھے.اس دوران حجر اپنے آفس میں لگی سکرین پر ابھرتی تصویروں کی جانب متوجہ تھی. کل رات ڈیڈ باڈیز آٹوپسی کے لیے بھجوانے کے بعد سپیشل برانچ کے سب افراد بیورو آ گئے تھے. حجر بھی کل رات سے ہی کام میں مصروف تھی. باقی سب افراد کے برعکس اس کے چہرے پر تھکن کا شائبہ تک نہ تھا. شاید وہ مختلف کیسز کے دوران یونہی بے وقت کام کرنے کی عادی تھی تبھی توکل

کے مصروف دن کے بعد ساری رات جاگ کر گزارنے کے باوجود بھی وہ فریش تھی۔

گزری رات میں وہ دس کافی کے کپ پی چکی تھی اور گیارواں کپ ہاتھ میں لیے اس وقت وہ فارینسک ٹیم کی لی گئی ڈیڈ باڈیز کی تصویروں کو ہر زاویے سے دیکھ رہی تھی۔

الہان اسے کافی کی زیادہ مقدار پینے سے روکنا چاہتا تھا مگر وہ اسے کچھ کہنے کا اختیار نہیں رکھتا تھا تبھی اس کی آفس میں لگی گلاس ونڈ سے خاموشی سے اسے یہ زہر اپنے اندر انڈیلتے دیکھ رہا تھا۔ حجر اس کی ذات اور اس کے نظروں سے لاپرواہ کیس کے ہر نقطے کو مد نظر رکھتے ہوئے جوڑ توڑ کرنے میں مصروف تھی۔ کافی کا کپ ختم ہوتے ہی اس کی سوچوں کو بریک لگا۔ چہرے پر بیزاری لیے وہ آفس کے دروازے کی جانب بڑھی۔

دروازہ کھولتے ہی سب سے پہلی اس کی نگاہ الہان سے ٹکرائی جو اس کے آفس کے بالکل سامنے بنے وزٹنگ ایریا میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اسے مکمل طور پر نظرانداز کرتے ہوئے حجر نے آفس بوائے کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ کرائم اینالسٹ ہاجرہ کے کیبن کے قریب کھڑے آفس بوائے کو کافی کو آرڈر دینے کے بعد وہ دوبارہ آفس میں آ گئی۔ اسے آئے ایک منٹ ہی ہوا تھا جب دروازہ ناک ہوا۔

"کم ان" دروازے کی جانب رخ کیے بغیر وہ بولی۔ لمحے بعد الہان دروازہ دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

New Era Magazine

"میں بہت دیر سے آپ کو ان تصویروں کی جانب متوجہ دیکھ رہا ہوں۔ ان ڈیڈ باڈیز کی تصویروں میں ایسا کیا چھپا ہے جسے آپ مسلسل تلاش کر رہی ہیں؟" ذہن میں ابھرتے سوال کو الفاظ کا روپ دیتے ہوئے اس نے کل رات کی جھڑپ کے بعد ان دونوں کے درمیان حائل خاموشی کو توڑا۔

"مجرم کی انٹرنل ڈزائرز؟... اپیل؟... اسکا ایم؟.. وہ کیا چاہتا ہے؟... کس چیز نے اسے قتل کرنے پر ابھارا... یہ سب ان ڈیڈ باڈیز سے جھلک رہا ہے۔" بغیر اس کی جانب رخ کیے حجر بولی۔ اس کی بات پر الہان کو تعجب ہوا۔ وہ وہیں دروازے کے قریب کھڑا تھا آفس بوائے کافی کا کپ تھامے اندر داخل ہوا۔

"میم! کافی" وہ لڑکا ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا جب الہان نے اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ لے لیا

"کافی کے لیے بہت شکریہ... اس وقت کافی کی شدید طلب ہو رہی تھی۔" اسے واپس جانے کا اشارہ کر کے وہ مزے سے کافی کے گھونٹ بھرنے لگا۔ حجر جو آفس بوائے کی آواز پر کافی لینے کے لیے مڑی تھی اس کی کاروائی دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ میری کافی تھی۔" وہ خود کو یہ کہنے سے روک نہ پائی۔

New Era Magazine

"آپ پہلے ہی حد سے زیادہ کافی پی چکی ہیں اور نہ ہی پیئں تو اچھا ہے. ایک انسان کے لیے روزانہ کی چار سو ایم ایل کیفین سیف ہوتی ہے اس لمٹ سے زیادہ کافی پینا مضر ہے. چار سو ایم ایل تقریباً تین سے چار کپ بنتے ہیں جبکہ آپ رات سے دس کپ پی چکی ہیں."اس نے اسے کافی پینے سے باز رکھنا چاہا.

"میرے کافی پینے یا نہ پینے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے."دھیمے مگر سخت لہجے میں حجر بولی.

"میں تو انسانیت کے ناطے آپ کو روک رہا تھا ورنہ مجھے کیا پرواہ... میری طرف سے جتنی مرضی پیئں."اس نے خود کو لاپرواہ ظاہر کیا.اس نے اپنی بات کہی ہی تھی جب کرائم اینالسٹ ہاجرہ ناک کر کے اندر داخل ہوئیں.

"جی مس ہاجرہ! پتا چلا کہ باڈی بیگ کہاں کہاں سے ملتا ہے؟"مس ہاجرہ کے اندر آتے ہی حجر نے سوال کیا.

"اسلام آباد میں باڈی بیگ بنانے کی کوئی فیکٹری نہیں ہے. سر جیکل کے کچھ دکاندار دوسرے شہروں سے باڈی بیگ لا کر یہاں بیچتے ہیں. جن دکانوں پر باڈی بیگ دستیاب ہے ان سب کے اڈریس نکال لیے ہیں میں نے."ہاجرہ نے تفصیل بتائی.

"آفیسر نعمان اور آفیسر بلال کو سر جیکل مارکٹ بھیجیں."

New Era Magazine

"میم! گواہ کا بیان سننے کے بعد آپ نے کہا تھا کہ اسلام آباد میں موجود پرانے ماڈل کی آلٹو گاڑی کا پتا کروں۔ میں پچھلے دو دن سے سرچ کر رہی ہوں مگر پرانے ماڈل کی کوئی بھی گاڑی نہیں ملی۔ سب سے پرانی گاڑی بھی دو ہزار ایک ماڈل کی ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ انسب unsub کسی دوسرے شہر سے وہ گاڑی لایا ہو۔" حجر نے دوسرا پہلو واضح کیا۔

"نہیں میم .... پچھلے ایک ہفتے میں کوئی بھی پرانی آلٹو گاڑی اسلام آباد کی حدود میں داخل نہیں ہوئی۔" وہ پر یقین انداز میں بولی۔

"اس کا مطلب میرا شک سہی نکلا۔" حجر پر سوچ انداز میں بولی۔

"کیسا شک؟" اب کی بار سوال الہان نے کیا تھا۔

"یہی کہ امجد نامی گواہ غلط بیانی کر رہا ہے۔" اس کے چہرے پر سوچوں کا جال تھا۔

"آپ کو کیسے پتا؟"

"اگر آپ امجد کا بیان غور سے سنتے تو آپ کو محسوس ہوتا کہ وہ بہت اعتماد سے بات کر رہا تھا۔ یوں جیسے وہ کوئی رٹا رٹایا جواب دے رہا ہو۔ عام طور پر کسی حادثے کے بعد کوئی گواہ سامنے آتا ہے تو وہ بہت گھبرایا ہوتا ہے... ذہن پر زور ڈال کر، سوچ سوچ کر پولیس کے سوالوں کے جواب دیتا ہے مگر امجد کا انداز اس کے برعکس تھا۔ صرف یہی

New Era Magazine

نہیں اس کا کہنا تھا کہ ہڑبڑاہٹ میں وہ گاڑی کا نمبر نہیں دیکھ پایا مگر گاڑی کا ماڈل اسے یاد ہے۔ کسی بھی شخص کو اتنی عقل تو ہوتی ہے کہ ایسی صورت حال میں وہ گاڑی کا نمبر نوٹ کرے۔ چلو مان لیتے ہیں کہ وہ صورت حال دیکھ کر بھوکھلا گیا تھا مگر اس بھوکھلاہٹ میں گاڑی کا ماڈل دیکھنا یاد رہا مگر نمبر نہیں۔" بات کے اختتام میں وہ طنزاً مسکرائی۔

"مگر اس نے غلط بیان کیوں دیا؟" الہان نے استفسار کیا۔

"ہمیں گمراہ کرنے کے لیے۔ امجد کی بتائی گاڑی کا ماڈل تلاش کرنے میں مس ہاجرہ نے کتنے گھنٹے لگائے ہیں مگر ان کا وہ قیمتی وقت ضائع گیا کیوں کہ اغواہ کار نے وہ گاڑی استعمال ہی نہیں کی تھی جو امجد نے ہمیں بتائی تھی۔" کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر پر سکون انداز میں بیٹھتے ہوئے وہ بولی۔

"میم! اب کیا کرنا ہے؟" ہاجرہ کے چہرے پر پریشانی رقم تھی کیونکہ امجد اس کیس کا واحد گواہ تھا اور ان کے نزدیک اغواہ کار تک پہنچنے کا واحد ذریعہ بھی۔

"امجد نے ہمیں گمراہ کیا ہے تو صحیح راہ بھی وہی دکھائے گا۔" وہ پر اعتماد انداز میں بولی۔

"وہ کیسے؟" ہاجرہ ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

"ویسے تو مجھے پورا یقین ہے کہ امجداب تک روپوش ہو گیا ہو گا مگر پھر بھی آپ آفیسر رضا حمید سے کہیں کہ اس کے دیے گئے اڈریس پر جائیں اگر وہ وہاں ملتا ہے تو اسے بیورو لے آئیں اگر نہیں تو پھر وہاں کے مقامی لوگوں سے اس کے متعلق تفتیش کریں۔" وہ پروفیشنل انداز میں بول رہی تھی۔

"ٹھیک ہے میم" ہاجرہ اتنا کہہ کر مڑی جب حجر کا فون رنگ کیا۔ فون پر ابھرنے والا نمبر آفیسر سعد کا تھا۔

"جی آفیسر سعد! پوسٹ مارٹم ہو گیا؟" فون کان سے لگاتے ہی اس نے دریافت کیا۔

"جی میم! ہو گیا ہے۔ یہی کہنے کے لیے فون کیا تھا۔ آپ آجائیں میڈیکل اگزیمنر ساری صورت حال بتادیں گے آپ کو۔" آفیسر سعد مودب انداز میں بولے۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہی ہوں۔" اس نے فون بند کیا اور دروازے کی جانب بڑھی۔ الہان نے بھی اس کی تقلید کی۔

"آپ میرے ساتھ جارہے ہیں؟" اسے ساتھ چلتے دیکھ کر حجر نے سوال کیا۔

"نہیں... آپ میرے ساتھ جارہی ہیں۔" آنکھوں پر شیڈز لگاتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"مطلب تو ایک ہی ہوا نا. ویسے آپ کا میرے ساتھ جانا بنتا بھی ہے آخر آپ میرے اسٹنٹ ہیں." وہ جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولی.

"میرا خیال میں ٹرانسلیٹر کہنا بہتر ہو گا حجر" حجر کی سوچ کے برعکس اس نے پر سکون انداز میں جواب دیا. اس کا طرز مخاطب دیکھ کر تیزی سے چلتے حجر کے قدموں کو بریک لگا.

"کیا ہوا؟" اسے رکتے دیکھ کر الہان نے دریافت کیا.

"کیا میں آپ کی بچپن کی دوست ہوں؟" بھنویں اچکاتے ہوئے حجر نے سوال کیا.

"نہیں.." اس کے غیر متوقع سوال پر الہان نے تعجب سے جواب دیا.

"تو پھر آپ مجھے حجر کہہ کر کر مخاطب کیوں کر رہے ہیں؟" بازو سینے پر باندھتے ہوئے اس نے استفسار کیا.

"کیا آپ کے دوست صرف آپ کو حجر کہتے ہیں؟" الہان نے الٹا اس سے سوال کیا.

"ہمم" ہوا کے باعث منہ پر آتے بال ایک ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے وہ بولی.

"احتشام چچا بھی تو آپ کو حجر کہہ کر مخاطب کرتے ہیں. کیا وہ آپ کے بچپن کے دوست ہیں؟ الہان نے دلیل دی.

''احتشام چچا کو بیچ میں مت لائیں. وہ بڑے ہیں مجھ سے اور ویسے بھی وہ میرے چچا لگتے ہیں. "حجر ترخ کر بولی.

''بڑا تو خیر میں بھی ہوں اور کزن تو میں ہوں آپ کا "اس کی عجیب سی منطق کے جواب میں الہان بولا

''ابھی میں نے آپ کو اپنا رشتہ دار تسلیم نہیں کیا اس لیے بہتر ہے کہ آپ مجھے حجر کی بجائے مس حجر کہہ کر مخاطب کریں. "تیکھے چتونوں سے اسے دیکھتے ہوئے حجر نے تاکید کی.

''آپ تسلیم کریں یا نہ کریں مگر ہیں تو آپ میری پھپھوزاد.... اور میں اپنی پھپھوزاد کو مس کہہ کر مخاطب ہرگز نہیں کر سکتا. آپ بھی پلیز مجھے مسٹر سی ای او کہنا بند کر دیں. لوگ تو اپنے دور کے رشتے دار کو یوں مخاطب نہیں کرتے جیسے آپ اپنے سگے ماموں کے بیٹے کو مخاطب کرتی ہیں. "اس کی بات رد کرتے ہوئے وہ جل کر بولا. اس کا انکار سن کر حجر غصے سے اسے گھورتے ہوئے واک آوٹ کر گئی. اس کو یوں چڑتے دیکھ کر الہان دل ہی دل میں محظوظ ہوا.

....

New Era Magazine

یہ منظر اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں بنے مردہ خانے کا تھا۔ داہنی دیوار پر لگے بلب کی سنہری روشنی میں اندر کا منظر واضح تھا۔ خنک ماحول میں مختلف سٹیچرز پر سفید رنگ کے کپڑے سے ڈھکی لاشوں کو ترتیب سے رکھا گیا تھا۔ کمرے کے وسط میں چھ لاشیں رکھی گئی تھیں یہ وہ لاشیں تھیں جو کل رات جھیل سے برآمد ہوئی تھیں۔ کچھ دیر پہلے ہی ان کی آٹوپسی کے بعد انہیں یہاں منتقل کیا گیا تھا۔ کمرے میں موجود خاموشی میں دروازے کے دوسری طرف سے اس جانب بڑھتے قدموں کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد کلک کی ساتھ دروازہ کھلا اور دو نفوس اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک قریباً پینتالیس سالہ آدمی تھا جس نے لیب کوٹ پہن رکھا تھا جبکہ دوسرا وجود حجر کا تھا جو چہرے پر میڈیکل ماسک لگائے اس آدمی سے کچھ قدم کے فاصلے پر چلتی کمرے کے وسط میں رکھی لاشوں کے قریب آئی۔

"اس بچے کو تقریباً چھ ماہ پہلے قتل کیا گیا تھا۔" ایک ڈیڈ باڈی کے سر والا جانب سے سفید کپڑا ہٹاتے ہوئے میڈیکل اکزیمینر بولا۔

"چھ ماہ پہلے، یعنی جون میں... اس کا مطلب ہے یہ سب سے پہلے اغواء ہونے والے بچے علی ریاض کی لاش ہے؟" حجر نے اندازہ لگایا۔

New Era Magazine

"جی بالکل...ڈی این اے ٹیسٹ کے بعد یہ کنفرم ہو گیا ہے کہ یہ لاش علی کی ہی ہے."ہاتھ میں پکڑی فائل کے صفحے پلٹتے ہوئے میڈیکل اگزیمینر بولا.

"علی کو 20 مئی کو اغواہ کیا گیا جبکہ اسے جون میں قتل کیا گیا.اس کا مطلب ہے کہ علی تقریباً ایک ماہ انسب کی قید میں رہا ہے."

"ہمم"

"کیا باقی سب بچوں کے ڈی این اے میچ کر گئے ہیں؟"حجر نے سوال کیا.

"پانچ بچوں کے ڈی این اے سیمپل دیے گئے تھے مجھے.وہ پانچ کے پانچ ان ڈیڈ باڈیز کے ڈی این اے سے میچ کر گئے.بس اس باڈی کا سیمپل کسی سے میچ نہیں ہوا."انہوں نے چوتھے نمبر پر رکھی گئی لاش کی جانب اشارہ کیا.

"میرے خیال سے یہ وہ بچہ جس کی رپورٹ درج نہیں کروائی گئی.اس بچے کے والدین کی وفات ہو گئی تھی اور یہ ایک یتیم خانے میں قیام پزیر تھا.یتیم خانے میں پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس کے اغواہ کی خبر ملی تھی.چونکہ اس کے والدین حیات نہیں تھے تو ڈی این اے سیمپل نہیں مل سکا."حجر نے انہیں تفصیل بتائی.

"اوکے"کہتے ساتھ ہی میڈیکل اگزیمینر نے ہاتھ میں پکڑی پوسٹ مارٹم کی فائل حجر کی جانب بڑھائی. حجر خاموشی سے فائل پر درج ڈیٹیلز پڑھنے لگی.

"Cause of death: Ketamine overdose"

سطر میں لکھے الفاظ اس نے زیر لب دہرائے پھر میڈیکل ایگزیمینر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے سوالیہ انداز میں بولی

"کیٹامین؟ یہ تو ایک اینستھیٹک ڈرگ ہے نا؟"

"جی... مگر کلینیکل ڈوز ایک سے دو ملی گرام فی کے جی ہوتی ہے. اس سے زیادہ مقدار خطرناک ہے اور گیارہ ملی گرام فی کے جی مہلک ہے. ان ڈیڈ باڈیز کے بلڈ میں کیٹامین کی بڑی مقدار موجود ہے اور اس ڈرگ کی زیادہ مقدار کے باعث ہی ان بچوں کی موت واقعہ ہوئی ہے. کیٹامین باڈی میں انجیکٹ کرنے کے تین طریقے ہیں. اس کی پاؤڈر فارم کو کسی ڈرنک کے ساتھ نگلنا, لیکویڈ فارم میں مسلز میں انجیکٹ کرنا اور وین میں انجیکٹ کرنا. پاؤڈر فارم میں نگلنے کی صورت میں یہ ڈرگ پانچ سے پندرہ منٹ کے دوران اثر کرنا شروع کرتا ہے. جب اسے مسل میں انجیکٹ کیا جاتا تو ایک سے پانچ منٹ میں کیٹامین کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اگر اسے سب سے خطرناک طریقے یعنی وین انجیکٹ کیا جائے تو صرف تیس سیکنڈ کے اندر اندر یہ ڈرگ اپنا اثر دکھانا شروع کر دیتا ہے. ان ڈیڈ باڈیز میں یہ ڈرگ ڈائریکٹ وین میں انجیکٹ کیا گیا ہے جس کے باعث ان کی فوری موت واقع ہوئی ہے." کہتے ساتھ ہی میڈیکل

اگزیمینر نے ایک لاش کے بازو پر سے سفید کپڑا اٹھایا اور کہنی پر بنے چھوٹے سے سرخ نشان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ دوبارہ گویا ہوا

"یہ رہا انجیکشن کا نشان۔ ایسا نشان ہر ڈیڈ باڈی پر موجود ہے۔"

"مرنے کے سبب تو واضح ہو گیا ہے مگر ان ڈیڈ باڈیز کے چہرے پر موجود نشانات؟"

حجر ان نشانات کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

"سکیلپل کے ذریعے کاٹا گیا ہے سکن کو"

"ایپی ڈرمس کی موٹائی تقریباً 0.1 ملی میٹر ہوتی ہے۔ کیا اتنی باریک لیئر کو الگ کرنا ممکن ہے؟" حجر نے تعجب سے پوچھا۔

"ممکن ہے تبھی تو انسب نے ایسا کیا ہے۔ اصل میں ایپی ڈرمس کو ڈرمس سے الگ کرنے کا تجربہ چوہے کی سکن پر کیا جاتا ہے۔ چوہے کی سکن پر دس سیکنڈ کے لیے مائیکرو ویوز ڈالی جاتی ہیں جس کے باعث ایپی ڈرمس اور ڈرمس علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں سکیلپل کے ذریعے کھرچ کر انہیں مکمل طور پر الگ کر لیا جاتا ہے۔ سکن کی لیئر کو الگ کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے۔ انسب نے یہ طریقہ انسانی جلد پر اپلائے کیا ہے۔" اس نے تفصیل بتائی۔

''ان نشانات کی تصویریں دیکھتے ہوئے ایک چیز نوٹس کی ہے میں نے. یہ دیکھیں جس بچے کو سب سے پہلے قتل کیا گیا تھا اس کے چہرے پر نشانات صفائی سے نہیں بنائے گئے. ایک دفعہ دیکھنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی ناتجربہ کار شخص کا کام ہے. اس سے اگلے نمبر پر قتل ہونے والے کے بچے کے چہرے کے نشانات پچھلے کی نسبت بہتر ہیں. اس سے اگلے بچے کے اس کی نسبت صفائی سے بنائے گئے ہیں اور پھر سب سے آخری بچے کے نشان بڑی مہارت سے بنائے گئے ہیں. دیکھنے میں لگتا ہے کہ کسی تجربہ کار شخص نے انھیں بنایا ہے. میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شروع میں وہ اناڑی تھا مگر اب وہ اس کام میں مہارت حاصل کر چکا ہے. اپنی پچھلی غلطیوں سے سیکھ کر خود کو بہتر کرتا گیا اور آخر میں وہ اس کام میں ایکسپرٹ ہو گیا." حجر کی بات سن کر پینتالیس سالہ میڈیکل ایگزیمینر نے اسے توصیفی نگاہوں سے دیکھا.

''منہ کے نشانوں کے بارے میں آپ ایسا کہہ سکتی ہیں مگر یہ باز کے ٹیٹو نما نشان بنانے میں وہ پہلے دن سے ایکسپرٹ تھا. پہلے قتل ہونے والے بچے کے ہاتھ پر بھی یہ نشان اتنی ہی مہارت سے بنایا گیا ہے جتنی مہارت سے حال ہی میں اغواہ ہونے والے بچے کے ہاتھ پر." ان کے منہ سے باز کے نشان کا ذکر سن کر حجر بے آرام ہوئی تھی.

''ہمم" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی.

New Era Magazine

”ان ڈیڈ باڈیز سے برآمد ہونے والی سب سے اہم چیز تو میں آپ کو دکھانا بھول ہی گیا۔" ان کی بات پر حجر نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جواب فائل کے صفحے تیزی سے پلٹ رہا تھا۔ فائل میں رکھے گئے دو صفحے نکالنے کے بعد انہوں نے سر اٹھایا۔

”یہ ان ڈیڈ باڈیز سے برآمد ہوئے ہیں۔" وہ صفحے حجر کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولا۔ حجر نے خاموشی سے وہ صفحے تھامے اور انہیں دیکھنے لگی۔ ان صفحوں پر کرپٹو گرام درج تھے۔ ان بے ترتیب الفاظ کو ایک نظر دیکھتے ہی اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ کچھ دیر انھیں دیکھنے کے بعد اس نے سر اٹھایا اور میڈیکل اگزیمینر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

”یہ میں حل کرلوں گی۔" کہتے ساتھ ہی اس نے وہ صفحے فائل میں رکھے اور فائل لے کر دروازے کی جانب چل دی۔ راہداری کراس کرنے کے وہ ہسپتال کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔ دروازے سے کچھ فاصلے پر آفیسر رضا حمید اور الہان کھڑے جانے کون سے راز و نیاز کرنے میں مصروف تھے۔ اسے قریب آتا دیکھ کر وہ دونوں خاموش ہو گئے تھے۔

”مل گئی آٹوپسی رپورٹ؟" الہان نے سوال کیا

”ہمم" اسے جواب دے کر وہ آفیسر رضا کی جانب متوجہ ہوئی۔

''ڈیڈ باڈیز کو ان کی فیملیز کے سپرد کر دیں."

''ٹھیک ہے میم."مودب انداز میں کہنے کے بعد آفیسر رضا وہاں سے چلے گئے.

"آپ کو کرپٹو گرام سولو کرنے آتے ہیں نا؟"اب کی بار وہ الہان سے مخاطب تھی.

''جی.... مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ کیا اس دن والا کرپٹو گرام حل کروانا ہے؟"وہ پرجوش انداز میں بولا

''نہیں...وہ والا میں خود کر لوں گی.آپ یہ انسب کے دیے گئے کرپٹو گرام جلدی سے حل کریں."اس نے فائل میں سے وہ دو صفحے نکال کر الہان کی جانب بڑھائے.

''ٹھیک ہے.انھیں میں حل کر لوں گا.یہ لیں گاڑی کی چابی."اس نے چابی اس کی جانب بڑھائی تو حجر نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگی.

''میں یہ کرپٹو گرام حل کروں گا تو ظاہر سی بات ہے کہ آپ گاڑی ڈرائیو کریں گی. اب ایک وقت میں دو کام تو میں کر نہیں سکتا."اس کے تاثرات دیکھ کر الہان نے تفصیل بتائی.اس کی بات سن کر حجر گاڑی کی چابی تھام کر کندھے اچکاتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گئی.

....

کرائم برانچ کی ساری ٹیم ایک بار پھر کانفرنس روم میں جمع تھی. سکرین کے آگے کھڑی حجرا نہیں آٹوپسی رپورٹس میں لکھی گئی تفصیلات بتا رہی تھی.

"آج کے لیے اتنا بہت ہے. آپ سب کل رات سے آن ڈیوٹی ہیں اس لیے اب سب اپنے اپنے گھر جا کر آرام کریں. کل صبح تفتیش کا سلسلہ دوبارہ یہیں سے جوڑیں گے."

اس کی بات سن کر وہاں موجود سب افراد کے مرجھائے چہروں پر مسکراہٹ آئی.

"شکریہ میم" وہ سب ایک ساتھ بولے. حجر نے سر کے اشارے سے ان کے شکریہ کا جواب دیا. ایک ایک کر کے وہ سب کانفرس روم سے نکل گئے ان کے جاتے ہی الہان بھی جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا

"آپ کدھر جا رہے ہیں؟" اسے دروازے کی جانب بڑھتے دیکھ کر حجر نے سوال کیا.

"خود ہی تو آپ نے کہا ہے کہ گھر جائیں اور آرام کریں." الہان نے جواب دیا.

"میں نے آپ سے نہیں کہا. آپ یہاں تشریف رکھیں." اس کا اشارہ کرسی کی جانب تھا. اس کی بات سن کر الہان کندھے اچکاتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا.

"کرپٹو گرام ڈیکوڈ ہو گئے؟" الہان کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے سوال کیا.

''ہمم... یہ لیں" کہتے ساتھ ہی الہان نے وہ صفحے اس کی جانب بڑھائے. حجر نے خاموشی سے ان کو تھاما اور ایک نظر دیکھے بغیر فائل میں رکھ دیا.

''آپ کو یاد ہو تو کچھ دن پہلے میں نے آپ سے سوال کیا تھا جس کے جواب میں آپ نے کچھ وقت مانگا تھا. میرے خیال میں جتنا وقت آپ کو مل چکا ہے وہ بہت ہے." ٹیبل پر رکھا کرسٹل بال ہاتھ میں گھماتے ہوئے حجر بولی.

''ٹھیک ہے. پوچھیں جو پوچھنا ہے." دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنستا نے ہوئے وہ بولا.

''آپ نے اس دن چھبیس سال پہلے والے ایک کیس کا ذکر کیا تھا جس میں مجرم نے وکٹم کے ہاتھ پر باز کا نشان بنایا تھا. کیا آپ اس کیس میں وکٹم تھے؟"اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے حجر نے سوال کیا.

''صرف میں ہی نہیں آپ بھی اس کیس کی وکٹم ہیں. تبھی تو یہ نشان آپ کے ہاتھ پر ہے."الہان نے انکشاف کیا.اس کی بات پر حجر ایک لمحے کے لیے کچھ بول نہ پائی.

''کیا آپ اس کیس کی تفصیل بتانا پسند کریں گے؟"

"میں نہیں جانتا اس کیس کا آغاز کب ہوا تھا. اپنی چند دھندلی یادوں کے علاوہ مجھے اتنا ہی معلوم ہے جتنا بابا نے بتایا تھا." الہان کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام دہ انداز میں بیٹھتے ہوئے بولا.

"آپ کے بابا کی بتائی گئی معلومات سے شروع کرتے ہیں." وہ پر سوچ انداز میں بولی.

اس کے پوچھنے پر الہان نے مرتضی کی گوادر سے واپسی پر احتشام کے ڈرگ کیس میں انوالو ہونے سے لے آنیہ کی ڈیتھ تک ساری بات اسے بتائی. آنیہ کی وفات کا سن کر وہ افسردہ ہوئی تھی مگر جلد ہی اپنے جذبات پر قابو پا کر اس نے اگلا سوال کیا

"اب آپ اپنی سائیڈ والی بات بتائیں. بتائیں کہ آپ کی فرسٹ میموری کب کی ہے؟"

"اندھیرے میں ڈوبی کال کوٹھری کی. مجھے وہاں بیڑیاں ڈال کر رکھا گیا تھا." بے تاثر چہرہ لیے وہ یوں بتا رہا تھا جیسے وہ اپنی نہیں کسی اور کی بات کر رہا ہو.

"کس نے قید کیا تھا آپ کو وہاں؟" اس کی بات سن کر تعجب سے حجر نے سوال کیا.

"وہ شخص خود کو 'صیاد' کہتا تھا اور اپنے ہر وکٹم کے ہاتھ پر باز کا نشان بناتا تھا اس سے زیادہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا." اس شخص کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لہجے میں ایک عجیب سی سرد مہری تھی.

”کیا آپ نے اس کا چہرہ دیکھا تھا؟"

”وہ ہمیشہ چمڑی کا ماسک پہنتا تھا اس لیے کسی نے بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔"اس کی دائیں ٹانگ اب مسلسل حرکت کر رہی تھی۔اس کی ٹانگ کی حرکت اس کی بے سکونی کا ثبوت تھی۔

”کتنا عرصہ آپ وہاں رہے تھے؟"حجر اس کے چہرے کے تاثرات کا بڑے غور سے جائزہ لے رہی تھی۔

”تقریباً تین سال میں اکیلا وہاں رہا تھا۔"اس کی نظریں میز کی سطح پر جمی تھیں۔

”اس عرصے کے دوران کبھی اس شخص نے آپ کو ذہنی یا جسمانی طور پر ٹارچر کیا؟"

حجر اس کے سرد چہرے کے پیچھے چھپی تکلیف محسوس کر رہی تھی۔

“I tried so hard to forget all that and now you are bringing that up.”

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا۔

”میں جانتی ہوں کہ اپنی کمزوری تسلیم کرنا،اپنی زندگی کی تلخ یادیں ڈسکس کرنا آسان نہیں ہوتا مگر یہ سب بتانے سے اگر کسی کی جان بچ جائے تو سودا گھاٹے کا نہیں ہے۔"

حجر نے نرم لہجے میں اسے کنونس کرنا چاہا۔

"وہ شخص سائیکو پیتھ تھا. اپنے اندر کی فرسٹریشن وہ دوسروں پر نکالتا تھا. وہ مجھے اپنی طرح بنانا چاہتا تھا اس لیے وہ مجھے ڈارک سٹوریز پڑھنے کے لیے دیتا تھا. جسمانی تشدد کے علاوہ وہ مجھے ذہنی طور پر بیمار کرنا چاہتا تھا." یہ اس کی ذات کا وہ حصہ تھا جس کے متعلق آنیہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا.

"اسی ٹراما کے باعث آپ کو ایس پی ڈی ہوا تھا؟" اس کے منہ سے ایس پی ڈی کے متعلق سن کر الہان کو شاک لگا.

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" حیرت پر قابو پاتے ہوئے اس نے استفسار کیا.

"میں نے آپ کی گاڑی میں پڑی ڈکشنری دیکھی تھی. ڈکشنری میں ہائی لائٹ ہوئے الفاظ دیکھ کر مجھے پتا چلا تھا کہ آپ کو ایس پی ڈی ہے. اس کے علاوہ آپ کی شخصیت میں بھی اس بیماری کے چند اثرات محسوس کیے ہیں میں نے." اس کی بات سن کر الہان کو شدت سے احساس ہوا کہ اس کے لیے حجر سے کوئی بات چھپانا بہت مشکل ہے. اس کے سامنے بیٹھی لڑکی واقعی دوسرے کی ذات کے اندر جھنکنا جانتی تھی. وہ بڑی آسانی سے اس کا وہ راز پا گئی تھی جسے وہ سب کی نظروں سے چھپاتا آیا. اس کے دوست جو دس سال سے اس کے ساتھ قیام پزیر تھے آج تک انھیں بھی اس کی سرد مہری کے پیچھے چھپی وجہ معلوم نہیں ہوئی تھی اور وہ چند ملاقاتوں میں ہی جان گئی تھی.

”مجھے ایس پی ڈی ہے نہیں.... تھا۔" الہان نے تصحیح کرنا ضروری سمجھا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ ایس پی ڈی ہر قابو پا چکے ہیں۔ میرا یہ سوال کیس سے جڑا تو نہیں ہے مگر پھر بھی میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ نے اس بیماری کو زیر کیسے کیا؟ میں نے نفسیاتی بیماریوں سے متاثر لوگ دیکھے ہیں اور ایسے لوگ کبھی نارمل زندگی نہیں گزار پاتے مگر آپ غیر معمولی طور پر ایک نارمل زندگی گزار رہے ہیں۔ چند ایک باتوں کے علاوہ آپ کا رویہ بالکل عام لوگوں جیسا ہے۔ اگر میں سائیکالوجسٹ نہ ہوتی تو شاید ساری زندگی یہ جان نہ پاتی کہ آپ کو ایس پی ڈی تھا۔ میں واقعی وہ وجہ جاننا چاہتی ہوں جس نے آپ کو کیور کیا ہے؟" حجر نے دلچسپی سے سوال کیا۔

”اگر میں آپ کے سوال کا جواب نہ دینا چاہوں تو؟" اپنے جھکا سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ بولا۔

”تو میں بالکل بھی مائنڈ نہیں کروں گی۔ آپ کی مرضی ہے میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتی۔ اگلے سوال کی جانب بڑھتے ہیں۔ تین سال سال قید میں رکھنے کے بعد کیا صیاد نے آپ کو آزاد کر دیا تھا؟" الہان کا گریز دیکھ کر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے اگلا سوال کیا۔

''نہیں... تین سال بعد اس نے میرا پنجرا تبدیل کیا تھا. جانے اس کو کیا سوجھی تھی کہ ایک دن اس نے مجھے اس کوٹھری میں منتقل کر دیا جہاں اس نے پھپھو کو قید کیا تھا."

''آپ کی پھپھو؟ یعنی آنیہ علوی؟ کیا اس شخص نے ان کو بھی وہاں بندی بنا کر رکھا تھا؟"اب کی بار حجر کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا.

''ہمم... شروع کے تین سال میں اور پھپھو الگ الگ قید تھے بعد میں اس نے ہمیں ایک کوٹھری میں بند کر دیا تھا. میں صرف چار سال کا تھا جب میں ان سے الگ ہوا تھا اسلیے مجھے ان سے اپنا رشتہ یاد نہیں تھا. میرے لیے وہ اجنبی تھیں مگر وہ پہلی نظر میں مجھے پہچان گئی تھیں. مجھے اس حال میں دیکھ کر انہیں بہت تکلیف ہوئی تھی. میرے غیر معمولی رویے اور تنہائی پسند طبیعت دیکھ کر سب سے پہلے انہوں نے میری بیماری کی تشخیص کی تھی اور مجھے تنہائیوں سے نکالنے کی سب سے پہلی کوشش بھی انھوں نے ہی کی تھی. وہ ڈکشنری جو آپ نے گاڑی میں دیکھی تھی اس سے پھپھو مجھے پڑھاتی تھیں. جذبات سے متعلق الفاظ ہائی لائٹ کر کے وہ مجھے ان کی پہچان اور ان جذبات کا اظہار کرنے کے متعلق بتاتی تھیں. بیماری سے متاثر ہونے کے بعد آنی وہ پہلا نفوس تھیں جس سے میں مانوس ہوا تھا. آپ کو معلوم ہو گا شیز وائڈ پر سنلٹی ڈس آرڈر کے

مریض اپنے ارد گرد موجود لوگوں سے انٹریکٹ نہیں کرتے. میں بھی ایسا ہی تھا مگر پھپھو کی توجہ نے مجھے اس فیز سے نکلنے میں مدد دی. "اس کے لہجے میں آنیہ کے لیے محبت حجر واضح محسوس کر رہی تھی.

"کیا وہ شخص آپ کی پھپھو کو بھی ٹارچر کرتا تھا؟" ماں کہہ کر آنیہ علوی کا حوالہ دینا اسے عجیب لگ رہا تھا اس لیے اس نے الہان کی پھپھو کہنا بہتر سمجھا.

"نہیں.... وہ صیاد آپ کی مدر کو ٹارچر نہیں کرتا تھا. "الہان 'آپ کی مدر' پر زور دیتے ہوئے بولا. حجر اس کے 'مدر' پر زور دینے کا مطلب جان کر بھی انجان بن گئی.

"کتنی عجیب بات ہے نا کہ وہ شخص آپ کو تکلیف پہنچاتا تھا مگر آپکی پھپھو کو نہیں"

"پہلی بات تو یہ کہ وہ صرف میری پھپھو نہیں, آپ کی مدر بھی ہیں اسلیے آپ اپنا طرز مخاطب بدلیں. رہی بات انہیں تکلیف نہ پہنچانے کی تو یہ بات میری سمجھ سے بھی باہر ہے. صرف پھپھو کو ہی نہیں وہ وہاں موجود دوسری عورتوں کو کچھ نہیں کہتا تھا. ظلم کا نشانہ بنتے تھے تو صرف بچے."

"کیا وہاں آپ دونوں کے علاوہ اور بھی لوگ تھے؟" اس کے ہاتھ میں موجود کرسٹل اب دوبارہ حرکت کرنے لگا تھا.

''سلاخوں کے اس پار اندھیرے میں آٹھ سال کے طویل عرصے کے دوران صیاد کے علاوہ مجھے کبھی کوئی اور نظر نہیں آیا. مگر بعض اوقات لہروں کے شور کے ساتھ چیخوں کی آوازیں بھی سنائی دیتی تھیں. ان آوازوں سے محسوس ہوتا تھا کہ وہاں ہمارے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے."

''لہروں کا شور؟" حجر نے بھنویں اچکائیں.

''ہم بحری جہاز میں تھے." الہان نے وضاحت دی. بحری جہاز کا لفظ سن کر حجر کے دماغ میں جھماکا ہوا.

''آپ لوگ بحری جہاز میں تھے اور جب میں مور اور فار کو ملی تھی تو تب میرے قریب بھی انھیں کارگوشپ کا ٹکٹ ملا تھا." وہ خود کلامی کے انداز میں بول رہی تھی مگر خاموشی کے ہونے باعث اس کی دھیمی آواز الہان کے کانوں تک باآسانی پہنچ گئی تھی.

''میں, آپ, پھپھو اور ہارون چچا ایک ساتھ غائب ہوئے تھے. پھپھو اور مجھے تو اس شخص نے قید کر لیا تھا. آپ کو وہ شپ کے ذریعے دبئی لے گیا تھا. پر اگر اس نے آپ کو وہاں جا کر مارنا ہی تھا تو یہاں پاکستان میں کیوں نہیں مارا؟" الہان نے چونکتے ہوئے پوچھا.

”جو شخص مجھے کار گو شپ کے ذریعے لے کر گیا تھا اس نے مجھے مار کر نہیں پھینکا تھا.

مجھے یہاں سے لے کر جانے والا کوئی اور تھا اور زخمی حالت میں پھینکنے والا کوئی اور تھا."

حجر نے اسے تفصیل بتائی.

”آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہے؟"

”جب میں فار کو ملی تھی تب میرے زخمی وجود پر ناخنوں کے نشان ملے تھے. وہ نشان کسی بچے کے ناخنوں کے تھے. اس کے علاوہ جہاں مجھے پھینکا گیا تھا صبح کی روشنی میں وہاں جوتوں کے نشان بھی ملے تھے. وہ نشان بھی کسی بچے کے پیروں کے تھے. صرف یہی نہیں اس بچے کے دونوں پیروں میں فرق تھا. دائیں پاؤں کا سائز بڑا تھا جبکہ بائیں پاؤں کا سائز چھوٹا تھا." حجر نے فار کی دی گئی فائل میں لکھی معلومات اسے بتائی.

”صیاد ہی آپ کو پاکستان سے لے کر دبئی گیا تھا مگر دبئی جا کر اس نے آپ کو کسی بچے کے حوالے کر دیا تھا اور پھر اس بچے نے آپ کو زخمی حالت میں سڑک کنارے چھوڑا. میرے خیال میں وہ بچہ پچھلے چھبیس سال میں بڑا ہو گیا ہے اور اب وہ پاکستان آ کر بچے اغواہ کر رہا ہے." الہان نے دونوں کیس کی کڑیاں جوڑیں.

''ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ صیاد نامی شخص ہی اب بچے اغواہ کررہا ہو کیونکہ باز کا نشان صیاد ہی اپنے وکٹمز پر بناتا تھا اور چمڑی کا ماسک بھی وہی پہنتا تھا۔" حجر نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

''صیاد ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مر گیا تھا۔"

''کب؟ کس طرح؟"اس نے پے در پے سوالات کیے۔

''ہمیں اس قید میں آٹھ سال گزارے چند ہی ہوئے تھے۔اس دن آنی کی طبیعت خراب تھی۔وہ صبح سے نیم بے ہوشی میں تھیں۔میں ان کے بستر کے قریب بیٹھا ان کا سر دبا رہا تھا جب مجھے سلاخوں کے اس پار آہٹ محسوس ہوئی۔آہستہ آہستہ وہ آہٹ قدموں کی آواز میں بدلنے لگی پھر گن کے فائر کے ساتھ کالے ماسک سے چہرہ ڈھانپے ایک شخص نے اس کال کوٹھری کے دروازے پر لگا تالا توڑا۔فائر کی آواز پر سہم کر میں پھپھو کے بے ہوش وجود کے ساتھ لگ گیا تھا۔مجھے خوف زدہ دیکھ کر وہ شخص میرے قریب آکر گویا ہوا

''ڈرو نہیں۔میں تمہیں اس قید سے نکالنے آیا ہوں۔جلدی سے اپنی پھپھو کو یہاں سے باہر نکالنے میں میری مدد کرو کیونکہ وہ صیاد کچھ دیر میں واپس آجائے گا۔"اتنا کہہ کر اس شخص نے میرا پاؤں بیڑی سے آزاد کیا اور مجھے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ

آنی کو جہاز سے باہر لانے لگا. جس بحری جہاز میں ہم تھے وہ اس وقت گوادر پورٹ پر کھڑا تھا. وہ شخص ہمیں جہاز سے نکال کر کچھ فاصلے میں کھڑی اپنی گاڑی میں بٹھا رہا تھا جب وہ صیاد واپس آیا. ہمیں فرار ہوتا دیکھ کر اس نے بندوق کی نال ہم پر تانی مگر اس کے فائر کرنے سے پہلے ہی اس شخص نے صیاد کے دل کا نشانہ لے کر اس پر فائر کیا. گولی لگنے سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا اور ہم اس شخص کے ساتھ اپنی منزل پر گامزن ہو گئے. پھپھو کی حالت کے پیش نظر وہ شخص ہمیں ہسپتال کے باہر چھوڑ کر چلا گیا تھا. لاوارث بے ہوش عورت اور بچے کو دیکھ کر ہسپتال کا گیٹ کیپر ہمیں اندر لے گیا. بعد میں جب پولیس آئی تو وہ پھپھو کو پہچان گئی تھی کیونکہ بابا نے ہماری گمشدگی کا کیس فائل کیا ہوا تھا. ہسپتال کی انتظامیہ نے بعدازاں بابا کو بلایا تھا."بغیر سوچے سمجھے وہ رٹا رٹایا جواب دے رہا تھا. سوچوں میں الجھی حجر اس کے انداز پر غور ہی نہ کر پائی اگر غور کر لیتی تو جان جاتی کہ وہ کتنا سچ کہہ رہا ہے.

"صیاد اس دن مر گیا تھا اب وہ بچہ جو کہ پچھلے چھبیس سال میں جوان ہو چکا ہے صیاد کا انداز اپنا کر اغواہ کر رہا ہے. صیاد ہی کی طرح وہ بھی اپنے وکٹمز کے وجود پر باز کا ٹیٹو بنا رہا ہے."اس کی بات ختم ہونے پر حجر بولی.

"کیا آپ نے مختلف وکٹمز کے وجود پر بنے باز کے نشان میں فرق محسوس کیا ہے؟"

الہان نے اس کی توجہ باز کے نشان کی جانب مبذول کروائی.

"ہمم....ان باز کے نشان سے ہر وکٹم کا مستقبل ظاہر ہوتا ہے. آپ کے ہاتھ پر جو نشان ہے اس میں باز کے پر نہیں ہیں جس کا مطلب ہے کہ آپ قید میں رہیں گے. میرے ہاتھ پر جو نشان ہے اس میں باز کے پر آدھے کٹے ہوئے ہیں یعنی میں اڑنے کی کوشش کر سکتی ہوں مگر لوٹ کر مجھے اپنے صیاد کی قید میں ہی آنا ہے. جو بچے مر چکے ہیں ان کے ہاتھ پر جو باز بنا ہے اس کی آنکھیں بند ہیں جبکہ فصیحہ کے اغواہ کے وقت جو باز ملا تھا اس کی آنکھیں کھلی تھیں. ان کھلی آنکھوں کا مطلب ہے کہ وہ فصیحہ کو مارے گا نہیں. "حجر پہلے دن سے باز کے نشان میں فرق محسوس کر چکی تھی تبھی بے جھجک بولی.

"بالکل" الہان نے تائیدی انداز میں سر ہلایا. اس کے چہرے پر کچھ دیر پہلے والا سرد پن اب ختم ہو چکا تھا.

"مگر ایک بات میری سمجھ نہیں آرہی کہ صیاد نے ہماری گاڑی پر کیوں حملہ کیا تھا؟ آپ کے بابا کی گاڑی بھی تو اسی ہائی وے سے گزری تھی پھر اس نے آپ کے بابا کی گاڑی پر فائرنگ کیوں نہیں کی؟ ہماری گاڑی پر ہی فائرنگ کیوں کی تھی؟ کیا آپ کے ہارون چچا کی دشمنی تھی کسی کے ساتھ؟" حجر نے اس سے استفسار کیا.

"ہارون چچا کی تو کسی سے دشمنی نہیں تھی مگر..."

"مگر کیا؟" وہ بے چینی سے بولی.

''مگر کار ایکسیڈینٹ سے کچھ سال پہلے پھپھو دادا جان (عادل علوی) کے ساتھ گوادر گئی تھیں اور تب ساحل سمندر پر ان کا ایک عجیب سے شخص سے ٹکراؤ ہوا تھا. اس شخص کی سرد آنکھوں اور چہرے پر چھائی بے حسی کی وجہ سے پھپھو اس سے خوف زدہ ہو گئی تھیں. اس سفر کے دوران ہی دادا جان کی طبیعت خراب ہوئی تھی اور ایمر جنسی میں انہیں واپس آنا پڑا تھا. ان دو بُرے واقعات کے باعث اگلے چند سال پھپھو نے دوبارہ گوادر کا رخ نہیں کیا. چھبیس سال پہلے بھی وہ گوادر نہ جاتیں اگر اللہ یار انکل کے اصرار کے باعث ہارون چچا انہیں مجبور نہ کرتے. پھپھو کو یقین تھا کہ ساحل پر ملنے والا شخص صیاد ہی تھا. وہ ماسک پہنتا تھا مگر اس کی آنکھوں کے سرد تاثر سے وہ اسے پہچان گئی تھیں." ایک لمحے کے لیے وہ رکا پھر ایک اور بات ذہن میں آتے وہ دوبارہ گویا ہوا

''ایک بات اور... مجھے یاد نہیں ہے مگر پھپھو نے بتایا تھا کہ میں نے اللہ یار انکل کی حویلی کے بیک یارڈ میں صیاد کو دیکھا تھا. اللہ یار انکل کے کہنے پر میں ان کے بیٹے کے ساتھ وہاں کھیل رہا تھا جبکہ باقی سب ڈرائنگ روم میں تھے جس کی کھڑکی بیک یارڈ میں کھلتی تھی. میں نے صیاد کو کھڑکی سے نظر آتے پھپھو اور ہارون چچا کے عکس کو

گھورتے دیکھا تھا. یہ ساری بات مجھے پھپھو نے بتائی تھی."اس نے بات کے اختتام پر آنیہ کا حوالہ دیا.

"صیاد اللہ یار انکل کے گھر میں تھا.اس کا مطلب کہ وہ اسے جانتے ہونگے یا پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہی صیاد کو وہاں بلایا ہو."وہ دونوں بڑے نا محسوس انداز میں ماضی کی گھتیاں سلجھانے میں ایک دوسرے کی مدد کر رہے تھے.

"میرا نہیں خیال کہ وہ صیاد کے ساتھ ملے ہونگے.وہ بابا اور ہارون چچا کے دوست تھے اور ہمیں ڈھونڈنے میں بھی انہوں نے بابا کی مدد کی تھی."الہان نے اسے احساس دلانا چاہا.

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ کہیں نہ کہیں اللہ یار نامی شخص صیاد سے جڑا ہے.اس کا اصرار کر کے ہمیں گوادر بلانا, آپ کو لان میں بھیجنا اور وہاں صیاد کی موجودگی.... یہ سب چیزیں اسے مشکوک ظاہر کر رہی ہیں.کیا وہ اب تک آپ سے رابطے میں ہیں؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولی.

"نہیں... بابا کچھ عرصہ ان سے رابطے میں رہے تھے مگر جب اللہ یار انکل کو فالج ہوا تو ان رابطہ ختم ہو گیا۔"الہان نے اسے آگاہ کیا.

"سہی..."

"اب آگے کیا کرنا ہے؟" الہان نے کیس کے حوالے سے اس کا اگلا قدم جاننا چاہا.

"ایک بات تو یقینی ہے کہ ماضی کے صیاد کا, حال کے انسب کے ساتھ کوئی گہرا اور قریبی رشتہ ہے. ہمیں ان دونوں کے درمیان موجود تعلق کا پتا لگانا ہے. اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اللہ یار کا ان دونوں سے کیا تعلق ہے." حجر نے لائحہ عمل بتایا.

"کیسے پتا چلے گا ان تینوں کا آپس میں تعلق؟" الہان دلچسپی سے بولا.

"گوادر جا کر" وہ اس کی آنکھوں میں چمک آئی.

"سہی"

"گوادر جا کر کم اللہ یار انکل کی حویلی جائیں گے. وہ پیرالائزڈ ہیں مگر کوئی تو ہو گا ان کی فیملی میں جو ہماری مدد کر سکے." حجر نے مزید تفصیلات بتائیں.

"ہمم.... ویسے آپ نے ایک بات محسوس کی ہے؟"

"کیا؟"

"یہی کہ ہم دونوں اگر مل کر کام کریں تو بہت جلد یہ کیس حل ہو سکتا ہے. یہ قول تو آپ نے سنا ہی ہو گا

Team work make, the dream work

میری ذہانت اور آپ کا کریمنالوجی میں تجربہ ایک اچھا کومبو ثابت ہو گا."

"بالکل...اگر آپ چاہیں تو ہم ایک ٹیم کی حیثیت سے کام کر سکتے ہیں." حجر نے آفر دی.

"وہ کیسے؟" وہ دلچسپی سے بولا.

"آپ میرے سیکرٹری بن جائیں." وہ مزے سے بولی. اس کی آفر سن کر الہان تپ اٹھا.

"بہت شکریہ...میں ٹرانسلیٹر کی جاب سے مطمئن ہوں." وہ چبا چبا کر بولا.

"جیسے آپ کی خوشی" حجر ہونٹوں پر ابھرتی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی. اسے جواب دے کر حجر نے جو نہی گردن موڑی اس کی نظر ونڈ سے نظر آتے ڈوبتے سورج کی جانب گئی.

"ماضی کے اوراق پلٹتے ہوئے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا." موبائل سکرین روشن کر کے چھ بجاتی گھڑی کو دیکھتے ہوئے وہ بولی.

"ہممم...چلیں اب؟" اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے الہان نے دریافت کیا

"جی" اس کا جواب سن کر الہان کانفرنس روم سے باہر نکل گیا. میز پر سے چند اہم فائلز اٹھانے کے بعد حجر نے بھی اس کی تقلید کی.

....

"Life is not about having and getting. It's about being and becoming"

....

گوادر کے راستے پر گامزن مرسڈیز بنز میں خاموشی کا راج تھا. ڈرائیونگ سیٹ پر بلیک ٹرٹل نیک شرٹ اور گرے کوٹ میں ملبوس الہان براجمان تھا. مضبوطی سے سٹیرنگ پر ٹکے اس کے دائیں ہاتھ پر کالے رنگ کا بینڈ ہمیشہ کی طرح آج بھی موجود تھا. بظاہر وہ ڈرائیونگ کی جانب متوجہ تھا مگر درحقیقت شیڈز کا سہارا لے کر وہ وقتاً فوقتاً بیک سیٹ پر بیٹھی حجر کی جانب نگاہ ڈالنا نہیں بھولتا تھا. کن انکھیوں سے فرنٹ مرر سے سر جھکائے ہاتھ میں پکڑے صفحات پر کچھ لکھتی حجر کی حرکات و سکنات اور تاثرات کا جائزہ لینے کے دوران اس کی دائیں ٹانگ مسلسل حرکت کر رہی تھی. اعصابی بے چینی کے دوران ٹانگ ہلانا اس کی عادت تھی۔ اس کی بے چینی کی وجہ حجر کے ہاتھ میں موجود صفحے پر درج الفاظ تھے. وہ الفاظ اسی نے ہی مونسٹر کی حیثیت سے لکھے تھے مگر اب وہ میسج پڑھ کر حجر کا ردعمل جاننے کے لیے بے چین تھا. وہ دونوں صبح نو بجے کے قریب اسلام آباد سے گوادر جانے کے لیے روانہ ہوئے تھے. سفر کے دوران حجر نے پسنجر

سیٹ کی نسبت بیک سیٹ پر بیٹھنے کو ترجیح دی تاکہ وہ آرام دہ انداز میں بیٹھ کر چند اہم کام نمٹا سکے۔ان چند کاموں میں سے ایک مونسٹر کا بھیجا کرپٹو گرام ڈیکوڈ کرنا تھا جسے پچھلے کچھ دنوں میں مصروفیت کے باعث وہ ڈیکوڈ نہیں کر پا رہی تھی۔ کیس پر کچھ دیر کام کرنے کے بعد وہ پچھلے چند منٹ سے کرپٹو گرام سے سر کھپا رہی تھی۔گاڑی میں چھائی خاموشی کو الہان کے فون کی کال بیل نے توڑا۔ سکرین پر انٹرنیشنل نمبر دیکھ کر اس نے کان میں لگی بلوٹوتھ ڈوائس کا بٹن دبا کر فون آن کیا۔

"ہیلو!" نظریں سڑک پر مرکوز رکھے وہ بولا۔ فون کی آواز کے باعث حجر کا دھیان بھی اس کی ہی جانب مبذول ہو گیا تھا۔

"ہالو!....الہان مرتضیٰ؟" دوسری جانب سے ایک رعب دار مردانہ آواز میں پوچھا گیا۔

"جی...آپ کون؟" اس کی گھمبیر آواز گاڑی میں پھیلی۔

"میں ایرک پائپر ہوں۔" دنیا کے آخری کونے ناروے میں اپنے گھر کے لان میں بیٹھے فار نے جواب دیا۔ مور بھی ان کے قریب ہی بیٹھی تھیں اور ان کے اصرار پر ہی انہوں نے الہان کو فون کیا تھا۔

"ایرک پائیپر...." اس نے نام زیر لب دہرایا. یہ نام اسے جانا پہچانا لگا تھا مگر چاہنے کے باوجود بھی اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ اس نے یہ نام کہاں سنا ہے. اس کے منہ سے فار کا نام سن حجر حیران ہوئی.

"کیا کہا آپ نے؟" اسے لگا کہ شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے تبھی اس نے دوبارہ کنفرم کرنا چاہا. اس کے سوال کا الہان نے کوئی نوٹس نہ لیا تو وہ دونوں سیٹ کے درمیان موجود جگہ سے آگے ہو کر پسنجر سیٹ پر رکھے اس کے فون پر لکھا نمبر دیکھنے لگی. ایک لمحہ لگا تھا اسے فار کا نمبر پہچاننے میں. صبح ہی تو اس کی فار اور مور سے بات ہوئی تھی اور اس نے انہیں اپنی فیملی واپس ملنے کے متعلق بتایا تھا.

"کون ایرک پائیپر؟" الہان نے فون کی دوسری جانب موجود فار سے استفسار کیا. اس سے پہلے کے فار کوئی جواب دیتے حجر نے پسنجر سیٹ سے فون اٹھا کر کال بند کر دی. اس کی اس کاروائی پر الہان اچھنبے سے بولا.

"کال کیوں کاٹی آپ نے؟اس کے سوال پر حجر سے فوراً کوئی جواب نہ بن پڑا.

"وہ... مجھے فون چاہیے تھا آپ کا میں نے ایک کال کرنی ہے مگر میرے فون کی بیٹری نہیں ہے." اس نے بمشکل بات بنائی. الہان اس کی حرکت پر لب بھینچ کر رہ گیا.

"کرلیں کال آپ" خود پر ضبط کرتے ہوئے وہ بولا.

''شکریہ ''اتنا کہہ کر وہ یوں پوز کرنے لگی جیسے واقعی کسی کو فون کر رہی ہو. فون اس کے ہاتھ میں ہی تھا جب فار کی دوبارہ کال آئی. لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا.

''ہالو فار!'' وہ نارویجین زبان میں بولی. الہان اس کے یوں فون ریسیو کرنے پر اسکا منہ دیکھتا رہ گیا.

''حجر آپ؟'' فار تعجب سے بولے.

''جی فار میں... مسٹر الہان کے فون پر آپ کا نمبر دیکھا تو سوچا کیوں نہ بات کر لوں.''

اس کے ناورِیجین زبان میں بولنے کے باعث ایک لفظ بھی الہان کے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا.

''اچھا'' فار بے دلی سے بولے.

''آپ نے مسٹر الہان کو کسی کام سے فون کیا تھا؟ فون نمبر آپ نے کس سے لیا ان کا؟.... ضرور سائمن سے لیا ہو گا.'' اس نے اندازہ لگایا.

''ہاں سائمن نے ہی دیا ہے الہان کا نمبر.... مجھے کچھ کام تھا الہان سے تبھی میں نے سائمن سے اس کا نمبر لیا ہے.'' انہوں نے تفصیل بتائی.

''اچانک سے کیا کام پڑ گیا ہے آپ کو ان سے؟'' حجر بھنویں اچکا کر بولی.

"ہے ایک کام... آپ الہان سے بات کروائیں میری" فار نے اسے کال کا مقصد بتانا ضروری نہ سمجھا. اس ساری گفتگو کے دوران الہان خاموشی سے بیٹھا یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ لائن کے دوسری جانب ایسا کون سا شخص ہے جس سے حجر اتنی لمبی بات کر رہی ہے. گاڑی اب اس نے سڑک کے ایک جانب روک رکھی تھی.

"جی اچھا فار" وہ مودب انداز میں بولی اور پھر فون الہان کی جانب بڑھایا۔

"کون ہے؟" فون تھامتے ہوئے الہان نے پوچھا.

"فادر ہیں میرے" وہ بادل نخواستہ بولی.

"آپ کے فادر نے مجھ سے کیا بات کرنی ہے؟"

"پوچھ لیں خود ہی" وہ بے نیازی سے بولی تو الہان نے کندھے اچکاتے ہوئے فون کان سے لگایا.

"الہان مرتضی سپیکنگ"

"کیسے ہیں آپ بیٹا؟" فار نے خوش دلی سے سوال کیا.

"الحمدللہ.. آپ بتائیں؟ مور کیسی ہیں؟" اس نے اخلاقاً پوچھا.

"میں تو ٹھیک ہوں مگر آپکی مور حجر کو لے کر کچھ پریشان ہیں. انہی کے مجبور کرنے پر میں نے کال کی ہے آپ کو." فار بے بسی سے بولے.

"مگر کیوں؟ حجر تو بالکل ٹھیک ہے۔" بات کے دوران ہی الہان گاڑی کا دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکل گیا۔ حجر جو بڑے غور سے اس کی بات سن رہی اس کے یوں چلے جانے پر ضبط کا کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گئی۔

"وہ خود کو ٹھیک ظاہر کر رہی ہے مگر اندر ہی اندر اپنے اصلی والدین کی ڈیتھ پر وہ بہت دکھی ہے۔ الیگزینڈرہ (مور) کا تو بس نہیں چل رہا ورنہ وہ اڑ کر حجر کے پاس آ جاتیں اور اس کو دلاسا دیتیں۔ خیر میں نے آپ سے بس یہی کہنا تھا کہ آپ اس کا خیال رکھیں۔" وہ تاکیدی انداز میں بولے۔

"آپ بے فکر رہیں میں حجر کا خیال رکھوں گا۔" وہ سڑک کنارے پڑے پتھروں پر کھڑا تھا جبکہ حجر بند گاڑی کے شیشوں سے غصے سے اسے گھور رہی تھی۔ وہ اس سے فاصلے پر تھا تبھی وہ ایک لفظ بھی سن نہیں پا رہی تھی۔

"آپ کی موجودگی کے باعث اتنا اطمینان تو ہوا کہ کوئی تو ہے جو اس انجان ملک میں حجر کا اپنا ہے۔" فارد دھیمے لہجے سے بولے۔

"نہ یہ ملک حجر کے لیے انجان ہے نہ ہی یہاں کے لوگ۔ ہمیں حجر بہت عزیز ہے۔ اتنے سالوں بعد ملی ہے وہ۔۔۔ اب اسے کچھ ہونے نہیں دیں گے۔۔۔ اور گزرے سالوں میں حجر کا خیال رکھنے کا شکریہ" اس نے اطمینان بخش جواب دیا۔

New Era Magazine

''حجر ہماری بیٹی نہیں ہے مگر میں نے اور الیکزینڈرہ نے کبھی اسے بیٹی سے کم نہیں سمجھا. اپنی بیٹی کا خیال رکھ کر ہم نے آپ پر احسان نہیں کیا.'' فار نرم لہجے میں بولے.

''یہ تو آپ کی خوش اخلاقی ہے.... میں نے خود بھی آپ سے بات کرنی تھی. سوچا تھا فون کروں گا آپ کو مگر اس سے پہلے کہ میں اپنی سوچ پر عمل کرتا آپ نے خود ہی فون کر لیا.'' پاؤں میں پہنے سنیکرز سے پتھر اچھالتا الہان سوچ سوچ کر بول رہا تھا.

''کیا کہنا تھا آپ نے؟'' فار نے استفسار کیا.

''اصل میں نے آپ سے اجازت مانگنی تھی.'' وہ ہچکچا کر گویا ہوا.

''کیسی اجازت؟'' وہ سوالیہ انداز میں بولے.

''آپ نے حجر کی پرورش کی ہے آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی زندگی میں شامل ہونے سے پہلے میں آپ سے اجازت لوں. حجر سے کوئی بھی بات کہنے سے پہلے میں آپ سے اجازت لینا چاہتا ہوں.'' وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا.

''آپ کی ویلوز دیکھ کر مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ کی پرورش اچھے ہاتھوں میں ہوئی ہے. رہی بات حجر کی زندگی میں شامل ہونے کی تو اس بات کا فیصلہ حجر ہی کرے گی. وہ عاقل و بالغ ہے اس لیے اپنی زندگی کا فیصلہ وہ خود کر سکتی ہے. وہ جو فیصلہ کرے گی میں اس کا ساتھ دوں گا.'' فار نے بے جھجک فیصلے کا اختیار حجر کو سونپا.

”ٹھیک ہے۔" لمبی سانس بھرتے ہوئے وہ بولا۔ مزید چند کلمات کا تبادلہ کرنے کے بعد اس نے فون بند کیا اور گاڑی کی جانب واپس مڑا۔

اس گفتگو کے دوران الہان پر سے دھیان ہٹانے کے لیے حجر گاڑی کا جائزہ لینے لگی۔ بونڈ پر نگاہ پڑتے ہی اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ فون پر مصروف الہان کی جانب ایک نگاہ ڈالنے کے بعد وہ احتیاط سے فرنٹ سیٹس کے بیچ موجود جگہ سے آگے کھسک کر سٹیرنگ سے کچھ فاصلے پر بنا سیفٹی باکس کھولنے لگی۔ باکس کھلتے ہی جو چیز اس کی نظروں کے سامنے آئی تھی اسے دیکھ کر اس کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔ وہاں وہی ڈکشنری پڑی تھی جس کے آخری صفحے پر لکھے الفاظ وہ کچھ دن پہلے الہان کے واپس آنے کے باعث پڑھ نہیں پائی تھی۔ جلدی سے اس نے وہ ڈکشنری نکالی اور آخری صفحے پر درج الفاظ پڑھنے لگی

”الہان! آپ کی آنی کبھی بھی آپ سے ناراض نہیں ہو سکتی۔ اگر زندگی کے کسی مقام پر آپ سے کوئی غلطی سرزرد ہو جاتی ہے اور اگر آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہے۔ آپ اپنے کیے پر شرمندہ ہیں تو اللہ سے توبہ کرنا۔ اگر سچے دل سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ جب اللہ سے معافی مانگ لو تو خود کو سزا دینے کی بجائے خود کو معاف کر دینا۔ رہی بات میری تو... آپ میرے لیے اولاد کی طرح ہیں اور ماں باپ

اولاد کی ہر خطا کو معاف کر دیتے ہیں. میں بھی آپ کی ہر خطا کو معاف کر دوں گی."یہ وہ پیغام تھا جو آنیہ نے الہان سے ہونے والی آخری طویل گفتگو کے دوران لکھا تھا.اس دن الہان کے صیاد کو مارنے کا ارادہ ظاہر کرنے کے جواب میں آنیہ نے اسے کہہ تو دیا تھا کہ اگر الہان نے ایسا کچھ کرنے کی کوشش کی تو وہ اسے معاف نہیں کرے گی مگر کچھ لمحوں بعد اسے احساس ہوا تھا کہ اسے یوں نہیں کہنا چاہیے تھا. سخت لہجے میں کہی گئی اپنی بات کا مداوا کرنے کے لیے اس نے الہان کے نام یہ پیغام لکھا تھا.وہ جانتی تھی الہان اس سے بہت محبت کرتا ہے اور اگر زندگی میں کہیں اس سے کوئی ایسی حرکت سرزرد ہو گئی جسے کرنے سے آنیہ نے اسے منع کیا ہو تو آنیہ کا معاف کرنا تو دور کی بات وہ خود کو کبھی معاف نہیں کرے گا.الہان کو اپنی نظروں میں مجرم بننے سے بچانے کے لیے آنیہ نے لکھا تھا کہ وہ کبھی اس سے ناراض نہیں ہو گی.پورا پیغام پڑھنے کے بعد اس نے ڈکشنری بند کی اور اس پیغام کا مطلب سمجھنے لگی.

"آنی!"وہ خود کلامی کے انداز میں بولی.

"کیا یہ آنیہ علوی کو آنی کہتے تھے؟"اس نے خود سے سوال کیا.

"اگر آنی کہتے تھے تو پھر آنی کہنا کیوں چھوڑ دیا؟اب تو مسٹر الہان انھیں پھپھو کہتے ہیں."وہ عادت کے مطابق زیر لب ذہن میں آنے والی سوچ دہرا رہی تھی.

"اور اس پیغام میں آنیہ علوی نے معاف کرنے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ کوئی تو بات ہے ایسی جواب تک منظر عام سے مخفی ہے۔" وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی کہ اسے الہان کے فون بند کر کے واپس گاڑی کی جانب بڑھنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہی الہان نے حجر کا آخری جملہ گوش گزار کیا اور ساتھ ہی اس کی نگاہ حجر کے ہاتھ میں موجود ڈکشنری کی جانب گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کوئی چیز منظر عام سے مخفی نہیں ہے۔ فضول میں ذہن پر زور نہ ڈالیں اور کس سے پوچھ کر آپ نے اس کو ہاتھ لگایا ہے؟" اس کے ہاتھ سے کتاب کھینچنے کے انداز میں لیتے ہوئے وہ سختی سے بولا۔

"یہ کتاب میری مما کی ہے اور اپنی ماں کی چیز لینے سے پہلے مجھے آپ کی اجازت درکار نہیں ہے۔" وہ شان بے نیازی سے بولی۔ اس کی بات پر الہان نے اسے گھورا اور پھر بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ باقی کا راستہ خاموشی سے گزرا تھا۔

....

شام کے سائے کی زد میں گوادر میں مغلیہ طرز تعمیر پر بنی حویلی میں غیر معمولی ہل چل تھی۔ ہوا کے دوش پر سوار ہو کر حویلی کی پہلی منزل پر جدید زمانے کی چیزوں سے

آراستہ کمرے میں جھانکیں تو وہاں ملازموں کی فوج مودب انداز میں سر جھکائے کھڑی تھی۔ قطار میں کھڑے ان ملازموں کا رخ بیڈ کی جانب تھا جہاں دراز فالج زدہ نحیف بوڑھے وجود کے ساتھ تندوتوش قدو قامت کا حامل سردار بہرام خان براجمان تھا۔ بے تاثر سا چہرہ لیے بہرام اس نحیف وجود کے ہاتھ سے ملازموں کو تحفے دینے میں مصروف تھا۔ ملازم تحفے لے کر کمرے سے باہر نکلتے جا رہے تھے۔ وہ فالج زدہ وجود اردگرد سے بیگانہ ہمیشہ کی طرح موتیے کے باعث کلاؤڈی ہوئی آنکھیں ایک نقطے پر جمائے بے حس و حرکت دراز تھا۔ تحفے لے کر آہستہ آہستہ سارے ملازم کمرے سے نکلتے گئے۔ اب وہاں بس حویلی کا خاص ملازم بخش مودب انداز میں کھڑا تھا۔

"چھوٹے سائیں!" بہرام کو کسی سوچ میں ڈوبے دیکھ کر بخش نے اسے مخاطب کیا۔

"ہمم" بہرام چونک کر بولا۔

"کیا بات ہے؟ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔" بخش جھجک کر بولا کہ کہیں سائیں اس کی مداخلت پر ناراض ہی نہ ہو جائیں۔

"باباسائیں کے باعث پریشان ہوں۔ کیا ایسا کوئی راستہ نہیں ہے جس سے باباسائیں کے برے اعمال کا کفارا ادا ہو جائے اور ان پر سے یہ بیماری ٹل جائے۔" وہ اب بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کا پردہ سرکا کر باہر دیکھنے میں مصروف تھا۔

”جب کسی مظلوم کی آہ نکلتی ہے تو وہ آسمان تک جاتی اور اس مظلوم کی آہ کے جواب میں اللہ ظالم کی دراز ہوئی رسی کو کھینچ لیتا ہے۔ وہ لوگ نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ برا کرنے والوں میں بڑے سائیں بھی شامل تھے مگر اللہ تو سب جانتا ہے نا اور یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ مظلوم کی بدعا سے ظالم بچ نکلے۔ سائیں بھی بددعا کی زد میں ہیں۔ ان پر سے بدعا کا اثر اسی وقت ہی ٹل سکتا ہے جب وہ لوگ انہیں معاف کر دیں جن کے ساتھ ان کے باعث ظلم ہوا ہے۔" علی بخش سمجھداری سے بولا۔

”بابا سائیں کا قصور اتنا نہیں تھا جتنا عمزب کا تھا۔" بہرام نے اپنے باپ کو ڈفینڈ کیا۔

”بڑے سائیں کے باعث ہی عمزب کمال ان تک پہنچا تھا۔" بخش نے اسے احساس دلایا۔ بخش کی بات سنتے بہرام کی نظر، کھڑکی سے بیرونی دروازے کے اس پار نظر آتی سڑک پر حویلی کے آگے رکتی مرسڈیز بنز پر پڑی۔

"بخش جاؤ دیکھو اس وقت کون آیا ہے؟" گاڑی پر نگاہ جمائے بہرام نے بخش کو حکم دیا۔ اس کے حکم پر سر ہلاتے بخش سبک رفتاری سے کمرے سے باہر نکلا۔

"میرے خیال میں یہی اللہ یار انکل کی حویلی ہے۔" گاڑی مغلیہ فل تعمیر پر بنی وسیع و عریض حویلی کے آگے روکتے ہوئے الہان بولا۔ اس کی بات سن کر حجر گاڑی کا دروازہ

وا کرتے ہوئے باہر نکلی اور وسیع و عریض رقبے پر پھیلی حویلی کا جائزہ لینے لگی. تفصیلی جائزہ لینے کے بعد وہ حویلی کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھی.

''کیا یہ سردار اللہ یار خان کا گھر ہے؟" دروازے پر کھڑے چوکیدار کو مخاطب کرتے ہوئے حجر بولی. شستہ انگریزی لب ولہجے میں کہی گئی اس کی بات چوکیدار کی سمجھ سے باہر تھی. چوکیدار کے چہرے پر پھیلا نا سمجھی کا تاثر دیکھ کر حجر نے کچھ فاصلے پر کھڑے الہان کی جانب مدد طلب نگاہوں سے دیکھا. الہان اس کی نظروں کا مطلب سمجھنے کے باوجود خود کو انجان ظاہر کرنے لگا. اس کا لاتعلق انداز دیکھ کر حجر جھنجھلا کر گویا ہوئی

''مسٹر سی ای او! کیا آپ میری بات ٹرانسلیٹ کر کے ان تک پہنچا دینگے؟"

''کون؟ میں؟" چہرے پر مصنوعی حیرت کا تاثر لاتے ہوئے وہ اپنی جانب شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بولا.

''کیا آپ کے علاوہ یہاں کوئی اور موجود ہے جو میری مدد کر سکے۔" وہ جل کر بولی.

''مگر آپ نے تو کچھ دن پہلے کہا تھا کہ آپ کو ٹرانسلیٹر کی ضرورت نہیں. اب میں بس ایک ہی شرط پر آپ کی بات ٹرانسلیٹ کروں گا." اس نے اسے زچ کرنا چاہا.

''کیسی شرط؟" وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی.

''یہی کہ آپ اوفیشلی طور پر مجھے ٹرانسلیٹر اپوئنٹ کر لیں."

''ٹھیک ہے..... کیا اب آپ سنجیدگی سے اللہ یار تک پہنچنے میں میری مدد کریں گے؟'' وہ سنجیدگی سے بولی.

''ضرور'' اسے جواب دینے کے بعد الہان چوکیدار کی جانب متوجہ ہوا.

''کیا یہ سردار اللہ یار خان کا گھر ہے؟'' وہ اردو میں بولا. بلوچی زبان بولنے والا چوکیدار بمشکل اس کی بات سمجھ پایا تھا.

''جی صاحب'' ابھی اس نے بات کہی ہی تھی جب بہرام کے حکم پر بخش ان کی جانب آیا.

''کون ہے آپ؟'' بخش نے اسے اللہ یار کے متعلق استفسار کرتے دیکھا تھا تبھی اس نے ان کا تعارف پوچھا.

''الہان علوی.... مرتضی علوی کا بیٹا'' بڑی بڑی مونچھوں والے بخش کو دیکھ کر الہان مرتضی علوی پر زور دیتے ہوئے بولا. مرتضی علوی کا نام سن کر بخش کی آنکھوں میں شناسائی کے رنگ ابھرے.

''انہیں مہمان خانے میں لے کر جاؤ... میں چھوٹے سائیں کو بلاتا ہوں.'' قریب کھڑے ملازم کو حکم دے کر وہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے دوسری منزل پر بنے فالج زدہ اللہ یار کے کمرے تک گیا جبکہ الہان اور حجر ملازم کی تقلید میں قدم بڑھانے لگے. رات

کے اندھیرے میں مصنوعی قمقموں سے روشن حویلی جو حجر توصیفی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی. باغ سے گزر کر وہ اندرونی حصے کی جانب بڑھے جہاں گول دائرے کی شکل میں بنے صحن کے گرد کمرے بنائے گئے تھے. ملازم انہیں دائیں طرف بنے مہمان خانے میں لے آیا. اس مہمان خانے میں قدم رکھتے ہی حجر کے ذہن میں الہان کی صیاد, آنیہ اور ہارون کو گھورنے والی بات گردش کرنے لگی.

"یہ مہمان خانہ کتنے سال پہلے تعمیر کیا گیا تھا؟ میرا مطلب ہے کہ کتنے عرصے سے اس کمرے کو مہمان خانے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے؟" وہ پرسوچ انداز میں بولی.

الہان نے اس کی بات ملازم تک پہنچائی.

"زیادہ تو مجھے نہیں معلوم مگر اتنا پتا ہے کہ یہ حویلی آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے دور حکومت میں تعمیر کی گئی تھی اور جب سے اسے تعمیر کیا گیا ہے یہی کمرہ مہمان خانے کے طور پر زیر استعمال ہے" ملازم نے انہیں تفصیل بتائی. حجر کے سوال کا مقصد بس یہی جاننا تھا کہ آنیہ اور ہارون چھبیس سال پہلے جب یہاں آئے تھے تو کیا تب وہ اسی کمرے میں بیٹھے تھے یا نہیں. ملازم کے جواب سے اسے اپنے مطلب کی بات پتا چل گئی تھی تبھی مزید سوال کیے بغیر کمرے میں بنی واحد کھڑکی کی جانب بڑھی. اس کھڑکی سے اندھیرے میں ڈوبا حویلی کے پچھلے باغ کا گوشہ نظر آ رہا تھا. چھبیس سال پہلے والی

صورتحال تصور کرتے ہوئے اس نے لمحوں میں دہائیوں کا سفر طے کیا۔اب وہ خود کو چھبیس سال پہلے والے اس منظر کا حصہ محسوس کر رہی تھی جہاں وہ سب بے ترتیبی سے کھڑے ہستے مسکراتے ہوش گپیوں میں مصروف تھے۔اس منظر سے مطمئن ہو کر وہ مناسب قدم اٹھاتے ہوئے کھڑکی کی جانب بڑھی جہاں سے اسے چار سالہ الہان چھ سالہ بہرام کے ساتھ کھیلتے ہوئے دکھائی دے رہا تھا۔وہ خاموشی سے ان دونوں کو دیکھنے میں مصروف تھی جب اسے الہان کے رویے میں تبدیلی محسوس ہوئی۔اچانک سے کھیل چھوڑ کر الہان باغ کے نسبتاً ویران گوشے میں دیکھنے لگا۔ایک نظر وہاں دیکھ کر اس نے گردن موڑی اور سہمی نگاہوں سے کھڑکی سے نظر آتے آنیہ اور ہارون کے عکس کی جانب دیکھا۔الہان کا سہما انداز دیکھ کر اس نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اندھیرے گوشے کی طرف دیکھا۔درخت کے سائے میں کالے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس شخص پر نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھیں پھیلیں۔وہ شخص درخت کے سائے میں کھڑا تھا تبھی حجر دور سے اس کی شکل دیکھ نہیں پا رہی تھی۔کھڑکی کراس کر کے وہ اس کی جانب بڑھنے لگی۔ابھی اس نے چند قدم کا فاصلہ ہی طے کیا تھا جب کھنکھار کی آواز پر اس کی سوچوں کو بریک لگا۔لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ حال میں واپس آئی اور کمرے میں داخل ہونے والے مضبوط ڈیل ڈول کے شخص کی جانب متوجہ ہوئی۔سفید شلوار

قمیض, سر پر بلوچی پگڑی اور کندھے پر اجرک اوڑھے سردار بہرام خان نے مہمان خانے میں قدم رکھا. اپنی نشست سے کھڑے ہو کر الہان نے اس سے ہاتھ ملایا اور ساتھ ہی اپنا تعارف کروایا.

"الہان مرتضی"

"بہرام خان... اللہ یار کا بیٹا" اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بہرام بولا. اللہ یار کے نام پر حجر کی دلچسپی بڑھی.

"اللہ یار.... میرا مطلب ہے کہ اللہ یار انکل کہاں ہیں؟" حجر نے بغیر کسی کو مخاطب کیے سوال کیا.

"یہ..." الہان اس کا تعارف کروانے ہی لگا تھا جب بہرام بول اٹھا

"وہ اپنے کمرے میں ہیں بر جھائی." حجر کو بھر جائی کہہ کر مخاطب کرنے کا مطلب ایک لمحے کے لیے الہان سمجھ نہ پایا اور پھر جب غور کرنے پر سمجھ آئی تو غیر ارادی طور پر اس کی نگاہ حجر تک گئی جو نارمل انداز میں بہرام کی بات پر سر ہلا رہی تھی. اس کا انداز دیکھ کر الہان سمجھ گیا تھا کہ اسے بر جھائی لفظ کے مطلب کی سمجھ نہیں آئی. ایک لمحے کے لیے اس نے سوچا کہ بہرام کی غلط فہمی دور کرے یا نہ کرے پھر مزید مشکلات سے بچنے کے لیے اس کی غلط فہمی دور کرنے کا فیصلہ کیا.

''بہرام... یہ حجر ہارون ہیں. ہارون چچا کی بیٹی اور میری فرسٹ کزن" وہ کزن پر زور دیتے ہوئے بولا.

''ہارون انکل اور آنیہ آنٹی کی بیٹی؟ وہ تو اغواہ..." تعجب سے کہتے بہرام کی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب الہان بول پڑا

''واپس مل گئی ہیں."

''یہ تو بہت اچھی بات ہے. ویسے کہاں تھیں یہ اتنے سال؟" بہرام دلچسپی سے بولا. ان دونوں کا یوں بے تکلفی سے بات کرنا حجر کو ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا. اس کو بس اللہ یار سے ملنے کی جلدی تھی دوسری کسی چیز میں اسے دلچسپی نہیں تھی.

''لمبی کہانی ہے. خیر آپ یہ بتائیں کہ اللہ یار انکل کیسے ہیں؟ بابا سے ان کی پیرالائز ہونے کا معلوم ہوا تھا مجھے." الہان موضوع کی طرف آیا.

''بہتر ہونے کی بجائے ان کی طبیعت بگڑتی جا رہی ہے." اس کے لہجے میں اپنے باپ کے لیے پریشانی تھی.

''کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟ دراصل مجھے ان سے چند سوالات کے جواب چاہیں." حجر جلدی سے بولی.

''آپ مل لیں ان سے مگر وہ آپ کے سوالوں کے جواب نہیں دے پائیں گے کیونکہ وہ بول نہیں سکتے۔" بہرام نے انہیں مطلع کیا۔

''بول نہیں سکتے مگر آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے ہاں یا نا میں جواب تو دے سکتے ہیں نہ؟' وہ دو بدو بولی۔

''میری تو کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔ آپ کوشش کر کے دیکھ لیں۔" اتنا کہہ کر بہرام انہیں اللہ یار کے کمرے کا راستہ دکھانے لگا۔ اندرونی دروازے کے سامنے بنی سیڑھیاں چڑھ کر وہ دوسری ں زل پر گئے۔ دائیں جانب بنا تیسرا کمرا اللہ یار کا تھا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی ان دونوں کی نگاہ بستر پر لیٹے نحیف وجود کے حامل اللہ یار پر پڑی۔ ان دونوں نے تصویروں میں اسے دیکھ رکھا مگر اس کے باوجود وہ اسے پہچان نہیں پا رہے تھے۔ وہ شخص جو کبھی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا آج دوسروں کے رحم و کرم پر تھا۔ سہی کہا ہے کسی نے کہ اپنی شخصیت اور طاقت پر مان نہیں کرنا چاہیے ایک وقت آئے گا جب یہ سب چیزیں زوال کا شکار ہو جائیں گی۔ اللہ یار کی شخصیت کا زوال حجر اور الہان نے واضح محسوس کیا تھا۔

''دیکھیں بابا سائیں... آپ سے ملنے الہان آیا ہے۔ الہان یاد ہے نا آپ کو؟ مرتضی انکل کا بیٹا" بہرام مسکراتے لہجے میں انہیں متوجہ کرنے لگا۔

”اسلام علیکم! کیسے ہیں آپ اللہ یار انکل؟" الہان ان کے بستر کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا جبکہ حجر نے ان کے قریب جانے کی کوشش نہیں کی تھی. وہ ان سے ایک فاصلے پر کھڑی خاموشی سے ان کی نظروں کی حرکت کا جائزہ لے رہی تھی. الہان نے ان سے چند سوالات کیے جن کے جواب میں ان کی جانب سے کوئی بھی رد عمل ظاہر نہیں ہوا.

"ان کے حالت کے بارے میں ڈاکٹر کا کیا کہنا ہے؟" حجر نے بہرام سے سوال کیا.

”ڈاکٹرز سے سارا جدید علاج ان پر آزما کر دیکھ لیا ہے مگر کوئی بہتری نہیں آئی." بہرام بے چارگی سے بولا.

”فزیو تھراپی سے بھی فرق نہیں پڑا؟" الہان نے تعجب سے سوال کیا جس کے جواب میں بہرام نے گردن نفی میں ہلائی.

”کیا ان کا دماغ ٹھیک سے کام کر رہا ہے؟ کیا یہ ہماری باتیں سن اور سمجھ سکتے ہیں؟" حجر بستر پر دراز اللہ یار کو دیکھتے ہوئے بولی.

”ہمم... میرا ماننا ہے کہ یہ سب باتیں سنتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں مگر باڈی کے مسلز کی کمزوری کے باعث کوئی رد عمل نہیں کر پاتے." بہرام نے اپنا تجزیہ بیان کیا.

"ٹھیک ہے۔ میں ان سے کچھ دیر بات کروں گی۔ ہو سکتا ہے کہ میری باتیں آپ کو بری لگیں اس لیے آپ باہر جانا چاہتے ہیں تو جا سکتے ہیں۔" وہ بڑی صاف گوئی سے بہرام کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ بے جھجک ہو کر کہیں جو کہنا ہے۔" بہرام نے اسے اجازت دی۔

"جی تو سردار اللہ یار خان میں بس آپ سے ایک سوال کروں گی۔ مجھے تو اس کا جواب معلوم ہے مگر دنیا کی نظر میں آپ کو قصور وار ثابت کرنے کے لیے آپ کا قبول جرم بہت ضروری ہے۔ خود کو زیادہ تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ پلک جھپک کر بھی قبول جرم کر سکتے ہیں۔" چھت پر ٹکی اللہ یار کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے اس نے انہیں جواب دینے کی آسان راہ دکھائی۔

"چھبیس سال پہلے آپ نے میرے ماں باپ کو کس مقصد کے تحت یہاں بلایا تھا؟" اس نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔

"ان کو یہاں بلوا کر آپ نے اس مجرم صیاد کو یہاں بلایا تا کہ وہ انہیں اچھے سے دیکھ لے اور واپسی پر وہ آرام سے انہیں پہچان کر ان پر حملہ کر سکے۔ کیوں کیا آپ نے ایسا؟ کیا بگاڑا تھا میرے ماں باپ نے آپ کا؟" وہ دھیمے مگر تیز لہجے میں ضبط سے سوال کر رہی تھی۔ اس کے سوالوں پر اللہ یار کی آنکھ کا گوشہ نم ہوا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ اتنے سوالوں کے جواب دینے کے قابل نہیں ہیں. ان سب سوالوں کے جوابات میں آپ کے بیٹے سے لے لوں گی. آپ بس اس بات کی تصدیق کر دیں کہ آپ اس سب میں شامل تھے.....بتائیں کہ چھبیس سال پہلے ہائی وے پر ہماری گاڑی پر فائرنگ کروانے اور اس کے بعد ہم سب کے اغواہ ہونے میں آپ کا ہاتھ تھا؟" اس نے چھبیس سال سے آزاد مجرم کو آج کٹہرے میں لا کھڑا کیا تھا. بخش، الہان اور بہرام کی نگاہ اللہ یار پر ٹکی تھی جس کی پلکیں اب آہستہ آہستہ حرکت کر رہیں تھیں. اللہ یار کے پلک جھپکنے پر جہاں بہرام کا سر ندامت سے جھکا وہاں الہان کچھ کہنے کے قابل نہ رہا. اس نے حجر کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ اللہ یار ایسا نہیں کر سکتا مگر آج وہ اپنے دعوے میں سچا ثابت نہ ہو سکا.

"باقی کی داستان سنانا پسند کریں گے آپ مسٹر بہرام خان؟" اب کی بار توپ کا رخ بہرام کی جانب تھا.

"بابا نے ہارون انکل اور مرتضیٰ انکل کے ساتھ مل کر گارمنٹس کی فیکٹری لگائی تھی بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ ہارون انکل اور مرتضیٰ انکل کی فیکٹری میں زبردستی حصہ ڈالا تھا. فیکٹری کی زمین باباسائیں کی تھی جو ہارون انکل کے اصرار پر بھی انہوں نے انہیں فروخت نہ کی. طویل بحث کے بعد طے یہ پایا تھا کہ زمین چونکہ باباسائیں کی ہے اس

لیے تیس فیصد منافع کے حقدار باباسائیں ہونگے. مشینری, تعلقات, دھاگا اور ورکر چونکہ ہارون انکل اور مرتضیٰ انکل کے تھے اس لیے ستر فیصد منافع ان ک ہو گا.

دونوں پارٹیز اس فیصلے پر متفق ہوئی تھیں. پہلے چند مہینوں میں تو باباسائیں فیصلے سے خوش رہے پھر انہیں احساس ہونے لگا کہ ان کی زمین پر فیکٹری لگا کر دوسرے لوگ کیوں منافع کمائیں. ساری پرافٹ انہیں ملنی چاہیے. "ندامت سے سر جھکائے بہرام نے بستر پر لیٹے نحیف وجود کے حامل اللہ یار کے گناہوں کا پردہ اٹھانا شروع کیا.

"اسی سوچ کے ذہن میں آتے ہی ان کے دل میں لالچ آیا اور چونکہ ہارون انکل اسلام آباد ہوتے تھے اس لیے باباسائیں فیکٹری کی پرافٹ میں سے تھرٹی پرسنٹ حصے کے علاوہ, ہارون چچا کی غیر موجودگی میں اور رقم بھی لے لیتے. یہ سلسلہ چند مہینے یونہی چلتا رہا. باباسائیں کی بے ایمانی کے باعث ہارون انکل تک پہنچنے والا منافع رفتہ رفتہ کم ہو جاتا رہا تھا. گرتی ہوئی پرافٹ دیکھ کر انکل نے خود فیکٹری چکر لگانے کا فیصلہ کیا. ایک دو ہفتے کے وقفے سے انکل پھر فیکٹری آ کر اپنی نگرانی میں حساب کتاب کرتے. یوں باباسائیں کے بے ایمانی کرنے کے مواقع کم ہو گئے تھے جس کا انہیں شدید ملال تھا. ہارون چچا کا یہاں آنا انہیں کھٹکنے لگا تھا. وہ انہیں کسی بھی طرح گوادر آنے سے روکنا چاہتے تھے.

اسی دوران باباسائیں تک آنیہ آنٹی کے گوادر آنے کے خوف کی اڑتی خبر پہنچی.

ساتھ ہی انہیں ساحل پر کھڑے شخص کا قصہ بھی معلوم ہو گیا تھا. جیسا نقشہ آنیہ آنٹی نے ساحل پر کھڑے شخص کا پیش کیا تھا ویسا گوادر میں صرف ایک ہی آدمی تھا..... عمزب کمال.. عرف صیاد.... عمزب کا اپنا بحری جہاز تھا اور وہ اکثر و بیشتر عجیب و غریب حرکتیں کرتا پایا جاتا تھا. یہاں کے چند لوگ اور بچے تو اس کے بے تاثر چہرے کے باعث اس سے خوفزدہ رہتے تھے. آنیہ آنٹی کے عمزب سے خوف کا سن کر بابا سائیں نے ایک جال بُنا. انہوں نے سوچا کہ آنیہ آنٹی کو یہاں بلا کر عمزب سے مزید خوفزدہ کیا جائے تاکہ مستقبل میں نہ وہ دوبارہ یہاں آئیں اور نہ ہی ہارون انکل کو یہاں آنے دیں. اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بابا سائیں نے علوی ہاؤس کے سبھی مکینوں کو حویلی بلایا اور ساتھ ہی عمزب سے رابطہ کر کے اسے آنیہ آنٹی کو خوفزدہ کرنے کو کہا. چند روپیوں کے عوض عمزب یہ کرنے پر راضی ہو گیا تھا. آنیہ آنٹی جو کس طرح خوفزدہ کرنا تھا یہ سوچنا اس کی ذمہ داری تھی. عمزب نے بس یہی تقاضا کیا تھا کہ وہ ایک دفعہ اس فیملی کو دیکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ ان کی پہچان کر لے اور اسے اپنے منصوبے پر عمل درآمد کرتے ہوئے کوئی مشکل نہ ہو. بابا نے ہامی بھر لی اور آپ سب کے حویلی پہنچتے ہی بابا سائیں نے عمزب کو مطلع کر دیا. وہ خاموشی سے آ کر بیک یارڈ میں چھپ گیا تھا. کھلی کھڑکی سے اس نے آنیہ آنٹی اور ہارون انکل کو دیکھا اور واپس چلا

گیا. ہم میں سے کسی کو یہاں تک کہ باباسائیں کو بھی اس کا منصوبہ معلوم نہیں تھا. آپ سب کی گوادر سے روانگی کے بعد باباسائیں اس انتظار میں تھے کہ کب عمزب فون کرکے انہیں بتائے کہ کام ہو گیا ہے. باباسائیں کے انتظار کی گھڑیاں ختم نہ ہوئیں کیونکہ عمزب نے دوبارہ انہیں فون کیا ہی نہیں. اگلا فون انہیں سحر کے وقت مرتضی انکل کا موصول ہوا تھا جنہوں نے آپ کی گمشدگی کے بارے میں بتایا. دن طلوع ہوتے ہی باباسائیں آپ کی تلاش میں نکلے اور ہائی وے پر ملنے والی ٹوٹی پھوٹی خالی گاڑی دیکھ بابا کو بھی اتنا شاک لگا تھا جتنا مرتضی انکل کو....." وہ ایک لمحے کے لیے رکا.

"باباسائیں نے کسی کی جان لینے کی یا اغواہ کرنے کی پلاننگ نہیں کی تھی. ان کا مقصد صرف ہارون چچا کو یہاں آنے سے روکنا تھا. قصور بابا کا بس یہی تھا کہ انہوں نے غلط کام کے لیے غلط شخص کا انتخاب کیا." چاہے جیسا بھی تھا مگر تھا تو اللہ یار اس کا باپ ہی نہ تبھی آخری جملے میں ان کی طرف داری کیے بغیر نہ رہ سکا.

''ان کا قصور تھا یا نہیں اس کا فیصلہ کورٹ میں ہو گا. سب کچھ جانتے ہوئے بھی اتنے سال خاموش رہ کر آپ بھی سزا کے اتنے ہی حقدار ہیں جتنے آپ کے والد... خیر سردار اللہ یار خان نے تو اللہ کی طرف سے اپنے گناہوں کی سزا پالی ہے مگر آپ کو سزا

New Era Magazine

میں دلوا کے رہوں گی۔"بلند لہجے میں اپنے بات کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

الہان نے بھی اس کی تقلید کی کیونکہ یہاں رکنا بے فائدہ تھا۔

"حجر!رکیں"وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے باغ کراس کر رہی تھی جب اس کی تعاقب میں چلتے الہان نے اسے روکا۔

"ڈونٹ کال می حجر"وہ غصے سے بولی۔

"اوکے...کام ڈاؤن"دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے وہ سیر نڈر کرنے والے انداز میں بولا۔

"کیوں روکا ہے مجھے؟"اب کی بار اس کا لہجے دھیما تھا۔

"کیا آپ نے بہرام سے عمزب کمال کے بارے میں مزید معلومات نہیں لینی"الہان نے اس کی توجہ عمزب کمال عرف صیاد کی جانب مبذول کروائی۔

"اپنے ماں باپ کے مجرم سے مجھے کسی بھی قسم کی مدد نہیں لینی۔"وہ پختہ لہجے میں بولی۔

"بہرام کا اس سب میں کوئی قصور نہیں تھا۔باپ کے کیے کی سزا ہم بیٹے کو نہیں دے سکتے۔رہی بات اللہ یار انکل کی تو ان کی حالت آپ دیکھ ہی چکی ہیں۔میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کے خلاف کیس دائر نہیں کروانا چاہیے۔"الہان نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

”میں کسی صورت انہیں معاف نہیں کروں گی. اپنے باپ کے گناہوں پر پردہ ڈالنے کی سزا سردار بہرام خان کو ضرور ملے گی. "وہ عزم سے بولی.

”یہ بحث راستے میں بھی ہو سکتی ہیں اسی لیے چلیں یہاں سے "الہان نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب وہ ایک بار پھر سے بول پڑی. وہ دونوں باغ کے بیچ و بیچ کھڑے تھے اور وہاں کھڑے ہو کر بحث کرنا جرکو عجیب لگ رہا تھا تبھی وہ بولی تھی. اس کی بات پر الہان کندھے اچکاتے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھنے لگا.

”جی تو میڈم حکم کریں... کہاں جانا ہے اب؟"گاڑی میں بیٹھتے ہی ماحول کی کسافت کو کم کرنے لیے الہان مخصوص شوفر کا انداز اپناتے ہوئے بولا.

”فلحال کوئی ہوٹل ڈھونڈیں جہاں رات با آسانی گزاری جا سکے. کل صبح اللہ یار کے خلاف کیس فائل کرنے بعد مقامی لوگوں سے عہزب کے بارے میں تفتیش کریں گے. "وہ تو جیسے سب کچھ طے کیے بیٹھی تھی.

”ویسے جب سے آپ پاکستان آئیں ہیں میں شوفر بن کر رہ گیا ہوں. سارا دن آپ کو یہاں سے وہاں لے کر جانے میں ہی گزر جاتا ہے. "وہ دکھی آہ بھرتے ہوئے بولا.

”آپ اپنی مرضی سے بنے ہیں شوفر... میں نے مجبور تو نہیں کیا"وہ لاپرواہی سے بولی.

''کہہ سکتی ہیں آپ" اس کی جانب ایک نگاہ ڈالتے ہوئے وہ بولا. اس کی بات کا جواب دیے بغیر حجراب کھڑکی سے نظر آتے دوڑتے مناظر دیکھنے میں مصروف تھی.

....

رات کے پہلے پہر میں آسمان پر ستارے پوری آب و تاب سے روشن سے تھے. ان ستاروں کی سنہری و سفید روشنی میں وہ خوبصورت نقوش والی لڑکی ٹانگیں لٹکائے wharf(ساحل پر بنائے جانے والا پل جس کی مدد سے لنگر انداز جہاز پر سامان لادا جاتا ہے یا سامان اتارا جاتا ہے) پر بیٹھی تھی. خنک آب و ہوا سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے اس نے سر پر بی نی ہیٹ اور سیاہی مائل کارڈ گن پہن رکھا تھا. کندھوں تک آتے سیاہ بال بے پرواہی سے ہوا کے ساتھ حرکت کر رہے تھے. بندرگاہ سے کچھ دور گھاٹ کی ہموار سطح پر پانی کی جانب پاؤں لٹکائے ہاتھ میں پکڑے کاغذ سے کچھ پڑھتی حجر سیاہ لباس کے باعث رات کا حصہ معلوم ہوتی تھی. کچھ دیر پہلے وہ ہوٹل پہنچے تھے. ہوٹل سمندر کے قریب تھا تبھی اس نے اسی ہوٹل میں سٹے کرنے پر اصرار کیا تھا. ہوٹل لگژری نہ ہونے کے باوجود الہان اس کے اصرار پر یہاں رکنے پر راضی ہو گیا تھا. کھانا اکٹھے کھا کر وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے. فریش ہونے کے بعد حجر نے سمندر کا رخ کیا. اب وہ بے خوف انداز میں وہاں بیٹھی تھی. یہ حصہ اب سامان لادنے

کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا تھا تبھی ارد گرد کوئی ذی روح موجود نہیں تھی.اس تنہائی کو غنیمت جان کر حجر مونسٹر کا بھیجا گیا پیغام پڑھنے لگی جو صبح گاڑی میں اس نے ڈیکوڈ کر لیا تھا مگر توجہ سے پڑھا نہیں تھا.فراغت کی یہ چند گھڑیاں اس پیغام کو پڑھنے کے لیے اسے مناسب لگیں تھیں تبھی بلند الفاظ میں صفحے پر لکھے الفاظ پڑھنے لگی

“I didn’t want to give you any clue about my Identity but when you asked about I couldn’t refuse. Let me tell you one thing very clearly this messsage isn’t for you, this message is for my SnowQueen.

(میں اپنی پہچان کے متعلق تمہیں کوئی کلو نہیں دینا چاہتا تھا مگر جب تم نے اس کے متعلق استفسار کیا تو میں منع نہ کر پایا.ایک بات ابھی واضح کر دوں کہ یہ پیغام تمہارے لیے نہیں,میری سنو کوین کے لیے ہے.)

"سنو کوئین؟ یہ سنو کوئین کون ہے؟ اگر یہ پیغام سنو کوین کے لیے ہے تو پھر مجھے کیوں بھیجا ہے؟" وہ خود سے سوال کر رہی تھی.

While reading this text you might think that if this message isn’t for you then why am i sending it to you? (Even though I amn't near you but i can hear yout thoughts).

(یہ میسج پڑتے ہوئے تم غالباً یہ سوچو گی کہ اگر یہ پیغام تمہارے لیے نہیں ہے تو پھر میں تمہیں کیوں بھیج رہا ہوں. *میں تمہارے پاس نہیں ہوں مگر اس کے باوجود مجھے تمہاری سوچ تک رسائی حاصل ہے.)

سطر میں لکھے حروف پڑھ کر حجر لکھنے والے کے دعوے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی.

Listen I’m sending it to you because i think you’re my Snowqueen.

(سنو! میں یہ پیغام تمہیں اس لیے بھیج رہا ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے تم ہی میری سنو کوئین ہو.)

"میں؟ سنو کوئین ہوں؟ بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ جس شخص کو میں نے کبھی دیکھا نہیں وہ مجھے اپنی سنو کوئین بنائے بیٹھا ہے...واہ..." وہ غیر سنجیدگی سے بولی.

New Era Magazine

When i caught first glimpse of you, when my eyes met yours, when I heard your voice my heart felt your presence. My heart told me that your my Snowqueen. I'm following my heart's voice for the very first time in my life and I believe that my heart will never mislead me in matters regarding to you.

(جب میں نے تمہاری پہلی جھلک دیکھی, جب ہماری نظریں ملیں, جب میں تمہاری آواز سنی, میرے دل نے تمہاری موجودگی محسوس کی. میرے دل نے گواہی دی کہ تم ہی میری سنو کوئین ہو. میں زندگی میں پہلی بار اپنے دل کی سن رہا ہو. اور مجھے یقین ہے کہ تم سے جُڑے معاملات میں میرا دل مجھے کبھی گمراہ نہیں کرے گا.)

"مونسٹر مجھ سے مل چکا ہے. مگر کہاں؟ مجھے یاد کیوں نہیں وہ؟" اس نے خود سے پوچھا. پھر کوئی جواب نہ ملنے پر جھنجھلا کر اگلی سطریں پڑھنے لگی.

Coming back to the main topic that how would you recognize me. It's very easy you

New Era Magazine

just have to look around yourself. In thousand of people around you the person standing right next to you will be me. I will be always there for you.I'll stay by your side.You just have to notice my presence. I hope that my Snowqueen will find her monster very soon. (In sha allah)

(مدعے پر واپس آتے ہیں کہ تم مجھے کیسے پہچانو گی؟ بہت آسان ہے. تمہیں اپنے ارد گرد دیکھنا ہے, وہاں موجود ہزاروں افراد میں جو شخص تمہارا ساتھ کھڑا ہو گا وہ میں ہوں. میں تمہارے ہر منظر کا حصہ ہوں. میں تمہارے قریب ہوں گا. تمہیں بس میری موجودگی محسوس کرنی ہے. مجھے امید ہے کہ میری سنو کوئین بہت جلد اپنے مونسٹر کو پہچان لے گی... انشاءاللہ)

"کون ہو سکتا ہے مونسٹر؟" وہ پر سوچ انداز میں بولی.

"میرے ہائی سکول کے دوست؟ میرے کولیگ؟...... مگر یہ سب تو ہر وقت میرے ساتھ نہیں ہوتے بلکہ پچھلے ایک مہینے سے میں ان میں سے کسی سے بھی نہیں

New Era Magazine

ملی. پھر کون ہو سکتا ہے؟ان دنوں تو میرے گرد بیورو کی ٹیم اور...اور"آگے جو نام اس کی زبان اور جو چہرہ اس کے ذہن میں آیا تھا اسے وہ نظرانداز کر دینا چاہتی تھی مگر چاہ کر بھی وہ ایسا کر نہیں پا رہی تھی.

"کیا ان جیسے خشک مزاج شخص کی بھی کوئی سنو کوئین ہو سکتی ہے؟..."اس نے سوال کیا تو دل کے کسی ایک کونے نے اس کی بات کی تائید کی. دل کے اس حصے کی آواز کو لاکھ کوشش کرنے کے باوجود جب وہ دبا نہ سکی تو ہار ماننے والے انداز میں بولی.

"مانا کہ اب ان کے رویے میں پہلے جیسی ایروگینس نہیں رہی مگر مجھے پہلی ملاقات والا روڈ اور اکڑ رویہ بھولا نہیں"اس نے خود کو احساس دلایا.

"اور ویسے بھی مونسٹر کے ساتھ گیم میں نے دبئی ایرپورٹ پر بیٹھ کر کھیلی تھی اور اس وقت...اس وقت تو وہ بھی وہیں پر تھے. جب میری فلائٹ ملتوی ہوئی تو ظاہری سی بات ہے ان کی فلائٹ بھی ملتوی ہوئی ہو گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ میری طرح مسٹر سی ای او نے بھی وقت گزاری کے لیے گیم آن کی ہو. گیم تو ویسے بھی ان کی اپنی ہے."

وہ مونسٹر کی ذات کو الہان سے جوڑنے کی کوشش کر رہی تھی.

''پاکستان آنے کے بعد سے تفتیش کے دوران تقریباً ہر وقت وہ میرے ساتھ ہوتے ہیں. ہر وہ منظر جہاں میں ہوں وہاں وہ بھی موجود ہیں.''اس کی آنکھوں کے آگے سے دھند چھٹنے لگی تھی.

''اگر مسٹر سی ای او ہی مونسٹر ہیں تو پھر وہ میرے ساتھ ہائڈ اینڈ سیک کیوں کھیل رہے ہیں؟''وہ تعجب سے بولی.

''خیر جو بھی ہے...اس کھیل کو شروع انہوں نے کیا مگر کنٹنیو میں کروں گی.''اس کی آنکھوں میں چمک آئی.ہاتھ میں پکڑا صفحہ اس نے سمندر میں پھینکا اور سمندر کی سطح پر ستاروں کے عکس کو دیکھنے لگی.وہاں بیٹھے بیٹھے اس کی سوچیں بھٹکنے لگیں تھیں.وہ خود کو مصروف رکھتی تھی تاکہ وہ اپنے ماں باپ کے بارے میں سوچ نہ پائے مگر جب بھی کوئی فراغت کا لمحہ میسر ہوتا اس کے دل ودماغ پر ان کے ساتھ ہونے والے ظلم کے باعث افسردگی چھا جاتی.وہ چاہ کر بھی ان پر سے اپنا دھیان ہٹا نہیں پا رہی تھی.قطرہ قطرہ آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے.وہ صرف کیس کے باعث پاکستان میں ٹھہری ہوئی تھی ورنہ وہ اسی وقت یہاں سے چلی جاتی جب اسے آنیہ کی وفات کا پتا چلا تھا.وہ کیس کو بیچ راہ میں چھوڑنا نہیں چاہتی تھی,وہ اپنے ماں باپ کے مجرم کے سزا

دلوانا چاہتی تھی. کچھ دیر وہ یونہی خود اذیتی کی کیفیت میں روتی رہی پھر ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ خود کلامی کے انداز میں خود سے عہد کرنے لگی.

"جس شخص نے میری ماں باپ کو مجھ علیحدہ کیا, انہیں تکلیف پہنچائی میں اسے کسی بھی صورت معاف نہیں کروں گی. اسے اس کے جرم کی سزا میں دلوا کر رہوں گی. چاہے اس کے لیے مجھے اپنی جان خطرے میں کیوں نہ ڈالنی پڑے."

لمبے لمبے سانس لے کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے وہ آگے کا لائحہ عمل سوچنے لگی تھی. وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب اسے اپنی جانب بڑھتے قدموں کی آواز سنائی دی. بے اختیار اس کے ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں رکھی لیڈی گن کی جانب بڑھا. گن کو زور سے تھام کر اس نے تیزی سے رخ موڑا اور گن کا رخ اپنے سامنے کھڑے شخص کی جانب کی.

"اب میں نے کیا کر دیا ہے جو میرے پر بندوق تان کر کھڑی ہیں؟" اپنی جان گن کا رخ دیکھ کر الہان غیر سنجیدگی سے بولا.

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" حجر کی آواز میں گھلی نمی محسوس کر کے الہان چونکا تھا.

"میں کافی کے پوچھنے کے لیے آپ کے کمرے تک گیا تھا. کافی دیر دروازہ ناک کرنے پر جب کسی نے دروازہ نہ کھولا تو میں نے ریسیپشن سے آپ کے متعلق پوچھا. انہوں

نے آپ کے ہوٹل سے باہر جانے کے متعلق بتایا. مجھے معلوم تھا کہ آپ ساحل پر آئی ہونگی اس لیے میں کافی لے کر یہیں آگیا. یہ لیں. "کافی اس کی جانب بڑھاتے ہوئے الہان خوشدلی سے بولا. حجر کی ہوٹل میں غیر موجودگی کے باعث اپنے پریشان ہونے کا قصہ وہ گول کر گیا تھا.

"شکریہ "کہتے ہوئے اس نے کافی تھام لی اور اس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگی. الہان بھی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا تھا.

"میرے آنے سے پہلے آپ رو رہی تھیں؟"ستاروں کی سنہری مائل مدھم روشنی میں اس کے افسردہ چہرے کو دیکھتے ہوئے الہان نے سوال کیا. اس کے سوال پر ایک لمحے کے لیے حجر تذبذب کا شکار ہوئی.

"نہیں " نظریں چراتے ہوئے اس نے جھوٹ بولا۔

"Coner of your moth are droopimg, inner portion of are raising. Cheeks are sloping downward and your facial expressions are in pain."

اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے کے بعد الہان بولا۔اس کے یوں باریک بینی سے جائزہ لینے پر خفیف ہوئی مگر جواب میں کچھ کہنا اس نے ضروری نہیں سمجھا۔

"دیکھیں... حجر زندگی میں ایسے بہت سے لمحات آتے ہیں جب ہمیں اپنی زندگی بے معنی سی لگتی۔یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم راہ سے بھٹک گئے ہیں۔ہماری زندگی کا مقصد کہیں کھو سا گیا ہے۔ہم سب کی زندگیوں میں برا وقت آتا ہے مگر ایک بات یقینی ہے کہ جب بہار آتی ہے تو ہم خزاں کے دکھ بھول جاتے ہیں۔"

"پت جھڑ کے موسم میں ٹوٹ کر گرنے والی شاخ بہار کے آنے سے دوبارہ جڑ نہیں پاتی۔۔۔میرے ماں باپ بھی واپس نہیں آسکتے۔۔۔نہ میں اپنے ماں باپ بھول سکتی ہوں اور نہ ان کے بچھڑنے کی تکلیف۔"وہ دکھ سے بولی۔

"اپنے ماں باپ کوئی بھی نہیں بھولتا اور نہ ہی میں آپ کو انہیں بھولنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔میں بس یہ چاہتا ہوں کہ آپ موو آن کرلیں۔پچھلے کچھ سالوں سے آپ کی زندگی کا مقصد اپنی پہچان تلاش کرنا تھا۔اپنی پہچان آپ نے حاصل کرلی اب آگے کا سوچیں۔زندگی کے یہ باب بند کرکے اس کا رخ کسی اور جانب موڑیں۔"الہان اسے سمجھانے کی پوری کوشش کررہا تھا۔

New Era Magazine

''مثلاً... کس جانب؟ آپ کوئی مشورہ دیں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟"بغیر سوچے سمجھے وہ بولی.

''شادی کر لیں." لمحے کی تاخیر کیے بغیر الہان نے مشورہ دیا.

''ہا... شادی؟"وہ طنزاً مسکرائی.

''شادی کرنے میں کیا حرج ہے؟"الہان نے تعجب سے سوال کیا.

''ہر پریشانی, ہر مسئلہ شادی کرنے سے حل نہیں ہوتا مسٹر...."ابھی اس کی بات منہ میں ہی تھی جب الہان بول اٹھا.

''بندہ خاکسار کو الہان مرتضیٰ کہتے ہیں. بہتر ہے کہ آپ مجھے الہان کہیں."

''اچھا"اس کا انداز واضح طور پر جان چھڑانے والا تھا.

''ہم آپ کی شادی پر تھے."الہان موضوع کی جانب پلٹا.

''اس موضوع کو رہنے ہی دیں."بیزاری سے بولتے ہوئے اس نے کافی کا گھونٹ بھرا.

''آپ کی مور نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو سمجھاؤ."اس کو کنونس کرنے کے لیے الہان نے جھوٹ کا سہارا لیا.

''کیا واقعی؟ مور ایسا نہیں کر سکتی."وہ بے یقینی سے بولی.

''ایسا ہی ہے۔"الہان نے اسے یقین دلانا چاہا۔

''آپ نے اب تک شادی کیوں نہیں کی؟"حجر نے اس کا دھیان ہٹانے کے لیے اس کی ذات کو موضوع گفتگو بنایا۔

''کیونکہ میں آپ کو ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔"الہان نے سارا ملبہ اس کے سر ڈالا۔

''کیا مطلب؟"وہ نا سمجھنی سے بولی۔

''دراصل پھپھو نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں آپ کو تلاش کروں۔"الہان نے وضاحت دی۔

''انہوں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میرے ملنے سے پہلے شادی نہ کرنا۔آپ شادی کے بعد بھی مجھے تلاش کر سکتے تھے۔"حجر جھنجھلا کر بولی۔

''آپ کی غیر موجودگی میں میری شادی ممکن نہیں تھی۔"وہ ذومعنی خیز انداز میں بولا۔

''کیوں؟کیا آپ کا نکاح میں نے پڑھوانا تھا؟"وہ زچ کرنے والے انداز میں بولی۔

''آپ سمجھ نہیں پا رہیں یا سمجھنا نہیں چاہ رہی؟"وہ آنکھیں سکیڑے اس کو گھور رہا تھا۔

''آپ ٹھیک سے سمجھا نہیں رہے۔"وہ لاپرواہی سے بولی۔

''اوکے...واضح الفاظ میں سمجھاتا ہوں۔آپ کی غیر موجودگی میں,میں نے اس لیے شادی نہیں کی کیونکہ مجھے آپ سے شادی کرنی تھی۔اب چونکہ آپ مل چکی ہیں اسلیے

New Era Magazine

مزید تاخیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ویسے تو ہمارا یہاں ایسی باتیں خاندان کے بڑے کرتے ہیں مگر میرے اور آپ کے بڑوں میں صرف احتشام چچا ہی اس دنیا میں ہیں اور ان کی تو خود کی شادی نہیں ہوئی وہ بھلا ہماری کیسے کروائیں گے۔ تبھی میں نے سوچا کہ خود ہی آپ سے بات کر لوں گی۔ تو بتائیں مس حجر ہارون کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی۔" اس کی جانب رخ موڑ کر وہ یوں بول رہا تھا جیسے کوئی عام سی بات کہہ رہا ہو۔ کافی کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے اس کی بات سن کر حجر کو اچھو لگا۔ الہان وہ آخری شخص تھا جس سے وہ پرپوزل کی توقع کر سکتی تھی۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے اپنی حیرت پر قابو پایا پھر اپنے ازلی پراعتماد انداز میں بولی

"آپ میری سوچ تک رسائی رکھنے کا دعوی کرتے ہیں۔ اگر آپ اس دعوے میں سچے ہیں تو آپ کو میرا جواب معلوم ہوگا۔ کیا لگتا ہے آپ کو کہ میں پرپوزل کا کیا جواب دوں گی؟" وہ چبھتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ انکار کریں گی۔" وہ پرسکون اور پراعتماد انداز میں بولا۔

"آپ کی امیدوں پر پورا اترتے ہوئے میں آپ کے پرپوزل کو انکار کرتی ہوں۔" کوئی لگی پٹی رکھے بغیر وہ صاف گوئی سے بولی۔

"ایک بات میں آپ کو بتاتا چلوں کہ آپ کے اس انکار سے میں ناامید نہیں ہوا ہوں۔ مجھے شروع دن سے معلوم تھا کہ آپ انکار کریں گی مگر میں اتنا بھی جانتا ہوں کہ میں آپ کو منالوں گا۔ آپ چاہے دس دفعہ انکار کر لیں میں ہمت نہیں ہاروں گا۔ شادی کرنی ہے تو آپ سے کرنی ہے ورنہ نہیں کرنی۔" اپنے مزاج کے برخلاف وہ برا منائے بغیر بولا۔

"دیکھتے ہیں۔" وہ چیلنجنگ انداز میں بولی۔

"دیکھ لیجیئے گا۔" الہان پر اعتمادی سے بولا۔ حجر نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب ان کے درمیان خاموشی حائل تھی اور اس خاموشی میں لہروں کا شور بلند تھا۔

"کچھ دیر پہلے آپ نے کہا تھا 'کہ میں نے آپ کی سوچ تک رسائی حاصل کرنے دعوی کیا ہے' پر میں نے تو آج تک ایسا کوئی دعوی نہیں کیا۔" کچھ دیر پہلے کی گفتگو سوچتے ہوئے الہان بولا۔

"کیا آپ نے ایسا دعوی نہیں کیا؟" حجر مصنوعی حیرانگی سے بولی۔ در حقیقت یہ دعوی الہان نے مونسٹر کی حیثیت سے کرپٹو گرام میں کیا تھا۔ حجر میسج پڑھ کر چونکہ یہ جان چکی تھی کہ الہان ہی مونسٹر ہے مگر الہان کو ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ حجر نے میسج پڑھ لیا تبھی تو وہ اپنے کہے الفاظ سے ہٹ گیا تھا۔

''نہیں.''اس نے بے جھجھک جھوٹ بولا.

''اچھا... پھر میں نے روانگی میں ایسا بولا دیا ہو گا۔''اس نے کندھے اچکاتے ہوئے ایسے ظاہر کیا جیسے اسے الہان کے جھوٹ پر یقین آگیا ہو.الہان نے اس کی بات کے جواب میں سر ہلانے پر اکتفا کیا اور وہ سمندر کے کو دیکھنے لگا.

''کبھی کبھی ان تیز لہروں کو دیکھ کر مجھے خوف آتا ہے. کیا آپ کو سمندر سے خوف آتا ہے؟''اسے سمندر کو گھورتے دیکھ کر حجر نے استفسار کیا.

“hwn you hit rock bottom, the only way to go is up”

"جب ہم کسی چیز کی حد کو چھو لیتے ہیں تو ہماری پاس صرف اس پر حاوی ہونے کا واحد راستہ بچتا ہے. میری زندگی میں بھی یہی ہوا. عمزب کمال کی قید میں, میں نے اندھیرے کے, مار کے, تنہائی کے, پانی کے خوف کی آخری حد محسوس کر لی ہے تبھی میں ان پر قابو پا چکا ہوں. اب یہ خوف مجھے نہیں ستاتے."وہ سرد لہجے میں بولا. اس کا پل پل بدلتا رویہ حجر کو حیران کر رہا تھا. وہ اس کا رویہ سمجھ نہیں پا رہی تھی. ایک آخری نگاہ حجر نے اس پر ڈالی جواب ذہنی طور غیر حاضر تھا پھر خاموشی سے اٹھ کر ہوٹل کی

جانب بڑھنے لگی. اس کے جانے کی آہٹ محسوس کر کے الھان نے ان بری یادوں سے پیچھا چھڑایا اور اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھنے لگا.

....

“A man is to the relish of prosperity , till he has tasted adversity.”

(Sheikh Saadi)

....

کرائم برانچ کے کانفرنس روم میں ساری ٹیم ایک مرتبہ پھر سے جمع تھی. کل گوادر میں لوگوں سے عمزب کے متعلق تفتیش کرنے کے بعد شام میں وہ اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے تھے. آج صبح بیورو پہنچتے ہی حجر نے میٹنگ بلوائی تھی. سب کے آنے کے بعد مرکزی کرسی پر بیٹھ کر آفیسر سعد کی جانب دیکھتے ہوئے حجر بولی.

"کیا نئی خبر ہے؟"

"میم! ایک نیوز چینل نے ڈیڈ باڈیز کی تصویریں لیک کر دیں ہیں. کل سے سوشل میڈیا پر ان تصویروں کے باعث ہلچل مچی ہے. بے دردگی سے انسب کے بنائے گئے

New Era Magazine

بچوں کے چہروں پر اور ہاتھ پر نشانات دیکھ کر لوگ خوفزدہ ہیں۔" اپنی نشست سے اٹھ کر آفیسر سعد نئی پیدا ہونے والی صورت حال کے متعلق بریفنگ دینے لگے۔

"کون سا نیوز چینل ہے؟" نگاہ ایل ای ڈی پر وقفے وقفے سے ابھرتی تصویروں پر جمائے اس نے استفسار کیا۔

"سٹی نیوز" آفیسر سعد کے منہ سے نیوز چینل کا نام سن کر حجر کے بائیں جانب رکھی کرسی پر براجمان الہان کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"سٹی نیوز؟" آبرو اچکا کر الہان نے دوبارہ کنفرم کیا۔

"جی" آفیسر سعد نے تائید کی۔

"کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟" اس شش و پنج کا شکار دیکھ کر حجر نے پوچھا۔

"دراصل سٹی نیوز وہی نیوز چینل ہے جس نے آپ کے پاکستان آنے کی خبر لیک کی تھی۔ اسی نیوز چینل کا پہلے آپ کے آنے کی خبر لیک کرنا پھر ڈیڈ باڈیز کی تصویریں.. یہ اتفاق نہیں ہو سکتا۔" وہ پرسوچ انداز میں بولا۔

"یقیناً یہ اتفاق نہیں ہے۔" کہتے ساتھ حجر نے رخ دوبارہ ایل ای ڈی کی جانب موڑا۔

"ڈیڈ باڈیز کی تصویریں صرف فارینسک فوٹوگرافر نے اتاریں تھیں اور وہ تصویریں فارینسک ٹیم کے ریکارڈ اور میرے لیپ ٹاپ میں ہیں۔ یہ دونوں جگہیں ایسی ہیں جہاں

سے کوئی بھی تصویریں چرا نہیں سکتا. ویسے بھی اگر ہم غور سے نیوز چینل پر دکھائی جانے والی تصویروں اور فارینسک فوٹو گرافر کی تصویروں کا موازنہ کریں..." بات کرنے کے دوران ہی اس نے لیپ ٹاپ کی کچھ کیز دبائیں جن کے نتیجے میں ایل ای ڈی کے ایک جانب اب نیوز پر چلنے والی اور دوسری جانب فارینسک فوٹو گرافر کی تصویریں ابھرنے لگیں تھیں.

"دونوں تصویروں کو مختلف اینگل سے لیا گیا ہے. اسلیے یہ بات تو کلیئر ہوئی کہ یہ تصویریں ہماری ٹیم کے علاوہ کسی باہر کے شخص نے اتاری ہیں." وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی.

"جس وقت ڈیڈ باڈیز ملی تھیں اس وقت وہاں بہت سے رپورٹرز موجود تھے. ہو سکتا ہے ان میں سے کسی رپورٹر نے یہ تصویریں کلک کی ہوں." اس کے خاموش ہونے پر ہاجرہ بولی.

"یہ تصویریں بہت اطمینان سے لی گئیں ہیں. اس رات جھیل کے قریب رپورٹرز کا بہت رش تھا. ہجوم میں دھکوں کے باعث ایسی کلیئر تصویریں نہیں لی جا سکتیں اور ویسے بھی رپورٹرز بہت دور کھڑے تھے سو یہ ان میں سے کسی کا کام نہیں ہے." وہ پریقین انداز میں بولی.

New Era Magazine

"اگر نیوز چینل کے کیمرہ مین نے نہیں لی تو پھر کس نے لی ہیں یہ تصویریں؟" آفیسر بلال نے دلچسپی سے پوچھا.

"یہ تو نیوز چینل کے اونر سے ہی پتا چلے گا. ہاجرہ کال کنیکٹ کرو ذرا اس نیوز چینل کے اونر سے اور سپیکر آن کر دو." حجر کے آرڈر پر ہاجرہ ہاتھ میں پکڑے ٹیبلٹ پر تیزی سے انگلیاں چلانے لگی. چند ساعتوں کے بعد کانفرنس روم میں بھاری مردانہ آواز گونجی.

"ہیلو..."

"اونر آف سٹی نیوز؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولی.

"جی... آپ کون؟" لائن کے دوسری جانب سے سوالیہ انداز میں پوچھا گیا.

"ہیڈ آف کرائم برانچ... حجر ہارون" حجر نے تعارف کروایا جبکہ روم میں بیٹھے باقی سب افراد خاموشی سے ان کی گفتگو گوش گزار کر رہے تھے.

"جی کہیں" اب کی بار ذرا چونکنے انداز میں کہا گیا تھا.

"کل آپ کے نیوز چینل پر حال ہی میں جھیل کے کنارے ملنے والی ڈیڈ باڈیز کی تصویریں دکھائی گئی ہیں. کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ تصویریں آپ کے پاس کہاں سے آئیں؟" اس نے دھیمے لہجے میں مدعا بیان کیا.

"ہمارے اپنے ذرائع ہیں. ہم آپ کو نہیں بتا سکتے."نیوز چینل کے اونر نے جھجھکتے ہوئے انکار کیا.

"بتانا تو آپ کو پڑے گا کیونکہ آپ کی دی گئی انفارمیشن ہمارے کیس سے جڑی ہے. اگر آپ فون پر نہیں بتانا چاہتے تو میں لیگل نوٹس بھیج کر آپ کو بیورو بلوا لیتی ہوں." اس نے مبہم انداز میں دھمکی دی.

"ہمارے...چینل کے فوٹو گرافر سرفراز امین نے یہ خبر مجھ تک پہنچائی تھی اور تصویریں بھی اس کے توسط ملی تھیں."گھبرا کر دوسری جانب سے بتایا گیا.

"وقت کے لیے شکریہ."کوئی الوداعی کلمات کہے بغیر اس نے ہاجرہ کو کال بند کرنے کا اشارہ کیا.

"ہاجرہ سرفراز امین کے سوشل میڈیا اکاؤنٹ چیک کرو. میل باکس دیکھو...اور پتا لگاؤ کہ اس کے پاس یہ تصویریں کہاں سے آئیں."ہاجرہ کو آرڈر دینے کے بعد وہ باقی سب کی جانب متوجہ ہوئی.

"میرے پاس آپ سب کے لیے ایک خبر ہے. ذرائع کے ذریعے مجھے پتا چلا تھا کہ یہ کیس چھبیس سال پہلے کے کیس سے جڑا ہے۔اس مجرم نے بھی اپنے وکٹمز پر باز کا نشان چھوڑا تھا."وہ ایک لمحے کی لیے ٹھہری

"تقریباً چھبیس سال پہلے گوادر کے عمزب کمال نامی شخص نے کئی عورتوں اور بچوں کو اغواہ کر کے انہیں اپنے بحری جہاز پر قید کر کے رکھا تھا۔ان عورتوں اور بچوں میں سے صرف آنیہ علوی نامی عورت اور اس کے بھتیجے کے اغواہ کی رپورٹ درج کروائی گئی تھی مگر پولیس عمزب کی قید سے اسے نکال نہ پائی۔عمزب کا کوئی سراغ پولیس کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔آٹھ سال تک آنیہ علوی اس کی قید میں رہیں پھر کسی انجان شخص نے ان کی مدد کر کے انہیں وہاں سے نکالا۔"بڑے نامحسوس انداز میں وہ الہان کے نام چھپا گئی تھی۔اس کی حرکت کسی اور نے نہ سہی مگر الہان نے ضرور محسوس کی تھی۔

"تو کیا عمزب ہی انسب ہے؟" آفیسر بلال نے دلچسپی سے سوال کیا۔

"نہیں...اس انجان شخص نے اپنے دفاع کے لیے عمزب پر فائر کیا تھا۔جس کے نتیجے میں وہ موقع پر دم توڑ گیا تھا۔"

"اس کیس کا کوئی وکٹم موجود ہے جس سے ہم عمزب کے متعلق دریافت کر سکیں؟ میرا مطلب ہے آنیہ یا اس کا بھتیجا" اب کی بار سوال آفیسر سعد کی جانب سے آیا تھا۔

"آنیہ اس دنیا میں نہیں ہیں مگر ان کے علاوہ اس کیس کے دو وکٹم ایسے ہیں جن سے میں واقف ہوں...آنیہ کی بیٹی اور اس کا بھتیجا...پر وہ دونوں منظر عام پر نہیں آنا

چاہتے اور ویسے بھی وہ اس وقت چھوٹے تھے اسلیے انہیں عمزب کی شکل یاد نہیں ہے۔" حجر کے پردہ پوشی کرنے پر الہان نے تشکر آمیز نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں گوادر عمزب کے متعلق ہی معلوم کرنے گئی تھی۔ وہاں کے مقامی لوگوں سے عمزب کے متعلق تفتیش کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ وہ بحری راستوں کے ذریعے تجارتی مال پہنچاتا تھا۔ اس کے خاندان کے بارے میں کوئی خاص انفارمیشن نہیں ملی مگر ہر ایک نے یہی بتایا ہے کہ وہ غیر معمولی شخص تھا۔ اس کا سرد رویہ اور لوگوں کو قید کرنے کا جنون اس کے غیر معمولی ہونے کا ثبوت ہے۔"

"عمزب کا انسب سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے؟" آفیسر نعمان پر سوچ انداز میں بولے۔

"پارٹنر"

"انسب عمزب کا بیٹا بھی تو ہو سکتا ہے۔"

"بھائی"

"دوست" کمرے میں مختلف آوازیں گونجیں۔

"انسب، عمزب کمال کا دوست، بھائی، بیٹا ہو یا نہ ہو، وہ عمزب کمال کا وکٹم ضرور ہے۔ انسب کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ وہ بھی ایک غیر معمولی شخص ہے۔ ڈیڈ باڈیز کے قریب چھوڑے جانے والے پیغامات ہی دیکھ لیتے ہیں۔" کہتے

ساتھ ہی اس نے فائل میں سے وہ دو صفحات نکالے جو دو دن پہلے ڈیکوڈ کر کے الھان نے اسے دیے تھے اور ان پر لکھے الفاظ بلند آواز میں پڑھنے لگی۔

“Murder is not about lust. It’s not about voilence. It’s about possession. When you see last breath of life coming out of victims, you look into their eyes. At that point. It’s being a God.”

ایک پیغام ختم ہونے کے بعد حجر نے اگلا پیغام پڑھنا شروع کیا.

“We serial killers are your sons, we are your husband,we are everywhere. And there will be more children dead tomorrow”

"انسب کے بھیجے گئے یہ دو میسج پڑھ کر اس کی دماغی خرابی کا اندازہ ہو رہا ہے.پہلے پیغام میں اس نے اپنے ظلم و تشدد کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور دوسرے پیغام میں اس نے واضح طور پر مزید بچوں کے مارنے کا اعلان کیا ہے.ڈیڈ باڈیز کی حالت,اور یہ پیغامات دیکھ کر میں نتیجے پر پہنچی ہوں کہ انسب سائیکوپیتھ psychopath ہے.ایسا شخص

جس کے دل میں انسانیت کے لیے کوئی ہمدردی اور خوف موجود نہ ہوا سے سائیکو پیتھ کہتے ہیں. یہ اپنی غلطیوں کی ذمہ دار دوسروں کو ٹھہراتے ہیں اور عام طور پر یہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں.

“Psychopath have found to have weak connections among the components of brain’s emotional system. These disconnects are responsible for the inability to feel emotions deeply especially empathy and remorse”

"امیگدالاamygdalaہمارے دماغ کا وہ حصہ ہے جو احساسات کا ذمہ دار ہے.

سائیکو پیتھ میں امیا گدالا نان ڈویلپ ہوتا ہے اور ان میں یہ مختلف طریقے سے فنکشن کرتا ہے. دنیا کی آبادی کا تقریباً ایک فیصد حصہ سائیکو پیتھ ہے. امریکہ میں ہر سو میں سے ایک فرد سائیکو پیتھ ہے جبکہ برٹین میں ہر دو سو میں ایک سائیکو پیتھ ہے. مگر ضروری نہیں کہ ہر سائیکو پیتھ قانون کی خلاف ورزی کرے. کچھ سائیکو پیتھ ایسے بھی ہیں جو نارمل زندگی گزارتے ہیں. یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر سیریل کلر سائیکو پیتھ ہو مگر زیادہ تر سیریل کلر میں سائیکو پیتھ کی خصوصیات پائی جاتی ہیں. ایک بات میں

بتاتی چلوں کہ سائیکو پیتھی کا کبھی علاج نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایسی کوئی دوائی نہیں جو ہمدردری پیدا کر سکے, کوئی ویکسین نہیں جو انسان کو قتل کرنے سے روک سکے اور نہ کسی بھی قسم کی ٹاک تھیرپی لاپرواذہن کو بدل سکتی ہے."کمرے میں موجود سبھی افراد خاموشی اور توجہ سے اس کی بات سن رہے تھے.

"یہ تو تھی سائیکو پیتھ کے متعلق بنیادی باتیں.اب سائیکو پیتھی کی وجوہات پر آتے ہیں.سائیکو پیتھی پر بہت ریسرچ کی گئی ہے.ایک ریسرچ کے نتیجے میں ثابت ہوا ہے کہ

"Psychopath are born, not made"

جینز کے اندر تبدیلیاں انہیں ایسا بناتی ہیں.دوسری ریسرچ کے مطابق بچے کی تربیت اس کے سائیکو پیتھ ہونے یا نا ہونے پر اثر انداز ہوتی ہے.

“Its most likely the mixture of nature and nurture that turn someone into psychopath.”

(غالباً قدرت اور اور تربیت دونوں مل کر کسی انسان کو سائیکو پیتھ بناتے ہیں.)

ماں باپ کا کشیدہ تعلق, بچپن میں ابیوز, والدین کے طرف سے نظر انداز کیا جانا, کسی سائیکو پیتھ گارڈین کی زیر نگرانی پرورش پانا, یہ سب چیزیں کسی کے سائیکو پیتھ ہونے

میں اہم کرادارادا کرتی ہیں۔ان سب میں پرائمری کو زوالدین کی جانب سے نظرانداز کیے جاناہے۔اس بچے کے سائیکو پیتھ ہونے کے زیادہ امکانات موجود ہیں جو تین سال کی عمر میں ماں باپ سے علیحدہ ہو گیا ہو بانسبت اس بچے کے جس نے ایک اچھے ماحول میں پرورش پائی ہو۔انسب بھی کسی ایسی وجہ کے باعث سائیکو پیتھ بنا ہے۔عمزب کا لوگوں کو قید کرنے کا جنون اس کے سائیکو پیتھ ہونے کا ثبوت ہے اور انسب کا لوگوں کو قتل کرنا اس کے سائیکو پیتھ ہونے کو ظاہر کر رہا ہے۔عمزب صرف بچوں اور عورتوں کو اغواہ کرتا تھا۔عورتوں کو وہ بغیر کچھ کہے اپنے پاس قید رکھتا تھا جبکہ بچوں پر جسمانی تشدد کے علاوہ ذہنی طور پر بیمار کرنے کے لیے وہ انہیں ڈراک سٹوریز پڑھنے کے لیے دیتا تھا۔وہ انہیں اپنی طرح سائیکو پیتھ بنانا چاہتا تھا اور قوی امکان ہے کہ وہ کسی وکٹم کو سائیکو پیتھ بنانے میں کامیاب رہا ہو۔اس کا وہ وکٹم انسب ہے۔"

’’عمزب کے دو وکٹمز جن سے آپ واقف ہیں کیا عمزب کی کوششوں کی نتیجے میں ان میں سے کسی میں سائیکو پیتھی ڈویلپ ہوئی؟"آفیسر بلال نے ذہن میں آئے سوال کو الفاظ کی شکل دی۔

’’جیسا کہ میں پہلے بتا چکی ہوں کہ عمزب کا اصلی شکار صرف عورتیں اور بچے تھے اس لیے آنیہ علوی کی ایک سالہ بچی اس کا اصلی ٹارگٹ نہیں تھی تبھی اس نے بچی کو قید میں

رکھنے کی بجائے کسی اور کے حوالے کر دیا۔ وہ بچی اس کی راہ کا کانٹا تھی جسے اس نے بے دردی سے نکال پھینکا۔ رہی بات آنیہ کے بھتیجے کی تو آنیہ علوی نے اپنی توجہ سے بچے کو ٹراما سے نکال لیا تھا اور ویسے بھی ذہنی ٹارچر ہر شخص پر مختلف طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔ چند ایک میں یہ سائیکو پیتھی کا باعث بنتا اور چند میں یہ نفسیاتی بیماری کا۔(الہان نے بے چینی سے پہلو بدلا۔)سائیکو پیتھی نفسیاتی بیماری سے بہت خطرناک ہے۔ سائیکو پیتھ میں بچپن سے ہی کچھ عجیب سی عادات پائی جاتی ہیں مثلاً جانوروں کو مارنا، ہتھیاروں کی تصویریں بنانا وغیرہ مگر جانوروں کے شکار سے انسانوں کے شکار تک آنے کے لیے انہیں ایک ٹریگر triggerکی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی بھی برا واقع مثلاً بریک اپ، ماں باپ کی علیحدگی وغیرہ ان کا ٹریگر ہو سکتی ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ انسب کا ٹریگر کیا ہے۔ کس چیز نے اسے بچوں کو قتل کرنے پر ابھارا۔

وکٹمالوجی کے مطابق کچھ وکٹمز، کریمنل کی قید میں اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ انہیں اپنے مجرم سے انسیت ہو جاتی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ انسب کو بھی عمزب سے کچھ ایسی ہی انسیت تھی یا پھر ان دونوں کے بیچ میں کوئی رشتہ تھا جس کی وجہ سے انسب عمزب سے محبت کرتا تھا اسی وجہ سے عمزب کی موت کا بدلا لینے کے لیے وہ قتل کر رہا ہے مگر ایک بات جو پس منظر ہے وہ یہ ہے کہ عمزب کو مرے اٹھارہ سال ہو

گئے پھر اچانک اتنے سالوں بعد انسب کو اس کے موت کا بدلہ لینے کا خیال کیوں آیا؟
کون سا حادثہ اس کا ٹریگر بنا یہ جاننا ہے ہمیں۔" بات ختم کر کے وہ کرسی پر براجمان ہو کر پانی کے گھونٹ بھرنے لگی۔

"کیسے پتا لگائیں گے ہم؟ ہمیں نہیں معلوم کہ اب ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہیے۔ کیس میں دن بہ دن بڑھتی پیچیدگیاں دیکھ کر ہم سب کے ذہن بلینک ہو چکے ہیں" آفیسر سعد نامیدی سے بولے۔

"مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ جتنا ہم اس کیس پر تحقیق کر رہے ہیں اتنا ہی ہم منزل سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر یہی صورت حال رہی تو مجھے لگتا ہے کہ ہم کبھی انسب تک پہنچ نہیں پائیں گے۔" اب کی بار آفیسر فجر نے لب کشائی کی۔ حجر کو تو کیس جوائن کیے چند ہفتے ہوئے تھے مگر کرائم برانچ کی باقی ساری ٹیم پچھلے چھ ماہ سے کیس پر کام کر رہی تھی۔ پچھلے چھ ماہ سے دن رات محنت کرنے کے باوجود کیس کو حل نہ ہوتا دیکھ کر وہ سب مایوسی کا شکار ہو چکے تھے۔

"روز ہم نئے سراغ کے پیچھے بھاگتے ہیں اور آدھے سے زیادہ سفر طے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہم غلط سمت جا رہے ہیں۔" آفیسر فاطمہ بولیں۔

"کیس کے جتنے شواہد ہمیں ملے ہیں ان میں سے کوئی بھی ہمارے اگلے قدم کی نشاندہی نہیں کر پا رہا۔"اب کی بار بولنے والے آفیسر نعمان تھے۔

"آپ سب اتنے نامید کیوں ہو رہے ہیں۔ کیوں لگتا ہے آپ کو ہم غلط سمت جا رہے ہیں؟"حجر تعجب سے بولی

"امجد اس کیس کا واحد گواہ تھا جسے انسب نے ہمیں گمراہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔امجد نے ہمیں جو اڈریس لکھوایا تھا وہ غلط تھا سو اب اس کا کوئی اتا پتا نہیں۔"آفیسر بلال نے نشان دہی کی۔

"میں مانتی ہوں کہ امجد نے ہمیں گمراہ کیا تھا مگر نادانستگی میں اس نے ہمیں انسب کے ہینڈی کیپ ہونے کا سراغ دیا تھا۔اس نے بتایا تھا کہ فصیحہ کو اغواہ کرنے والا شخص ہلکا سا لنگڑ کر چل رہا تھا۔نادانستگی میں ہی سہی مگر امجد نے ہمیں ہمارا اگلا قدم بتا دیا تھا۔"حجر نے انہیں نئی راہ دکھائی۔

"فصیحہ کے گھر کے سامنے والی بلڈنگ میں انسب قیام پزیر تھا مگر اس علاقے اور بلڈنگ میں کوئی کیمرہ نا ہونے کے باعث ہم اس تک پہنچ نہیں پائے۔"آفیسر فاطمہ نے بے سمت سفر کے متعلق بتایا۔

"اس تفتیش سے ہمیں پتا لگا کہ انسب کو معلوم ہے کہ شہر کے کس کس حصے میں سرویلنس survellaince کیمرے نسب ہیں۔ وہ محتاط انداز اپناتے ہوئے اس جگہ اغواہ کرتا ہے جہاں کوئی کیمرہ نہ لگا ہو۔ ہمیں اس کی تقلید کرنی ہے۔ یہ رہا سرویلینس کیمروں کا میپ۔ جن جگہ کیمرے نہیں لگے ان جگہ کی سکیورٹی سخت کریں کیونکہ انسب اپنا اگلا شکار انہی میں سے کسی علاقے سے کرے گا۔" سرویلینس کیمروں کا میپ فاطمہ کی جانب بڑھاتے ہوئے حجر بولی۔

"انسب نے کیٹامین اور باڈی بیگ استعمال کیے مگر ہم اس کی شناخت پتا لگانے میں ناکام رہے کیونکہ سرجیکل شاپ سے ہسپتال کے عملے کی بڑی تعداد باڈی بیگ اور کیٹامین خریدتی ہے۔" آفیسر سعد نے دلیل دی۔

"کیٹامین اور کڈاور کے استعمال سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسب کا تعلق ہسپتال کے عملے سے ہے۔ تبھی تو اس نے باڈی بیگ تک باآسانی رسائی حاصل کرلی۔ میرے خیال میں وہ کسی نجی ہسپتال میں نچلے درجے پر کام کررہا ہے۔ ہماری نظروں سے بچنے کے لیے وہ میل نرس، ٹیکنالوجسٹ، فیونرل ڈائریکٹر funeral director، میڈیکل اسسٹنٹ جیسی کوئی بھی جاب کر سکتا ہے۔ آپ کو اسلام آباد کے نجی ہسپتال میں لنگڑا کر چلنے والے شخص کو ڈھونڈنا ہے۔" حجر پرسکون انداز میں بولی۔

"صیاد کا نام عمزب ہے۔اس کا تعلق گوادر سے تھا۔وہ سائیکو پیتھ تھا۔انسب صیاد کا وکٹم کے اور وہ بھی سائیکو پیتھ ہے۔ یہ سب ہمیں معلوم ہو گیا ہے مگر کیس کی تفتیش میں یہ سب چیزیں ہماری مدد نہیں کر سکتیں۔"آفیسر فجر گویا ہوئیں۔

"یہ سب چیزیں بڑی مددگار ہیں اگر آپ غور کریں تو۔عمزب کے متعلق پتا لگانے سے ہمیں معلوم ہوا کہ وہ بحری جہاز کے ذریعے تجارت کرتا تھا اور گوادر پورٹ سے کچھ سال پہلے ہماری زیادہ تر تجارت دبئی سے ہوتی تھی تو ظاہر ہے کہ عمزب کمال کی جڑیں دبئی میں بھی تھیں۔یہاں سے آنیہ کو اغواہ کرنے کے بعد وہ کافی عرصہ روپوش رہا اور وہ عرصہ یقیناً اس نے دبئی میں ہی گزارا ہو گا۔انسب چونکہ عمزب سے جڑا ہے تو کہیں نہ کہیں اس کی جڑیں بھی دبئی میں موجود ہوں گی۔ہمیں دبئی میں تفتیش کرنی پڑے گی۔"

اس نے فرداً فرداً سب کی رہنمائی کی۔

"انسب کے اٹھائے گئے ہر قدم میں ہمارے لیے رہنمائی موجود ہے ہمیں بس اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینا ہے۔میں جانتی ہوں کہ آپ سب نا امید ہو رہے ہیں مگر یقین مانیں ابھی تفتیش کے لیے بہت سے در کھلے ہیں۔ہمیں اپنے لوگوں کو اس سفاک شخص سے بچانا ہے۔چھبیس سال پہلے اگر اس کیس پر ٹھیک سے تفتیش کر لی گئی ہوتی تو انسب کی صورت میں نیا صیاد جنم ہی نہ لیتا اور اگر اب ہم ہمت ہار کر اس کیس یونہی بیچ

راہ میں چھوڑ دیں گے تو کچھ سالوں بعد ایک نیا صیاد جنم لے گا۔ اگر ہم مایوس ہو گئے تو یہ قصہ یونہی چلتا رہے گا۔ اپنے بکھرے حوصلے یکجا کریں، ایک بار پھر سے عزم کے ساتھ کیس پر کام کا آغاز کریں اور یاد رکھیں کہ ظالم کی رسی جتنی مرضی دراز ہی کیوں نہ ہو ایک نا ایک دن کھینچی ضرور جاتی ہے۔ کیا آپ انسب کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں؟" حجر نے ان سن کو موٹویٹ کیا جس کے جواب میں سب نے سر ہلا کر اپنے عزم کا اظہار کیا۔

"گڈ... اب میرے پاس دو منصوبے ہیں۔ فل وقت ہم پلین اے پر کام کریں گے۔ انسب کا نیوز چینل پر تصویریں اپلوڈ کرنے سے ایک بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں۔ لوگوں میں افرا تفری پھیلے۔ وہ توجہ چاہتا ہے۔ اس کا توجہ طلب انداز ظاہر کرتا ہے وہ ایک نرگسسٹک narcissistic سائیکوپیتھ ہے۔ ایسے لوگوں پر سے توجہ جب ہٹتی ہے تو یہ لوگ غصے سے پاگل ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی اس پر سے توجہ ہٹانی ہے تب ہی یہ باہر نکلے گا۔"

"کیسے؟" آفیسر سعد نے استفسار کیا۔

"اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ ہمیں نیوز چینل پر بس یہ خبر چلانی ہے کہ بچوں کے اغواہ کے کیس کا مجرم مل گیا ہے۔ اس سے ڈیڈ باڈیز کی تصویروں سے لوگوں میں پیدا ہونے والی

افراتفری ختم ہوجائے گی۔سب انسب کو توجہ دینا بند کردیں۔اس کا خوف ختم ہوجائے گا اور ہر طرف سکون چھا جائے گا۔یہ صورت حال انسب کے لیے ناقابل برداشت ہوگی اور غصے سے پاگل ہوکر دنیا کو یہ دکھانے کے لیے کہ خطرہ ابھی ٹلا نہیں وہ ایک اور اغواہ کرے گا۔چونکہ ہم اس کے طریقہ کار سے واقف ہیں کہ اغواہ اس نے ایسے علاقے سے کرنا ہے جہاں سرویلنس کیمرہ نہ ہو اور ان علاقوں میں ہماری ٹیم عام لباس میں ملبوس پہلے سے ہی موجود ہوگی۔جب انسب اغوہ کرے گا تو ہماری ٹیم اسے پکڑ لے گی۔پلین پاورفل ضرور ہے مگر اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔ذرا سی کوتاہی سے انسب تو ہاتھوں سے نکلے گا ہی ساتھ میں وہ شخص کی جان بھی خطرے میں پڑے گی جسے وہ اغواہ کرے گا۔" حجر نے منصوبہ بتایا تو کمرے میں بیٹھے ہر فرد کی آنکھوں میں ستائش کے رنگ ابھرے۔

"مس ہاجرہ آپ کا کام کہاں تک پہنچا؟" اس نے لیپ ٹاپ پر پھرتی سے انگلیاں چلاتی ہاجرہ کہ جانب رخ موڑا۔

"میم! سرفراز کے سوشل میڈیا اکاؤنٹ چیک کرلیے ہیں میں نے... کہیں سے کچھ نہیں ملا ماسوائے جی میل کے۔کل صبح اس کے جی میل اکاؤنٹ پر ایک میل آئی تھی جس میں ڈیڈ باڈیز کی تصویریں تھیں۔یہ میل اسے عتبہ نامی پروفائل کی جانب سے

بھیجی گئی تھی. اسی میل اڈریس سے کچھ دن پہلے بھی اسے میل بھیجی گئی تھی جس میں اسے آپ کے کے پاکستان آنے کا بتایا گیا تھا. میں عتبہ کی پرسنل انفارمیشن حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر آئی پی اڈریس بہت سٹرانگ ہے. "وہ بے چارگی سے بولی.

"لائیں دیں میں کوشش کرتا ہوں. "تب سے خاموش بیٹھا الہان گویا ہوا. اس کی بات پر حجر سمیت باقی سب نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا.

"کمپیوٹر سائنس میں بیچلرڈ گری ہولڈر بندے کے منہ سے ہیکنگ کا ذکر بالکل بھی حیران کن نہیں ہے. "ان سب کی حیران چہروں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے وہ جھنجھلا کر بولا.

"ہاجرہ دیں ذرا لیپ ٹاپ انہیں... آج ان کی صلاحیتوں سے مستفید ہوتے ہیں. "بازو سینے پر لپیٹتے ہوئے وہ بولی. اس کی بات پر ہاجرہ نے خاموشی سے لیپ ٹاپ اس کے حوالے کیا. لیپ ٹاپ اپنے سامنے ٹیبل پر رکھنے کے بعد سفید شرٹ میں ملبوس الہان نے کف کے بٹن کھول کر شرٹ کے بازو کہنیوں تک موڑے اور اپنی ذہین آنکھیں سکرین پر جماتے ہوئے وہ اپنی گیارہ انگلیوں سے کہ بورڈ کی مختلف کیز دبانے لگا. بازو موڑنے کے باعث دائیں ہاتھ کی کلائی پر پہنا سیاہ بینڈ نمایاں ہوا تھا.

"آج کی میٹنگ ادھر ہی ختم کرتے ہیں. آپ لوگ منصوبے پر عمل درآمد کرنے کی تیاری کریں. مزید کوئی اپڈیٹ ملے گی تو میں آپ کو انفارم کر دوں گی." اس کی بات سن کر سب کمرے سے باہر نکل گئے. الہان کو ارد گرد سے بے گانہ لیپ ٹاپ میں مصروف دیکھ کر حجر بھی باقی سب کی تقلید میں کانفرنس روم سے باہر آ گئی.

اسے اپنے آفس میں آئے کچھ وقت ہوا تھا جب ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ سنبھالے دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگائے الہان دروازہ ناک کرتا ہوا اندر داخل ہوا. لیپ ٹاپ اس کے سامنے میز پر رکھنے کے بعد اس نے بازو پر ڈالا کوٹ کرسی کہ پشت پر رکھا اور مصروف سے انداز میں فون پر بات کرنے لگا.

"پریزنٹیشن دیکھی تھی میں نے. جو کمیاں تھیں میں نے پوری کر دی ہیں. پریزنٹیشن کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ. اب بس اسے اچھے طریقے سے ڈیلور کرنے کی تیاری کرو." خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی حجر اسے فون میں مصروف دیکھ کر ہاتھ میں پکڑی فائل کی جانب دوبارہ متوجہ ہو گئی مگر الہان کی آواز کے باعث اس کا دھیان مبذول ہو رہا تھا۔

"اینڈی نے دینی ہے پریزنٹیشن. تیاری کر رہا ہے وہ باس مگر وہ ذرا کنفیوز ہے." لائن کے دوسری جانب سے سائمن کی آواز گونجی.

"ہماری کمپنی کے لیے یہ پراجیکٹ بہت اہم ہے۔ ہمیں کسی بھی طرح یہ پراجیکٹ لینا ہے اور اینڈی پہلی مرتبہ پریزنٹیشن تو نہیں دے رہا پھر کیوں کنفیوز ہے؟" وہ حجر کے بالکل سامنے رکھی کرسی پر براجمان تھا۔

"آپ کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہچکچا رہا ہے اینڈی۔ ہر دفعہ پریزنٹیشن کے وقت آپ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی تو آپ سنبھال لیں گے مگر اس بار آپ نہیں ہونگے۔" سائمن پریشانی سے بولا۔

"کم آن سائمن... مجھے یقین ہے کہ تم چاروں میری غیر موجودگی میں بھی یہ پراجیکٹ حاصل کر لوگے۔" وہ پر یقین انداز میں بولا۔ سائمن کے نام پر فائل میں رہی سہی حجر کی توجہ بھی مبذول ہوگئی تھی۔ جھنجھلا کر اس نے فائل بند کی اور ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی جانب موڑ کر سکرین دیکھنے لگی۔ کمپیوٹر کی pythonلینگوج میں لکھے لفظ اس کی سمجھ سے باہر تھے تبھی اس نے بیزاری سے نظریں سکرین سے ہٹا دیں اور اس کے کال سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

"کیا آپ ایک دو دن کے لیے دبئی نہیں آسکتے؟"

"میرا آنا بہت مشکل ہے۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

"میٹنگ تین دن بعد ہے. آپ کوشش کریں کہ پہلے نا سہی میٹنگ والے دن ہی آ جائیں."سائمن نے بات پر زور دیا.

"میں دیکھتا ہوں."حجر کو انتظار کرتے دیکھ کر اس نے چند جملوں میں بات سمیٹی اور فون بند کر کے اس کی جانب متوجہ ہوا.

"جس شخص نے وہ دوای میل فراز کو بھیجی تھیں اس کا نام عتبہ کمال ہے. لوکیشن اس نے پرائیویٹ کی ہوئی ہے اس لیے لوکیشن نہیں پتا چلی تاہم لنکڈان کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ عتبہ کمال نے کچھ عرصہ دبئی میں فیونرل ڈائریکٹر کے طور پر کام کیا تھا."

"عتبہ کمال.... عمزب کمال"وہ پر سوچ انداز میں بولی.

"ایک جیسا سر نیم... دونوں بھائی ہیں"."وہ خود کلامی کے انداز میں بولی.

"غالباً"الہان نے تائید کی.

"مدد کے لیے شکریہ"وہ اخلاقاً بولی.

"آپ کی مدد کر کے میں نے احسان نہیں کیا... بلکہ حساب برابر کیا ہے"

"حساب برابر؟"وہ نا سمجھی سے بولی.

"آپ نے کچھ دیر پہلے میرا نام منظر عام سے چھپا کر مجھے فیور دی تھی میں نے بس آپ کی فیور لوٹائی ہے."

"میں نے صرف آپ کی نہیں اپنی بھی پہچان چھپائی ہے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ دوسروں کی ترس بھری نگاہیں کتنی تکلیف دیتی ہیں. خیر یہ بتائیں کہ کب سے کر رہے ہیں ہیکنگ؟" کہنیاں میز پر ٹکاتے ہوئے وہ عام سے انداز میں بولی. درحقیقت وہ اس بات کی تصدیق کرنا چاہ رہی تھی کہ اس کا ہنٹر گیم میں اکاؤنٹ اس نے ہیک کیا تھا یا نہیں.

"آپ نے جان کر کیا کرنا ہے؟ کیا کسی کا اکاؤنٹ ہیک کروانا ہے؟" اس نے اسی کے انداز میں جواب دیا.

"میں اس قسم کے اللیگل کام کرتی ہوں نہ کرواتی ہوں." صاف گوئی سے کہتے ہوئے وہ اپنا لیپ ٹاپ آن کرنے لگی.

"اچھا.... کچھ دیر پہلے کس نے فراز اور عتبہ کا اکاؤنٹ ہیک کروایا تھا؟" وہ جھٹ سے بولا.

"وہ اکاؤنٹ میں نے لیگل وجہ کی بنیاد پر ہیک کروائے تھے سو وہ لیگل ہیکنگ تھی مگر بے وجہ کسی کی پرائیویسی میں دخل اندازی کرنا سراسر غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکت ہے." اس نے وضاحت دی.

"بے شک" الہان نے بھرپور تائید کی. الہان اس کی اداکاری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی.

"ویسے ایک بات کہنے پر میں مجبور ہوں. واقعی ہنٹر گیم بہت کمال ہے." لیپ ٹاپ میں ہنٹر گیم کے ایپ پر نظر پڑتے ہی وہ بولی.

"تعریف کے لیے شکریہ" وہ عاجزی سے بولا.

"میں نے آپ کی نہیں آپ کی گیم کی تعریف کی ہے." کہتے ساتھ ہی اس نے ہونٹوں کے کناروں پر ابھرتی مسکراہٹ چھپانے کے لیے پانی کا گلاس منہ کو لگایا. اس کی بات پر الہان ضبط کا کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گیا.

"گیم بھی میں نے ہی بنائی ہے." وہ دانت پیس کر بولا.

"ساری گیم بہت اچھی ہے مگر سکیورٹی سسٹم بالکل اچھا نہیں ہے."

"کیا ہوا ہے سکیورٹی سسٹم کو؟" وہ تعجب سے بولا.

"بڑے آرام سے پلیئر کا اکاؤنٹ ہیک ہو سکتا ہے."

"ہنٹر گیم کے ہر ممبر کا اکاؤنٹ سکیور ہے. کوئی اتنی آسانی سے اسے ہیک نہیں کر سکتا." وہ پر یقین انداز میں بولا.

New Era Magazine

"اگر ہر ممبر کا اکاؤنٹ سکیور ہے تو پھر میرا کیوں نہیں؟ دو ہفتے پہلے کسی نے میرا اکاؤنٹ ہیک کیا تھا اور میرے اکاؤنٹ سے ہنٹر کی سائٹ پر پوسٹ بھی کی تھی. میں نے میل کی تھی ہیلپ سینٹر کو." وہ جانچتی نگاہوں سے اس کی حرکات کا جائزہ لینے لگی.

"اچھا تو وہ آپ تھیں. مجھے میل موصول ہوئی تھی. بے فکر رہیں وہ مسئلہ حل ہو گیا ہے." وہ خود کو مکمل طور پر انجان ظاہر کرنے لگا.

"اچھی بات ہے." وہ بس یہی کہہ پائی تھی.

"پھر کیا سوچا آپ نے؟" اچانک سے الہان نے استفسار کیا.

"کس بارے میں؟" وہ لاعلمی سے گویا ہوئی.

"ہماری شادی کے بارے میں" وہ لمحے کی تاخیر کیے بغیر بولا.

"ہا... آپ جیسے پڑھے لکھے اور میچور شخص سے مجھے ایسی توقع نہیں تھی." وہ افسوس کن لہجے میں بولی.

"میں نے کون سی ان پڑھ والی حرکت کر دی ہے. کیا پڑھے لکھے لوگ اپنی شادی کے بارے میں بات نہیں کر سکتے؟" وہ حیرانگی سے بولا.

New Era Magazine

"میں آپ کوانکار کر چکی ہوں, سودوبارہ پوچھنے کا کوئی جواز نہیں "اس نے اپنی طرف سے بات ختم کی.

"آپ نے انکار کیا تھا مگرانکار کرنے کی وجہ نہیں بتائی "وہ سنجیدگی سے بولا.

"آپ نے بھی تواقرار کی وجہ نہیں بتائی. "حجر نے اسے احساس دلایا.

"آپ نے وجہ پوچھی ہی نہیں. "وہ دوبدو بولا.

" چلیں اب پوچھ لیتی ہوں. بتائیں الہان مرتضی علوی کیوں کرناچاہتے ہیں آپ مجھ سے شادی؟ دنیا کی تین سے چار بلین لڑکیوں میں سے مجھ سے ہی کیوں شادی کرنا چاہتے ہیں آپ؟"اس نے صاف لفظوں میں سوال کیا.اس کے سوال پر چند ساعتوں کے لیے الہان کچھ بول نہ پایا. ایسا نہیں تھا کہ اس کے پاس جواب نہیں تھا.اس کے پاس جواب تھا مگر وہ جواب دینا نہیں چاہتا تھا.

"میں بتاؤں کیوں کرناچاہتے ہیں آپ مجھ سے شادی؟"اسے خاموش دیکھ کر حجر بولی.

"کیوں؟"الہان نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا.

"کیونکہ میں آنیہ علوی کی بیٹی ہوں. آپ مجھ سے نہیں آن یہ علوی کی بیٹی سے شادی کرناچاہتے ہیں پھر چاہے وہ میری جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی۔۔۔آپ اس سے شادی کر لیتے۔۔۔کیونکہ وہ آپ کی پھپھو کی بیٹی ہوتی۔۔۔وہ پھپھو جن سے آپ بہت محبت

کرتے ہیں اور آپ کی پھپھو چونکہ اپنی بیٹی یعنی مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں سو ان کے لیے آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں. یہی ہے نا آپ کے اقرار کی وجہ اور یہی ہے میرے انکار کی وجہ. میں ایسے شخص سے ہرگز شادی نہیں کرسکتی جو میری پہچان کی وجہ سے مجھ سے شادی کرنا چاہے." اس نے دھیمے مگر سخت لہجے میں اپنی بات مکمل کی.

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں." اس کی ساری بات خاموشی سے سننے کے بعد وہ بس اتنا کہہ پایا تھا.

"سمجھائیں پھر مجھے کہ سہی کیا ہے."

"آپ صرف اسی وجہ سے انکار کر رہی ہیں نا...اگر میں یہ وجہ ختم کر دوں تو؟ کیا آپ راضی ہو جائیں گی؟" وہ لفظوں سے کھیل کر اسے جیتنے کی کوشش کر رہا تھا. اس کی بات پر حجر ایک لمحے کے لیے ہڑبڑائی.

"نہیں...میرے پاس اور سبب بھی ہیں انکار کرنے کے" ہڑبڑاہٹ پر قابو پاتے ہوئے وہ بولی.

"آج آپ مجھے بتا ہی دیں کہ آپ میرے بارے میں کن کن غلط فہمیوں کا شکار ہیں."

کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے وہ پرسکون انداز میں بولا.

"آپ....(اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا بولے)...آپ بہت روڈ انسان ہیں.
آپ کو لڑکیوں کو ٹریٹ کرنا نہیں آتا. آپ صرف اپنی رائے کو اہمیت دیتے ہیں
دوسروں کی رائے کی آپ کو کوئی پرواہ نہیں." جب وہ بولنے پر آئی تو بغیر سوچے سمجھے
بولنے لگی.

"فارغ وقت میں اپنے کہے گئے الفاظ پر غور کریے گا. کچھ دیر سوچنے سے آپ کو
احساس ہو جائے گا کہ آپ کی بات میں کتنی سچائی ہے اور گر آپ ان وجوہات کی بنا پر
مجھے انکار کر رہی ہیں تو یقین مانیں پچھتائیں گی." وہ اطمینان سے بولا.

"انکار کی ایک اور وجہ بھی ہے مگر اس کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں ہے." حجر کے
ذہن میں ایک خرافاطی ائیڈیا آ چکا تھا جس پر وہ اب عمل درآمد کر رہی تھی.

"بتا دیں وہ بھی." وہ بادل نخواستہ بولا.

"دراصل میرا ایک دوست ہے. اس نے کہا تھا کہ میں اسے ڈھونڈوں. وہ یہیں
میرے ارد گرد موجود ہے مگر میں اسے پہچان نہیں پا رہی." وہ مصنوعی پریشانی کے
تاثرات چہرے پر لاتے ہوئے بولی جبکہ دل ہی دل میں وہ خوب محظوظ ہو رہی تھی. اس
کی بات سن کر الہان کو شاک لگا. اسے امید نہیں تھی کہ وہ مونسٹر کے قصے کو اتنا

سیریس لے جائے گی۔ سیریس تو خیر حجر نے لیا بھی نہیں تھا مگر اس سے اگلوانے کے لیے ڈرامہ تو کرنا ہی تھا نا۔

"آپ اس کی وجہ سے مجھے انکار کر رہی ہیں؟" وہ شاک سے نکلتے ہوئے بولا۔

"جی" اس نے بے جھجک جواب دیا۔ اس کا جواب سن کر الہان کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مارلے جبکہ اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتی حجر نے بڑی مشکل سے قہقہہ ضبط کیا ہوا تھا۔

"کیا یہ وہی دوست ہے جس نے آپ کو کرپٹو گرام بھیجا تھا؟" دل کی تسلی کے لیے اس نے دریافت کیا۔

"وہی ہے۔ پروفیٹک مونسٹر نام ہے مگر میں مونسٹر کہتی ہوں۔ آپ اسے ڈھونڈیں میں میری مدد کریں گے؟" وہ اسے زچ کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"ضرور" بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے وہ بمشکل بولا۔

"آپ کی نظر میں... میرا مطلب ہے کہ پولیس فورس میں کوئی ایسا شخص ہے جو ہر وقت میرے ارد گرد رہتا ہو؟" وہ خود کو مکمل سنجیدہ ظاہر کر رہی تھی۔

"نہیں... میرے علاوہ تو اور کوئی نہیں ہے۔" الہان نے اسے ارادتاً واضح ہنٹ دی مگر وہ اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے وہ بولی۔

"اچھا"

"ویسے بہت کم ایسے ہوتا ہے کہ آنلائن دوست اصل زندگی میں ملیں." مکمل طور پر اپنا انداز لاپرواہ بناتے ہوئے وہ بولا.

"مونسٹر گیم کھیلنے سے پہلے بھی مجھ سے مل چکا ہے." اس نے یوں ظاہر کی جیسے اس کی کو بہت اہم بات بتا رہی ہو.

"واہ... کیا اتفاق ہے." وہ جل کر بولا. اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے ری ایکٹ کرے. اس نے سوچا تھا کہ حجر میسج پڑھنے کے بعد اسے پہچان لے گی. یوں گیمز کھیلنے پر تھوڑا بہت نارض ہوگی پر وہ اسے منا لے گا. مگر یہاں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی تھی. اس کی سوچ سے بالکل مختلف رسپونس تھا اس کا. اس کی درست پیشن گوئیوں کی وجہ سے سب اسے پروفیٹک مونسٹر کہتے تھے مگر حجر کے متعلق لگائے گئے اس کے سارے اندازے اول روز سے غلط ثابت ہو رہے تھے.

"کیا آپ کو کسی پر شک ہے؟ کوئی ایسا شخص جسے کرپٹو گرام بنانے آتے ہوں؟" کچھ سوچ کر الہان نے سوال کیا.

"نہیں.. میرا نہیں خیال کہ کسی کو بیورو میں کرپٹو گرام آتے ہیں." اس نے خود کو بے وقوف ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی.

"اس کی آواز یاد ہو گی نا آپ کو؟ ہنٹر گیم کے دوران بات کی تھی نا آپ نے؟" الہان اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا تھا کہ اسے سمجھ آجائے کہ وہی مونسٹر ہے۔

"آپ کو کیسے پتا کہ میری اس سے ہنٹر گیم کے دوران ملاقات ہوئی تھی؟" بھنویں اچکاتے ہوئے اس نے سوال کیا۔ اس کے سوالیہ ایک لمحے کے لیے گڑبڑایا۔

"میں نے اندازہ لگایا ہے۔" اس نے بمشکل بات بنائی۔ اس کی بات پر حجر اسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی۔

"آپ اس معاملے میں انوالو نہیں ہیں؟" حجر نے آخری مرتبہ تصدیق کرنی چاہی۔

"نہیں" اس نے پر اعتمادی سے جھوٹ بولا۔

"اچھی بات ہے۔" کہتے ساتھ ہی اس نے لیپ ٹاپ اٹھایا اور آفس سے نکل گئی جبکہ وہاں تنہا بیٹھا الہان بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا

"She is getting on my nerves."

پھر کچھ لمحوں بعد خود بھی کمرے سے نکل گیا۔

....

یہ منظر مارگلہ کی پہاڑیوں میں بنے ایک ہٹ کا تھا۔ اس ہٹ کے بیرونی حصے کو جھاڑیوں کی مدد سے مکمل طور پر ڈھانپا گیا تھا جس کے باعث کوئی عام شخص یہ اندازہ نہیں کر پاتا

تھا کہ وہاں کوئی ہٹ موجود ہے۔ کسی نے یہ ہٹ بڑے سوچ سمجھ کر بنایا تھا۔ ہٹ کے اندر جھانکو تو بلب کی سنہری روشنی میں اندر کا منظر واضح تھا۔ ہٹ کے دروازے کے اس پار ایک کمرہ نما جگہ تھی جس کے وسط میں ایک کرسی رکھی گئی تھی اور اس کرسی پر فصیحہ کو زنجیروں سے باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔ وہ اس وقت بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ کمرے کی ایک دیوار پر مختلف اوزار لگائے گئے تھے جبکہ ایک دیوار کے آگے چھوٹا سی ایل سی ڈی رکھی گئی تھی۔ ایل سی ڈی کے بالکل آگے ایک شخص سفید چمڑی کا ماسک پہنے بیٹھا تھا۔ نظریں سکرین پر جمائے وہ ہاتھ میں پکڑے ریموٹ سے چینل بدل رہا تھا۔ ایک آواز سماعت سے ٹکراتے ہی ریموٹ پر چلتی اس کی نگلیاں تھمیں۔

"ناظرین.... پچھلے چھ ماہ میں وقتاً فوقتاً بچوں کو اغواہ کرنے والا مجرم حراست میں لے لیا گیا ہے۔ مجرم کو پولیس کی سپیشل برانچ نے چند گھنٹے پہلے اسلام آباد کے نواحی علاقے میں بنے ایک گاؤں سے پکڑا ہے۔ پولیس کے تشدد کے باعث کچھ دیر میں ہی مجرم اقرار جرم کرنے پر مجبور ہو گیا۔" اینکر پرسن کچھ اور بھی کہہ رہا تھا مگر اس شخص نے غصے سے سرخ ہوتی نگاہوں سے ایک آخری نگاہ سکرین پر ڈالی پھر ہاتھ میں پکڑا ریموٹ زور سے سکرین پر مارا۔ ایل سی ڈی کی سکرین بری طرح ٹوٹ چکی تھی مگر اس شخص کے غصے کا گراف نیچے نہیں آیا۔

"تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا. وہ سب میرے وکٹم تھے اتنی آسانی سے کوئی میری جگہ نہیں لے سکتا. پہلے تم لوگوں نے میرے اُرخ کو مجھ سے علیحدہ کیا اور اب تم لوگ میرے وکٹم کو مجھ سے چھین رہے ہو. جس نے اُرخ کو مارا اس سے بدلہ تو میں لے لوں گا مگر اپنی حرکتوں کے باعث تم لوگ مجھے مجبور کر رہے ہو کہ میں تم لوگوں کا جینا محال کر دوں

"I'll make you regret it

اب اس نے ہاتھ مار کر ایل سی ڈی نیچے گرائی. اس کا اگلا نشانہ کتابوں کا ریک تھا. کمرے کی ہر شے کو اپنے غصے کا نشانہ بنانے کے بعد اس نے کمرے کے وسط میں رکھی کرسی کو ٹھوکر ماری. اپنا توازن کھو دینے کے باعث کرسی زمین پر گری. کرسی پر زنجیروں سے بندھی فصیحہ کی گرنے کے باعث کراہ نکلی. مگر وہ شخص پرواکیے بغیر اب بے چینی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا. اگلے کا لائحہ عمل لمحوں میں سوچنے کے بعد اس نے متلاشی نگاہوں سے زمین پر گری چیزوں کی جانب دیکھا. اس کی مطلوبہ چیز اسے کتابوں کی ڈھیر کے قریب پڑی نظر آئی تھی. آگے بڑھ کر اس نے وہ میپ زمین سے اٹھایا. وہ سرویلنس کیمروں کی لوکیشن کا میپ تھا. جن جگہوں پر کیمرے لگے تھے وہاں سرخ دائرہ بنا تھا. کچھ سوچ کر اس نے اپنی اگلی کاروائی کے لیے جگہ منتخب کی اور میپ واپس

بند کرتے ہوئے فصیحہ کے گرے وجود پر نگاہ ڈالے بغیر وہ ہٹ سے باہر نکل گیا. ہٹ کے دروازے کو تالا لگانے کے بعد اس نے ہٹ کو ڈھانپنے کے لیے جھاڑیوں کی تلاش میں ارد گرد نگاہ دوڑائی. کچھ فاصلہ پر اسے ٹہنیاں دکھیں جن پر ہلکے بنفشہ رنگ کے خوشبودار پھول لگے تھے. وقت ضائع کیے بغیر اس نے وہ ٹہنیاں اٹھا کر ان سے ہٹ کو اچھی طرح ڈھانپا اور اپنے اگلے شکار کی تلاش میں چل پڑا.

....

گھڑی کی سوئیاں دس کے ہندسے کو چھو رہی تھیں جب پولیس کی وین اپارٹمنٹل بلڈنگ کے سامنے بنے پارک کے باہر رکی. وہ پولیس کی کرائم برانچ کی وین تھی جس میں آپریٹنگ سسٹم بنایا گیا تھا. وین کے اندر ایک سکرین لگی تھی جس پر اس علاقے میں لگے سب سی سی ٹی وی کیمروں کی فٹیج نظر آ رہی تھی. سکرین کے بالکل سامنے الہان, حجر اور ہاجرہ براجمان تھی. شام کے وقت مجرم ملنے کے نیوز سوشل میڈیا پر پھیل چکی تھی. اب وہ عتبہ کمال عرف انسب کی اگلی کاروائی کے انتظار میں تھے.

"آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ عتبہ اس بلڈنگ کی کوئی لڑکی کڈنیپ کرے گا؟" کب سے ذہن میں گردش کرتا سوال الہان پوچھے بغیر نہ رہ سکا.

"پرانے سرویلنس کیمروں کا میپ دیکھیں تو یہ وہ واحد رہائشی جگہ ہے جس کے مین روڈ سے راستے میں نہ پولیس کے بیریئر barrier ہیں اور نہ ہی کوئی سی سی ٹی وی کیمرہ ہے. کوئی بھی شخص اگر مین روڈ کے ذریعے یہاں تک آتا ہے تو وہ کسی بھی مشکل اور کسی بھی کیمرے کی ریکارڈنگ میں آئے بغیر یہاں تک پہنچ سکتا ہے. میرے تجربے کے مطابق عتبہ یہاں کی کسی لڑکی کو ہی اغواہ کرے گا کیونکہ وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ ہم نے یہاں اب کیمرے لگا دیے ہیں. باقی سب جگہوں کو بھی ہماری ٹیم نے کور کیا ہوا ہے مگر اس جگہ سے اغواہ ہونے کا زیادہ خدشہ ہے سو یہاں کی سکیورٹی زیادہ سخت ہے." حجرا سے تفصیل بتا رہی تھی جب اس کا فون رنگ کیا. کان میں لگی بلوٹوتھ ڈیوائس کا بٹن دباتے ہی وہ وہ بولی

"جی آفیسر بلال! بلڈنگ کے چوکیدار سے بات ہوئی؟"

"جی میم"

"بلڈنگ میں رہنے والی کوئی فیملی یا کوئی لڑکی باہر تو نہیں ہے؟"

"میم! ایک لڑکی باہر ہے."

"کون؟ فیملی ہے یا صرف اکیلی لڑکی ہے؟" اس نے تعجب سے سوال کیا.

"سارہ نام ہے اس کا۔اس کی فیملی کسی بیرون ممالک میں مقیم ہے اور وہ یہاں کے اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔"آفیسر بلال نے وضاحت دی۔سارہ نام سن کر اس کے ذہن میں اپنی ہائی سکول کی کلاس فیلو سارہ کا چہرہ ذہن میں آیا تھا۔سر جھٹکتے ہوئے اس نے اس خیال سے پیچھا چھڑایا اور پھر آفیسر بلال سے دریافت کرنے لگی

"کوئی جاب وغیرہ کرتی ہے؟کب تک آتی ہے واپس؟"

"وہ کسی پرائیویٹ فرم میں جاب کرتی ہے۔ساڑھے دس کے قریب وہ جاب واپس آ جاتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔جیسے ہی وہ واپس آئے مجھے انفارم کرنا۔"مزید چند ہدایات دینے کے بعد حجر نے فون بند کر دیا۔ان کی وین بلڈنگ کے بیرونی دروازے سے ذرا ہٹ کر درخت کے سائے میں کھڑی تھی۔وین پر پولیس فارس کا کوئی لوگو نہیں لگا تھا سو دکھنے میں وہ ایک عام سی وین لگتی تھی۔اس کی ساری ٹیم بھی عام کپڑوں میں ملبوس اس وسیع رقبے پر پھیلی بلڈنگ کے مختلف مقامات پر چوکنا کھڑی تھی۔انہیں وہاں کھڑے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا مگر گزرے آدھے گھنٹے میں سب کچھ معمول کے مطابق رہا تھا۔وہ سب اسی پوزیشن میں کھڑے تھے جب بلڈنگ کے بیرونی دروازے پر ایک ڈیلیوری بوائے آیا جو غالباً پزا دینے آیا تھا۔گیٹ پر کھڑے چوکیدار نے اس کا کارڈ چیک کیا پھر اسے اندر

New Era Magazine

جانے کی اجازت دے دی. وین میں بیٹھی حجر سکرین سے مین گیٹ کے کیمرے سے ریکارڈ ہونے والا یہ منظر دیکھنے میں مصروف تھی جب آنکھ کے کنارے سے نظر آتے بیک یارڈ میں لگے کیمرے کی ریکارڈنگ میں کوئی ہیولہ واضح ہوا تھا. اپنے شک کی تصدیق کرنے کے لیے حجر نے ریکارڈنگ ری وائنڈ کر کے دیکھی تو واقعی کوئی کالے لباس میں ملبوس شخص بیرونی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا تھا. وہ ریکارڈنگ دیکھ کر وین سے باہر نکلنے ہی لگی تھی جب ایک دم سے بلڈنگ میں بلیک آؤٹ ہوا. پوری بلڈنگ اندھیرے میں ڈوبی دیکھ کر حجر اور الہان بلڈنگ کے گیٹ کی جانب بھاگے. جس وقت وہ بھاگ رہے ٹھیک اسی وقت سڑک کی دوسری جانب سے آتی ہوئی ایک گاڑی بلڈنگ کے گیٹ کے سامنے رکی. گاڑی پر توجہ دیے بغیر وہ دونوں بلڈنگ کا بیرونی گیٹ پار کر کے اندر آئے جب چاند کی ہلکی روشنی میں سائیکل پر سوار ڈیلیوری بوائے بلڈنگ سے باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا. ان کے قریب سے گزر کر وہ سر جھکا کر بیرونی دروازہ پار کر گیا. اس کے قریب سے گزرنے پر ایک مہک نے حجر کو اپنے حصار میں لیا. گردن موڑ کر حجر نے ایک نظر سائیکل پر سوار شخص کی پشت کو دیکھا پھر وقت ضائع کیے بغیر اندر بڑھ گئی. بلڈنگ کے گرد بنا باغ پار کرنے کے بعد وہ اندرونی عمارت کے قریب پہنچی ہی تھی جب تمام لائٹس دوبارہ آن ہوئیں.

"بلیک آؤٹ کیوں ہوا تھا؟" کہتے ساتھ ہی اس نے چھنیک ماری.

"میم! کسی نے مین سوئچ بند کر دیا تھا." ان کے اتنا کہنے کی دیر تھی جب حجر کے ذہن میں جھماکا ہوا. الٹے قدموں وہ واپس بیرونی گیٹ کے قریب آئی مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی.

"ڈیم اٹ" مسلسل چھینکیں آنے کے باعث پانی بھری آنکھوں سے خالی سڑک کو دیکھتے ہوئے وہ بولی. سڑک پر ایک آدمی منہ کے بل گرا تھا۔ قریب ہی ڈیلوری بوائے کی سائیکل پڑی تھی. سڑک پر گرے شخص کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے اس شخص کی سانس چیک کی پھر آفیسر نعمان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی.

"اسے ہوش میں لائیں."

"آپ ٹھیک ہیں؟" اس مسلسل چھینکیں مارتے دیکھ کر الہان نے استفسار کیا.

"جو ڈیلوری بوائے کچھ دیر پہلے یہاں سے گزرا تھا اس کے پاس سے لیوینڈر lavender کی مہک آ رہی تھی اور مجھے لیوینڈر سے الرجی ہے." بمشکل بولتے ہوئے وہ دوبارہ وین کی جانب بڑھ رہی تھی.

"آفیسر بلال... بلڈنگ کے بیک یارڈ میں ڈیلوری بوائے بے ہوشی کی حالت میں موجود ہو گا. اس کو دیکھیں جا کر اور آفیسر سعد آپ پولیس فورس سے کہیں کہ مین روڈ

تک جاتی ہر گاڑی کی چیکنگ کریں۔" وین میں سارا سسٹم دوبارہ آن کرتے ہوئے وہ بولی۔

"میم...ڈیلیوری بوائے تو پزا دینے کے بعد واپس چلا گیا تھا۔" آفیسر بلال بولے۔

"وہ ڈیلیوری بوائے نہیں تھا۔ وہ عتبہ کمال تھا۔ بڑی آسانی سے ہم سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر وہ سارہ کو کڈنیپ کر کے لے گیا ہے۔ میں سی سی ٹی وی کی ریکارڈنگ سے گاڑی کا نمبر دیکھ کر بتاتی ہوں آپ کو.... جیسے ہی گاڑی کی لوکیشن پتا چلتی ہے مجھے انفارم کریں۔" سرخ ہوتی آنکھوں سے وہ مین گیٹ کے کیمرے کی ریکارڈنگ دیکھتے ہوئے انہیں آرڈر دے رہی تھی۔ اس کی بات سن کر آفیسر بلال جلدی سے بیک یارڈ کی طرف گئے جبکہ آفیسر سعد، رضا حمید سے رابطہ کرنے لگے۔ الہان چند لمحوں سے منظر عام سے غائب تھا مگر اس کی غیر موجودگی کسی نے محسوس نہیں کی تھی۔

"چند منٹوں میں عتبہ کمال نے اتنے لوگوں کی موجودگی میں سارہ کو کیسے اغواہ کر لیا؟" ہاجرہ ناسمجھی سے بولی۔

"وہ سب کچھ پلین کر کے آیا تھا۔ بلڈنگ کے پچھلے حصے سے اندر آ کر اس نے مین سوئچ بند کیا پھر پزا دے کر واپس آتے ڈیلیوری بوائے کو بے ہوش کر کے اس نے اس کا حلیہ اپنایا اور بلڈنگ سے باہر نکلا۔ اس وقت سارہ کیب کے ذریعے اپنی جاب سے واپس آئی

تھی. موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے ڈرائیور کو گاڑی سے نکالا اور خود اس میں سوار ہو کر سارہ کو لے گیا."ہاجرہ کو تفصیل بتانے کے بعد اس نے افیسر سعد کو گاڑی کا نمبر لکھوایا. عتبہ کمال کی چالاکی کی داستان سن کر ہاجرہ حیران رہ گئی تھی جبکہ حجر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر عتبہ کمال کے ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس کرنے لگی. اس کی چھینکوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا مگر وہ خود کی پرواہ کیے بغیر رضا حمید کی کال کا انتظار کرنے لگی. اسے اس پوزیشن میں بیٹھے چند ساعتیں ہی گزری تھیں جب الہان وہاں آیا.

"حجر.. یہ کھالیں" ایک پیکٹ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولا.

"یہ کیا ہے؟" اس نے غائب دماغی سے سوال کیا.

"بے فکر رہیں زہر نہیں ہے. اینٹی الرجک میڈیسن ہے." وہ اس کی تفتیش سے تنگ آ کر بولا. اس کی بات پر حجر نے تیز نگاہ اس پر ڈالی. دل تو کیا کہ میڈیسن اس کے منہ پر دے مارے مگر صورت حال کے پیش نظر وہ یہ کر نہیں سکتی تھی کیونکہ اسے اس وقت میڈیسن کی اشد ضرورت تھی.

"شکریہ" وہ بادل نخواستہ بولی. وہ میڈیسن کھا کر فارغ ہی ہوئی تھی جب آفیسر سعد وین کے قریب آئے

"گاڑی کی لوکیشن پتا چل گئی ہے۔"ٹیبلٹ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولے۔

"پیچھا کریں گاڑی کا۔"اس کی بات سن کر وہ فوراً سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھے۔کچھ لمحوں بعد وہ وین تیز رفتاری سے اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر افیسر سعد براجمان تھے اور پسنجر سیٹ پر ہاجرہ بیٹھی تھی جبکہ حجر اور الہان بیک سیٹ پر براجمان تھے۔

"گاڑی اب ایک جگہ رکی ہوئی ہے۔"حجر کی بلوٹوتھ ڈیوائس پر رضا حمید کی آواز گونجی۔

"آپ پہنچیں وہاں...ہم بھی آرہے ہیں۔"میڈیسن کے باعث اس کی طبیعت کچھ بہتر تھی۔اگلے چند منٹوں میں وہ اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں گاڑی کھڑی تھی۔وہ ایک سڑک تھی جس کی ایک جانب پہاڑ تھا اور دوسری جانب کھائی تھی۔گاڑی اس سڑک پر پہاڑ کی جانب کھڑی تھی۔رضا حمید کی ٹیم نے ایک فاصلے سے گاڑی کو گھیر رکھا تھا۔

اندھیرا ہونے کے باعث یہ معلوم نہیں ہو پا رہا تھا کہ گاڑی کے اندر کوئی موجود ہے یا نہیں۔وہاں پہنچتے ہی وہ سب باہر نکلے۔ایک ہاتھ سے گن اور دوسرے ہاتھ سے ٹارچ تھام کر حجر گاڑی کے قریب جانے لگی جبکہ الہان بے چینی سے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔آفیسر سعد اور رضا حمید حجر کی تقلید میں تھے۔گاڑی کے قریب جا کر حجر نے جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔گاڑی خالی تھی اور بیک سیٹ پر باز کی تصویر کے علاوہ ایک اور

New Era Magazine

کاغذ بھی تھا. کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھ کر اس کے تاثرات بدلے. وہ کاغذ اس نے مٹھی میں دبوچا اور باقی سب کی جانب مڑی

"گاڑی خالی ہے صرف باز کی تصویر ملی ہے. "اس نے باز کی تصویر آفیسر سعد کو تھمائی.

الہان نے اس کے چہرے پر چھائے ناقابل فہم تاثرات دیکھے پھر ایک نظر اس کی بند مٹھی کو دیکھا. وہ جان گیا تھا کہ کوئی تو بات ہے جو وہ سب سے چھپا رہی ہے مگر اس وقت اس نے خاموش رہنا بہتر سمجھا.

"گاڑی فارینسک ٹیم کے حوالے کر دیں تا کہ وہ فنگر پر نٹس اکٹھے کر سکیں. باقی کی تفتیش صبح کریں گے. "بے دلی سے اتنا کہہ کر وہ واپس وین کی جانب آ گئی. سب نے خاموشی سے اس کی بات پر عمل کیا اور رفتہ رفتہ سب واپس اپنے گھروں کی جانب گامزن ہو گئے.

....

“Life is infinitely stranger than anything which the mind of man could invent.”

(Arthur Canon Doyle)

....

رات کے اندھیرے کو چیرتی مصنوعی روشنیوں میں مرسڈیز بنز اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ ٹرٹل نیک شرٹ پر گرے کوٹ پہنے الہان مستعدی سے ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا جبکہ پسنجر سیٹ پر براجماں لانگ کوٹ میں ملبوس حجر ارد گرد سے لاپرواہ فائل دیکھنے میں مصروف تھی۔ آج اس نے سر پر بیرٹ کیپ پہن رکھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں موجود فائل میں چند گھنٹوں پہلے اپارٹمنٹ بلڈنگ کے باہر سے اغواہ ہونے والی لڑکی سارہ کے متعلق معلومات درج تھیں۔ فائل کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اس نے فائل بند کی اور گلاس ونڈ سے باہر دیکھنے لگی۔

"کون سی بات پریشان کر رہی ہے آپ کو؟" اس کی خاموشی محسوس کر کے الہان نے دریافت کیا۔ جب سے وہ خالی گاڑی دیکھ کر آئے تھے وہ یونہی خاموش اور الجھی الجھی سی تھی۔

"...کچھ نہیں۔" وہ چونکتے ہوئے بولی۔ الہان نے بے بسی سے گہری سانس لی۔

"مجھے یہاں ہی ڈراپ کر دیں۔" چند ساعتوں بعد اس کی جانب رخ کرتے ہوئے حجر بولی۔

"مگر کیوں؟" اسکی سڑک پر اترنے کی منطق الہان کی سمجھ سے باہر تھی۔

"میں کچھ دیر کھلی فضا میں رہنا چاہتی ہوں۔ مجھے ابھی اپارٹمنٹ نہیں جانا۔ آپ مجھے یہاں ڈراپ کر دیں۔ کچھ دیر چہل قدمی کے بعد میں واپس چلی جاؤں گی۔" اس نے ناچاہتے ہوئے بھی وضاحت دی۔ الہان نے ایک نظر اس اترے ہوئے چہرے کو دیکھا پھر گاڑی سڑک کی ایک جانب کھڑی کی۔

"شکریہ" گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے وہ بولی۔ سر ہلا کر اس کا شکریہ وصول کرتے ہوئے الہان بھی گاڑی سے باہر نکلا۔

"آپ کہاں؟... آپ میرے ساتھ جا رہے ہیں؟" اسے بھی گاڑی سے نکلتے دیکھ کر حجر تعجب سے بولی۔

"ظاہری سی بات ہے۔" کندھے اچکاتے ہوئے وہ بولا۔

"میں آپ کو اپنے ساتھ نہیں لے کر جا رہی۔" اس نے قطعی انداز میں سر ہلایا۔

"میں نے آپ سے اجازت نہیں مانگی۔ رات کے گیارہ بجے اسلام آباد کی سڑکوں پر میں آپ کو اکیلے چہل قدمی کرنے نہیں دے سکتا۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

"نہ میں چھوٹی بچی ہوں اور نہ ہی آپ میرے گارڈین ہیں سو برائے مہربانی میرے معاملات میں دخل دینا بند کر دیں۔" سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے وہ سرد مہری سے بولی۔

"میں آپ کا گارڈین ہی ہوں. آپ کے فار نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں آپ کا خیال رکھوں. پھپھو نے بھی مجھ سے آپ کا خیال دھیان رکھنے کا وعدہ لیا تھا." الہان نے اسے احساس دلایا. اس کی بات پر مٹھیاں بھینچ کر, گہری سانس لیتے ہوئے حجر نے اپنے غصے کو کنٹرول کیا پھر ایک آخری کوشش کرتے ہوئے وہ بولی

"دیکھیں مسٹر... میں اس وقت بہت پریشان ہوں. میری سوچیں الجھی ہوئی ہیں. انہیں یکجا کرنے کے لیے مجھے کچھ وقت درکار ہے. آپ کی موجودگی میں ٹھیک سے سوچ نہیں پاؤں گی اس لیے کچھ دیر کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دیں. میں اپنا دھیان رکھ سکتی ہوں."

"میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کروں گا. جو کرنا چاہتی ہیں کریں. جہاں جانا ہیں جائیں. میں آپ روکوں گا نہیں میں بس ایک فاصلے سے آپ کا تعاقب کروں گا." وہ مستحکم انداز میں بولا.

"جو کرنا ہے کریں." ناگواری سے کہتے ہوئے حجر ہلکی ہلکی دھند میں لپٹی سڑک پر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی. کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے, وہ ارد گرد سے بے نیاز اپنی سوچوں میں گم فٹ پاتھ پر چل رہی تھی. اس سے چند قدم پیچھے الہان بھی سردی سے بچنے کے لیے کوٹ کے جیبوں میں ہاتھ ڈالے سست رفتاری سے قدم اٹھا

رہا تھا.اس کی سوچوں کا محور حجر کی ذات تھی. وہ جانتا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے, کوئی چیز اسے پریشان کر رہی ہے مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اسے نہیں بتائے گی. چونکہ یہ شہر کی مین شاہراؤں میں سی تھی سو اس پر ٹریفک معمول کے مطابق تیز تھی آنکھوں کو چیرتی ہیڈ لائیٹس, سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے منچلے, گاڑیوں کا شور ان سب میں سے کوئی چیز بھی حجر کی سوچوں میں خلل کا موجب نہیں بن پائی تھی. تقریباً آدھا گھنٹہ یونہی سڑکیں ماپنے کے بعد وہ پیڈ سٹرین برج کی سیڑھیاں چڑھنے لگی. رات کے اس پہر برتج پر لوگوں کی چہل پہل نہ ہونے کے برابر تھی سو وہ آرام سے پل کے وسط میں لوہے کی سلاخوں سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی. نظریں پل کے نیچے سڑک پر دوڑتی گاڑیوں پر جمائے وہ کچھ دیر یونہی کھڑی رہی پھر گردن موڑ کر الہان کو دیکھا جو اس سے کچھ دور کھڑا فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا. گاڑیوں کے شور کے باعث حجر اس کی بات ٹھیک سے سن نہ پائی. چند لمحے بات کرنے کے بعد الہان نے فون بند کیا تو اسے خود کو دیکھتے پا کر استفہامیہ انداز میں بھنویں اچکائیں. اس کا سوالیہ انداز دیکھ کر حجر نے نفی میں سر ہلایا اور پھر گردن واپس موڑ لی. یخ بستہ ہوا کے دوش پر اس کے بال اڑ رہے تھے.

"میرے خیال سے اب آپ کو واپس چلے جانا چاہیے۔" ہوا میں خنکی محسوس کر کے الہان بولا۔ وہ ابھی بھی اس سے دور کھڑا تھا سو وہ قدرے اونچی آواز میں بولا تاکہ حجر تک اس کی آواز باآسانی پہنچ جائے۔

"میں ابھی کچھ وقت مزید یہاں رہنا چاہتی ہوں اگر آپ نے جانا ہے تو شوق سے جائیں۔" ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑے رہے حجر بھی بلند آواز میں بولی۔

"اتنی سردی میں یہاں احمقوں کی طرح کھڑے رہنے کی منطق میری سمجھ سے باہر ہے۔ اگر آپ کچھ سوچنا چاہتی ہیں تو آپ کو کسی خاموش اور پرسکون جگہ پر جانا چاہیے۔ اتنی شور والی جگہ پر کیوں آئی ہیں؟"

"اپنے اندر کے شور سے پیچھا چھڑانے کے لیے کبھی کبھی انسان کو باہر کے شور کا سہارا لینا پڑتا ہے۔" اس نے رنجیدگی سے کہا تو الہان نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"خود پر الزام عائد نہ کریں آپ کی غلطی نہیں تھی۔" اس کا چہرہ پڑھنے کے بعد وہ بولا۔

"وہ میری کلاس فیلو تھی۔ سارہ وہ پہلی لڑکی تھی جس نے مجھے حب الوطنی کے جذبے سے روشناس کروایا تھا۔ پاکستان کا نام میں نے اس کے منہ سے سنا تھا اور اس کی پاکستان سے محبت دیکھ کر مجھے اس ملک پر رشک آیا جس کے لوگ اس کے لیے جان قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس دن مجھے پہلے دفعہ احساس ہوا تھا کہ اپنے ملک کا

مان کیاہوتا.انسان کتنے فخر سے سر اٹھا کر کہہ سکتا ہے کہ یہ ملک میرا ہے. سارہ کی پاکستان سے محبت سے متاثر ہو کر میں نے ارادہ کیا تھا کہ میرے والدین چاہیں ملیں یا نہ ملیں مگر میں آپ ملک ضرور ڈھونڈلوں گی.اس کارول میری زندگی میں مختصر اور مینگ فل تھا تبھی تو اتنا وقت گزرنے کے باوجود وہ میری یادوں کا اہم حصہ ہے."وہ ایک لمحے کے لیے ٹھہری

"اس کی زندگی داؤپر لگنے کی قصوروار میں ہوں کیونکہ میں اپنی ٹیم کو سہی سے لیڈ نہیں کر پائی.ہیڈ ہونے کے لحاظ سے مجھے چاہیے تھا کہ میں اپنی ٹیم کو سہی سے گائیڈ کرتی, ٹیم ورک سٹرانگ کرتی مگر عتبہ کمال سے نفرت میں, اسے اس کے اعمالوں کی سزا پہنچانے کی دھن میں, میں باریکیوں پر غور ہی نہ کر پائی. محبت ہو یا نفرت دونوں ہی انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں.(کہتے ہوئے اس نے افسوس سے سر جھٹکا.) میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں کسی کیس سے جذباتی طور پر منسلک نہ ہوں. ہمیشہ نیوٹرل رہ کر کام کروں مگر اس کیس سے نا چاہتے ہوئے بھی میں جذباتی طور پر وابستہ ہوں.سارہ اور فصیحہ کو تو میں عتبہ کمال سے نجات دلا لوں گی مگر اس شخص سے نفرت کرنے سے خود کو روک نہیں سکتی جس نے میرے ماں باپ کو تکلیف پہچائی ہو,

جس نے انہیں مجھ سے دور کیا ہو پھر چاہے وہ اللہ یار ہو, عمزب کمال ہو یا عتبہ کمال"
اس کے الفاظ سخت تھے مگر لہجے ہمیشہ کی طرح دھیما تھا.

"میرے خیال سے آپ کو اللہ یار انکل کو معاف کر دینا چاہیے."الہان نے اسے قائل کرنا چاہا.

"معاف کرنا اور معافی مانگنا میرے لیے دنیا کے سب سے مشکل کام ہیں."وہ قدرے بے بسی کے عالم میں بولی.

"او..تو آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ اگر آپ مستقبل میں کوئی غلطی کریں تو میں آپ سے غلطی پر معافی مانگنے کی امید نہ رکھوں."ماحول کی سنجیدگی کو کم کرنے کے لیے وہ گویا ہوا.

"نہیں...میں کہنا چاہ رہی ہوں کہ اگر مستقبل میں آپ کوئی غلطی کریں گے تو مجھ سے معافی کی امید مت رکھیے گا.میں قطعاً آپ کو معاف نہیں کرنے والی."وہ قطعی لہجے میں بولی تو الہان اسے گھور کر رہ گیا.اب ان دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی.کچھ سوچ کر الہان نے ایک فیصلہ کیا پھر اس کی جانب قدم بڑھانے لگا.

"عتبہ کمال کے دوسرے میسج میں کیا تھا؟"چند قدم کے فاصلے پر رک کر اس نے استفسار کیا.

New Era Magazine

"کون سا میسج؟"اس نے خود کو انجان ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی.

"کیا ہم کچھ دیر ایک دوسرے کے اونسٹ نہیں ہو سکتے."

"میں تو اونسٹی سے جواب سے دوں گی مگر اونسٹ ہونا آپ کو مہنگا پڑ سکتا ہے مسٹر..."

اس کی بات کاٹ کر الہان بولا.

"الہان"

"وٹ ایور"اس نے نظریں گھمائیں.

"اگر کوئی جواب مشکل ہوا تو میں ہار مان لوں گا."

"جو پہلے ہار مانے گا اسے پینلٹی سہنی پڑے گی."حجر نے اسے گیم کی شرط سے آگاہ کیا.

"ٹھیک ہے.پہلے سوال میں کروں گا."وہ دونوں اب ایک دوسرے کے روبرو تھے.

"کریں سوال"وہ پر اعتمادی سے بولی.

"میسج میں کیا تھا؟"الہان پوچھا.

"H" اس نے بلاتامل جواب دیا.کہتے ساتھ ہی اس نے وہ صفحہ اس کی جانب بڑھایا جو اسے گاڑی میں سے ملا تھا.الہان نے صفحہ پر لکھے ایچ کو الجھی نظروں سے دیکھا.

"پروفیٹک مونسٹر کون ہے؟"ہونٹوں کے کناروں پر ابھرنے والی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی.اس کے سوال پر الہان چونکا.مسکراہٹ ضبط کرتے اس کے چہرے

کو دیکھ کر اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ جان چکی ہے سو اس نے مزید تردید کرنا ضروری نہ سمجھا.

"تو آپ کو پتا چل گیا ہے"

"ہمم.... مگر پھر بھی میں آپ کے منہ سے سننا پسند کروں گی. کون ہے مونسٹر ہے؟"

"میں ہوں پروفیٹک مونسٹر" اس کے جواب پر حجر کی مسکراہٹ گہری ہوئی.

"کب سے جانتی ہیں آپ؟" اپنی ٹرن پر الہان نے سوال کیا.

"میسج پڑھنے کے پانچ منٹ بعد مجھے معلوم ہو گیا تھا."

"آپ میرے ساتھ گیمز کھیل رہی تھیں" وہ خفگی سے بولا.

"شروع آپ نے کیا تھا میں تو بس حساب برابر کر رہی تھی." وہ شان بے نیازی سے بولی.

"کیوں شروع کیا تھا آپ نے؟ کس مقصد کے تحت آپ نے یہ سب کیا؟" اب کی بار حجر نے سنجیدگی سے سوال کیا.

"میں نے ارادتاً کچھ نہیں کیا. میں صرف آپ کے متعلق جاننا چاہتا تھا سو میں نے گیم کا سہارا لیا." وہ صاف گوئی سے بولا.

New Era Magazine

"اب میری ٹرن ہے. تو بتائیں مجھے کہ آپ کیوں انکار کر رہی ہیں؟"الہان نے سوال کیا.

"میں آپ کو بتا چکی ہوں." وہ نظریں چڑاتے ہوئے بولی.

"نولائز... اگر آپ جواب نہیں دینا چاہتی تو ہار مان لیں مگر جھوٹ مت بولیں اور میرے روڈ اور ایروگینٹ ہونے والا جواز میں بالکل تسلیم نہیں کروں گا."

"میں اس لیے انکار کر رہی ہوں کیونکہ آپ اپنی پھپھو کی وجہ سے...."اس کی بات کاٹ کر الہان بولا.

"میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں پھپھو کی وجہ سے آپ سے شادی نہیں کر رہا, میرے اقرار کی وجہ کچھ اور ہے سو آپ بھی انکار کا کوئی اور جواز تلاش کریں."اس کی بات پر حجر ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی.

"کیا ساری رات یہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے؟ جلدی بتائیں کہ کس وجہ سے انکار کر رہی ہیں آپ؟"اسے سوچ میں ڈوبے دیکھ کر الہان جل کر بولا. حجر نے ایک چبھی نگاہ اس پر ڈالی.

"میرے پاس فل وقت کوئی مناسب جواب نہیں ہے."اس نے آخر ہار مانی.

"یہ تو خوش آئندہ بات ہے کہ آپ کے پاس انکار کا سبب نہیں ہے. پتھر میں شگاف پڑ رہا ہے." پینٹ کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے وہ آخری بات دھیمی آواز میں بولا.

"فل حال کوئی اور وجہ نہیں ہے مگر میں جلد کوئی وجہ تلاش کر لوں گی." وہ مستحکم لہجے میں بولی.

"میرے خیال میں اب آپ انکار کی بجائے اقرار کی وجہ تلاش کریں. آپ پہلے ہی دو دفعہ مجھے انکار کر چکی ہیں تیسری دفعہ انکار میرا ناتوان دل برداشت نہیں کر پائے گا. اتنے ڈیسینٹ, ایلیگنٹ بندے کو کسی لڑکی کا تین دفعہ انکار سراسر ناانصافی ہے."

"آپ سمجھ کیوں نہیں رہے. ہم دونوں الگ جگہوں سے تعلق رکھتے ہیں." وہ جھنجھلا کر بولی.

"ہم ایک ہی فیملی کے ہیں."

"ہماری سوچ مختلف ہے."

"مجھے کنفلکٹ ریزولیوشن سٹریٹیجیز معلوم ہیں اگر کبھی مختلف سوچ ہونے کے باعث ہم میں آرگیومنٹ ہوا تو میں ہینڈل کر لوں گا." الہان نے ترکی بہ ترکی کہا.

"ہم ایک دوسرے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے."

"میں آپ کے بارے میں آپ کے سالوں پرانے دوستوں سے زیادہ جانتا ہوں۔" وہ پریقین لہجے میں بولا۔

"مثلاً کیا ایسا جانتے ہیں آپ جو میرے دوست نہیں جانتے۔" بازو سینے پر باندھے ہوئے وہ چیلنجنگ انداز میں بولی۔

"یہی کہ آپ اکثر خود سے باتیں کرتی ہیں۔" مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے الہان بولا۔ اس کی بات سن کر حجر جی بھر کر شرمندہ ہوئی مگر اپنی شرمندگی اس پر ظاہر نہیں کروائی۔

"آپ... آپ میری جاسوسی کر رہے ہیں؟" وہ دانت پیس کر بولی۔

"نہیں" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"خیر... اگر آپ کو پتا چل بھی گیا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ میں بھی جانتی ہوں کہ آپ کو ایس پی ڈی ہے اور یقیناً آپ نے یہ بات اپنے دوستوں سے چھپائی ہو گی۔" اس نے خود کو لاپرواہ ظاہر کیا۔

"یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے بارے میں دوسروں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ عمزب کی قید میں رہنا اور ایس پی ڈی یہ دو میرے سیکرٹ ہیں۔ اگر یہ کیس سے جڑے نہ ہوتے تو کبھی میں آپ کو بھی ان کے متعلق نہ بتاتا۔ چند ایک باتوں

کے علاوہ آپ میرے ماضی سے واقف ہیں اور بہت حد تک میں بھی آپ کے ماضی کے متعلق جانتا ہوں.

We share the same pain”

الہان نے اپنا نقطہ نظر واضح کیا تو حجر لا جواب ہوئی.

"ہم میں کوئی ایک بات بھی مشترک نہیں ہے."اس نے ایک آخری کوشش کی.

"ایک بات مشترک ہے."

"کیا؟"وہ استفہامیہ انداز میں بولی.

"ہم دونوں بہت ہٹ دھڑم ہیں."

"میرا آپ کا کوئی مقابلہ نہیں, آپ مجھ سے کہیں زیادہ ہٹ دھڑم ہیں."وہ جل کر بولی.

"نوازش."سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے سر جھکا کر کہا.

"میں اس موضوع پر آپ سے مزید بحث نہیں کر سکتی. آپ بس مجھے یہ بتائیں کہ آپ کیوں مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟"اس نے تپ کر کہا تو الہان نے ایک گہری سانس لی

New Era Magazine

"You are very dear to me. I don't want to let you go and Nikkah is the only thing that can boumd us togrther."

اس نے اعتراف کیا تو حجر حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر آنکھیں سکیڑتے ہوئے اس کی لہجے کی سچائی جانچنے لگی۔

"اپنی سائیکالوجی مجھ پر آزمانے کی ضرورت نہیں میں نے کوئی جرم نہیں کیا جو آپ مجھے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔" وہ تپ کر بولا تو حجر نے گھورا۔

"آپ کی ٹرن ہے اب۔" اسے خاموش دیکھ کر حجر بولی۔

"میرے ذہن میں مزید کوئی سوال نہیں ہے۔ آپ کچھ پوچھنا چاہتی ہیں تو پوچھیں۔"

سڑک کی جانب رخ موڑتے ہوئے وہ بولا۔

"آپ کو کب پتا چلا تھا کہ میں آنیہ علوی کی بیٹی ہوں؟"

"شک تو مجھے پہلی ملاقات میں ہی ہو گیا تھا مگر کیتھی سے اسی دن پتا چلا تھا جس دن میں آپ کو بتایا تھا۔"

"ایس پی ڈی پر آپ نے کیسے قابو پایا؟" حجر اپنی مطلب کی بات پر آئی۔

"آپ کے ذریعے" وہ بلا تردد بولا تو حجر ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

''اگلا سوال کریں؟"الہان کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اسے اس بارے میں تفصیلات نہیں بتانے والا.

''آپ میری مدر کو آنی کہتے تھے؟"اس کا گریز دیکھ کر حجر نے زور دینا مناسب نہ سمجھا اور اگلا سوال کیا.اس کے سوال پر الہان نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا.اس شاید حجر سے اس سوال کی توقع نہیں تھی.

''ہمم "

''تو پھر آپ نے انہیں آنی کہنا کیوں چھوڑا؟"اس کے سوال پر الہان نے لب بھینچے.

''میں جواب نہیں دینا چاہتا...پنیلٹی بتادیں."وہ دوٹوک انداز میں بولا.

"پنیلٹی کے طور پر آپ کو مجھے اردو سکھانی ہے تاکہ آئندہ مجھے یہاں کے لوگوں کی بات سمجھنے کے لیے آپ کی مدد نہ لینی پڑے."کہتے ساتھ ہی حجر سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی.

"ٹھیک ہے."الہان نے اس کی تقلید کی.اب وہ دونوں واپسی کے سفر پر گامزن تھے.

....

"میم!رپورٹرز آگئے ہیں."دروازہ ناک کر کے آفیسر رضا نے وہیں کھڑے اطلاع دی.

"میں۔آرہی ہوں کچھ دیر میں۔"اپنے آفس میں رکھی مرکزی کرسی پر بیٹھی حجر نے جواب دیا۔

"میم!آپ ایک مرتبہ پھر سوچ لیں۔الہان سر نے مجھے منع کیا ہے کہ آپ کو میڈیا کے سامنے نہ جانے دوں مگر آپ بضد ہیں"آفیسر رضا نے اسے پریس کانفرنس میں جانے سے روکنے کی آخری کوشش کی۔

"ان کی آپ فکر نہ کریں میں انہیں ہینڈل کرلوں گی اور ویسے بھی ان کے واپس آنے سے پہلے پریس کانفرنس ختم ہو جائے گی۔"حجر لاپرواہی سے بولی۔اسکا جواب سن کر رضا حمید اثبات میں سر ہلا کر واپس چلے گئے جبکہ حجر کے ذہن میں صبح ہونے والی الہان اور اپنی گفتگو گردش کرنے لگی۔

"میں آج ہاف ڈے لیو پر ہوں۔"وہ لوگ بیوروآرہے تھے جب ڈرائیونگ کرتے الہان بولا۔

"کیوں؟"حجر نے استفسار کیا۔

"کہیں جانا ہے مجھے۔دوپہر تک بیوروآجاؤں گا۔"نگاہیں سڑک پر مرکوز رکھتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"سارہ کو کیسے ڈھونڈنا ہے اب؟"اس نے سرسری انداز میں پوچھا.

"عتبہ کمال سے وائلڈ لیونڈر (پرپل رنگ کے پھول) کی خوشبو آئی تھی. وہ کسی ایسی جگہ قیام پزیر ہے جہاں آس پاس بہت سے درخت ہیں اور غالباً یہ جگہ مارگلہ ہلز ہیں." وہ پر سوچ انداز میں بولی.

"یہ سب تو ٹھیک ہے مگر خود کو خطرے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے. ضروری نہیں کہ وہ میسج آپ کے لیے ہو."

"اس وقت یہ اہم نہیں ہے کہ وہ میسج میرے لیے تھا یا نہیں. اہم یہ ہے کہ ٹیم میں صرف میرا نام ایچ سے شروع ہوتا ہے اسلیے مجھے رسک لینا ہی پڑے گا اور تو اور میں عتبہ کمال کی وکٹم بھی ہوں. اسی نے مجھے زخمی حالت میں دبئی میں پھینکا تھا اور سائیکو پیتھ اپنے وکٹم کے لیے بہت پوزیسو ہوتے ہیں. میرے ہاتھ پر بنے باز کے آدھ کٹے پر اس بات کا ثبوت ہے کہ مجھے واپس اس کی قید میں جانا ہے. سارہ اور فصیحہ کو بچانے کے لیے مجھے خود کو پیش کرنا پڑے گا." وہ قطعیت سے بولی.

"اسے کیسا پتا چل سکتا ہے کہ آپ اس کی وکٹم تھیں؟" وہ قدرے تعجب سے بولا.

"اسی طرح جیسے اسے پتا تھا کہ میں پاکستان آرہی ہوں."

"وہ اتنی کوئی بڑی خبر نہیں تھی. ساری پولیس فورس کو آپ کے آنے کی خبر ملی تھی ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی کے منہ سے یہ بات سن لی ہو مگر آپ کے وکٹم ہونے کی بات صرف آپ کو اور مجھے معلوم ہے. یہ بات اس تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا."وہ کسی بھی طرح اسے خود کو خطرے میں ڈالنے سے باز رکھنا چاہتا تھا.

"وہ مجھے میرے نام سے پہچان سکتا ہے."

"اس نیوز میں آپ کا نام نہیں بتایا گیا تھا اور عتبہ نے فراز کو جو میل بھیجی تھی اس میں بس اس نے یہی کہا کہ کریمنل سائیکالوجسٹ بیرون ملک سے آرہی ہے. اگر اسے آپ کا نام معلوم ہوتا تو وہ آپ کا نام بھی فراز تک پہنچا دیتا اور ویسے بھی جس وقت اس نے آپ کو زخمی کیا تھا اس وقت وہ بچہ تھا اور بچوں کو اتنی تفصیلات یاد نہیں رہتی."

"بچپن کے کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جو ہمارے دماغ پر نقش ہو جاتے ہیں. ہم ساری زندگی انہیں نہیں بھول پاتے. مجھ پر اپنی فرسٹریشن نکالنا بھی ہو سکتا ہے عتبہ کمال کے زندگی کا کوئی ایسا ہی واقع ہو."

"اگر اسے آپ سے غرض ہوتی تو کلثوم سارہ کی بجائے وہ آپ پر حملہ کرتا. بغیر کچھ کہے وہ آپ کے پاس سے گزر گیا تھا. اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے آپ سے مطلب نہیں ہے."

"میں اس کے اگلے اغواہ کا انتظار نہیں کر سکتی." وہ قطعیت سے بولی.

"حجر! کیا کرنے والی ہیں آپ؟" الہان نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا.

"آپ کو جلد پتا چل جائے گا."

"محض قیاس کے پیش نظر کوئی بھی قدم مت اٹھائیے گا. اپنا نہیں تو اپنے سے جڑے لوگوں کے متعلق ایک مرتبہ سوچ لیجیئے گا." اس کے لہجے میں حجر کے لیے فکر تھی.

حجر نے اس کی بات پر سر ہلایا اور ونڈ سکرین سے نظر آتی سڑک کو دیکھنے لگی. کچھ دیر بعد گاڑی بیورو کے سامنے روکنے کے بعد کے الہان نے ایک مرتبہ پھر اسے مخاطب کیا.

"حجر!" اس کی پکار کر گاڑی سے باہر نکلتی حجر نے مڑ کر سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا.

"خطرے کو دعوت مت دینا" اس نے اسے روکنے کی ایک آخری کوشش کی مگر وہ تو ٹھان چکی تھی سو بغیر کوئی جواب دیے وہ بیورو میں داخل ہو گئی.

یہ ساری گفتگو اس کے ذہن کے پردے پر حرکت کر رہی تھی. جیسے ہی گفتگو ختم ہوئی گہری سانس لیتے ہوئے وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی. مناسب چال چلتے ہوئے وہ مرکزی ہال کی جانب جانے لگی. اسے وہاں جاتے دیکھ کر اس کی ٹیم کے باقی افراد بھی اس کے ہم قدم ہوئے. رپورٹرز سے بھرے ہال کے وسط میں پہنچ کر ان سب کے

قدم تھمے تو وہاں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھائی. چند غیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد ایک رپورٹر نے حجر کا تعارف پوچھا.

"میں حجر ہارون ہوں. کرائم برانچ کی ہیڈ" اس نے پراعتمادی سے جواب دیا.

"کیا آپ وہی کریمنل سائیکالوجسٹ ہیں جو بیرون ملک سے آئی تھی؟" ایک رپورٹر نے سوال کیا جس کے جواب میں حجر نے اثبات میں سر ہلایا پھر سوالات جوابات کا یہ سلسلہ کچھ دیر چلتا رہا. حجر اور اس کی ٹیم انہیں کیس اور عتبہ کمال کی تفصیلات سے آگاہ کرنے میں مصروف تھی. پریس کانفرنس جب اختتام کو پہنچی تو ان سب نے واپس اپنے آفس کا رخ کیا.

....

"تو میرے فون کرنے کے بعد یاد آگیا تمہیں میری خبر لینا؟" کرسی پر بیٹھی ساٹھ سالہ عورت خفگی سے بولیں. گول شیشوں والی عینک سے جھانکتی ان کی زمانہ شناس آنکھیں الہان پر ٹکی تھیں.

"ایسی بات نہیں ہے. اگر آپ کل رات فون نہ بھی کرتی تب بھی میں نے آپ سے ملنے آنا تھا." ان کے سامنے صوفے پر بیٹھے الہان نے دھیمی آواز مں احتجاج کی.

"جیسے پچھلے بارہ سالوں میں تم مجھ سے ملنے آتے رہے ہو ایسے ہی تم نے اس بار بھی آنا تھا۔" سائیکیٹرسٹ امبرین فاروقی نے طنز کیا۔

"میں گزرے سالوں میں ایک مرتبہ بھی اسلام آباد نہیں آیا تھا اگر میں یہاں آتا تو ضرور ملتا آپ سے۔" الہان نے وضاحت پیش کی۔

"تقریباً ایک مہینے سے تم اسلام آباد میں تھے مگر میری خبر گیری نہیں کی تم نے۔" انہوں نے شکوہ کیا۔

"اب تو آگیا ہوں نا"

"میرے فون کرنے پر"

"اچھا اب ڈانٹنا بند کر دیں۔ بارہ سال کا بچہ نہیں رہا اب میں" الہان نے انہیں احساس دلایا۔

"میرے لیے تم ہمیشہ وہی بچے رہو گے جسے مرتضیٰ زبردستی میرے پاس لایا کرتا تھا۔ ہاں مگر گزرے سالوں میں تمہارے مزاج کی سرد مہری اور آنکھوں کی بے حسی ختم ہو گئی ہے۔" اس کے رویے کا تجزیہ کرتے ہوئے وہ بولیں۔

"آپ کے سیشنز کا کمال ہے آخر آپ میری سائیکیٹرسٹ رہی ہیں۔" وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔

New Era Magazine

"نہیں... میرے سیشنز کے باعث نہیں ہوا. مرتضی کے وفات کے بعد جب تم امریکہ گئے تھے تب تم نے ایس پی ڈی پر قابو پالیا تھا مگر پھر بھی ریزرو رہتے تھے. لوگوں کی اپنے ارد گرد موجودگی تمہارے لیے قابل برادشت تھی مگران سے بے تکلف ہو کر بات تم نہیں کرتے تھے. ایس پی ڈی کے اثرات تب بھی تمہاری شخصیت میں موجود تھے. مگراب تم ایک مکمل طور پر مختلف انسان لگ رہے ہو. ایک ہنستا مسکراتا نارمل شخص.. کیا وجہ ہے اس سب کی؟" انہوں نے کافی دیر اس کا علاج کیا تھا سو وہ اس کی شخصیت کے ہر پہلو سے واقفیت رکھتی تھیں. اس میں آنے والے کوئی بھی تبدیلی ان کی نگاہوں سے چھپی نہیں رہ پائی تھی.

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے." اس نے تردید کی.

"اب تم مجھ سے چھپاؤ گے؟ کیا حجر کے ملنے کی وجہ سے ہے یہ تبدیلی؟" وہ جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں.

"آپ کو کس نے بتایا اس کے ملنے کا؟ یہ ضرور احتشام چچا کا کارنامہ ہو گا. سہی کہہ رہا ہوں نہ میں؟" اس نے اندازہ لگایا. وہ ان کی فیملی فرینڈز میں سے تھیں سو احتشام چچا بھی ان سے واقف تھے.

"ہمم...اسی نے بتایا ہے. مگر تم بتانے والے کو چھوڑو...میرے سوال کا جواب دو."
انہوں نے زور دیا.

"اپنے رویے میں تبدیلی خود بھی محسوس کی ہے میں نے مگر میں وجہ نہیں جانتا."وہ
بے بسی سے بولا.

"زندگی ساکن نہیں ہے. سمندر کی لہروں کی طرح یہ مسلسل تبدیل ہوتی رہتی ہے.
ساحل کو ٹکرانے والی ہر لہر ایک تجربہ ہے اور ہر تجربہ پچھلے سے مختلف ہے. چند لہریں
تباہی کا موجب بنتی ہیں جبکہ چند ہمیں تروتازگی فراہم کرتی ہیں اس طرح کچھ تجربات
اچھے ہوتے ہیں جبکہ کچھ ہمیں تکلیف دیتے ہیں. دکھ کو یا سکھ کوئی بھی تاعمر نہیں
رہتا."وہ رسانیت سے بولیں.

"بری یادیں تو ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں نا."وہ مدھم آواز میں بولا

The best way to erase bad memories is collecting new ones."

ان کی بات سن کر الہان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا. ان کے دوران گفتگو کا
سلسلہ کچھ دیر یونہی چلاتا رہا. وہ پچھلے بارہ سالوں کی چیدہ چیدہ واقعات انہیں بتانے لگا
جبکہ امبرین فاروقی مسکراہٹ چہرے پر سجائے توجہ سے باتیں سن رہی تھی اور وقفے

وقفے سے ٹکرے لگا رہی تھیں. گھڑی کی سوئیاں ایک کے ہندسے سے ٹکراتے دیکھ کر الہان اپنی نشست سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا

"اب مجھے اجازت دیں."

"ایک ہی شرط پر جانے دوں گی میں تمہیں" بیساکھی کے سہارے کھڑے ہوتے ہوئے وہ بولیں.

"حکم کریں" اس نے سعادت مندی سے کہا.

"اب جب بھی آؤں گے حجر کو اپنے ساتھ لے کر جانا اور ذرا جلدی چکر لگا لینا." انہوں نے اسے ہدایت دی.

"ٹھیک ہے." وہ مودب انداز میں بولا.

"خوش رہا کرو." اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ گویا ہوئیں. چند الوداعیہ کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے واپسی کا رخ کیا.

....

بیورو کے باہر گاڑی روکتے ہوئے وہ باہر نکلا. ایک ہاتھ سے بالوں کو درست کو کرتے ہوئے وہ بیورو کے داخلی دروازے کی جانب بڑھا. اندر قدم رکھتے ہی اسے ماحول میں غیر معمولی ہلچل محسوس ہوئی تھی مگر توجہ دیے بغیر حجر کے آفس کی جانب آیا.

New Era Magazine

"مس ہاجرہ! حجر آفس میں ہیں؟" دروازہ ناک کرنے کے بعد جب کچھ دیر جواب نہ ملا تو اس نے قریب سے گزرتی ہاجرہ سے حجر کے متعلق دریافت کیا.

"میم تو ہال میں ہیں. آنے ہی والی ہونگی آپ آفس میں ویٹ کرلیں ان کا" وہ مصروف سے انداز میں بولی تو الہان کندھے اچکاتے ہوئے آفس میں آگیا. اسے وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب حجر اندر داخل ہوئی. ایک نظر الہان پر ڈالنے کے بعد وہ مرکزی کرسی کی جانب بڑھی. پانی گلاس میں انڈیل کر وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے سست روی سے پانی کے گھونٹ بھرنے لگی.

"سب ٹھیک ہے؟" اس کا بوجھل انداز دیکھ کر الہان نے دریافت کیا.

"ہمم" حجر نے جواب دیا تو وہ دوبارہ ہاتھ میں پکڑے فون کی جانب متوجہ ہو گیا جبکہ حجر اس کا رویہ ملاحظہ کرنے لگی. اس کا نارمل رویہ دیکھ کر حجر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ پریس کانفرنس کی خبر اب تک اس کے کانوں تک نہیں پہنچی.

"نیوز دیکھی آپ نے؟" کچھ سوچتے ہوئے حجر نے پوچھا.

"نہیں. کیوں کیا ہوا ہے؟" وہ تعجب سے بولا. بات کے دوران ہی اس کا فون رنگ کیا. سکرین پر احتشام چچا کا نام جگمگاتے دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی.

"تم حجر کو ایسا کرنے کی اجازت کیسے دے سکتے ہو؟"کال چھوٹتے ہی احتشام چچا نے سخت لہجے میں دریافت کیا۔

"کیا کیا ہے اس نے؟"ایک نظر حجر پر ڈالنے کے بعد وہ حیرانی سے بولا۔

"پریس کانفرنس۔ تمہیں اسے روکنا چاہیے تھا...."ابھی احتشام چچا کی بات منہ میں ہی تھی جب ان کی بات کاٹتے ہوئے وہ بولا

"میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔"ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر اس نے کال کاٹی اور ریموٹ پکڑ کر دیوار پر لگی ایل ای ڈی آن کرنے لگا۔ نیوز چینل لگا کر وہ ہیڈ لائنز دیکھنے لگا۔ چینل پر آج کی کانفرنس کی ویڈیوز دکھائی جا رہی تھیں۔ ایک نظر انہیں دیکھنے کے بعد وہ حجر کی جانب مڑا جو خود کو آنے والے حالات کے لیے ذہنی طور پر تیار کر رہی تھی

"یہ سب کیا ہے حجر؟ میں نے آپ کو منع کیا تھا نا؟"وہ مشتعل انداز میں بولا۔

"میرے پاس یہی آپشن تھا یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ میسج میرے لیے تھا یا نہیں"اس نے دھیمے لہجے میں وضاحت دی۔

"آپ کو اندازہ بھی ہے کہ آپ کی حرکت کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ اس پریس کانفرنس کی ویڈیوز اب ہر نیوز چینل پر دکھائی جائیں گی۔ لازمی بات ہے کہ عتبہ کمال تک یہ بھی خبر

پہنچے گی اور اسے جیل میں ڈالنے کے جو دعوے آپ کر کے آئی ہیں انہیں سننے کے بعد وہ خاموش نہیں بیٹھے گا۔ اگر آپ اس کا ٹارگٹ نہیں بھی تھیں نا تو اب وہ ضرور آپ کو نشانہ بنائے گا۔" وہ غصہ بھرے لہجے میں بولا۔

"میں عتبہ کمال سے خوف زدہ نہیں ہوں۔" اس نے اسے بتانا ضروری سمجھا۔

"آپ اتنی بے خطر کیسے ہو سکتی ہیں؟ اپنی نہیں تو اپنے سے جڑے لوگوں کی پرواہ کر لیں۔ آپ کی زندگی پر صرف آپ کا حق نہیں ہے ان پر آپ کے ارد گرد موجود لوگوں کا حق ہے۔ اپنے لیے نہیں تو کم از کم ان کے لیے یہ قدم اٹھانے سے پہلے ایک مرتبہ سوچ لیتی جن کے لیے آپ اہم ہیں۔" وہ تلخی سے بولا

"میں نے سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ کیا تھا اور ویسے بھی یہ کوئی اتنی بری بات نہیں ہے۔ آپ اور پروٹیکٹو ہو رہے ہیں۔" اس نے احتجاج کی۔ اس کی بات سن کر وہ چڑ گیا

"اور پروٹیکٹو؟ آپ کے نزدیک میرا کنسرن ہونا اور پروٹیکو ہے؟ ٹھیک ہے..... جو مرضی کریں میری بلا سے۔ میں اب آپ کے راستے میں نہیں آؤں گا۔ آئندہ نہ میں آپ کو کسی چیز سے روکوں گا اور نہ ہی میں آپ کے معاملات میں دخل اندازی نہیں دوں گا۔" اپنی بات کہہ کر وہ اس کی سنے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا آفس سے باہر نکل گیا تو حجر بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔ اسکی ستائیس سالہ زندگی میں کبھی کسی

مردنے اس پر اتنا غصہ نہیں کیا تھا.اس کی قریب تھا ہی کون صرف فار...جو ایک نرم خو شخص تھے.اس کے علاوہ اس کے دوست تھے اور کولیگز تھے مگر اس کے اکڑ رویے کی وجہ سے سب سوچ سمجھ کر ہی اسے مخاطب کرتے تھے اسلیے کبھی یہ نوبت نہیں آئی تھی کہ کوئی اس کو سخت لہجے میں مخاطب کرے.شروع میں الہان کو اس نے اپنے کولیگ کی طرح ہی ٹریٹ کیا تھا مگر جب سے اسے الہان کی آنیہ سے وابستگی کے متعلق معلوم ہوا تو اس کا انداز اس کے ساتھ ذرا نرم ہو گیا تھا.اس کے نرم لہجے کے بدلے میں وہ بھی اس سے نرمی سے ہی بات کرتا تھا.آج پہلی مرتبہ الہان نے اس سے سخت لہجے میں اور مشتعل انداز میں بات کی تھی اس کا غصہ حجر کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا تھا.آفیسر رضا حمید کو اس نے کہہ تو دیا تھا کہ وہ اسے ہینڈل کر لے گی مگر اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے.کچھ دیر اس کے رویے کو سوچنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ فلحال اسے خاموشی سے الہان کا غصہ ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہیے.اس نتیجے پر پہنچ کر اس نے اپنا دھیان اس سے ہٹا کر وہ فائل پڑھنے میں مگن ہو گئی.یہ اغواہ ہونے والے بچوں کی فائلز تھی وہ انہیں اس نیت سے دوبارہ پڑھ رہی تھی کہ کہیں کوئی چیز ان سے مس نہ کو گئی ہو.

......~.............

رات مکمل طور پر ڈھل چکی تھی جب فائل کا آخری صفحہ پڑھنے کے بعد اس نے فائل بند کی. وال کلاک پر سوئیاں آٹھ کے ہندسے سے ٹکراتے دیکھ کر وہ چونکی. فائل پڑھتے ہوئے اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا. اپنی نشست سے اٹھ کر اس نے ونڈو بلائنڈ ہٹا کر باہر دیکھا تو اکا دکا افراد کے علاوہ باقی سب گھروں کو جا چکے تھے. کسی ایمرجنسی نہ ہونے کی صورت میں سب سات بجے تک فارغ ہو جاتے تھے اب چونکہ آٹھ بج رہے تھے تو بیورو کا خالی ہونا کوئی تعجب کی بات نہ تھی. ایک نظر باہر دیکھنے کے بعد وہ واپس ٹیبل کے قریب آئی اور اپنی چیزیں سمیٹنے لگی. کرسی سے کوٹ اٹھا کر بازو پر ڈالنے کے بعد وہ فون ہاتھ لیے آفس سے باہر نکلی. خارجی دروازے تک پہنچنے تک وہ بازو میں ڈالا کوٹ پہن چکی تھی. پارکنگ ایریا میں قدم رکھتے ہی اس نے عادت کے مطابق ارد گرد الہان کی گاڑی کی تلاش میں نظریں دوڑائیں مگر نظریں ناکام پلٹ آئیں. آج وہ اس کے لیے موجود نہیں تھا. ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا کہ وہ اکیلی بیورو سے واپس جا رہی تھی نہیں تو ہر روز الہان ہی اسے ڈراپ کرتا تھا. اس کی غیر موجودگی اسے بری طرح محسوس ہوئی تھی. لمبی سانس لیتے ہوتے ہوئے اس نے موبائل آن کیا اور بیورو کے ارد گرد موجود کیب ڈھونڈنے لگی. وہ اسی کام میں

مصروف تھی جب اس کے قریب گاڑی کے ٹائر چڑ چڑائے. چونک کر اس نے سر اٹھایا تو ڈرائیونگ سیٹ بیٹھے احتشام چچا کو دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی.

"اسلام علیکم!" حجر نے سلام میں پہل کی.

"وعلیکم سلام! آؤ بیٹھو" گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ بولے.

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے حجر نے دریافت کیا.

"ایک کام کے سلسلے میں گیا تھا واپسی پر یہاں سے گزر رہا تھا جب آپ پر نظر پڑی. سوچا آپ سے مل لوں." انہوں نے وضاحت دی.

"اچھا کیا آپ نے"

"آپ یہاں اکیلی کیوں کھڑی تھیں؟ الہان کہاں ہے؟ آپ کو تو وہی ڈراپ کرتا ہے نا؟" احتشام چچا نے خود کو انجان ظاہر کرنے کی کوشش کی.

"ڈراپ تو وہی کرتے ہیں. مگر آج دوپہر میں وہ بیورو سے چلے گئے تھے تو سوچا میں خود ہی کیب کروا کر چلی جاتی ہوں." زیادہ تفصیل بتانا اس نے ضروری نہیں سمجھا.

"اچانک سے بتائے بغیر چلے جانا نہایت غلط حرکت ہے. الہان کو ایسے نہیں جانا چاہیے تھا میں گھر جا کر بازپرس کروں گا." مہارت سے گاڑی چلاتے ہوئے وہ بولے.

"نہیں... کوئی مسئلہ نہیں ہے احتشام چچا. میں بچی نہیں ہوں میں خود چلی جایا کروں گی."حجر نے انہیں روکنا چاہا.

"میرے ہوتے ہوئے آپ کو اکیلے جانے کی کیا ضرورت ہے. میں روز آپ کو خود پک اینڈ ڈراپ کر دیا کروں گا."ان کی بات پر حجر نے کچھ کہنا کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب وہ بول اٹھے

"میں کوئی بہانہ نہیں سن رہا."ان کے بات سن کر حجر خاموش ہو گئی.

"اتنے دن ہو گئے آپ کو حقیقت پتا چلے مگر ایک مرتبہ بھی آپ اپنے چچا سے ملنے نہیں آئیں."گاڑی میں چھائی خاموشی کو احتشام چچا کی شکوہ کناں آواز نے توڑا.

"آئی ایم سوری احتشام چچا.... کیس کی وجہ سے بہت مصروف تھی."وہ واقعی شرمندہ ہوئی تھی.

"کوئی بات نہیں. آئندہ خیال رکھنا."وہ رسانیت سے بولے. کچھ دیر میں وہ اپارٹمنٹل بلڈنگ کے سامنے پہنچ گئے تھے.

"اندر آجائیں احتشام چچا. ڈنر میرے ساتھ کر لیں آج"گاڑی رکتے ہی حجر نے انہیں اندر آنے کی دعوت دی.

"ڈنر تو نہیں کروں گا... اگر چائے پلاؤ گی تو ضرور آؤں گا."وہ غیر سنجیدگی سے بولے.

"آجائیں پھر۔"اس نے انہیں کے انداز میں جواب دیا۔

"ویسے میں نے اندازلگایاہے کہ پاکستانی عوام کو چائے بڑی پسند ہے۔جہاں مرضی چلے جاؤپینے کو صاف پانی ملے یانہ ملے، چائے کا کپ ضرور مل جائے گا۔"وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ رہے تھے جب حجر نے اپنا تجزیہ بیان کیا۔

"چائے ہمیں واقعی بری مرغوب ہے۔"احتشام چچانے مسکراتے ہوئے بتایا۔یونہی باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں بلڈنگ کے اندر بڑھ گئے۔

....

"یہ کوئی وقت ہے آپ کے گھر آنے کا۔"دروازہ کھولتے ہی الہان کی آوازان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"تم میرے باپ ہو یامیں تمہاراباپ ہوں؟"احتشام چچانے مصنوعی غصے سے سوال کیا۔

"نہ آپ میرے باپ ہیں نہ میں آپ کا باپ ہوں۔شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دیں۔کہاں تھے اتنی دیر تک؟ساڑھے سات بجے میں نے آپ کو فون کر کے حجر کو پک کرنے کا کہاتھااوراب رات کے دس بج رہے ہیں۔بیورو،اپارٹمنٹ اورعلوی ہاؤس آنے،جانے میں ارھائی گھنٹے ہرگز نہیں لگتے۔"وہ مشکوک نگاہوں سے انہیں

گھورتے ہوئے بولا مگر وہ اس کا گھورنا نظرانداز کرتے ہوئے اسے زچ کرنے کے لیے بولے

"تم میرے انتظار میں یہاں بیٹھے ہو؟" اس کا لیپ ٹاپ لاؤنج کے صوفے پر پڑا تھا اسلیے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ پچھلے اڑھائی گھنٹے اپنے کمرے میں جانے کی بجائے وہیں بیٹھا تھا.

"احتشام چچا!" وہ اب کی وارننگ دینے والے انداز میں بولا.

"بتارہاہوں بھائی. اتنے اتاولے کیوں ہورہے ہو؟" ان کی بات پر وہ سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا.

"پچھلے دو گھنٹے میں حجر کے اپارٹمنٹ تھا. اب الہان مرتضی تھوڑی گیا تھا جسے حجر دروازے سے ہی واپس بھیج دیتی, احتشام علوی بذاتِ خود اسے اپارٹمنٹ تک چھوڑنے گئے تھے اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں سوکھے منہ واپس بھیج دے."

جلے پر نمک چھڑکنے والے انداز میں وہ بولے تو الہان واقعی ضبط کا کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گیا.

"کیا کھا پی کر آئے ہیں؟" فریج سے انرجی ڈرنک لیتے ہوئے اس نے سرسری لہجے میں سوال کیا.

"میں تو حجر کے ہاتھ کی بنی چائے پینے کی غرض سے گیا تھا مگر حجر کے اصرار کرنے پر کھانا بھی کھا کر ہی آیا ہوں۔" وہ اسے جلانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

"خود تو وہاں سے کھانا کھا کر آ گئے ہیں اور یہ پھیکی بریانی میرے لیے رکھ دی ہے۔" وہ جل کر بولا۔

"ایک تو میں روز ماؤں کی طرح تمہارے آنے سے پہلے تمہارے لیے کھانا تیار کر کے رکھتا ہوں اور تم ہو کے سو سو نقص نکالتے ہوئے میرے بنائے کھانے میں۔ کیا ہوا جو نمک ڈالنا بھول گیا میں بریانی میں؟ نمک کے بغیر بھی اچھی بنی تھی۔" انہوں نے خود کو سہی ثابت کرنے کی پوری کوشش کی۔

"بہت اچھی تھی... بہت" وہ طنزاً بولا۔ وہ دونوں اب کچھ فاصلے پر ہاتھ میں انرجی ڈرنک لیے لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"اتنا مسئلہ ہے تو خود بنا لیا کرو کھانا۔" احتشام چچا دانت پیس کر بولے۔

"کل میں خود ہی بناؤں گا۔" اس نے انہیں اطلاع دی۔

"کیا تم نے کل بیورو نہیں جانا؟" انہوں نے حیرانی سے استفسار کیا۔

"نہیں" وہ بے تاثر چہرے سے بولا۔

"کیوں؟"

"چھوڑیں اس بات کو آپ یہ بتائیں کہ اسے شک تو نہیں ہوا کہ آپ کو میں نے بھیجا ہے۔" وہ متجسس ہوا۔

"بالکل نہیں.... میری ایکٹنگ کا تو تمہیں پتا ہی ہے۔" وہ فخریہ انداز میں بولے۔

"جی جی بالکل پتا ہے....اوسکر آپ کو ہی ملا تھا پچھلے سال۔" وہ چڑ کر بولا۔اس کی بات پر احتشام چچا نے اسے گھورا جس کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔

"ویسے آج اچانک تمہارا حجر کو پک کرنے کا کہنے پر میں حیران ہوا تھا مگر فون پر تم سے استفسار کرنے مناسب نہیں لگا اس لیے اس وقت خاموشی سے تمہاری بات مان کر میں اسے لینے چلا گیا تھا مگر میں دل میں سوچا تھا کہ گھر جا کر تم سے وجہ ضرور پوچھوں گا۔بتاؤ کیا بات ہے؟نا تم اسے لینے گئے تھے اور نا ہی کل بیورو جانے کا ارادہ ہے تمہارا؟ کیا پریس کانفرنس کی وجہ سے خفا ہو اس سے؟"احتشام چچا اب سنجیدہ اور ان دونوں کے لیے فکر مند تھے۔

"کوئی بات نہیں ہے۔"اتنا کہہ کر اس نے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔

"ایک خوشخبری ہے تمہارے لیے"انہوں نے ہانک لگائی۔

"آج دوپہر جو آپ نے خوشخبری سنائی تھی وہ کیا کم تھی جواب نئ خبر سنانے لگے ہیں."اس کا اشارہ پریس کانفرنس کی خبر کی جانب تھا.

"سن لو ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے."انہوں نے تجسس ہیدا کرنا چاہا.

"سنائیں"وہ بادل نخواستہ بولا.

"نہیں رہنے دو اب... کل بتادوں گا."وہ اسے زچ کر رہے تھے.

"مرضی ہے آپ کی."کندھے اچکاتے وہ مڑ گیا.

....

رات کا تیسرا پہر اپنے اختتام کے قریب تھاجب گلا خشک ہونے کے باعث اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا. آنکھوں پر سے آئی ماسک ہٹاتے ہی بلب کی تیز روشنی سے بچنے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھا. جیسے ہی آنکھیں روشنی سے مانوس ہوئی اس نے بوجھل آنکھوں سے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنا چاہا مگر خالی جگ دیکھ کر اس نے بیزاری سے سر جھٹکا. گرم بستر سے نکلنے کا دل تو نہیں کر رہا تھا مگر حلق میں چھبنے والے کانٹوں کے باعث اسے یہ کڑوا گھونٹ بھرنا پڑا. ہیڈ بینڈ میں بندھے بال درست کرتے ہوئے وہ جگ ہاتھ میں لیے کمرے سے نکلی. کچن میں جا کر وہ

پیوریفائر سے پانی بھرنے لگی. اسی دوران فریحہ کچن میں داخل ہوئی. بڑی سی چادر میں لپیٹے اس کے وجود کو دیکھ کر حجر نے سوال کیا

"تم اس وقت کیوں جاگ رہی کو؟"

"وہ میں نماز کے لیے اٹھی تھی."فریحہ نے وضاحت دی.

"نماز؟"اس نے زیرلب دہرایا.

"آپ بھی نماز پڑھنے اٹھی ہیں؟"فریحہ نے دریافت کیا.

"نہیں...میں نماز نہیں پڑھتی"وہ قدرے شرمندگی سے بولی.اس کی بات سن کر فریحہ کو شاک لگا.

"کیوں؟کیاآپ مسلمان نہیں ہیں؟"

"میں مسلمان ہوں مگر مغربی ماحول میں رہنے کے باعث میں مذہب سے بہت دور ہوں."

"مذہب کا تعلق تو دل سے ہوتا ہے ماحول سے بھلا کیا لینا دینا."

"مذہب کا تعلق دل سے ہوتا ہے میں مانتی یوں مگر ماحول بھی ایک بہت بڑا فیکٹر ہے. انسانی فطرت ہے کہ وہ دیکھ کر سیکھتا ہے. آبزرویشنل لرننگ بہت اہم ہے. تمہیں کوئی لاکھ دفعہ بھی نماز پڑھنے کا کہے گا تم نہیں پڑھو گی مگر جب تم اپنے سامنے کسی کو نماز

پڑھتا ہوا دیکھو گی تب تمہارا دل بھی نماز کی جانب راغب ہو گا۔ تمہارا بھی دل کرے گا کہ تم بھی اس کی طرح نماز پڑھو۔ میں خود کو ڈیفینڈ نہیں کر رہی مگر میں جنرل بات کر رہی ہوں کہ ہم اپنے ماحول سے اثر لیتے ہیں۔ میں جس ملک میں رہی ہوں وہاں مسلمان اقلیت ہیں۔ وہاں کی اکثریت عیسائی ہے۔۔۔ میرے فوسٹر پیرنٹس بھی کرسچن ہیں وہ الگ بات ہے کہ انہوں نے مجھے کبھی میرے مذہب کی پیروی کرنے سے نہیں روکا۔ میرے جاننے والوں میں سب کرسچنز ہیں ایسے ماحول میں رہنے والی لڑکی سے اگر تم پانچ وقت کی نمازیں پڑھنے کی امید رکھتی ہو تو یہ سرار بے وقوفی ہے۔"

"کیا آپ نے کبھی اپنے ماں باپ کو مسلمان کرنے کی کوشش نہیں کی؟" فریحہ نے دلچسپی سے سوال کیا۔

"وہ دونوں اپنے عقائد پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب بدلنا باپ بدلنے کے برابر ہے۔ وہ کرسچن ہیں مگر پھر بھی انہوں نے مجھے اسلام کے بنیادی باتیں سکھائی ہیں مثلاً شراب نہ پینا، حرام گوشت نہ کھانا، پورے کپڑے پہننا، غیر محرموں سے دور رہنا وغیرہ۔ میرے لیے انہوں نے بہت سی قربانیاں دی ہیں۔ مجھے الکاہل اور حرام گوشت سے دور رکھنے کے لیے انہوں نے میرے سامنے کبھی ان چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا ان کی دیکھا دیکھی میں، میں بھی ساری عمر ان چیزوں سے دور رہی۔ جب میں

چھوٹی تھی تو میری وجہ سے وہ کبھی بھی گھر میں الکاہل نہیں لائے نہ ہی حرام گوشت.

میں نہیں جانتی کہ میری غیر موجودگی میں وہ یہ سب چیزیں کھاتے ہیں یا نہیں,

میرے لیے یہ جاننا اہم بھی نہیں ہے کیونکہ میرے لیے ان کی قربانیاں اہم ہیں.

انہوں نے پوری کوشش کی ہے کہ ان کی طرح میں بھی اپنے عقائد, اپنے مذہب پر یقین رکھوں اور بہت حد تک وہ اس کوشش میں کامیاب بھی رہے ہیں. میں عملی طور پر اسلام کی جتنی پیروی کرتی ہوں وہ ان کی وجہ سے ہی ہے. اپنے طور پر میں نے صرف اسلام کے متعلق معلومات اکٹھی کہ ہے مگر کوشش کے باوجود بھی میں ان تعلیمات پر عمل نہیں کر پائی." وہ بے چارگی سے بولی.

"آپ ایک بار پھر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں. اللہ نے چاہا تو اس مرتبہ آپ ثابت قدم رہیں گی."

"تمہارے منہ سے نماز کا سن کر میں بہت متاثر ہوئی ہوں. اب تم سے متاثر ہو کر میں بھی نماز پڑھنے کی کوشش کروں گی." اس نے ارادہ کیا.

"جائیں پڑھیں پھر. انتظار کس چیز کا ہے." اسے وہیں کھڑے دیکھ کر فریحہ بولی.

"ابھی؟" وہ حیرانی سے بولی.

"ہمم....ابھی سورج طلوع نہیں ہوا. فجر کی نماز کا وقت ہے جائیں جا کر نماز پڑھیں."

اس ہچکچاتے دیکھ کر فریحہ دوبارہ بولی

"اللہ کی جانب واپس لوٹتے وقت جھجکنا نہیں چاہیے. جب تک سانس کی ڈور سلامت ہے تب تک ہمارے پاس توبہ کا وقت ہے. جسم سے آخری سانس جب تک علیحدہ نہیں ہو جاتی توبہ کے دروازے کھلیں ہیں. اپنا وقت ضائع نہ کریں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں. جائیں جا کر اپنے رب سے معافی مانگیں."اس نے زور دیا.

"شکریہ"وہ تشکر آمیز لہجے میں بولی.

"میرے لفظ کسی کے دل پر اثر انداز ہوں, دل پر لگے سیاہ دھبے ہٹانے کا موجب بنیں اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہیے."اس کی بات سر ہلا کر اس نے خالی گلاس شلف پر رکھا اور کمرے کی جانب بڑھ گئی. کچھ دیر بعد وہ وضو کر کے جائے نماز پر کھڑی تھی. وضو کا طریقہ, نماز کا طریقہ سب اسے معلوم تھا. ایک دو دفعہ اس نے کوشش بھی کی تھی نماز پڑھنے کی مگر کبھی ہمت نہیں ہو پائی. آج فریحہ کے اصرار پر اس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے کی ہمت کر لی تھی مگر اس دل ابھی نرم نہیں ہوا تھا, آنکھیں ابھی خشک تھیں, زبان پر روانی سے رب کی تعریف کے کلمات تھے مگر ذہن بھٹک بھٹک کر دنیا کی جانب مائل ہو رہا تھا. ابھی اس کا دل نرم ہونے میں کچھ وقت لگنا تھا.

صحبت نور اس نے اپنالی تھی مگر نور نے اسے ابھی اپنے حصار میں نہیں لیا تھا. صراط مستقیم کی تلاش میں نکل پڑی تھی مگر وہاں پہنچتے پہنچتے اسے وقت لگنا تھا. ہر چیز کے حصول کے لیے کوشش درکار ہے اب یہ حجر پر منحصر تھا کہ وہ اپنے رب کو پانے کے لیے کتنی جدوجہد کرتی ہے. اپنا دھیان اللہ کی جانب راغب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے اس نے نماز ادا کی پھر دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے وہ یہ سوچنے لگی کہ اللہ سے کیا مانگے. زندگی کی ساری ضروریات تو اس کی دسترس میں تھیں مگر ذہنی سکون کچھ دنوں سے میسر نہیں تھا. پچھلے کچھ دنوں سے وہ ایک کشمکش کا شکار تھی سو لمحوں میں فیصلہ کرنے کے بعد ذہن میں اس مسئلے کو رکھتے ہوئے وہ بولی

"اے اللہ! میں تجھ سے اپنے معاملات میں رشد و ہدایت کی طلب گار ہوں. میرے معاملات درست کر دے اور میری سہی رہنمائی فرما اور مجھے نفس کے شر سے محفوظ فرما." گنے چنے لفظ بولنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے اور جائے نماز اٹھانے لگی. اللہ کے نام سے اس کے اس دن کی شروعات ہو چکی تھی جس دن اس نے اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں ایک اہم فیصلہ کرنا تھا مگر اسے یقین تھا کہ اللہ کے حضور جو درخواست اس نے جمع کروائی ہے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اس کی سہی رہنمائی فرمادیں گے.

....

“To get what you love, you must first be patient with what you hate.”

(Hazrat Ali)

....

"میں نے الہان کو بلایا ہے۔"کال پر مصروف احتشام چچا کی آواز علوی ہاؤس کی سٹڈی میں گونجی۔

"کیوں؟"لائن کی دوسری جانب سے حجر کی مصروف سی آواز آئی۔

"کل آپ کے فوسٹر پیرنٹس سے مشاورت کرنے کے بعد یہی طے پایا تھا کہ ایک دفعہ الہان سے اس کے مستقبل کے پلینز جاننے کے بعد ہی انکار یا اقرار کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کے پلینز جاننے کے لیے ہی بلایا ہے میں نے اسے۔"کل رات احتشام چچا جب حجر کو ڈراپ کرنے گئے تھے تب ان کی مور اور فار سے بات ہوئی۔

"تو ٹھیک ہے۔آپ پوچھ لیں پلینز اور پھر جواب دے دیں انہیں۔"وہ لاپرواہی سے بولی۔

"حجر! یہ آپ کی زندگی کا فیصلہ ہے۔"انہوں نے اسے احساس دلایا۔

New Era Magazine

"میں نے آپ کو کل ہی بتا دیا تھا کہ میرے پاس نہ انکار کا جواز ہے اور نہ ہی اقرار کا حوصلہ۔ اسلیے میں نے فیصلہ آپ کے سپرد کر دیا ہے چونکہ آپ مجھے بھی جانتے ہیں اور مسٹر الہان کو بھی سو آپ بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔"اس نے انہیں کل رات کہی گئی اپنی بات یاد دلائی۔

"آپ ابھی مطمئن نہیں ہیں۔"انہوں نے اسے احساس دلایا۔

"خود کو مطمئن کرنا میرا کام ہے۔ آپ جو بھی فیصلے کریں گے میں اس پر خود کو مطمئن کر لوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ ابھی آپ لائن پر موجود رہیں میں الہان سے بات کرنے لگا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس کی جواب سن کر آپ مطمئن کو جائیں"وہ مدھم آواز میں بولے۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب دروازے کی جانب بڑھتے قدموں کی آواز سن کر احتشام چچا دوبارہ گویا ہوئے

"میرے خیال میں الہان آ رہا ہے۔ آپ لائن پر ہی موجود رہیے گا۔"کہتے ساتھ ہی احتشام چچا خود سٹڈی میں رکھے ایک صوفے پر بیٹھے اور فون میز پر الٹا کر کے رکھ دیا۔

آؤ بیٹھو"اسے اندر قدم رکھتے دیکھ کر وہ بولے۔

"میرا اپنا گھر ہے بیٹھ تو میں جاؤں گا مگر پہلے آپ یہ بتائیں کہ مجھ سے دس قدم کے فاصلے پر موجود ہونے کے باجود آپ نے کال کر کے مجھے بلانے کی زحمت کیوں کی؟" اس نے تعجب سے چند منٹ پہلے موصول ہونے والی احتشام چچا کی کال کا مقصد پوچھا.

"میں چاہ رہا تھا کہ میٹنگ ذرا فارمل طریقے سے ہو.... تمہیں میں نے کہا تھا نا کہ فارمل حلیے میں آنا مگر میرے کہنے کے باجود تم رف حلیے میں میرے سامنے کھڑے ہو." وہ ڈپٹ کر بولے.

"کون سی میٹنگ؟ کیا کوئی آ رہا ہے؟" صوفے پر ان کے سامنے آرام دہ انداز میں بیٹھتے ہوئے وہ بولا.

"نہیں... میں تمہارے اور اپنے درمیان ہونے والی میٹنگ کی بات کر رہا ہوں." وہ سنجیدگی سے بولے تو الہان نے ٹھٹک کر ان کی جانب دیکھا. فارمل کپڑوں میں ملبوس، بال ایک جانب اچھے سے سیٹ کیے وہ یوں تیار تھے جیسے کسی اہم میٹنگ میں آئے ہوں. جبکہ ان کے سامنے بیٹھے الہان کا حلیہ ان کے برعکس تھا. وہ رف ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس تھا, بائیں ہاتھ سے عادتاً بال درست کرتا وہ آرام دہ انداز میں بیٹھا تھا.

"کون سی میٹنگ؟ اور یہ آپ میرا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ کیوں لے رہے ہیں؟ کیا آج زیادہ اچھا لگ رہا ہوں؟" انہیں مسلسل خود کو گھورتا دیکھ کر اس نے استفسار کیا.

"برخوردار... سنجیدگی کے جامے میں آجاؤ. مجھے تم سے چند اہم سوالات کرنے ہیں."

انہوں نے وارننگ دی.

"ایک تو یہ سوالات... تنگ آگیا ہوں میں آپ کو اور آپ کی بھتیجی کو جوابات دے دے کر." وہ بیزاری سے بولا.

"اب ایسے کاموں میں یہ سلسلہ تو چلتا رہتا ہے."

"کون سے کام؟ کیا آپ پہلیاں بھجوانا بند کر دیں؟" وہ جھنجھلا کر بولا.

"چلوں پھر مدعے پر آتے ہیں...." وہ ایک لمحے کے لیے ٹھہرے پھر گویا ہوئے.

"مستقبل کے لیے تمہارے پرسنل اور پروفیشنل گول کیا ہیں؟" ان کے لہجے میں مذاق کا شائبہ تک نہ تھا.

"یہ آج آپ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں. کچھ الٹا سیدھا تو نہیں کھالیا؟" وہ تعجب سے بولا.

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو." وہ رعب دار انداز میں بولے.

"میرے پرسنل اور پروفیشنل گول کیا ہیں ان کے بارے میں آپ کو کیوں بتاؤ؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولا.

"کیونکہ میں اس لڑکی کا سرپرست ہوں جس سے شادی کرنے کے تم خواہشمند ہو.

میرے ہر سوال کا جواب دینا لازم ہے. ہماری میٹنگ کو تم وہ انٹرویو سمجھ لو جو مشرقی

گھرانوں میں شادی سے پہلے لڑکی کا باپ لڑکے سے لیتا ہے. اسلیے ذرا سنجیدگی سے

جواب دے کر مجھے متاثر نہیں تو کم از کم مطمئن کرنے کی کوشش کرو."انہوں نے

اسے تفصیل بتائی.

"اگر میں آپ کو متاثر نہ کر پایا تو؟"

"تو پھر رشتے سے انکار ہی سمجھو کیونکہ حجر نے ساری ذمہ داری مجھ پر ڈال دی ہے. اس

کا کہنا ہے کہ وہ میرے فیصلے پر راضی ہے."انہوں نے انکشاف کیا.

"ذمہ داری تو بندہ کسی ذمہ دار بندے پر ڈالتا ہے"الہان منہ میں بڑبڑایا.

"بتاؤ کیا انٹرسٹ ہیں تمہارے؟"انہیں سنجیدہ دیکھ کر الہان نے مذاق کا ارادہ ترک کیا

اور صاف گوئی سے انہیں جواب دینے لگا.

"Philanthropy اور گیمنگ"اس کا جواب سن کر احتشام چچا کی آنکھوں میں

ستائش کے رنگ ابھرے.

"اگلے دس سالوں میں تم خود کو کس مقام پر دیکھنا چاہتے ہو."

"ورلڈ بیسٹ گیم ڈویلپر"

"زندگی سے کیا چاہتے ہو؟"

"سکون"

"مہینہ میں کتنا کما لیتے ہو؟"

"آپ سے زیادہ" اس کا جواب سن کر احتشام چچا نے اسے گھورا.

"حجر کو خوش رکھ پاؤ گے؟"

"جتنی وہ اب خوش ہے اس سے زیادہ ہی خوش رکھوں گا."

"کون کون سے گھریلو کام کر لیتے ہو؟"

"گھر کے تو پتا نہیں مگر اپنے سارے کام کر لیتا ہوں."

"تمہاری زندگی میں سب سے اہم کیا ہے؟"

"مذہب"

"کس چیز پر تم سمجھوتہ نہیں کر سکتے؟"

"ویلی/وز"

"بس اب ایک اور سوال نہیں." احتشام چچا کو اگلے سوال کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر وہ دو ٹوک انداز میں بولا.

"ٹھیک ہے تم جاؤ. کچھ دیر میں تمہیں جواب مل جائے گا."

New Era Magazine

"سوچ سمجھ کر جواب دیجیئے گا کیونکہ کہ میں اب بھی وہی اور پروٹیکٹو شخص ہوں." وہ میز پر رکھے فون کی جانب دیکھ کر بولا.

"کس سے مخاطب ہو تم؟"

"اسی سے جو خاموشی سے گفتگو سن رہی تھی." کہتے ساتھ ہی وہ کمرے نکل گیا. اس کے جانے کے بعد انہوں نے فون سیدھا کیا تو وہاں حجر سے کال ہنوز کنیکٹڈ تھی.

"زندگی میں مجھے کبھی اتنی شرمندگی محسوس نہیں ہوئی جتنی اس وقت ہو رہی ہے. منع بھی کیا تھا میں نے آپ کو کہ مجھے نہ انوالو کریں خود ہی کوئی فیصلہ کر لیں. مگر آپ بضد تھے کہ مجھے مطمئن کر کے ہی دم لیں گے. اب مطمئن کی بجائے شرمندہ ہو گئی ہوں میں." جیسے ہی انہوں نے فون کان سے لگایا حجر کی آواز گونجی.

"شرمندہ ہونے والی کوئی بات نہیں ہے. تم بتاؤ پھر کیا خیال ہے تمہارا؟" انہوں نے استفسار کیا.

"جو مرضی کریں." وہ لاپرواہی سے بولی.

"چند ایک باتوں کے علاوہ الہان ایک اچھا انسان ہے اور میرے خیال سے تمہارے لیے الہان سے بہتر اور کوئی نہیں ہے." انہوں نے فیصلہ سنایا.

New Era Magazine

"مجھے آپ پر یقین ہے آپ نے میرے حق میں بہتر فیصلہ ہی کیا ہو گا۔" حجر نے کہتے ساتھ ہی فون بند کیا۔ ایک لمبی سانس لیتے ہوئے احتشام چچا الہان کے کمرے کی جانب بڑھے۔ دروازہ ناک کرتے ہی وہ اندر گئے اور بیڈ کے ایک کنارے بیٹھ گئے۔ کاؤچ پر بیٹھا الہان اب سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"حجر سے مشاورت کرنے کے بعد میں اس فیصلے پر پہنچا ہوں کہ حجر کے لیے تم مناسب ہو۔ کیس ختم ہونے کے بعد تم دونوں منگنی کی کوئی مناسب تاریخ رکھ لو۔" احتشام چچا نے مشورہ دیا۔

"جتنی من مرضی آپ اور آپ کی بھتیجی نے کرنی تھی کر لی اب آگے سب کچھ میں ڈسائیڈ کروں گا۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر فیصلہ کن انداز میں بولا۔

"کل جمعے کے بعد نکاح ہو گا۔ بتا دیجیے گا اپنی بھیتجی کو۔"

"کل؟! اتنی جلدی؟" احتشام چچا حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولے۔

"کوئی جلدی نہیں ہے۔ چوبیس گھنٹے رہتے ہیں ابھی" وہ پر سکون تھا۔

"حجر نہیں مانے گی۔ اس کے فوسٹر پیرنٹس بھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں وہ شادی پر راضی نہیں ہو گی۔"

"میں نے صرف نکاح کی بات ہے. رخصتی اور ولیمہ اس کے پیر نٹس کی موجودگی میں ہو جائے گا اور حجر کو کنونس کرنا آپ کہ ذمہ داری ہے."

"اتنی جلدی کیوں مچا رہے ہو؟" وہ جھنجھلا کر بولے.

"کل رات میں دبئی جا رہا ہوں. چونکہ حجر نے بھی عتبہ کمال کی تفتیش کے لیے دبئی جانا ہے اسلیے وہ میرے ساتھ ہی جائے گی." اس نے وضاحت دی.

"کتنے دن سٹے کرنا ہے تم نے دبئی میں؟"

"پرسوں واپس آجاؤں گا."

"تو پھر دبئی سے آنے کے بعد رکھ لو نکاح. اتنی جلدی کس بات کی ہے؟"

"میں جو بھی کر رہا ہوں حجر کی سکیورٹی کے لیے کر رہا ہوں اس لیے بہتر ہے کہ آپ میرا ساتھ دیں اور اسے کنونس کریں." وہ رسانیت سے بولا.

"تم بندوق میرے کندھے پر رکھ کر چلانا چاہتے ہو؟" وہ بے چارگی سے بولے.

"جو مرضی سمجھ لیں" وہ بے نیازی سے بولا تو احتشام چچا دانت پیستے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے.

....

"یہ وہ سڑک ہے جہاں ہمیں خالی گاڑی ملی تھی۔"گاڑی کے بونڈ پر نقشہ پھیلائے وہ نشاندہی کر رہی تھی۔ بھورے رنگ کے کارڈیگن میں ملبوس، سر پر بیز بال کیپ اور پاؤں میں لانگ شوز پہنے وہ ہلکا سا جھک کر میپ پر نشانات لگا رہی تھی۔اس کے گرد اس کی ٹیم کھڑی تھی۔ وہ سب اسی سڑک پر موجود تھے جہاں پرسوں رات گاڑی ملی تھی۔

"مارگلہ ہلز بارہ سو ہیکٹرز سے زیادہ رقبے پر پھیلی ہیں اور اتنے بڑے رقبہ پر ہم چاہ کر بھی عتبہ کمال کو تلاش نہیں کر سکتے اسلیے ہم شارٹ کٹ لیں گے۔اس دن گاڑی اس نے یہاں چھوڑی تھی اور قوی امکان ہے کہ وہ جگہ جہاں اس نے فصیحہ اور سارہ کو قید کیا وہ یہاں سے قریب ہو اسلیے ہم تلاش یہاں سے شروع کریں گے۔"وہ ان سب کو بریفنگ دے رہی تھی۔

"میم! ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ عتبہ کمال نے ہمیں گمراہ کرنے کے لیے گاڑی یہاں چھوڑی ہو۔"آفیسر سعد نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"وہ ایسا کر سکتا ہے میں جانتی ہوں مگر اس وقت ہمارے پاس کوئی اور آپشن نہیں ہے۔ تفتیش کے لیے ہمارے پاس صرف یہی ایک راستہ ہے۔ یہ راستہ ہمیں گمراہ کرتا ہے یا راہ دکھاتا ہے اس کا تعین کرنے میں ہم وقت ضائع نہیں کر سکتے۔"وہ ایک لمحہ رکی پھر رسانیت سے گویا ہوئی۔

"ہماری ٹیم دو گروپ میں تقسیم ہو کر تلاش کرے گی جبکہ ایک ٹیم پولیس کی ہوگی جن کے ساتھ ٹرینڈ کتے ہونگے. ان کتوں کو سارہ کے کپڑوں سونگھوائے گئے ہیں. چونکہ ہر شخص کی الگ مہک ہوتی ہے اسلیے ہم پرامید ہیں کہ کپڑوں کے ذریعے سارہ کی مہک پہچاننے کے بعد کتے اس تک پہنچنے میں ہماری مدد کریں گے.....اور سب سے اہم بات ہمیں اندھیرا ہونے سے پہلے اس جگہ دوبارہ موجود ہونا ہے. اس وقت بارہ بج رہے ہیں. تین بجتے ہی ہم جس جگہ پہنچیں ہونگے وہاں باؤنڈری بنا کر ہمیں واپسی کی جانب مڑنا ہے تاکہ شام سے پہلے ہم جنگل سے نکل آئیں. باؤنڈری کے بعد والی جگہ سے کل کنٹنیو کریں گے."

"اوکے میم" وہ سب بلند آواز میں بولے.

"آفیسر سعد, آفیسر فاطمہ اور آفیسر نعمان آپ دائیں جانب سرچ کریں گے. آفیسر بلال, آفیسر فجر اور میں بائیں جانب جبکہ آفیسر رضا حمید پولیس کی ٹیم کو لیڈ کریں گے اور وہ سیدھا جائیں گے. کوئی مسئلہ ؟" اس نے استفسار کیا.

"میم! کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ چلا جاؤں اور آفیسر بلال پولیس فورس کے ساتھ چلے جائیں." آفیسر رضا حمید نے اپنا مدعا بیان کیا.

New Era Magazine

"ہو تو سکتا ہے مگر آپ کیوں میرے ساتھ آنا چاہتے ہیں؟" اس نے جانچتی نگاہوں سے دیکھا تو ایک لمحے کے لیے رضا حمید گڑبڑا گئے.

"میں آپ کا کیس ہینڈل کرنے کے طریقے کا تجزیہ کرنا چاہ رہا ہوں تاکہ میں آپ سے کچھ سیکھ سکوں." رضا حمید نے بمشکل بہانہ بنایا.

"ویسے پہاڑ پر سرچ کرنے کے دوران میں نے کوئی راکٹ سائنس تو نہیں لگانی جسے سیکھ کر آپ کو فائدہ پہنچے گا مگر آپ میری ٹیم آنا چاہتے تو آ جائیں." وہ کندھے اچکا کر بولی.

"چلیں پھر شروع کرتے ہیں. بیسٹ آف لک" اتنا کہنے کے بعد وہ سڑک کے کنارے بنی ڈھلون چڑھنے لگی. اس کے ٹیم میٹس نے اس کی تقلید کی جبکہ باقی ٹیمز اس کی بتائی گئی سمت میں بڑھنے لگے. پہاڑ کی سطح زیادہ سٹیپ نہیں تھی سو اس لیے انہیں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑ رہی تھی. جھاڑیوں سے خود کو بچاتے ہوئے وہ سب چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہے تھے. ان کی تلاش کے دوران ہی سر پر کھڑا سورج رفتہ رفتہ مغرب کی جانب جانے لگا. سورج کو مغرب کی جانب بڑھتا دیکھ کر انہوں نے تلاش بیچ راہ میں چھوڑی اور واپسی کا رخ کیا. ڈوبتے سورج کی زردی مائل روشنی میں وہ سڑک پر واپس

پولیس وین کے قریب موجود تھے۔ وہیں کھڑے کھڑے آپس میں چند تفصیلات ڈسکس کرنے کے بعد ان سب نے واپسی کی راہ لی۔

....

وہ اس وقت اپارٹمنٹ کی بالکونی میں لگے سوئنگ پر ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے بیٹھی تھی۔ بالوں کو ہیڈ بینڈ کے ذریعے اس نے پیشانی پر سے ہٹایا ہوا تھا۔ فضا میں خنکی کے باعث اس نے خود کو لحاف سے اچھے سے لپیٹ رکھا تھا۔ اپارٹمنٹ کی چار دیواری محسوس ہونے والی گھٹن سے تنگ آ کر وہ کچھ دیر پہلے یہاں آئی تھی۔ نگاہیں غیر مرئی نقطے پر جمائے وہ اپنی سوچوں میں گم تھی۔ اس کی سوچوں کا محور الہان کی ذات تھی۔
آج پورا دن وہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔ نہ وہ اسے پک کرنے آیا تھا نہ ڈراپ مگر احتشام چچا سے کال کے دوران وہ اس کی آواز سن کی چکی تھی۔ اس کے لہجے کی بیگانگی کا اسے فون پر بھی احساس ہو گیا تھا۔ فون پر کہی جانے والی الہان کی اور پروٹیکٹو شخص والی بات ذہن میں آتے ہی اس نے سختی سے لب بھینچے۔ وہ اس کے کہے گئے لفظ کا غلط معنی اخذ کر گیا تھا اور وہ چاہ کر بھی اس کی غلط فہمی دور نہیں کر پائی تھی۔ وہ یونہی سوچوں کے نا ختم ہونے والے جال میں گم تھی جب اچانک سے الہان کی بات اس کے ذہن میں گونجی

"فارغ وقت میں اپنے کہے گئے الفاظ پر غور کریے گا. کچھ دیر سوچنے سے آپ کو احساس ہو جائے گا کہ آپ کی بات میں کتنی سچائی ہے" یہ وہ الفاظ تھے جو اس نے حجر کے روڈ, لڑکیوں کو اچھے سے ٹریٹ نہ کرنے اور اپنی مرضی کو اہمیت دینے والے الزامات کے جواب میں کہے تھے. اس کے کہے پر عمل کرتے ہوئے وہ اب اپنے الفاظ پر اور پہلی ملاقات سے لے کر اب تک اس کے رویے پر غور کرنے لگی تھی. اس نے کہا تھا کہ الہان روڈ ہے مگر الہان سے ہوئی ساری ملاقاتوں کو سوچنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ پہلی ملاقات کے علاوہ, اس نے کبھی سے اس سے کھڑدرے لہجے میں بات نہیں کی تھی اور شاید پہلی ملاقات میں بھی وہ اس لیے روڈ تھا کیونکہ وہ اجنبیوں سے یونہی بات کرتا ہے. حجر نے چند ایک بار اسے بیورو کے افراد سے بات کرتے دیکھا تھا اور وہ ہمیشہ ان کے ساتھ قدرے سرد مہری سے بات کرتا تھا اور یہ سرد مہری ایک عرصے سے اس کے مزاج کا حصہ رہی تھی. دوسرا الزام جو اس نے الہان پر عائد کیا تھا وہ یہ تھا کہ اسے لڑکیوں کو ٹریٹ کرنا نہیں آتا تھا. اب وہ اس نقطے پر غور کرنے لگی تھی. دبئی سے واپسی پر الہان کا اس کے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھنے کی بجائے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کو ترجیح دینا, اسلام آباد ایئرپورٹ پر اس کا لگیج کیری کرنا, اس دھوپ سے بچانے کے لیے پوزیشن بدلنا, الرجک ری ایکشن ہونے پر اسے دوا لا کر دینا... یہ سب واقعات

New Era Magazine

اسے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر رہے تھے کہ الہان سے بہتر اسے پہلے کبھی کسی نے ٹریٹ نہیں کیا. وہ ہمیشہ غیر محسوس انداز میں اس کی پرواہ کرتا تھا. دوسری بات غلط ثابت ہونے کے بعد وہ اب تیسرے الزام کی جانب بڑھی. الہان کا ہمیشہ اپنی رائے کو اہمیت دینا, اپنی مرضی کرنا... یہ بات بہت حد تک درست تھی مگر صرف ان معاملات میں جو اس کی سکیورٹی سے جڑے تھے. وہ اپنی مرضی سے کیس ہینڈل کر رہی تھی اور الہان نے میڈیا کے سامنے جانے سے روکنے کے علاوہ اس کے کسی دوسرے معاملے میں دخل اندازی نہیں کی تھی. اس نے کبھی اس کے کہیں آنے جانے پر پابندی نہیں لگائی تھی ہاں مگر وہ اسے تنہا جانے سے روکتا تھا کیونکہ وہ اپنے ملک کے ماحول اور حالات سے واقف تھا. الہان کے رویے کا تجزیہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ الہان اس کے لیے پوزیسو اور پروٹیکٹو ہے. وہ اس سے خفا تھا مگر لاتعلق نہیں ہوا تھا. خفگی کے باوجود اس نے احتشام کو اسے پک کرنے بھیجا تھا. خفگی کے باوجود اس نے آفیسر رضا حمید کو انویسٹگیشن کے دوران اس کی حفاظت کے لیے ہر وقت اس کے ساتھ رہنے کا کہا تھا. خفگی کے باوجود اس نے گھر میں فریحہ کو ہر وقت اس کا دھیان رکھنے کے سخت احکامات جاری کیے تھے. (ایک نظر ونڈ سکرین کے اس پار لاؤنج میں نیند کی بند ہوتی آنکھوں سے اسے گھورتی فریحہ کو دیکھتے ہوئے اس نے سوچا.)

New Era Magazine

"پریس کانفرنس کے بعد سے نگرانی زیادہ سخت کر دی گئی ہے میری." وہ خود کلامی کے انداز میں بولی. الہان نے پوری کوشش کی تھی کہ اس کے اقدامات کے متعلق حجر کو شک نہ ہو مگر وہ بے وقوف نہیں تھی جو اچانک سے احتشام چچا کی آمد, رضا حمید کی ساتھ جانے کی ضد اور فریحہ کی خود پر ٹکی نظروں کو محسوس نہ کر پاتی. وہ اس کے انداز کو اچھے سے سمجھ رہی تھی اور کہیں نہ کہیں الہان کا یہ انداز اس کے دل کو بھا رہا تھا. اس کے ذہن میں بنا الہان کا منفی امیج, مثبت ہو گیا تھا. احتشام چچا کو فیصلے کا اختیار دینے کے بعد جس بے چینی نے اس اپنے حصار میں لیا تھا کچھ دیر یکسوئی سے سوچنے کے بعد وہ بے چینی ختم ہو گئی تھی. ذہنی طور پر پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد اس نے ایک گہری سانس لی پھر اٹھ کر اندر جانے لگی جب اس کا فون بج اٹھا. سکرین پر احتشام چچا کا نمبر جگمگاتا دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی.

"بیٹا! میں نے الہان کو ہاں کرنے کے علاوہ ایک اور فیصلہ کیا ہے." چند خیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد احتشام چچا دھیمی آواز میں بولے.

"کیا؟" لاؤنج سے گزر کر کچن کی جانب جاتے ہوئے اس نے سوال کیا.

"میں چاہتا ہوں کہ جتنا جلدی ہو سکے تمہارا اور الہان کا نکاح ہو جائے." یہ سوچ کر کہ کہیں الہان کا نام سن کر وہ انکار ہی نہ کر دے انہوں نے ساری ذمہداری اپنے سر لی.

New Era Magazine

"کتنا جلدی؟" گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے وہ سرسری انداز میں بولی.

"کل جمعے کا مبارک دن ہے تو میں نے سوچا کہ کل ہی رکھ لیا جائے تم دونوں کا نکاح."

انہوں نے جھجھکتے ہوئے بتایا تو پانی پیتی حجر کو اچھولگا.

"کل؟" کھانسی پر قابو پاتے ہوئے وہ بمشکل بول پائی تھی.

"جی کل. میں نے بڑے مان سے تم دونوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم مجھے انکار نہیں کروگی." انہوں نے اسے جذباتی طور بلیک میل کرنا چاہا تو حجر نے ایک لمحے کے لیے ہونٹ بھینچے.

"پہلی بات تو یہ کہ میں جانتی ہوں کہ فیصلہ آپ کا نہیں ہے اسلیے بہتر ہے کہ ذمہ داری اپنے سر نہ لیں. رہی بات کل نکاح کی تو میں پہلے آپ کو فیصلے کا اختیار دے چکی ہوں. اس وقت آپ ہی وہ شخص ہیں جس پر میں ریلائے کرسکتی ہوں اگر آپ اس فیصلے کے حق میں ہیں تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں."

"الہان نے یہ فیصلہ تمہاری بہتری کے لیے لے اسلیے میں بھی کل نکاح کے حق میں ہوں." انہوں نے اسے آگاہ کیا اور پھر چند الوداعی کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے فون بند کردیا.

New Era Magazine

"یہ شخص میری نظر میں اپنا اچھا امیج برقرار رہنے نہیں دے گا. جب بھی میں اس کے بارے میں کچھ اچھا سوچنے لگتی ہوں یہ کوئی نہ کوئی حرکت کر کے مجھے خود سے بد ظن کر دیتا ہے. "اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے وہ زیر لب بڑبڑائی.

....

اسلام آباد کے وسط میں بنے علوی ہاؤس میں آج بہت سالوں بعد چہل پہل تھی. یہ چہل پہل الہان کے نکاح کی تقریب کے باعث تھی. سورج کی سنہری روشنی سے منور لان سے گزر کر داخلی دروازے کی جانب بڑھیں تو وہاں ایلکس اور اس کے ٹرنک میں لگی سکرین سے جھانکتے پیٹر, سائمن, اینڈی اور جارج مہمانوں کو ویلکم کرنے کے لیے موجود تھے. مہمان اتنے زیادہ نہ تھے. الہان اور حجر کے سب دوست بیرون ممالک تھے سو وہاں زیادہ تر احتشام چچا کے جاننے والے اور فیملی فرینڈز موجود تھے. احتشام چچا کیٹرر کو ہدایت دینے میں مصروف تھے جبکہ الہان منظر عام سے غائب تھا. راہداری کے اختتام پر بنے آنیہ کے کمرے کا دروازہ وا کریں تو وہاں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے خوبصورت نقوش اور کالی آنکھوں والی لڑکی براجمان تھی. وہ اس وقت سفید انار کلی فراک میں ملبوس تھی, جس کے دامن اور گلے پر سنہری رنگ کی ایمبرائیڈری ہوئی تھی. زندگی میں پہلی مرتبہ اس نے روایتی کپڑے پہنے تھے اور فریحہ کے بقول اس پر

یہ کپڑے اچھے لگ رہے تھے. تقریباً دو گھنٹے پہلے احتشام چچا اسے اپارٹمنٹ سے علوی ہاؤس لے کر آئے تھے. اسے آنیہ کے کمرے میں چھوڑنے کے بعد وہ خود کہیں چلے گئے تھے. چونکہ وہ الہان کے ساتھ پہلے اس کمرے میں آچکی تھی سو اس لیے وہ جان گئی تھی کہ یہ آنیہ کا کمرہ ہے. وہ کمرے کی دیواروں پر آویزاں تصویریں دیکھنے میں مصروف تھی جب فریحہ اور احتشام چچا اندر داخل ہوئے. فریحہ کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے جبکہ احتشام چچا کے ہاتھ میں جیولری باکس تھے.

"یہ آنیہ کے تھے سو اب ان پر آپ کا حق ہے." احتشام چچا باکس اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولے. حجر انہیں لینے کے لیے ہچکچائی تھی مگر احتشام چچا نے زبردستی وہ سب باکسز اسے تھما دیے.

"سب سے اوپر والے باکس میں جو سیٹ ہے وہ ہارون نے تمہاری پیدائش پر آنیہ کو گفٹ کیا تھا." ان کی بات سن کر حجر نے باکس کھولا تو اس کے اندر نفیس سا وائٹ گولڈ کا سیٹ تھا.

"ان میں کوئی آج پہننے کے لیے منتخب کر لو اور فریحہ کے پاس کپڑے ہیں. کچھ دیر میں میک اپ آرٹسٹ آکر آپ کو تیار کرے گی." انہوں نے جلدی سے بات مکمل کی پھر کچھ یاد آنے پر حجر کی سنے بغیر کمرے سے باہر نکل گئے.

ان کے جانے کے بعد حجر نے باقی باکس کھولے بغیر واڈروب میں رکھے کیونکہ وہ ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی آج کے لیے اس کی پیدائش پر ہارون کا آنیہ کو دیے جانے والا سیٹ منتخب کر چکی تھی۔ جیولری رکھنے کے بعد اس نے کپڑے تبدیل کیے اور اب وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سفید فراک میں ملبوس بیٹھی تیار ہو رہی تھی۔ فریحہ نے اسے کہا تھا کہ بیوٹیشن تھوڑی دیر تک آ کر اس کو تیار کر دے گی مگر اس نے منع کر دیا تھا۔ اپنا ہلکا ہلکا میک اپ کرنے کے بعد اس نے فریحہ کی مدد سے بال بنائے اور ڈوپٹہ سیٹ کیا۔ وہ دونوں اس کام میں مصروف تھیں جب کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔ فریحہ نے آگے بڑھ کر تھوڑا سا دروازہ کھولا تو وہاں الہان کھڑا۔

"یہ حجر کو دے دیں۔" وہیں دہلیز پر کھڑے کھڑے اس نے لیپ ٹاپ فریحہ کی جانب بڑھایا۔ دروازہ پورا نہیں کھلا تھا اور حجر دروازے کے پچھلی طرف کھڑی تھی اس لیے نہ حجر کی نظر اس پر پڑی تھی اور نہ ہی الہان اسے دیکھ پایا تھا۔ لیپ ٹاپ فریحہ کو دینے کے بعد وہ دہلیز سے واپس مڑ گیا۔ فریحہ نے لیپ ٹاپ لا کر حجر کو تھما دیا۔ لیپ ٹاپ پر ملٹیپل ویڈیو کال آن تھی۔ مور اور فار کے علاوہ حجر کی دوستیں بھی کال پر موجود تھیں۔ ان سب کو دیکھ کر حجر کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

"ہالو حجر!" نورہ، جولیا، ایما اور جینی ایک ساتھ بولیں۔

New Era Magazine

"کیسے ہو تم سب؟" حجر مسکراتے ہوئے بولی. پاکستان آنے کے بعد اس کی ایک دو بار بات ہوئی تھی سب سے مگر اس کے نکاح کے متعلق کسی کو نہیں پتا تھا.

"ہماری چھوڑو تم اپنی بتاؤ, چپکے چپکے نکاح کر رہی تھی یہ تو اچھا ہوا کہ مور نے ہمیں بتا دیا ورنہ تم نے تو ہمیں بھنک نہیں پڑنے دی." نورہ نے شکوہ کیا.

"جلدی جلدی سب کچھ ہوا ہے اس لیے بتانے کا وقت نہیں ملا... مگر مور نے اچھا کیا جو تم سب کو بتا دیا. اولیویا کیسی ہے؟" انہیں وضاحت دینے کے بعد حجر نے اولیویا کے بارے میں پوچھا جس کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی.

"ٹھیک ہے وہ." جینی نے جواب دیا پھر ان سب نے اسے مبارک باد دی. ان سے بات کے دوران ہی حجر نے سنہری باڈر والا ڈوپٹہ سیٹ کیا. کچھ دیر بات کرنے کے بعد اس کی دوستوں نے کال بند کر دی تھی اب صرف مور اور فارہی لائن پر موجود تھے.

اسی دوران حجر کے فون پر ہاجرہ کی کال موصول ہوئی.

"کچھ ملا؟" سلام دعا کے تبادلے کے بعد حجر نے استفسار کیا. اس کی ٹیم آج بھی مارگلہ ہلز پر سرچ کرنے میں مصروف تھی.

"ایک جگہ بلڈ سیمپل ملے ہیں جنہیں لیباٹری بھیج دیا ہے." ہاجرہ نے اطلاع دی.

"ٹھیک ہے۔ مزید کوئی بھی چیز ملے تو مجھے انفارم کر دینا۔" حجر کو کیس کے متعلق بات کرتے دیکھ کر لیپ ٹاپ سکرین پر نظر آتی مور کی پیشانی پر بل پڑے۔

"حجر آج کے دن تو کام کی جان چھوڑ دو۔" اسے ہاجرہ کو مزید تفصیلات بتاتے دیکھ کر مور ڈپٹ کر بولیں۔ مور کی خفگی کے پیش نظر حجر نے مختصراً بات کی اور فون بند کر کے مور کی جانب متوجہ ہوئی

"ضروری بات تھی۔ پہلے ہی میرا بیورو سے آف ہو گیا ہے۔ سرچ کے لیے جانا تھا مجھے۔" اس نے افسوس کن انداز میں سر جھٹکا۔

"نکاح سے زیادہ ضروری نہیں ہے حجر" وہ ڈپٹ کر بولیں۔ حجر نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب فریحہ اندر آئی اس کے پیچھے احتشام چچا بھی نکاح خواں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ حجر کی سائیڈ پر بیٹھ گئی تھی جبکہ فریحہ اس کے قریب کھڑی تھی۔ نکاح خواں کے ساتھ احتشام چچا صوفے پر براجمان تھے۔

"شروع کریں مولانا صاحب۔" احتشام چچا نے نکاح خواں سے بولے۔

"مسمات حجر ہارون دختر ہارون علوی آپ کو باعوض شرعی حق مہر کے مسمّی الہان مرتضی ولد مرتضی علوی کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

نکاح خواں کی بھاری مردانہ آواز کمرے میں گونجی۔

"....جی قبول ہے۔" وہ سر جھکائے دھیمی آواز میں بولی۔ دو مرتبہ مزید نکاح خواں نے یہ سوال دہرایا جس کے جواب نے حجر نے قبول ہے کہا۔ پھر احتشام چچا نے نکاح نامہ اس کی جانب بڑھایا جسے تھام کر اس نے دستخط کیے۔ فائل اس کے ہاتھ سے واپس لے کر احتشام چچا اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نکاح خواں کے ہمراہ باہر نکل گئے۔

....

"آئیں آئیں پروفیٹک مونسٹر... تشریف رکھیں۔" سفید شلوار قمیض میں ملبوس الہان کو لاؤنج میں قدم رکھتے دیکھ کر ویڈیو کال پر موجود اینڈی بلند آواز میں بولا۔

"تم لوگوں نے اس وقت کیوں کال کی ہے؟" وہ تعجب سے بولا۔ وہ پچھلے کچھ وقت سے اپنے کمرے میں فلائٹ کی بکنگ کروانے میں مصروف تھا اس لیے اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ سب کال پر موجود ہیں۔

"آپ کے نکاح کی تقریب دیکھنے کے لیے کال کی ہے۔ آپ ہم سے پردہ پوشی کر رہے تھے مگر ہم بھی اپنے نام کے ایک ہیں سائمن سے اسے ٹے تک ساری بات اگلوالی ہے ہم نے۔" جارج نے فخریہ انداز میں اپنا کارنامہ بتایا۔ ان کی بات سن کر الہان نے سائمن کو گھورا۔ اسی دوران احتشام چچا حجر سے دستخط کروانے کے بعد واپس آئے۔ اب نکاح خواں نے الہان کے قریب بیٹھتے ہوئے اس سے سوال کیا۔ الہان کے نکاح قبول

کرنے کے بعد لاؤنج میں مبارک باد کا شور گونجا۔ان آوازوں میں سب سے بلند آواز اینڈی اور جارج کی تھی جو ایک دوسرے کے گلے لگے آپس میں مبارک باد کا تبادلہ کر رہے تھے۔احتشام چچا سے گلے ملنے کے بعد الہان سائیکیٹرسٹ امبرین فاروقی سے ملا جنہیں اس نے خاص طور نکاح کی دعوت دی تھی۔کچھ دیر مبارک باد کا سلسلہ چلتا رہا پھر احتشام چچا کے ہمراہ سفید فراک میں ملبوس حجر لاؤنج میں آتی ہوئی دکھائی دی۔ مناسب چال چلتے ہوئے وہ الہان کے ساتھ آکھڑی ہوئی۔احتشام چچا اسے سب رشتہ داروں سے ملوا رہے تھے سب سے آخر میں ڈاکٹر امبرین فاروقی سے ملوانے کی باری آئی تو احتشام چچا بولے

"حجر! یہ امبرین فاروقی ہیں۔یہ ہماری فیملی فرینڈ اور الہان کی سائیکولوجسٹ ہیں۔"

ڈاکٹر امبرین فاروقی نے آگے بڑھ کر حجر کو گلے لگایا

"میں الہان کی سائیکیٹرسٹ تھی...اب سے تم اس کی سائیکولوجسٹ ہو۔اپنا پیشنٹ میں نے تمہارے حوالے کر دیا ہے۔کیا تم اس کے ذہنی پرزوں کی مرمت کر پاؤ گی؟"وہ مزاحیہ خیز انداز میں بولیں تو حجر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ سب سے ملنے کے بعد وہ دونوں صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

"احتشام چچا کتنی غلط بات آپ نے سب مہمانوں کا بھابھی سے تعارف کروایا سوائے ہمارے. مانا کے ہم جیسی ہستیاں تعارف کی محتاج نہیں مگر پھر بھی آپ کو اخلاقاً تعارف کروانا چاہیے تھا آخر ہم بھی اپنے ضروری کام چھوڑ کر تقریب میں شرکت کر رہے ہیں." جارج ناراضگی سے بولا.

"احتشام چچا نے نہیں کروایا تو کیا ہوا.... ہم خود اپنا تعارف کروالیتے ہیں. مجھ سے ملیں بھابھی میں ہوں آپ کا وہ دیور جس نے پہلی بار آپ دیکھتے ہی یہ پیشن گوئی کردی تھی کہ آپ ہی وہ معتبر ہستی ہیں جو پروفیٹک مونسٹر جیسے بے لگام گھوڑ..." اس سے پہلے کہ اینڈی کی بات پوری ہوتی الہان نے ٹوک دیا

""اینڈی.... زبان کو بریک لگالو" الہان نے تنبیہ کی. حجر خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی.

"میں تو بس تعارف کروا رہا تھا." الہان کی وارننگ دیتی نگاہوں کے نتیجے میں وہ واپس لائن پر آگیا تھا.

"ہالو حجر! کیسی ہو؟" سائمن نے پہلی دفعہ گفتگو میں حصہ ڈالا تھا.

"بھابھی کہو بھابھی." جارج نے سائمن کی تصحیح کرنا ضروری سمجھا. اسکی بات کے جواب میں سائمن نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا.

New Era Magazine

"میں ٹھیک ہوں۔" حجر نے سائمن کی بات کا جواب دیا۔

"نکاح کی بہت بہت مبارک ہو۔" حجر نے سر ہلا کر نکاح کی مبارک باد وصول کی۔

"پروفیٹک مونسٹر!" اینڈی سے زیادہ دیر خاموش نہیں رہا گیا۔

"ہمم" الہان نے بادل نخواستہ جواب دیا۔

"ذرا ایلکس کے سپیکرز کے قریب آ کر میری بات سنیں۔" ارد گرد موجود لوگوں کے پیش نظر وہ رازدانہ انداز میں بولا۔

"جو کہنا ہے ایسے ہی کہہ دو۔" الہان لاپرواہی سے بولا۔

"باس نہیں یہاں آرہے تو ایلکس تم ذرا باس کے پاس جاؤ۔" اینڈی نے اب ایکس کو حکم صادر کیا جس پر فوری عمل کرتے ہوئے ایلکس الہان کے صوفے کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"باس آپ نے بھابھی کو نکاح کا گفٹ نہیں دینا۔" اینڈی نے قدرے دھیمی آواز میں استفسار کیا مگر پھر بھی اس کے آواز الہان کے ساتھ بیٹھی حجر کے کانوں تک با آسانی پہنچ گئی تھی۔

"کون سا گفٹ؟" الہان نے خود کو لاعلم ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی۔

New Era Magazine

"وہی بلو..." اینڈی راز فاش کرنے ہی لگا تھا جب اس کی بات کاٹ کر الہان سائمن کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"سائمن کیا کوئی بات ایسی ہے جو تم ان تینوں چھپا پائے ہو" وہ طنزاً بولا تو سائمن نے شرمندہ ہوا.

"سائمن کی بھلا کیا غلطی ہے اس میں. اس نے ارادۃً نہیں بتایا ہوگا." سائمن کو شرمندہ دیکھ کر حجر نے فوراً اس کی طرف داری کی. الہان نے گردن موڑ کر اس کی تعجب سے اس کی جانب دیکھا. یہ پہلی دانستہ نگاہ تھی جو آج کے دن الہان نے حجر پر ڈالی تھی.

"بھابھی بالکل سہی کہہ رہی ہیں باس. سائمن نے ہمیں نہیں بتایا ہم نے تو آپ کی اور سائمن کی گفتگو سنی تھی اس لیے ہمیں معلوم ہو گیا تھا." پیٹر نے بھی سائمن کی طرف داری کی.

"ٹھیک ہے. مان لیا سائمن کی غلطی نہیں ہے. اب تم لوگ یہ بتاؤ کہ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" وہ سرینڈر کرنے والے انداز میں بولا.

"ہم بس کہ چاہتے ہیں کہ آپ بھابھی کو وہ گفٹ دیں جو آپ نے لے کر رکھا ہوا ہے." جارج نے مطالبہ پیش کیا.

New Era Magazine

"مگر وہ تو میری واڈروب میں رکھا ہے...."

"آپ بے فکر رہیں. ہم نے آپ کی واڈراب سے پہلے ہی نکلوا لیا ہے."اینڈی نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا تو دانت پیس کر رہ گیا.

"ایلکس چلو, وہ گفٹ باس کو دو جو تم ان کی واڈراب سے نکال کر لائے تھے."پیٹر نے ایلکس کو حکم دیا جس پر عمل کرتے ہوئے ایلکس نے اپنا ہاتھ الہان کے آگے کیا اور مٹھی کھولنے لگا.اس کی ہتھیلی پر ایک سیاہ رنگ کا ڈبی پڑی تھا.

"چلیں باس رنگ پہنائیں."ان سب نے زور دیا تو الہان نے رنگ کیس ایلکس کی ہتھیلی سے اٹھایا اور اسے کھولنے لگا.الہان کے ہاتھ میں رنگ کیس دیکھ کر ان چاروں نے شور مچایا تو باقی سب افراد بھی ان کی جانب متوجہ ہو گئے.رنگ باکس سے بلوڈائمنڈ کی رنگ نکالنے کے بعد الہان نے حجر کی جانب ہاتھ بڑھایا. حجر نے اپنا بائیاں ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا.رنگ فنگر میں آنکھوں کو خیزہ کرتی بلوڈائمنڈ رنگ پہنانے کے بعد الہان نے آہستگی سے اس کا ہاتھ آزاد کیا.ایک نظر الہان کو دیکھنے کے بعد حجر نے اپنے ہاتھ میں چمکتے نیلے رنگ کے ڈائمنڈ کو دیکھا جو اپنے نایاب رنگ اور پاکیزگی کی علامت ہونے کے باعث دنیا کے سب سے قیمتی ہیروں میں شمار ہوتا تھا.

....

"احتشام چچا! میں چینج کر لیتی ہوں تو مجھے اپارٹمنٹ ڈراپ کر آئیں۔" لاؤنج میں رکھے صوفے سے اٹھتے ہوئے حجر نے ہانک لگائی۔ مہمان سب جا چکے تھے اور اس وقت احتشام چچا اور الہان کے علاوہ وہ اور فریحہ ہی موجود تھے۔ چائے کپ میں انڈیلنے کے بعد احتشام چچا کپ ہاتھ میں اٹھائے کچن سے باہر نکلے۔

"پہلے چائے پی لو۔" اسے صوفے سے اٹھتے دیکھ کر احتشام چچا بولے۔

"شکریہ" ان کی بات پر عمل کرتے ہوئے وہ کپ لے کر دوبارہ وہیں براجمان ہو گئی۔ وہ اب تک نکاح کے کپڑوں میں ہی ملبوس تھی۔ وہ وہیں بیٹھی چائے پی رہی تھی جب ڈرائیور ایک سوٹ کیس لیے اندر داخل ہوا۔

"یہ میرا سامان ہے؟" وہ اپنا سوٹ کیس پہچان گئی تھی مگر پھر بھی اس نے تصدیق کرنا ضروری سمجھا۔

"غالباً" چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے احتشام چچا بولے۔

"میرا سامان یہاں کیا کر رہا ہے؟" اس نے حیرت سے سوال کیا۔

"تم جانو اور تمہارا شوہر جانے۔" کہتے ساتھ احتشام چچا چائے کا کپ اٹھا کر اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔ ان کا انداز دیکھ کر ایک لمحہ لگا تھا حجر کو بات کی تہہ تک پہنچنے میں۔ غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ سب سے پہلے کچن میں کام کرتی فریحہ کی جانب گئی۔

"میرا سامان تم نے پیک کیا تھا؟" اس نے تصدیق کرنی چاہی.

"الہان سر نے کہا تھا اسلیے.... "سر جھکائے فریحہ نے اپنی غلطی تسلیم کی.

"تمہارے الہان سر کو تو میں ابھی دیکھ لیتی ہوں تم بس یہ بتاؤ کہ ان کا کمرہ کس جانب ہے؟" وہ برہمی سے بولی. فریحہ نے اشارہ سے کمرے کا بتایا تو وہ اس بتائی گئی سمت میں بڑھنے لگی. کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ ناک کیا.

"کم ان" گھمبیر آواز گونجی تو وہ دروازہ وا کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی. الہان واڈروب کی جانب رخ کیے اپنے کپڑے نکالنے میں مصروف تھا اس لیے وہ دروازے پر اس کی موجودگی سے لاعلم تھا.

"مسٹر الہان!" دہلیز پر کھڑے اس نے اسے پکارا.

"فرمائیں مسز الہان" رخ اس کی جانب موڑتے ہوئے وہ غیر سنجیدگی سے بولا. اس کی بات سن کر حجر نے تذبذب ہوئی.

"میرا سامان علوی ہاؤس کیوں لایا گیا ہے؟" وہ سخت لہجے میں بولی.

"او... تو سامان آگیا ہے. اچھی بات ہے. آپ اپنے لیے کسی کمرے کا انتخاب کر لیں." وہ مصروف سے انداز میں بولا.

"وجہ؟" اس نے بھنویں اچکائیں.

"اب سے آپ اسی گھر میں رہیں گی۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

"مجھے آپ کے گھر میں نہیں رہنا۔" وہ قطعیت سے بولی۔

"یہ میرا نہیں آپ کے والدین کا گھر ہے۔" اس نے جتایا۔

"مجھے پھر بھی یہاں نہیں رہنا۔" وہ ہنوز اپنی بات پر ٹکی ہوئی تھی۔

"میں نے آپ کی رائے نہیں مانگی۔" اس کی بات سن کر حجر نے اسے غصے سے گھورا مگر الہان اسے کے غصے کو نظر انداز کیے اپنے کام میں مصروف رہا۔ بے بسی کے احساس کے زیر اثر وہ واپس مڑنے لگی جب الہان ایک بار پھر پکار بیٹھا

"آج رات آپ کی دبئی کی فلائٹ ہے۔ سات بجے نکلنا ہے۔" الہان نے اسے اطلاع دی۔

"مجھے نہیں جانا۔" لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے انکار کیا۔

"ٹھیک ہے میں فلائٹ کینسل کروا دیتا ہوں۔ اگر آپ دبئی جا کر عتبہ کمال کے متعلق انفارمیشن نہیں لینا چاہتی تو آپ کی مرضی ہے۔" وہ بے نیازی سے بولا۔ وہ جانتا تھا کہ عتبہ کمال کا نام سن کر وہ ضرور مان جائے گی مگر حجر بغیر اسے کوئی جواب دیے واپس مڑ گئی۔

"پھر میں فلائٹ کینسل کرواؤں کا نہیں؟" اسے زچ کرنے کے لیے الہان بولا مگر وہ اسے نظرانداز کر کے چلی گئی تھی. سٹڈی کی جانب بڑھتے احتشام چچا نے حجر کو غصے سے الہان کے کمرے سے نکلتے دیکھا تو الہان سے بازپرس کرنے کے لیے اس کے کمرے میں آئے.

"یہ تم اچھا نہیں کر رہے الہان."

"حجر پر یوں اپنے فیصلے مسلط کر کے مجھے بھی اچھا نہیں لگ رہا مگر میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے." وہ قدرے بے بسی سے بولا.

"تم نرمی سے بھی اسے سمجھا سکتے تھے." انہوں نے اسے مشورہ دیا.

"میں نے اسے میڈیا کے سامنے جانے کے لیے نرمی سے ہی منع کیا مگر سنی اس نے میری بات؟ نہیں نا... اب میں جو کر رہا ہوں مجھے کرنے دیں. نکاح بھی میں نے اس لیے جلدی کروایا ہے تا کہ وہ علوی ہاؤس قیام کر سکے ورنہ بغیر کسی شرعی رشتے کے اس کا یہاں رہنا معیوب ٹھہرایا جاتا."

"اگر وہ اپارٹمنٹ میں رہنا چاہتی ہے تو رہ لینے دو اسے وہاں." احتشام چچا نے حجر کی طرف داری کی.

"وہ اپارٹمنٹ میں سیف نہیں ہے. مانا کہ فریحہ وہاں موجود ہوتی ہے مگر اس کی موجودگی زیادہ معنی نہیں رکھتی. اگر وہ یہاں رہے گی تو کم از کم یہ اطمینان تو ہوگا کہ وہ نظروں کے سامنے موجود ہے."

"پریس کانفرنس کو گزرے دو دن ہو گئے ہیں مگر عتبہ کمال نے کوئی جوابی کاروائی نہیں کی. میرے خیال سے اب وہ کچھ نہیں کرے گا." وہ رسانیت سے بولے.

"عتبہ کمال خاموش بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہے. پریس کانفرنس کے بعد پچھلے دو دن سے اس کی جانب سے کوئی جوابی کاروائی نہیں کی گئی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کچھ کرے گا نہیں. اس کی خاموشی کو ہلاکامت لیں یہ طوفان کے آنے سے پہلے والی خاموشی بھی ہو سکتی ہے اسلیے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا. جب تک یہ کیس ختم نہیں ہو جاتا حجر علوی یہیں رہے گی." وہ دوٹوک انداز میں بولا. اس کی بات سن کر احتشام چچا نے ایک گہری سانس لی

"جو جی میں آئے کرو." اس کو اپنی بات پر ٹکے دیکھ کر احتشام چچا جھنجھلا کر کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئے.

....

وہ اس وقت اسلام آباد ایئرپورٹ کے ڈیپارچر ایریا میں کھڑی الہان کا انتظار کرنے میں مصروف تھی. الہان انکوائری سے فلائٹ کے متعلق پوچھنے گیا تھا. کچھ دیر انتظار کرنے کے باوجود جب وہ نہ آیا تو وہ متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھنے لگی جب عقب سے آتا کوئی شخص اس سے ٹکرایا

"سوری" ٹکرانے کے فوری بعد وہ شخص اس کی جانب رخ کیے بغیر سوری کہتا ہوا اس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گیا. حجر نے تعجب سے کالے کپڑوں میں ملبوس اس شخص کی پشت کو دیکھا جو اب لوگوں کے ہجوم میں نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا.

"کیا ہوا ہے؟" اسے لوگوں کے ہجوم کو دیکھتے پا کر اس کی جانب بڑھتے الہان نے سوال کیا.

"کچھ نہیں." وہ چونکتے ہوئے بولی.

"چلیں پھر" الہان نے اسے بڑھنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں کندھوں پر پہنے ٹریولنگ بیگ کے سٹریپس میں انگلیاں پھنساتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی.

....

"پہنچ گئے ہیں دبئی؟" لائن کے دوسری جانب موجود اینڈی نے استفسار کیا.

New Era Magazine

"ہمم پہنچ گئے ہیں اوراب ہوٹل جارہے ہیں۔" الہان نے جواب دیا۔ وہ کچھ دیر پہلے دبئی پہنچے تھے۔ائیرپورٹ پر الہان کاڈرائیور پہلے ہی انہیں پک کرنے کے لیے موجود تھااوراب وہ دونوں ڈرائیور کے ہمراہ ہوٹل جارہے تھے۔شام میں ہونے والی جھڑپ کی بعدان دونوں میں ایئرپورٹ پر ہونے والے دوجملوں کے تبادلے کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ حجر کا دوپہر کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا تھااس لیے اس نے فلائٹ کے دوران الہان کو مکمل طور پر نظرانداز کیا تھا۔عتبہ کمال کی متعلق تفتیش کرنے کا سن کر وہ دل پر پتھر رکھ کے اس کے ہمراہ آگئی تھی ورنہ وہ کبھی آنے آمادہ نہ ہوتی۔

"ہوٹل جانے کی ضرورت نہیں ہے آپ بھابھی کو لے کر اپنے گھر آئیں۔" اینڈی کے ہاتھ سے فون اچک کر جارج گویا ہوا۔

"مگر..." الہان نے کچھ کہنا چاہا

"اگر مگر کچھ نہیں جلدی آئیں ہم آپ کے انتظار میں پلکیں بچائے بیٹھے ہیں۔" یہ جملہ پیٹر نے بولا تھا اور غالباً فون اب اس کے ہاتھ میں تھا۔

"جلدی جلدی آئیں باس" اینڈی نے زور دیا اور ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ایک نظر فون سکرین کو دیکھنے کے بعد الہان نے ڈرائیور کو گھر چلنے کی ہدایت دی۔کچھ دیر بعد گاڑی دبئی کے پوش علاقے میں بنے ولے کے پورچ میں رکی۔الہان اپنی جانب کا دروازہ

کھول کر باہر نکلااور حجر کاانتظار کرنے لگا. حجر کواندر بڑھنے کااشارہ کرتے ہوئےاس نے خود بھی اس کی تقلید کی. پورچ سے گزر کر وہ اندرونی دروازے کی جانب بڑھے جہاں کیتھی اور وہ چاروں ان کے استقبال میں کھڑے تھے.

"ویلکم بھابھی!" بکےاس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ سب ایک ساتھ بولے. حجر نے کچھ جھجھکتے ہوئے بکے تھاما.

"کبھی میرااستقبال توتم لوگوں نے اتنی گرمجوشی سے نہیں کیا." جل کر کہتے ہوئے الھان ان کے قریب سے گزر کراندر بڑھ گیا.

"بھابھی توپہلی دفعہ آئیں ہیں جبکہ آپ توپہلے دن سے ہمارے سرپر مسلط... میرا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ رہ رہے ہیں." اینڈی نے بمشکل بات سنبھالی. حجراب کیتھی سے مل رہی تھی جو آج کل پیٹر اوراپنی شادی کی تیاری کے سلسلے میں دبئی میں قیام پزیر تھی.

"تم چاروں ذرامیرے ساتھ آؤ." ان سب کواپنے پیچھے آنے کااشارہ کرتے ہوئے وہ خود سٹڈی میں چلا گیا.

"لوجی آگئی وہ گھڑی جب ہمیں پچھلے پندرہ دنوں میں آفس ٹائم میں ضائع کیے گئے ایک ایک لمحے کاحساب دیناہے." جارج بڑبڑایا.

"چلو....اب باس سے ڈانٹ کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ." حجر کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھتے ہوئے کیتھی مزے سے بولی تو ان چاروں نے اسے سخت نگاہوں سے گھورا.

"بھابھی! پورے پانچ منٹ بعد آپ سٹڈی میں آجایئے گا پلیز" جارج نے درخواست کی.

"مگر کیوں؟" حجر نے استفسار کیا.

"کیونکہ آپ ہماری بھابھی اور ہمیں جلاد میرا مطلب ہے باس سے بچانا آپ پر فرض ہے." اینڈی نے وجہ بتائی.

"تم لوگ آئے نہیں ابھی تک" سٹڈی کے دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے الہان بولا.

"بس آگئے باس" سائمن نے جواب دیا پھر اینڈی اور جارج کو گھسیٹتے ہوئے سٹڈی میں چلا گیا. پیٹر نے بھی ان کی تقلید کی.

"یہ سب جانے سے اتنا گھبرا کیوں رہے ہیں؟" ان کے رویہ دیکھ کر حجر نے کیتھی سے دریافت کیا.

"ڈرامے کر رہے ہیں. پہلے خود ہی آفس میں بیٹھ کر وقت ضائع کرتے رہتے ہیں پھر جب باس انہیں ڈانٹتے ہیں اور سزا کے طور پر ان سے اوور ٹائم کرواتے ہیں تو ان کی دہائیاں شروع ہو جاتی ہیں. ان کی فضول بولنے والی عادت کے باعث بھی اکثر و بیشتر

ان کی باس کے ہاتھوں بے عزتی ہوتی ہے." کیتھی ان سب کو عرصے سے جانتی تھی تبھی ان کے حرکتوں سے بخوبی واقف تھی. اس کی بات سن کر حجر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا.

"کب سے جانتی ہو تم انہیں؟" حجر نے سرسری لہجے میں سوال کیا.

"تقریباً دس سال ہو گئے ہیں." کیتھی نے اسے جواب دیا پھر ان کی باتوں کا سلسلہ یونہی چلتا رہا. کیتھی اسے اب اپنی اور پیٹر کی شادی کے متعلق بتانے لگی تھی.

"لگتا ہے آج لمبی کلاس لگ رہی ہے ان کی." باتوں کے دوران کیتھی کو ان پانچوں کی غیر موجودگی کا احساس ہوا تو وہ بولی. اس کی بات سن کر حجر کو تشویش نے گھیرا.

"میرے خیال سے تمہیں جا کر انہیں بچانا چاہیے." حجر نے کیتھی کو مشورہ دیا.

"میں اندر گئی تو باس نے مجھے بھی گھسیٹ لینا ہے بیچ میں. ہاں اگر تم جاؤ گی تو یقیناً باس آج کی بے عزتی کا پروگرام ملتوی کر دیں گی." کیتھی گویا ہوئی.

"میں نہیں جا رہی." حجر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی.

"آؤ ذرا دیکھیں تو سہی کہ باس تمہاری کتنی بات مانتے ہیں." اس کا ہاتھ پکڑ اسے صوفے سے اٹھاتے ہوئے کیتھی بولی. اب وہ اسے گھسیٹنے کے انداز میں سٹڈی کی جانب لے جا رہی تھی. سٹڈی کے دروازے پر پہنچ کر حجر نے اس کی جانب دیکھتے

ہوئے نفی میں سر ہلایا مگر اس کی بات کی پرواہ کیے بغیر کیتھی نے سٹڈی کا دروازہ ناک کیا.

"کم ان" اندر سے الہان کی آواز آئی.

"تم انہیں بچاؤ تب تک میں کھانا لگاتی ہوں." اتنا کہہ کر کیتھی کچن کی جانب بڑھ گئی.

اس کی بات سن کر حجر کو سٹڈی میں جانے کا بہانہ سوجھا. ایک لمحے میں اس نے اپنا اعتماد بحال کیا اور دروازہ کھولا. اسے دروازے میں کھڑا دیکھ کر الہان نے استفہامیہ انداز میں آبرو اچکائی جبکہ الہان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے باقی چاروں نے شکر کا سانس لیا.

"آئیں بھابھی... میں آپ کو باس کی سٹڈی دکھاتا ہوں. اینڈی فوراً اس کی جانب لپکا اور جھک کر اس نے حجر کو اندر آنے کا راستہ دیا.

"اینڈی! واپس آؤ" الہان نے سخت لہجے میں اینڈی کو پکارا.

"دیکھ لیں بھابھی... آپ کا شوہر یہ سلوک کرتا ہے ہمارے ساتھ." بے چارگی کے تاثرات منہ پر لاتے ہوئے اینڈی دھیمی آواز میں بولا پھر الہان کا حکم مانتے ہوئے واپس جارج کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا.

"کیا بات ہے حجر؟" اس ہنوز وہاں کھڑے دیکھ کر الہان سے استفسار کیا.

"کیتھی کھانے کے لیے سب کو بُلا رہی ہے۔" حجر نے بہانہ پیش کیا۔

"آ رہے ہیں ہم لوگ۔" الہان اسے جواب دے کر واپس ان چاروں کی جانب متوجہ ہوا۔

"آئندہ تم لوگوں کی شکایت مجھ تک نہ پہنچے اور اینڈی تم اپنی زبان کو لگام دو۔ جارج اور تم ہر وقت بولتے رہتے ہو..." دہلیز سے واپس مڑتی حجر کے کانوں سے الہان کی آواز ٹکرائی تو اس ضبط جواب دے گیا

"بس کر دیں۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل انہیں لیکچر دیے جا رہے ہیں۔ اگر وہ کبھی کبھی آفس میں ٹائم پاس کر بھی لیتے ہیں تو یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہیں اور اگر وہ آپس میں ہنسی مذاق کر لیتے ہیں تو اس میں بھی کوئی برائی نہیں ہے۔" حجر کی بات سن الہان نے تعجب سے اور ان چاروں نے تشکر آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ۔" کچھ سوچ کر الہان نے انہیں جانے کی اجازت دی تو وہ سب سر جھکا کر حجر کے قریب سے گزرتے ہوئے باہر نکلنے لگے۔

"آپ ان معاملات میں دخل نہ ہی دیں تو بہتر ہیں۔" ان سب کے جانے کے بعد الہان بولا۔

"جس دن آپ میرے معاملات میں دخل دینا بند کر دیں اس دن میں بھی باز آ جاؤں گی ورنہ جس طرح میں آپ کو برداشت کر رہی ہوں آپ بھی مجھے برداشت کرتے رہیں۔" وہ تڑخ کر بولی اور اس کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر باہر نکل گئی۔ کھانا ان سب نے خاموشی سے کھایا تھا۔

"کل میٹنگ کتنے بجے ہے؟ اور اینڈی پریزنٹیشن تیار ہے تمہاری؟" الہان نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"میٹنگ گیارہ بجے ہے اور پریزنٹیشن بھی تیار ہے۔" اینڈی نے جواب دیا پھر کیتھی اور وہ چاروں جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب ہمیں جانیں کی اجازت دیں باس" سائمن گویا ہوا۔

"تم چاروں کہاں جا رہے ہو؟" الہان نے حیرانی سے استفسار کیا کیونکہ وہ چاروں اسی کی گھر قیام پزیر تھے۔

"اس گھر میں ہمارا دانہ پانی ختم ہو گیا ہے اب وقت آ گیا ہے ہم سب اپنا کوئی اور گھونسلہ ڈھونڈیں۔" اینڈی افسردگی سے بولا۔

"کبھی سنجیدہ بھی ہو جایا کرو اینڈی۔" الہان برہمی سے بولا۔

"باس! دراصل ہم آپ کی تنہائی کے پیش نظر آپ کے ساتھ رہتے تھے مگر اب بھابھی آگئی ہیں تو اس لیے ہم اپنے اپنے گھر جا رہے ہیں." پیٹر نے سنجیدگی سے جواب دیا. اس کی بات سن کر الہان نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب جارج بول اٹھا

"ہمیں روکیے گامت پروفیٹک مونسٹر. ہمارے رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے." جارج ڈرامائی انداز میں بولا.

"تمہیں کس نے کہا میں تم لوگوں کو روکنے والا تھا میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ جاتے ہوئے دروازہ بند کر دینا." الہان بے مروتی سے بولا.

"یہ آپ اچھا نہیں کر رہے باس. ہم اتنے سالوں سے آپ کے تنہائی بانٹتے آئے ہیں اور آج بیوی کے آجانے پر آپ ہماری عظیم قربانیوں کو فراموش کر رہے ہیں." پیٹر نے گفتگو میں حصہ ڈالا.

"کیتھی! تم اسے سمجھاتی کیوں نہیں؟" پیٹر کی اوراکیٹنگ دیکھ کر الہان کیتھی کو مخاطب کرتے ہوئے بولا.

"زبانی کلامی سمجھانے سے کیتھی, پیٹر کو اثر نہیں ہونے والا میری مانو تو ووڈنڈے لے کر اس کی اچھے سے دھلائی کرو پھر شاید اس کی دماغی حالت کچھ بہتر ہو جائے." جارج

نے کیتھی کو مخلصانہ مشورہ دیا۔اس کی بات کے جواب میں پیٹر کوئی جوابی کاروائی کرنے ہی لگا تھا جب اینڈی جبر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"بھابھی ہمارے گھونسلے کے کل پانچ چڑوں میں سے ایک مکمل طور پر اڑ چکا ہے جبکہ ایک اڑان کی تیاری میں مصروف ہے۔آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے اس دیور کو یہ دعا دیں کہ اگلا نمبر اس کا آئے۔"اینڈی نے اپنی عرضی پیش کی۔

"چلو تم دونوں"ان سب کو شرافت سے نہ جاتے دیکھ کر سائمن جارج اور اینڈی کو گھسیٹنے والے انداز میں دروازے کی جانب لے جانے لگا۔

"کیتھی اپنے والے پیس کو تم خود لے آؤ۔"سائمن کا اشارہ پیٹر کی جانب تھا۔سائمن کی بات پر فوراً عمل کرتے ہوئے کیتھی بھی جبر سے ملنے کے بعد پیٹر کے ساتھ دروازے کی جانب بڑھی۔

"بائے باس... بائے بھابھی۔"دروازہ پار کرتے ہوئے اینڈی اور جارج بولے۔

"دائیں جانب بنے تیسرے کمرا گیسٹ روم ہے۔"ان کے جانے کے بعد الہان گیسٹ روم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو جبر سر ہلاتے ہوئے صوفے پر رکھا اپنا بیگ اٹھا کر اس کے بتائے گئے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔لاؤنج کی لائٹس آف کر کے الہان نے بھی اپنے کمرے کا رخ کیا۔

....

“Conquer your lustful desires and your wisdom will be perfected.”

(Imam Ali)

....

صبح کے دس بجے کا وقت تھا جب کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور ہلکے گلابی رنگ کی فلورل گاؤن میں ملبوس حجر کمرے سے باہر نکلی. مڈل لینتھ بینگز میں کٹے اس کے بال معمول کے مطابق شانوں پر بکھرے تھے. لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اس نے الہان کی تلاش میں نظریں ادھر ادھر دوڑائیں, جب وہ کہیں نظر نہیں آیا تو لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے وہ ناشتے کے لیے کچن میں آ گئی. کچن ٹیبل پر کچھ رکھا دکھائی دیا تو وہ ٹیبل کے قریب گئی. وہاں ایک نوٹ چسپاں تھا اور ساتھ ناشتے کی ٹرے رکھی گئی تھی. وہ نوٹ اتار کر پڑھنے لگی.

"میں آفس جا رہا ہوں. دوپہر تک واپس آ جاؤں گا اور اکیلے کہیں مت جانا. باہر ڈرائیور موجود ہے کہیں جانا ہوا تو اس کے ساتھ چلی جانا." آخری سطر پڑھنے کے بعد حجر نے دل میں ناشتے کے بعد تنہا باہر جانے کا پکا ارادہ کیا پھر وہ ناشتے کی جانب متوجہ ہوئی.

وہاں دبئی کا روایتی ناشتہ یعنی بلالیط, بید ٹماٹ, خمیر اور ڈیٹ سیرپ موجود تھا. بید ٹماٹ انڈے اور ٹماٹروں کا آملیٹ تھا جبکہ بلالیط سویّاں تھیں جن میں زعفران, عرق گلاب, الائچی اور چینی کی مدد سے مٹھاس پیدا کی گئی تھی. دیکھنے میں یہ ڈشز اچھی لگ رہیں تھیں سو اس نے بلالیط چھکا. ذائقہ پسند آنے پر وہ کرسی گھیسٹ کر کچن ٹیبل کے قریب بیٹھی اور مزے سے ناشتے سے انصاف کرنے لگی. ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں گئی. کچھ دیر بعد دبئی کے رواج کے پیش نظر سر پر الہان کا دیا اسکارف اوڑھے خارجی دروازے کی جانب بڑھتی ہوئی دکھائی دی. الہان نے اسے منع کیا تھا اور اب اسے زچ کرنے کے لیے تنہا دبئی کی سڑکوں پر گھومنا حجر کے لیے لازم و ملزم تھا. پورچ میں گاڑی کھڑی نظر آئی تھی مگر وہ بے نیازی سے کیب کرواتے ہوئے بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گئی. اسے گھر سے جاتے دیکھ کر سرونٹ کواٹر سے ڈرائیور بھاگتا ہوا آیا اور عربی زبان میں اس سے کچھ کہنے لگا. وہ شاید دبئی کے مقامی باشندوں میں سے تھا تبھی عربی میں بات کر رہا تھا. عربی زبان میں کہا گیا ایک لفظ بھی اسے سمجھ نہیں آیا تھا مگر اس کے گاڑی کی جانب اشارہ کرنے سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ڈرائیور اسے, اس کے ساتھ جانے کا کہہ رہا تھا. حجر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے منع کیا پھر کیب کا انتظار کرنے لگی. اسے وہاں کھڑے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب

کیب دروازے کے باہر رکی اور وہ جا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر براجمان ہو گئی. دبئی میں کوئی خاص کام تو کرنے کے لیے اس کے پاس تھا نہیں تو اس نے شاپنگ پر جانے کا سوچا. وہ عتبہ کمال کی وجہ سے یہاں آئی تھی مگر الہان کی مدد کے بغیر وہ تفتیش نہیں کر سکتی تھی چونکہ الہان نے دبئی میں اپنے تعلقات استعمال کر کے معلوم کروایا تھا کہ عتبہ کمال نامی شخص نے کس ہسپتال میں فیونرل ڈائریکٹر کے طور پر کام کیا تھا اسلیے ہسپتال کا نام اسے ہی معلوم تھا. گاڑی میں بیٹھی حجر اس لمحے پچھتا رہی تھی کہ کاش اس نے الہان سے ہسپتال کا نام پوچھ لیا ہوتا تاکہ اسے اس پر انحصار نہ کرنا پڑتا. گاڑی مال کے باہر رکنے پر وہ سوچوں کے بھنور سے باہر نکلی اور پے کرنے کے بعد مال کی جانب بڑھنے لگی.

تقریباً دو گھنٹے اس نے شاپنگ میں صرف کیے پھر اس نے کیفے کا رخ کیا. دبئی کے ڈش ٹرائے کرنے کی غرض سے اس نے چوکولالا اور ریڈ ویلوٹ کیک آرڈ کیا. یوں تقریباً تین گھنٹے باہر گزارنے کے بعد وہ شاپنگ بیگز تھامے گھر میں داخل ہوئی تو الہان کو لاؤنج میں, اپنے انتظار میں کھڑا پایا. ماڈرن کوئف ہیر سٹائل میں کٹے بال نفاست سے سیٹ کیے وہ بلیک ٹکسیڈو میں ملبوس تھا. اس کا حلیہ دیکھ کر حجر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے ہی میٹنگ سے آیا ہے.

"کہاں تھی آپ؟" اسے دروازے میں کھڑا دیکھ کر وہ سخت لہجے میں بولا.

"شاپنگ" بیگز اسے دکھاتے ہوئے وہ اطمینان سے بولی تو غصہ ضبط کرنے کے لیے الہان نے لاؤنج میں رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور پانی پینے لگا.

"میں نے کہا تھا نا کہ ڈرائیور کے ہمراہ جانا." کچھ پر سکون ہونے کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوا.

"میں تو ڈرائیور کے ہمراہ ہی گئی تھی." مسکراہٹ دباتے ہوئے وہ بولی.

"جب میں آفس سے آیا تھا ڈرائیور دروازے پر موجود تھا جس کا مطلب ہے کہ آپ اس کے ساتھ نہیں گئیں." الہان نے جتایا.

"تو میں نے کب کہا کہ میں آپ کے ڈرائیور کے ساتھ گئی تھی" وہ تعجب سے بولی.

"حجر!!!" وہ برہمی سے بولا.

"آپ نے کہا تھا ڈرائیور کے ساتھ جانا. آپ کی بات مانتے ہوئے میں ڈرائیور کے ساتھ ہی گئی تھی مگر وہ آپ کا پرسنل ڈرائیور نہیں ٹیکسی ڈرائیور تھا." پانی گلاس میں انڈیلنے کے بعد, گلاس اسے تھماتے ہوئے وہ جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے گویا ہوئی پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ اپنے غصے کو ضبط کرنے کی خاطر جھنجھلا کر الہان اسی کے تھمائے گلاس سے پانی پینے لگا.

....

"کیا آپ کو یقین ہے کہ اسی ہسپتال میں عتبہ نے فیونرل ڈائریکٹر کے طور پر کام کیا ہے؟" وہ دونوں اس وقت ہسپتال کی لابی میں کھڑے تھے جب حجر نے استفسار کیا.

"اس کے اکاؤنٹ پر دی گئی انفارمیشن کے مطابق وہ ماضی میں فیونرل ڈائریکٹر کے طور پر کام کر چکا ہے اور چونکہ عتبہ کہیں نہ کہیں دبئی سے جُڑا ہے سو میں نے اپنے ایک دوست سے کہا تھا کہ دبئی کے سب ہسپتال کے ریکارڈ دیکھ کر بتائے کہ کہیں عتبہ کمال نامی شخص نے فیونرل ڈائریکٹر کے طور پر کام کیا ہے. خوش قسمتی سے اسے اس ہسپتال کے ریکارڈ میں انہیں عتبہ نامی شخص ملا گیا ہے." الہان نے اسے تفصیل بتائی اور ساتھ ہی عتبہ کمال کا ریزیوم اس کی جانب بڑھایا. یہ وہ ریزیوم جو اسے ہسپتال کے ریکارڈ سے ملا تھا.

"فون نمبر بند ہو گا؟" ریزیوم پر لکھے نمبر کی جانب دیکھتے ہوئے وہ بولی.

"ہمم... نمبر بند ہے." الہان نے جواب دیا.

"ہسپتال سے انفارمیشن لینے کے بعد عتبہ کمال کے ایڈریس پر جائیں گے." کہتے ساتھ ہی حجر ریسپشن پر کھڑی لڑکی کی جانب بڑھی.

"آپ کتنے عرصے سے یہاں جاب کر رہی ہیں؟" خیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد اس نے سوال کیا. ریسپشن پر کھڑی لڑکی انگلش میں کہی گئی اس کی بات کا انگلش

میں ہی جواب دے رہی تھی. قومی زبان عربی ہونے کے باوجود دبئی کی آبادی کا ایک بڑا حصہ انگلش بولتا اور سمجھ سکتا ہے. بزنس کلاس طبقے میں تو بولی ہی انگلش زبان جاتی ہے اور سول افراد مثلاً جج وغیرہ بھی انگلش زبان کو ہی ترجیح دیتے ہیں. دبئی میں عربی زبان زیادہ تر مقامی افراد کے بیچ ہی رابطے کے ذریعہ ہے.

"تقریباً چھ ماہ سے." وہ لڑکی ہچکچاتے ہوئے بولی.

"آپ ہسپتال کے سٹاف میں سے کسی ایسے شخص کو جانتی ہیں جو بہت عرصے سے یہاں کام کر رہا ہو؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولی.

"جی...ڈاکٹرز اور چند نرسز ایسی ہیں جو سالوں سے یہاں کام کر رہی ہیں." ریسیپشنسٹ کچھ سوچتے ہوئے بولی.

"کیا ان میں سے کوئی اس وقت ہسپتال میں موجود ہے؟" حجر نے سنجیدگی سے استفسار کیا. اس گفتگو کے دوران الہان خاموش کھڑا تھا.

"جی...یاسمین نامی نرس ہیں اس وقت ہسپتال میں"

"کہاں ملیں گی وہ؟"

"راہداری کے اختتام سے دائیں جانب مڑ جایئے گا. کارنر سے کچھ قدم کے فاصلے پر پہلی وارڈ ہے جہاں نرس یاسمین کی ڈیوٹی ہے." ریسیپشنسٹ نے بتایا تو حجر شکریہ کہتے

New Era Magazine

ہوئے وارڈ کی جانب بڑھنے لگی. الہان نے بھی اس کی تقلید کی. وارڈ کے اندر قدم رکھتے ہی اس نے متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا. اس وارڈ میں کل چار نرسز موجود تھیں.

"نرس یاسمین کون ہیں؟" ایک نرس کے قریب جا کر حجر نے سوال کیا.

"میں ہوں. کیا کہنا ہے آپ نے؟" وہ فربہہ مائل سانولے رنگ کی عورت بولی.

"انویسٹگیشن کرنی ہے ایک شخص کے بارے میں. کیا آپ کچھ دیر کے لیے باہر آسکتی ہیں؟" حجر رسانیت سے بولی.

"کون ہیں آپ لوگ؟" اپنی ساتھی نرس کو پیشنٹ کا دھیان رکھنے کا اشارہ کر کے یاسمین اب ان کے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھانے لگی تھی. وہ لوگ اب وارڈ کے باہر کھڑے تھے.

"کرائم برانچ, پاکستان" حجر نے اسے بیج دکھایا پھر کوئی تمہید باندھے بغیر بولی.

"عتبہ کمال کو جانتی ہیں آپ؟"

"جی... اس نے اس ہسپتال میں بہت عرصہ کام کیا تھا." اس کا بیج دیکھنے کے بعد نرس ذرا سنجیدہ ہوئی تھی.

"کیسا شخص تھا وہ؟"

"اس نے تقریباً پانچ چھ سال اس ہسپتال میں کام کیا ہے. وہ شروع میں خاموش مزاج اور لاتعلق سا تھا اور مگر آہستہ آہستہ اس کا رویہ تبدیل ہونے لگا تھا. اس کے رویے میں دن بدن غصہ بڑھتا جا رہا تھا. پہلے یہ سوچ کر ہم اس کا بر ہم رویہ برداشت کرتے رہے کہ شاید اس کے گھر میں کوئی مسئلہ چل رہی ہے مگر جب اس کا رویہ یونہی رہا تو چند نرسز اور وارڈ بوائز نے اس کے خلاف کمپلین کر دی. انکوائری کے بعد اسے جاب سے نکال دیا گیا تھا. "نرس نے انہیں تفصیل بتائی.

"جاب سے نکالے جانے پر اس نے کسی کو بلیم تو نہیں کیا؟" حجر نے دلچسپی سے سوال کیا.

"اس وقت تو وہ خاموشی سے چلا گیا تھا مگر کچھ دن بعد ایک وارڈ بوائے جس نے اس کی کمپلین کی تھی, اس کی عتبہ کمال کے ساتھ ہاتھا پائی ہوئی تھی. حملہ پہلے عتبہ نے کیا تھا وارڈ بوائے نے صرف اپنا بچاؤ کیا تھا. پولیس ان دونوں کو لے گئی تھی. مجھے نہیں معلوم پولیس سٹیشن میں کیا ہوا مگر اس واقع کے بعد عتبہ کمال کبھی اس علاقے میں دوبارہ نظر نہیں آیا."

"یہ واقع کتنی دیر پہلے ہوا تھا؟" اس نے بھنویں اچکائیں.

"آٹھ نو ماہ پہلے یہ حادثہ ہوا تھا. "نرس پر سوچ انداز میں بولی.

New Era Magazine

"مدد کے لیے بہت شکریہ۔ اگر عتبہ کے بارے میں کوئی اور تفصیل یاد آئے تو اس نمبر پر رابطہ کر لیجیئے گا۔" اپنا کارڈ اسے تھماتے ہوئے حجر بولی پھر واپسی کی جانب بڑھ گئی۔ کار نر مڑتے ہی اس کے کانوں میں ایک نرس کی آواز آئی تو اس کے قدم تھمے۔

"چلے گئے وہ لوگ؟" وہ یاسمین کے ساتھ ڈیوٹی پر موجود دوسری نرس تھی۔ حجر اب دیوار کے ساتھ لگی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کی غیر موجودگی محسوس کر کے الہان نے مڑ کر دیکھا تو اسے راہداری کے اختتام پر دائیں جانب مڑتی دیوار کے ساتھ کھڑا پایا۔ اسے متوجہ دیکھ کر حجر نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کیا پھر خود نرسز کی جانب متوجہ ہو گئی۔ الہان بھی اب اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اب ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

یاسمین اب دوسری نرس کو کچھ بتا رہی تھی مگر چونکہ وہ دونوں عربی بول رہی تھیں اس لیے ان کی بات حجر کی سمجھ سے باہر تھی۔ بے بسی سے سر جھٹکنے کے بعد وہ الہان سے مخاطب ہوتے ہوئے بہت دھیمی آواز میں بولی۔

"عربی سمجھ میں آتی ہے آپ کو؟"

"ہمم" وہ بے نیازی سے بولا تو حجر نے اس کی جانب مدد طلب نظروں سے دیکھا۔ اس کی بے بسی سے محظوظ ہوتے ہوئے الہان نے سر ہلا کر اسے تسلی دی اور پھر نرس کی گفتگو سننے لگا۔ جب تک ان نرسز کی بات ختم نہ ہوئی وہ دونوں وہاں کھڑے رہے پھر

جونہی وہ نرسیں واپس وارڈ میں گئیں ان دونوں نے بھی ہسپتال کے خارجی دروازے کی جانب قدم بڑھائے.

"کس بارے میں بات کررہی تھیں وہ؟"گاڑی میں بیٹھتے ہوئے حجر نے استفسار کیا.

"عتبہ کمال کے متعلق کوئی بات چھپارہی ہیں وہ ہم سے."

"کون سی بات؟"حجر دلچسپی سے بولی.

"مجھے کیا پتا."وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا.

"آپ نے ان کی باتیں سنی تھیں.کچھ تو اندازہ ہوا ہوگا نا."

"جو وہ چھپارہی ہیں وہ انہوں نے ڈسکس نہیں کیا.بس یہی کہہ رہی تھی کہ عتبہ کا جرم ثابت نہیں ہوا تھا اسلیے انہیں اس بارے میں ہمیں نہیں بتانا چاہیے."وہ بے نیازی سے بولا تو حجر اسے دیکھ کر رہ گئی.

"جرم....اس کا مطلب ہے کہ عتبہ کمال پر کسی اور جرم کا بھی الزام ہے."وہ پر سوچ انداز میں بولی.

"ہو سکتا ہے."

"میرے خیال سے ہمیں لوکل پولیس کو انوالو کرنا چاہیے. پولیس کی معاونت کے بغیر اب ہم کوئی قدم نہیں اٹھا رہے. جس جرم کے متعلق وہ نرس زبات کر رہیں تھیں لوکل پولیس ہمیں اس کے متعلق بتا سکتی ہے." وہ مستحکم لہجے میں بولی.

"ٹھیک ہے پھر پہلے پولیس سٹیشن چلتے ہیں." گاڑی کو پولیس سٹیشن کی جانب جاتے راستے پر ڈالتے ہوئے الہان بولا.

"ایسے نہیں جا سکتے. بیرون ممالک کی پولیس سے مدد لینے کے لیے ہمیں انٹرپول سے رابطہ کرنا ہو گا." وہ فکر مندانہ انداز میں بولی.

"اب یہ انٹرپول کس بلا کا نام ہے؟" وہ جھنجھلا کر گویا ہوا.

"آپ کو انٹرپول کا نہیں پتا؟" حجر اس کی عقل پر ماتم کرنے والے انداز میں بولی.

"جس طرح آپ کو پروگرامنگ لینگوج کا نہیں پتا اس طرح مجھے انٹرپول کا نہیں پتا." وہ ڈھٹائی سے بولا.

"آپ کو ان لینگوجز کے متعلق اس لیے معلوم ہے کیونکہ آپ نے کمپیوٹر سائنس پڑھی ہے جبکہ انٹرپول کے متعلق معلوم ہونا تو جنرل نالج میں آتا ہے. ویسے آپ کو ایسی بنیادی باتیں معلوم ہونی چاہیے." افسوس سے سر جھٹکتے ہوئے وہ بولی.

New Era Magazine

"کرپٹو گرام بھی ایک بنیادی اور آسان سی چیز ہے آپ کو اسے حل کرنا آنا چاہیے."

الہان نے حساب برابر کیا.

"مجھے حل کرنے آتے ہیں کرپٹو گرام" وہ تڑخ کر بولی.

"جی میں اچھے سے جانتا ہوں." وہ طنزاً بولا.

"ہم انٹرپول پر تھے." حجر نے جتایا.

"بتائیں کیا ہے انٹرپول؟" اب کی بار وہ سنجیدگی سے بولا.

"انٹرپول 194 رکن ممالک پر مشتمل ایک انٹر نیشنل آرگنائزیشن ہے جو سارے ملکوں کی پولیس کے درمیان رابطے کو اور جرم پر قابو پانے کو سہل بناتی ہے. مثال کے طور پر اگر کوئی مجرم, جرم کرنے کے بعد کسی دوسرے ملک فرار ہو جاتا تو انٹرپول اس مجرم کا ڈیٹا اس ملک کی لاانفارسمنٹ ایجنسی سے شیئر کرتا ہے جس ملک میں وہ فرار ہو کر گیا ہے اور پھر یوں اس ملک کی لوکل پولیس کو مجرم پکڑنے میں مدد ملتی ہے." حجر نے آسان الفاظ میں اسے بتایا.

"یہ سب تو ٹھیک ہے مگر کتنا وقت لگے اس سب میں؟" الہان نے استفسار کیا.

"ویسے تو انٹرپول کی سروس 24/7 موجود ہوتی ہے مگر کمپلین بھیجنے میں, اسے پراسیس ہونے میں اور پھر دوسرے ملک سے رابطہ کرنے میں وقت لگ سکتا ہے." وہ پرسوچ انداز میں بولی.

"کتنا وقت؟"

"مجھے کچھ اندازہ نہیں ہے." وہ لاپرواہی سے بولی.

"میں آئی جی سر سے بات کر کے دیکھتا ہوں." الہان کی بات کے جواب میں حجر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا.

"بیک سیٹ پر میرا کوٹ پڑا ہے اس کی پوکٹ سے فون نکالیں." چند لمحوں بعد وہ دوبارہ گویا ہوا. اس کے عام سے انداز میں بولنے سے حجر یہ جان نہ پائی کہ اس نے حکم دیا ہے یا رکویسٹ کی ہے. وہ یہی سوچنے میں مصروف تھی جب الہان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی.

"اتنا کوئی مشکل کام تو نہیں کہا میں نے جسے کرنے میں آپ اتنا وقت لگا رہی ہیں."

سوچیں جھٹکتے ہوئے فرنٹ سیٹس کے بیچ موجود جگہ سے حجر نے پیچھے رکھا اس کا کوٹ اٹھایا اور فون کی تلاش میں پوکٹس میں چیک کرنے لگی. کچھ تگ و دو کے بعد اسے فون مل گیا تھا مگر فون کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی ٹائی پن بھی آئی تھی. ایک

New Era Magazine

نظر ٹائی پن دیکھنے کے بعد اس نے وہ واپس رکھ دی اور فون ہاتھ میں لیے اس کی جانب رخ کیا. فون اس کے ہاتھ میں دیکھ کر الہان نے مصروف سے انداز میں سٹیرنگ پر سے ہٹا کر اپنا دائیاں ہاتھ اس کی جانب بڑھایا. حجر جس نے فون دینے کی نیت سے فون آگے بڑھایا تھا اس کے فضا میں بلند سیدھا کھڑا ہاتھ دیکھ کر الجھن کا شکار ہوئی. اس کا انداز کوئی چیز تھامنے والا ہر گز نہیں تھا.

"فنگر پرنٹ لگوائیں محترمہ" ایک نظر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے بعد الہان جھنجھلا کر بولا. اس کے بولنے کا انداز حجر کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا مگر یہ سوچ کر کہ کچھ دیر پہلے نرس کی بات سمجھنے میں اس نے اس کی مدد کی تھی, وہ ضبط کا کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گئی. خاموشی سے حجر نے فون پر لگا سینسر اس کی شہادت انگلی کے قریب کیا.

"کال لاگ میں سے آئی جی سر کے نام سے سیو نمبر ڈائل کریں." جیسے فون کا لاک کھلا الہان نے اگلا حکم صادر کیا. اب کی بار حجر کا ضبط جواب دے گیا تھا.

"آپ یہ سب خود کیوں نہیں کر لیتے؟" وہ تپ کر بولی.

"آپ چاہتی ہیں کہ ڈرائیونگ کے دوران فون استعمال کرنے کے جرم میں, آرٹیکل نمبر 32 کے تحت مجھے آٹھ سو درہم جرمانہ ادا کرنا پڑے اور ساتھ میں چار بلیک پوئنٹس ملیں. چلیں جرمانہ تو ادا کر دوں گا میں مگر مزید بلیک پوئنٹ افورڈ ایبل نہیں ہیں. پہلے

ہی میرے اٹھارہ بلیک پوئنٹس ہو چکے ہیں اور جس دن چوبیس ہوئے اس دن میرا ڈرائیونگ لائسنس سسپینڈ کر دیا جائے گا صرف یہی نہیں ایک سال کے لیے مجھ پر کوئی بھی گاڑی ڈرائیو کرنے پر پابندی لگا دی جائے گی۔" وہ جل کر بولا۔

"ایسا ہی ہونا چاہیے آپ کے ساتھ۔" نمبر ڈائل کرتے ہوئے حجر نے اسی کے انداز میں جواب دیا تو الہان اسے گھور کر رہ گیا۔ کال ملنے پر حجر نے سپیکر آن کیا تو الہان آئی جی پولیس کو مختصراً ساری بات بتانے لگا۔ انٹرپول کے ذریعے دبئی پولیس سے رابطہ کرنے پر انہیں کوئی اعتراض نہ تھا مگر اس کے لیے انہیں وقت درکار تھا مگر الہان کو معاملہ نمٹانے کی جلدی تھی سو اس لیے اس نے انہیں جلد از جلد رابطہ کرنے کی ہدایت دے کر فون بند کیا اور کچھ سوچ کر حجر سے ایک اور نمبر ڈائل کروایا۔ یہ نمبر پولیس فورس میں موجود اس کے جاننے والے کا تھا۔

"ایک شخص کی فائل نکلوانی ہے۔" چند خیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد وہ بولا۔

"نام کیا ہے؟" دوسری جانب سے ایک بھاری مردانہ آواز آئی۔

"عتبہ کمال نام ہے۔ آٹھ نو ماہ پہلے ہی اس نے کوئی جرم کیا تھا سو اسی سال کی فائلوں میں کہیں اس کی فائل بھی دبی ہو گی۔" وہ رسانیت سے بولا۔ حجر اس کی گفتگو خاموشی سے سن رہی تھی۔

"میں پتا کر کے بتاتا ہوں۔"اس شخص نے یقین دہانی کروائی۔

"بہت شکریہ۔"الوادعی کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے بات ختم کی تو حجر نے فون بند کر دیا۔

"میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔"حجر نے اعتراض کیا۔

"ٹھیک ہے۔آپ کرتی رہیں انٹرپول کے جواب کا انتظار....میں اس معاملے کو لٹکا نہیں سکتا۔پہلے ہی مارگلہ ہلز پر سرچ کے باوجود عتبہ کے ٹھکانے کا پتا نہیں چل رہا اس کے علاوہ اب اور کوئی راستہ نہیں ہے فصیحہ اور سارہ کو بچانے کا۔ہو سکتا ہے کہ عتبہ کمال کے بارے میں یہاں سے ہمیں کوئی ایسی بات پتا چل جائے جو فصیحہ اور سارہ کو بچانے میں مددگار ثابت ہو۔"الہان نے اسے رضامند کرنا چاہا۔

"نہیں...یہ طریقہ غلط ہے۔کل تک انتظار کر لیتے ہیں ہو سکتا ہے انٹرپول کی مدد سے دبئی کی پولیس سے رابطہ ہو جائے۔"اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے حجر ملتجیانہ انداز میں بولی تو ایک لمحہ لگا تھا الہان کو نرم پڑنے میں۔ان کالی آنکھوں کی چمک اسے کچھ بھی کرنے پر راضی کر سکتی تھی۔الہان نے دل میں اعتراف کیا۔

"ٹھیک ہے۔"وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا تو حجر مسکرائی۔

"چلیں مس...اگر آج کے دن مزید کوئی تفتیش نہیں کرنی تو اپنے ٹرانسلیٹر کو ہاف ڈے کی لیو دے دیں۔"کچھ توقف کے بعد الہان مسکراتے لہجے میں بولا۔

"کیوں؟"حجر مصنوعی رعب سے بولی۔

"دراصل میرا نیا نیا نکاح ہوا ہے...سوچ رہا ہوں اپنی منکوحہ کو دبئی گھما لاؤں۔"وہ خوشدلی سے بولا۔

"آپ کی منکوحہ کو دبئی دیکھنے میں دلچسپی نہیں ہے۔"

"کیا واقعی؟"الہان نے قدرے تعجب سے دریافت کیا۔

"ہمم....دبئی کی سب ٹورسٹ اٹریکشن جگہیں مثلاً برج خلیفہ، برج العرب، ایکویریم مال، اسکی دبئی، دبئی مال یہ سب میری نظر میں آرکیٹکچر کے سوا کچھ نہیں ہیں اور آرکیٹکچر میرے لیے کبھی پرکشش نہیں رہا۔"دبئی کی مشہور جگہوں کے نام لیتے ہوئے حجر بولی۔

"پھر کہاں جانا پسند کریں گی محترمہ؟"الہان نے دریافت کیا۔

"کوئی پرسکون جگہ...جہاں تیز مصنوعی روشنیاں نہ ہوں۔"حجر بولی تو کچھ دیر سوچنے کے بعد الہان نے گاڑی کا رخ جمیرا بیچ کی جانب موڑا۔

....

"کوئی اتنی آسانی سے کسی کی جان کیسے لے سکتا ہے؟ کسی کی سانسیں خلق سے جدا کرتے ہوئے کیا ایک مرتبہ بھی دل نہیں کانپتا؟" وہ دونوں اس وقت جمیرا بیچ پر بیٹھے تھے جب حجر نے استفسار کیا۔

"جب آنکھوں پر کسی کی نفرت کی پٹی بندھی ہو تو دل ہر گز نہیں کانپتا۔ جب کسی اپنے کی زندگی بچانے کے لیے آپ کو کسی اور کی جان لینی پڑے دل تب بھی نہیں کانپتا۔ دوسروں کو اس تکلیف سے بچانے کے لیے جو آپ نے محسوس کی ہو اگر کسی کا قتل کرنا پڑے تو سودا گھاٹے کا نہیں ہے۔ ہر مجرم کی نیت بری نہیں ہوتی۔ ضروری نہیں جو چیز بری نظر آئے وہ حقیقت میں بھی بری ہو۔" وہ مبہم انداز میں بولا تو حجر استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔

"زندگی لنڈورم پرنس کی کہانی نہیں ہے۔"

"لنڈورم پرنس؟" الہان نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایک مشہور نارویجین فیری ٹیل ہے جس میں ایک خوف ناک لنڈورم آخر میں ایک خوبرو شہزادے میں بدل جاتا ہے.... ایسا صرف فیری ٹیلز میں ہی ہوتا ہے۔ حقیقت میں بری دکھنے والی ہر چیز بری ہی ہوتی ہے۔ جرم چاہے جس مرضی نیت سے کیا گیا ہو جرم ہی رہتا ہے۔" اس کے انداز میں رعایت نہ تھی۔

New Era Magazine

"کب وہ وقت آئے گا جب آپ میری بات سے اختلاف کیے بغیر اسے خاموشی سے مان لیا کریں گی؟" الہان دلچسپی سے بولا۔

"کبھی نہیں۔" اس نے قطعی انداز میں سر ہلایا۔

"یہ سب کب تک چلے گا حجر؟" ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے الہان نے استفسار کیا۔

"جب تک آپ اپنے رویے پر معذرت نہیں کر لیتے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"میرے خیال میں غلطی آپ نے کی تھی اور خفا میں تھا۔" الہان نے جتایا۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے معافی مانگوں؟" وہ بھنویں سکیڑتے ہوئے بولی۔

"اصولاً ہونا تو ایسا ہی چاہیے مگر میں معافی کا مطالبہ نہیں کر رہا۔ اگر آپ شرمندہ ہیں تو میں آپ کے معافی مانگے بغیر معاف کر دیتا ہوں۔" الہان نے تجویز پیش کی۔

"بس پھر کر دیں ایسے ہی معاف۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"کر دیا۔" الہان بولا۔

"اب آپ کی باری ہے معافی مانگنے کی۔" اسے خاموش دیکھ کر حجر نے احساس دلایا۔

"میں نے کیا کیا ہے جو معافی مانگو؟" الہان تعجب سے بولا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟ واہ...اتنی معصومیت... آپ سے بہتر تو میں ہوں جس نے معافی نہیں مانگی مگر اپنی غلطی تسلیم تو کر لی نا. آپ تو سرے سے ہی مکر گئے ہیں." وہ تپ کر بولی.

"کسی بھی مجرم کو سزا سنانے سے پہلے اسے اس کا جرم بتایا جاتا ہیں."

"ٹھیک ہے سنیں پھر.." حجر ایک لمحے کے لیے رکی پھر شکایتوں کی لسٹ ذہن میں لاتے ہوئے بولی

"پریس کانفرنس والے دن آپ نے بیورو میں مجھ سے غصے سے بات کی تھی. آج تک کسی نے مجھ سے یوں بات نہیں کی یہاں تک کہ فارنے بھی نہیں اور آپ.. آپ نے مجھ پر غصہ کیا."

"آپ..." الہان نے اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے منہ کھولا تو حجر بول اٹھی

"ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی. پہلے خاموشی سے میری سنیں." اس کی بات سن کر الہان ضبط کا کڑوا گھونٹ بھرتے ہوئے خاموش ہو گیا.

"نکاح کا فیصلہ کرتے ہوئے آپ نے میری رائے جاننا بھی ضروری نہیں سمجھا. کم از کم آپ کو مجھ سے مشورہ کر کے فیصلہ کرنا چاہیے تھا. چلیں نکاح کا تو فیصلہ کر لیا آپ نے اس کے بعد جو آپ نے میرا سامان میری مرضی کے خلاف علوی ہاؤس شفٹ کیا اس

حرکت پر تو آپ کو کان پکڑ کر معافی مانگنی چاہیے. پھر جب میں آپ سے پوچھنے آپ کے کمرے میں آئی تھی تب آپ نے نہایت اکھڑ انداز میں بات کی تھی اور جب آپ نے کہا تھا کہ 'میں نے آپ سے آپ کی رائے نہیں مانگی.'

(حجر اس کی بھرپور نقل اتارتے ہوئے بولی تو الہان کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری.)

میرا دل کیا تھا کہ آپ کا سر پھاڑ دوں مگر میں ضبط کر گئی تھی." کل کا واقع ذہن میں لاتے ہوئے وہ خفگی سے بولی.

"بہت نیک خیالات رکھتی ہیں آپ میرے بارے میں" سر پھاڑنے والی بات سن کر الہان تاسف سے بولا.

"آپ انہی خیالات کے مستحق ہیں." وہ اطمینان سے بولی.

"اگر کوئی اور شکوہ رہ گیا ہے تو بتا دیں میں ایک دفعہ ہی سب کی معافی مانگ لوں." وہ مدافعانہ انداز میں بولا تو حجر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد گویا ہوئی

"نہیں..ابھی کے لیے بس اتنے ہی ہیں اور معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں معاف نہیں کرنے والی." وہ بے نیازی سے بولی.

"پھر کیا چاہتی ہیں آپ؟" الہان نے مدھم لہجے میں استفسار کیا.

New Era Magazine

"مجھے واپس اپار ٹمنٹ شفٹ ہونا ہے۔" حجر نے اپنا مطالبہ پیش کیا۔اس کی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی دیکھ کر الہان کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔اپنے خیال کا اظہار اس کے سامنے کرنے کی بجائے الہان اسے روکنے کا کوئی اور طریقہ سوچنے لگا۔ایک فیصلے پر پہنچتے ہوئے وہ بولا

"ٹھیک ہے اگر آپ اپار ٹمنٹ شفٹ ہونا چاہتی ہیں تو ہو جائیں مگر آپ کے ساتھ ساتھ میں اور احتشام چچا بھی وہیں اپار ٹمنٹ میں ہی رہیں گے۔" وہ دو ٹوک انداز میں بولا تو حجر اس کا منہ دیکھ کر رہ گئی۔

"اپار ٹمنٹ میں صرف دو بیڈ روم ہیں مگر کوئی بات نہیں ہم ایڈ جسٹ کر لیں گے۔میں اور احتشام چچا تو اپنا الگ بیڈ روم ہی لیں گے جبکہ آپ کے اور فریحہ کے لیے لاؤنج مناسب رہے گا۔کشن اور کمفرٹر آپ میرے بیڈ روم سے ادھار لے سکتی ہیں۔" الہان نے اپار ٹمنٹ میں گزرنے والی اس کی باقی زندگی کا خاکہ پیش کیا تو حجر نے جھر جھری لی۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں؟" اپنی تسلی کے لیے حجر نے تصدیق چاہی۔

"نہیں....میں سو فیصد سنجیدہ ہوں۔" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

New Era Magazine

"آپ مجھے روک نہیں سکتی. میری مانیں تو خاموشی سے علوی ہاؤس میں رہیں لاؤنج میں رہنے سے تو یہی بہتر ہے."الہان نے مخلصانہ مشورہ دیا تو حجر اسے گھورنے لگی.

"میرے رویے میں تو آپ نے نقص نکال لیے ہیں کبھی آپ نے اپنے رویے پر غور کیا ہے ؟ابھی تو میں نکاح کے رتبے پر فائز ہوں اس لیے آپ کا یہ اکھڑ رویہ برداشت کر رہا ہوں جس دن میں شوہر بنا اس دن یہ سب برداشت نہیں کروں گا."الہان نے تنبیہ کی.

"دیکھی جائے گی."وہ لاپرواہی سے گویا ہوئی اور سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگی.الہان بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا تھا.

"ایک بات مجھے پریشان کر رہی ہے."گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے وہ بولا.

"کیا؟"ہوا کے باعث چہرے پر آتے اپنے بال ایک ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے اس نے پوچھا.

"وہ لڑکی جو مجھے دو بلکہ تین دفعہ انکار کر چکی ہو وہ اچانک سے راضی کیسے ہو سکتی ہے ؟"الہان دھیمی آواز میں بولا.

"اچانک سے نہیں....تادیر سوچنے کے بعد راضی ہوئی ہے وہ."حجر نے رسانیت سے جواب دیا.

"کیاوہ لڑکی تفصیلاً بتانا پسند کریں گی؟" وہ نرم لہجے میں بولا۔

"جس دن آپ کی آخری دفعہ اس لڑکی سے اس موضوع پر بات ہوئی تھی اس دن وہ لڑکی لاجواب ہوگئی تھی۔ سوچنے کے باوجود بھی اسے انکار کی کوئی مناسب وجہ نہیں سوجھی تھی مگر اس میں اقرار کا حوصلہ بھی نہیں تھا۔ اس دن اسے مشرقی لڑکیوں کی قسمت پر رشک آیا تھا جن کے ماں باپ ان کی جگہ ان کے ساتھی چن کر انہیں اس الجھن سے دور رکھتے ہیں۔ مشرقی بچے سمجھتے ہیں کہ اپنے ماں باپ پر شادی کی ذمہ داری ڈال کر ہم بہت عظیم کام کر رہے ہیں مگر در حقیقت عظیم کام ہمارے والدین کا ہے جو اپنی اولاد کے لیے بہترین ڈھونڈنے میں اپنا وقت اور اپنی قوت صرف کرتے ہیں۔۔۔۔ خیر۔۔۔ الجھن سے نجات پانے کے لیے اس لڑکی نے کسی ایسے شخص کو تلاش کرنا چاہا جسے وہ فیصلے کا اختیار سونپ کر بے فکر ہو سکے۔ احتشام چچا وہ واحد شخص تھے جس پر وہ ریلائے کر سکتی تھی اس لیے اس نے فیصلے کا اختیار انہیں دے دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ فیصلہ ہمیشہ آپ کے حق میں کریں گے۔ اپنے دل کی تسلی کے لیے اس نے یہ کہہ کر خود کو بری الذمہ قرار دے دیا تھا کہ احتشام چچا نے کہا تو میں نے ہاں کی مگر اس کے اندر کہیں یہ تکرار بھی جاری تھی کہ تم ہاں کرنا چاہتی تھی تبھی تو تم نے انہیں کہا تھا۔۔۔۔۔(وہ کچھ توقف کے بعد دوبارہ گویا ہوئی)۔۔۔ ایسا نہیں ہے کہ میں آپ سے

محبت کرتی تھی. در حقیقت محبت کا فلسفہ کبھی میری سمجھ میں آیا ہی نہیں...اور نہ ہی میں نے اسے سمجھنے کی کوشش کی ہے. میرے مطابق محبت سے زیادہ اہم عزت ہے اور میں نے کہیں پڑھا تھا کہ اسلام میں شادی کے لیے شخص کا انتخاب کرتے ہوئے اس کا دین اور اخلاق دیکھنا چاہیے.... سو بس میں نے دل میں اقرار کر لیا تھا اور احتشام چچا میرا جواب آپ تک پہنچانے کا ذریعہ تھے." حجر نے اعتراف کیا تو الہان کے دل کا ایک گوشہ پر سکون ہوا ورنہ وہ اس کی ہاں کے بعد اسی الجھن میں تھا کہ کہیں وہ احتشام چچا کا مان رکھنے کے لیے راضی تو نہیں ہوئی.

"مجھے اس قابل سمجھنے کے لیے بہت شکریہ." سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ ذرا سر جھکا کر بولا تو حجر کو اپنا فیصلہ درست ہونے کا یقین ہوا.

"خالی شکریہ سے کام نہیں چلے گا آپ کو بھی مجھے سب بتانا ہوگا."

"کیا؟" وہ ناسمجھی سے بولا.

"سنو کوئین والی کہانی...وہ میسج پڑھنے کے بعد سے میں سنو کوین والی قصہ جاننے کے لیے متجسس ہوں." وہ پر جوش انداز میں بولی.

"کیا کریں گی آپ جان کر؟ رہنے دیں اس قصے کو بچپن کی بات تھی. کرپٹو گرام میں بھی سنو کوئین اس لیے استعمال کیا تھا کیونکہ اس وقت کوئی اور طرز مخاطب ذہن میں نہیں آیا تھا ورنہ یہ قصہ کھولنے کا ارادہ نہیں تھا میرا" الہان نے جان چھڑانی چاہی.

"ارادہ تھا یا نہیں... مگر اب چونکہ آپ سنو کوئین لفظ استعمال کر چکے ہیں اس لیے بتانا تو پڑے گا. کہیں آپ نے یورپین فیری ٹیل 'دا سنو کوئین' سے متاثر ہو کر تو سنو کوین کہنا نہیں شروع کیا تھا؟" حجر نے دلچسپی سے استفسار کیا.

"سلسلہ ویسے فیری ٹیل سے ہی شروع ہوا تھا مگر وہ فیری ٹیل 'دا سنو کوئین' نہیں تھی." الہان نے تردید کی.

"پھر کون سی فیری ٹیل تھی؟ کیا آپ مجھے وہ فیری ٹیل سنا سکتے ہیں؟ مجھے فیری ٹیلز بہت پسند ہیں." مسکرا کر کہتے ہوئے الہان کو آج وہ بہت مختلف لگی تھی. اس کے مزاج کا اکھڑ پن آج غائب تھا جو الہان نے لیے بہت خوش آئندہ بات تھی.

"جب میں اور پھپھو بحری جہاز میں تھے تب اکثر و بیشتر وہ مجھے فیری ٹیلز سنایا کرتی تھیں جن میں سے زیادہ تر ان کی اپنی تخلیق کردہ ہوتی تھیں. سنو کوئین والی کہانی بھی ان کی ہی تخلیق کردہ تھی... یہ کہانی باقی فیری ٹیلز سے کچھ مختلف تھی کیونکہ اس میں لڑکی پہاڑ کی چوٹی پر بنے سفید محل میں رہنے والی سنو کوئین تھی جبکہ لڑکا ایک معمولی

دستکار کا بیٹا.... لڑکے کا باپ محل کے مہمان خانے کو اپنی دستکاریوں سے سجانے کے لیے بادشاہ کے محل جایا کرتا تھا. نوعمری میں لڑکا بھی باپ کا ہاتھ بٹانے کی غرض سے محل گیا جب اس کی ملاقات سنو کوئین سے ہوئی. وہ دونوں چونکہ ہم عمر تھے اسلیے ان دونوں کی دوستی ہوگئی. لڑکے کے باپ نے محل کے مہمان خانے کو اپنے ہنر سے مکمل سجادیا تھا اسلیے اب اس کا محل آنے کا جواز ختم ہوگیا تھا. دستکار کے بیٹے نے جب اپنی دوست سنو کوئین کو کل سے محل نہ آنے کا بتایا تو وہ افسردہ ہوئی اور پھر ملنے کی کوئی اور ترکیب سوچنے لگی. کچھ دیر سوچنے کے بعد سنو کوئین نے روز دریا کے کنارے ملنے کا وعدہ کیا اور پھر یوں وہ دونوں دریا کنارے ملنے لگے. وقت کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی دوستی مزید گہری ہوگئی وہ دونوں اب بچپن سے نکل کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے. سفید پوشاک میں ملبوس سنو کوئین کو ہمیشہ برف بنے دریا کے کنارے بیٹھے دیکھنا, اس لڑکے کا پسندیدہ مشغلہ تھا. وہ اب اس کے لیے دوست سے بڑھ کر تھی اور سنو کوئین کے صحبت میں وہ ایک انوکھی خوشی محسوس کرنے لگا تھا.... یہ سلسلہ اگلے کچھ سال بھی یونہی چلتا رہتا اگر وہ حادثہ نہ ہوتا..... موسم گرما کے آغاز کی شام میں وہ لڑکا دھوپ کی شعاؤں کے باعث پگھلتے دریا کے کنارے بیٹھا سنو کوئین کا انتظار کر رہا تھا مگر رات ڈھل جانے کے باوجود جب سنو کوئین نہ آئی تو اسے پریشانی نے گھیرا.

گزرے سالوں میں ایسا پہلی بار ہوا تھا جب وہ ملنے نہ آئی ہو. اگلا دن طلوع ہوتے ہی وہ لڑکا بہانے سے سنو کوئین کا پتا کرنے محل گیا تو اسے یہ جان کر دھچکا لگا کہ سنو کوئین کل شام سے محل سے غائب ہے. کچھ دیر وہ یونہی بے یقینی کا شکار رہا اور پھر جب اسے حقیقت پر یقین آیا تو وہ سنو کوئین کی تلاش میں نکل پڑا. ہر جگہ تلاش کرنے کے باوجود جب اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو تھکے ہوئے انداز میں دریا کے قریب ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا.

"کہاں چلی گئی ہو تم سنو کوئین؟" وہ مغموم لہجے میں بولا. اس سے کچھ فاصلے پر درخت کی شاخ پر بنے اپنے گھونسلے میں بیٹھا فاختہ کا جوڑا اس کی قرب ناک حالت دیکھ کر اس کے قریب آیا

"کیا تم اس خوبصورت لڑکی کو تلاش کر رہے ہو جو روز اس دریا کے کنارے تم سے ملنے آتی ہے؟" فاختہ نے اپنے شک کی تصدیق کرنے کے لیے پوچھا.

"ہمم... وہ کل شام سے لاپتا ہے. بادشاہ کا کہنا ہے کہ وہ کل شام معمول کے مطابق دریا پر آنے کے لیے گھر سے نکلی تھی مگر میں جب کل یہاں آیا تھا تب وہ یہاں نہیں تھی. جانے کہاں چلی گئی ہے." اس نے افسردگی سے سارا قصہ سنایا.

(حجر مکمل توجہ سے الہان کے منہ سے سنو کوئین کی کہانی سن رہی تھی.)

"کل وہ یہاں آئی تھی۔" فاختہ یقین انداز میں بولی.

"تم لوگوں کو معلوم ہے وہ کہاں ہے؟ کیا تم لوگ دریا کے قریب ہی کہیں رہتے ہو؟" لڑکے نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر سوالات کیے. اس کی بات سن کر دونوں فاختاؤں میں نظروں کا تبادلہ ہوا پھر مادہ فاختہ بولی

"ہم سامنے والے درخت کی شاخ پر بنے گھونسلے میں رہتے ہیں.... کل شام گھونسلے کی جانب واپس مڑتے ہوئے مجھے وہ سنو کوئین دریا کے قریب آتے دکھائی دی تھی. وہ کل معمول کی نسبت ذرا جلدی دریا کے کنارے آ کر تمہارے انتظار میں بیٹھ گئی تھی. اسے وہاں بیٹھے کچھ ہی لمحے گزرے تھے جب اچانک سے دریا میں سے ایک بڑا سا سیٹس Cetus نکلا اور سنو کوئین کو اپنے قبضے میں کرتے ہوئے واپس پانی میں گم ہو گیا." فاختہ نے آنکھوں دیکھا حال بیان کیا.

"سیٹس یعنی سمندری مونسٹر؟" اس لڑکے نے حیرت سے دریافت کیا.

"ہمم" فاختہ نے تائید کی.

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیٹس سنو کوئین کو کہاں لے کر جا سکتا ہے؟" لڑکے نے امید کا دامن تھامتے ہوئے استفسار کیا.

"پکا تو نہیں پتا مگر اپنے باپ دادا کے منہ سے سنا ہے ہم نے کہ سیٹس, اٹلانٹس کے شہر لوسٹ میں رہتے ہیں۔" فاتحہ رازدارانہ انداز میں بولی۔

"اٹلانٹس تو وہی ملک ہے نہ جو سمندر میں ڈوب گیا تھا؟" لڑکے نے پوچھا تو فاتحہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ اٹلانٹس تک کیسے جایا جا سکتا ہے؟ سمندری کی گہری میں موجود ملک اٹلانٹس کے شہر لوسٹ سے سنو کوئین کو نکالنے میں تم لوگ میری مدد کر سکتے ہو؟"

"ہم تو آسمان پر اڑنے والی مخلوق ہیں ہمیں سمندر کی گہرائیوں کے راز نہیں معلوم۔" فاتحہ صاف گوئی سے بولی۔

"کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو میری مدد کر سکے؟" وہ لڑکا اتنی جلدی ہمت نہیں ہارنا چاہتا تھا اسے ہر حال میں اپنی سنو کوئین کو بچانا تھا۔

"صرف ایک ہی شخص تمہاری مدد کر سکتا ہے مگر اس تک رسائی حاصل کرنا ذرا مشکل ہے۔"

"کون؟" لڑکے نے بے تابی سے پوچھا۔

"Gaint turtle"

دونوں فاختہ ایک ساتھ بولے۔

"یہ ایک بوڑھا کچھوا ہے جسے یقیناً معلوم ہو گا کہ اٹلانٹس سمندر کے کس حصے کی گہرائی میں موجود ہے۔ تم اس سے مدد لے سکتے ہو مگر اسے تلاش کرنا تمہارا کام ہے۔" اتنا کہنے کے بعد وہ فاختہ کا جوڑا واپس اڑ کر اپنے گھونسلے میں جا بیٹھا جبکہ لڑکا بے چارگی سے ان کو دیکھتارہ گیا۔ کچھ دیر یونہی بیٹھنے کے بعد اس نے سنو کوئین کو بچانے کی غرض سے اپنی ساری ہمت ایک مرتبہ پھر مجتمع کی اور کچھوے کی تلاش میں نکل پڑا۔ اس نے سن رکھا تھا کہ کچھوے عموماً پانی میں رہتے ہیں مگر دھوپ لینے کے لیے انہیں کچھ دیر خشکی پر بھی آنا پڑتا ہے۔ کچھوے عام طور پر نم اور سایہ دار جگہوں پر موجود ہوتے ہیں اس لیے وہ دریا کے کنارے کسی ایسی جگہ کی تلاش میں چلنے لگا۔ کئی گھنٹے چلنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں سورج کی سیدھی شعائیں، سایہ دار درخت اور دریا کا بہتا ہوا پانی تھا۔ کسی بھی کچھوے کے باسک کے لیے یہ جگہ مناسب تھی اسلیے وہ جائنٹ ٹرٹل کے یہاں آنے کی امید لیے ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ وقت گزاری کے لیے وہ قریب پڑے چھوٹے پتھر اٹھا کر دریا میں پھینکنے لگا۔ وہ اس کام میں مصروف تھا جب دریا میں ایک بڑی سی لہر آئی اور ساتھ سے ایک کڑک دار آواز گونجی

"کون ہے جس نے مجھے پتھر مارنے کی جرات کی؟" یہ آواز سن کر لڑکے نے ہڑبڑا کر مٹھی میں تھامے پتھر وہیں پھینکے اور مودب انداز میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے بالکل سامنے ایک بڑا سا ٹرٹل پانی سے نکل کر زمین کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ دریا کی گہرائی میں آپ موجود ہیں۔" وہ لڑکا شرمندگی سے بولا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ کچھوا بوڑھا ضرور تھا مگر اس کی آواز کی کڑک ابھی برقرار تھی۔

"میں آپ کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔" وہ ملتجیانہ انداز میں بولا۔

"کیسی مدد؟"

"مجھے دریا کی گہرائی میں ڈوبے ملک اٹلانٹس کے شہر لوسٹ کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے اور میں وہاں کیسے جا سکتا ہوں؟" اس کی بات سن کر کچھوے نے تنقیدی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔

"کیا کرنا ہے تم نے وہاں جا کر؟" اس کے سخت لہجے میں پوچھنے پر لڑکے نے اسے سیٹس کے سنو کوئین کو لے جانے کے متعلق بتایا. اس کی بات سن کر کچھوے کا دل نرم ہوا.

"سیٹس سمندری مخلوقات میں سے سب سے زیادہ خرافاتی مخلوق ہے. اٹلانٹس میں موجود ان کی سلطنت میں ہر دس سال بعد ملکہ بدلتی ہے اور ہر دس سال بعد یہ ایک انسانی جان کی تلاش میں نکلتے ہیں تاکہ وہ اسے اپنی ملکہ بنا سکیں. اس دفعہ وہ تمہاری سنو کوئین کو ملکہ بنانے کے لیے لے گئے ہیں." کچھوے نے اسے تفصیل بتائی.

"ہمیں انہیں سنو کوین کو ملکہ بنانے سے روکنا چاہیے. ہمیں اسے وہاں سے نکالنا چاہیے" وہ بے تابی سے بولا.

"وہ اب تک اسے اٹلانٹس کا پھل کھلا چکے ہوں گے اور اٹلانٹس کا پھل ایسا ہے جسے کھا کر انسان اپنا ماضی بھول جاتا ہے."

"آپ اس سب کی فکر نہ کریں. سنو کوئین میرا لمس کبھی نہیں بھول سکتی. میرے لمس سے اسے سب کچھ یاد آ جائے گا آپ بس کسی طرح مجھے اٹلانٹس لے جائیں." اس نے اصرار کیا تو کچھ دیر سوچنے کے بعد کچھوے نے ہامی بھری. سمندری پودوں پر گزارا کرتے ہوئے اس نے صرف اپنی سنو کوئین کے لیے سمندر میں کئی دن گزارے تھے.

دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہتے بہتے سمندر کی تہہ تک پہنچنے میں انہیں کئی دن لگ گئے تھے مگر اس سفر میں ایک لمحے کے لیے بوڑھے کچھوے اور اس لڑکے نے ہمت نہ ہاری اور آخر کار ایک دن وہ اٹلانٹس کے لوسٹ شہر پہنچ گئے.

"سیدھا سنو کوین کی تلاش میں لوسٹ شہر کے محل میں مت جانا.پہلے صورت حال کو سمجھنا پھر کوئی کاروائی کرنا."اسے لوسٹ شہر کے دریچوں کے قریب چھوڑتے ہوئے اس ضعیف کچھوے نے مشورہ دیا.

"شکریہ."وہ تشکر آمیز نظروں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا.

"شکریہ کی ضرورت نہیں ہے.جلدی سے جاؤ اور سنو کوین کو لے کر آؤ میں تمہارے انتظار میں یہیں کھڑا ہوں."کچھوے بولا تو وہ لڑکا سر ہلاتے ہوئے دریچے پار کر گیا.

کچھوے کی بات پر عمل کرتے ہوئے وہ سیدھا محل میں جانے کی بجائے ایک جانور کی اوٹ میں ہو کر اس نے سارے شہر کا جائزہ لیا.پورے شہر میں سمندری مخلوقات موجود تھیں.بازار سے کچھ فاصلے پر اسے سمندری گھوڑے نظر آئے جو دیکھنے میں شاہی معلوم ہوتے تھے.دوسروں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے اس نے بازار سے گھوڑوں کا ایک شاہی لباس اٹھا کر اپنے کو وجود ڈھانپا اور پھر ان کی تقلید میں محل میں

New Era Magazine

داخل ہوگیا. محل کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لینے کے بعد وہ ستون کی اوٹ میں کھڑا ہوگیا.

"حاؤیہ ملکہ کے کمرے میں دے آؤ." وہ وہیں کھڑا تھا جب اس کے قریب سے گزرتی دو مچھلیوں میں سے ایک بولی. دوسری مچھلی کی بات پر عمل کرتے ہوئے وہ مچھلی اب ملکہ کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی تھی. اس لڑکے نے اس کی تقلید کی اور لمحوں میں خود کو ملکہ کے کمرے کے باہر پایا. مچھلی کی واپسی کے انتظار میں وہ باہر ہی کھڑا رہا پھر جیسے ہی مچھلی کمرے سے نکلی وہ اندر داخل ہوا. اندر کا منظر دیکھ کر اس کی نظریں پلٹنے سے انکاری تھیں. وہ وہی تھی.... اس کی سنو کوئین... بے تاثر سا چہرہ لیے وہ بیڈ کی پائینتی کے قریب بیٹھی تھی. دروازے پر کسی کی موجودگی محسوس کرکے سنو کوئین نے سر اٹھایا اور پھر کسی انجان شخص کو دیکھ کر اس نے بے تاثر چہرے سے سر واپس جھکا لیا. اس کی آنکھوں میں بیگانی دیکھ کر لڑکے کا دل کٹ کر رہ گیا تھا. لمحے کی تاخیر کیے بغیر وہ آگے بڑا اور اس ہاتھ تھام کر اس کے قریب بیٹھ گھٹنوں کی بل بیٹھ گیا.

"میری طرف دیکھو سنو کوئین.. میں ہوں تمہارا دوست" یہ اس کے ہاتھوں کا لمس تھا یا نگاہ کی حدت جس کے باعث سنو کوئین کے دل پر جمی برف پگھل گئی تھی. اسے

New Era Magazine

اس کا سارا ماضی یاد آگیا تھا. اس کی آنکھوں سے اب آنسوؤں کی برسات ہونے لگی تھی.

"مجھے سمند... سمندری مخلوق.. لے" وہ ہچکیوں کے درمیان اسے دریا پر سے غائب ہونے کی وجہ بتا رہی تھی.

"میں سب جانتا ہوں سنو کوئین... جو برا ہو چکا ہے اسے بھول جاؤ اور اب بس یہاں سے نکلنے کی تیاری کرو." اس شانوں سے تھام کر کھڑا کرتے ہوئے وہ بولا تو اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے سر ہلایا. وہ لڑکا تھوڑی بہت مشکلات کا سامنے کرنے کے بعد اسے سیٹس کے محل سے واپس لے آیا تھا اور پھر کچھوے کی مدد سے واپس خشکی پر آگئے تھے. جب وہ لڑکا سنو کوین کو محل لے کر گیا تو مہینوں بعد اپنی بیٹی کی شکل دیکھ کر بادشاہ کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں. سنو کوئین کو ڈھونڈنے کے انعام میں بادشاہ نے لڑکے کو منہ مانگا تحفہ دینے کا کہا تو لڑکے نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر سنو کوئین کو بادشاہ سے مانگ لیا. زبان سے الفاظ نکل چکے تھے اس لیے چاہتے ناچاہتے بادشاہ نے سنو کوئین کی شادی دستکار کی بیٹے سے کروادی اور....."

Then they lived happily everafter"

الہان کہانی کا اختتام سنا رہا تھا جب حجر اس کی بات کاٹ کر مسکراتے لہجے میں بولی.

الہان نے اس کے بات پر سر ہلایا.

"ویسے آپ کہانی بہت اچھی سناتے ہیں آپ کو سٹوری ٹیلر (قصہ گو) ہونا چاہیے تھا."

حجر نے کھلے دل سے اس کی تعریف کی. اس نے واقعی کہانی بہت اچھے طرز سے سنائی تھی کہ حجر کو لگا تھا کہ وہ واقعی لڑکے ساتھ ساتھ سنو کوئین کی تلاش میں سفر کر رہی ہے.

"پھپھو کو یہ فیری ٹیل بہت پسند تھی. انگنت مرتبہ انہوں نے یہ مجھے سنائی تھی کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی مجھے یہ حرف بہ حرف یاد ہے." اس کے صبیح چہرے کو دیکھتے ہوئے الہان بولا.

"پھر کیا ہوا؟" حجر نے دلچسپی سے پوچھا.

"پھر کہانی ختم ہو گئی." وہ جل کر بولا.

"میں پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ کہانی آپ کی زندگی سے کب جُری؟ آپ نے کب سنو کوئین کی تلاش شروع کی؟" حجر نے اس کی عقل پر افسوس کرتے ہوئے مطلب واضح کیا.

"یہ سب بابا اور پھپھو کی کیا دھرا ہے. میرے معصوم ذہن میں وہی دو الٹی سیدھی باتیں بٹھاتے تھے. صیاد کی طرف سے دھیان ہٹانے کے لیے پھپھو مجھے یہ کہانیاں

سناتی تھیں اور پھر جب میں بابا کے سرپرستی میں گیا تو امبرین آنٹی کے مشورے سے انہوں نے مجھے زندگی کی جانب واپس لانے کے لیے جینے کا مقصد دیا. پھپھو نے وفات کے وقت مجھ سے آپ کو ڈھونڈنے کا وعدہ لیا تھا اور سیشن کے دوران بے دھیانی میں, میں نے یہ بات امبرین آنٹی کو بتادی تھی."وہ ایک لمحے کے لیے رکا تو حجر بے تابی سے بولی

"پھر؟"

"پھر کیا..جب یہ بات بابا تک پہنچی تو گھر آکر وہ مجھے پھپھو کے کمرے لے گئے اور وہاں آپ کے بچپن کی ہر تصویر مجھے دس دس دفعہ دکھائی گئی اور ساتھ کا آپ کا طویل تعارف کروایا گیا."اس کے بتانے کا انداز حجر کو مسکرانے پر مجبور کر رہا تھا.

"کیسا تعارف؟"

"یہی کہ آپ آنی کی بیٹی ہیں. بچپن میں میری آپ سے بہت دوستی تھی..وغیرہ وغیرہ"بے دھیانی میں وہ آنیہ کو آنی کا کہہ گیا تھا.

"میں بے توجہی سے بابا کی باتیں سنتے ہوئے تصویریں دیکھ رہا تھا جب میری نظر ایک تصویر پر ٹھہری."

New Era Magazine

"کون سی تصویر؟"اس کے پوچھنے پر الہان نے کوٹ کی پوکٹ سے اپنا والٹ نکال کر اسے تھمایا.

"کیا کروں اس کا؟"ایک نظر والٹ کو دیکھنے کے بعد حجر نا سمجھی سے بولی.

"میرے سر میں دے ماریں."الہان جل کر بولا تو اس کی بات پر فوراً عمل کرنے کے لیے حجر نے اس کے سر کا نشانہ لیا

"کھول کر دیکھیں اسے...پاگل لڑکی"اس کے ماتھے کو شہادت کی انگلی سے پیچھے کی جانب ہلکا سا دھکیلتے ہوئے الہان بولا.اس کی حرکت پر حجر اسے گھورتے ہوئے تپ کر بولی.

"پہلے ہی سیدھی طرح بتا دیتے. بھلا مجھے الہام ہونا تھا کہ میں اسے کھول کر دیکھنا ہے."

وہ اب اس کا والٹ کھول کر اس لگی تصویر دیکھ رہی تھی.

"یہ تصویر تھی جس پر میری نگاہیں ٹھہریں تھیں. جانتی ہیں کیوں؟"الہان نے استفسار کیا.

"کیونکہ اس میں نے سفید کپڑے پہنے ہیں اور بیک گراؤنڈ میں برف موجود ہے. یہ تصویر کہیں نہ کہیں آپ کے ذہن میں موجود سنو کوئین کے تصور سے ملتی جلتی ہے.

اس تصویر میں میرے سفید کپڑوے اور برف دیکھ کر آپ کو سنو کوین یاد آئی تھی. اس لیے آپ نے مجھے سنو کوین کہنا شروع کر دیا. " حجر نے اندازہ لگایا.

"ہمم... اور جونہی تصویر دیکھ کر میں نے سنو کوین بولا بابا نے ذہن میں ایک منصوبہ بنایا. امبرین آنٹی سے کہہ کر انہوں نے ٹاک تھیرپی میں سنو کوین والی ساری کہانی مجھ سے اگلوائی. کہانی جاننے کے بعد انہوں نے میرے ذہن میں یہ بات بٹھانا شروع کر دی کہ میری سنو کوئین بھی کہیں کھو گئی ہے اور مجھے اسے ڈھونڈنا ہے. سنو کوین کو ڈھونڈنے کے لیے میں واقعی سنجیدہ ہو گیا تھا. ایس پی ڈی اب کہیں پیچھے رہ گیا تھا. میری زندگی کا نیا باب کھل چکا تھا. بابا نے مجھ سے کہا کہ سنو کوئین کو ڈھونڈنے کے بعد اگر میں نے سنو کوئین کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں تو مجھے سکول جانا ہو گا, اچھا بچہ بننا ہو گا تا کہ جب میں بادشاہ سے سنو کوئین کو مانگو تو انہیں انکار کی وجہ نہ مل سکے. پھر وہ مجھے بلیک میل کر کے مجھ سے ساری باتیں منواتے گئے. بارہ سال کا بچہ جس نے اپنی آدھی سے زیادہ زندگی ایک جیل نما کمرے میں گزاری ہو اسے بھلا دنیا کی چالاکیاں کہاں معلوم ہوتی تھیں.... اس لیے وہ بڑی آسانی سے بابا کی باتوں میں آ گیا. "الہان نے سارے قصے میں خود کو معصوم ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی.

"مگر یہ فینٹسی صرف بچپن تک ہی ساتھ رہی تھی. جب جوانی کی دہلیز پر قدم کھا تو احساس ہوا کہ نہ ہی سنو کوئین حقیقت میں ہے اور نہ ہی فاختہ اور کچھوے جیسے مددگار... زندگی کے میدان میں جو بھی کرنا اپنے بل بوتے پر کرنا ہے. بابا کے وفات کے بعد زندگی بالکل بدل گئی تھی. پھپھو کے بعد بابا نے ہی مجھے سنبھالنا تھا. مگر بابا کے بعد احتشام چچا تھے مگر دو دفعہ اپنوں کی چھن جانے کی تکلیف میں محسوس کر چکا تھا اس لیے میں نے ان سے جذباتی وابستگی قائم نہیں کی. بابا کی وفات کے کچھ دن بعد سب کچھ احتشام چچا کو دے کر میں امریکہ چلا گیا تھا. اس کے بعد کی زندگی مصروف ترین تھی. پڑھائی اور ساتھ ساتھ ہنٹر گیم بنانا بہت مشکل مرحلہ تھا. گیم ڈیزائن کرنا اور گیم پروگرام کرنا دو الگ الگ شعبے ہیں مگر ہنٹر کی ڈیزائننگ سے لے کر فائنل گیم میں نے تیار کی. خیر اس سارے عرصے میں ان چار نمونوں کے علاوہ ایک امید میرے ساتھ تھی. آپ کے واپس ملنے کی امید.... آپ کی تلاش کا سلسلہ میں نے کبھی نہیں روکا تھا اور نہ میں نے ہار مانی تھی. امریکہ میں اپنے دوست کے پاس پولیس سٹیشن بھی میں آپ کو ڈھونڈنے کے سلسلے میں ہی گیا تھا جب آپ پہلی دفعہ مجھے نظر آئی تھیں. آپ کا نام جاننے کے بعد کہیں نہ کہیں مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ وہی ہیں جس کی مجھے تلاش تھی. مگر اس وقت میرے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس لیے میں نے خاموش رہنا بہتر

سمجھا. پاکستان میں بچوں کے اغواہ اور باز کے نشان کے کیس کا شروع ہوا تو مجھے لگا کہ یہ اچھا طریقہ ہے سچائی سامنے لانے کا اسلیے میں نے آپ کو کیس لینے پر مجبور کیا۔" وہ دھیمے لہجے میں اسے حقیقت بتا رہا تھا جبکہ حجر پوری توجہ سے اسے سن رہی تھی.

"سوچیں اگر میں آنیہ علوی کی بیٹی نہ ہوتی تو تب آپ مجھ سے نکاح کرتے؟" کب سے ذہن میں گردش کرتا سوال حجر پوچھ بیٹھی.

"ناممکنات کے بارے میں سوچ کر میں خود کو پریشان نہیں کرتا۔" وہ لاپرواہی سے بولا.

"جواب دیں مجھے... اگر میں آنیہ علوی کی بیٹی نہ ہوتی تو؟" حجر پوچھنے پر بضد تھی.

"تو میں تب بھی آپ سے ہی شادی کرتا۔" وہ پر یقین انداز میں بولا.

"کیوں؟" اس نے بھنویں اچکائیں.

"کیونکہ آپ مجھے اچھی لگی تھیں.... یہی سننا چاہتی ہیں آپ؟ مگر میں یہ نہیں کہنے والا.... آپ کی اکھڑ مزاجی مجھے بالکل پسند نہیں آئی تھی۔" الہان اسے زچ کرنے کے لیے بولا.

"تو آپ کون سا مجھے پسند آئے تھے. رتی برابر پسند نہیں آئے تھے آپ مجھے۔" وہ واقعی اس کی بات سن کر تپ گئی تھی.

"اب تو نکاح ہو گیا ہے حجر. اب کچھ نہیں ہو سکتا. اگر ناپسند بھی ہوں تب بھی زندگی تو میرے ساتھ ہی گزارنی ہو گی."

"آپ چاہتے ہی نہیں کہ ہم سکون سے بیٹھ کر بات کر سکیں." وہ اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے غصے سے بولی.

"آپ بھول رہی ہیں کہ ہر دفعہ صلح کے لیے پہل میں ہی کرتا ہوں." الہان نے محظوظ ہوتے ہوئے اسے بتایا.

"ہر دفعہ غلط رویہ بھی آپ ہی اپناتے ہیں." کہتے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں سے چل دی.

"ارے... مجھے تو لیتی جائیں." الہان نے ہانک لگائی پھر خفیف سے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے وہ سبک رفتاری سے اس کے پیچھے جانے لگا.

....

"Not every heart is capable to find secret of God's love. There are notpearls in every sea. There is not gold in every mine."

(Baba Farid)

....

سبک رفتاری سے چلتی گاڑی کے ٹائر الرفا پولیس سٹیشن کے سامنے چرچرائے۔آج صبح آئی جی پولیس نے انہیں انٹرپول کے توسط دبئی پولیس سے رابطہ ہونے کے متعلق بتایا تھا.یہ خبر ملتے ہی حجر اور الہان نے پولیس سٹیشن کا رخ کیا تاکہ پولیس سے عتبہ کمال پر لگے الزام کے متعلق جان سکیں.پولیس سٹیشن کے اندر قدم رکھتے ہی انہوں نے انسپکٹر کے دفتر کا رخ کیا.

"تشریف رکھیں."سلام دعا اور تعارف کے بعد انسپکٹر وزٹر چیئر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا.

"مجھے آپ کی آمد کے متعلق مطلع کیا گیا تھا.عتبہ کمال کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ؟"ان کے بیٹھنے کے بعد انسپکٹر دوبارہ گویا ہوا.

"ہمم...پاکستان میں بچوں کے قتل اور دو لڑکیوں کے اغواہ کا سسپیکٹ عتبہ کمال ہے اسلیے ہم اس کے متعلق جاننا چاہتے ہیں."حجر رسانیت سے بولی.

"دبئی میں عتبہ کمال ٹول باکس کلر کے نام سے جانا جاتا ہے.پہلی دفعہ ایک وارڈ بوائے پرائیمٹ ٹو مرڈر کے جرم میں اسے پولیس سٹیشن لایا گیا تھا.جائے وقوعہ پر موجود سب افراد نے بیان دیا تھا کہ پہلے حملہ عتبہ نے کیا تھا.اس کے گھر کی جب تلاشی لی گئی تب

New Era Magazine

فریج میں سے انسانی جسم کے اعضا مثلاً آنتیں اور انگلیاں وغیر برآمد ہوئے تھے مزید برآں عتبہ کمال کی گاڑی سے رسی, آئسپکس, سلیج ہیمر, پلائرز ملے تھے ان سب ٹول کی موجودگی کی بناپر اسے ٹول باکس سائیکو پیتھ کلر کہا جاتا ہے. عتبہ کمال نے کسی بھی جرم کا اعتراف نہیں کیا تھا اور اس کے وکیل کا کہنا تھا کہ کسی اور نے اس کو پھنسانے کے لیے یہ چیزیں اس کی گاڑی اور گھر میں رکھی ہیں. اس کا کیس ابھی ٹرائل میں ہی تھا جب ایک رات اپنے جیل کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر عتبہ نے گارڈ کو مارا اور جیل سے فرار ہو گیا. کسی ایئرپورٹ پر اسے دیکھا نہیں گیا تھا سو ہمیں لگا تھا وہ دبئی میں ہی ہے اس لیے پچھلے سات ماہ سے ہم اسے دبئی میں ہی تلاش کر رہے تھے." انسپکٹر نے انہیں تفصیل بتائی اور ساتھ ہی ٹول باکس سائیکو پیتھ کیس کی فائل حجر کی جانب بڑھائی.

"وہ پاکستان ہوائی جہاز سے نہیں بحری جہاز سے آیا تھا تبھی کسی ایئرپورٹ پر اسے دیکھا نہیں گیا." حجر نے انہیں مطلع کیا.

"جو اعضا عتبہ کمال کے گھر میں رکھی فریج سے ملے تھے معلوم ہوا وہ کس کے تھے؟" حجر نے استفسار کیا.

"نہیں" انسپکٹر نے مایوس کن انداز میں جواب دیا. حجر اب فائل دیکھنے میں مصروف تھی. اچانک اس کی پیشانی پر بل پڑے. فائل میز پر رکھتے ہوئے اس نے الہان کا دیا ریزیوم نکالا اور اور فائل اور ریزیوم پر لکھا عتبہ کمال کا ہوم ایڈریس میچ کرنے لگی.

"کیا ہوا؟" اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتے ہوئے الہان نے دریافت کیا.

"ایڈریس الگ الگ ہیں." حجر نے اسے بتایا پھر انسپکٹر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

"آپ کو یہ ایڈریس کس نے بتایا تھا؟"

"عتبہ کے آئی ڈی کارڈ پر یہی ایڈریس لکھا تھا." انسپکٹر نے جواب دیا.

"اس ریزیوم پر لکھا ایڈریس اس وقت کا ہے جب عتبہ نے ہسپتال میں جاب شروع کی تھی. تقریباً سات سال اس نے ہسپتال میں جاب کی ہے. ہو سکتا ہے اس عرصے کے دوران اس نے اپنی رہائش گاہ بدل کر لی ہو تبھی تو آئی ڈی کارڈ کا ایڈریس مختلف ہے."

الہان نے اپنی رائے کا اظہار کیا.

"ہمیں ایک دفعہ اس ایڈریس پر جانا چاہیے." وہ فیصلہ کن انداز میں بولی. الہان نے اس کی بات کی مخالفت نہیں کی تھی اور پولیس انسپکٹر نے بھی تعاون کی یقین دہانی کروائی اور عتبہ کمال تک پہنچنے میں ہر ممکن مدد کرنے کا وعدہ کیا. ان کی اگلی منزل اب عتبہ کمال کا گھر تھا جہاں پولیس کی نفری کے ہمراہ وہ دوپہر کے وقت پہنچے تھے. گرد

سے اٹا گھر دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ پچھلے کچھ عرصے سے یہ گھر زیر استعمال نہیں تھا. پولیس آفیسر زلا کڈ دروازے کو توڑنے میں مصروف تھے جبکہ حجر طائرانہ نگاہوں سے چاروں اطراف سے گھر کا جائزہ لے رہی تھی. گھر کے عقبی حصے میں اسے ایک شیشے کی کھڑکی نظر آئی. متلاشی نگاہوں سے اس نے پورچ میں دیکھا. چند ساعتوں بعد ہی اسے پورچ میں پتھر پڑا دکھائی دیا. آگے بڑھ کر اس نے پتھر اٹھایا اور پوری قوت سے کھڑکی پر مارا. کھڑکی کے شیشے پر دراڑیں نمایاں ہوئیں. ایک دو مزید ضربوں کے بعد شیشے کا کچھ حصہ ٹوٹ کر زمین پر گرا. شیشے میں ہونے والے سوراخ سے ہاتھ ڈال کر اس نے اندر کی جانب سے لاک کھولا اور کھڑکی کی پٹ وا کیے. اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا الہان قدرے حیرت سے اس کی کاروائی ملاحظہ کر رہا تھا. کھڑکی پھلانگ کر اندر جانے کے بعد اس نے الہان کو اندر بڑھنے کا اشارہ کیا.

"کب سے کر رہی ہیں یہ کام؟" اس کا اشارہ کھڑکی کا شیشہ توڑ کر گھر میں داخل ہونے کی جانب تھا. الہان نے کھڑکی پھلانگ کر اندر آنے کی زحمت نہیں کی تھی. وہ اب بھی پورچ میں کھڑکی کے قریب کھڑا استفسار کر رہا تھا.

"کیا میں آپ کو ایسی لڑکی دکھائی دیتی جو کھڑکیوں کے شیشے طور کر دوسروں کے گھروں میں گھسے؟" وہ مصنوعی خفگی سے بولی.

"نہیں نہیں...اگر آپ میری نظروں کے سامنے بھی کوئی ایسی حرکت کریں گی تب بھی میں یقین نہیں کر پاؤں گا. بھلا آپ جیسی لڑکی ایسی غیر اخلاقی حرکت کیسے کر سکتی ہے۔" الہان نے طنز کیا جس کا برا منائے بغیر وہ تنقیدی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے گھر کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھی جسے باہر کی جانب سے دھکے مار کر پولیس آفیسر توڑنے میں مصروف تھے. ہاتھوں پر گلوز پہننے کے بعد حجر پر سکون انداز میں آگے بڑھ کر اندر سے لاک کھولنے لگی. جیسے ہی دروازے کھول کر وہ سائیڈ پر ہوئی تیزی سے دروازے کو دھکا مارنے کے لیے بھاگتے ہوئے آتا پولیس آفیسر دھڑام سے اس کے قدموں کے قریب زمین بوس ہوا. اس اچانک افتاد پر حجر بھوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹی.

"سوری میم" اسی دوران دوسرا آفیسر معذرت کرتے ہوا آگے بڑھ کر زمین بوس ہوئے آفیسر کو اٹھانے لگا. الہان جو کھڑکی کی بجائے مین گیٹ سے اندر جانے کے لیے اس طرف آیا تھا اس منظر کو دیکھ کر اس نے بے ساختہ ابھرنے والے قہقہے کا بمشکل گلا گھونٹا پھر تیز تیز قدم اٹھاتا حجر کے قریب آیا جو شاک سے نکلنے کے بعد اب ایک کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی. گراؤنڈ فلور پر انہیں کوئی خاص چیز نہیں ملی تھی کیونکہ سارا گھر تقریباً خالی تھا. اب حجر کے قدموں کا رخ بیسمنٹ کی جانب تھا. دروازہ کھولنے کے بعد

وہ جیسے ہی بیسمنٹ کی جانب جاتی سیڑھیاں اترنے لگی,ایک عجیب سی بدبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی مگر قدم روکے بغیر وہ ایک ہاتھ میں گن تھامے دوسرے سے فلیش لائٹ پکڑے چوکنا انداز میں سیڑھیاں اترتی رہی. آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس نے فلیش لائٹ کی روشنی میں ادھر ادھر دیکھا. سیڑھیوں کے قریب ہی اسے ایک سوئچ بورڈ نظر آیا تھا. آگے بڑھ کر اس نے لائٹس آن کی تو بیسمنٹ کا منظر واضح ہوا. سارا بیسمنٹ خالی تھا. حجر وہاں بنے واحد دروازے کی جانب بڑھی اور دروازے کو ایک جھٹکے سے کھولا. وہ ایک چھوٹا سا سیلن زدہ کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے آگے بورھے رنگ کا تابوت پڑا تھا جبکہ ایک دیوار پر بک شیلف بنائی گئی تھی جو اس وقت خالی تھی. حجر نے گن واپس رکھی اور تابوت کے قریب آئی جس پر مرجھائے ہوئے پھولوں کا گلدستہ پڑا تھا. حجر نے پھول اٹھائے تو اس کی نظر پھولوں کے درمیان لگے کارڈ پر پڑی.

"آئی ول مس یو..اخ" حجر نے تعجب سے الفاظ پڑھے. الہان جو اس کے چند قدم دور کھڑا تھا الفاظ دیکھنے کے بعد بولا

"اخ یعنی بھائی... عربی زبان میں اخ بھائی کو کہتے ہیں." اس کی بات سن کر حجر نے پھول ایک جانب رکھے اور تابوت پر لگے ٹرانسپیرنٹ شیشے سے اندر جھانکنے لگی. وہاں

پلاسٹک بیگ کے اندر ایک گلی سڑی لاش رکھی گئی تھی۔ لاش کی حالت نہایت خراب تھی اور لیڈ لائنڈ کوفن بھی لاش سے آنے والی بدبو کوارد گرد پھیلنے سے روک نہ پایا تھا۔

"تابوت میں موجود لاش کو اگزیمنیشن کے لیے لے جائیں اور اگزیمنیشن رپورٹ مجھے بھیج دیجیئے گا۔" حجر نے پولیس آفیسرز سے کہا پھر طائرانہ نگاہوں سے پورے کمرے کو دیکھا مگر وہاں اس کمرے میں تابوت اور پھولوں کے علاوہ کوئی اور چیز موجود نہیں تھی۔

"جس وقت عمزب کمال مرا تھا کیا اس وقت وہاں کوئی اور موجود تھا؟" واپسی کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اس نے الہان سے پوچھا۔

"مجھے اچھے یاد ہے وہاں کوئی نہیں تھا مگر ہو سکتا ہے کہ ہمارے جانے کے بعد وہاں کوئی آیا ہو۔" اس نے صاف گوئی سے جواب دیا تو حجر مزید کچھ نہ بولی۔ وہ شاید کچھ سوچنے میں مصروف تھی۔

"کیا آپ کو بھی یہی لگ رہا کہ یہ لاش عمزب کمال کی ہے؟" الہان نے مستحکم لہجے میں سوال کیا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ لاش اسی کی ہے۔" اس نے تصدیق کی۔

"مگر کوئی شخص لاش کو دفنانے کی بجائے اسے اپنے پاس کیوں رکھے گا؟" الہان نے استفسار کیا.

"سائیکو پیتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں. ان کے ذہن پر کوئی بھی دھن سوار ہو سکتی ہے. عتبہ کمال بھی نرگسسٹک سائیکو پیتھ ہے اس لیے اس کا لاش کو سالوں اپنے پاس محفوظ رکھنا, انسانی اعضاء کو فریزر میں رکھنا تعجب کی بات نہیں ہے.

اس لاش کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا ہے مجھے کہ عتبہ اتنے سال خاموش کیوں رہا؟ پھر سالوں بعد اچانک سے کس چیز نے اسے بدلہ لینے کے لیے ٹریگر کیا؟

عہذب کو مرے اٹھارہ سال ہو گئے ہیں مگر اتنے سالوں بعد وہ بدلہ لینے کے لیے پاکستان واپس کیوں آیا؟ جانتے ہیں کیوں؟

کیونکہ اس کے پاس عہذب کی لاش تھی اور لاش کی موجودگی سے اسے لگتا تھا کہ اس کا بھائی ابھی اس کے پاس ہے تبھی اپنی زندگی کے اٹھارہ سال اس نے سکون سے گزارے مگر اب چونکہ یہ لاش عتبہ کمال کی ڈیکے سے بچانے کے لیے کی گئی کوششوں کے باوجود ڈیکے کے آخری دہانے پر موجود ہے, سو اپنے بھائی کے صفا ہستی سے مٹ جانے کا خوف اس کا ٹریگر بنا ہے. یاسمین نے جو عتبہ کے بڑھتے ہوئے ایگریشن کے متعلق بتایا تھا وہ ایگریشن اصل میں اس کی بے بسی تھی جو وہ اپنے بھائی کو نہ بچا پانے کی

وجہ سے محسوس کر رہا تھا۔ جیسے جیسے عہذب باڈی ڈیکے ہوتی جارہی تھی ویسے ویسے اس کے ایگریشن میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ اپنے بھائی کو بچانے کا جب کوئی طریقہ اسے سمجھ نہ آیا تو اس نے اس سب کا قصوروار دوسروں ٹھہرانا شروع کر دیا اور ان لوگوں کو قتل کیا جن کے اعضاء اس کے فریزر سے ملے تھے۔ سائیکو پیتھ کی ایک خصوصیت ہے کہ یہ اپنی زندگی میں موجود کمیوں سے کمپر ومائز کرنے کی بجائے وہ ان کمیوں کا ذمہ دار دوسروں کو ٹھہرانا شروع کر دیتے ہیں۔ جاب سے نکالے جانے کا قصوروار وارڈ بوائے کو ٹھہرانے والے واقع سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنی غلطیوں کا ذمہ دار دوسروں ٹھہراتا ہے۔ عہذب کے کیس میں بھی اس نے یہی کیا ہے۔ جب عہزب کی لاش کو بچانے کے لیے اسے کوئی طریقہ سمجھ نہ آیا تو اس نے بے بسی کے احساس سے پیچھا چھڑانے کے لیے عہذب کے قاتل سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ اسی نیت سے وہ پاکستان گیا اور اس کے قاتل کو ڈھونڈنے لگا۔ مگر صرف اپنے اّخ کے قاتل کی سوچ سے اس کے اندر کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی طرح باقی سب بھی اپنے پیاروں کے دور جانے کے دکھ کو محسوس کریں اسلیے اس نے بچے اغواہ کیے۔ جسم میں موجود ڈوپامین کے ہائی لیول کے باعث اسے پلیئر ملتا تھا۔ اس سب میں وہ اپنے بھائی عہذب کمال کا بدلا لینا نہیں بھولا اور اس ایچ کے نشان کے دو مطلب ہو سکتے ہیں

یاتووہ ایچ حرف سے میری جانب اشارہ کررہا تھا.

یاپھر ایچ سے مراد عہذب کمال کا قاتل ہے."الہان نے بے چینی سے پہلو بدلا.

"پہلے والا پوائنٹ ڈاؤٹ پر ہے کیونکہ پریس کانفرنس ہوئے کئی روز بیت چکے ہیں اگر اس نے مجھ پر حملہ کرنا ہوتا تواب تک کرچکا ہوتا اور اگر ایچ سے مراد عہذب کا قاتل ہے توہمیں عتبہ تک پہنچنے کے لیے پہلے اسے ڈھونڈا ہوگا.کون ہوسکتا ہے ایچ؟وہ جس نے آپ کی مدد کی عہذب کمال کے خلاف جاکر...خطرہ مول لیتے ہوئے اس نے آپ لوگوں کو بچایا....وہ جو کوئی بھی ہے وہ ایک اچھا انسان ہے اور ہمارا خیر خواہ ہے.عتبہ کمال کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہمیں اس تک پہنچنا اور اس میں صرف آپ مدد کرسکتے ہیں میری."وہ امید بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی.وہ دونوں ان واپس گھر جارہے تھے.

"میں کیسے؟"وہ جانتے بوجھتے انجان بنا.

"آپ نے ایچ کو دیکھا تھا.اس نے آپ کی مدد کی تھی.اس کی کوئی غیر معمولی بات, کوئی حرکت یاپھر کوئی بھی چیز ایسی آپ کو یاد ہے جو اس تک پہنچنے میں ہماری مدد کرسکے."حجر نے زور دیا.

"مجھے اتنی زیادہ تفصیلات یاد نہیں ہیں."وہ نظریں چراتے ہوئے بولا.

New Era Magazine

"یاد کرنے کی کوشش تو کریں....اس سارے واقعے کو ذہن میں لائیں.... باریک بینی سے سوچیں." حجر نے اسے مشورہ دیا.

"فلحال مجھے ڈرائیو کرنے دیں." اس نے حجر کو ٹالا تو وہ خاموش ہو گئی مگر یہ خاموشی صرف کچھ دیر کے لیے ہی تھی. ولے کے اندر قدم رکھتے ہی وہ ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی.

"ادھر آئیں بیٹھیں..." حجر نے لاؤنج میں رکھے صوفے کی جانب اشارہ کیا. الہان خاموشی سے اس کی بات پر عمل کرتے ہوئے وہاں بیٹھ گیا.

"بالکل پر سکون ہو جائیں...ہر فکر سے آزاد...ہر مسئلے سے دور...بس یکسوئی سے اس واقعے کو سوچیں."

"رات کو فلائٹ ہے ہماری...مجھے پیکنگ کرنی ہے." الہان نے وہاں سے غائب ہونے کا جواز پیش کیا.

"ابھی بہت وقت ہے پیکنگ ہو جائے گی. پہلے میں جو کہہ رہی ہوں آپ وہ کریں. اس خاموش فضا میں بیٹھ کر آپ دھیان سے سوچیں." وہ جو کہہ کر مڑنے لگی تھی الہان کی آواز پر رکی.

"مجھے نہیں سوچنا اس واقعے کو"

"کیوں؟" حجر نے تیوری چڑھائی۔

"بس نہیں سوچنا۔" وہ بضد تھا۔

"آپ کچھ چھپا رہے ہیں؟" اس کے رویے کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے حجر بولی۔

"میں کچھ نہیں چھپا رہا" اس نے تردید کی تو حجر اسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی۔

"میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ اس شخص نے ماسک پہن رکھا تھا اس لیے میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا اور ویسے بھی میں اس وقت بارہ سال کا تھا اسلیے میری یادیں دھندلی ہو چکی ہیں۔" الہان نے بادل نخواستہ وضاحت دی۔

"ٹھیک ہے۔" وہ مطمئن تو نہیں ہوئی تھی مگر اس کا گریز دیکھ کر حجر نے اصرار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

"کہاں جا رہی ہیں؟" اس مڑتے دیکھ کر الہان نے استفسار کیا۔

"کمرے میں۔" وہ رخ موڑے بغیر بولی۔

"کیا آپ نے کوئی ضروری کام کرنا ہے اس وقت؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

"نہیں... کوئی کام نہیں ہے اس لیے سوچ رہی ہوں وقت گزاری کے لیے آپ کی گیم کھیل لوں۔" اس کے قدم ابھی بھی نہیں رکے تھے۔

New Era Magazine

"وہ آپ سے اکیلے نہیں کھیلی جائے گی وہ اسکواڈ راؤنڈ ہے۔ چار سے دس پلیئرز کا اسکواڑ کا ہی اسے کھیل سکتا ہے۔" اب کی بار اس کے قدم تھمے تھے۔

"کیا واقعی؟" حجر نے تعجب سے پوچھا۔

"ہمم... ویسے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے اسکواڈ میں شامل ہو سکتا ہوں۔" الہان نے خوش دلی سے پیش کش کی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر باقی کے پلیئرز کا کیا کرنا ہے؟" وہ تفکر آمیز لہجے میں بولی تو الہان نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"میں اپنے دوستوں سے پوچھتی ہوں۔ نورہ تو ضرور کھیلے گی میرے ساتھ... آج کل ویسے بھی ونٹر ہولیڈیز ہیں فارغ ہی ہو گی... اور آپ بھی اپنے دوستوں سے پوچھ لیں۔" وہ کچھ توقف کے بعد بولی۔

"وہ اس وقت آفس میں مصروف ہونگے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ کام چھوڑ کا گیم کھیلیں۔" وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔

"آپ کے چاہنے نا چاہنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر آپ انہیں نہیں کہیں گے تو میں خود فون کر کے کہہ دوں گی اور میری بات نہیں ٹالیں گے وہ کیونکہ کل رات ہی میں

نے انہیں آپ کی ڈانٹ سے بچایا تھا۔" وہ ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔ پیچھے بیٹھا الہان اسے گھور کر رہ گیا۔

"زندگی آسانی سے نہیں گزرنے والی مسٹر الہان....اب روز روز اپنی مرضی کے خلاف فیصلے برداشت کرنے پڑیں گے۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے خود کو مستقبل کے لیے تیار کیا۔

....

"ہنٹر گیم کے چوتھے لیول 'داسیویئر' میں آپ سب کو خوش آمدید۔" سائمن کی آواز ٹرین میں گونجی جس پر سوار ہو کر وہ لوگ چوتھا لیول کھیلنے جا رہے تھے۔ وہ کل پانچ افراد تھے.... حجر، الہان، نورہ، ایما اور اینڈی شامل تھے۔ حجر کے کہنے پر وہ سب گیم میں ساتھ دینے کے لیے موجود تھے۔ لیول شروع کرتے ہی عمدہ گرافکس کی بدولت حجر ایک مرتبہ پھر سے ارد گرد سے بے نیاز گیم میں گم ہو گئی تھی۔ حجر اور الہان اس وقت لاؤنج میں ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر اپنے اپنے لیپ ٹاپ پر گیم آن کیے براجمان تھے۔

"مونسٹر! تم اور اینڈی چونکہ گیم سے واقف ہو اس لیے تم لوگ ہماری کوئی مدد نہیں کرو گے۔ تم دونوں بس خاموشی سے کھیلو گے۔" وہ ٹرین میں ہی سوار تھے جب اپنے

New Era Magazine

پرانے انداز میں لوٹتے ہوئے حجر نے الہان کو تنبیہ کی. الہان نے اپنا مائیک آف کر رکھا تھا جبکہ حجر کا مائیک آن تھا جس کے ذریعے اب دونوں کی آواز باقی سب تک باآسانی جا رہی تھی. الہان نے اپنے لیپ ٹاپ سے حجر کو میوٹ کیا تھا کیونکہ وہ اس کے بغیر بھی اس کی آواز سن رہا تھا.

"مرضی ہے تمہاری." الہان نے کندھے اچکائے. اسی دوران ٹرین کے ٹائر چڑچڑائے. ریل گاڑی سے نکلتے ہی ہمیشہ کی طرح انہوں نے خود کو انجان جگہ پر پایا. وہاں تیز روشنی تھی جس کے باعث ان کی آنکھیں چندھیانے لگی تھیں. آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھ کر انہوں نے روشنی کو روکنا چاہا. جب روشنی کی شدت کم ہوئی تو ان سب نے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹائے اور ساتھ ہی ان کی نظروں کے سامنے رقعہ ابھرا.

"جہاں پنچھی پر پھیلائے
عکس اپنا روپ دکھلائے
سارا جہاں نظر آئے
جو بادلوں میں چھپ جائے" حجر نے رقعے پر لکھے الفاظ پڑھے پھر مڑ کر باقی سب کی جانب متوجہ ہوئی.

New Era Magazine

"اینڈی! مونسٹر کہاں ہے؟" وہ سب موجود تھے سوائے الہان کے اسلیے حجر نے اس کے متعلق استفسار کیا.

"بھابھی آپ نے کہا تھا کہ کوئی مدد نہیں کرنی اسلیے میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا."

اینڈی نے اسے یاد دہانی کروائی تو وہ خاموش ہو گئی.

"کہاں ہے آپ کا پلیئر؟" اب کی بار حجر نے قریب بیٹھے الہان سے پوچھا.

"میری سکرین پر اب تک اندھیرا چھایا ہے." الہان نے اسے اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین دکھائی.

"بھابھی ویسے یہ چیٹنگ ہے." اینڈی بولا.

"چپ کرو تم...." الہان نے اسے ڈپٹا پھر حجر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا

"میرا پلیئر اس وقت قید ہے آپ نے مجھے آزاد کروانا ہے. یہ جو رڈل آپ کو دی گئی اس کو کریک کریں. اس میں اس جگہ کا بتایا گیا ہے جہاں میرا پلیئر قید ہے. مجھے یہاں سے باہر نکالا اس لیول میں آپ کا مشن ہے." الہان نے اسے صورتحال کے متعلق آگاہ کیا.

"....ٹھیک ہے." حجر نے سر ہلایا. ایما اور نورہ خاموشی تھیں کیونکہ وہ ان تینوں کی گفتگو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں.

New Era Magazine

"حجر! یہ پروفیٹک مونسٹر اور اینڈی واٹسن نامی پروفائل کس کی ہے؟" جب ایما کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نارویجین زبان میں حجر سے پوچھ تا کہ وہ الہان اور اینڈی اس کی بات سمجھ نہ پائیں.

"پروفیٹک مونسٹر الہان ہیں اور اینڈی ان کا دوست ہے." حجر نے جواب دیا تو نورہ اور ایما نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا.

"بھابھی یہ انتہائی غیر اخلاقی حرکت ہے. میری موجودگی میں آپ نارویجین زبان میں بات نہیں کر سکتی. باس خود تو قید ہو گئے ہیں اور مجھے تن تنہا انجان لوگوں بلکہ انجان لڑکیوں میں چھوڑ گئے ہیں." اینڈی ڈرامائی انداز میں بولا.

"تم فکر مت کرو اینڈی ویلیم کچھ دیر میں تمہیں جوائن کر لے گا." حجر نے اسے تسلی دی.

"چلو پھر مونسٹر کی تلاش شروع کرتے ہیں." حجر ان سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اور ایک دفعہ پھر رقعہ پر لکھی پہلی سطر پڑھنے لگی.

"جہاں پنچھی پر پھیلائے"

"پنچھی کب پر پھیلاتا ہے؟" حجر نے سوالیہ انداز میں بولی. وہ چاروں اس وقت جنگل نما جگہ پر کھڑے تھے.

"جب وہ باسک کرتا ہے۔"ایمانے رائے پیش کی۔اب کی باروہ انگلش میں بولی۔

"مگر پرندوں کے باسک کرنے کی کوئی مخصوص جگہ نہیں ہوتی۔"حجر نے جواب دیا۔

"پرندے اپنے پر تب بھی پھیلاتا ہیں جب انہیں اپنے پر سو کھانے ہوتے ہیں۔"نورہ گویا ہوئی۔

"جب پرندے اپنے شکار کی تلاش میں پانی میں غوطہ لگاتے ہیں تو ان کے پر گیلے ہو جاتے اور پھر اپنے پروں کو سو کھانے کے لیے وہ اپنے پر پھیلاتے ہیں۔اس مطلب ہے کہ مونسٹر کو کسی ایسی جگہ قید کیا گیا ہے جو پانی کے قریب ہے۔"حجر پر سوچ انداز میں بولی۔اینڈی خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔الہان بھی ان کی گفتگو سن سکتا تھا کیونکہ قید کی وجہ سے اس کے مائیک یا سپیکر کو بند نہیں کیا گیا تھا۔وہ ان کی باتیں سن بھی سکتا تھا اور انہیں جواب بھی دے سکتا تھا مگر وہ انہیں اپنی لوکیشن نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔

"عکس اپنا روپ دکھلائے"حجر نے اب اگلی سطر پڑھی۔

"عکس یعنی رفلیکشن..."ایما خود کلامی کے انداز میں بولی۔

"رفلیکشن دو ہی چیزوں میں نظر آتا ہے..... شیشے اور پانی میں"نورہ نے ٹکرا لگایا۔

New Era Magazine

"پانی کی ہنٹ پہلے مل چکی ہے اسلیے دوسری سطر میں عکس سے مراد شیشہ ہے۔"حجر رسانیت سے بولی۔

"سارا جہاں نظر آئے"اب کی بار نورہ نے حجر کے ہاتھ سے رقعہ لے کر سطر پڑھی۔

"سارا جہاں تو صرف آسمان سے ہی نظر آسکتا ہے۔"ایمانے اپنی رائے دی۔

"اس سطر کا مطلب واضح نہیں ہے اس لیے اسے رہنے دو۔ اگلی سطر پڑھتے ہیں۔"کچھ دیر بعد سطر پر غور و فکر کرنے کے بعد حجر بولی اور ساتھ ہی اگلی سطر پڑھنے لگی۔

"جو بادلوں میں چھپ جائے"

"بادلوں میں تو وہی چیز چھپتی ہے جو بلندی پر ہو۔ مثلاً پہاڑ، بلند بلڈ نگز وغیرہ"نورہ بولی۔

"بلندی سے باقی سب چیزیں بھی نظر آتی ہیں۔"ایمانے پچھلی سطر کا مطلب بھی واضح کیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مونسٹر کو کسی ایسی جگہ قید کیا گیا ہے جو بلندی پر ہے، جس کے قریب پانی اور شیشے ہیں۔ اس جگہ پر بلڈ نگز ہو نہیں سکتی تو پہاڑ ہی ایسی جگہ جہاں مونسٹر کو قید کیا جاسکتا ہے۔"حجر نے ان دونوں کی مدد سے پہیلی سلجھائی۔

"پہاڑ کی چوٹی پر بنا شیش محل "نورہ کی بات پر حجر نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا.

"تم اس گیم میں بہت اچھی ہو." حجر نے اسے سراہا.

"میں یہ لیول کھیل چکی ہوں. حالاں کہ میری پہیلی مختلف تھی مگر بھی پھر میں اپنے تجربے سے اندازہ لگا سکتی ہوں کہ انہیں کسی آئی لینڈ کے پہاڑ کی چوٹی پر بنے شیش محل میں قید کیا گیا ہے."نورہ نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی.

"چلو اچھا ہوا جو تم اسکواڈ کا حصہ ہو." حجر خوش دلی سے بولی.

"چلو اب شیش محل ڈھونڈتے ہیں." ایما نے ان کی توجہ مبذول کروائی.

"میں میپ سے شیش محل کی لوکیشن ڈھونڈتی ہوں." کہتے ساتھ ہی حجر نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا. لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کے ہاتھ پر نقشہ آ گیا تھا. میپ کھولنے کے بعد اس نے جلد ہی شیش محل تلاش کر لیا تھا. اب وہ چاروں اس آئی لینڈ کی جانب بڑھنے لگے جس پر شیش محل واقع تھا.

"آئی لینڈ دیکھ کر یاد آیا حجر... میں کچھ دن پہلے لنڈورا آئی لینڈ گئی تھی اور وہاں ٹک شاپ ہر موجود لڑکی مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھ رہی تھی." اچانک یاد آنے پر ایما نے اسے بتایا.

"شاید اس نے تمہیں میرے ساتھ دیکھا ہوگا تبھی تو اسے معلوم ہوا ہوگا کہ تم میری دوست ہو.... خیر کیا پوچھ رہی تھی وہ؟" حجر نے دلچسپی سے سوال کیا. وہ لوگ اب میپ کے مطابق شیش محل کہ جانب بڑھ رہے تھے.

"پوچھ رہی تھی کہ آپ کی دوست نے اپنی زندگی سب سے خوبصورت خواہش پوری کر لی؟ کیا اس نے آئی لینڈ پر گھر لے لیا؟" ایمانے اس کی خواہش کا ذکر کیا تو الہان بھی متوجہ ہوا. اپنی خواہش یوں سب کو معلوم ہونے پر حجر جز بز ہوئی.

"حافظہ اچھا ہے اس لڑکی کی تبھی تو اسے میری باتیں ابھی تک یاد ہیں." حجر نے مبہم انداز میں جواب دیا.

"بھابھی یہ سب کیا ہے؟ آپ اپنی دوستوں کے ساتھ باتوں میں لگی ہیں. باس بھی خاموش ہیں اور میرے بولنے پر آپ نے پابندی لگادی ہے. اس طرح تو میں بور ہو گیا ہوں. کیا اس لیے آپ نے مجھے گیم میں شامل ہونے کو کہا تھا؟ کیا فائدہ میرا دیدہ دلیری سے باس کے خلاف جا کر گیم جوائن کرنے کا؟ اچھا ہوتا میں بھی جارج, پیٹر اور سائمن کی طرح باس کی بات مان کر کام کرتا رہتا." اینڈی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا

"بہت ہی اچھا ہو رہا تمہارے ساتھ اینڈی... میری بات نہ ماننے کی سزا ہے یہ بوریت۔" الہان نے جتایا۔اسی دوران ان سب کی سکرینز پر ولیم کے جوائن کرنے کی نوٹیفکیشن واضح ہوا۔

"ہالو! لیڈیز اینڈ جنٹل مینز" ولیم کی آواز ان سب کے سپیکرز میں گونجی۔

"ہالو" حجر، نورہ اور ایما نے جواب دیا جبکہ اینڈی اور الہان گیم میں شامل ہونے والے کی پروفائل دیکھنے میں مصروف تھے۔

"نورہ اور ایما تو ٹھیک ہی ہوں گی۔ تم بتاؤ تم کیسی ہو حجر؟" اس نے خوشدلی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" حجر نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

نکاح کی بہت مبارک ہو تمہیں۔ مور نے بتایا تھا مجھے مگر مصروفیت کے باعث نکاح والے دن فون نہیں کر سکا۔" ولیم نے وضاحت دی۔

"کوئی بات نہیں۔"

"اپنے شوہر کے بارے میں بتاؤ حجر... کیا کرتا ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ مور نے تو بس یہی بتایا تھا کہ تمہارا کزن ہے۔" ولیم نے استفسار کیا۔

"مور نے ہمیں بھی بس یہی بتایا تھا۔ باقی تفصیلات تم بتا دو حجر" ایما نے زور دیا۔ان کی بات سن کر حجر کی نگاہ بے اختیار کچھ فاصلے پر بیٹھے الہان پر پڑی جس کے کانوں میں لگے

New Era Magazine

ہیڈ فونز اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ ان کی گفتگو سے فیض یاب ہو رہا ہے. الھان نے ابھی اسی لمحے اس کی جانب دیکھا. نگاہیں ملنے پر حجر نے فوراً سر نظریں سکرین پر جما دیں اور ان کے سوال کا کوئی مناسب جواب سوچنے لگی.

"اگر آپ میرے بارے میں کچھ جاننا چاہتے ہیں تو مجھ سے ڈائریکٹ پوچھ سکتے ہیں."

حجر کو تذبذب کا شکار دیکھ کر الھان بولا تو حجر نے تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھا.

"آپ کا تعارف؟" ولیم نے پوچھا.

"میں حجر کا شوہر ہوں....الھان مرتضیٰ" وہ مضبوط لہجے میں بولا.

"الھان مرتضیٰ...نام جانا پہچانا سا ہے. کیا کرتے ہیں آپ؟" اس کا نام زیر لب دہراتے ہوئے ولیم استفہامیہ انداز میں بولا.

"نیورون کمپنی کے سی ای او ہیں." اب کی بار جواب حجر نے دیا تھا.

"او...تو آپ مشہور گیم ڈویلپر الھان مرتضیٰ ہیں. آپ سے حجر کے نکاح کا سن کر خوشی ہوئی." ولیم خوشگوار حیرت سے بولا.

"مجھے بھی" الھان بادل نخواستہ بولا ورنہ اسے ولیم کچھ خاص پسند نہ آیا تھا.

"یہ الھان مرتضیٰ تمہارا کزن کب سے بن گیا؟" نورہ نے الھان کی موجودگی کے باعث نارویجین زبان میں دریافت کیا. مور کے منہ سے انہوں نے حجر کے شوہر کا نام

الہان سن رکھا تھا مگر انہیں پورا نام نہیں معلوم تھا۔اب الہان کا تعارف سن کر ان دونوں کو شاک لگا تھا۔

"بڑی لمبی کہانی ہے سناؤں گی کسی اور دن۔"حجر نے انہیں ٹالا۔وہ لوگ سمندر کنارے پہنچ گئے تھے مگر سمندر کے درمیان بنے آئی لینڈ تک جانے کا کوئی ذریعے انہیں سمجھ نہیں آیا تھا۔وہ سب وہیں کھڑے تھے جب اچانک سے جنگل میں ہلچل مچی۔بھاری قدموں کی آواز کے ساتھ ہی لمبے قد کی عجیب مخلوق ان کی جانب بڑھتی ہوئی دکھائی دی۔

"یہ مینو تھور ہے۔"نصف انسان اور نصف بیل کے طرز کی مخلوق کو دیکھ کر ولیم گویا ہوا۔

"یہ ہماری طرف آرہا ہے اس سے بچنے کے لیے چھپنے کی جگہ تلاش کرو۔"ان سب کو وہیں کھڑے دیکھ کر اینڈی بولا۔سب نے اس کی بات پر عمل کیا اور درختوں کی اوٹ میں چھپ گئے۔مینو تھور اب ساحل کے قریب کھڑا ان سب کو تلاش میں ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

"میرے خیال سے یہ بھوکا ہے اور پیٹ بھرنے کے لیے یہ ہمیں کھانا چاہتا ہے۔"نورہ نے تجزیہ کیا۔مینو تھور اب ارد گرد تباہی مچانے میں مصروف تھا۔الہان کا پلییئر چونکہ

قید تھا اس لیے اندھیرے میں ڈوبی سکرین دیکھنے کی بجائے وہ حجر کے لیپ ٹاپ پر نگاہ جمائے گیم سے لطف اندوز ہو رہا تھا.

"چھپنے سے کچھ نہیں ہو گا. ہمیں اس کو مارنا چاہیے."ایما بولی اسی دوران مینو تھور اس درخت کی جانب بڑھا جس کے پیچھے حجر چھپی تھی. اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر حجر بوکھلائی.

"اپنی تلوار سے مقابلہ کرو اس کا حجر"الہان نے اسے بتایا. اس کی بات پر فوراً عمل کرتے ہوئے حجر نے کمان میں سے تلوار نکالی اور اپنی جانب بڑھتے مینو تھور کے بازو پر وار کیا. اس کے وار سے مینو تھور کو کچھ خاص فرق نہ پڑا تھا. وہ اب پہلے سے زیادہ غصے سے اس کی جانب بڑھا تھا. حجر نے اپنی بچاؤ کے لیے حجر نے الٹے قدم اٹھاتے ہوئے مزید دو تین حملے کیے جو بے فائدہ گئے. لیپ ٹاپ سکرین پر نظر آتی اس کی پاور ختم ہونے کو تھی جب الہان نے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی جانب کیا اور تیزی سے کی پیڈ پر انگلیاں چلاتے ہوئے مینو تھوڑ پر پے در پے وار کرنے لگا. تزی سے ضربیں لگنے کے باعث مینو تھوڑ کے قدم تھمے تھے.

"باقی سب بھی حملہ کرو اس پر. ویلیم اور اینڈی تم لوگ پچھلی جانب سے حملہ کرو جبکہ ایما اور نورہ تم لوگ دائیں اور بائیں جانب سے."حجر نے باقی سب سے کہا تو باقی سب

بھی تلواریں اٹھائے میدان میں آئے۔ان پانچوں کے ایک ساتھ حملہ کرنے سے مینو تھور کی پاور کم ہوتی جاری تھی۔آخر میں حجر کے پلیئر کو کنٹرول کرتے الہان نے ایک ضرب مینو تھور کی طاقت یعنی اس کے سینگ پر ماری جس سے اس کی رہی سہی پاور بھی ختم ہوئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔اس کے مرے ہوئے وجود سے اب پروں والے گھوڑے پیگاسس بننے لگے تھے۔ مینو تھوڑ کے مرتے ہی الہان نے لیپ ٹاپ اسے واپس کیا اور خود صوفے سے اٹھ کر کچن کی جانب چلا گیا۔ حجر دوبارہ گیم کی جانب متوجہ ہوئی جہاں سب پیگاسس پر سوار ہو کر سمندر عور کر کے آئی لینڈ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ حجر نے بھی ان سب کی تقلید کی۔

"ویسے بہت اچھا کھیلا ہے تم نے حجر.."نورہ اس کے پلیئر کے مینو تھوڑ کے مارنے سے خاصی متاثر ہوئی تھی۔پہلے حجر نے سوچا کہ اسے بتادے کہ وہ نہیں الہان کھیل رہا تھا اس کے لیپ ٹاپ سے مگر پھر ان سب کی معنی خیز مسکراہٹوں کا سوچ کر اس نے ارادہ ترک کر دیا اور نورہ کی تعریف کے جواب میں بولی۔

"شکریہ"وہ سب اب بڑے پروں والے پیگاسس کی پشت پر سوار سمندر کے اوپر سے گزر رہے تھے۔ حجر کو یہ سفر خاصا پسند آیا تھا۔

"اینڈی!"حجر نے ویلیم سے باتیں کرتے اینڈی کو پکارا۔

"جی بھابھی" وہ مودب انداز میں بولا.

"قید ہونے والے پلیئر کی سلیکشن رینڈم ہوتی ہے؟" حجر نے اپنے شک کی تصدیق کے لیے پوچھا.

"جی بالکل" اینڈی کے جواب پر حجر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تو اینڈی واپس ولیم کی جانب متوجہ ہو گیا. کچھ ہی دیر میں وہ لوگ آئی لینڈ پر پہنچ گئے تھے. پیگاسس کو وہیں چھوڑنے کے بعد ان کا رخ آئی لینڈ کے سب سے بلند پہاڑ کی چوٹی پر بنے شیش محل کی جانب تھا. الہان اسی دوران کافی کے دو مگ ہاتھ میں اٹھائے کچن سے واپس آیا. ایک مگ اس نے حجر کی جانب بڑھایا.

"شکریہ" کہتے ساتھ حجر نے مگ تھاما تو الہان اپنا مگ لے کر اس سے کچھ فاصلے پر براجمان ہو گیا. ایئر پوڈ لگانے کے بعد وہ اب اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ تھا.

"جلدی آزاد کرواؤ مجھے... میں زیادہ دیر اس قید میں رہ کر بور نہیں ہو سکتا." الہان کی آواز گونجی.

"ہم کوشش کر رہے ہیں باس" اینڈی نے جواب دیا. وہ لوگ اب محل تک پہنچ گئے تھے. اینڈی نے آگے بڑھ کر محل کا دروازہ دھکیلا تو وہ چڑ چڑاہٹ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا. اندر قدم رکھتے ہی انہیں یوں لگا کہ انہوں نے کسی بھول بھلیا میں قدم رکھ

New Era Magazine

لیا. محل کے ساری دیواریں شیشے کی بنی تھیں اسی لیے انہیں آگے کا راستہ تلاش کرنے میں خاصی مشکل ہو رہی تھی. ان کے محل میں قدم رکھتے ہی الہان کی سکرین پر چھایا اندھیرا ختم ہو گیا تھا. اب اس کا پلیئر ایک کمرے میں بند تھا جس کی دیواریں محل کی باقی دیواروں کی طرح شیشے کی تھیں. الہان کا پلیئر چونکہ یہاں سے اس وقت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا جب تک کوئی باہر سے آ کر اسے بچا نہ لیتا اسلیے اس نے اپنا لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور خود پھر سے حجر کے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا. وہ پانچوں اب محل کی دیواریں ٹٹھولنے میں مصروف تھے. ایما دیواروں پر تیزی سے ہاتھ پھیر رہی تھی جب اچانک سے اس دیوار پر لگا شیشہ سلائیڈ ہوا

"واہ... محترمہ آپ نے تو کمال کر دیا" راہ کھلتے دیکھ کر اینڈی ایما کو مخاطب کرتے ہوئے خوش دلی سے بولا اور اس اندھیرے راستے پر گامزن ہو گیا. باقی سب نے بھی اس کی تقلید کی. چند قدم چلنے کے بعد انہیں وہاں ایک دروازہ دکھا تھا. نورہ نے آگے بڑھ کر دروازے کا ہینڈل گھمایا تو وہاں انگریزی حروف پر مبنی ایک ڈائل باکس آیا.

"پہلے ہمیں کوڈ ملانا ہے پھر دروازہ کھلے گا." اینڈی نے انہیں اطلاع دی جس پر سب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا.

"کوڈ کیسے پتا چلے گا؟" حجر تفکر آمیز انداز میں بولی

"غور سے دروازے کی سطح کو دیکھیں. اس پر کچھ تصویریں بنی ہیں. ان تصویروں میں ایک پیغام چھپا ہے اور وہ پیغام لاک کا کوڈ ہے." الہان رسانیت سے بولا. اس کی بات سن کر وہ دروازے کے قریب جاکر اسے غور سے دیکھنے لگے.

"یہ تو ہائیرو گلیفکس ہے." دیوار پرندے, باز اور گول دائرہ نما چیزیں بنی دیکھ کر نورہ جھٹ سے بولی.

"ہائیرو گلفکس یعنی تصویری تحریر نا? قدیم مصر کی تحریر جو بجائے حروف کے تصویروں کے ذریعے لکھی جاتی تھی?" حجر نے استفسار کیا.

"ہاں وہی... ہائیرو گلفکس میں ہر شکل ایک خاص سائونڈ کو ظاہر کرتی ہے." نورہ نے جواب دیا.

"بھلا ان شکلوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے? یہاں تو ایک پرندہ, پھر ایک پاؤں, گول دائرہ, ہاتھ, آنکھ نما نشان اور پھر سیمی سر کل بنا ہے." ایمانا سمجھی سے بولی.

"پاؤں دیکھ کر لگتا ہے کہ کہیں جانے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ہاتھ سے لگتا ہے کہ کسی چیز کو تھامنے کا ذکر کیا گیا ہے." ویلیم ان اشکال کو دیکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولا.

"اس دروازہ کا جو کوڈ ہے اس میں کہیں بھی جانے یا کسی کسی بھی چیز کو تھامنے کا ذکر نہیں ہے." اینڈی قطعیت سے بولا.

"پھر پرندوں کے بارے میں بتایا گیا ہو گا." ایما نے اندازہ لگایا.

"نہیں" اس نے قطعی انداز میں سر ہلایا.

"پھر کیا مطلب ہو سکتا ہے اس جملے کا؟" حجر نا سمجھی سے بولی.

"چلیں بھابھی میں آپ کو ہنٹ دیتا ہوں.... دیوار پر بنی شکلوں میں جو گول دائرہ ہے اس کا کوئی ساؤنڈ نہیں ہے یہ صرف تحریر کا معنی واضح کرنے کے استعمال ہوا ہے" اینڈی نے خوش دلی سے ہِنٹ دی مگر اس کی ہنٹ سے انہیں کوئی خاصی مدد نہیں ملی تھی.

"اس سے بہتر تھا کہ آپ نہ ہی کوئی ہنٹ دیتے." ایما جل کر بولی.

"ایک تو میں آپ کی مدد کر رہا ہوں اور باتیں بھی آپ مجھے ہی سنا رہی ہیں.... ماننا پڑے گا بھابھی دو دستیں آپ کی انتہائی بے مروت ہیں." اینڈی نے حساب برابر کیا.

"جتنی اہم بات آپ نے ہمیں بتائی ہے اگر وہ آپ نہ بھی بتاتے تب بھی ہم نے تصویروں کے معنی سمجھ جانے تھے." ایما دانت پیس کر بولی.

"میں گیرنٹی دے سکتا ہوں کہ میری یا باس کی مدد کے بغیر آپ یہ ہائرو گلیفکس کا مطلب نہیں سمجھ سکتی." وہ پر اعتمادی سے بولا. ان دونوں کی بحث گوش گزار کرتے

الہان اور حجر نے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر الہان ان کی بحث ختم کرنے کے لیے اینڈی کو مخاطب کرتے ہوئے ڈپٹ کر بولا

"اینڈی بس کر دو....ہر جگہ اپنی زبان کے جوہر دکھانا ضروری نہیں ہے."

"باس آپ ان محترمہ کو بھی منع کریں. میری مدد کے جواب میں دیکھیں کیسے باتیں سنا رہی ہیں."اینڈی نے ایما کو گھسیٹا.

"میں نے کون سی باتیں سنادی..."ایما نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا مگر حجر اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی

"ایما...بس اس بحث کو یہیں ختم کرو."حجر کی بات پر ایما خاموش ہو گئی.

"میرے خیال میں یہ جو پہلی تین اشکال پرندہ,پاؤں اور زگ زیگ کا مجموعہ ہے یہ WBN ساؤنڈ ہے جس کا مطلب چمکنا ہے."نورہ پرسوچ انداز میں بولی.

"اور اگر یہ گول دائرے تحریر کے معنی واضح کرنے کے لیے ہیں تو چمکنے لفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں ان گول دائروں کا مطلب سورج ہو سکتا ہے."حجر نے تجویز پیش کی.

"کیا ہم سہی سمت کا رہے ہیں؟"حجر الہان کی جانب دیکھتے ہوئے استفہامیہ انداز میں بولی.

"ہمم" الہان نے اثبات میں سر ہلایا تو مطمئن ہوتے ہوئے حجر واپس گیم کہ جانب متوجہ ہوئی.

"یہ جملہ بہت کامن ہے." اینڈی نے انہیں ایک اور ہنٹ دی.

"چمکنا اور سورج.... دونوں لفظ ایک جملے میں استعمال ہوں اور ان جملہ بھی عام ہو... ایسا کون سا جملہ کو سکتا ہے؟"

"سورج چمکتا ہے." ایما بولی.

"سورج آسمان پر چمکتا ہے." حجر گویا ہوئی.

"ہر صبح سورج چمکتا ہے." نورہ نے اپنی رائے دی.

"اس ہائرو گلفکس کا مطلب ہے

"The sun shine in the sky.

اینڈی کے تصدیق کرنے پر حجر مسکراتے ہوئے آگے بڑھی اور کوڈ ملانے لگی. ٹک کی آواز سے دروازہ کھلا اور شیشے کی دیواروں سے بنے کمرے سے الہان کا پلیئر آزاد ہوا. ہنٹر گیم کے چوتھے لیول 'دا سیویئر' میں ملنے والا ان کا مشن ختم ہو چکا تھا اس لیے اب ان کی سکرین پر محل کی بجائے مینیو کھل چکا تھا.

"آخر کار... آپ سب مجھے آزاد کروانے اور اپنا مشن پورا کرنے میں کامیاب رہے۔ آپ سب کے ساتھ کھیل کر اچھا لگا۔" الہان خوش دلی سے بولا۔

"ہمیں بھی آپ کے ساتھ کھیل کر اچھا لگا۔ امید ہے کہ جلد آپ سے فیس ٹو فیس ملاقات ہوگی۔" ولیم نے جواب دیا۔

"ویسے ناروے کب تک آنے کا ارادہ ہے آپ لوگوں کا؟" نورہ نے استفسار کیا۔

"کیس ختم ہونے کے بعد انشاءاللہ ہم چکر لگائیں گے ناروے کا۔" الہان نے جواب دیا تو حجر اسے دیکھ کر رہ گئی۔ چند اختتامی کلمات ادا کرنے کے بعد ان دونوں نے گیم بند کر دی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہیں؟" اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر الہان نے دریافت کیا۔

"یہی کہ کیس ختم ہونے کے بعد ہم نے ناروے جانے کی پلاننگ کب کی تھی۔" حجر طنزاً بولی تاکہ الہان کو احساس ہو کہ اس دفعہ پھر وہ اس کی مرضی جانے بغیر فیصلہ کر رہا ہے۔

"پلاننگ ہم نے کی ہو یا میں نے کی ہو بات تو ایک ہی ہے آخر آپ کے اور میرے فیصلے الگ الگ تھوڑی نہ ہیں۔" وہ شرمندہ ہوئے بغیر بولا۔

"میں آپ کے ساتھ ناروے نہیں جاؤں گی۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

New Era Magazine

"کوئی مسئلہ نہیں... میں آپ کے ساتھ چلا جاؤں گا۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا تو حجر اسے گھور کر رہ گئی۔

"ناروے جانے یا نا جانے کا بعد میں فیصلہ کر لیں گے فلحال پاکستان جانے کی تیاری کریں۔" اپنی بات کہنے کے بعد الہان لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

....

ارائیول کونکورس ہال سے باہر نکلتے ہی حجر نے اپنا فون آن کیا۔ فون پر موصول ہونے والے میسجز دیکھتے ہوئے وہ الہان کے ہمراہ پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ رہی تھی جب اسے خود پر کسی کی نظریں محسوس ہوئیں۔ سر اٹھا کر اس نے ارد گرد دیکھا مگر وہاں اسے کوئی شخص ایسا نہیں دکھا جو اس کی جانب متوجہ ہو۔ اپنا وہم سمجھ کر وہ واپس فون کی جانب متوجہ ہو گئی۔ اسی وقت اسے ایک میل موصول ہوا۔ حجر نے میل باکس کھولا تو حال ہی میں آنے والی میل 'اتچ' کی جانب سے تھی۔ حجر کے چلتے قدم تھمے اور لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے میل کھولا۔ میل میں یہ الفاظ درج تھے

"یہ عتبہ کمال کی لوکیشن ہے" میسج کے ساتھ ہی لوکیشن بھیجی گئی تھی۔ حجر نے لوکیشن کھولی تو وہ جگہ تقریباً یہاں سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر تھی۔

''کیا ہوا ہے؟'' اسے کھڑا دیکھ کر الہان نے پوچھا. حجر نے کچھ کہنے کی بجائے فون اس کی جانب بڑھا دیا.

''یہ ٹریپ بھی ہو سکتا ہے.'' میل دیکھنے کے بعد الہان بولا.

''اے چ ہمارا خیر خواہ ہے. اس نے ہماری مدد کرنے کے عتبہ کمال کے لوکیشن بھیجی ہے.'' حجر دوٹوک انداز میں بولی اس بات سے انجان کہ اس کے ٹریولنگ بیگ پر لگے ریکاڈر کے ذریعے کوئی شخص ان کی بات حرف بہ حرف سن رہا ہے.

''ہمیں اس جگہ جانا چاہیے.'' حجر خود کلامی کے انداز میں بولی اور الہان کے ہاتھ سے فون واپس لے کر آفیسر رضا حمید کو کال کرنے لگی.

''حجر یہ لوکیشن غلط بھی ہو سکتی ہے. ہمیں پہلے کنفرم کر لینا چاہیے.'' الہان نے اسے روکنا چاہا.

''ہم جب وہاں جائیں گے تو کنفرمیشن ہو جائے گی.'' اس نے الہان کی بات رد کی. اسی وقت آفیسر رضا حمید فون اٹھایا تو وہ ان کی جانب متوجہ ہو گئی

''میں آپ کو لوکیشن بھیج رہی ہوں. جلد از جلد پولیس فورس کے ہمراہ اس جگہ پر پہنچیں.'' خیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد وہ بولی.

''سب ٹھیک ہے میم؟'' وہ تفکر آمیز لہجے میں بولے.

"سب ٹھیک ہے آپ بس جلد از جلد اس جگہ پر پہنچیں۔" کہتے ساتھ حجر نے فون بند کیا اور لوکیشن انہیں بھیجی۔ پھر اس نے کرائم برانچ کی ٹیم کو اس جگہ پہنچنے کا کہا اور خود بھی تیز قدموں سے پارکنگ کی جانب بڑھنے لگی جہاں ڈرائیور ان کے انتظار میں کھڑا تھا۔ الہان نے حجر سے ٹریولنگ بیگ لے کر اس کا اور اپنا بیگ ٹرنک میں رکھا پھر وہ دونوں گاڑی کی بیک سیٹ پر براجمان ہو گئے۔ حجر نے لوکیشن ڈرائیور کو بتائی تو اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔

"اگر لوکیشن سہی بھی ہے تب بھی رات کے اندھیرے میں وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔" الہان نے اسے تنبیہ کی۔

"میں اکیلی نہیں جا رہی... پولیس فورس اور میری ٹیم میرے ساتھ ہے۔" حجر نے اسے تسلی دی۔

"اگر کچھ ہوا تو میرا انتظار کریے گا۔ میں آپ کو بچانے آ جاؤں گا۔" کچھ توقف کے بعد جانے کس احساس کے زیر اثر الہان بولا۔

"میں نہیں چاہتی کہ آپ مجھے بچانے آئیں۔ مجھے ہمیشہ سے اپنے لیے خود سٹینڈ لینا پسند ہے۔" حجر رسان سے بولی۔

''اپنے لیے سٹینڈ لینا اچھی بات ہے مگر کبھی کبھار خود کو دوسروں کے سپرد کر دینا چاہیے.... اگر کبھی خود کو مشکل میں پائیں تو میری مدد کا انتظار کرنا" وہ دھیمے اور پر یقین لہجے میں بولا تو حجر سمجھ نہ پائی کہ اس کا لہجہ حکمیہ تھا التجائیہ۔ وہ یہی سمجھنے میں مصروف تھی جب اس کے کہیں اندر سے آواز آئی کہ نہ وہ اسے حکم دے رہا تھا، نہ ہی درخواست کر رہا تھا، وہ بس اس پر حق جتا رہا تھا۔ اسے اپنا پابند کرنا چاہ رہا ہے اور حجر چاہتے نا چاہتے بھی اس کی پابند ہو گئی تھی۔ باقی کا سارہ سفر خاموشی میں کٹا تھا۔ وہ دونوں اپنی سوچوں میں ڈوبے تھے جب گاڑی کے ٹائر چڑ چڑائے۔

''گاڑی یہاں تک ہی جا سکتی تھی۔ آگے کا سفر آپ کو پیدل طے کرنا پڑے گا۔" پہاڑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیور نے انہیں اطلاع دی۔ اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے وہ دونوں گاڑی سے باہر نکل آئے۔ حجر ایک نظر فون سکرین پر دکھتی لوکیشن دیکھنے کے بعد اپنے سر پر کھڑے بلند و بالا پہاڑ کو دیکھنے لگی جو رات کے اندھیرے میں خاصا ہولناک دکھ رہا تھا۔ انہیں وہاں کھڑے کچھ ہی دیر گزری تھی جب آفیسر رضا حمید اور اس کی ٹیم وہاں آئی۔

''اس پہاڑ پر عتبہ کمال چھپا ہے۔ اس کی لوکیشن ہمیں معلوم ہے سو ہمیں جلد از جلد اس تک پہنچنا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارا اصل مقصد سارہ اور فصیحہ کو سہی سلامت اس کے قبضے

سے نکالنا ہے۔"سلام دعا کے بعد حجر پر عزم انداز میں بولی اس کی بات پر سب نے سر ہلایا پھر وہ لوگ پہاڑ چڑھنے لگے۔ رات کے اندھیرے میں چڑھائی کرنا مشکل تھا مگر وہ سب ہمت و حوصلے سے کام لیتے آگے بڑھ رہے تھے۔ ٹارچ کی روشنی میں چوکنا انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے انہیں چند منٹ گزرے تھے جب وہ لوگ عہزب کمال کے قاتل کی بھیجی گئی لوکیشن پر پہنچے۔ لوکیشن پر تو وہ پہنچ گئے تھے مگر انہیں وہاں کوئی گھر وغیرہ نہیں دکھا تھا۔

''میم! میرے خیال سے لوکیشن غلط ہے کیونکہ یہاں تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں عتبہ کمال....."ابھی آفیسر رضا حمید کی آواز منہ میں ہی تھی جب انہیں ایک دوسرے پولیس آفیسر کی آواز آئی

''سر! یہاں کچھ ہے۔"وہ سب آواز کے تعاقب میں گئے تو انہیں معلوم ہوا جسے وہ پتوں اور جھاڑیوں کا ڈھیر سمجھ رہے تھے اصل میں وہ ایک چھوٹا سا ہٹ تھا جسے پتوں اور جھاڑیوں کی مدد سے ڈھانپا گیا تھا۔ حجر کے اشارہ کرنے پر ان سب نے ہٹ کو چاروں طرف سے گھیرا اور حجر بلند آواز میں بولی

''عتبہ کمال! پولیس تمہیں چاروں طرف سے گھیر چکی ہے۔ اگر تم زندہ رہنے چاہتے ہو تو سیر نڈر کردو۔ میں تین تک گنوں گی اگر تم نہ باہر نہ آئے تو تمہارے ٹھکانے پر

فائرنگ شروع کردی جائے گی۔"فائرنگ کرنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا کیونکہ ہٹ کے اندر سارہ اور فصیحہ بھی ہو سکتی تھیں۔ صرف عتبہ کو تنبیہ کرنے کے لیے حجر نے ایسا کیا تھا۔

"ایک" حجر کے ایک کہنے پر ہٹ کے اندر سے کوئی ہلچل نہ ہوئی تو وہ سب ایک قدم ہٹ کے قریب بڑھے۔

"دو"

"تین" اس کے تین کہنے کی دیر تھی کہ ایک دم سے ہٹ کا دروازہ کھلا۔ الہان نے بے اختیار اپنے ساتھ کھڑی حجر کا ہاتھ تھاما۔ ٹھیک اسی وقت ہٹ کے کھلے دروازے سے ایک گیس نکل کر فضا میں پھیلنے لگی۔ تیزی سے پھیلتی آنسو گیس کے باعث انہیں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ بائیں ہاتھ سے آنکھوں میں جاتی گیس روکنے میں مصروف الہان کے دائیں ہاتھ سے حجر نے اپنا ہاتھ چھڑوایا تو وہ چونکا۔ بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے اس نے حجر کی تلاش میں نگاہیں ارد گرد گھمائیں مگر گیس کے باعث وہ اسے دیکھ نہ پایا۔ اب کی بار اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی موجودگی محسوس کرنی چاہی مگر وہ کہیں نہیں تھی۔ اپنے وہم کے سچ ہونے کے ڈر سے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہٹ کی جانب بڑھا جہاں سے اب گیس نکلنا بند ہو چکی تھی۔ فضا میں بھی گیس کی مقدار اب کم ہونے لگی تھی جس کے

New Era Magazine

باعث سارا منظر واضح ہونے لگا تھا. آنکھوں میں ہوتی جلن کی پرواہ کیے بغیر الہان نے ہٹ میں دیکھا جہاں فصیحہ اور سارہ کو باندھ کر رکھا گیا تھا مگر جس کی اسے تلاش تھی وہ وہاں بھی نہیں تھی. تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ باہر آیا اور ارد گرد متلاشی نگاہوں سے دیکھا

"حجر....."جب وہ کہیں نہ ملی تو ایک آخری کوشش کرتے ہوئے الہان نے اسے بلند آواز میں پکارا مگر جواب ندارد تھا.

....

Knowledge knocks on the door of action, if it recrives a reply, it stays, otherwise it departs

....

طلوع ہوتے سورج کی سرمئی روشنی نے ہر شہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا. نیا دن نئی امید لیے شروع ہو چکا تھا. ہر کوئی نئی امید کا دامن تھامے صبح کو خوش آمدید کہنے کو تیار تھا سوائے الہان مرتضی کے جو پہاڑ کی ڈھلوان پر رکھے ایک پتھر پر نڈھال سا بیٹھا تھا. خوابیدگی کے باعث سرخ ہوتی آنکھیں, جھکا سر اور پژمردہ تاثرات اس کے اندرونی خلشار کی غمازگی کر رہے تھے. اسکی ساری رات ہٹ کے گردونواح میں حجر کو تلاش

New Era Magazine

کرنے میں گزری تھی اور طلوع آفتاب کے وقت وہ آگے کا لائحہ عمل سوچنے کے لیے یہاں بیٹھا تھا. وہ اسے تک پہنچنے کا کوئی طریقہ سوچنا چاہتا تھا مگر یوں لگتا تھا کہ اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہوں. یاں تو اس کی آنکھوں کے آگے دھند چھا گئی تھی جس کے باعث وہ حجر تک پہنچتی راہ دیکھ نہیں پا رہا تھا یا پھر کوئی راستہ ایسا تھا ہی نہیں جو اس تک جاتا تھا. اس وقت اسے شدت سے اپنی بے بسی کا احساس ہو رہا تھا اور یہ احساس, اس احساس سے بھی بدتر تھا جسے وہ عمرزب کمال کی قید میں محسوس کیا کرتا تھا. عمرزب کمال نے تو اس کے وجود کو قید کیا تھا مگر عتبہ کمال نے تو اس کے دل کو ہی مٹھی میں لے لیا تھا. اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی مگر پھر بھی وہ اسے عتبہ کمال سے بچا نہیں پایا تھا. بیک وقت کرائم برانچ ٹیم اور پولیس فورس کی موجودگی میں وہ اسے لے گیا تھا اور وہ سب ہاتھ ملتے رہ گئے تھے. عتبہ کمال کتنا شاطر ہے آج پہلی مرتبہ اسے اس بات کا اندازہ ہوا تھا. اس کی چالاکی کو اس نے دل میں تسلیم کیا پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے گہری سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا. اس کے قدموں کا رخ ہٹ کے قریب کھڑے آفیسر رضا حمید اور آفیسر سعد کی جانب تھا.

"سارہ اور فصیحہ کو ہسپتال پہنچا دیا؟" ان سے کچھ فاصلے پر قدم روکتے ہوئے الہان نے استفسار کیا.

"جی..بم اسکواڈ نے والوں نے بم بھی ڈسپوز کر دیا ہے۔" انہوں نے اطلاع دی تو الہان نے جواب میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ اگر عتبہ کمال نے بم چلانا نہیں تھا تو پھر اس نے سارہ کو بم والی جیکٹ کیوں پہنائی؟" کب سے ذہن میں گردش کرتا سوال آفیسر سعد پوچھ بیٹھے۔ عتبہ کمال کے حجر کو لے کر فرار ہونے کے بعد جب وہ سب ہٹ میں گئے تھے تب انہیں سارہ کے وجود پر ایک بم لگا ملا تھا۔ بم تو بخیر و عافیت ڈسپوز کر لیا گیا تھا مگر وہ اب تک عتبہ کمال کی بم لگانے کی منطق سمجھ نہیں پائے تھے۔

"کیونکہ وہ میم کو دھمکانا چاہتا تھا۔" قریب آتی آفیسر فجر گویا ہوئیں تو ان تینوں نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب؟" الہان استفہامیہ انداز میں بولا۔ وہ انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے ذرا اونچائی کی جانب بڑھنے لگی۔ کچھ قدموں کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ اس جگہ رکیں جہاں سے پہاڑ کے دونوں جانب بنی سڑکیں نظر آرہی تھی۔

"ہم سب نے گاڑیاں اس سڑک پر کھڑی کی تھیں اور اس راستے ہم ہٹ تک آئے تھے۔" وہ ہاتھ سے اس سڑک پر اشارہ کرتے ہوئے بولیں جہاں ابھی بھی پولیس کی گاڑی کھڑی تھی۔

"جبکہ عتبہ کمال پہاڑ کی دوسری سائیڈ پر بنی سڑک سے فرار ہوا تھا اور وہاں تک جانے کے لیے اس نے ہم سے اوپوزٹ راستہ اختیار کیا." اب کی بات آفیسر فجر نے دوسری سڑک تک جاتے راستہ کی جانب اشارہ کیا کہاں چند پولیس آفیسر قدموں کے نشان ٹریس کر رہے تھے.

"یہ راستہ دیکھیں... پہاڑ کی ڈھلون خاصی سٹیپر ہے اور یہ بات ناممکن سی ہے کہ عتبہ کمال میم کو بے ہوش کر کے اس راستے سے لے جا سکے. اتنے سٹیپر راستے سے تو ایک عام بندہ بڑی مشکل پہاڑ اتر سکتا ہے اور عتبہ کمال جیسے ہینڈیکیپڈ کا اپنے ساتھ ایک بے ہوش وجود لے کر ممکن نہیں ہے۔" انہوں نے قطعیت سے سر ہلایا پھر مزید گویا ہوئیں

"جب عتبہ میم کو لے کر گیا تھا تب وہ مکمل ہوش میں تھیں اور اپنے قدموں پر چلتے ہوئے وہ اس راستے سے عتبہ کمال کے ساتھ گئی ہیں."

"میم حجر بغیر کوئی مزاحمت کیے اس کے ساتھ کیسے جا سکتی ہیں؟" آفیسر سعد نے سوال اٹھایا.

"اس نے میم کو بلیک میل کیا ہو گا بم کے ذریعے۔۔۔۔ اگر میم خاموشی سے نا جاتی تو یقیناً سارہ اور فصیحہ سمیت ہم سب بم سے ہلاک ہو چکے ہوتے. ہماری زندگیوں کے

عوض میم بغیر کوئی احتجاج کیے اس کے ساتھ روانہ ہوئی تھیں۔" بات کے اختتام پر آفیسر فجر نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"میں آپ کے ساتھ متفق ہوں۔" آفیسر رضا حمید بولے تو آفیسر سعد نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا مگر الہان اب بھی خاموش تھا۔

"اپنے بچاؤ کے لیے بروقت بم اور ٹیئر گیس کا موجود ہونا محض اتفاق نہیں ہو سکتا۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمارے یہاں آنے کی خبر اس تک پہلے ہی پہنچ چکی تھی تبھی تو وہ پوری تیاری کے ساتھ ہمارے انتظار میں بیٹھا تھا۔" اب کی بار آفیسر سعد نے قیاس آرائی کی تو الہان چونکا۔

اسی دوران سڑک پر جاتے راستے کی پر فٹ پر نٹس اکٹھے کرنے میں مصروف ایک پولیس والا سبک رفتاری سے ان کی جانب بڑھتا ہوا دکھائی دیا

"سر! دوسری سڑک کی جانب جاتے راستے پر پتھر کے قریب یہ فون گرا ملا ہے۔" فون آفیسر رضا حمید کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولا۔ آفیار رضا فون تھامنے ہی والے تھے مگر ان سے پہلے ہی الہان نے وہ فون تھام لیا۔

"یہ حجر کا فون ہے۔" وہ ایک نظر میں اس کا فون پہچان گیا تھا. فون تھامنے کے بعد اس نے سکرین روشن کی. سلائیڈ کرنے کے بعد پاسورڈ مانگا گیا تھا. ایک نظر پاسورڈ ڈائل کرنے کے لیے سکرین پر لکھے ہندسے دیکھنے کے بعد اس نے فون بند کیا.

"میں اپنے طور پر حجر کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ سب بھی اپنی تلاش جاری رکھیں اور اگر کوئی سراغ ملے تو مجھے انفارم کر دیجیئے گا۔" اتنا کہنے کے بعد وہ حجر کا فون ہاتھ میں لیے تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا. تفتیش کے دوران ملنے والی چیزیں پولیس کسٹڈی میں رہتی تھیں مگر آئی جی اور حجر سے اس کے قریبی تعلقات کے باعث کسی نے بھی اس کے فون لے جانے پر اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی.

....

وہ اس وقت گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر براجمان تھا. حجر کا فون ہاتھ میں پکڑے وہ اس کا پاسورڈ گیس کرنے میں مصروف تھا. پانچ مرتبہ غلط پاسورڈ لگانے کے بعد اب فارگٹ پاسورڈ کا آپشن آگیا تھا جس پر کلک کرنے پر اس سے گوگل اکاؤنٹ مانگا گیا تھا. کچھ سوچ کر وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور گاڑی کے ٹرنک کی جانب بڑھا. ٹرنک مں رکھے اپنے لیپ ٹاپ بیگ میں سے اس نے حجر کا لیپ ٹاپ نکالا جو رات ایئرپورٹ کے لیے نکلنے سے پہلے حجر نے اس کے پاس رکھوایا تھا کیونکہ دبئی سے خریدیں گئی چند ایک

چیزیں رکھنے کے باعث اس کے ہینڈ کیری میں جگہ نہیں تھی. لیپ ٹاپ لے کر وہ بیک سیٹ کی جانب بڑھا. حمر کے لیپ ٹاپ پر پاسورڈ نہیں لگا تھا یہ بات اسے معلوم تھی کیونکہ کل گیم کھیلنے کے لیے حجر نے اس کے سامنے ہی لیپ ٹاپ آن کیا تھا. لیپ ٹاپ میں حجر کا گوگل اکاؤنٹ سیو تھا اور میل باکس کھول کر اس نے کل رات آنے والے ایچ نامی اکاؤنٹ سے آنے والا میل کھولا. اس کا اگلا کام اب اس شخص کا اکاؤنٹ ہیک کر کے اس کی لوکیشن نکالنا تھا جس نے حجر کو عتبہ کمال کی لوکیشن بھیجی تھی۔ یہ کام وہ اگلے چند منٹوں میں باآسانی کر چکا تھا. وہ اس کام سے فارغ ہوا ہی تھا جب اس کے فون پر احتشام چچا کی کال آئی.

"کچھ پتا چلا؟" فون ملتے ہی انہوں نے دریافت کیا. انہیں رات میں اس نے حجر کے غائب ہونے کے متعلق اس نے بتادیا تھا.

"پتا چل جائے گا. فلحال میں 'ایچ کی لوکیشن' پر جا رہا ہوں." گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اس نے جواب دیا.

"ایچ کی لوکیشن پر جانے سے کیا حاصل ہو گا؟ تم عتبہ کمال کا پتا لگاؤ"

"مجھے لگتا ہے کہ ایچ نام کے فیک اکاؤنٹ سے عتبہ کمال نے خود اپنی لوکیشن بھیجی تھی."

New Era Magazine

"وہ بھلا اپنی لوکیشن خود کیوں بھیجے گا؟" وہ ناسمجھی سے بولے۔

"اگر اس نے نہیں بھیجی تو پھر اسے کیسے پتا کہ پولیس اس کے ہٹ پر آنے والی ہے؟" وہ سخت لہجے میں بولا کیونکہ وہ اس بات سے انجان تھا کہ عتبہ کمال کو ان کے ہٹ پر آنے کا ریکارڈر کے ذریعے ان کی باتیں سن کر معلوم ہوا تھا۔

"میں جو کر رہا ہوں مجھے کرنے دیں۔ اگر حجر کی کوئی خبر ملے گی تو میں آپ کو بتا دوں گا۔" کچھ توقف کے بعد الہان بولا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھنا" بوجھل لہجے میں کہتے ہوئے احتشام چچا نے فون بند کر دیا۔

الہان اب تیز رفتاری سے گاڑی دوڑان ہوئے اے جی کی رہائش گاہ کی جانب گامزن تھا۔

....

علوی ہاؤس میں بنے اپنے کمرے میں کھڑے احتشام ایک کشمکش کا شکار تھے۔ کچھ لمحے پہلے ہی ان کی الہان سے فون پر بات ہوئی تھی۔ ان کے سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

"مجھے اسے حجر کے اغواہ کے بارے میں بتانا چاہیے یا نہیں؟" وہ خود کلامی کے انداز میں بولے۔

"پتا تو اسے چل جائے کسی طرح اور اگر اسے کہیں اور سے پتا چلا تو وہ خفا ہو گا مگر حجر کے اغواہ کا سن کر وہ پریشان ہو جائے گا۔" وہ جانے کسے بتانے یا نا بتانے کا فیصلہ کر رہے تھے

مگران کی لہجے میں موجود اپنائیت سے اس بات کا اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا انتہائی قریبی تھا.

"مجھے ابھی اسے نہیں بتانا چاہیے. فضول میں پریشان ہو جائے گا." کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ فیصلہ کن انداز میں بولے اور پھر کمرے سے نکل گئے.

....

ذہن بیدار ہوتے ہی ٹھک ٹھک کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی. ہوش میں آنے کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس کے ذہن کے پردے پر بے ہوشی سے پہلے ہونے والے واقعات گردش کرنے لگے تھے. وہ الہان نے ساتھ کھڑی تھی جب ہٹ کا دروازہ کھلنے پر آنسو گیس فضا میں پھیلی تھی. کچھ لمحوں بعد ہی اسے اپنے منہ پر کسی چیز کا دباؤ محسوس ہوا. لمحے کے ہزارویں حصے میں صورت وہ حال بھانپ گئی تھی. وہ شخص اب اسے گھسیٹنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ الہان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کے بعد کوئی بھی مخالفت کیے اس کے ساتھ قدم بڑھانے لگی تھی. ان لوگوں سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر وہ شخص ایک درخت کے اوٹ میں اسے لیے کھڑا ہوا.

"ہٹ میں موجود دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے بم والی جیکٹ پہن رکھی ہے اور جس وقت تم نے شور مچانے یا بھاگنے کی کوشش کی اس وقت وہ بم پھٹ جائے گا. اگر

ان دونوں لڑکیوں اور ہٹ کے گرد موجود لوگوں کی زندگی عزیز ہے تو بغیر کوئی احتجاج یا چالاکی کیے قدم بڑھاتی جاؤ۔ "اس شخص نے چہرے پر سفید چمڑی کا ماسک پہن رکھا تھا اس لیے حجر اس کی شکل دیکھ نہیں پا رہی تھی مگر اس کی بے تاثر آواز باآسانی اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ اس لہجے اور انداز سے ظاہر تھا کہ وہ رعایت نہیں دینے والا اسلیے حجر نے احتجاج کیے بغیر سر ہلایا۔ اس کے ہاتھ اور منہ پر پٹی باندھنے کے بعد وہ شخص اسے لیے اب ایک سٹیپر راستے سے گزر کر پہاڑ کی دوسری جانب بنی سڑک کی طرف لے جا رہا تھا۔ حجر خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی جب الہان کی پکار کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس کی پریشانی کا سوچ کر وہ بے چین ہوئی تھی۔ عتبہ کمال سے نظر بچا کر اس نے اپنے بندھے ہاتھوں سے بڑی وقت کے ساتھ پینٹ کی پوکٹ سے فون نکال کر جھاڑیوں میں پھینکا۔ اسے یقین تھا کہ الہان تک یہ فون پہنچ جائے گا اور پھر کسی نہ کسی طرح وہ ڈھونڈ لے گا۔ اس دوران وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہو جائے گی جس کے تحت وہ بغیر کوئی مخالفت کے عتبہ کمال کے ساتھ آئی تھی۔ سڑک پر ایک پرانے ماڈل کی گاڑی کھڑی تھی جس کے قریب پہنچتے ہی عتبہ کمال نے اس کے ناک کے قریب ایک رومال کیا تھا اور پھر چند لمحوں میں وہ وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی اور اب ہوش میں آتے ہی سر میں اٹھتی ٹیسوں کے باعث اس نے

اپنا سر تھامنا چاہا مگر چاہنے کے باوجود وہ اپنا ہاتھ سر تک نہ لے جا سکی۔ بے بسی کے احساس کے زیر اثر اس نے بوجھل آنکھیں وا کیں۔ پہلے پہل تو ہر چیز اسے دھندلی نظر آئی پھر جب آنکھوں کے آگے سے دھند ہٹی تو اس نے خود کو کرسی پر بیٹھے پایا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں باندھے گئے۔ چھوٹے سے اس کمرے میں اس کی پشت پر بنا روشندان روشنی کا واحد ذریعہ تھا۔ اس وقت کمرے میں اس کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں تھا تبھی سر درد کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے کمرے کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیا تاکہ ضرورت کے وقت اگر اسے کسی چیز سے اپنا بچاؤ کرنا پڑا تو مشکل نہ ہو۔ اس کی مدد کے لیے وہاں کچھ بھی نہیں سوائے اس کی کرسی کے دائیں جانب کچھ فاصلے پر رکھے چند اوزار کے۔ انہیں دیکھ کر حجر کو یہی اندازا ہوا تھا کہ عتبہ کمال باز کا نشان بنانے کے لیے انہیں استعمال کرتا ہو گا۔ ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد وہ اب آگے کا لائحہ عمل سوچنے میں مصروف تھی۔ وہ جانتی تھی کہ سائیکوپیتھ نا گسسٹک ہونے کے ساتھ ساتھ بہت حد مینوپلیٹنگ اور کنٹرولنگ بھی ہوتے ہیں۔ اپنی گفتگو سے وہ لوگوں کو کون کرنے میں ماہر ہوتے ہیں اور حجر کسی بھی صورت عتبہ کمال کی باتوں میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ وہ یہی سوچنے میں مصروف تھی جب اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ اب چوکنا ہو کر سامنے موجود دروازے پر نگاہیں ٹکائے بیٹھ گئی تھی۔ کچھ ہی لمحوں بعد دروازہ

کھول کر وہی مخصوص ماسک پہنے عتبہ کمال لنگڑا کر چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کی لڑکھڑاہٹ دیکھ کر حجر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ پولیو کا مریض ہے اور ایک پاؤں پر ہونے والی سوجھن کے باعث وہ مختلف سائز کے جوتے استعمال کرتا ہے۔

"لگتا ہے اینستھیزیا کا اثر زیادہ دیر نہیں رہا." اسے ہوش و حواس میں دیکھ وہ عتبہ کمال اپنی بھاری رعب دار آواز میں بولا. حجر نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا کیوں کہ وہ فلحال اس کے رویے کا تجزیہ کرنے میں مصروف تھی.

"خیر... ویلکم بیک... کیسا محسوس کر رہی ہو اتنے عرصے بعد اپنے صیاد کی قید میں واپس آ کر؟" وہ اب اس کے سر پر کھڑا استفسار کر رہا تھا.

"مدعے پر آؤ عتبہ کمال... بتاؤ کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟" حجر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے خوفی سے بولی.

"چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں." اس نے اس کے بے خوف انداز پر طنز کیا۔

"کیا چاہتے ہو مجھ سے؟" حجر نے مستحکم لہجے میں دوبارہ پوچھا.

"ایچ کہاں ہے؟" اب کی بار وہ بھی سنجیدگی سے بولا.

"کون ایچ؟" حجر نے خود کو انجان ظاہر کیا.

"وہی اتیج جس نے میرے اخ کو مارا تھا اور جس نے تمہیں میری رہائش گاہ کی لوکیشن بتائی تھی۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"میں نہیں جانتی تم کس بارے میں بات کر رہے ہو۔" حجر نے بے جھجک جھوٹ بولا۔

"میں اس بارے میں بات کر رہا ہوں۔" کہتے ساتھ ہی عتبہ کمال نے اس کی اور الہان کی ریکارڈ ہونے والے گفتگو سنائی جس میں حجر الہان سے کہہ کر رہی تھی کہ اتیج ہمارا خیر خواہ ہے تبھی تو اس نے لوکیشن بھیجی ہے۔ وہ ریکارڈڈ گفتگو سن کر حجر حیران ہوئی تھی مگر اس نے اپنی حیرانی ظاہر نہیں ہونے دی۔

"تم تو میری سوچ سے زیادہ چالاک نکلے مگر چاہے تم جتنا مرضی دماغ لگا لو ہار تمہاری یقینی ہے۔" وہ پر اعتمادی سی بولی۔

"تم بھول رہی ہو کہ اس وقت تم میرے قبضے میں ہو۔" اس نے جتایا۔

"مجھے سب یاد ہے مگر تمہیں بھی یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ میں تا عمر تمہاری قید میں نہیں رہنے والی۔ میں وہ ایک سال کی بچی نہیں رہی جسے تم نے زخمی کر کے لاوارثوں کی طرح پھینک دیا۔" حجر جاننا چاہتی تھی کہ عتبہ کمال نے اسے کیوں زخمی حالت میں دبئی سڑک کنارے پھینکا تھا۔ یہ بات جاننے کا مقصد ذہن میں لیے وہ بغیر کوئی احتجاج کیے اس کے ساتھ آئی تھی اور اس کے یہاں آنے کی دوسری بڑی وجہ عتبہ

کو پکڑنے کی راہ ہموار کرنا تھا۔اسے اندازہ تھا کہ عتبہ سے اسے بچانے کے لیے اس کی ٹیم ہر صورت یہاں آئے گی اور اس طرح وہ لوگ عتبہ تک پہنچ جائیں گے۔وہ اب عتبہ کمال کا دھیان ایچ سے مبذول کروا کر وہ باتوں باتوں میں اس سے اپنے سوال کا جواب اگلوانا چاہ رہی تھی.

"تم اسی کی حق دار تھی. جو کوئی میرے اور میرے اخ کے درمیان آنے کی کوشش کرے گا اس کا یہی انجام ہو گا." حجر کے بچپن کا ذکر کرنے کے جواب میں وہ سفاکیت سے بولا.

"عہذب کمال خود بیچ میں لایا تھا مجھے." حجر ہوا میں تیر چلا رہی تھی جو خوش قسمتی سے نشانے پر لگ رہے تھے.

"میں جانتا ہوں کہ اخ نے تمہیں دبئی بھیجا تھا مگر اس کے باوجود بھی مجھے یہ گوارہ نہ تھا کہ تم میرا اواحد رشتہ مجھ سے چھینوں. اخ کی توجہ کا مرکز صرف میں تھا اور میں وہ توجہ تمہارے ساتھ بانٹ نہیں سکتا تھا. تمہاری اپنے گھر میں موجودگی میرے لیے ناقابل برداشت تھی اس لیے اخ کے گھر سے باہر نکلتے ہی میں نے زندگی میں پہلی دفعہ گھر سے باہر قدم رکھا اور تمہیں سڑک کنارے چھوڑ آیا." یہ عتبہ کمال نہیں وہ بارہ سالہ بچہ بول رہا تھا جو صرف اپنے بھائی کی توجہ کا طلب گار تھا.

"کیا تم اس رات زندگی میں پہلی مرتبہ گھر سے باہر نکلے تھے؟" عتبہ کمال کو ماضی میں گم دیکھ کر حجر نے مزید پوچھا.

"ہمم... اس سے پہلے کبھی مجھے باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی اور ویسے بھی اخ مجھے باہر کی دنیا سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے اس لیے وہ مجھے باہر نکلنے نہیں دیتے تھے. میں نے کبھی خود بھی باہر کی دنیا دیکھنے کی تمنا نہیں کی تھی. اس چار دیواری میں میں مطمئن زندگی گزار رہا تھا مگر تمہارے آنے کے بعد مجھے میری زندگی سے سکون ختم ہو گیا تھا. اس رات پہلی مرتبہ میں نے اخ کے حکم کی نافرمانی کی تھی." وہ جانے کس رو میں بہک کر ماضی کے راز اسے بتا رہا تھا. اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے حجر کو اس پر ترس آیا جس کا بچپن عہزب کمال نے چھین لیا تھا.

"میری کار گوشپ کی ٹکٹ پر تم نے میرے نام مذہب کے علاوہ باقی چیزیں سیاہی سے کیوں مٹادی تھیں؟" حجر نے اپنے ذہن میں موجود آخری گرہ کھولنی چاہی.

"وہ میں نے نہیں اخ نے کیا تھا. وہ نہیں چاہتے تھے کہ تمہارے ملک کے بارے میں دبئی میں کسی کو پتا چلے. دبئی آنے کے فوراً بعد ہی اخ نے ٹکٹ پر سیاہی پھیرنے میں مصروف ہو گئے تھے پھر ٹکٹ وہیں میز پر چھوڑ کر خود کسی کام کے لیے گھر سے باہر گئے تھے. تمہارے ساتھ ساتھ تم سے جڑی کسی چیز کو میں اپنے گھر میں برداشت نہیں کر

سکتا تھا اس لیے وہ ٹکٹ بھی تمہارے ساتھ ہی سڑک پر چھوڑ دی تھی میں نے" کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کی ایک ایک تفصیل انسان کو تاعمر یاد رہتی ہے. حجر کا اس کی اس کی زندگی میں آنا عتبہ کمال کے لیے کچھ ایسا ہی واقعہ تھا. حجر کو اپنے سب سوالوں کے جواب مل چکے تھے. اس کے یہاں آنے کا ایک مقصد پورا ہو چکا تھا اور اب اسے پولیس کے عتبہ کمال تک پہنچنے کی راہ ہموار کرنی تھی. عتبہ کمال کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس نے اپنے ذہن میں منصوبہ ترتیب دیا.

"کیا تمہیں عمزب کمال کے مرنے کا بہت دکھ ہوا تھا؟" حجر نے نامحسوس انداز میں اسے ماضی سے حال میں واپس لانا چاہا. وہ جانتی تھی کہ عمزب کے مرنے کا سن کر وہ ضرور بھڑکے گا.

"ہمم..... اخ میرا واحد رشتہ تھے مگر اس شخص نے مجھ سے ان کو بھی چھین لیا. چھوڑوں گا نہیں میں اسے. اخ کو مارنے کا بدلہ میں لے کر ہی رہوں گا چاہے اس کے لیے مجھے تمہاری جان کیوں نہ لینی پڑے... سیدھی طرح بتا دو مجھے کہ ایچ کون ہے اور وہ کہاں رہتا ہے؟" وہ واقعی عمزب کی موت کا سن کر مشتعل ہوا تھا. جو سوال وہ پوچھ رہا تھا ان کے جواب حجر خود بھی نہیں جانتی تھی مگر اس نے عتبہ کمال کے سامنے اپنی لاعلمی ظاہر نہیں ہونے دی تھی.

"چلوایک ڈیل کرتے ہیں تم مجھے سہی سلامت یہاں سے جانے دو میں تمہیں عمزب کے قاتل کے متعلق بتادیتی ہوں۔" حجر اس کے ارادے جاننا چاہ رہی تھی۔

"تم آسانی سے تم مجھے بے وقوف نہیں بناسکتی اور یہاں سے زندہ واپس جانے کا خیال تم اپنے ذہن سے نکال دو تو بہتر ہے" وہ تلخی سے بولا۔

"تم مجھے نہیں مار سکتے کیونکہ میں وہ واحد ہستی ہوں جو تمہیں اپنے بھائی کے قاتل تک پہنچا سکتی ہے۔"خود کو عتبہ کمال کے ہاتھوں مرنے سے بچانے کے لیے اس نے ایچ کا سہارا لیا۔

"اگر تم مجھے ایچ کے متعلق نہیں بتاؤ گی تو مجھے مجبوراً تمہیں مارنا پڑے گا۔"اس کے لہجے میں کوئی رعایت نہیں تھی۔

"اس کی نوبت نہیں آئی گی...بہت جلد مجھے ریسکیو کرلیا جائے گا۔"اس کے لہجے بلا کا یقین تھا۔

"کون ریسکیو کرے گا تمہیں؟پولیس؟کرائم برانچ کی ٹیم؟یا پھر الہان مرتضی؟"اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے سوال کیا۔

"جلد پتا چل جائے گا تمہیں۔"وہ منہ پھیر گئی تھی۔

"قتل کرنا پسند ہے مجھے مگر تمہارے اس یقین کو توڑنا مجھے قتل سے کہیں زیادہ پسند آئے گا۔" کچھ توقف کے بعد وہ گویا ہوا۔اس کا انداز دیکھ کر حجر سمجھ گئی تھی کہ اس کے ذہن میں ضرور کوئی نہ کوئی فتور سوار ہو گیا ہے۔

"تم کچھ نہیں کر سکتے۔ جتنا وقت تم میرے سامنے کھڑے ہو کر مجھ سے بحث کرنے میں گزار رہے ہو اتنی دیر میں میری ٹیم تم تک پہنچ جائے گی۔"اس کا انداز ہنوز چیلنجنگ تھا۔

"وہ میرے تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ وہ مجھے کبھی نہیں ہرا سکتے۔"قطعیت سے سر ہلاتے ہوئے وہ غصے سے بولا۔

"برائی کو آخر میں ہار ماننی ہی پڑتی ہے۔ اگر تم اپنی نرگسسٹک فینٹسی سے باہر نکلو تو تمہیں احساس ہو کہ تم صرف احمق، قابل نفرت اور خبطی قاتل ہو جو بہت جلد اپنے انجام تک پہنچ جائے گا... اور ہاں میری مدد کے بغیر تم عمزب کے قاتل تک نہ پہنچ پاؤ گے۔"حجر کی بات سن کر عتبہ کمال کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگی تھی۔ وہ اڑتا ہوا اس کے قریب آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے گلے کو جکڑا۔اس کی پکڑ اتنی شدید تھی کہ حجر کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔کچھ لمحوں بعد اس نے اس کی گردن آزاد کی تو حجر کو کھانسنے لگے۔ اگر وہ کچھ دیر اور یونہی اس کا گل دبائے رکھتا تو حجر کی موت

New Era Magazine

یقینی تھی۔وہ اسے مارنا چاہتا تھا مگر مار نہیں سکتا تھا کیونکہ اسے حقیقتاً عمزب کے قاتل تک پہنچنے کے لیے اس کی مدد درکار تھی۔۔۔کچھ لمحے کمرے میں ٹہل کر اس نے اپنے غصے پر قابو پایا پھر شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا

"تمہارا یہ یقین بہت جلد توڑنے والا ہوں۔اب تمہارے ذریعے میں اپنے بھائی کے قاتل تک پہنچوں گا اور پھر تمہیں ماروں گا۔"چیلنجنگ انداز میں بات کرنے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔اسے جاتا دیکھ کر حجر استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔وہ جانتی تھی کہ اب وہ کون سا قدم اٹھانے والا ہے اور جو وہ کرنے جا رہا تھا حجر وہی چاہتی تھی۔

....

آبادی سے ذرا ہٹ کر بنے اس شخص کے گھر کے باہر الہان نے گاڑی روکی جس نے انہیں لوکیشن بھیجی تھی۔گاڑی سے اتر کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھا۔کوٹ کی اندرونی جیب میں گن کی موجودگی کا یقین کرنے کے بعد اس نے بیل بجائی۔وہ گن صرف حفاظتی طور پر ساتھ لایا تھا کیونکہ اسے شک تھا کہ حجر کے اغواہ ہونے میں اسی شخص کا ہاتھ ہے۔اس کے بیل بجانے کے کچھ دیر بعد ہی ٹک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔ارد گرد کا جائزہ لیتے الہان نے دروازہ کھلنے کی آواز پر مڑ کر دیکھا۔جونہی اس کی نگاہ دروازہ کھولنے والے پر پڑی اسے حیرت کا شدید

جھٹکا لگا۔ کئی لمحے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا اور یونہی ہی تعجب سے انہیں دیکھتا رہا۔ چھبیس سال پہلے کی نسبت ان کا حلیہ اب بدل گیا تھا مگر نقوش وہی تھے۔ وہ ہزاروں مرتبہ تصویروں میں انہیں دیکھ چکا بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ انہیں پہچان نہ پاتا۔

"آپ..." اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر زبان ساتھ دینے انکاری تھی۔

"آپ تو.." اس نے دوبارہ کوشش کی۔

"میں مرا نہیں تھا الہان مرتضیٰ میں بس پس پردہ تھا۔" دروازے کی دوسری جانب موجود شخص بولا۔ ان کی آواز سن کر الہان کو بہت کچھ یاد آیا تھا۔ وہ واقع جو وہ اپنی زندگی سے مٹانا چاہتا تھا مگر اس پر اس کا اختیار نہیں تھا۔ وہ منظر جسے وہ کبھی سوچنا نہیں چاہتا تھا بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے ابھر رہا تھا۔ سر جھٹک کر اس نے اپنی سوچوں سے پیچھا چھڑانا چاہا

"تو وہ آپ تھے جس نے حجر کو میل بھیجی تھی؟ وہ آپ تھے جس نے مجھے اور پھپھو کو شپ سے نکالا تھا؟ اور وہ آپ تھے جس نے میرے...." وہ آگے کچھ کہنے ہی والا تھا مگر اس شخص اس کی بات کاٹتے ہوئے وہ بول اٹھے

"ہاں وہ میں تھا۔" انہوں نے تائید کی۔

"اتنے سال آپ کہاں تھے؟"

New Era Magazine

"میں تو یہیں تھا.... تم اور حجر ہی ناواقف تھے میری موجودگی سے باقی سب تو جانتے ہیں۔"وہ رسانیت سے بولے۔

"آپ کا اشارہ بابا اور احتشام چچا کی جانب ہے؟"الہان بے یقینی سے بولا۔

"ہمم"

"مجھے اور حجر کو کیوں لاعلم رکھا آپ سب نے؟"اس کے لہجے میں خفگی کا عنصر شامل تھا۔

"بتاؤں گا تم لوگوں کو میں مگر پہلے تم بتاؤ کہ عتبہ کمال پکڑا گیا؟"گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس شخص نے استفسار کیا تو ان کی تقلید میں چلتے الہان نے تعجب سے ان کی پشت کو دیکھا۔

"کیا ہوا خاموش کیوں ہو؟اس لوکیشن پر گئے تھے تم لوگ؟ پکڑا گیا عتبہ کمال؟"اسے خاموش دیکھ کر انہوں نے دوبارہ پوچھا۔

"نہیں"الہان نے تردید کی۔وہ لوگ اب راہداری سے گزرتے ہوئے لاؤنج کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"کیوں؟"انہوں نے بھنویں اچکائیں۔

"عتبہ کمال کو ہمارے آنے کے متعلق پہلے سے ہی معلوم تھا اور وہ ہمیں چکما دے کر بھاگنے کی تیاری وہ کر چکا تھا."

"اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟" وہ پر سوچ انداز میں بولے.

"مجھے لگا تھا کہ لوکیشن عتبہ کمال نے ہی ہمیں جال میں پھنسانے کے لیے بھیجی ہے. اسی لیے تو میں یہاں آیا ہوں."

"نہیں...لوکیشن تو میں نے بھیجی تھی تا کہ تم لوگ جلد از جلد اسے پکڑ سکو پھر کیس بند ہو اور پھر میں اپنی بیٹی سے مل سکوں." انہوں تفصیل بتائی.

"خیر کوئی بات نہیں... ہم اسے پکڑنے کا کوئی اور طریقہ نکال لیں گے. تم یہ بتاؤ کہ حجر کیسی ہے؟ ویسے تو تم دونوں ہر جگہ اکٹھے پائے جاتے ہو تو پھر آج وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آئی؟" انہوں نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا.

"عتبہ کمال حجر کو اغواہ کر کے لے گیا ہے." وہ افسردگی انداز سے بولا. اس مرتبہ حیران ہونے کی باری اس شخص کی تھی.

"کب؟ تم اس وقت کہاں تھے؟" حیرت پر قابو پاتے ہوئے انہوں نے پوچھا. ان کے پوچھنے پر الہان نے کل رات رونما ہونے والا سارا واقع انہیں بتایا.

"یہ سب کچھ لمحوں میں ہوا تھا اسلیے میں چاہ کر بھی حجر کو بچا نہیں پایا. مگر آپ فکر مت کریں میں بہت جلد اسے عتبہ کے قبضے سے نکال لوں گا." وہ پر یقین انداز میں بولا.

"آپ جانتے ہیں کہ عتبہ کمال کیا چاہتا ہے؟" الہان نے استفسار کیا۔

"وہ ایچ یعنی مجھ سے بدلہ لینا چاہتا ہے."

"وہ عمزب کمال کے قاتل سے بدلہ لینا چاہتا ہے."

"ایک ہی بات ہے الہان"

"ایک بات نہیں ہے. آپ سے بدلہ لینے میں اور عمزب کمال کے قاتل سے بدلہ میں فرق ہے."

"میں ہارون علوی عرف ایچ ہی عمزب کمال کا قاتل ہوں. یہ بات تم اپنے ذہن میں بٹھالو۔" وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولے.

"مجھے اس وعدے سے آزاد کر دیں ہارون چچا" الہان جانے کس وعدے کا تذکرہ کر رہا تھا.

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو الہان.... جو جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دو... بھول جاؤ اس بات کو." وہ دوٹوک انداز میں بولے. الہان نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب اس جکا فون بجا. مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اس نے پوکٹ سے فون

نکالا۔ فون پر آفیسر رضا حمید کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ فون اٹھانے کے بعد دوسری جانب سے جو بات اسے بتائی گئی تھی اسے سن کر اس کے تاثرات بدلے۔

"میں آرہا ہوں۔" کہتے ساتھ اس نے فون بند کیا اور باہر کی جانب بڑھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے؟" اس کو باہر کی جانب بڑھتا دیکھ کر ہارون نے پوچھا۔

"آپ اگر میرے ساتھ چلیں گے تو راستے میں بتا دوں گا ورنہ پھر کبھی سہی" اس کا وہاں مزید ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تھا۔

"اچھا آرہا ہوں میں بھی۔" کچھ لمحوں بعد الہان کی گاڑی سبک رفتاری سے اپنی منزل جانب رواں دواں تھی۔

....

یہ منظر کرائم برانچ بیورو کے کانفرنس روم کا تھا۔ وہ سب ایک آج پھر وہاں جمع تھے۔ ساری نشستیں ہمیشہ کی طرح بھری ہوئیں تھیں سوائے اس مرکزی نشست کے... کسی اور کو مرکزی کرسی پر بیٹھنے والی ہستی کی غیر موجودگی کا احساس ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر الہان کو بہت شدت سے حجر کی غیر موجودگی بے چین کر رہی تھی۔

"یہ رہی وہ ویڈیو جو کچھ دیر پہلے کرئم برانچ بیورو کے آفیشل سائٹ پر ایک anonymous اکاؤنٹ سے بھیجی گئی تھی۔" آفیسر ہاجرہ نے کہتے ساتھ ہی

ریموٹ سے بٹن دبایا اور ایل ای ڈی پر وہ ویڈیو چلنے لگی۔ وہ ویڈیو ایک لڑکی کی تھی جسے کرسی سے باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔ وہ ڈیڈیو اس اینگل سے بنائی گئی تھی کہ روشنی کا واحد ذریعہ اس لڑکی کی پشت پر تھا اسی وجہ سے لڑکی کی شکل واضح نہیں ہو رہی تھی۔ صرف ایک ہیولہ سا نظر آرہا تھا۔ تیس سیکنڈ کی اس ویڈیو میں اور کچھ بھی نہیں تھا۔ کانفرنس روم میں موجود ہر فرد کی نگاہیں سکرین پر ٹکی تھیں۔

"اس ویڈیو کے ساتھ ایک میسج بھی بھیجا گیا تھا۔ اس میسج میں کہا گیا ہے اگر اس لڑکی کو دوبارہ زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو عمزب کمال کے قاتل کو میرے حوالے کر دو۔" آفیسر ہاجرہ مزید گویا ہوئیں۔ وہ سب ویڈیو دیکھ رہے تھے جبکہ الہان ایک دفعہ وہ تیس سیکنڈ کی ویدیو دیکھنے کے بعد سست روی سے ایک ایل سی ڈی کی جانب بڑھنے لگا تھا۔ اس کی نگاہوں کا مرکز سکرین پر نظر آنے والی لڑکی تھی۔

"ضروری نہیں یہ میم حجر ہی ہوں۔" آفیسر فجر اس کی یکسوئی محسوس کرتے ہوئے بولیں۔

"یہ حجر ہی ہے۔" وہ پر یقین تھا۔

"آپ اتنے اعتماد سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟" آفیسر سعد نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

New Era Magazine

”صرف وہی ہے جو عتبہ کمال سے اپنی بات منوا سکتی ہے۔" وہ بولا تو باقی سب الجھن سے اس کی جانب دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب؟" آفیسر بلال ناسمجھی سے بولے تو الہان نے رخ موڑا۔ اب وہ ان سب کے سامنے مرکزی کرسی کی پشت پر بازو ٹکائے کھڑا۔

”یہ ویڈیو ریکارڈ کرنے پر حجر نے عتبہ کمال کو مجبور کیا۔" وہ پر اعتمادی سے بولا۔

”وہ کیسے؟" آفیسر فجر نے دلچسپی سے سوال کیا۔

”اس کی انا پر چوٹ کر کے۔۔۔ سائیکو پیتھ تھرل کے لیے اپنے وکٹم پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی ہر بات منوانا چاہتے ہیں اور جب تک وکٹم رزسسٹ کرتا ہے ان کی سائیکو پیتھک ڈزائرز پوری نہیں ہوتی۔" یہ سب معلومات اس نے کسی کتاب سے نہیں سیکھی تھی۔ یہ سب اس نے اپنے تجربے سے سیکھا تھا۔ وہ بھی ایک سائیکو پیتھ کی قید میں رہا تھا مگر حجر کے برخلاف اس نے رزسسٹ نہیں کیا تھا۔

"عتبہ کمال بھی حجر کے سامنے اپنا آپ منوانا چاہتا ہے مگر حجر اس سے کبھی ہار نہیں مانے گی۔ وہ کوئی عام وکٹم نہیں ہے جو اتنی آسانی سے اس کی بات مان لے

She is strong willed-person

New Era Magazine

جسمانی یا ذہنی ٹارچر اسے کبھی بھی عتبہ کمال کی بات ماننے مجبور نہیں کرے گا۔وہ ہر حال میں عتبہ کمال کی بات سے انکار کرے گی اور اس کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہے گی کہ برائی کو آخر میں ہار ماننی پڑتی ہے۔وہ جو ہمیشہ خود کو حق پر سمجھتا آیا ہے حجر اس کو اسکی برائیاں گنوائے گی۔اپنی باتوں سے حجر نے اسے اس کی فینٹسی سے باہر نکالنے کوشش کی ہو گی۔اس کی یہ مخالفت اور اس کی زہر بھرے الفاظ عتبہ کمال کے لیے کوڑے سے کم نہیں ہیں۔اس پر برتری ظاہر کرنے کے لیے عتبہ کمال اسے مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے اور اسے عہزب کمال کے قاتل کے متعلق نہ بتا کر حجر نے اسے مجبور کیا ہے کہ وہ کوئی قدم اٹھائے اور نتیجتاً عہزب کمال نے عہزب کمال نے غصے میں آکر وہ ویڈیو بنائی۔"الہان مزید گویا ہوا۔

"میم کیوں اسے کوئی قدم اٹھانے پر مجبور کیا؟"آفیسر الجھن آمیز تاثرات سے بولیں۔

"وہ ہمیں پیغام بھیجنا چاہتی تھی۔"وہ اب رخ دوبارہ سکرین کی جانب موڑ چکا تھا۔

"کیا اس ویڈیو میں میں کوئی میسج چھپا ہے؟"آفیسر سعد بولے تو باقی سب تعجب سے اس ویڈیو کو دیکھنے لگے جس میں بظاہر کوئی میسج نہ دیا گیا تھا۔

"ہمم"اس نے تاکیدی انداز میں سر ہلایا پھر انہیں تفصیل بتانے لگا۔

”بظاہر اس ویڈیو میں آپ کو حجر کے وجود میں کوئی حرکت نظر نہیں آرہی سوائے اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں۔ کرسی کے بازوؤں سے بندھی اس کی انگلیوں کی حرکت نہایت معمولی سی ہے۔ پہلی نظر میں دیکھنے والوں جو یوں لگتا ہے جیسے وہ عادتاً اپنی انگلیاں ہلارہی ہے مگر آپ نوٹس کریں تو اس کی انگلیوں میں ایک سیکونس ہے۔" وہ الہان مرتضی کی باریک بین نظریں ہی تھیں جنھوں نے حجر کی فنگرز کی حرکت محسوس کرلی تھی ورنہ کوئی اور شخص کبھی یہ معمولی تبدیلی بھانپ نہ پاتا۔

"مس ہاجرہ! ذرا ویڈیو کی پلے بیک سپیڈ کم کریں اور ہاتھوں پر فوکس کریں۔" اب کی بار اس نے ہاجرہ کو ہدایت دی جس پر اس نے فوراً عمل کیا۔ ویڈیو اب سست روی سے چلنے لگی تھی۔ وہ سب اب حجر کی فنگرز کو دیکھ رہے تھے۔ ویڈیو کے شروع میں اس کے دائیں ہاتھ کی کی ایک انگلی ہلکی سی بلند تھی جسے دیکھ کر الہان بولا

"1" ہاجرہ نے نمبر نوٹ کیا۔ پھر اس کی دو انگلیاں بلند ہوئیں پھر تین۔

"123" یہ کوڈ بتانے کے بعد کچھ دیر کے لیے اس کے ہاتھ کی حرکت رکی۔

"7" اب اس کے دونوں ہاتھ کی سات انگلیاں ہلکی سی بلند تھیں۔

"86" الہان نے اگلے دو ڈجٹ بولے۔ کچھ ساعتوں کے لیے پھر سے اس کی انگلیاں ساکت ہوئی تھی۔

"51"الہان نے وقفے سے یہ دوڈجٹ بولے پھر کچھ لمحوں بعد وہ ویڈیو اختتام پذیر ہوئی۔ حجر نے یہ میسج اتنے نامحسوس انداز میں بھیجا تھا کہ عتبہ کمال کو شک بھی نہیں ہوا تھا۔اگر اسے ذرا سا بھی شک ہوا ہوتا تو وہ کبھی وہ ویڈیو بھیجنے کی غلطی نہ کرتا۔

"51-786-123"الہان نے وہ سب ڈجٹ ایک ساتھ بولے۔

"کیا مطلب ہو سکتا ہے اس نمبر کا؟"اس نے زیرلب خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"آئی ڈی کارڈ نمبر یا ایریا کوڈ؟آفیسر سعد پر سوچ انداز میں بولے۔

"نہ یہ آئی ڈی کارڈ نمبر ہے اور نہ ہی ایریا کوڈ"ہاجرہ لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلاتے ہوئے بولی۔

"تو پھر یہ کیا ہو سکتا ہے؟"آفیسر فاطمہ الجھی۔

"گاڑی کا نمبر۔۔۔ہاجرہ ذرا چیک کرو کسی گاڑی کا نمبر تو نہیں ہے یہ؟"آفیسر فجر بولیں تو الہان بھی یک دم متوجہ ہوا۔

"کسی گاڑی کا نمبر بھی نہیں ہے یہ"اینالسٹ کی جاب بخوبی نبھاتے ہوئے ہاجرہ فوراً سے بیشتر انہیں آگاہ کر رہی تھی۔اس کی بات سن کر وہ سب ناامید ہوئے۔کچھ دیر کمرے میں خاموشی چھائی رہی کیونکہ وہ سب اس نمبر کا مطلب جاننے میں مصروف تھے۔

"میرے خیال میں ہمیں اس نمبر کو انگریزی حروف میں تبدیل کر کے دیکھنا چاہیے۔"کچھ دیر سوچنے کے بعد آفیسر بلال بولے۔

"ABC-GHF-EA"آفیسر سعد نے ان ڈجٹ کے پیرالل انگلش حرف بولے۔

"ان حروف کو ملانے سے تو کوئی پروپر لفظ نہیں بن رہا"آفیسر فاطمہ بے چارگی سے بولیں۔ان کی باتیں خاموشی سے گوش گزار کرتی آفیسر فجر کے ذہن میں جھماکا ہوا۔

"ABC-786"انہوں نے ڈجٹ اور حروف ملا کر بولے پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد دوبارہ گویا ہوئیں۔

"اور 51 اسلام آباد کا ایریا کوڈ۔۔۔یعنی ABC-786 نمبر پلیٹ کی اسلام آباد کی گاڑی۔۔۔مس ہاجرہ۔۔۔"اس سے پہلے وہ ہاجرہ کو ہدایت دیتیں وہ خود مصروف سے انداز میں بولی۔

"میں اس گاڑی کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کر رہی ہوں."گاڑی کی لوکیشن ٹریس کرنا ان کے لیے مشکل نہیں تھا سو اگلے چند لمحوں میں وہ یہ مرحلہ پار کر گئے تھے۔

New Era Magazine

دروازے کے دوسری جانب سے آتی قدموں کی آواز سن کر وہ سوچوں سے نکلی اور چوکنا ہو کر بیٹھی۔ صبح عتبہ کمال سے ہونے والی جھڑپ کے بعد دوپہر میں وہ دوبارہ آیا تھا۔اس کے ہاتھ میں موجود کیمرہ دیکھ کر حجر سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔وہ یہی تو چاہتی تھی کہ عتبہ کمال کوئی قدم اٹھائے اور وہ اپنی ٹیم کو خود تک پہنچنے کا کوئی راستہ بتا سکے۔ویڈیو کے دوران بڑے نامحسوس انداز میں وہ اس گاڑی نمبر بتا چکی تھی جس میں عتبہ کمال اسے یہاں لایا تھا۔پہاڑ سے اتر کر وہ جب گاڑی میں بیٹھنے لگے تھے تب حجر نے گاڑی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا۔اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے بعد وہ اب پر سکون تھی۔اسے معلوم تھا کہ کوئی نہ کوئی تو اس کی انگلیوں کی حرکت محسوس کر لے گا اور پھر وہ لوگ اس تک پہنچ جائیں گے۔مگر ان کے آنے سے پہلے اسے ایک اور کام بھی کرنا تھا۔اسے عتبہ کی دسترس سے دور جانا تھا تاکہ عین موقع پر اس مہرہ بنا کر وہ پولیس سے فرار حاصل نہ کر پائے۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس بار عتبہ کمال کو فرار کی کوئی راہ ملے تبھی کوئی لائحہ عمل سوچنے لگی۔اس دوران کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لیے عتبہ کمال اس چوکور کمرے نما جگہ کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ٹرے اس کے آگے رکھنے کے بعد اس نے حجر کے ہاتھ کھولے اور اسے کھانے کا اشارہ کیا۔کھانا کھانے کا حجر کا دل قطعاً نہیں چاہ رہا تھا مگر وہ اتنی جلدی اپنے ہاتھ دوبارہ بند ھوانا نہیں

چاہتی تھی تبھی خاموشی سے نوالہ بنانے لگی۔وہ نوالہ منہ کے قریب لائی ہی تھی جب ایک عجیب سی بو نے اسے اپنے حصار میں لیا۔لمحے کہ ہزارویں حصے میں اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کھانے میں کوئی چیز ملائی گئی ہے اور عتبہ کمال کے ریکارڈ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اندازہ لگایا کہ کھانے میں کیٹامین شامل ہے۔وہ آہستہ آہستہ ہلکی ہلکی ڈوز دے کر اس کی باڈی کو کیٹامین سے روشناس کروانا چاہ رہا تھا۔حجر نے ایک نظر سر پر کھڑے عتبہ کمال پر ڈالی جو شاید اس کے کھانے کے انتظار میں کھڑا تھا پھر بادل نخواستہ نوالہ منہ میں ڈالا۔کھانا نگلنے میں اسے خاصی وقعت ہوئی تھی۔صبح عتبہ کمال کے گلہ دبانے کے بعد سے ہی وہ گلے میں درد محسوس کر رہی اور کھانا نگلتے ہوئے تکلیف کچھ زیادہ ہی ہوئی تھی۔دباؤ زیادہ ڈلنے کے باعث اس کی آواز بھی تبدیل ہو گئی تھی۔

دو چار نوالے کھانے کے بعد اس نے پانی کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ٹھیک اسی وقت اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔پانی کا گلاس تھامنے کے بعد اس نے گلاس جان بوجھ کر زمین پر گرایا مگر ظاہر یوں کروایا جیسے وہ ڈرگ کے زیر اثر ہے حالانکہ اسے معلوم تھا کہ ڈرگ نگلنے کی صورت میں اس کا اثر بیس منٹ بعد اثر کرنا شروع کرتا ہے جبکہ اسے کھانا کھائے ابھی بمشکل دو چار منٹ ہوئے تھے۔ڈرگ کو دماغ پر اثر انداز ہونے میں کچھ وقت درکار تھا مگر حجر یوں ظاہر کرنے لگی جیسے اس پر ڈرگ کا اثر ہو رہا ہے۔وہ اب

سر تھامے بیٹھی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ آنکھیں موندنے لگی اور سر پیچھے کی جانب گرا دیا۔ وہ مکمل طور پر اپنے حواسوں میں تھی مگر اس کے بند آنکھیں دیکھ کر عتبہ کمال کو لگا کہ وہ بے ہوش ہو چکی ہے تبھی رسی لینے کی غرض سے وہ مڑا تا کہ اس کے ہاتھ باندھ سکے۔ اسی دوران حجر نے نظر بچا کر زمین سے ٹوٹے ہوئے کانچ کا ایک ٹکرا اٹھایا اور اسے کرسی کے بازو پر رکھا اور اس کے اوپر اپنی ہتھیلی رکھ دی۔ وہ چاہتی تو کانچ سے عتبہ کمال پر وار بھی کر سکتی تھی مگر اس معلوم تھا کہ کچھ دیر میں ڈرگ اس پر اثر کرنا شروع کر دے گا اور اتنے کم وقت میں وہ بھاگ کر زیادہ دور نہیں جا سکتی تھی۔ اس کے دوبارہ پکڑے جانے کا خدشہ ہے تھا تبھی اس نے اس نے کانچ کے ٹکرے سے وار کرنے کی بجائے اسے چھپا لیا تھا تا کہ بعد میں اسے زیر استعمال لا سکے۔ عتبہ کمال نے اسی پوزیشن میں موجود اس کے ہاتھ کورسی سے باندھ دیا یہ جانے بغیر کے اس کی ہتھیلی کے نیچے ٹوٹے گلاس کے کانچ کا ٹکرا ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ جب دور ہوتے قدموں کی آواز آنا بالکل بند ہو گئی تو حجر نے آنکھیں وا کیں۔ عتبہ کے جانے کی تصدیق کر لینے کے بعد س نے انگلیوں کو حرکت دے کر کانچ کا ٹکرا تھاما اور اس سے رسی کاٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ بڑی مشکل سے اس نے یہ عمل سرانجام دیا تھا۔ اس دوران اس کا ہاتھ بری طرح زخمی ہو چکا تھا اور خون کے

قطرے فرش کو بھگو رہے تھے مگر وہ پرواہ کیے بغیر اب دوسرا ہاتھ کھول رہی تھی۔ وہ بڑی تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ڈرگ کے زیر اثر جانے سے پہلے وہ عتبہ کمال کی دسترس سے دور ہو جائے۔ خود کو آزاد کروانے کے بعد وقت ضائع کیے بغیر وہ کمرے کے دروازے کی جانب گئی۔ باہر جھانکنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک فیکٹری میں ہے جو اس وقت خالی تھی۔ محتاط انداز میں اس نے قدم کمرے سے باہر رکھا اور جانچتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔ ڈوبتے سورج کی ہلکی روشنی میں وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ فیکٹری کس چیز کی ہے۔ وہ اب کمرے سے کچھ فاصلے پر کھڑی چھپنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کر رہی تھی۔ جب کوئی مناسب جگہ نہ دکھی تو اس نے کمرے کے متوازی سمت دیوار سے کچھ آگے پڑی مشین کے پیچھے چھپنے کا فیصلہ کیا۔ اس بھاری بھر کم چند فٹ اونچی مشین کے پیچھے وہ اب گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بیٹھ گئی تھی۔ ہاتھ سے خون کے قطرے ہنوز بہہ رہے تھے مگر ان پر توجہ دیے بغیر وہ وہاں موجود واحد کھڑکی سے نظر آتے آسمان کو دیکھنے لگی۔ سورج ڈوبنے کے آخری دہانے پر کھڑا تھا۔ روشن آسمان تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔ ایک آخری نگاہ سورج پر ڈالنے کے بعد اس نے رخ موڑ لیا۔ وہ چاہتی تو بھاگ بھی سکتی تھی مگر ایسا نہ کرنے کی اس کے پاس دو وجوہات موجود تھیں۔ پہلی تو یہ تھی کہ کیٹامین نے جیسے ہی

اس پر اثر کرنا تھا اس نے دوبارہ پکڑے جانا تھا۔ سو بھاگنے سے بہتر اسے چھپنا لگا تھا۔ یہاں مدد کے انتظار میں بیٹھنے کے دوسری اور اہم وجہ تھی کسی کے الفاظ۔۔۔مان اور استحقاق بھرے الفاظ۔۔۔ جنھوں نے اسے پابند کر دیا تھا۔ وہ الہان مرتضی کے آنے کا انتظار کرنے کی پابند ٹھہرائی گئی اور اسے جان ہتھیلی پر رکھ کر اس کی مدد کا انتظار کرنا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ آئے گا اسے بچانے کے لیے۔ اگر وہ یہاں بے آرام تھی تو اسے معلوم تھا لمحہ بھر سکون سے الہان بھی نہیں بیٹھا ہو گا۔ جتنی اسے یہاں سے نکلنے کی جلدی ہے اس سے کہیں زیادہ الہان کو اسے یہاں سے نکالنے کی جلدی ہو گی۔ جلد یا بدیر وہ اسے بچا لے گا اس امید کا دامن تھامتے ہوئے اس نے پیچھے موجود مشین سے ٹیک لگا ئی۔ اس کا سر اب آہستہ آہستہ بھاری ہو رہا تھا اور اسے ہیلو سنیشن دکھائی دینے لگی تھیں۔ کچھ دیر بعد اسے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں جسے وہم سمجھ کر اس نے جھٹک دیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اب دھند چھا رہی تھی جو لمحے بعد اندھیرے میں بدل گئی۔ آسمان کے تاریک ہوتے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔

New Era Magazine

گاڑی سبک رفتاری سے منزل کی جانب رواں دواں تھی۔درد سے پھٹتا سر اور شدید تناؤ کا شکار اعصاب لیے وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔وہ لوگ اب عتبہ کمال کی گاڑی کی ٹریس کی ہوئی لوکیشن پر جا رہے تھے۔وہ جگہ شہر سے کچھ فاصلے پر تھی اور الہان کے ذہنی تناؤ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہارون نے اسے گاڑی ڈرائیو نہیں کرنے دی تھی بلکہ اس کی جگہ وہ خود ڈرائیو کر رہے تھے اور وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔بے خوابی کے باعث سرخ ہوتی آنکھیں، شکن آلود لباس اور تنے اعصاب اس کی پریشانی کا واضح ثبوت تھے۔سحر کے وقت حجر کو اغواہ کیا گیا تھا اور اب غروب آفتاب کا وقت آ پہنچا تھا مگر حجر کا ابھی تک کوئی اتا پتا نہیں تھا۔اس دوران ایک لمحہ بھی وہ سکون سے نہیں بیٹھا تھا۔سکون میسر آتا بھی تو کیسے۔۔۔اس کے سکون کو ہی تو عتبہ کمال نے بے سکون کیے رکھا تھا۔سر درد، غصہ، بے بسی، فرسٹریشن۔۔۔جانے وہ خود کو کن کن احساسات میں گھرا محسوس کر رہا تھا۔گاڑی فیول سٹیشن پر رکنے پر وہ اپنے ٹریولنگ بیگ میں سے پین رلیف میڈیسن لینے کے ارادے سے اترا اور ٹرنک کی جانب بڑھا۔اپنے بیگ پر پڑا حجر کا بیگ اس نے اٹھا کر سائیڈ پر کیا تھا جب اس کی نظر اس کے بیگ پر لگے ریکاڈر پر پڑی۔اس کی پیشانی پر ان گنت شکنیں نمایاں ہوئے۔ایک لمحہ لگا تھا اسے معاملے کی تہ تک پہنچنے میں۔۔۔وہ جان گیا تھا کہ کیسے عتبہ کمال کو ان کی ریڈ کے

بارے میں خبر ہوئی۔۔۔غصہ ضبط کرتے ہوئے اس نے وہ ریکاڈر الگ کیا اور پھر زمین پر پھینکتے ہوئے اسے جوتے سے مسل دیا۔ایک گہری سانس لے کر اس نے اپنا ٹریولنگ بیگ اٹھایا اور واپس گاڑی میں آ بیٹھا۔میڈیسن کی تلاش میں اس نے بیگ کے اگلے حصے میں ہاتھ ڈالا ہی تھی جب اس کے ہاتھ سے ایک چیز ٹکرائی۔ہموار سطح والی اس چیز کی بناوٹ محسوس کر کے اس نے اسے مٹھی میں پکڑا اور ہاتھ باہر نکالا۔ اپنا دائیاں ہاتھ نظروں کے سامنے کیا اور مٹھی کھولنے لگا.اس کی ہتھیلی پر ایک سیاہ رنگ کا باکس پڑا تھا۔آنکھوں میں شناسائی کے رنگ ابھرے۔۔۔اس نے باکس کھولا تو اس میں ایک سلور رنگ ٹائی پن تھی.وہ ٹائی پن اسے حجر نے دی تھی.جمیر انیچ سے واپسی پر حجر اس سے خفا تھی اور خفگی کے باعث اس نے سارے راستے اس سے سیدھے منہ بات نہیں کی تھی.گھر پہنچ کر بھی وہ سیدھا اپنے کمرے میں آگھسی تھی.فریش ہونے کے بعد اس نے نماز پڑھی.فریحہ کے اس دن زور دینے کے بعد اس نے نماز پڑھنا شروع کر دیا تھا.ساری نمازوں کی روٹین ابھی نہیں بنی تھی اس کی مگر جب کبھی فارغ وقت ملتا وہ نماز پڑھ لیا کرتی تھی.اپنی وہی چند لفظوں پر مشتمل مخصوص دعا مانگنے کے بعد جائے نماز تہہ کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی.سر پر لپٹا سکارف کھولنے کے بعد وہ ابھی آرام دہ انداز میں بیڈ پر بیٹھی ہی تھی جب اسے بھوک کا احساس ہوا.دبئی مال

کے قریب بنے کیفے سے دوپہر کو چوکولالا اور پیسٹری کھانے کے بعد اس نے مزید کچھ نہیں کھایا تھا. الہان نے واپسی کے راستے میں اس سے دو تین مرتبہ ڈنر کا پوچھا تھا مگر اس نے یہی کہتے ہوئے انکار کر دیا تھا کہ مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا. اس لمحے اسے اوور ریایکٹ کرنے اور ڈنر کو منع کرنے پر شدید پچھتاوا ہوا تھا. وہ پچھتاوے میں ہی گھری تھی جب اس کے فون پر میسج موصول ہونے کی رنگ ٹون بجی. بے دلی سے اس نے فون سکرین کو دیکھا تو وہاں مسٹر سی ای او کا نام جگمگا رہا تھا. بھنویں اچکاتے ہوئے اس نے میسج کھولا

"دس منٹ کے اندر اندر باہر تشریف لے آئیں ورنہ نتائج کی ذمہ دار آپ خود ہو نگی."

میسج میں لکھی دھمکی پڑھ کر کچھ لمحے پہلے ختم ہونے والی خفگی نے دوبارہ سر اٹھایا. ایک جھٹکے سے وہ بیڈ سے اٹھی. سلیپرز پہنتے ہوئے وہ تن فن کرتی کمرے سے باہر نکلی. فل سلیوز ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور ٹرائوزرز میں ملبوس وہ لاؤنج کے قریب سے گزر کر اس کے کمرے میں جا رہی تھی جب اس کی نظر لاؤنج سے نظر آتے اوپن کچن میں پڑی. وہاں سے اسے الہان کی پشت نظر آئی تھی. لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے کچن کا رخ کیا.

New Era Magazine

"یہ دھمکیاں کسے دے رہے ہیں آپ؟" چوکھٹ پر کھڑے کھڑے اس نے سوال کیا.اس کی آواز سن کر کھانا پکاتے الہان نے رخ موڑا. تیکھے چتونوں سے گھورتی حجر پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی کو ایک نظر دیکھا

"دس منٹ کا کہا تھا میں نے آپ تو دس سیکنڈ میں تشریف فرماں ہیں... لگتا ہے دھمکی خاصی کارآمد ثابت ہوئی ہے..... خیر تشریف رکھیں چند منٹوں میں کھانا تیار ہو جائے گا." اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے وہ کچن ٹیبل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا اور واپس شیلف کی جانب رخ موڑ گیا. سفید بے داغ شرٹ پر ایپرن پہنے وہ بڑی مہارت سے وجیٹی سے زوڈلز (zucchini noodles) بنانے میں مصروف تھا. شرٹ کے بازو اس نے کہنیوں تک موڑ رکھے تھے اور اس وقت دائیں ہاتھ کی کلائی ہر سے سیاہ بینڈ بھی غائب تھا۔ شاید بار بار ہاتھ پانی میں ڈالنے کے پیش نظر اس لے بینڈ اتار رکھا تھا۔

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی... مجھے بس یہ بتائیں کہ کن نتائج کی دھمکی دے رہے تھے آپ؟" اس نے سخت لہجے میں استفسار کیا.

"بھوکا سونے کی... اگر آپ کھانے کے لیے نہ آتی تو آپ کو بھوکا سونا پڑتا اور اس کی ذمہ دار آپ خود ہوتیں." وہ مصروف سے انداز میں بولا تو حجر کا غصہ کی جھاگ کی

New Era Magazine

طرح بیٹھا۔ تیکھی نگاہ اس کی پشت پر ڈالنے کے بعد اس نے کچن ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی انڈیلا اور پانی پینے لگی۔

"آپ یہ بات سیدھے طریقے سے بھی کہہ سکتے تھے۔" وہ کہے بغیر نہ رہ سکی۔

"سیدھے طریقے سے کہی گئی میری بات کا آپ پر اثر نہیں ہوتا.... تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جب جب میں نے آپ سے نرم لہجے میں کوئی بات کہی ہے چاہے وہ میڈیا کے سامنے نہ جانے والی بات ہو، اکیلے باہر جانے سے منع کرنا ہو یا پھر کھانے کا کہنا ہو... آپ نے میری بات نہیں مانی.... کہتے ہیں نا کہ جب گھی سیدھی انگلی سے نا نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی۔ میں بھی اسی کہاوت پر عمل پیرا ہوں۔" الہان رسانیت سے بولا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔" وہ خجالت مٹانے کی غرض سے بولی۔ الہان کی بات بہت حد تک سچ تھی یہ بات وہ دل میں تسلیم کر چکی تھی کیونکہ وہ واقعی اس کی نرم لہجے میں کہی گئی بات پر کان نہ دھرتی تھی۔

"دل کے بہلانے کو غالب! خیال اچھا ہے" الہان اردو میں تو بولا تو حجر نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر اسے متوجہ نے دیکھ کر اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"اگر آپ جلدی آ ہی گئی ہیں تو میری کچھ مدد کر دیں۔" اسے کرسی پر بیٹھے دیکھ کر الہان عام سے انداز میں بولا تو حجر ایک بار پھر خجل ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا کرنا ہے؟" اس نے استفسار کیا۔

"ٹیبل سیٹ کریں تب تک کھانا تیار ہو جائے گا۔" زوڈلز پر کالی مرچ چھڑکتے ہوئے بولا تو حجر سر ہلایا۔ وہ اب پلیس میٹ کی تلاش میں نگاہیں پورے کچن میں دہرا رہی تھی مگر پلیس میٹ اسے کہیں نہیں دکھے تھے۔

"بائیں جانب بنے تیسرے کیبنٹ میں رکھے ہیں پلیس میٹ" اسے متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا پا کر الہان نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔ اس کی بات پر عمل کرتے ہوئے حجر نے کیبنٹ سے پلیس میٹ نکال کر ٹیبل پر بچھائے۔ آمنے سامنے والی دو نشستوں کے آگے پیلٹس، چھری کانٹے اور نیپکن رکھنے کے بعد وہ گلاس سیٹ کر رہی تھی جب الہان زچینی نوڈل کا باؤل اور زنگر کلب سینڈوچ کی ڈش لیے ٹیبل کے قریب آیا۔ ٹیبل پر ڈش اور باؤل رکھنے کے بعد اس نے ایپرن اتارا اور حجر کے سامنے والی نشست سنبھالی۔

"شروع کریں۔" اس کی پلیٹ میں کھانا سرو کرنے کے بعد الہان بولا۔ اس دفعہ حجر انکار کرنے کی غلطی دہرائے بغیر خاموشی سے کھانا کھانے لگی تھی۔

"کھانا آپ اچھا بنا لیتے ہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی۔

"شکر ہے آپ کو مجھ میں کوئی خوبی تو دکھی... ورنہ ہر وقت خامیاں ہی گنواتی رہتی ہیں." وہ جل کر گویا ہوا تو حجر اسے گھور کر رہ گئی.

کھانے کھا کر فارغ ہونے کے بعد حجر نے برتن سمیٹنے میں الہان کی مدد کی.

"میں برتن دھو دیتی ہوں." اسے سنک کے آگے کھڑے ہوتے دیکھ کر حجر نے پیش کش کی.

"ٹھیک ہے... دھوئیں" ایپرن اس کی جانب بڑھاتے ہوئے الہان اسے اصرار کا موقع دیے بغیر سائیڈ پر ہو گیا.

"بندہ اخلاقاً ہی ایک آدھ دفعہ انکار کر دیتا ہے." اس کے فوراً مان جانے پر ایپرن پہنتے ہوئے حجر طنزاً بولی.

"اپنائیت کے رشتوں میں اخلاقاً کچھ نہیں کیا جاتا... ان میں صرف حق جتایا جاتا ہے." سنک سے کچھ فاصلے پر شیلف سے ٹیک لگائے کھڑا وہ برتن دھوتی حجر کو دیکھتے ہوئے بولا.

"مہمان سے کرواتے بندہ اچھا تھوڑی لگتا ہے." تیزی سے چلتے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی اتنی ہی رفتار سے چل رہی تھی.

"کون مہمان؟... مستقبل میں آپ نے اسی گھر میں شفٹ ہونا ہے اس لیے بہتر ہے آپ ابھی سے اسے اپنا گھر سمجھیں." وہ اپنائیت سے بولا.

"آپ سے کس نے کہا کہ میں دبئی شفٹ ہوں گی؟" وہ تعجب سے بولی۔

"جب میں دبئی میں رہائش پزیر ہوں تو ظاہری سی بات ہے آپ بھی یہاں ہی رہیں گی." اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے.

"میری جاب امریکہ میں ہے اس لیے میں امریکہ میں ہی رہوں گی." حجر نے امریکہ کی میں اپنی جاب کا حوالہ دیا.

"میری کمپنی دبئی میں ہے اسلیے ہم دبئی میں ہی رہیں گے." وہ دوبدو بولا.

"اگر مجھے جاب چھوڑنی پڑے گی تو آپ کو بھی اپنی کمپنی شفٹ کرنی پڑے گی...اگر امریکہ نہیں تو دبئی بھی نہیں... ہم پاکستان میں سیٹل ہوں گے." حجر قطعیت سے گویا ہوئی.

"یہ تو وقت ہی بتائے گا." الہان نے وقت سے پہلے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا. اس کی بات سن کر حجر بھی خاموش ہو گئی تھی. برتن اب تقریباً دھل چکے تھے.

"آپ کافی پیئں گی؟" الہان اب صلیب کی جانب رخ کیے کھڑا اپنے لیے کافی بنانے لگا تھا جب اس نے حجر سے استفسار کیا.

"نہیں...میں اب آرام کروں گی." ہاتھ خشک کرتے ہوئے وہ بولی۔

"میں بنا رہا ہوں۔۔۔پی کر جائیے گا۔" وہ مصروف سے انداز میں بولا تو حجر نے اسکی پشت کو گھورا۔۔۔

(پھر وہی اپنی مرضی کرنے والی عادت) اس نے ضبط سے گہری سانس لی پھر جا کر کچن ٹیبل کی ایک کرسی پر ٹک گئی۔ کچھ دیر بعد وہ کافی کے مگ ہاتھ میں اٹھائے آیا اور ایک کپ اسے تھمانے بعد اس کے مقابل بیٹھ گیا۔

"اردو کلاسز کا آغاز کب سے کرنا ہے؟" حجر نے ایک دفعہ اس سے اردو سکھانے کا کہا تھا اس لیے اس نے پوچھا۔

"اردو سیکھنے کا ارادہ بدل گیا ہے میرا۔۔۔کیونکہ اب مجھے اندازہ ہو گیا کہ پاکستان میں بہت سے لوگ انگلش سمجھ لیتے ہیں اور جو نہیں سمجھتے انہیں اپنی بات سمجھانے کے لیے مفت ٹرانسلیٹر کی سہولت عمر بھر کے لیے مجھے مل چکی ہے۔" وہ الہان کو اپنا فری ٹرانسلیٹر گردانتے ہوئے بے نیازی سے بولی۔

"ٹھیک ہے محترمہ۔۔۔اٹھائیں فائدہ فری ٹرانسلیٹر کا۔" اسنے گویا اجازت دی. حجر اس کی بات سن کر مسکرا دی۔ کچھ لمحے وہاں خاموشی چھائی رہی پھر االہان نے خاموشی کو توڑا۔

New Era Magazine

"کیا سوچ رہی ہیں؟" وہ اس کی غائب دماغی محسوس کر کے بولا۔

"۔۔۔سوچ رہی ہوں کہ اتنے کٹھور، بے لچک اور لا تعلق نظر آنے والا شخص کا دل چند دنوں میں کیسے نرم پڑ سکتا ہے؟ لہجے کی سرد مہری یکدم اپنائیت میں کیسے تبدیل ہو سکتی ہے؟" اس کے چہرے پر الجھن پھیلی تھی۔ الہان سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کے متعلق سوال کر رہی ہے تبھی اس کے گہرے مشاہدے سے متاثر ہوتے ہوئے بولا۔

"انسانوں کو بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔"

"مگر کوئی بات یا کوئی جذبہ تو ہو گا نا جس نے آپ کو بدلنے پر مجبور کیا؟" وہ الہان کے اس کے ساتھ بدلے رویے کی وجہ جاننے پر بضد تھی۔

"ہاں ہے ایک جذبہ۔۔۔۔وہی بدنام زمانہ جذبہ۔۔۔جسے عرف عام میں محبت کہتے ہیں۔" وہ دل موہ لینے والے انداز میں بولا۔

"محبت؟۔۔۔آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟"

"ہمم۔۔۔۔مگر یہ مت پوچھیے گا کیوں؟۔۔۔کیونکہ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کا لیا دیا رویہ تھا، باوقار انداز یا پھر کچھ اور۔۔۔جس کے باعث یہ جذبہ پڑھوان چڑھا۔ مجھے بس اتنا معلوم ہے کہ آپ کا مقام دل میں باقی

سب سے بلند ہے اور یہ یقیناً محبت کے باعث ہی ہے۔" عام فہم انداز میں اس نے اپنی بات کہی۔

"کیا احساسات واقعی اتنی جلدی بدل جاتے ہیں؟"

"احساسات تو لمحے میں بدل جاتے ہیں مگر انہیں سمجھنے میں وقت لگتا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اگر احساسات سمجھ آ جائیں تو کیا کرنا چاہیے؟"

"اظہار۔" وہ بے توقف بولا تو حجر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ شب بخیر کہنے کے بعد حجر نے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔ اسے گئے چند لمحے ہی گزرے تھے جب ہاتھ میں خالی جگ لیے وہ دوبارہ کچن میں آئی. قدموں کی آواز پر الہان جو کافی کے مگ دھو رہا تھا متوجہ ہوا. اس کے ہاتھ جگ دیکھ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ پانی بڑھنے آئی ہے تبھی وہ اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو گیا۔ پانی بھرنے کے بعد حجر خاموشی سے واپس چلی گئی. کچن سمیٹنے کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں جانے کے لیے مڑا اسے کچن ٹیبل پر ایک کالے رنگ کا باکس پڑا دکھائی دیا. وہ باکس دیکھ کر اسے تعجب ہوا تھا کیونکہ کچھ دیر پہلے جب اس نے ٹیبل سے چیزیں سمیٹی تھیں تب وہاں کچھ بھی نہیں تھا.

"شاید حجر بھول گئی ہو۔" حجر کچھ دیر لمحے پہلے پانی بھرنے آئی تھی اس لیے وہ یہی سوچ سکا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے باکس اٹھایا اور اسے کھولا۔ اس باکس میں ایک خوبصورت سلور رنگ کی ٹائی پن تھی جو غالباً حجر اس کے لیے رکھ کر گئی تھی۔ ٹائی پن دیکھ کر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا۔ اسی وقت فون پر میسج موصول ہونے کی رنگ ٹون بجی۔ حجر کے نمبر سے موصول ہوا میسج اس نے بغیر کسی توقف کے کھولا

"زیادہ خوش فہمیاں پالنے کی ضرورت نہیں ہے... ڈنر کے بدلے میں آپ مجھ سے برتن دھلوا چکے ہیں اور ناشتے کے بدلے میں شکریہ کے طور پر دی ہے یہ ٹائی پن۔۔۔ آج شاپنگ کے دوران میری نظر اس ٹائی پن پر پڑی تھی۔ پہلی نظر میں اچھی لگی تھی اس لیے لی تھی۔ فون نکالتے وقت آپ کے کوٹ کی پوکٹ میں ٹوٹی ہوئی ٹائی پن دیکھی تھی میں نے اس لیے سوچا کہ تھا یہ آپ کو شکریہ کے طور پر دے دوں۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ کسی کو کچھ دیر مزید بات کرنے کے لیے روکنا ہو تو اس کے لیے کافی کا بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ آپ ڈائریکٹ بھی رکنے کا کہہ سکتے ہیں۔ کیا پتا وہ آپ کے کہنے پر رک ہی جائے۔" حجر کا میسج پڑھ کر اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خفیف سے انداز میں سر جھٹکا پھر خود کلامی کے انداز میں بولا

"اس لڑکی سے کوئی بات چھپانا ناممکن ہوتا جا رہا ہے."

کچن کی بتیاں بجھاتے ہوئے اس نے اپنے کمرے کا رخ کیا۔

ٹائی پن پر نظریں ٹکائے وہ جو سوچوں میں گم تھا گاڑی جھٹکے سے رکنے پر سوچوں سے باہر نکلا۔اس نے تعجب سے ارد گرد دیکھا۔وہ شاید منزل پر پہنچ گئے تھے تبھی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے وہ تیز قدم اٹھاتا گاڑی سے باہر نکل گیا۔

"Knowledge is that which benefits not that which is memorized."

....

شہر سے کچھ فاصلے پر بنی فیکٹری کے باہر گاڑی رکتے ہی وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا۔اس کا رخ فیکٹری کے بیرونی دروازے کی جانب تھا جب ہارون کی آواز پر اس کے قدم تھمے

"الہان! رک جاؤ۔۔۔ ہمیں پولیس کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔" ہارون نے اسے روکنا چاہا۔پولیس کی گاڑی بھی ان کے ساتھ ہی نکلی تھی مگر الہان کے بار بار کہنے پر ہارون نے تیز ڈرائونگ کی تھی تبھی وہ لوگ پہلے پہنچ گئے تھے۔

”میں انتظار نہیں کر رہا۔۔۔آپ نے کرں اہے تو کریں۔" لمحے کے لیے رک کر اس نے اپنی بات مکمل کی پھر تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ہارون بھی اس کے پیچھے گئے۔دروازہ پار کرتے ہی اس نے طائرانہ نگاہ وسیع رقبے پر پھیلی فیکٹری پر ڈالی۔

”تم دائیں طرف جاؤ میں بائیں طرف دیکھتا ہوں۔" ہارون کی بات پر سر ہلاتے ہوئے وہ دائیں طرف آ گیا۔وہ اب ہاتھ میں پکڑی ٹارچ کی روشنی میں دیوانہ وار ارد گرد دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔راستے میں آنے والے ہر دروازے کو کھول کر اس نے ان آفس نما کمروں میں جھانکا تھا۔وہ بلند آواز میں اسے پکار بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس سے عتبہ کمال تک اس کی آمد کی خبر پہنچنے کا خدشہ تھا۔یونہی متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے وہ ایک دروازے کے قریب آیا جو کھلا تھا۔اس نے اندر جھانکا تو وہاں خالی کرسی، کٹی ہوئی رسی اور کھانے کی ٹرے دکھی تھی۔خالی کرسی دیکھ کر اس کا دل ڈوبا۔ایک لمحے کے لیے اسے لگا کہ ایک بار پھر اس نے حجر کو کھو دیا ہے۔یہ احساس کس قدر تکلیف دہ تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔پولیس کی گاڑی کے سائرن کی آواز سن کر وہ اذیت کی اس کیفیت سے باہر نکلا۔بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے ذہنی انتشار پر قابو پانا چاہا پھر صورت حال سمجھنے کے لیے ہر شہ کی پوزیشن دیکھی۔کٹی ہوئی

رسیاں دیکھ کر اسے لگا تھا کہ حجر کو عتبہ کمال کہیں نہیں لے کر گیا بلکہ وہ خود یہاں سے فرار ہوئی ہے۔

"اگر حجر خود یہاں سے بھاگی ہے تو عتبہ کمال ابھی بھی یہیں کہیں ہو گا۔ کیا اسے حجر کی غیر موجودگی کا علم ہو چکا ہے؟" وہ خود کلامی کے انداز میں بولا۔

"حجر کو یہاں سے نکلے کچھ ہی دیر ہوئی ہے۔۔۔یقیناً وہ زیادہ دور نہیں گئی ہو۔" خون کے تازہ قطرے دیکھ کر وہ پر سوچ انداز میں بولا پھر خود بھی کمرے سے باہر نکل آیا۔ کمرے کے دروازے کے قریب کھڑا ہو کر وہ اب یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ حجر کہاں گئی ہو گی۔ اس دوران اسے ایک بار بھی عتبہ کمال کو پکڑنے کا خیال ں میں آیا تھا۔ اس کے حواسوں پر حجر سوار تھی۔ عتبہ کمال کو پکڑنے کے لیے کرائم برانچ اور پولیس ہی ٹیم آچکی تھی۔ وہاں اس کی مدد کہ ضرورت نہیں تھی مگر حجر کو اس کی ضرورت تھی سو وہ اس کو ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔ دیوانہ وار وہ اسے بلند آواز میں پکار رہا تھا جب ٹارچ کی روشنی میں اس کی نظر فرش پر وقفے وقفے سے گرے خون کے قطروں پر پڑی۔ وہ اب قطروں کے تعاقب میں بڑھ رہا تھا۔ لمحوں میں وہ دیوار سے کچھ فاصلے پر پڑی بھاری بھر کم مشین کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے آگے ہو مشین کی اوٹ میں دیکھا تو وہاں ہوش و حواس سے بیگانہ حجر کا وجود دیکھ کر اسے لگا کے اس ک دل کسی

New Era Magazine

نے مٹھی میں لے لیا ہو۔ حجر کا سر ایک جانب ڈھلکا ہوا تھا اور بکھرے بالوں نے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ الہان اب دوزانوں اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ گال تھتھپاتے ہوئے اس نے حجر کو دو تین بار پکارا پھر اسے ہوش میں نہ آتے دیکھ کر مزید تاخیر کیے بغیر وہ اسے وہاں سے لے آیا۔ واپسی کے راستے کے دوران اسے آفیسر رضا حمید کی ٹیم جابجا عتبہ کمال کی تلاش میں پھیلی نظر آئی تھی مگر ان پر توجہ دیے بغیر وہ فیکٹری کے بیرونی دروازے کی جانب تیز قدموں سے بڑھنے لگا۔ دروازہ پار کر کے وہ گاڑی کے قریب آیا ہی تھی جب اسے اپنے پشت پر قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھ پاتا گولی چلنے کی آواز آئی۔ اس گولی کی آواز کے لمحے بعد ایک اور گولی چلی اور الہان لڑکھڑایا۔ بڑی مشکل سے توازن برقرار رکھتے ہوئے اس نے حجر کو سنبھالا۔ ٹھیک اسی وقت ہارون نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر الہان نے احتیاط سے حجر کو پچھلی سیٹ پر لٹایا۔ کچھ دیر بعد اس کی گاڑی تیز رفتار سے ہسپتال کی جانب رواں دواں تھی۔ گاڑی ہارون ڈرائیو کر رہے تھے جبکہ پسنجر سیٹ پر بیٹھا الہان زخم سے خون زیادہ نکلنے کے باعث اب ہوش و حواس کھو چکا تھا۔ فیکٹری شہر سے فاصلے پر تھی اس لیے انہیں ہسپتال پہنچنے میں وقت درکار تھا پر

ہارون گاڑی ہواؤں میں اڑاتے ہوئے انہیں جلد از جلد ہسپتال پہنچانے میں کوشاں تھے۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو سب سے پہلے اس کی نگاہ سفید رنگن ورو غن سے مزین چھت سے ٹکرائی۔کچھ دیر وہ خالی الذہنی کے عالم میں چھت کو دیکھتی رہی پھر اس نے گردن گھمانی چاہی تاکہ دیکھ سکے کہ وہ کہاں موجود ہے مگر ہلانے میں اسے خاصی تکلیف ہوئی تھی وہ گلے میں شدید درد محسوس کر رہی تھی اور سر بھی بھاری ہو رہا تھا۔ ہونٹ بھینچ کر اسے نے درد برداشت کیا پھر ارد گرد دیکھا۔خود کو ہسپتال میں پا کر اس نے سکون کی سانس لی۔وہ اب یہ یاد کرنے لگی تھی کہ وہ یہاں کیسے پہنچی مگر ذہن پر زور ڈالنے کے باوجود اسے کچھ یاد نہ آیا۔بے ہوشی میں جانے سے پہلے کا آخری منظر میں اسے نیم اندھیرے میں ڈوبی ہولناک فیکٹری اور قدموں کی آواز یاد تھی۔اس کے بعد کیا ہوا اس کچھ یاد نہیں تھا۔کچھ دیر ان واقعات سوچنے کے بعد اس کا دھیان الہان کی جانب مڑ گیا تھا۔اسے یقین تھا کہ وہی اسے بچا کر لایا ہو گا مگر اب اپنے ارد گرد اس کی غیر موجودگی اسے پریشان کر رہی تھی۔وہ ہوش میں آ کر اسے اپنے قریب دیکھنے کی

توقع کر رہی تھی مگر وہ وہاں موجود نہیں تھا بلکہ وہاں تو کوئی بھی موجود نہیں تھا۔خود کو تنہا دیکھ کر وہ شدید مایوس ہوئی۔

''شاید میں نے زیادہ توقعات وابستہ کرلی ہیں تبھی مایوسی کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔" وہ خود اذیتی کی کیفیت میں بولی پھر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ جو نہی اٹھ کر بیٹھی سر میں ٹیس اٹھی۔بے اختیار اس کے لبوں سے کراہ نکلی۔وہ اب دونوں ہاتھوں سے سر تھام چکی تھی۔اسی دوران واشروم کا دروازہ کھول کر سفید کپڑوں میں ملبوس نرس باہر نکلی۔

''او۔۔۔آپ کو ہوش آگئی۔۔۔کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ اب؟" اسے ہوش میں دیکھ کر وہ نرس خوشدلی سے بولی۔

"سر بھاری ہو رہا ہے۔" ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے اس نے صاف گوئی سے بتایا۔اس کی آواز ابھی بھی دھیمی اور رندھی ہوئی تھی۔

''آپ کو کیٹامین دی گئی تھی۔یہ سر درد اسی کا آفٹر افیکٹ ہے۔" نرس رسان سے گویا ہوئی۔

''گلے میں بھی درد ہے۔گردن موڑنے اور اونچا بولنے میں بھی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔" وہ مزید گویا ہوئی۔وہ اب بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام دہ انداز میں بیٹھی

تھی۔ نظریں اس کی اب دروازے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔وہ شاید کسی کے آنے کی منتظر تھی۔

"گلا دبا کر مارنے کی کوشش کی گئی تھی آپ کو۔۔۔آپکی گردن پر نشانات موجود ہیں۔" نرس کی بات سن کر حجر کا ہاتھ بے ساختہ اپنی گردن تک گیا۔وہ وہاں واقعی نشانات محسوس کر سکتی تھی۔

"سٹرینگولیشن کے باعث آپ کے تھائیرائڈ مسلز ڈیمج ہوئے ہیں تبھی نیک موومنٹ میں مسئلہ ہو رہا ہے۔چند دن لگیں گے مسلز ہیل ہونے میں۔۔۔تب تک آپ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔" نرس مزید گویا ہوئی۔اس کی بات کے جواب میں حجر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔وہ اب اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جس پر پٹی کی گئی تھی جو شاید کانچ لگنے کے باعث آنے والے زخموں کے باعث تھی۔۔۔ذہن اس کا اب بھی بھٹک بھٹک کر الہان کی جانب جا رہا تھا۔

"کیا وقت ہو رہا ہے اب؟ اور مجھے کب یہاں لایا گیا تھا؟" سوچوں کو جھٹکتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"رات کا دوسرا پہر چل رہا ہے اور آپ کو غالباً دس گیارہ بجے کے قریب یہاں لایا گیا تھا۔" وہ تیس سالہ نرس اب دیوار کے قریب رکھے بینچ پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ حجر کو

New Era Magazine

کیٹامین کے زیر اثر دیکھ کر ڈاکٹرز نے مزید کوئی اینستھیز یا نہیں دیا تھا کیونکہ کیٹامین بھی اینستھیٹک ڈرگ ہی تھا۔ کیٹامین کی لو ڈوز کا اثر گھنٹے ڈیڑھ میں ختم ہو جاتا ہے تبھی وہ بھی جلد ہوش میں آگئی تھی۔

"میرے ساتھ ہسپتال کون آیا تھا؟ میرا مطلب مجھے یہاں کون لایا تھا؟" جب وہ مزید ضبط نہ کر سکی تو اس نے سوال کر ڈالا۔

"کوئی پچاس سالہ شخص تھے۔۔۔ آپ کا ٹریٹمنٹ ہونے کے بعد وہ دوسرے روم میں چلے گئے تھے پھر ان سے مشابہت رکھتا ایک اور شخص اس روم میں آگیا تھا۔" نرس اسے پہلے ہارون اور پھر احتشام کی موجودگی کے بارے میں بتا رہی تھی مگر حجر کو لگا کہ پہلے احتشام چچا اس کے پاس تھے بعد میں الہان۔

"اب کہاں گئے وہ دونوں؟" وہ متجسس انداز میں بولی۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔ مجھے تو وہ آپ کے پاس رکنے کا کہہ کر گئے تھے۔۔۔ شاید وہ دوسرے روم میں ہوں۔" وہ نرس خاصی باتونی تھی تبھی جھٹ سے حجر کو جواب دے رہی تھی۔

"دوسرے روم میں کون ہے؟" بار بار دوسرے روم کا ذکر کرنے پر حجر نے استفسار کیا۔

"آپ کے ساتھ ایک اور پیشنٹ کو بھی لایا گیا تھا جو ساتھ والے روم میں موجود ہے۔ میں بار بار اسی کا ذکر کر رہی ہوں۔" نرس نے وضاحت دی تو حجر تعجب کو شکار ہوئی۔

"کیا نام ہے اس پیشنٹ کا؟" اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔ اسے لگا تھا کہ شاید کوئی پولیس آفیسر ہو گا جو کاروائی کے درمیان زخمی ہوا ہو گا۔

"۔۔۔شاید الہان۔۔۔الہان نام ہے پیشنٹ کا" وہ پر سوچ انداز میں بولی تو حجر کی دھڑکن تیز ہوئی۔ نرس کے الفاظ تھے یاں کوئی پگھلا ہوا سیسہ جو اس کے کانوں میں انڈیلا گیا تھا۔

"الہان؟۔۔۔کہیں آپ کو سننے میں غلطی تو نہیں ہوئی؟" وہ بے یقینی سے بولی۔

"نہیں۔۔۔ساتھ والے روم میں جو نرس ہے اس سے میری اچھی سلام دعا ہے۔ اسی نے مجھے پیشنٹ کے بارے میں بتایا تھا۔ ٹانگ پر گولی لگی ہے مگر ہسپتال لیٹ پہنچنے کی وجہ سے بلیڈنگ بہت زیادہ ہو گئی تھی۔" وہ الفاظ کوڑوں کی مانند اسے لگے تھے اور ایک انجانی سی تکلیف نے اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ ل رس مزید کچھ تفصیلات بھی بتا رہی تھی مگر وہ اس کی سنے بغیر جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی اور تیزی سے دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔ اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے ہی اسے کمزوری کا احساس ہوا تھا مگر وہ لاپرواہی سے دوسرے کمرے کے دروازے تک گئی۔ نرس اسے روکنے کے لیے

اسے پکار رہی تھی مگر اس کی پکار ان سنی کرتے ہوئے ایک جھٹکے سے اس نے دروازہ کھولا۔ نظر سیدھا کمرے کے وسط میں رکھے بیڈ پر دراز وجود سے ٹکرائی تو ارد گرد کے سب مناظر دھندلا ہو گئے۔ نظر جمی تھی تو بس اس ہوش و حواس سے بیگانہ وجود پر۔۔۔وہ اب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھ رہی تھی جبکہ کمرے میں پہلے سے موجود ہارون جو رخ موڑے دراز سے دوائی نکال رہے تھے دروازہ کھلنے پر متوجہ ہوئے مگر جیسے ہی ان کی نظر حجر پر پڑی انہوں نے فوراً سے بیشتر رخ واپس موڑا۔ حجر ان کی جانب متوجہ نہیں تھی یہ محسوس کر کے،اس کی یکسوئی کو غنیمت جانتے ہوئے وہ خاموشی سے چہرہ چھپاتے ہوئے باہر نکل گئے۔وہ ان دونوں کے ساتھ ہی ہسپتال آئے تھے اور پھر احتشام چچا کے ہسپتال پہنچتے ہی وہ الہان کے پاس ٹھہر گئے تھے جبکہ احتشام حجر کے پاس تھے۔احتشام چچا کچھ دیر پہلے حجر کو نرس کے سپرد کر کے ڈسپنسری سے دوائی لینے گئے تھے۔

"وہ ٹھیک ہے اب" وہ بیڈ کی پائینتی کے قریب الہان پر نظریں ٹکائے کھڑی تھی جب احتشام کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولے۔ان کی بات سن کر حجر نے گردن موڑ کر آنسو بھری آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا۔وہ جو اپنی تکلیف پر بھی نہ روئی تھی

الہان کی تکلیف کا سن کر آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پائی تھی۔اسے کھونے کا احساس اتنا جان لیوا تھا کہ اسے گولی لگنے کا سن کر اس کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔خوش قسمتی سے گولی فلیش میں لگی تھی۔ کوئی بھی بون یا وین متاثر نہیں ہوئی۔اگلے چند گھنٹوں میں ہوش آجائے گا اسے۔" وہ اب اسے بازو کے حصار میں لے کر تسلی دیتے ہوئے الہان کی کنڈیشن کے متعلق آگاہ کر رہے تھے۔

"یہ سب۔۔۔یہ سب کیسے ہوا؟" وہ اب ابتدائی شاک کی کیفیت سے نکل آئی تھی اور کچھ احتشام چچا کی تسلی نے اسے پر سکون کیا تھا۔

"الہان تمہیں وہاں سے لا رہا تھا جب عتبہ کمال جو پولیس کی گاڑی کے سائرن کی آواز سن کر وہاں سے فرار ہونے کے لیے اپنی گاڑی کی جانب جا رہا تھا اس کی نظر تم دونوں پر پڑی۔الہان کا رخ اس کی جانب نہیں تھا اس لیے وہ عتبہ کمال کو دیکھ نہ پایا تھا۔عتبہ کمال نے کچھ فاصلے سے الہان کی کی پشت کا نشانہ باندھا مگر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا ایک پولیس آفیسر نے اس کے بازو پر فائر کیا جس سے اس کا نشانہ چوک گیا اور گولی الہان کی ٹانگ پر لگ گئی۔" عتبہ کمال کے بازو پر گولی ہارون نے چلائی تھی مگر چونکہ

حجر، ہارون کے زندہ ہونے کے متعلق ابھی نہیں جانتی تھی اسلیے احتشام چچا نے غلط بیانی کی۔

"عتبہ کمال؟" اس نے تشویش سے پوچھا۔

"وہ اب پولیس کی حراست میں ہے اسلیے بے فکر ہو جاؤ۔" احتشام چچا کے بتانے پر حجر نے سکون کی سانس خارج کی۔ وہ دونوں اب ہسپتال روم میں موجود بینچ پر بیٹھے تھے جبکہ ہارون حجر کی موجودگی کے باعث کمرے سے باہر کھڑے تھے۔ ان کا دل تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اپنی بیٹی سے ملیں، اس سے اس کا حال پوچھیں، اس کو تسلی دیں مگر اس کے ردعمل کا سوچ کر وہ اپنی خواہش دبا گئے۔ ان میں اس کے سوالات کا جواب دینے کی ہمت ابھی نہیں تھی۔

"باتوں کے دوران میں آپ کا حال پوچھنا تو بھول ہی گیا۔۔۔۔کیسا محسوس کر رہیں آپ اب؟" الہان کی طبیعت کا خیال کرتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں بات کر رہے تھے۔

"پہلے سے بہتر" وہ مختصراً بولی۔

"آپ کو اس وقت آرام کرنا چاہیے مگر آپ اپنی پرواہ کیے بغیر یہاں آ گئی ہیں۔ جائیں جا کر آرام کریں۔" وہ نرم لہجے میں ڈپٹ کر بولے۔

New Era Magazine

"میں کہیں نہیں جارہی کیونکہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ وہاں ایک انچ ہلے بغیر دوٹوک انداز میں بولی۔احتشام چچا نے دو تین بار اسے وہاں سے بھیجنے پر اصرار کیا مگر حجر جانے پر قطعاً راضی نہ تھی۔

"میں انتظامیہ سے بات کر کے دیکھتا ہوں اگر وہ ایک ہی روم میں دو بیڈ ارینج کر دیں تو ہماری مشکل حل ہو جائے گی۔" بالآخر احتشام چچا نے اس کی ضد کی آگے ہار مانی اور کوئی درمیان کی راہ نکالی۔اپنی بات کہہ کر وہ ہسپتال کے عملے سے بات کرنے کی غرض سے کمرے سے باہر نکل گئے۔اب وہاں حجر دیوار سے ٹیک لگا کر آرام دہ انداز میں بیٹھ گئی تھی۔اس کی نگاہیں الہان کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔چوڑی پیشانی پر لاپرواہی سے بکھرے بال، گھنی آبرو کے سائے میں بند بھوری آنکھیں اور آپس میں سختی سے پیوست عنابی لب۔۔۔وہ خوبرو تھا حجر تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکی۔ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ حجر نے اس کا بغور جائزہ لیا تھا ورنہ وہ ہمیشہ سرسری نگاہ ڈالتی تھی۔اسے وہاں بیٹھے کچھ دیر گزری تھی جب احتشام چچا دوبارہ کمرے میں داخل ہوئے اور ان کے اندر آتے ہی حجر نے الہان کے چہرے سے نظریں ہٹالی تھیں۔

"کب ہوش آئے گا نہیں؟" شعور کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی حجر کی جھنجھلائی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"لیں۔۔۔آ گیا ہوش آپ کے ہزبنڈ کو" اس کی پلکوں کی جنبش دیکھ کر نرس بولی تو کچھ فاصلے پر رکھے بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی حجر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ نرس جو ڈرپ چیک کرنے آئی تھی اپنے کام سے فارغ ہونے ہونے کے بعد وہ اب دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" صورت حال سمجھنے کی کوشش کرتا الہان حجر کی آواز پر اس کی جانب دیکھنے لگا جس کی سوالیہ نگاہیں پہلے ہی اس پر ٹکی تھیں۔ اس کی سوالیہ نگاہوں کے جواب میں الہان نے سر ہلانے پر اکتفا کیا پھر اسے بغور دیکھا۔ اسے دیکھنے میں وہ ٹھیک لگی تھی تبھی اس نے اس کا حال پوچھنا ضروری نہیں سمجھا اور نظریں اس پر سے ہٹا دیں۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اسے خود جدوجہد کرتے دیکھ حجر اپنے بیڈ سے اٹھ کر اس کے بیڈ کے قریب آئی اور کشن سیٹ کر کے اسے بیٹھنے میں مدد دی۔

"شکریہ" آرام دہ انداز میں بیٹھ کر وہ تشکر آمیز لہجے میں بولا پھر ٹانگ پر چڑھے ایموبلائزر اور ہاتھ پر لگی ڈرپ کو بیزاری سے دیکھنے لگا۔ حجر اس کے شکریہ کے جواب

New Era Magazine

میں مسکرائی تھی مگر وہ اب اس کی جانب متوجہ نہ تھا۔اس کی بے توجہی محسوس کر کے حجر واپس اپنے بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔وہ گردن کے درد کے علاوہ خود کو نارمل محسوس کر رہی تھی اب مگر اسے چند گھنٹے آبزرویشن میں رکھا گیا تھا تبھی وہ ہسپتال میں ہی موجود تھی۔جانے احتشام چچا نے اپنے رابطے استعمال کیے تھے یا ہسپتال والوں کی منت سماجت کی تھی مگر کسی طرح ان دونوں کے لیے ایک کمرے میں ہی دو بیڈز کا انتظام کر لیا تھا۔اس کمرے میں دو نفوس کی موجودگی کے بغیر بھی خاموشی کا راج تھا۔الہان سائیڈ ٹیبل سے اپنی فائل اٹھا کے دیکھ رہا تھا جبکہ حجر اس کے بولنے کی منتظر تھی۔اسے لگا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ اس سے گرمجوشی سے حال دریافت کرے گا مگر وہ تو خاموش تھا اور اس کی خاموشی حجر کو چبھ رہی تھی۔

"آپ کو کچھ چاہیے؟"جب چبھن برداشت سے باہر ہونے لگی تو اس نے بات کا آغاز کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں"وہ ایک لفظی جواب دے کر فائل رکھنے کے بعد وہ اب اپنا فون اٹھا چکا تھا۔ بہت سے لمحے ایک بار پھر خاموشی کے نظر ہو گئے۔حجر کو اس کا سرد رویہ ٹھٹھکنے پر مجبور کر رہا تھا۔اسے احساس دلا رہا تھا کہ کچھ تو ہوا ہے جو وہ یوں اجنبی بن رہا ہے۔

"کچھ ہوا ہے؟۔۔۔میرے کہنے کا مطلب ہے کہ سب ٹھیک ہے نا؟"اپنے شک کی تصدیق کرنے کی غرض سے اس نے استفسار کیا۔

"سب ٹھیک ہے۔"وہ مصروف انداز میں بولا۔اسی دوران احتشام چچا کمرے میں داخل ہوئے۔انہیں اندر دیکھ کر بولنے کا موقع دیے بغیر الہان نے بیزاری سے بولا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔۔۔جائیں جا کر ڈاکٹر سے بات کریں۔"وہ بیزاری سے گویا ہوا تو احتشام بیٹھتے بیٹھتے دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"مجھے سکون سے بیٹھنے نہ دینا بس۔۔۔گھن چکر بن کر رہ گیا ہوں میں تو"وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تو الہان دوبارہ فون کی جانب متوجہ ہو گیا۔حجر اسے دیکھ کر یہ سمجھ نہ پائی تھی کہ وہ واقعی کوئی کام رہا تھا فون میں یا پھر بس خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے تھام رکھا تھا۔وہ اب خود بھی بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی اور سوچیں اس کی الہان کے گرد منڈلا رہی تھیں۔وہ اس کے رویے پر غور کر رہی تھی۔ کچھ لمحے پہلے احتشام چچا کے ساتھ اسکا نارمل انداز دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی تو بات ہے جس کی وجہ سے الہان صرف اس سے لاتعلق بن رہا ہے۔اس کی موجودگی کو نظر انداز کر رہا ہے۔ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ حجر کی موجودگی میں الہان فون میں مصروف تھا ورنہ عام طور پر جب وہ اس کے ارد گرد ہوتی تو وہ فون سمیت باقی سب اہم

کام پس پشت ڈال کر جی جان سے اس کی جانب متوجہ ہوتا تھا۔اس کا بدلا بدلا انداز حجر کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔اسے کہاں عادت تھی اس کی سرد مہری سہنے کی۔۔۔وہ تو اس کے نرم لہجے کی عادی تھی۔وہ اب خود اذیتی کی کیفیت میں تھی جس سے پیچھا چھڑانے کے لیے اس نے ڈائریکٹ بات کرنے کا فیصلہ کیا

"الہان!"حجر نے پہلی بار اسے اس نام سے مخاطب کیا تھا۔اس کی پکار سن کر وہ چونکا ضرور تھا مگر ظاہر نہ ہونے دیا اور ایک نظر اسے دیکھ کر جواب میں بولا

"ہمم"اس کی انگلیاں ابھی بھی موبائل سکرین پر تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔وہ ان سب میسجز کے جواب دے رہا تھا جو گزشتہ دن میں اسے موصول ہوئے تھے۔

اسے ہنوز موبائل میں مصروف دیکھ کر حجر کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"کیا آپ کچھ دیر کے لیے اپنی دوسری بیوی کو چھوڑ سکتے ہیں؟"وہ دانت پیس کر بولی تو الہان لمحے کے لیے اس کی بات سمجھ نہ پایا۔پھر جب سمجھ میں آئی تو شرافت سے اس نے فون بند کر کے سائڈ پر رکھا اور اس کی جانب رخ موڑا۔اس کا چہرہ بے تاثر تھا مگر انداز سے ظاہر تھا کہ اب اس کی ساری حسیں حجر کی جانب تھیں۔اسے ہمہ تن گوش دیکھ کر حجر کا اعتماد لمحہ بھر کو ڈگمگایا پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے وہ بولی

"مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ؟کیوں اس طرح بیہیو کر رہے ہیں؟"

New Era Magazine

"کیا کیا ہے میں نے؟ بات کا جواب دے تو رہا ہوں۔" وہ بے نیازی سے گویا ہوا تو حجر صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گئی۔

"آپ اصل وجہ نہیں بتائیں گے؟"

"اپنا تجزیہ کریں حجر۔۔۔ معلوم ہو جائے گی آپ کو اصل وجہ" وہ سخت لہجے میں بولا اور کُشن پر سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ مزید کوئی بات نہیں کرے گا۔اس کی بات سن کر اور انداز ملاحظہ کر کے حجر نے گہری سانس لی۔وہ اب اس کے کہے پر عمل کرتے ہوئے اپنا تجزیہ کرنے لگی تھی۔کچھ دیر سوچنے کے باوجود اسے الہان کی ناراضگی کی کوئی وجہ نہ ملی سوائے اس بات کہ وہ بغیر کوئی مخالفت کیے عتبہ کمال کے ساتھ گئی تھی۔

(ان کے خراب موڈ کی یہ وجہ ہو سکتی تھی مگر انہیں بھلا کیسے معلوم ہوا کہ میں نے کوئی مخالفت نہیں کی؟) وہ سوچ کر رہ گئی۔

(معلوم ہو بھی سکتا ہے۔جاننا مشکل تو نہیں۔۔۔ کوئی بھی اندازہ لگا سکتا ہے۔اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود بھی میں نے مدد کے لیے کسی کو نہیں پکارا تو اس کا صاف مطلب ہے کہ میں نے ارادۃً مخالفت نہیں کی۔) پہلے تو وہ الہان کی موجودگی کے باعث سوچتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں بولنے سے خود کو روکے ہوئی تھی مگر اب

بے دھیانی میں یہ بات اس کے منہ سے نکل گئی اور نتیجتاً الہان نے اس کی بات بخوبی سنی اور عتبہ کمال کا نام پر اس نے چہرے پر ناگواری لیے حجر کو دیکھا مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔اسے تو احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ اونچی آواز میں بول گئی ہے۔اس کو متوجہ نہ دیکھ کر الہان نے کچھ کہے بنا نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"ناظرین۔۔۔بچوں کے اغواہ کے کیس کا مجرم عتبہ کمال پولیس کی حراست میں آچکا ہے۔عتبہ کمال نے چھ بچے اور دو لڑکیاں اغواہ کیں۔۔۔۔بچوں کو تو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا البتہ لڑکیوں کو بازیاب کرنے میں پولیس کامیاب رہی ہے۔"

"حجر بیٹا!!!"وہ جو بڑی توجہ سے لاؤنج میں بیٹھی نیوز سن رہی تھی احتشام چچا کی آواز پر ریموٹ سے پاور آف کا بٹن دباتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کے قدموں کا رخ کچن کی جانب تھا۔

"جی۔۔"کچن کی چوکھٹ پر قدم رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"جاؤ ذرا۔۔۔الہان سے پوچھ کر آؤ کہ وہ ڈنر ہمارے ساتھ کرے گا یا اپنے کمرے میں۔"شیلف کے پاس کھڑے احتشام چچا نے مصروف سے انداز میں ہدایت دی۔وہ کھانا بنا رہے تھے۔

"میل نرس چلا گیا؟" اس نے الہان کے کمرے میں اس کی کیئر کے لیے موجود نرس کے متعلق استفسار کیا۔ کل شام حجر کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا جبکہ الہان نے خود کو زبردستی ڈسچارج کروالیا تھا۔ ہسپتال سے آنے کے بعد سے ان کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ کچھ میل نرس کی موجودگی اور کچھ اس کی ناراضگی سے خائف ہو کر حجر نے اس کے کمرے کا رخ نہیں کیا تھا۔ وہ الہان کا غصہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ پچھلی بار کی طرح اب بھی کچھ دن بعد وہ خود ہی نارمل ہو جائے گا۔

"اسے میں نے ہی کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے بھیجا ہے ورنہ الہان نے کل سے اس بچارے کا حال برا کر رکھا ہے۔ مجال ہے جو ایک لمحے کے لیے موصوف نے اسے سکون کا سانس لینے دیا ہو۔" احتشام چچا نے تبصرہ کیا۔

"خیر۔۔۔ تم جاؤ جلدی سے پوچھ کر آؤ اس سے۔" کچھ توقف کے بعد وہ دوبارہ بولے تو وہ سر ہلاتی ہوئی الہان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ آرام دہ انداز میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا۔ کل کی نسبت وہ آج خود کو فریش محسوس کر رہا تھا تبھی اس نے کچھ آفس

ورک کرنے کا سوچا۔اسے کام کرتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب اس کے فون پر کال آئی۔سکرین پر سائمن کا نمبر جگمگاتے دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی۔

"باس ایک فائل بھیجی ہے میں نے آپ کو وہ ذرا دیکھ لیں۔"خیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد سائمن بولا۔اس کے لہجے کا غیر معمولی پن محسوس کر کے الہان کو تشویش لاحق ہوئی مگر اس سے پہلے وہ کچھ پوچھ پاتا کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس"فون سے توجہ ہٹا کر اس نے کمرے میں آنے کی اجازت دی۔ٹھیک اسی وقت چیک پرنٹ لانگ سکرٹ اور پلین شرٹ میں ملبوس حجر دروازہ وا کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

"ٹھیک ہے سائمن میں دیکھ لوں گا۔"اس کو بغور دیکھنے کے بعد الہان نے بات سمیٹی اور فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

(اب بار بار وہ دوسری بیوی کی شان میں گستاخی تو برداشت نہیں کر سکتا تھاں نا)

الہان کی سوالیہ نگاہیں اب حجر پر ٹکی تھیں جس کو محسوس کر کے حجر بولی

"مجھے آپ سے بات کرنی تھی اگر آپ فارغ ہیں تو۔۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑی۔کمرے میں قدم رکھتے ہی احتشام کی بات اس کے ذہن سے نکل گئی تھی۔

اسے یاد تھا تو بس اتنا کہ اسے کسی طرح الہان کی خفگی دور کرنی ہے تا کہ تعلقات معمول پر آسکیں۔

"بیٹھیں۔" فارغ تو وہ خیر نہیں تھا مگر اس کے لیے وہ اپنے ضروری کام ترک کر سکتا تھا۔ حجر اب بیڈ سے کچھ فاصلے پر رکھی سیٹس میں سے ایک پر ٹک گئی تھی۔ وہ ذہن میں بولنے کے لیے الفاظ ترتیب دے رہی تھی جب الہان کی آواز اسے سنائی دی

"جلدی کہیں جو کہنا ہے۔۔۔اور بھی کام ہیں مجھے۔۔۔آپ کے بولنے کے انتظار میں بیٹھا نہیں رہ سکتا۔" اسے سوچ میں ڈوبے دیکھ کر وہ بے حد اکھڑ انداز میں بولا تھا۔

"آئم سوری" ساری ہمت مجتمع کرتے ہوئے اس نے مشکل ترین کام سرانجام دیا۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کس جذبے نے اسے اتنا جھکنے پر مجبور کیا ہے۔ اسے بس اتنا معلوم تھا کہ الہان کی بے رخی اب اس کی برداشت سے باہر تھی۔ پہلے جب وہ ناراض ہوا تھا تب نکاح کا مضبوط رشتہ درمیان میں حائل نہیں تھا تبھی نا چاہتے ہوئے بھی اس کی لاتعلقی وہ برداشت کر گئی مگر اب۔۔۔اب اس کا مرض لاعلاج ہو چکا تھا۔ اگر ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے والی حجر کو اس کے اس روپ کے متعلق بتایا جاتا تو وہ کبھی یقین نہ کر پاتی کہ اتنے کم عرصے میں وہ اتنا بدل جائے گی کہ ایک شخص کی نارضگی دور کرنے کے لیے اپنی سارا بھرم، ساری انا اور اکڑ بھولا کر اس سے معافی مانگنے چلی آئے گی۔ حجر

ہارون جسے محبت جیسے جذبے کی کبھی سمجھ نہیں آئی تھی آج نکاح کے مضبوط رشتے نے اسے الھان مرتضی سے محبت کرنے پر مجبور کردیا تھا۔احساسات اس کے بدل گئے تھے مگر وہ ان سے نظریں چرا رہی تھی۔

"کس لیے؟"وہ خود کو انجان ظاہر کر کے اقبال جرم کروانا چاہ رہا تھا۔

"مجھے مدد کے لیے کسی کو پکارنا چاہیے تھا۔مخالفت کرنی چاہیے تھی۔میری وجہ سے آپ سب کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں۔آئم سوری۔"سر جھکائے اس نے اعتراف کیا۔

"جانتی ہیں معافی کے تین جزو کیا ہیں؟۔۔گزشتہ پر ندامت،آئندہ ں کرنے کا ارادہ اور اپنے قصور کا اقرار۔۔۔کیا آپ کی معافی ان شرائطوں پر پوری اترتی ہے؟۔۔۔نہیں۔۔۔آپ کی معافی میں آئندہ نہ کرنا ارادہ شامل نہیں ہے۔میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ایسی ہی کوئی صورت حال پھر سے درپیش ہوئی تو آپ بے جھجھک اپنا عمل دہرائیں گی۔۔۔ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں؟"اس کے پر یقین انداز پر حجر کہ گردن مزید جھک گئی کیونکہ وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا۔

"مجھے کچھ سوالوں کے جواب لینے تھے اور۔۔۔"اس لے جواز پیش کرنا چاہا۔

"لے لیے جواب؟ ہو گیا اطمینان۔۔۔اس اطمینان کی خاطر آپ نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی۔۔۔۔۔ کبھی سوچا ہے کہ اگر عتبہ کمال آپ کا گلا آزاد کر دینے میں ذرا سی تاخیر کر دیتا تو انجام کیا ہوتا؟ آپ کو تو اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہے آپ ہماری پریشانی کی کیا فکر۔۔"وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔اس کی لہجے تلخ ضرور تھا مگر آواز ہنوز دھیمی تھی کیونکہ وہ چیخ چلا کر رعب جھاڑنے کا قائل نہیں تھا۔اس کے منہ سے سٹرینگولیشن کا ذکر سن کر حجر کو احساس ہوا کہ وہ اس سے اتنا بھی لاتعلق نہیں ہوا تھا جتنا ظاہر کروا رہا تھا۔

"شرمندہ تو ہوں اب..."وہ بے چارگی سے بولی۔

"آپ کی دو پل کی شرمندگی سے ہماری بیس گھنٹے کی پریشان کا مداوا ہو جائے گا۔"وہ مشتعل تھا۔

"آپ ہی پھر کوئی مداوے کی راہ بتا دیں۔۔۔۔"اس نے جیسے ہار مانی۔الہان نے لب بھینچ کر اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتا کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔ حجر پر سے نگاہ ہٹاتے ہوئے الہان نے اندر آنے کی اجازت دی تو احتشام چچا سخت تاثرات چہرے پر سجائے اندر آئے

"ہو گئے راز و نیاز ؟۔۔اگر نہیں ہوئے تو بتادو میں کچھ دیر اور انتظار کرلیتا ہوں۔"وہ مصنوعی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے۔وہ کچھ دیر سے ڈنر ٹیبل پر ان کے انتظار میں بیٹھے تھے اور ان کے نہ آنے پر مجبوراً انہوں نے خود آنے کا فیصلہ کیا۔

"وہ۔۔میں بھول گئی تھی احتشام چچا"حجر جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔الہان خاموش بیٹھا صورتحال سمجھنے کی کوشش کررہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔آپ کے بھولنے سے زیادہ کچھ تو نہیں بگڑا بس مجھے گھنٹہ آپ کے انتظار میں بیٹھنا ہی پڑا ہے۔"وہ طنزاً بولے۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔حجر کو یہاں آئے بمشکل پندرہ منٹ ہوئے ہیں اور آپ ایک گھنٹہ بتارہے ہیں۔۔۔حد ہے ویسے مبالغہ آرائی کی بھی"۔۔۔ناراضگی اپنی جگہ مگر بیوی کی طرف داری اپنی جگہ۔۔۔تبھی حجر کو مزید شرمندگی سے بچانے کے لیے وہ بول اٹھا۔

"اسے مبالغہ آرائی نہیں۔۔۔بات میں وزن پیدا کرنا کہتے ہیں برخوردار"وہ اب مسکراتے ہوئے بولے۔

"خیر بتاؤ کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ گے یا کمرے میں ہی ؟"وہ مزید گویا ہوئے۔

"کمرے میں رہ بیزار ہو گیا ہوں اسلیے باہر ہی آجاتا ہوں۔"اس کی بات سن کر احتشام چچا آگے بڑھے اور اسے کھڑے ہونے میں مدد دینے لگے۔کچھ لمحوں بعد وہ احتشام چچا کے سہارے کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔حجر بھی ان کی سے کچھ قدم پیچھے سر جھکائے چل رہی تھی کیونکہ اس تندو توانا شخص کو سہارے سے چلتے دیکھنا اس کے تکلیف دہ تھا۔وہ جانتی تھی کہ یہ سب عارضی ہے۔چند دنوں میں وہ ٹھیک ہے جائے گا مگر اس کے باوجود بھی اس کی تکلیف محسوس کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی آئی تھی جسے اس نے بمشکل پیچھے دھکیلا۔

"احتشام چچا!کب جان بخشی ہو گی اس سے؟"اس کا اشارہ ٹانگ پر لگے ایموبلائزر کی جانب تھا جس کے باعث اس کی ٹانگ کی حرکت نہ ہونے کے برابر تھی۔

"کس سے؟حجر سے؟اتنی جلدی تنگ آگئے ہو تم؟"وہ اس کا اشارہ خوب سمجھ گئے تھے مگر تنگ کرنے کی غرض سے ڈرامائی انداز میں بولے تو حجر نے تحیر سے اس کی پشت کو دیکھا۔وہ یقین نہیں کر پائی تھی کہ الہان نے اس کے بارے میں ایسا کہا ہے۔

"لاحول ولا قوۃ۔۔۔میں امموبلائزر کی بات کر رہا تھا بھئی"اس نے گویا جھرجھری لی۔

اس کے الفاظ سن کر حجر پر سکون ہوئی جبکہ احتشام چچا کا قہقہہ راہداری میں گونجا۔

\-

یہ اس سے اگلی صبح کی بات تھی جب حجر کی آنکھ معمول کے بر خلاف دیر سے کھلی جس کی وجہ رات دیر سے سوں ا تھی۔ کل رات احتشام چچا سے باتیں کرتے انہیں بہت وقت بیت گیا تھا۔الہان لے ساری گفتگو کے دوران نظر انداز کیا تھا اسلیے کمرے میں آنے کے بعد بھی اس کا دھیان اس کی جانب ہی لگا رہا تھا۔بستر پر کافی دیر کروٹیں بدلنے کے بعد اسے رات کے دوسرے پہر کے اختتام پر نیں د آئی تھی اسلیے اب اس کی آنکھ دیر سے کھلی۔آنکھیں کھول کر اس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے سات بجا رہی تھی۔فریش ہونے کے بعد اس نے فون کی تلاش میں نگاہ دوڑائی جو سائڈ ٹیبل پر پڑا دکھائی دیا۔اس کا فون کل الہان لے احتشام چچا کے ہاتھ اسے بھجوایا تھا کیونکہ وہ جب اغواہ ہوئی تھی تو فون چھوڑ گئی تھی جو بعد میں الہان نے لے لیا تھا۔فون اٹھا کر اس نے باہر کا رخ کیا۔وہ آنیہ کے کمرے میں پناہ گزین تھی جو راہداری کے اختتام پر تھا تبھی کمرے سے باہر قدم رکھتے ہی اسے کچھ دور بنے کچن سے آتی آوازیں واضح سنائی دینے لگی۔

"احتشام چچا! میں کمرے میں رہ رہ کر تنگ آگیا ہوں اسلیے کچھ دیر کے لیے پارک جا رہا ہوں۔" کچن ٹیبل کے پاس کرچز کے سہارے کھڑا الہان بولا۔ حجر کچن میں جانے کی بجائے وہیں کھڑے ہو کر ان کی باتیں سننے لگی تھی۔

New Era Magazine

"اگر تم نے کھلی فضامیں رہنا ہے تولان میں چلے جاؤ۔۔۔پارک جانے کی اجازت میں تمہیں نہیں دے سکتا کیونکہ ڈاکٹر نے زیادہ چلنے پھرنے سے منع کیا ہے۔"ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس احتشام چچادوٹوک انداز میں بولے۔ان دونوں کا فریش انداز دیکھ کر وہ یہی اخذ کر سکی تھی کہ وہ دوں وں جلد اٹھنے کے عادی تھے۔

"خود توآپ واک کر آئے ہیں اور اب مجھے آپ جانے نہیں دے رہے۔"وہ دوبدو بولا تو احتشام چچا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"مجال ہے جو تم رتی برابر لحاظ کرتے ہو میرا۔۔۔چچا لگتا ہوں تمہارا"انہوں نے اسے احساس دلانا چاہا۔

"اچھا۔۔۔آئندہ عزت کیا کروں گا۔ابھی جانے دیں۔"وہ ابھی بھی جانے کے لیے بضد تھا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔مگر وہاں جا کر ایک جگہ ٹک کر بیٹھ جانا۔۔۔چلنا پھر نامت"وہ ڈپٹ کر بولے اور کچن کے دروازے کی جانب بڑھنے لگے۔

"ارے۔۔۔کہاں جارہے ہیں؟جوس تو بنادیں مجھے"انہیں کچن سے نکلتا دیکھ کر الہان نے ہانک لگائی۔حجران کی نوک جھونک سے محظوظ ہورہی تھی۔

"جب تم پارک جاسکتے ہو تو جوس بھی بن ما سکتے ہو۔۔بناؤ خود ہی۔"انہوں نے صاف انکار کیا پھر جانے لگے مگر پھر کچھ سوچ کر رک گئے۔

"آؤ تمہیں کمرے تک چھوڑ دوں۔۔۔۔جینج کر لو اور فون وغیرہ پکڑ لو پھر ڈرائیور سے کہتا ہوں وہ تمہیں پارک تک چھوڑ آئے گا۔"وہ فکر مندانہ انداز میں بولے تو الہان کچھ بغیر ان کے ساتھ کمرے تک جانے لگا۔ان دونوں کا تعلق کچھ عجیب سا تھا۔بظاہر وہ دونوں خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے تھے مگر حقیقتاً ایک دوسرے سے بڑی انسیت رکھتے تھے۔ایک دوسرے کی فکر اور پرواہ کرتے تھے۔

انہیں راہداری کی جانب آتا دیکھ کر حجر جلدی سے اپنے کمرے میں چلی گئی اور پھر ان کے گزرنے کے بعد باہر نکلی۔اس کا رخ اب کچن کی جانب تھا۔اپنے لیے جوس بنانے کے ساتھ ساتھ اس نے الہان کے لیے بھی جوس بنایا اور گلاس میں ڈالا۔ایک کاغذ پر 'گیٹ ویل سون' لکھنے کے بعد اس نے فولڈ کر کے کچن ٹیبل پر رکھا پھر اس پر جوس کا گلاس رکھ دیا اور خود کمرے میں آ کر تیار ہونے لگی کیونکہ اس کا بھی اب پارک جانے کا ارادہ تھا۔کچھ دیر بعد الہان جب جوس بنانے کے ارادے سے کچن میں آیا تو وہاں اس نے جوس کا گلاس دیکھا۔اسے لگا کہ شاید احتشام چچا نے بنایا ہے تبھی اٹھا کر پینے لگا جب اس کی نگاہ کاغذ پر پڑی۔کچھ تعجب سے اس نے کاغذ اٹھایا اور کھولا۔ایک خاموش نگاہ

اس نے ان حروف پر ڈالی پھر جوس کے گلاس کو دیکھا۔پر سوچ نگاہوں سے حجر کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھنے کے بعد وہ جوس پینے لگا۔

پارک میں قدم رکھتے ہی اس نے الہان کی تلاش میں نگاہ ارد گرد دوڑائی۔وہ اسے اسی بینچ پر بیٹھا دکھائی دیا تھا جہاں وہ پچھلی مرتبہ بیٹھے تھے۔مسکراہٹ ضبط کر کے وہ اب دھیمی چال چلتے ہوئے بینچ کے قریب جانے لگی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ جاؤں؟"وہ جو سوچوں میں گم تھا آواز پر چونکا پھر سر پر کھڑی حجر کو تعجب سے دیکھا جو شاید بینچ کے دوسرے کنارے پر بیٹھنے کی اجازت مانگ رہی تھی۔

"میری ذاتی خرید نہیں ہے یہ پارک۔۔۔جہاں دل چاہے بیٹھیں۔۔۔"وہ جلے بھنے میں انداز میں بولا تو حجر خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"ہوا اچھی چل رہی ہے نا؟"کچھ لمحوں بعد وہ بات کا آغاز کرنے کی خاطر بولی۔اس کی بات کے جواب میں الہان نے ایک نگاہ اس پر ڈالنے پر اکتفا کیا۔

"کیا میں جان سکتی ہوں کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"اس نے ہمت نہیں ہاری تھی تبھی خاموشی توڑتے ہوئے ایک بار پھر استفسار کیا۔

"آپ شاید کچھ کام کرنے آئی تھی۔" الھان اس کے ہاتھ میں موجود فائل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا جنھیں محض وہ خود کو الھان کی پہلے سے یہاں موجودگی انجان اور یہ دکھانے کے لیے ساتھ لائی تھی کہ وہ پرسکون فضا میں کام کرنے کی غرض سے آئی ہے۔

"ارادہ تو میرا پرسکون فضا میں بیٹھ کر کام کرنے کا ہی تھا مگر آپ کو دیکھ ارادہ تبدیل ہو گیا ہے میرا۔" زندگی میں پہلی ودفعہ وہ کسی سے فری ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آپ نے بتایا نہیں نے لان میں بیٹھنے کی بجائے پارک میں کیوں آئے ہیں؟" وہ اب بے دھیانی میں لان کا ذکر کر بیٹھی تھی۔ اس کے منہ سے لان میں بیٹھنے کا سن کر الھان کو احتشام چچا کی صبح لان میں بیٹھنے والی بات یاد آئی۔ اسے یہ سمجھنے میں مزید دیر نہیں لگی تھی کہ وہ صبح والی گفتگو سن چکی تھی تبھی اتفاقاً نہیں ارادتاً یہاں موجود تھی۔

"لان میں انجان چہرے دکھائی نہیں دیتے۔۔۔۔کچھ دکھی اور کچھ ہنستے مسکراتے لوگوں کو دیکھ کر زندگی کا بھرپور احساس ہوتا ہے تبھی یہاں آیا ہوں میں۔" وہ عام سے انداز میں بولا۔ موضوع ختم ہو گیا تھا اور حجر ایک بار پھر نیا موضوع تلاش کرنے لگی تھی۔

"اکثر اوقات اپنے پیاروں سے بات کر کے انسان اچھا محسوس کرتا ہے۔۔۔دل یکدم ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے۔" وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی الہان بخوبی سمجھ گیا تھا تبھی اس نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا

"میں خود سے نہیں کہہ رہی۔۔۔یہ بات ایک فیکٹ ہے۔" حجر نے ناجانے کیوں وضاحت دی۔

'کیا فائدہ ایسی باتوں کا جو اسی فیصد شکوے شکایتوں پر مشتمل ہوں."

"ایک دوسرے سے شکوے کرنا غلط تو نہیں ہے۔اگر ہم باتیں دل میں رکھنے کے بجائے ڈسکس کر لیتے ہیں تو میرے نزدیک یہ اچھا فعل ہے۔" حجر اسے کانونس کرنا چاہ رہی تھی۔وہ کنونس ہوا تھا یا نہیں بہر حال خاموش ضرور ہو گیا تھا اور اس کی خاموشی حجر کو بری طرح چبھی تھی۔اس کا صبر اب جواب دینے لگا تھا۔

"آپ غلط کر رہے ہیں میرے ساتھ۔" وہ کہے بغیر نہ رہ سکی۔

"آپ اسی کی مستحق ہیں۔۔۔" وہ بے نیازی سے بولا تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"معذرت کر تو لی ہے میں۔۔۔۔کہا تو ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"کیا گیرنٹی ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا؟"اس کی بات سن کر حجر کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔وہ جیہاں جھک رہی تھی جو ابا وہ اتنا ہی اکڑ رہا تھا اور اس کی مزید اکڑ حجر کے لیے اب ناقابل برداشت تھی۔

"نکاح نامے پر سائن کرتے وقت میں نے کوئی گیرنٹی مانگی تھی۔۔۔نہیں نا؟۔۔۔ تو پھر آپ کیوں مانگ رہے ہیں؟"وہ بھی اب مشتعل ہوئی تھی۔

"مانگ لیتیں۔۔۔میں نے روکا تو نہیں تھا۔"وہ لاپرواہی سے بولا۔

"زبان پر اعتبار کرنے کی عادت ہے مجھے۔۔۔مگر اب احساس ہو رہا ہے کہ یہ عادت انتہائی بری ہے۔"

"مجھے آپ باتیں سنا رہے ہیں۔۔۔کبھی آپ نے اپنا تجزیہ کیا ہے؟۔۔۔میری وجہ سے تو آپ بیس گھنٹے پریشان رہے تھے جبکہ بدلے میں آپ نے مجھے پچھلے اڑتالیس گھنٹوں سے پریشان کر رکھا ہے۔"بات کے دوران اس کا غصہ آنسوؤں میں تبدیل ہونے لگا تھا تبھی اس کی آواز رندھ گئی تھی۔کچھ لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش اور کچھ پریشانی کا تذکرہ سن کر الہان کا دل نرم ہوا تھا۔

New Era Magazine

"بس۔۔۔بہت ہو گیا اب۔صاف الفاظ میں بتائیں آپ نے اپنا رویہ نارمل کرنا ہے یا نہیں؟"گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کرنے کے بعد اس نے مستحکم لہجے میں سوال کیا۔

"اگر میں کہوں نہیں تو؟"وہ دیکھنا چاہ رہا کہ حجر کس حد تک جا سکتی ہے۔

"تو پھر پہلی دستیاب فلائٹ سے میں ناروے واپس چلی جاؤں گی کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔"وہ دوٹوک انداز میں بولی تو الہان اسے دیکھ کر رہ گیا۔وہ جانتا تھا کہ جو وہ کہہ رہی ہے وہ کر کے بھی دکھائے گی۔

"۔۔۔آئندہ ناروے جانے والی دھمکی کسی اور جا کر دیجیے گا۔"کچھ دیر خاموش نگاہوں سے اسے دیکھنے کے بعد وہ بولا۔

"آئندہ؟۔۔۔مطلب اس بار دھمکی اثر کر گئی؟"اب کی بار اس نے خوشگواری سے پوچھا تو الہان نے جواب میں اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"الحمداللہ"آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے وہ بلند آواز میں بول کر الہان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"کیا واقعی میری وجہ سے بہت پریشان تھیں؟" کچھ توقف کے بعد الہان لے فکر مندانہ لب و لہجے میں استفسار کیا۔اس کا اشارہ اس کی خفگی کے باعث پریشان ہونے کی جانب تھا۔

"نہیں۔۔۔زیادہ پریشان تو نہیں تھی۔۔۔۔پہلے تو بس بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے بڑھا چڑھا کر بتایا تھا۔" حجر مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی تو الہان نے ملامتی انداز میں اسے دیکھا۔

"آگے کا کیا ارادہ ہے؟۔۔۔کیس تو تقریباً ختم ہو گیا ہے سو اب نار وے جانا ہے۔۔۔یا پھر دبئی؟" اب کی بار الہان نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"مجھے کچھ دیر پاکستان میں رہنا ہے۔کیس کی مصروفیت کے باعث نہ میں پاکستان کی تہذیب و ثقافت کو قریب سے دیکھ پائی ہوں نا ہی یہاں کے خوبصورت مقامات کو۔۔۔سارا پاکستان تو نہیں دیکھ سکتی مگر یہاں سے جانے سے پہلے اپنی ٹریولنگ لسٹ میں شامل پاکستان کی چند جگہیں ضرور دیکھنا چاہوں گی." حجر نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"کون سی جگہیں دیکھنی ہیں آپ نے؟" اس نے دلچسپی سے استفسار کیا۔

"دنیا کا سب سے بلند اور ہموار انٹر نیشنل روڈ۔۔۔قراقرم ہائی وے

New Era Magazine

دنیا کا واحد ذرخیز صحرا۔۔۔ تھر

دنیا کا سے سے بلند پولو کا میدان۔۔۔ شندور ٹاپ" حجر نے سارہ کے بتائے گئے مقامات کا ذکر کیا تو الہان کی آنکھوں میں ستائش کے رنگ ابھرے۔

"میں ٹھیک ہو جاؤں پھر چلیں گے۔" اس نے یقین دہانی کروائی پھر فون سے ٹائم دیکھتے ہوئے ہوئے بولا

"میرے خیال میں اب ہمیں چلنا چاہیے۔ احتشام چچا انتظار کر رہے ہونگے۔" کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حجر نے تائیدی انداز میں سر ہلایا اور خود بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں کچھ مدد کروں؟" اسے بائیں ہاتھ سے سنگل کرچ تھامے دھیمے قدم اٹھاتے دیکھ کر حجر نے کچھ جھجھکتے ہوئے پیش کش کی۔

"نہیں۔۔۔ میں مینج کر لوں گا۔" وہ مصروف سے انداز میں بولا تو حجر اس کے ہم قدم ہوئی اور ساتھ ہی اس کا دائیاں ہاتھ تھام لیا۔ یہ شاید اسکی اپنے ساتھ کا احساس دلانے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی۔ الہان نے اس کی حرکت پر خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا مگر اس کی نگاہیں محسوس کرنے کے باوجود بھی حجر نے نظریں نہ ملائیں اور خود لاتعلق ظاہر کرتے ہوئے گھاس پر نگاہیں ٹکائے اس کی ہمراہی میں قدم اٹھانے لگی۔

"میم! یہ رہے سپیسیمن جو آپ نے منگوائے تھے۔"ایک ڈبہ حجر کی جانب بڑھاتے ہوئے آفیسر رضا حمید بولے۔وہ کچھ دیر پہلے ہی الہان اور حجر کے بلاوے پر علوی ہاؤس آئے تھے۔

"بہت شکریہ۔"حجر نے کہتے ساتھ ہی باکس تھام لیا۔اسے ہر کیس کے بعد رپورٹ بنانے کی عادت تھی اس لیے اس نے سپیسیمن منگوائے تھے۔

"اپنے جرم کا اعتراف کیا عتبہ کمال نے؟"اس نے استفسار کیا تو وہ آفیسر حمید نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اپنی طرف سے ہم نے ہر طریقہ آزما کر دیکھ لیا ہے مگر عتبہ کمال کے لبوں کا قفل ہنوز برقرار ہے۔آفیسر فجر نے پیغام بھجوایا ہے کہ آپ خود ایک دفعہ اس سے بات کر کے دیکھیں۔ہو سکتا وہ اپنے جرم قبول کر لے۔"آفیسر رضا نے آفیسر فجر کا پیغام پہنچایا۔

اس سے پہلے کہ حجر کوئی جواب دیتی خاموشی سے ان کی گفتگو سنتا الہان بول اٹھا۔

"حجر عتبہ کمال سے بات نہیں کریں گی۔آپ اپنی کوشش کر لیں اگر جرم قبول کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اقبال جرم کے بغیر بھی کورٹ میں اسے مجرم ڈکلیئر کر دیا جائے گا

کیونکہ اس کے خلاف بہت سے گواہ اور ثبوت موجود ہیں۔"اس نے گویا بات ختم کی۔

حجر نے بات بڑھانا مناسب نا سمجھا تبھی موضوع بدلتے ہوئے بولی

"سارہ اور فصیحہ اب کیسی ہیں؟"

"سارہ کو تو ڈسچارج کر دیا گیا ہے جبکہ فصیحہ کی باڈی میں چونکہ ڈرگ کی ہیوی ڈوز موجود تھی تبھی اس کی حالت اب تک سٹیبل نہیں ہو پائی۔"انہوں نے تفصیل بتائی

تو حجر سے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"سارہ ابھی بھی اس اپارٹمنٹل بلڈنگ میں ہی مقیم ہے؟"وہ سارہ سے ملنے جانے کا ارادہ رکھتی تھی تبھی اس کی رہائش گاہ معلوم کر رہی تھی۔

"جی۔۔۔وہ وہیں ہیں۔"انہوں نے تصدیق کی پھر فائل میں سے خاکی رنگ کا ایک لفافہ نکال کر الہان کی جانب بڑھاتے ہوئے بولے۔

"یہ آئی جی سر نے بھجوایا ہے۔"الہان نے سر ہلاتے ہوئے وہ لفافہ تھاما۔حجر نے الجھی نظروں سے اس لفافے کو دیکھا تھا مگر کچھ پوچھنے سے گریز کیا۔کچھ مزید تفصیلات ڈسکس کے کرنے کے بعد آفیسر رضا حمید نے واپسی کی راہ لی۔

"مجھے ایک دفعہ عتبہ کمال سے بات تو۔۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی الہان نے مداخلت کی

"عتبہ کمال اور عمزب کمال والا باب اب بند ہو چکا ہے اسلیے بہتر ہے کہ آپ انہیں بھول جائیں۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا پھر اس خاکی لفافے سے ایک ڈاکومنٹ نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔

"آئی جی سر سے کہہ کر میں نے یہ بنوالیا ہے۔ اگر آپ کو مناسب لگے تو سائن کر دیں۔" اس کی بات سن کر حجرلے نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے ڈاکومنٹ تھاما اور پڑھنے لگی۔ وہ کرائم برانچ کے ہیڈ کے عہدے سے مستعفی ہونے کا لیٹر تھا۔ حجرلے ایک نظر اسے دیکھا پھر سائن کر دیے۔ اس کا پہلے ہی یہ جاب جاری رکھنے کا ارادہ نہیں تھا کیونکہ اسے یہ اپنے لیے مناسب نہ لگی تھی۔ وہ کریمنل سائیکالوجسٹ تھی۔ مجرموں کا ذہن پڑھنا اس کا کام تھا نہ کہ انہیں پکڑنا۔ کم فہم لوگوں کے سوالوں کو روکنے کے لیے اسے یہ عہدہ دیا گیا تھا ورنہ اس نے تو پہلی دفعہ انکار ہی کیا تھا۔ سائن کرنے کے بعد اس نے استعفیٰ الہان کو تھمایا۔ اس کے سائن کرنے پر الہان نے سکون کی سانس لی اور خاموشی سے استعفیٰ واپس لفافے میں ڈال دیا۔

"کھانے کھا کر الہان سٹڈی میں آنا۔مجھے ضروری بات کرنی تم سے۔" کرسی کھسکا کر ڈنر ٹیبل سے اٹھتے ہوئے احتشام چچا نے ہدایت دی پھر سٹڈی کی جانب بڑھ گئے۔اب ٹیبل پر حجر اور الہان ہی رہ گئے تھے۔کچھ دیر بعد الہان بھی اٹھ کھڑا ہوا

"آپ کافی بنائیں۔میں تب تک احتشام چچا کی بات سن کر آتا ہوں۔" حجر کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے کہا پھر احتشام چچا کی تقلید میں قدم بڑھائے۔وہ سٹڈی کے دروازے پر پہنچا ہی تھا جب دروازہ کھلا ہونے کے باعث ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

"تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا احتشام۔۔۔حجر کو اگر عتبہ کمال اغواہ کر کے لے گیا تو اس بارے میں جاننے کا مجھے پورا حق تھا۔۔۔جانتے ہو الہان سے جب مجھے یہ سب معلوم ہوا تو کیں اپریشان ہوا تھا۔" ہارون احتشام سے مخاطب تھے۔

"تمہاری پریشانی کا سوچ کر ہی میں نے تمہیں نہیں بتایا۔" احتشام چچا نے وضاحت دی جبکہ دروازے کے باہر کھڑے الہان نے گہری سانس لی اور پھر ہلکی سی دستک دیتے ہوئے اندر داخل ہوا

"اسلام علیکم!" سلام میں پہل کرتے ہوئے وہ جا کر ایک صوفے پر ٹک گیا۔

"وعلیکم السلام! طبیعت کیسی ہے اب تمہاری؟"انہوں نے نرم لہجے میں استفسار کیا۔

"ٹھیک"الہان کا انداز لیا دیا سا تھا۔پچھلی ملاقات میں تو حجر کی وجہ سے پریشان تھا اور جلدی میں بھی تھا تبھی وہ ان باز پرس نہیں کر سکا تھا مگر اب اس کا ان سے یہ پوچھنے کا پختہ ارداہ تھا کہ وہ اتنے سالوں سے کہاں غائب تھے۔

"حجر کیسی ہے؟"بیٹی کے ذکر پر ان کا لہجے میں محبت گھلی تھی۔

"آپ حجر کا حال سیدھا اسی سے کیوں نہیں پوچھ لیتے؟۔۔۔باہر ہی ہے اگر آپ کہتے ہیں تو بلا لاؤں اسے؟"بے تاثر چہرہ لیے اس نے پوچھا۔

"الہان!!!"احتشام چچا ڈپٹ کر بولے۔

"جب آپ اتنے سال خاموش رہے ہیں تو اب بھی بولنے کا حق آپ نہیں رکھتے۔" اس کا آج کسی کو بخشنے کا ارادہ نہیں تھا۔

"کیوں چھپایا اپنی موجودگی کے بارے آپ نے مجھ سے؟ چلیں مجھ سے چھپا لیا۔۔۔ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ آپ کا ہونا نہ ہونا میرے لیے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔۔۔ آپ سے مجھے کبھی اتنی انسیت نہیں رہی کہ آپ کی غیر موجودگی میری زندگی پر اثر انداز ہوتی۔۔۔ مگر حجر۔۔۔اس کی زندگی میں تو آپ کی اہمیت تھی نا؟۔۔۔اسے تو کم

از کم آپ کو بتانا چاہیے تھا۔۔۔اتنے سالوں سے آپ کا کوئی اتا پتا نہیں تھا اسلیے مجھے لگا کہ آپ شاید اس دنیا میں نہیں ہیں۔ حجر کو بھی میں نے یہی بتایا تھا اور جانتے ہیں کہ آپ کے وفات کا سن کر کتنی رنجیدہ ہوئی تھی وہ۔۔۔؟ سالوں سے وہ اپنے والدین کو تلاش کر رہی تھی مگر ملا کیا اسے اتنی جدوجہد کے بعد؟۔۔۔ماں جو سالوں پہلے دنیا سے جا چکی تھی اور باپ جس نے زندہ ہوتے ہوئے اسے اپنی شفقت سے محروم رکھا۔۔۔شفقت کو دور کی بات آپ نے تو اسے یہ بتانا بھی گوارہ نہ کیا کہ آپ زندہ ہیں۔۔۔"وہ حجر کے لیے اسی کے باپ سے لڑ رہا تھا۔

احتشام چچا! آپ کو معلوم تھا کہ اپنے علم کے مطابق میں حجر کو بھی ہارون چچا اور پھپھو کے مرنے کا ہی بتاؤں گا جبکہ آپ جانتے تھے کہ ہارون چچا زندہ ہیں۔۔۔تو پھر کیوں آپ نے میری غلط فہمی دور نہ کی؟ کیوں مجھے حجر کو آدھا سچ بتانے سے نہ روکا؟۔۔۔جانتے بوجھتے بھی آپ دونوں اس کے جذبات کے ساتھ کھیلتے آئے ہیں۔۔۔بہت غلط کیا آپ نے اس کے ساتھ۔"اپنی بھڑاس نکالنے کے بعد وہ اب کچھ پرسکون ہوا تھا۔

"تمہیں ایک بار مجھے صفائی کا موقع دینا چاہیے۔ میری بات سن کر ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں اتنا قصوروار نہ لگوں جتنا تم ابھی سمجھ رہے ہو مجھے"ہارون سنجیدگی سے

بولے۔انہوں نے الہان کی کسی بات کا برا نہیں منایا تھا بلکہ حجر کے لیے اس کا مخلص انداز دیکھ کر ان کے دل کا ایک گوشہ پر سکون ہوا تھا۔

"ضرور دیں صفائی۔۔۔ مگر مجھے نہیں اپنی بیٹی کو۔" وہ قطعی انداز میں بولا۔

"وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ ہسپتال سے آئے اسے بمشکل دو دن ہوئے ہیں اور میں اسے دوبارہ پریشان نہیں کرنا چاہتا۔" انہوں نے جواز پیش کیا۔ وہ حقیقتاً حجر کے سامنے جانے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے۔

"بالکل ٹھیک ہے حجر۔۔۔اور ویسے بھی پریشان ہونے والوں میں نہیں اس کا شمار پریشان کرنے والوں میں ہوتا ہے۔" وہ اپنی رو میں بولے جا رہا تھا اس بات سے انجان کے کافی کے کپ پر مشتمل ٹرے ہاتھ میں اٹھائے اندر داخل ہوتی حجر اس کا آخری جملہ گوش گزار کر چکی ہے۔

"میری شان میں قصیدے کیوں پڑھے جا رہے ہیں؟" وہ اپنی دھن میں چلی آ رہی تھی اور تیز قدم اٹھانے کے باعث ٹرے میں رکھے کپ ہلے تھے۔ کافی کو چھلکنے سے بچانے کے لیے وہ بڑے محتاط انداز میں کپ پر نگاہ ٹکائے کمرے میں داخل ہوئی تھی تبھی اس کی نظر دروازے کے بالکل سامنے رکھے صوفے پر براجماں ہارون پر نہیں پڑی۔ اس کی آواز پر کمرے میں بیٹھے نفوس کو گویا لمحے بھر کے لیے سانپ سونگھا۔ سب سے پہلے

ہوش الہان کو آئی تھی تبھی وہ اپنی نشست فوراً کھڑا ہوا۔ بے دھیانی میں وہ زخمی ٹانگ پر وزن ڈال گیا تھے جس کی وجہ سے درد کی ایک شدید اسے محسوس ہوئی تھی مگر وہ درد کو نظر انداز کیے اس کی جانب بڑھا۔ حجر نے یکدم کمرے میں چھا جانے والی خاموشی محسوس کر کے سر اٹھایا۔ ٹھیک اسی وقت الہان اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔ اس کے چوڑے شانوں کے باعث عقب کا منظر بالکل چھپ گیا تھا۔

"کیا کوئی آیا ہوا ہے؟" اس کی سرسری سی نگاہ ہارون پر پڑی تھی مگر اس سے پہلے کہ وہ غور کر پاتی الہان سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"ہممم۔۔۔ آئیں ہم باہر لان میں چلتے ہیں۔" الہان اب اس کے ہاتھ سے ٹرے لینے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے ہارون کے متعلق ہو مگر اس طرح نہیں۔

"مگر۔۔۔ وہ۔۔" اس کا دھیان اب بھی کمرے میں موجود چوتھے شخص کی جانب اٹکا ہوا تھا تبھی وہ الہان کے کندھوں کی اوٹ سے عقب میں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"باہر چلتے ہیں۔" الہان نے اصرار کیا مگر تب تک اس کی نگاہ ہارون پر پڑ چکی تھی تبھی ٹرے ہاتھ سے چھوڑتے ہوئے وہ الہان کے دائیں جانب سے ہوتے ہوئے ہارون کی

New Era Magazine

جانب بڑھنے لگی۔ٹرے پر الہان کی گرفت مضبوط نہیں تھی اس لیے حجر کے یکدم
چھوڑنے پر ٹرے اس کے بھی ہاتھ سے نکلی اور مگ سے چھلکتا گرم سیال اس کے ہاتھ
جلا گیا۔ حجراب چہرے پر بے یقینی کے تاثرات لیے ہارون کے روبرو کھڑی تھی۔اس
کی سیاہ آنکھیں مقابل کے چہرے پر جمی تھیں۔آنکھوں میں تھکن کا اضافہ ہو گیا تھا،
بالوں میں ہلکی ہلکی چاندنی اتر آئی تھی اور چہرے کی شیو بڑھ گئی تھی۔۔۔چھبیس سال
میں ان کے چہرے پر یہیں تبدیلیاں آئی تھیں اور یہ تبدیلیاں اتنی پُراثر بھی نہیں تھیں
کہ وہ انہیں پہچان نہ پاتی۔انہیں پہچاننے کے بعد بھی وہ کچھ دیر بے یقینی کا شکار رہی اور
پھر جب بے یقینی ختم ہوئی تو اس کی آنکھوں میں صدمے اور یاسیت کے بادل اترے۔
بادل برسنے کو بے تاب تھے مگر اس سے پہلے آنسوؤں کی بارش شروع ہوتی وہ ایک
جھٹکے سے مڑی اور ڈبڈباتی آنکھوں سے مجرمانہ انداز میں کھڑے احتشام چچا اور الہان پر
نگاہ ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔لمحے سے کم وقت کے لیے ہونے والے اس
نگاہوں کو تصادم میں الہان اس کی آنکھوں میں ٹوٹے ہوئے اعتبار کی کرچیاں دیکھ چکا
تھا۔اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اس کی جانب سے غلط فہمی کا شکار ہو چکی ہے تبھی احتشام
اور ہارون کی جانب دیکھتے ہوئے وہ بولا

"بے فکر رہیں۔۔۔میں دیکھتا ہوں اسے۔"اس کے قدموں کا رخ بھی اب باہر کی جانب تھا۔ کرچز کے سہارے چلتا وہ لاؤنج میں آیا جو خاموشی میں ڈوبا۔ارد گرد نگاہ دوڑائی پھر لمحے کے لیے سوچا۔ حجر کہاں جا سکتی ہے یہ بات اخذ کرنے میں اسے زیادہ وقت نہ لگا تھا تبھی وہ کچھ دیر بعد خارجی دروازے کی جانب بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔

چاند کی روشنی میں نہائی ہوئی اس رات کے پہلے پہر میں وہ لان کے ویران گوشے میں بیٹھی تھی۔ بوگن ویلیا اور رات کی رانی کی بھینی بھینی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا مگر وہ ہر شے سے انجان رنجیدہ سی دکھائی دے رہی تھی۔ آنکھوں سے متواتر بہتے آنسو رخساروں سے ہوتے ہوئے گھٹنوں کے گرد بندھے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔ ذہن کے پردے پر صرف ایک ہی چہرہ ابھر رہا تھا۔ وہ چہرہ اس کے باپ ہارون کا تھا جن کے مرنے پر اسے اب صبر آ چکا تھا۔ ایک وقت تھا کہ اسے اس چہرے کے روبرو ہونے کی آرزو تھی مگر جب اسے ان کے مرنے کی خبر ہوئی تو اس کی یہ آرزو دم توڑ گئی تھی۔ بڑے آنسو بہائے تھے اس نے ان کے جانے پر اور اب جب اس کے آنسو خشک ہو گئے تو وہ اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ان کے زندہ ہونے پر خوش ہو یا پھر اپنی موجودگی سے انجان رکھنے پر ان سے

خفا ہو۔ اسے اس وقت اپنے گرد موجود ہر شخص مجرم لگ رہا تھا کیونکہ انہوں نے اس کا اعتبار توڑا تھا۔ اس نے بغیر کوئی ثبوت مانگے الہان کی بات پر اعتبار کیا تھا اور آج زندگی میں پہلی بار اسے اپنی جلد اعتبار کر لینے والی عادت سخت زہر لگی تھی۔ وہ اسی افسردگی کی کیفیت میں کھوئی تھی جب اسے اپنی جانب بڑھتے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ بغیر دیکھے بھی وہ سو فیصد یقین سے بتا سکتی کہ اس کی جانب بڑھتے قدم کسی اور کے نہیں الہان مرتضی کے ہیں۔ وہ اب قدموں تلے گھاس کو روندتا ہوا اس کے قریب آ بیٹھا تھا حالانکہ گھاس پر بیٹھتے وقت اس نے ٹانگ میں کھچاؤ محسوس کیا تھا۔ اس کی موجودگی محسوس کر کے حجر نے سختی سے لب بھینچے۔ حجر کو لگ رہا تھا کہ الہان نے ارادتاً اس سے ہارون کے زندہ ہونے کے متعلق چھپایا تھا تبھی وہ اس سے خفا تھی۔ وہ خفگی کا اظہار کرنا چاہتی تھی اپنی بے رخی سے مگر وہ چاہ کر بھی ایسا کر نہ پائی کیونکہ وہ الہان مرتضی کی طرح سخت دل نہ تھی جو ناراضگی میں اس سے لاتعلق ہو جاتا تھا۔۔۔ وہ تو حجر ہارون تھی، جن سے اس کا دل کا تعلق ہوتا تھا وہ ان کے لیے نرم ہو جایا کرتی تھی موم کی طرح۔ اس کی ناراضگیاں صرف چند گھنٹوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد وہ دوسرے فرد سے بات کرنے کے بہانے تلاشا کرتی تھی اور بہانہ مل جانے پر وہ نارملی بات کرتی تھی یوں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ وہ نرم دل تھی مگر صرف اپنے

عزیزوں کے لیے۔۔۔ان کے لیے جن کی وہ قدر کرتی تھی اور جن سے اسے محبت تھی۔

”حجر!!!“خاموش فضامیں الہان کی اپنائیت بھری پکار نے اسے سوچوں سے آزاد کروایا۔

”کیاآپ کچھ دیر کے کیے مجھے اکیلا چھوڑ سکتے ہیں؟“اس نے بھرائی ہوئی میں پوچھاتو الہان نے اس کا چہرہ دیکھناچاہامگر کچھ اندھیرے اور کچھ چہرے کے گرد موجود بالوں کے باعث منظر واضح نہ تھا۔

”نہیں“اس کے بلاتردد نفی میں جواب دینے پر حجر لب بھینچ کر رہ گئی۔اس نے دوبارہ کہنے کی زحمت نہ کی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے تنہا چھوڑ کر نہیں جائے گا۔

”آپ کو مجھ سے چھپانا نہیں چاہیے تھا۔“کچھ توقف کے بعد وہ خود کو شکوہ کرنے سے روک نہ پائی۔الہان توپہلے ہی اس کے بولنے کا منتظر تھا تبھی جواباً گویا ہوا

”میں خود لاعلم تھا۔آپ کی تلاش میں جب میں اتیج کی لوکیشن پر گیاتووہاں ہارون چچا کو دیکھ کر مجھے بھی شاک لگا تھا۔پھران کی آواز سن کر مجھے اندازہ ہوا کہ وہی وہ شخص ہیں جنہوں نے مجھے اور پھپھو کو بحری جہاز سے نکالا تھااورانہوں نے ہی ہمیں عتبہ کی لوکیشن بھیجی تھی تاکہ ہم اس تک باآسانی پہنچ جائیں۔احتشام چچااور بابا جانتے تھے کہ

وہ زندہ مگر مجھے لا علم رکھا گیا تھا اور آپ کو بھی" الہان نے اس کی غلط فہمی دور کی تو اپنی بدگمانی پر شرمندہ ہوتے ہوئے حجر نے اس کی جانب رخ موڑا۔اس کے رخساروں پر بھولے بھٹکے آنسو ابھی بھی موجود تھے اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ حجر نے الہان سے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔اس کے سامنے خود کو کمزور ظاہر کرنے میں اسے کوئی جھجھک محسوس نہیں ہوئی تھی۔

''کیا مما بھی؟"اسے لگا تھا کہ اگر ہارون زندہ ہے تو آنیہ بھی زندہ ہو گی تبھی اس نے سوال کیا۔

''نہیں۔۔۔ان کو اپنے ہاتھوں قبر میں اتارا تھا میں نے۔۔۔وہ واپس نہیں آسکتی۔" الہان کے لہجے میں اب دکھ ہلکورے لے رہا تھا۔وہ دونوں اب اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے تھے۔وہ شاید اپنے اپنے دکھ سے نبرد آزما ہو رہے تھے۔

''انہوں سے اپنی موجودگی ہم سے کیوں چھپائی؟"چند لمحوں بعد حجر استفہامیہ انداز میں بولی۔

''ضرور ان کی کوئی مجبوری رہی ہو گی۔"

''ایسی کون سی مجبوری ہو سکتی جنہوں نے انہیں اپنی اولاد سے دور کر رکھا تھا؟"اس نے بمشکل لہجے کی تلخی پر قابو پایا۔

New Era Magazine

”یہ جاننے کے لیے ہمیں ان کی بات سننی ہو گی۔۔۔ ہمیں انہیں ایک بار وضاحت دینے کا موقع ضرور دینا چاہیے حجر۔" وہ مستحکم لہجے میں بولا تو حجر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔اسے بھی ،ں فی سوچیں سوچنے کی نسبت ہارون سے حقیقت جاننے کا آپشن بہتر لگا تھا تبھی وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے الہان کی جانب ہاتھ بڑھایا جو خود بھی اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔اپنی جانب بڑھا اس کا ہاتھ الہان نے تعجب سے ایک نظر دیکھا پھر ہلکا سا مسکراتے ہوئے مضبوطی سے تھام لیا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا کہ میں کہاں بیٹھ کر رو رہی ہوں؟ جب میں اپارٹمنٹل بلڈنگ کی چھت پر بیٹھی رو رہی تھی آپ تب بھی وہاں آ گئے تھے۔۔۔ گوادر کے ساحل پر جب میں رو رہی تھی آپ تب بھی پہنچ گئے تھے اور آج بھی۔۔۔ آپ کو کیسے میری لوکیشن کا علم ہو جاتا تھا ہے؟ کہیں آپ نے کوئی ٹریکنگ ڈیوائس؟" حجر اسے مشکوک نظروں سے گھور رہی تھی۔ وہ دونوں اب ایک دوسرے کے ہمقدم علوی ہاؤس کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ رہے تھے۔

”ٹریکنگ ڈیوائس سے نہیں ٹیلی پیتھی سے علم ہوتا ہے مجھے۔۔۔۔ آخر دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔" وہ غیر سنجیدگی سے بولا تو حجر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

''میں نہیں مانتی اس بات کو۔'' اس نے سر جھٹکا۔ وہ اب لاؤنج میں آ کھڑے ہوئے تھے۔ الہان نے سٹڈی کی جانب قدم بڑھانے چاہے جہاں احتشام اور ہارون موجود تھے مگر حجر کی پکار نے اس کے قدم روک دیے۔

''ایک منٹ رکیں'' وہ کہتے ساتھ ہی راہداری کی جانب بڑھی اور جلد ہی الہان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ واپس لوٹی۔ اس کے ہاتھ میں اب مرہم تھی جو قریب آتے ہی اس نے الہان کی جانب بڑھائی۔

''اسے اپنے ہاتھ پر لگا لیں.'' اس کا اشارہ اس کے جلنے کے باعث سرخ ہوتے ہاتھ کی جانب تھا۔ الہان نے خاموشی سے مرہم لی جب وہ دوبارہ گویا ہوئی

''آئم سوری۔۔۔ آج کل میری وجہ سے آپ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔۔۔ پہلے گولی لگ گئی اور اب ہاتھ جل گیا۔۔۔ میں اس وقت ٹرانس کی کیفیت میں تھی تبھی مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ آپ کی ٹرے پر گرفت مضبوط نہیں ہے۔'' سر جھکائے شرمندگی سے کہتے ہوئے وہ غلطی کی تلافی کرنا چاہ رہی تھی۔

''بے وجہ خود مورد الزام نہ ٹھہرائیں۔ نہ مجھے گولی آپ کی وجہ سے لگی تھی اور نہ ہی ہاتھ جلنے میں آپ کا کوئی قصور تھا۔۔۔ ویسے ایک بات تو بتائیں۔'' حجر کی سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھیں۔

New Era Magazine

"آپ کی دماغی حالت درست تو ہے نہ آج کل؟۔۔۔میرا مطلب ہے کہ اپنی فطرت کے برخلاف جاکر آپ بار بار معافی مانگ رہی رہیں خیر تو ہے ںا؟"اس لہجے میں مذاق کا عنصر شامل تھا جسے شاید حجر محسوس نہ کر سکی تبھی سنجیدگی سے بولی

"آپ کے سامنے جھکنے پر اب میری انا کو ٹھیس نہیں پہنچتی"اپنی بات کہہ کر وہ رکی نہیں بلکہ سٹڈی کی جانب بڑھ گئی۔الہان کو اس کی بات سن کر خوشگوار حیرت ہوئی پھر خوش کن احساس سے نکلتے ہوئے اس نے حجر کی تقلید کی۔

"گوادر سے واپسی پر ہماری گاڑی ہائی وے پر سے گزر رہی تھی جب گاڑی کے ٹائر پر فائر کیا گیا اور سٹیئرنگ پر میری گرفت مضبوط نہ ہونے کے باعث گاڑی درخت سے جا ٹکرائی۔سٹیئرنگ پر سر لگنے کے باعث میرے ماتھے سے خون بہنے لگا تھا۔آنکھیں بمشکل کھولتے ہوئے میں نے بے ہوش آنیہ،ان کی گود میں موجود حجر اور بیک سیٹ پر بیٹھے الہان کی جانب دیکھا۔اسی دوران ایک ہیولہ سے گاڑی کے قریب آیا۔گاڑی کے اندر جھانک کر اس نے صورت حال ملاحظہ کی۔میرا سر جھکا ہونے کے باعث وہ شاید میری کھلی آنکھیں دیکھ نہیں پایا تھا جو اب سر میں لگنے والی چوٹ کے باعث بند ہونے کے قریب تھیں۔میں بے ہوشی میں جانے کی آخری مرحلے پر تھا جب اس نے مجھے

کھینچ کر گاڑی سے باہر نکالا اور گھسیٹتے ہوئے دوسری گاڑی کی جانب لے جانے لگا۔
اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں۔"ہارون سٹڈی میں بیٹھے حجر اور الہان کو آپ بیتی
سنانے میں مصروف تھے۔

"شوروغل کے باعث مجھے دوبارہ ہوش آئی تو میں نے خود کو بند گاڑی میں پایا۔تیز
لہروں کی آواز سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جگہ سمندر کے قریب ہے۔میں اس وقت
ایک عجیب سی کیفیت میں تھا۔میرا ذہن تو مکمل ہوش میں تھا مگر جسم ہلانے کی سکت
ناپید تھی۔یوں لگتا تھا کہ میرے جسم اور دماغ میں رابطہ منقطع ہو گیا ہو۔یہ سب سر پر
لگی چوٹ کے باعث تھا یا پھر اس ماسک مین نے مجھے کوئی ڈرگ دیا میں سمجھ نہ پایا۔کچھ
دیر بعد وہ شخص گاڑی کے قریب آیا اور ہمیں گاڑی سے نکال کر جہاز میں منتقل کرنے
لگا۔اس دوران نیم وا آنکھوں سے میں نے اراد گرد کا جائزہ لیا تھا۔ہم اس وقت گوادر
کی بندگاہ پر تھے اور وہ شخص ہمیں ایک لنگر انداز جہاز میں سوار کر رہا تھا۔ایک ایک
کر کے اس نے ہم چاروں کو جہاز میں پہنچایا پھر بیڑیاں پہنانے کے بعد وہ خود جانے
جہاں غائب ہو گیا۔آنیہ اور الہان ہنوز بے ہوش تھے جبکہ حجر اب چیخ چیخ کر رونے میں
مصروف تھی۔میں اسے تھامنا چاہتا تھا مگر بے بس تھا۔اس نیم بے ہوشی کی کیفیت

میں وہیں لیٹے مجھے کچھ ہوئی تھی جب وہ شخص واپس آیا۔روتی چیختی ایک سالہ حجر پر قہر آلود نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے فون پر ایک نمبر ملایا۔

"کب تک نکل رہے ہو تم؟" وہ بلوچی زبان میں بولا تھا۔میرا فیکٹری کی وجہ سے گوادر میں آنا جانا لگا رہتا تھا اسلیے میں بلوچی زبان سمجھ لیتا تھا۔

"ایک آدھ گھنٹے میں۔۔۔ٹھیک ہے پھر تم ایسا کرو ایک بچی کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔۔ میرے رشتہ دار کی بیٹی ہے ماں باپ مر گئے ہیں۔۔۔میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا کیونکہ مجھے پہلے عدن (یمن کا شہر) جانا ہے۔۔۔وہاں کچھ تجارتی سامان پہنچانا ہے۔۔۔اتنے دن میں اس بچی کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔۔۔وہاں پہنچ کر تم اسے میرے گھر پہنچا دینا۔۔۔بے فکر رہو ٹکٹ کا انتظام میں کر دیتا ہوں۔۔۔ٹھیک ہے میں لاتا ہوں اسے تمہارے پاس۔"

وہ شاید کسی اور جہاز راں سے حجر کے متعلق بات کر رہا تھا۔میں نے حرف بہ حرف اس کی بات سنی مگر بد قسمتی سے میں کچھ کر نہ پایا۔میری نظروں کے سامنے وہ میری بیٹی کو اٹھا کر لے گیا تھا اور میں بے بسی سے سر پٹختا رہ گیا۔۔۔مجھے معاف کر دو بیٹا۔۔۔میں آپ کو اس سفاک انسان سے بچا نہیں پایا۔" وہ شرمندگی سے سر جھکائے حجر کو مخاطب

کرتے ہوئے بولے جو الہان کے ساتھ صوفے پر بیٹھی سنجیدگی سے ان کی بات سن رہی تھی۔ حجر کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ دوبارہ گویا ہوئے

"جانے کتنی دیر گزری تھی جب وہ شخص واپس آیا۔اب کی بار اس کے چہرے سے سفید چمڑی کا ماسک غائب تبھی میں نے اس ظالم کا چہرے دیکھ لیا تھا۔اس کے قدموں کا رخ اب الہان اور آنیہ کی جانب تھا جنہیں وہ جہاز کے تہہ خانے کی جانب لے گیا تھا۔میں اس انتظار میں تھا کہ شاید وہ مجھے بھی ان کے پیچھے لے جائے مگر میرا اندازہ غلط نکلا کیونکہ وہ مجھے وہیں چھوڑے واپس چلا گیا تھا۔چند گھنٹوں بعد انجن چلنے کی آواز آئی تو وہاں سے نکلنے کی تمام امیدیں مجھے ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں۔صیاد کی قید میں ہمارے سمندری سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔" وہ رکے پھر کچھ توقف کے بعد دوبارہ گویا ہوئے

"دن مہینوں کی مانند گزرنے لگے۔سارا دن کبھی حجر کے حفاظت کی دعا کرنے، کبھی بے مقصد قید کی وجہ تلاش کرنے میں تو کبھی آنیہ اور الہان کے متعلق سوچنے میں گزرتا۔خود کو انجان جگہ تنہا پا کر آنیہ کے دل پر کیا گزری ہوگی اس کا اندازہ مجھے اچھے سے تھا۔جب وہ شخص اسے یہاں لایا تھا تب وہ بے ہوش تھی اس لیے یقیناً وہ میری وہاں موجودگی سے بھی لاعلم تھی۔۔۔ان دنوں میں میرے زخم خود بخود بھر گئے

تھے۔ہر روز جب وہ کھانا دینے آتا تھا تو میں اس سے پوچھتا کہ "اس نے کیوں ہمیں یہاں قید کرر کھا ہے؟" میرے سوال پر وہ سرد نگاہ ڈال کر واپس مڑ جاتا۔ایک دن میں یونہی بے کلی کی کیفیت میں بیٹھا تھا جب وہ شخص وہاں آیا اور میری بیڑیاں کھولنے لگا۔ میں الجھن بھری نظروں سے اسے ایسا کرتے دیکھ رہا تھا۔وہ مجھے اب جہاز کے ڈیک پر لے آیا تھا۔اتنے دنوں بعد نیلا آسمان دیکھ کر طمانیت محسوس ہوئی تھی مگر یہ احساس صرف کچھ لمحوں کے لیے ہی تھا۔

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟" میں نے تلخی سے سوال کیا۔ہم سٹاربورڈ پر ریلنگ کے قریب کھڑے تھے۔میرے سوال پر اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ ابھری پھر ایک نظر وسیع اور گہرے سمندر کو دیکھنے کے بعد اس نے مجھے دھکا دیا اور سمندر میں پھینکنا چاہا۔میں جو غائب دماغی کی کیفیت میں تھا اپنا بچاؤ نہ کر پایا اور منہ کے بل سمندر میں جا گرا۔سمندر کے ٹھنڈے پانی میں خود کو ڈوبتا محسوس کر کے لمحے کے ہزارویں حصے میں مجھے صورت حال ہی سنگینی کا احساس ہوا۔جان اتنی کم وقعت تو نہیں تھی جو یوں آسانی سے موت جو گلے لگا لیتا۔مجھے ہار نہیں ماننی تھی۔۔۔مجھے اب اپنی فیملی کو تنہا نہیں چھوڑنا تھا تبھی میں نے ہمت مجتمع کی اور گہرائی میں جانے کی بجائے سطح پر آ پہنچا۔

تاحد نگاہ سمندر کو دیکھنے کے بعد ہمت کی کشتی ڈگمگائی۔۔۔۔یہاں سے نکلنا ممکن تھا کیا؟۔۔۔جواب فورا نفی میں آیا۔۔۔۔

بحیرہ عرب میں پائی جانے والی دنیا کی سب سے خطرناک شارکس کا نوالہ بننے سے بچنا ممکن تھا؟۔۔جواب ایک بار پھر نفی آیا۔۔۔۔

میں نامیدی سے وجود ڈھیلا چھوڑنے ہی والا تھا جب ایک خیال ذہن میں آیا۔۔۔وہ خیال میرے اللہ کا تھا۔وہ جو سمندر اور اس کی گہرائی میں موجود مخلوقات کا خالق تھا۔ کیا اس کی قدرت میں تھا مجھے یہاں سے نکالنا؟۔۔۔۔آنکھوں سے بے اختیار ایک آنسو ٹوٹ کر گرا اور گردن فوراً اثبات میں ہلی۔وہ سمندر اللہ کی قدرت کے سامنے بہت چھوٹا لگنے لگا تھا مجھے۔مایوسی کہیں دور جا سوئی تھی کیونکہ دل میں اب اللہ سے امید کے دیے روشن تھے۔اللہ کا نام لیتے ہوئے میں نے گہری سانس لی پھر دائیں ہاتھ کی جانب تیرنا شروع کیا۔صرف سر کی پشت اور دونوں ہاتھ سمندر کی سطح سے باہر رکھتے ہوئے میں تیر رہا تھا۔سانس لیتے کے لیے میں منہ پانی سے باہر نکالتا۔یہ سروائیول فلوٹنگ میں اپنی انرجی بچانے کے لیے کر رہا تھا۔سورج میری پشت پر تھا جب میں نے تیرنا شروع کیا تھا اور اب دھیرے دھیرے وہ میرے سر پر آکھڑا ہوا۔ سورج کی شعاعوں کی حدت اس یخ پانی میں میں طمانیت پہنچا رہی تھی۔ تیرتے ہوئے

مجھے کافی دیر ہو گئی تھی اور چونکہ میں پروفیشنل تیراک نہیں تھا اس لیے میرا جسم اب تھکنے لگا۔ہاتھ پاؤں مسلسل ہلانے کے پٹھوں میں درد ہونے لگا تھا مگر خشکی کا کوئی ٹکڑا دور دور تک نظر نہیں آرہا تھا۔ تھکن سے چور وجود کے ساتھ حوصلے پھر سے بکھرنے لگا تھا۔اس سے پہلے کہ اپنے وجود کو لہروں کے سپرد کرتا کہیں دور سے آتی انجن کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔انجن کی آواز سنتے ہی نئی امید لیے سر اٹھایا۔تھکے جسم کی پرواہ کیے بغیر میں تیزی سے آواز کے تعاقب میں تیرنے لگا۔انجن کی تیز ہوتی آواز کے ساتھ دور کہیں سمندر کی سطح پر ایک بحری جہاز دکھائی۔

"ہیلپ!!!" جیسے وہ جہاز تھوڑا قریب آیا میں خلق کے بل چلایا۔انجن کے باعث لہروں کی رفتار خاصی تیز ہو گئی تھی اس لیے اپنا وجود سنبھالنا قدرے پُر مشقت تھا۔ پہلی مرتبہ میں، میری آواز ان تک نہیں پہنچی تھی۔میں پوری قوت سے مسلسل مدد مانگتا رہا تب کہیں جا کر اس کارگو شپ پر سوار ایک مسافر میری جانب متوجہ ہوا۔

"مین اوور بورڈ۔" مجھے دیکھ کر اس نے شپ سے گر جانے والے افراد کی اطلاع دینے کے لیے مخصوص لفظ بولا۔اب اس جہاز پر ہلچل مچی تھی۔اتنے بڑے جہاز کا بالکل میرے قریب آنا ممکن نہیں تھا اس لیے انہوں ایک لائف بورڈ میرے لیے سمندر میں پھینکی جس پر میں سوار ہو گیا۔وہ لائف بورڈ جب میں نے جہاز کے قریب کی تو

انہوں نے رسی کی مدد سے مجھے اوپر کھینچا۔ جہاز پر سوار ہوتے ہی میں لے سکھ کا سانس لیا۔ مجھے لگا تھا کہ اب مشکلات کا دور ختم ہو گیا مگر در حقیقت اس دن تو مشکلات کی شروعات ہوئی تھی۔ جس جہاز پر میں سوار ہوا تھا وہ فلسطین کے گروہ حماس کا جہاز تھا جو ایشیاء سے واپسی پر خلیج عدن سے گزر رہا تھا۔ اس جہاز نے پھر بحیرہ احمر سے گزر کر فلسطین جانا تھا۔ اس شخص نے مجھے یمن کے شہر عدن کے ساحل سے کچھ فاصلے پر سمندر میں پھینکا تھا۔ یہ جہاز بھی خلیج عدن کے قریب سے ہی گزر رہا تھا تبھی خوش قسمتی سے میں انہیں مل گیا۔ جہاز کے کریو کے ممبران عربی جانتے تھے سو انہیں میری بات اور مجھے ان کی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی مگر جہاز کے کپتان کو سی سپیک معلوم تھی۔ سی سپیک ایسی زبان ہے جسے مختلف ملکوں کے جہازراں آپس میں رابطہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سی سپیک در حقیقت انگلش کے نسبتاً آسان الفاظ پر مبنی ہوتی ہے اس لیے وہ کپتان میری بات کچھ کچھ سمجھ رہا تھا۔ میں نے اسے یہی بتایا تھا کہ میں حادثاتی طور پر جہاز سے گر گیا تھا۔ باتوں کے دوران ہی کپتان نے مجھے بتایا کہ شارک زیادہ تر عمان کے خلیج کے قریب پائی جاتی ہیں اور وہ گرم اور گہرے پانی میں ہوتی ہیں۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے عدن کی خلیج کے قریب پھینکا گیا تھا جہاں کا پانی ٹھنڈا تھا۔ فلسطینی جہاز نے کچھ دن سفر کیا پھر بحیرہ احمر سے ہوتے ہوئے ہم غزہ

سٹرپ کے ساحلی علاقے پہنچے۔ یہاں ایک اور امتحان انتظار میں کھڑا تھا۔ جہاز لنگر انداز ہوتے ساتھ ہی تجارتی سامان جہاز سے اتارا گیا۔ میں کپتان اور کریو کے ممبران کے ساتھ ہی آرام کرنے کی جگہ پر جا رہا تھا جب صورت حال یکدم بدلی۔ وہ جگہ کچھ لمحے پہلے پرسکون سکھائی دیتی تھی اب وہاں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ معاملہ کچھ یوں تھا کہ حماس گروہ کے لوگوں نے اسرائیل کے ساحل سے روانہ ہوتے جرمنی کے جہاز پر راکٹ کے ذریعے شریپنل گولے پھینکے تھے۔ اسرائیل کی دفاعی فورس نے راکٹ تباہ کر دیا تھا۔ بحری جہاز پر حملے کے نتیجے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ حماس کا کہنا تھا کہ ان کا ٹارگٹ جرمنی کا جہاز نہیں وہ اسرائیلیوں کو نقصان پہنچانا چاہتے کیونکہ انہوں نے حماس کے پانچ جنگجوؤں کو مارا تھا۔ بدلہ لینے کے لیے حماس نے اسرائیل کے ساحل سے روانہ ہوتے جرمنی کے جہاز پر حملہ کیا اور جواباً اسرائیل نے فلسطین پر فضائی حملے کیے جس کے نتیجے میں پندرہ فلسطینی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی دھکم پیل کے دوران میں حماس کے ان لوگوں سے علیحدہ ہو گیا جن کے ساتھ میں بحری جہاز پر آیا۔ میں نے انہیں تلاش کرنا چاہا مگر فضائی حملوں خود کو بچانے کے لیے مجھے پہلے خود کو کسی محفوظ مقام تک پہنچانا تھا۔ ساحل سے دور ہوتے ہوئے میں نے آبادی کا رخ کیا اور کھلے گھر کے صحن میں جا چھپا۔ اس گھر میں ایک فلسطینی لڑکا اپنی ضعیف ماں کے ساتھ رہتا تھا۔

وہ رحم دل تھا تبھی اس نے مجھے وہاں رہنے کی اجازت دے دی۔اگلے چند دن دونوں جانب سے فضائی حملے جاری رہے۔آبادی کے سب لوگوں میں خوف و حراس پھیلا تھا۔سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں مقید تھے۔گلیاں اور بازار سنسان تھے۔اس لڑکے سے پہلے میں اشاروں سے بات کیا کرتا تھا کیونکہ وہ بھی دوسروں کی طرح بس عربی بولتا اور سمجھتا تھا پھر آہستہ آہستہ میں نے اس سے عربی سیکھی۔خود پر گزری داستان اسے سنانے کے بعد میں نے اس سے اپنے ملک واپس جانے کا طریقہ پوچھا۔ اس کا جواب سن کر میں ناامید ہوا تھا کیونکہ اس نے بتایا تھا کہ اسرائیل کے قبضے کی وجہ سے سارے بارڈر اور فلائٹیں بند ہیں۔فلسطین آنے کا یا پھر یہاں سے جانے واحد ذریعہ اسرائیل کی سرزمین سے گزرنا تھا جو کہ حقیقتاً آسان کام نہیں تھا۔جب میں نے اس لڑکے سے ایمبسی رابطہ کرنے کا کہا تو اس نے مجھے احساس دلایا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جس سے ثابت ہو سکے کہ میں پاکستان سے تعلق رکھتا ہوں۔ کسی ثبوت کے بغیر کوئی میری بات پر یقین نہ کرتا۔۔۔کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اپنوں کی یاد تھی کہ دل چاہتا تھا پل بھر میں سب کے پاس آجاؤں مگر راہ تھی کوئی دکھائی نہ دیتی تھی۔۔۔اپنا بوجھ خود اٹھانے کے لیے میں نے اس لڑکے کے ساتھ اس کی چھوٹی سی دکان پر کام کرنا شروع کردیا۔وقت سست روی سے گزرنے لگا تھا۔ہر

روز میں نئ امید لیے اٹھتا، دکان داری سے فارغ ہو کر مختلف لوگوں سے ملتا، ان سے معلومات لیتا، وہاں سے نکلنے کا راستہ پوچھتا مگر ہر ایک کے پاس اس لڑکے جیسا ہی جواب تھا۔ آنیہ، الہان اور حجر کی فکر ہر وقت ستائے رکھتی تھی۔۔۔ماں باپ کا خیال بھی ساتھ ہی تھا مگر میں اس وقت تک ان سب کے لیے کچھ کر نہیں سکتا تھا جب کہ تک میں خود کو وہاں سے نکال نہ لیتا۔ زندگی کا وہ وقت بہت کٹھن تھا۔ روز بروز ہونے والوں ہنگاموں اور اپنوں کے جانے پر رونے والے لوگوں کی فریادیں سنتے وہ سال بڑی سست روی سے گزرے تھے۔ کبھی کبھار مجھے لگتا تھا کہ نہ میں کبھی وہاں سے نکل پاؤں گا اور نہ ہی کبھی اپنے عزیزوں کی شکل دیکھ پاؤں گا۔ مجھے لگتا تھا کہ ایک دن میری جان بھی کسی ہنگامہ کی نظر ہو جائے گی، مجھے اسے انجان سرزمین پر انجان لوگوں کے بیچ دفنا دیا جائے گا اور پھر میری قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے کوئی ہاتھ اٹھانے والا نہ ہو گا۔"

ان کی آواز یکدم رندھ گئی تھی۔ چہرے پر زمانے بھر کی تھکن لیے وہ ماضی میں پوری طرح گم تھے جبکہ حجر اور الہان حیرت و تعجب کی تصویر بنے ان پر بیتی داستان سن رہے تھے۔ کچھ توقف کے بعد خود کو کمپوز کر کے گہری سانس لیتے ہوئے وہ دوبارہ گویا ہوئے

"روز شام میں ساحل پر جایا کرتا جس پر تجارتی سلسلہ آج کل بند تھا۔ایک دن میں معمول کے مطابق ساحل پر کھڑا تھا جب ایک شخص میرے قریب آیا

"کون ہو؟" وہ شاید روز میرا وہاں آنا محسوس کر چکا تھا تبھی اس نے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فلسطینی" میں نے اسی کے لب و لہجے میں اسے جواب دیا۔اس کے وجود پر بنے اسرائیلی نشان سے اس کی شناخت کا اندازہ ہو گیا تھا مجھے تبھی میں نے اسے سچائی بتانے سے گریز کیا۔

"یہاں روز کیوں آجاتے ہو؟" اس کی جائزہ لیتی نگاہیں میرے چہرے پر جمی تھیں۔

"میں تجارتی جہاز پر سامان لادنے کا کام کرتا تھا اور جب سے تجارتی جہاز کی آمد و رفت بند ہوئی ہے میں بے روزگار ہو گیا ہوں۔گھر فارغ بیٹھنے کی بجائے یہاں ساحل پر آجاتا ہوں کہ شاید کہیں کوئی نوکری کا وسیلہ بن جائے۔" وہیں کھڑے کھڑے میں فرضی کہانی سوچی اور اسے سنائی۔

"اوہ۔۔۔یہ تو بہت برا ہوا تمہارے ساتھ۔۔۔اگر تم چاہو تو میں تمہیں نوکری دلوا سکتا ہوں مگر اس لیے تمہیں اپنے گھر سے دور رہنا ہو گا۔" وہ الفاظ سوچ سوچ کر ادا کر رہا تھا۔

"مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔"میرا وہاں کون سا کوئی خاندان تھا جوان سے دور جانے کا سوچ کر میں پریشان ہوتا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔پھر تم میرے ساتھ اسرائیل چلو۔۔۔وہاں کی بندگاہ پر مال لادنے اور اتارنے کا بہت کام ہے۔ تمہیں میں وہاں نوکری دلوادوں گا۔"

اس شخص کی بات پر میں فوراً راضی ہوا کیونکہ وہاں رہتے رہتے اتنا تو میں جان گیا تھا کہ اسرائیل سے واپسی کی کوئی ڈھونڈی جاسکتی ہے مگر فلسطین سے نہیں۔اگلی صبح میں اس کے ساتھ بارڈر پار کر کے اسرائیل آ گیا۔وہ شخص کوئی حکومتی عہدیداروں میں سے تھا تبھی اس کی ہمراہی میں کسی نے مجھے بارڈر کراس کرنے سے نہیں روکا۔اپنے کہے کے مطابق اس نے مجھے وہاں نوکری دلوادی تھی۔جہازوں پر سامان لادتے ہوئے مجھے اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ ان ڈبوں میں اسلحہ تھا جو اسرائیل دوسرے ممالک کو پہنچاتا تھا۔ ایک دن دو جہازرانوں نے کو آپس میں بات کرتے سنا کہ کل شام ایک اسلحے کا جہاز انڈیا جائے گا۔بس پھر اگلے دن اس جہاز میں سامان رکھتے ساتھ ہی میں بھی اس پر سوار ہو گیا۔وہ جہاز بہت بڑا تھا اور عملے کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی اس لیے میری موجودگی کا کسی نے نوٹس نہ لیا۔میں خود بھی بہت اختیاط کرتا تھا۔جہاں چار لوگ جمع ہوئے ہوتے میں وہاں سے ہٹ جاتا کیونکہ میں اسرائیلیوں کے ہتھے چڑھنے کا انجام جانتا تھا۔

دن گزرتے گئے اور آخر کار سمندر کا ایک اور سفر انجام کو پہنچا۔بھارت کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی میں نظر بچا کر بندرگاہ سے نکل کر آبادی کی جانب آ گیا۔اپنے ملک نہ سہی مگر خطے میں، میں آ چکا تھا۔جہازوں میں غیر قانونی طور پر سوار ہونا میرے لیے اب قطعاً مشکل نہیں تھا سو میں کچھ جدوجہد کے بعد گوادر آ گیا۔واپس اپنی سرزمین پر آنے میں مجھے آٹھ سال لگ گئے تھے۔۔۔۔جتنا سننے میں یہ عرصہ طویل لگ رہا ہے حقیقتاً اُس سے زیادہ تھا۔میں ہی جانتا ہوں کہ یخ بستہ پانی میں تیرتے، گولہ باری کی آوازیں سنتے اور تاحد نظر سمندر کو دیکھتے وقت گزارنا کتنا کٹھن تھا۔"

"خیر۔۔۔قسمت میں لکھی تکلیف تو جھیلنی ہی تھی۔۔۔گوادر آنے کے بعد میں نے مرتضی سے رابطہ نہیں کیا تھا کیونکہ میں ایک انجانے خوف کا شکار تھا۔۔۔مجھے ڈر لگتا تھا اس کے سوالوں سے۔۔۔اگر مرتضی پوچھتا میرا بیٹا کہاں ہے؟ تو میں کیا جواب دیتا۔۔۔اگر اس نے آنیہ کے متعلق پوچھا تو کیا جواب دوں گا۔۔۔کس منہ سے اس کے سامنے جاؤں گا۔اپنی زندگی تو بچا لی مگر اپنے خاندان کو اس سفاک شخص کے حوالے کر دیا۔۔۔زہر بھری سوچوں نے مجھے مرتضی کے پاس جانے نہ دیا۔مرتضی کی بجائے میں نے اللہ یار سے رابطہ کیا۔اللہ یار تو اس وقت فالج کا شکار تھا تاہم اس کے بیٹے نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ساتھ ہی ہمیں قید کرنے والے شخص یعنی عمر ب

کمال کے متعلق ساری معلومات مجھے دی۔ساحل پر لوگوں سے پوچھ گچھ کرلےے پر مجھے معلوم ہوا کہ عمزب اکثر ساحل پر تجارتی مال پہنچانے آتا ہے۔میرے دل میں ایک امید تھی کہ شاید عمزب نے الہان اور آنیہ کو زندہ چھوڑ دیا ہو اور وہ عمزب کے پاس نہ بھی ہوتے تب بھی مجھے حجر کے بارے میں اس سے پوچھنا تھا اس لیے میں لےے وہیں گوادر میں رہ کر عمزب کا انتظار کرلےے کا فیصلہ کیا۔اس دوران گوادر میں لگائی گئ فیکٹری کے کچھ ملازموں سے میری ملاقات ہوئی۔وہ مجھے پہچان گئے تھے اس لیے میں نے مزید اپنی ذات کو چھپانے کی کوشش نہ کی بحر حال میں لےے اللہ یار کے بیٹے بہرام کو اور ان ملازموں کو مرتضی کو اپنی موجودگی کے متعلق بتانے سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔وہ ملازم مجھے اب 'ایچ' حرف سے پکارتے تھے تا کہ بے دھیانی میں اگر وہ کسی دوسرے ملازم کے سامنے میرا ذکر کر بھی دیں تو دوسرا بندہ سمجھ نہ پائے۔عمزب کمال کا انتظار مجھے زیادہ دیر نہیں کرنا پڑا تھا۔ایک دن مغرب کے وقت میں مسجد سے واپس آرہا تھا جب ایک کریانے کی دکان کے باہر مجھے وہ دکھا۔وہ شاید کچھ کھانے کا سامان اور پانی کی بوتلیں لینے آیا تھا۔سیدھا اس پر حملہ کرنے کی بجائے میں نے چہرہ ڈھانپتے ہوئے اس کا پیچھا کرنا شروع کیا۔کھانے کا سامنے لنگر انداز جہاز کے اندر رکھنے کے بعد وہ جہاز کا فیول لینے چلا گیا۔ٹھیک اسی وقت میں جہاز میں اترا۔تہہ خانے کے

New Era Magazine

اختتام پر بنی جیل میں مجھے دو نفوس نظر آئے تھے۔آنیہ کا نڈھال وجود دیکھ تکلیف کی ایک لہر جسم میں سرایت کر گئی تھی۔اس جیل نما کمرے کے ایک جانب مجھے الھان دکھا تھا جسے پہچاننے میں خاصی وقعت ہوئی تھی۔میں ان دونوں کو بحری جہاز سے نکال کر گاڑی کی جانب لے جارہا تھا جو کچھ دیر پہلے میں نے ایک ورکر سے کہہ کر منگوائی تھی۔ابھی میں نے آنیہ کو گاڑی کی بیک سیٹ پر لٹایا ہی تھا جب عمزب کمال واپس آ گیا۔وہ ہمیں دیکھ چکا تھا تبھی بندوق کا رخ ہماری جانب تھا۔اس سے پہلے وہ ہم پر فائر کرتا اپنے بچاؤ کے لیے میں نے گولی چلادی۔اسے زمین بوس ہوتے دیکھ کر میں خود بھی گاڑی میں سوار ہوا اور آنیہ اور الھان کو ہسپتال پہنچایا۔یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا میں واپس بندرگاہ پر آیا۔دور سے مجھے اس کے قریب نوجوان لڑکا بیٹھا دکھا تھا۔

"آجاؤ واپس اینچ۔۔۔تمہاری بندوق کی گولی سے مر گیا ہے وہ۔"میرے تھوڑا قریب جانے پر اس ورکر نے ہانک لگائی جس کی آواز یقیناً عمزب کی لاش کے پاس بیٹھے نوجوان لڑکے تک بھی گئی تھی تبھی وہ شعلہ بار نگاہوں سے مجھے گھورنے لگا تھا۔اپنا منہ ٹھیک سے چھپاتے ہوئے اس لڑکے پر آخری نگاہ ڈالنے کے بعد میں واپس مڑ گیا۔میں اسے مارنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ مجھے اس سے حجر کے بارے میں پوچھنا تھا مگر تقدیر کے

لکھے ہوئے کو کون بدل سکتا تھا۔۔۔ حجر کہاں تھی صرف عمزب کمال بتا سکتا اور وہ اب دنیا میں نہیں تھا۔ شکستہ قدموں سے ہسپتال گیا تو معلوم ہوا کہ آنیہ کو اسلام آباد کے ہسپتال منتقل کر دیا۔ گوادر کو ہمیشہ کے لیے الوادع کہتے ہوئے میں نے اسلام آباد کا رخ کیا جہاں ایک اور بری خبر میرا انتظار کر رہی تھی۔ صرف چند منٹوں کی دیری ہوئی تھی مجھے پہنچنے میں۔۔۔ اگر میں چند منٹ پہلے آ جاتا تو شاید آنیہ کو جانے سے روک لیتا۔۔۔ اگر نہ بھی بچا پاتا تو شاید کچھ دیر بات ہی کر لیتا۔۔۔ مگر وائے قسمت کی ستم ظریفی۔"انہوں نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"مرتضی نے مجھے ماما، بابا اور فرح بھابھی کی وفات کا بھی بتایا۔ ایک ساتھ اتنی اموات کا سن کر حالت کی شکستگی میں اضافہ ہوا تھا۔ آنیہ کے تدفین سے فارغ ہونے کے بعد مرتضی نے مجھ سے علوی ہاؤس شفٹ ہونے کا کہا مگر میں نے انکار کر دیا۔ آنیہ کے بغیر وہاں رہنا مشکل تھا اور دوسرا میں الہان کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔"وہ اپنی رو میں کہہ رہے تھے جب الہان نے ان کی بات کاٹی

"کیوں؟"

"جب عمزب مرا تھا اس وقت جو خوف و حراس میں نے تمہاری آنکھوں میں دیکھا تھا اسے دیکھنے کے بعد میں نہیں چاہتا تھا کہ اس حادثہ سے جڑی کوئی بھی چیز تمہارے

سامنے آئے سمیت میرے۔۔۔اس وقت اگر کوئی چیز تمہیں اس حادثے کی یاد دلاتی تو تم کبھی اس فیز سے نکل نہ پاتے۔میں مانتا ہوں کہ جس وقت میں تم لوگوں کو بچانے آنے آیا میرا چہرہ چھپا تھا۔تم مجھے دیکھ نہیں پائے تھے مگر آواز تو سنی تھی نا تم نے میری اور یقیناً تم میری آواز پہچان لیتے۔اس لیے میں نے تمہارے سامنے نہ آنے کا فیصلہ کیا۔" انہوں نے بڑے نپے تلے الفاظ میں وضاحت دی۔

"کیا آپ کا ساری زندگی مجھے اپنی موجودگی سے لاعلم رکھنے کا ارادہ تھا؟" الہان نے تعجب سے سوال کیا۔

"مجھے لگا تھا کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد تم وہ حادثہ بھول جاؤ گے حادثہ نہیں تو کم از کم میری آواز بھول جاؤ گے پھر میں آنیہ کے شوہر کی حیثیت سے تم سے متعارف ہو جاؤں گا۔یہ سمجھنا کہ تم سب بھول جاؤ گے یہ صرف میری غلط فہمی تھی اس بات کا احساس اس دن حجر کی تلاش میں آنے پر تم پہلی دفعہ میں میری آواز پہچان گئے تھے۔" وہ صاف گوئی سے بولے۔

"رہی بات حجر کی تو۔۔۔اس کے ملنے کے بعد میرا منظر عام پر آنے کا ارادہ تھا کیونکہ احتشام نے مجھے بتایا تھا کہ حجر کے آنے کے بعد تم بھی نارمل ہو گئے تھے۔اگر تمہیں پتا

New Era Magazine

چل بھی جاتا کہ میں وہی تھا جس نے عمزب کو مارا تھا تو تمہارا رسپونس نارمل ہوتا جیسا اب ہے۔" ان کا اشارہ الہان کے نارمل رویے کی جانب تھا۔

" مگر اس سے پہلے میں تم لوگوں کے سامنے آتا کہ مجھے معلوم ہوا کہ عتبہ کمال، عمزب کا بھائی ہے اور وہ اپنے بھائی قاتل یعنی مجھ سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ یہ جان کر میں رک گیا کیونکہ میں اپنے ساتھ تم لوگوں کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ تم لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لیے میں تم لوگوں سے دور رہا مگر صد افسوس کہ وہ پھر بھی تم لوگوں تک پہنچ گیا۔۔۔۔ خیر۔۔۔ اللہ کا کرم ہے کہ میرے بچے اب محفوظ ہیں اور عتبہ کمال بھی جیل میں ہے۔" وہ پر سکون سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے بولے۔

" اور ہاں الہان۔۔۔ حجر کو ڈھونڈے کا بہت شکریہ۔ میں بھی اسے سالوں سے تلاش کر رہا تھا مگر میری نسبت تمہاری کوشش زیادہ تھی تبھی تم اسے دنیا کے آخری کونے سے نکال لائے۔۔۔۔ بہت بہت شکریہ" وہ تشکر آمیز لب و لہجے میں بولے۔ حجر اور احتشام چچا اس گفتگو کے دوران خاموش تھے۔

" شکریہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں نے یہ سب اپنے لیے کیا تھا۔" وہ کوئی لگی پٹی رکھے بغیر بولا پھر انہیں اشارہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ احتشام چچا نے اس کا باہر آنے

کا اشارہ سمجھتے ہوئے خود بھی اس کی تقلید کی۔وہ دونوں چاہتے تھے کہ حجر اپنے باپ کے ساتھ کچھ وقت گزارے تاکہ اجنبیت کی دیوار گر سکے۔

"مجھے امید ہے کہ میری بات سن کر آپ کی بدگمانیاں ختم ہو گئی ہو نگی اور اگر پھر بھی کوئی بات آپ کے ذہن میں ہے تو آپ کہہ سکتی ہیں۔میں مانتا ہوں کہ زندگی کے بہت سے مقامات پر آپ نے میری کمی محسوس کی ہو گی۔میں خود بھی اپنی فیملی کے ساتھ رہنا چاہتا تھا مگر قسمت نے ظالم صیاد کی طرح ہمیں یوں جکڑا کہ ہم بے بسی سے سر پٹخ کر رہ گئے۔"وہ اس کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے شکستہ دلی سے بولے۔

"پہلے مجھے لگتا کہ میرا دکھ بہت بڑا ہے۔ماں باپ کے بغیر انجان ملک میں زندگی گزارنا بہت کٹھن ہے پھر جب میں نے الہان کے ماضی کے بارے میں جانا تو احساس ہوا کہ انہوں نے مجھ سے کہیں زیادہ تکلیفیں سہی ہیں اور آج جب میں نے آپ کی مشکلات سے روشناس ہوں تو لگ رہا کہ آپ کا دکھ سب سے بڑا ہے کیونکہ آپ نے تنہائی کا عذاب سہا ہے۔میرے پاس مور اور فارتھے،الہان کے پاس مما تھیں مگر آپ۔۔۔آپ تو تنہا تھے۔اکیلے اتنا کچھ جھیلا۔۔۔"روانی سے بہتے آنسوؤں نے اسے مزید بولنے نہ دیا۔

"آپ سے کس لیے کہا میں اکیلا تھا؟۔۔۔میرے ساتھ میرا اللہ تھا۔اس نے مجھے وسیع سمندر میں تھامے رکھا، مجھے انجان سرزمینوں میں آسرا فراہم کیا اور واپس مجھے میرے خاندان سے ملایا۔وہی اصل سہارا ہے بیٹی اور اس کے ہوتے ہی ہوئے بندے کو کسی اور کی ضرورت نہیں ہوتی۔"ان کی بات سن کر حجر کو ان کے ایمان پر رشک آیا۔

"میرے بارے میں فکر مند نہ ہوں کیونکہ میری زندگی کا وہ باب اب ختم ہو گیا ہے۔جائیں آرام کریں انشاءاللہ کل ملاقات ہو گی۔"اس کے چہرے پر پھیلی تشویش دیکھ کر انہوں لیے ہدایت دی تو وہ ان پر ایک آخری نگاہ ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

دروازے کے قریب جا کر اس نے قدم روکے پھر مڑی

"کیا آپ صبح مجھے مما کی قبر پر لے جائیں گے؟"وہ امید بھری نظروں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کیوں نہیں۔"وہ خوشدلی سے بولے تو وہ سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

\-

New Era Magazine

“Don’t despair over the events of the past, for none of the event of duniya were ever meant to remain.”

"کیا کر رہے ہیں احتشام چچا؟" انہیں ایل سی ڈی سے الجھتے دیکھ کر الہان نے سوال کیا۔ وہ چاروں لاؤنج میں جمع تھے۔

"تمہاری چوتھی سالگرہ کی مووی لگا رہا ہوں۔۔۔بس لگ گئی ہے۔" وہ اب اس کے مقابل رکھے صوفے پر آ بیٹھے تھے۔

"اس برتھ ڈے پارٹی کی مووی بھی بنائی گئی تھی؟ میں نے تو بس تصویریں ہی دیکھیں ہیں۔" وہ تعجب سے سکرین کو دیکھتے ہوئے بولا جہاں مووی سٹارٹ ہونے کو تھی۔

"تم سے مووی چھپا کر رکھی گئی تھی تاکہ تم اس میں سے ہارون کی آواز نہ سن پاؤ۔" احتشام نے وضاحت دی تو الہان کا سر پیٹنے کو دل کیا۔

"حد ہے بھئی" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔ مووی شروع ہو چکی تھی اور وہ سب اب پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ تھے۔

"احتشام چچا! آپ تو بڑے ہینڈ سم ہوا کرتے تھے۔" کیمرہ مین نے جو نہی بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس احتشام پر فوکس کیا حجر توصیفی اندا ز میں بول اٹھی۔

"بس کبھی غرور نہیں کیا" وہ مسکراتے ہوئے بولے تو الہان اور ہارون نے فوراً طنز بھری نگاہوں سے اس ان کی جانب دیکھا یوں جیسے کہہ رہے ہوں کہ 'غرور کرنے والا چہرہ تھا بھی نہیں آپ کا'۔ احتشام چچا نے ان کی نگاہوں کو بھرپور طریقے سے نظر انداز کیا۔

"میں کہاں ہوں؟" ویڈیو میں اپنی غیر موجودگی محسوس کر کے حجر نے سوال کیا۔

"وہ رہیں آپ" احتشام چچا نے سکرین کے اس حصے کی جانب اشارہ کیا جہاں سے ویڈیو میں بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس الہان بمشکل گولڈن فراک میں ملبوس حجر کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالے چلا آرہا تھا۔ وہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ بے ساختہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھے الہان کے تاثرات اس سے کچھ مختلف نہ تھے۔ اس منظر کے کچھ دیر بعد ہی گھر کی خواتین ہال میں تشریف فرماں ہوئی تھیں اور اب ساری فیملی گول دائرے کی شکل میں کھڑی تھی۔

"آپ کے پیرنٹس کا کپل بہت پیارا تھا۔" حجر کی نظر ساتھ کھڑے مرتضی اور فرخ پر پڑی تو وہ الہان کی جانب دیکھتے ہوئے توصیفی انداز میں بولی۔

"پھپھو اور ہارون چچا بھی ایک ساتھ بہت اچھے لگتے تھے۔" الہان بولا تو ہارون دل گرفتگی سے مسکرائے۔۔۔انہیں شاید آنیہ یاد آئی تھی۔وہ اور احتشام چچا دونوں اپنے ہنستے مسکراتے خاندان کو دیکھ اب کچھ افسردہ دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا باتیں ہو رہی تھیں اس وقت؟" ویڈیو میں آوازیں کلیئر نہیں تھی سو انہوں نے آواز بند کر رکھی تھی تبھی حجر نے ان سب کو باتیں کرتے دیکھ کر تجسس سے استفسار کیا۔

"میری شادی کے موضوع پر بات ہو رہی تھی۔" اپنے مطلب کی بات سن کر احتشام چچا کا موڈ یکدم بدلا تھا۔وہ اب س گفتگو کی چیدہ چیدہ باتیں حجر کو بتانے لگے تھے۔

مووی میں وہ سب اب کیک کٹنگ کے لیے گول میز کے گرد جمع تھے۔لاؤنج میں بیٹھے احتشام چچا،الہان کی حجر کے ساتھ کیک کاٹنے والی ضد کے بارے میں بڑھا چڑھا کر حجر کو بتا رہے تھے۔کچھ فاصلے پر بیٹھا الہان انہیں نظروں سے خاموش رہنے کا پیغام دے رہا تھا مگر وہ کہاں خاموش ہونے والوں میں سے تھے۔

"بس کر دیں احتشام چچا! کیوں شرمندہ کر رہے ہیں مجھے۔" انہیں خاموش نہ ہوتے دیکھ کر وہ اردو میں بولا تا کہ حجر سمجھ نہ پائے۔

"پہلے حرکتیں ہی ایسی نہیں کرنی تھیں جن پر بعد میں تمہیں شرمندہ ہونا پڑے۔"

احتشام چچا نے اردو میں جواب دینے کی زحمت بالکل نہیں کی، بلکہ حجر کو سنانے کے لیے وہ جان بوجھ کر انگلش میں بولے تھے۔ ان کی بات پر حجر چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات لیے ان کی جانب متوجہ ہوئی تھی جبکہ الہان دانت پیس کر رہ گیا۔

"ایسا بھی کیا کر دیا ہے میں نے جو آپ یوں کہہ رہے ہیں۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"چار سال کی عمر سے تم نے ہماری لڑکی پر نظر رکھی ہوئی تھی اور اب پوچھ رہے ہو کیا کر دیا ہے میں نے۔۔۔" وہ اسی کے انداز میں بولے تو حجر نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

"اس وقت تو اپنے نام کے سپیلنگ بھی مجھے ٹھیک سے نہیں آتے تھے کجا لڑکی پر نظر رکھنا۔۔۔استغفرُللہ۔۔۔۔۔۔۔بات کرنے سے پہلے سوچ تو لیا کریں احتشام چچا" وہ افسوس سے سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"تم۔۔۔" احتشام جواب میں کچھ کہنے ہی والے تھے مگر ہارون نے ان کی بات کاٹی

"بحث ختم کرو۔" ان کی رعب دار آواز سن کر وہ دونوں خاموش ہو گئے تھے۔ سکرین پر اب وہ منظر چل رہا تھا جس میں کینڈلز بجھائے بغیر ہی الہان کیک کاٹ رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ کینڈلز سب سے آخر میں بجھائے گا۔ وہ کیک سب کو کھلانے میں مصروف

تھا جب ایک سالہ حجر نے موم بتی کے شعلے کو پکڑنے کی کوشش میں اپنا ہاتھ جلا لیا۔ یہ منظر دیکھنے سکرین پر دیکھنے کے بعد حجر نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر موجود جھلس جانے کے نشان کو دیکھا پھر صدمے سے الہان کو دیکھا یوں جیسے یقین نہ کر پائی ہو کہ الہان کی لاپرواہی کے باعث اس کا ہاتھ جلا تھا۔

"بچپن سے اس نشان کو دیکھ کر میں سوچتی آئی ہوں کہ جانے کیسے ہاتھ جلا ہو گا میرا۔۔۔آج معلوم ہوا کہ آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے جلا تھا۔" وہ اسے ملامتی انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"آپ دیکھ سکتی ہیں کہ میں نے ارادتاً آپ کا ہاتھ جلانے کے لیے کینڈلز جلتی نہیں چھوڑی تھیں۔" اس کی بات غلط نہ تھی تبھی وہ خاموش ہو گئی۔ باقی کی مووی ہلکے پھلکے انداز میں باتیں کرتے ہوئے دیکھی گئی تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو ہارون؟" احتشام چچا، حجر اور ہارون لاؤنج میں بیٹھے تھے جب احتشام ہارون کی غائب دماغی محسوس کر کے بولے۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔بس عمزب کمال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" وہ پر سوچ انداز میں بولے۔

"عمزب کے بارے میں؟"احتشام حیران ہوئے تھے۔ حجر بھی ان دونوں کی جانب متوجہ تھا۔

"اکثر و بیشتر مجھے عمزب کا خیال آتا ہے۔میں سوچتا ہوں کہ جانے کون سی ایسی بات تھی جس کے باعث اس نے ہماری زندگیاں برباد کیں؟میں آج تک وہ وجہ تلاش نہیں کر پایا۔۔۔۔اللہ یار نے اسے آنیہ کو خوفزدہ کرنے کا کہا تھا مگر وہ ہم سب کو اپنے ساتھ بحری سفر پر لے گیا۔ حجر کو دبئی بھیجنا، مجھے سمندر میں پھینکنا اور آنیہ اور الہان کو آٹھ سال تک قید کر کے رکھنا۔۔۔کیا مقصد تھا اس سب کا؟ چلو مانا کہ اس کا اصل وکٹم آنیہ اور الہان تھے اور مجھے اور حجر کو راستے سے ہٹانے کے لیے اس نے حجر کو دبئی بھیج دیا اور مجھے سمندر میں پھینک دیا۔۔ مگر آنیہ اور الہان کو وہ کیوں اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا؟۔۔۔باقی سب وکٹمز جو اس کی شپ پر تھے جن کے چیخنے کی آوازیں اکثر سنائی دیتی تھیں الہان اور آنیہ کو وہ سب کہاں گئے؟" ان کے چہرے پر الجھن رقم تھی۔

"وہ سب وکٹمز کہاں گئے یہ بات عمزب ہی جانتا تھا اور چونکہ وہ مر چکا ہے اس لیے یہ بات صدا راز ہی رہے گی۔ رہی بات مما اور الہان کو قید کرنے کی تو۔۔۔ بابا وہ ایک سائیکو پیتھ تھا۔ اس کا دماغ نارمل انسان سے مختلف طریقے سے کام کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ عتبہ کمال بھی اس کی ہی طرح ہے۔" حجر رسانیت سے گویا ہوئی۔

"میں مانتا ہوں کہ وہ سائیکو پیتھ تھا مگر سائیکو پیتھ کی زندگیوں میں بھی کوئی ٹریگر ہوتا جو انہیں مجرم بننے پر مجبور کرتا ہے۔ جیسے عتبہ کمال کو عمزب کے صفا ہستی سے مٹ جانے نے ٹریگر کیا اس طرح عمزب کی زندگی میں بھی کوئی ٹریگر ہو گا۔

but criminal are madePsychopath are born

سائیکو پیتھ کو کوئی ں اکوئی چیز تو کریمنل بننے پر مجبور کرتی ہے ہو گی نا؟"

"درحقیقت زیادہ تر مجرم معاشرے کے وکٹم ہوتے ہیں۔ انہیں معاشرہ مجرم بننے پر مجبور کرتا ہے۔ کچھ سال پہلے ں اروے کی یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی جانب سے مجھے سائیکو پیتھ کے کریمنل بننے کی وجوہات پر ریسرچ کرنے کے لیے جیل بھیجا گیا تھا۔ ریسرچ کے دوران مختلف خبطی قیدیوں سے ملنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ ایک سائیو کو پیتھ کے مجرم بننے کے پیچھے 'ایکسٹریم پیرنٹنگ' ہے۔ والدین کی جانب سے مکمل طور پر نظر انداز کیے جانا یا پھر والدین کے جانب سے حد سے زیادہ

سختی سائیکو پیتھ کو کرمینل بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔۔۔۔ہو سکتا ہے عمزب نے بھی بچپن میں ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کا سامنا کیا ہو۔شاید بچپن میں وہ اپنی ماں کی توجہ کا طلب گار رہا ہو مگر اسے توجہ نہ ملی ہو پھر بڑے ہو کر اس نے جب مما اور الہان کو ساتھ دیکھا تو اسے اپنی محرومی کا احساس ہوا ہو۔اپنی محرومی کے پیش نظر اس لیے مما اور الہان کو قید کیا ہو۔" حجر نے مناسب وجہ تلاش کی۔

"میں حجر کی بات سے متفق ہوں کیونکہ ہمارے معاشرے میں اکثر گھروں میں عورتیں سسرال والوں کو مطمئن کرنے کے لیے بعض اوقات اپنے بچوں کو فراموش کر دیتی ہیں۔مصروفیت کے باعث وہ اپنے بچوں پر زیادہ توجہ نہیں دے پاتیں۔"

احتشام چچا نے حجر سے اتفاق کیا۔

"ہمارے معاشرے کا اور المیہ یہ بھی ہے کہ یہاں جسمانی بیماریوں پر فوراً ڈاکٹر کے پاس جایا جاتا ہے مگر نفسیاتی بیماریوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ نفسیاتی بیماریاں جسمانی سے زیادہ مہلک ہوتی ہیں۔والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش پر خاص توجہ دیں اور انہیں ایک اچھا ماحول فراہم کریں تاکہ وہ ہر قسم کے نفسیاتی مسئلے بشمول فرسٹریشن سے محفوظ رہیں۔" ہارون لے اپنی رائے دی۔اسی دوران حجر کو ایک میسج موصول ہوا۔

"ہمیں ایک ضروری کام سے جانا ہے۔اگلے دس منٹ میں پورچ میں پہنچیں۔۔۔میں گاڑی میں بیٹھا انتظار کر رہا ہوں۔"الہان کے نمبر سے موصول ہوا میسج پڑھ کر اس نے ہارون اور احتشام چچا کے ساتھ باتوں کا سلسلہ ترک کیا اور ان سے معذرت کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ چینج کرنے کے بعد وہ تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد پورچ میں آئی تھی۔گاڑی گیٹ کے باہر کھڑی دیکھ کر وہ خاموشی سے آ بیٹھی تھی۔اس کے بیٹھتے ہی الہان نے گاڑی سٹارٹ کی۔اس کی ٹانگ کا زخم اب قدرے بہتر تھا اور ایموبلائزر بھی ہٹ چکا تھا اسلیے وہ ڈرائیو کرنے کا قابل ہو چکا تھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"حجر کو لگا تھا وہ خود ہی بتادے گا کہ کہاں جارہے ہیں مگر جب وہ نہ بولا تو وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور کر خود ہی پوچھ بیٹھی۔

"وہاں جہاں احتشام چچا اور ہارون چچا نہ ہوں۔"وہ مصروف سے انداز میں بولا۔ پچھلے دو دن اسکی حجر سے ٹھیک سے بات نہیں ہوئی تھی وجہ ہر وقت اس کے گرد احتشام یا ہارون کی موجودگی تھی۔یہ صورتحال الہان کے لیے قدرے ناقابل برداشت تھی تبھی اس نے حجر سے دو گھڑی سکون سے بات کرنے کی غرض سے کہیں باہر جانے کا سوچا۔

New Era Magazine

"کب آئے گی آپ کی مطلوبہ جگہ؟" وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ چکی تھی تبھی استفہامیہ انداز میں بولی۔

"کچھ وقت لگے گا وہاں پہنچنے میں۔" اس کی بات سن کر حجر وقت گزاری کی لیے اس کی گاڑی کے مختلف سسٹم چیک کرنے لگی۔ وہ سنٹرل کنٹرولر کو گھما کر ڈیش بورڈ پر لگی سکرین پر ابھرنے والے مختلف فنکشنز دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی بہت سیٹنگ تبدیل کرنے کے بعد اس نے سنٹر کنسول آرم ریسٹ ہٹا کر سٹوریج باکس کا معائنہ کیا جس میں گاڑی کے کاغذات کے سوا اسے کچھ نہیں ملا تھا۔ ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ حجر اس کی موجودگی میں یوں بے جھجک اس کی چیزوں کو الٹ پلٹ کر رہی تھی ورنہ وہ ہمیشہ سنجیدگی سے کھڑکی سے باہر دیکھ کر وقت گزارا کرتی تھی۔ اس کا استحقاق بھرا انداز الہان کو بہت اچھا لگ رہا تھا تبھی اس نے اسے ٹوکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ڈیش بورڈ اور سنٹرل کنسول کا معائنہ کرنے کے بعد حجر نے پسنجر سیٹ کے سامنے بنے سیفٹی سٹوریج باکس کا رخ کیا۔ گوادر جاتے وقت اس نے اسی باکس سے ڈکشنری نکالی تھی۔ الہان پر ایک محتاط نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے ڈکشنری لینے کے لیے دوبارہ وہ باکس کھولنا چاہا مگر اسے لاک دیکھ کر وہ مایوس ہوئی پھر کچھ سوچ کر اس نے الہان سے پوچھا۔

"اس کی چابی کہاں ہے؟" ایک نگاہ اس پر ڈال کر الہان نے ڈور پوکٹ سے چابی نکال کر اس کی جانب بڑھا دی۔ گوادر سے واپسی پر در حقیقت اس لیے سیفٹی سٹور یج باکس کو لاک حجر کے باعث ہی لگایا تھا کیونکہ اس وقت وہ نہیں چاہتا تھا کہ حجر مزید کچھ جانے مگر اب تو وہ اس کی زندگی میں شامل ہو چکی تھی۔اس کے بارے میں جاننے کا حق رکھتی تھی وہ اسے اس کے حق سے محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ حجر نے اس کے ہاتھ سے چابی لی اور لاک کھول کر ڈکشنری نکال لی۔ وہ اب اطمینان سے ایک ایک صفحہ دیکھ رہی تھی۔

"آخری صفحے پر لکھی عبارت کا کیا معنی ہے؟" وہ اب آخری صفحے کھولے بیٹھی تھی جس پر آنیہ لے الہان کے لیے پیغام لکھا تھا۔

"کون سی؟" الہان نے ناسمجھی سے پوچھا۔ وہ شاید اس پیغام سے انجان تھا۔

"وہی جو مما لے آپ کے لیے لکھی ہے۔۔۔کسی معافی تلافی کا ذکر ہے مگر میں سمجھ نہیں پارہی کہ کس واقع کی جانب اشارہ کیا ہے۔" اس کی چہرے پر الجھن رقم تھی جبکہ اس کی بات سننے کے بعد الہان کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔

"پھپھولے۔جو پیغام لکھا تھا وہ میں نے کبھی نہیں پڑھا سو میں نے نہیں جانتا کہ ان کی بات کا کیا معنی ہے."اپنے لہجے جو حتی الامکان سرسری رکھتے ہوئے وہ صاف گوئی سے بولا تو حجرلے تعجب سے سر اٹھایا۔

"واقعی آپ نے کبھی نہیں پڑھا؟۔۔۔مگر کیوں؟"

"کبھی ہمت نہیں ہوئی۔"اس لے دوبارہ صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"ہمت؟"وہ استفہامیہ انداز میں بولی تھی مگر الہان نے کوئی جواب نہ دیا۔

"کیا ابھی بھی کوئی ایسی بات ہے جس سے میں ناواقف ہوں؟"اس کے چہرے کے ناقابل فہم تاثرات دیکھتے ہوئے حجر دوبارہ گویا ہوئی۔اب کی بار الہان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"کب بتائیں گے مجھے؟"وہ جانتی تھی کہ اس کے پوچھنے پر وہ کبھی نہیں بتائے گا۔جب اپنی مرضی ہوگی تب ہی بتائے گا سو اُن نے بات پوچھنے کی بجائے یہی پوچھا کہ وہ کب بتائے گا۔

"بہت جلد"تشکر بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے وہ پریقین انداز میں بولا۔جب وہ بن کہے اس کی بات سمجھ جاتی تھی تب وہ اسے بہت اچھی لگتی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہیں؟" کچھ توقف کے بعد اسے پر سوچ نگاہوں سے ڈکشنری کی جانب دیکھتا پا کر الہان نے استفسار کیا۔

"ہنٹر گیم میں ہر لیول کے بعد جو آٹھ گھنٹے کی قید ہے وہ عمزب کی آٹھ سال کی قید کو سمبولائز کرتی ہے؟" ذہن میں آیا سوال اس نے بے جھجک پوچھا۔

"کہہ سکتے ہیں۔۔۔ہنٹر صرف ایک آن لائن گیم نہیں ہے یہ میری جرنی ہے۔۔۔ تنہائی سے نکل کر ہجوم کا حصہ بن جانے کی۔۔۔پریشانیوں سے آزادی حاصل کرنے کی۔۔۔اپنے خوف پر قابو پا کر پر اعتمادی سیکھنے یہ گیم زندگی کے اس حصے میں ڈیزائن کی تھی میں نے جب میں بالکل تنہا تھا۔۔۔نہ کوئی میری سننے والا تھا نہ کوئی اپنی کہنے والا۔۔۔اس کٹھن وقت میں یہ گیم وہ واحد چیز تھی جس کی جانب دھیان مبذول کر کے میں کچھ دیر کے لیے دنیاوی فکروں سے آزاد ہو جاتا تھا۔اٹھارہ سال کی عمر میں ہنٹر کے کریکٹر کوڑے کاغذ پر بنانے والے نوجوان نے جب اٹھائیس سال کی عمر میں اس کا فائنل ورژن تیار کیا تھا تو وہ خود بھی مضبوط شخص بن چکا تھا۔۔۔تنہائی، قید اور صیاد کے خوف پر وہ قابو پا چکا تھا۔۔۔اس کا گیم کا نام 'ہنٹر'۔۔۔یعنی 'صیاد'۔۔۔۔میں نے اس لیے رکھا تھا کہ جب بھی میں یہ نام سنوں مجھے احساس ہو کہ صیاد کی قید اب بہت پیچھے رہ گئی ہے۔" بات ختم کرتے ساتھ ہی اس نے گاڑی بھی روکی۔ حجر جو اس

کی بات کے حصار میں جکڑی ہوئی ایک دم چونکی۔ گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی دیکھ کر اس نے الجھن سے الہان کی جانب دیکھا جو اسے باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل چکا تھا۔ حجر بھی اس کی تقلید کرنے ہی لگی تھی جب اسے رنگ ٹون کی آواز سنائی دی۔ وہ آواز ڈیش بورڈ پر رکھے الہان کے فون سے آ رہی تھی۔ فون تھام کر اس نے سکرین پر جگمگاتا سائمن کا نمبر دیکھا پھر فون ہاتھ میں اٹھائے گاڑی سے باہر نکل آئی۔

"سائمن کی کال ہے۔" اس سے کچھ فاصلے پر رکتے ہوئے حجر گویا ہوئی ساتھ ہی فون اس کی جانب بڑھایا۔

"سائمن کی کال۔۔۔اس وقت؟" سائمن زیادہ تر اسے آفس ٹائمنگ کے دوران یا پھر صبح کے وقت کال کیا کرتا تھا مگر پچھلے دو تین دن سے اسے سائمن کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔ اس نے خود بھی کال نہیں کی تھی کیونکہ سال کا اختتام تھا اور وہ جانتا تھا کہ ان دنوں وہ چاروں کرسمس فیسٹول میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس کی بے وقت کال پر تعجب کا شکار ہوتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی۔ وہ دونوں شاہدرہ ہلز کے اس بلند مقام پر کھڑے تھے جہاں سے شاہدرہ کی وادی اور برف سے ڈھکے پہاڑوں کے بیچ ڈوبتا سورج دکھائی دے رہا تھا۔ حجر مسحور ہو کر پہاڑوں کے درمیان بسی وادی کو اور افق

کی جانب بڑھتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سہتے ہوئے وہ گاڑی
سے ٹیک لگائے کھڑی تھی جب اسے سائمن سے بات کرتے الہان کی آواز میں غیر
معمولی پن کا احساس ہوا۔الہان کے چہرے پر سے بھی اب پریشانی جھلک رہی تھی جو
حجر کے لیے تشویش کا باعث تھی۔اس کا دھیان خوبصرت منظر سے ہٹ کر اب
الہان کی جانب تھا جو فون پر بات کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس سے ذرا
دور جا کھڑا ہوا تھا۔کچھ دیر فون پر بات کرنے کے بعد بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے
ہوئے وہ حجر کو گاڑی جانب بڑھتا دکھائی دیا۔گاڑی کا دروازہ کھول کر ڈرنک ہولڈر میں
سے اس نے پانی کی بوتل اٹھائی اور پانی پینے لگا۔اس کے چہرے سے جھلکتی سرخی دیکھ کر
حجر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ غصے میں ہے اور غصے کو کم کرنے کے لیے ہی پانی پی رہا ہے۔
"کیا ہوا ہے؟" کچھ توقف کے بعد جب وہ خود کو کمپوز کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا تب
حجر نے استفسار کیا۔وہ دونوں اب گاڑی سے ٹیک لگائے سڑک کنارے کھڑے تھے۔
"دو تین دن پہلے سائمن نے مجھے ایک فائل بھیجی تھی اور اسے دیکھنے کا کہا تھا مگر کچھ
مصروفیت کے باعث میں دیکھ نہ سکا۔ گزرے دو دن میں فراغت کے باوجود اس فائل
کا خیال ذہن میں نہ آیا اور نہ ہی کمپنی کے کسی فرد سے میرا رابطہ ہوا اسلیے اتنی اہم خبر
معلوم نہ ہوئی مجھے۔" اس نے افسوس سے سر جھٹکا پھر مزید گویا ہوا

New Era Magazine

"دبئی کی ایک مشہور کمپنی نے تین دن پہلے ایک گیم لانچ کی ہے جس کے کریکٹر سے لے کر گرافکس تک اس گیم کی طرح کے ہیں جس کا فائنل ورژن میری کمپنی تیار کر رہی ہے۔ پاکستان آنے سے پہلے میں اس گیم کا آدھے سے زیادہ کام مکمل کر کے آیا تھا اور باقی کی کام کمپنی میں جاری تھا جس کی رپورٹ مجھے ملتی رہتی ہے۔ کمپنی کے شیڈول کے مطابق اسے فروری میں لانچ ہونا تھا مگر اس حریف کمپنی نے ہماری گیم کا نامکمل ورژن سٹیل کر کے اسے ہم سے پہلے اپنا نام لگا کر لانچ کر دیا۔" اس کی بات سن کر حجر کے چہرے پر غصے بھرے تاثرات ابھرے۔

"وہ لوگ آپ کی گیم کیسے چُرا سکتے ہیں؟ آپ کو کاپی رائٹ کلیم کرنا چاہیے۔" اس نے مشورہ دیا۔

"کاپی رائٹ کلیم کرنے کا فائدہ نہیں کیوں کہ ان کی گیم لانچ ہو چکی ہے جبکہ ہماری ابھی ڈرافٹ ورژن میں ہے۔" وہ نامیدی سے بولا۔

"تو پھر اب کیا کریں گے آپ؟"

"سب سے پہلے تو اس بندے کو ڈھونڈنا ہے جس نے گیم ان تک پہنچائی ہے۔ یہ کام یقیناً کمپنی کے کسی ورکر کا ہی ہے کیونکہ کسی باہر کے بندے کی کمپنی کے سسٹم تک رسائی ممکن نہیں۔ اس ورکر کو ڈھونڈنے کے لیے انکوائری گروپ تشکیل دیا جائے

گا۔۔۔رہی بات گیم کی تو وہ اب ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔۔۔پچھلی ساری محنت ضائع ہو گئی ہے اور اب ہمیں نئے سرے سے ایک دوسری گیم ڈیزائن کرنی پڑے گی۔"اس نے وہیں کھڑے کھڑے آگے کی پلاننگ کی۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ بہت جلد پچھلی والی گیم سے بہتر گیم بنالیں گے۔" حجر نے اس کا حوصلہ بڑھانا چاہا۔

"مگر اس کے لیے ہمیں جلد از جلد دبئی واپس جانا ہو گا۔" حجر نے اس کے جملے میں 'ہمیں' کے ضمیر مفعولی کو نوٹس نہیں کیا تھا تبھی فوراً سے بیشتر بولی

"ٹھیک ہے آپ جائیں دبئی۔"

"صرف میں نہیں آپ بھی جائیں گی میرے ساتھ۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

"میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ مجھے کچھ دیر پاکستان میں رہنا ہے اور پاکستان میں کچھ وقت گزارنے کے بعد میں امریکہ جاؤں گی اور اپنی جاب کنٹنیو کروں گی۔" حجر نے اسے اپنا فیصلہ سنایا۔

"امریکہ جانے کا خیال تو ذہن سے نکال ہی دیں رہی بات جاب کی تو دبئی کی سائیکالوجیکل ایسوسی ایشن میں آپ کے ڈاکومنٹس بھیج چکا ہوں۔بہت جلد آپ کو

New Era Magazine

جاب کے لیے کال آجائے گی۔" وہ مستحکم لہجے میں بولا جیسے خود کو پہلے سے ہی اس گفتگو کے لیے تیار کیے بیٹھا تھا۔

"مجھ سے پوچھے بغیر سارے فیصلے آپ خود کیسے کر سکتے ہیں؟۔۔۔اور میرے ڈاکومنٹس کیسے آئے آپ کے پاس؟۔۔۔ کہیں آپ نے میرے ٹریلونگ بیگ میں سے تو نہیں نکالے؟" وہ اب مشکوک نگاہوں سے اس دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔میں نے نہیں نکالے۔۔۔مجھے تو ایلکس لے لا کر دیے تھے." الھان لے خود کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے سارا ملبہ ایلکس کے سر ڈالا۔اس کی بات سن کر حجر کو تین دن پہلے کا واقع یاد آیا جب وہ آفیسر رضا حمید کے دیے گئے سپیسیمن رکھ رہی تھی تب ایلکس اس کے کمرے میں آیا تھا۔اس نے دیکھا تھا کہ وہ سارے اہم ڈاکومنٹس واڈروب میں رکھنے کی بجائے ٹریولنگ بیگ میں رکھتی ہے کیونکہ ایمرجنسی کہیں جانے کی صورت میں اسے مشکل نہ ہو۔ سپیسیمن رکھلے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی اور یقیناًاس کے جانے کے بعد ایلکس نے ڈاکومنٹس نکالے ہوں گے۔

"ایلکس کو آپ نے ہی بھیجا ہو گا نا۔۔۔ آپ انتہائی۔۔۔" وہ اسے سخت سست سنانے ہی والی تھی مگر پھر ارادہ ترک کر کے غصے پر قابو پانے لگی۔

"اس وقت دبئی جانا میری مجبوری ہے کیونکہ کمپنی کو میری ضرورت ہے۔ آپ کو یہاں چھوڑ کا میں قطعاً نہیں جاؤں گا سو آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ رہی بات پاکستان دیکھنے کی تو ہم کچھ مہینوں بعد دوبارہ آجائیں گے۔۔۔۔ جو جو جگہیں آپ نے دیکھنی ہیں میں ان سب جگہوں پر لے جاؤں گا۔۔۔ وعدہ رہا۔" وہ اب نرم لہجے میں اسے کنونس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں بابا کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی ہوں۔" پچھلے دو دنوں میں اس میں اور ہارون میں اجنبیت کی دیوار گر چکی تھی۔ اتنے سالوں بعد وہ ان سے ملی تھی اور اتنی جلدی چھوڑ کر جانے پر وہ قطعاً راضی نہیں تھی۔

"ہارون چچا اور احتشام چچا ہمارے ساتھ ہی دبئی جائیں گے۔ چونکہ ہماری شادی کے باقی فنکشنز دبئی میں ہونگے اس لیے انہیں وہاں آنا ہی پڑے گا۔" وہ سب کچھ پہلے سے ہی سوچے بیٹھا تھا۔

"شادی کے فنکشنز دبئی میں ہونگے؟۔۔۔ یہ کس نے کہہ دیا آپ سے؟" اس نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ان کی گفتگو کے دوران ہی سورج مکمل طور پر غروب ہو چکا تھا جس کا احساس بھی نہیں ہوا تھا انہیں۔

"میں کہہ رہا ہوں۔۔۔پہلے میں نے سوچا تھا کہ پندرہ بیس دن بعد کی تاریخ رکھ لیں گے برات اور ولیمے کی مگر اب چونکہ مجھے واپس جلدی جانا ہے سو احتشام چچا اور ہارون چچا سے مشورہ کر کے کوئی قریب کی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔" اس کی بات سن کر حجر نے خفگی سے لب بھینچے۔

"آپ ایک بار پھر آپ سارے فیصلے خود کر کے رہے ہیں۔آپ کو کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے میری رائے لینی چاہیے تھی۔" وہ خفگی بھرے انداز میں بولی تو الہان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا پھر اپنی غلطی تسلیم کرنے میں اس نے دیر نہیں لگائی تھی۔

"آئم سوری۔۔۔مجھے آپ سے مشاورت کرنی چاہیے تھی۔۔۔خیر ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔آپ اب بھی اپنی رائے دے سکتی ہیں۔بتائیں کہ شادی کے بعد آپ کہاں رہنا پسند کریں گی؟"

"دبئی ہی ٹھیک ہے۔" حجر نے اختلاف نہ کیا کیونکہ اس کے لیے اتنا ہی بہت تھا کہ سب کچھ ڈسائڈڈ ہونے کے باوجود بھی وہ اس کی بات کا مان رکھتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔وہ یہی چاہتی تھی کہ مرضی بیشک وہ اپنی کرے مگر اس سے کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت رائے ضرور لے۔

"میرے سب دوست احباب دبئی میں ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ شادی کے فنکشنز دبئی ہوں۔ آپ کا خیال ہے اس بارے میں؟" یوں شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ حجر کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے دبئی میں ہی رکھ لیتے ہیں۔" وہ مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی۔ اگر وہ پہلے یوں نرم لہجے میں اس سے پوچھتا تو وہ تب ہی مان جاتی۔

"شادی کی ڈیٹ؟" وہ اب سارا اختیار اس کو سونپ رہا تھا۔

"ڈیٹ جب مرضی رکھ لیں مگر مور اور فار کی شرکت لازمی ہونی چاہیے۔ ان کے بغیر میں شادی تو کیا شادی کی شاپنگ بھی نہیں کروں گی۔" وہ دوٹوک انداز میں بولی۔

"آپ انہیں انوائٹ کر لیں۔"

"میں انہیں فون پر انوائیٹ نہیں کرنا چاہتی۔ میں انہیں دعوت نامہ دینے خود جاؤں گی۔۔۔ وہ لوگ آپ سے ملے نہیں ہیں اس لیے بہتر ہے کہ آپ بھی میرے ساتھ ناروے جا کر انہیں مل لیں تا کہ انہیں تسلی ہو جائے۔ اگر آپ کو آفس ورک کی فکر ہے تو جہاں اتنے دن کیس کی وجہ سے آپ نے سب کچھ سائمن کے سپرد کیے رکھا تھا وہاں دو دن اور سہی۔۔۔ میں ناروے میں زیادہ دیر نہیں رکوں گی۔" اس نے یقین دہانی کروائی۔

New Era Magazine

"ٹھیک ہے چلا جاؤں گا آپ کے ساتھ۔۔۔اور کوئی حکم؟" وہ مسکراتے لہجے میں فرمانبردار شوہر کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔اس کی اس قدر فرمانبرداری دیکھ کر حجر غش کھا کر گرنے کو تھی۔

"گولی ٹانگ پر لگی تھی مگر مجھے لگتا ہے اثر دماغ پر ہو گیا ہے۔" اسے کوئی جواب دیے بغیر حجر سر جھٹک کر بڑبڑاتے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔الہان نے بھی اس کی تقلید میں قدم بڑھائے۔

یہ منظر ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں بنے ٹیرسڈ ہاؤس کا تھا۔پھولوں سے مہکتے اس گھر کے اندر قدم رکھو تو اوپن کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں واضح سنائی دے رہیں تھیں۔کچن مین جھانکنے پر وہ مڈل ہیر کٹ والی لڑکی سلیب کے قریب کھڑی سکریمبلڈ ایگز بنانے میں مصروف دکھائی دی۔وہ صبح پانچ بجے ناروے پہنچے تھے اور صبح صبح مور اور فار کو ڈسٹرب کرنا اسے مناسب نہیں لگا اس لیے وہ لوگ سیدھا حجر کے گھر آ گئے تھے۔الہان کا ارادہ تو کسی ہوٹل جانے کا تھا مگر حجر نے اس کی ایک نہ سنی۔اس کا کہنا تھا کہ دوبئی میں وہ اسے جہاں لے گیا تھا وہ بغیر مخالفت کیے چلی گئی تھی اور ناروے

میں مرضی اس کی چلنی تھی کیونکہ ناروے وہ اسے لائی تھی۔ایئرپورٹ کے باہر کھڑے کھڑے طویل بحث کرنے کے بعد الہان اس کے ساتھ آنے پر رضامند ہو گیا تھا۔قریباً آدھا گھنٹہ پہلے وہ گھر پہنچے تھے۔اسے گھر کی دوسری منزل پر بنے کمرے میں جانے کا کہہ کر وہ خود اپنے کمرے میں آگئی تھی۔کمرہ اس کا بالکل صاف ستھرا تھا کیونکہ اس کی غیر موجودگی میں بھی مورو وقتاً فوقتاً میڈ کو بھیج کر اس کے گھر کی بھی صفائی کروا لیا کرتی تھیں تاکہ اچانک آنے پر اسے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔کمرے میں آتے ہی اس نے کھڑکی کی جانب قدم بڑھائے۔پردہ ہٹا کر اس لے باہر دیکھنے پر اسے ہر شہ برف سے ڈھکی نظر آئی۔برف اب پچھلی بار کی نسبت زیادہ تھی مگر اسے اب جانے کیوں یہ برف بری ں ہیں لگ رہی تھی شاید یہ اسکی اندرونی کیفیت یکسر بدل جانے کے باعث تھا۔فریش ہونے کے بعد اس نے کچن کا رخ کیا تاکہ ناشتہ بنا سکے۔وہ ناشتہ بنانے میں ہی مصروف تھی جب الہان نکھرا نکھرا سا سیڑھیاں اترتا ہوا دکھائی دیا۔وہ اسے کچن میں دیکھ چکا تھا تبھی اسی جانب آ رہا تھا۔

“Good morning Sir! Welcome to Oslo.... My name is Hajjar and I’ll be at your service this

morning. So, tell me what would you like to have for breakfast?"

اسے کچن میں آتے دیکھ کر حجر چہرے پر پر تکلف مسکراہٹ سجائے بولی۔

"آپ مجھ پر طنز کر رہی ہیں؟" وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے ہوٹل میں رہنے کی ضد کے باعث وہ ایسا کہہ رہی ہے تبھی مصنوعی خفگی سے بولا۔

"میری ایسی مجال۔۔۔ میں تو بس آپ کو احساس دلانا چاہ رہی تھی کہ آپ کو یہاں ہوٹل کی نسبت بہتر ماحول ملے گا اور ساتھ ایک خوبصورت شیف بھی۔" وہ سالمن مچھلی کو رائی برینڈ پر رکھتے ہوئے خوش دلی سے بولی۔

"خوبصورت شیف۔۔۔ بالکل ڈورا دا ایکسپلورر (Dora the Explorer) جیسی" اس کے بینگز اور کندھے تک آتے بالوں کی وجہ سے الہان اسے امریکن کارٹون کی مین کردار ڈورا سے تشبیہ دے رہا تھا حالانکہ حجر کے بال ڈورا کی نسبت لمبے تھے۔ اس کی بات سن کر لمحہ بھر کے لیے تو حجر کے چہرے پر ناسمجھی کے تاثرات ابھرے پھر ڈورا کی شبیہ ذہن میں آتے ہی اس نے خفگی سے آبرو بھینچے۔

"آپ میرے بالوں کا مذاق اڑا رہے ہیں؟" وہ تیکھی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی تو الہان نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

New Era Magazine

"میرے بالوں کو کچھ کہنے سے پہلے آپ اپنے بالوں کو دیکھیں۔۔۔ جنہیں ٹھیک سے سنوارنے کی کبھی زحمت نہیں کی آپ نے۔(الہان کی آنکھیں صدمے سے پھیلیں جبکہ حجر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی)

"دو دفعہ ہی میں نے آپ کے بال بنے ہوئے دیکھے ہیں۔۔ایک پہلی ملاقات میں اور دوسری مرتبہ جب دبئی میں آپ میٹنگ سے آئے تھے۔۔۔ورنہ تو ہمیشہ آپ ہاتھوں سے بال ٹھیک کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔" حساب برابر کرنے کی خاطر وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی اس بات کا احساس اسے الہان کے چہرے پر پھیلی محظوظ کن مسکراہٹ دیکھ کر ہوا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ مجھے اتنا نوٹس کرتی ہیں۔"اس کی پرشوق نگاہیں حجر پر جمی تھیں جو اس کی بات سن کر خجل ہوئی۔

"خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔کوئی نوٹس نہیں کرتی میں آپ کو۔یہ بات تو بس ذہن میں آئی تو سوچے سمجھے بغیر بول گئی۔۔۔ورنہ میرے پاس اتنا وقت کہاں کہ ہر کسی کو نوٹس کر سکوں۔"خجالت مٹاتے ہوئے اس نے وضاحت دی۔

"آپ کہتی ہیں تو مان لیتا ہوں ورنہ۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا حجر بول اٹھی۔

"بحث ختم کریں اور ناشتہ کریں اب خاموشی سے۔" اس نے ناشتے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی اس کے مقابل نشست پر بیٹھ گئی۔ سالمن مچھلی اور سکریمبلڈ انڈوں والے اوپن فیسڈ سینڈوچ اور اوٹ میل پر مشتمل ناشتہ الہان کو سرو کرنے کے بعد حجر خود بھی ناشتے سے انصاف کرنے لگی۔

"کب جانا ہے آپ کے فوسٹر پیرنٹس سے ملنے؟" وہ جوس کے گھونٹ بھرتا ہوا بولا۔

"آپ کچھ دیر آرام کر لیں۔ شام میں چلیں گے۔" وہ اس کے آرام کے خیال سے بولی۔

"فلائٹ کے دوران آرام کر لیا تھا میں نے۔۔۔ سو میرے آرام کی وجہ سے تاخیر نہ کریں۔۔۔ البتہ آپ اگر تھک گئی ہیں تو آرام کر لیں۔ شام میں چلیں جائیں گے۔" وہ نرم لہجے میں بولا۔

"نہیں۔۔۔ میں تو بالکل فریش ہوں۔۔۔" اس نے ایک نظر فون سکرین روشن کر کے سات کے ہندسے کو ٹکراتی سوئیوں کو دیکھا پھر پر کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوئی "ناشتہ کر کے چلتے ہیں پھر۔ فارنے آٹھ بجے آفس جانا ہوتا ہے کوشش کریں گے کہ ان کے جانے سے پہلے ہی پہنچ جائیں تا کہ ان سے بھی ملاقات ہو جائے۔" اس کی بات سن کر الہان نے اثبات میں سر ہلایا۔ ناشتہ وہ تقریباً کر ہی چکے تو اسلیے تھے۔ اگلے چند

بٹوں میں اس لیے الہان کی مدد سے کچن سمیٹا پھر چینج کر لے چلی گئی۔الہان لاؤنج میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا جب کچھ دیر بعد وہ کالی جینز اور سفید ٹرٹل نیک پل اوور میں ملبوس وہاں آتی ہوئی دکھائی دی۔ بال ہمیشہ کی طرح کندھوں پر بکھرے تھے۔ اسے باہر کی جانب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود بھی راہداری کی جانب بڑھ گئی۔ راہداری کے اختتام پر بنے کیبنٹ سے اس نے بوبل ہیٹ نکال کر پہنی اور مڈروم سے کوٹ لیتے ہوئے وہ دروازے کے پاس گئی۔لانگ شوز اور کوٹ پہن کر جونہی اس نے باہر قدم رکھا برف سے بھرے پورچ نے اسے خوش آمدید کہا۔سورج نکلا ہوا تھا مگر اس کی شعاؤں میں حدت مفقود تھی تبھی برف پگھلی نہیں تھی۔ سردی سے بچنے کے لیے ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں گھساتے ہوئے گیٹ کی جانب بڑھی جہاں کیب کھڑی تھی جسے کچھ دیر پہلے الہان نے بلوایا تھا۔ان دونوں کے بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ ہوئی.

"میں نے تو سنا تھا کہ ناروے میں آدھا سال سورج دیکھنے کو نہیں ملتا مگر یہاں تو سورج آب وتاب سے چمک رہا ہے۔"راستے کے دوران الہان کے تبصرہ کیا۔

"سورج واقعی چند مہینے دکھائی نہیں دیتا مگر صرف شمالی علاقوں میں۔اوسلو جنوب میں ہے سو یہاں سورج غائب توں ہیں ہوتا مگر دن چھوٹے ضرور ہو جاتے ہیں۔ عموماً

اوسلو میں سردی کے مہینوں میں سورج چھ سے آٹھ گھنٹوں بعد ہی غروب ہو جاتا ہے اسلیے مجھے موسم سرما کی نسبت گرمیاں یہاں گزارنا زیادہ پسند ہے کیونکہ گرمیوں بہت سی ایکٹوٹیز ہوتی ہیں کرنے کے لیے۔" حجر نے جواب دیا۔

"سردیوں میں بھی آپ اسکیئنگ، سلیڈنگ یا آئس ہائیکنگ کر سکتی ہیں۔" الہان نے سردیوں کی چند ایکٹوٹیز کے نام لیے۔

"یہ سرگرمیاں اچھی ہیں مگر بہار اور گرمیوں کی کیبن ٹرپ cabin trip کا متبادل نہیں۔۔۔ ناروے میں سب سے اچھی ایکٹوٹی مجھے کیبن ٹرپ ہی لگتی ہے۔ یہاں کا رواج ہے کہ لوگ جنگل میں کسی بھی قریبی جھیل یا فیورڈ کے کنارے ایک کیبن رینٹ پر لیتے ہیں اور پھر وہاں غار والے لوگوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نارویجین لوگوں کو caveman کی طرح زندگی بسر کرنا بہت پسند ہے۔ میں ناروے کی نہیں ہوں مگر اس کے باوجود بھی مجھے caveman لائف سٹائل بہت پسند ہے۔" وہ جذب کی کیفیت میں بولی۔ اس سے پہلے الہان جواب میں کچھ کہتا اکر بریگ رہائشی علاقے میں گاڑی رکی۔ وہ دونوں گاڑی سے باہر نکلے تو حجر ایک خوبصورت کے گھر کی جانب قدم بڑھانے لگی۔ الہان نے بھی اس کی تقلید کی۔ ایرک

New Era Magazine

پائپر کے نام کی نیم پلیٹ کو حجر نے چمکتی آنکھوں سے دیکھا پھر دروازے کا کوڈ ڈائل کرنے لگی۔

"اس وقت مور کچن میں ہونگی اور فار یقیناً فرم جانے کے لیے تیار ہو رہے ہونگے۔" آہستگی سے دروازہ کھولتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں بولی۔ الہان اس کا پرجوش انداز دیکھ کر طمانیت محسوس کر رہا تھا۔ گھر میں قدم رکھتے ہی حجر نے مڈروم میں کوٹ اور جوتے اتارے تو الہان نے بھی اسی کے انداز کو اپنایا۔ حجر نے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے دبے قدموں سے کچن کی جانب بڑھی۔ سلیب کے پاس کھڑی مور تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے فار کا ناشتہ بنانے میں مگن تھیں جب وہ ان سے دو قدم پیچھے آ کھڑی ہوئی اور یکدم پرجوش انداز میں بولی

"ہالو مور!" اچانک سے تیز آواز سن کر مور نے دہل کر مڑ کر دیکھا۔ حجر نے انہیں اپنی آمد کے متعلق اطلاع نہیں دی اسلیے سن کے چہرے پر ظاہر ہونے والا پہلا بے یقینی کی کا تھا۔

"حجر! تم یہاں کیسے؟ تم تو پاکستان میں تھی نا؟" وہ لہجے میں حیرت سموئے بولیں اور ساتھ ہی اسے گلے لگا یا۔

"آپ سے ملنے آئی ہوں۔" وہ مسکراتے لہجے میں بولیں۔

"بہت اچھا کیا تم۔۔۔ خیر بتاؤ کیسی ہو؟ دیکھنے میں تو پہلے کی نسبت کمزور لگ رہی ہو۔۔۔اپنی خیال نہیں رکھتی ماتم؟ کتنی دفعہ کہا ہے میں کہ خیال رکھا کرو اپنا۔۔۔ مگر تم" وہ محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے ڈانٹ رہی تھیں جب حجر نے ان کی بات کاٹی

"میں بالکل ٹھیک ہوں مور" وہ ذرا زور دے کر بولی۔اس دوران ان دونوں میں سے کسی کا دھیان الہان کی جانب نہیں گیا تھا جو کچن کے دروازے میں کھڑا ماں بیٹی کا پیارا دیکھ رہا تھا۔

"اکیلی آئی ہو؟" مور کو اچانک خیال آیا۔ان کی بات سن کر حجر کا دھیان بھی الہان کا جانب گیا۔

"نہیں۔۔الہان بھی ساتھ آئے ہیں۔" انہیں جواب دے کر حجر نے الہان کی تلاش میں رخ موڑا جو پہلے ہی گفتگو کا رخ اپنی جانب مبذول ہوتا دیکھ آگے بڑھا تھا۔

"ہالو!" حجر کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے وہ پر تکلف مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس نے ماروبجین انداز میں ہی گریٹ کیا۔

"ہالو بیٹا! کیسے ہیں آپ؟" مور شریں لہجے میں بولیں ساتھ ہی تند نگاہوں سے حجر کو گھورا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟" اس نے اخلاقیات نبھائیں۔

"بالکل ٹھیک۔۔۔ آئیں باہر لاؤنج میں چلتے ہیں۔" وہ بولیں ساتھ انہیں باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

"حجر! تم نے مجھے الہان کے آنے کا پہلے کیوں نہیں بتایا؟ بچے کو دیکھو کتنی دیر تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے کھڑا ہونا پڑا ہے۔ پہلی مرتبہ گھر آیا ہے وہ اور تم خاطر مدارت کرنے کی بجائے میرے ساتھ باتوں میں لگ گئی۔۔۔ کم از کم تم بتا تو دیتی مجھے۔" کچن سے نکلتے ہوئے الہان کی موجودگی کا خیال کیے بغیر انہوں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"مور! آپ نے بتانے کا موقع نہیں دیا۔" مور کی ڈانٹ سے اسے کچھ کچھ خاص فرق نہیں پڑتا تھا کیوں کہ وہ یہ ڈانٹ سننے کہ عادی تھی البتہ الہان کے سامنے ڈانٹ پڑنے پر جزبز ہوئی تھی تبھی اس نے فوراً موضوع بدلا

"فار کہاں ہیں؟" وہ فار کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتے ہوئے بولی۔

"آفس کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ تم رُکو میں بلاتی ہوں۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنی نشست سے اٹھتی فار کمرے سے نکل کی لاؤنج کی جانب بڑھتے ہوئے دکھائی دیے

"کوئی آیا ہے الیکزینڈرا؟" وہ باتوں کی آوازیں سن چکے تھے تبھی بولے پھر حجر پر نگاہ پڑتے ہی مسکرائے

"اچھا۔۔۔تو میری بیٹی آئی ہیں۔" وہ حجر کی جانب بڑھے جو انہیں دیکھ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس کے سر پر ہاتھ رکھنے کے بعد وہ الہان سے بغلگیر ہوئے۔وہ اب وہیں لاؤنج میں بیٹھے ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کررہے تھے جبکہ مورا اٹھ کر کچن میں آ گئیں۔فارالہان سے اس کے بزنس کے متعلق بات چیت کرنے لگے تو حجر مور کی مدد کرنے کے خیال سے کچن میں آگئی۔وہ حسب معمول شلف پر بیٹھی تھی تبھی مورنے گھورا پھر کچھ توقف کے بعد پر سوچ انداز میں بولیں

"الہان ناشتے میں کیا شوق سے کھاتا ہے؟" وہ الہان کے پسند کے مطابق ناشتہ بنانا چاہتی تھیں تبھی پوچھ بیٹھیں۔

"۔۔۔سب کچھ ہی کھا لیتے ہیں۔" اسے الہان کی پسند ناپسند نہیں معلوم تھی تبھی جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔

"تمہیں اس کی پسند ناپسند نہیں معلوم؟" گردن ترچھی کر کے مورنے خفگی بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ کبھی اس موضوع پر بات نہیں ہوئی ہماری۔۔۔ خیر آپ ناشتہ نہ بنائیں ہمارے لیے۔ ہم ناشتہ کر کے آئے ہیں۔" اس نے ڈانٹ سے بچنے کی خاطر فوراً موضوع بدلا۔اس کی بات سن کر مورنے تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اچانک ناروے آنے کا پلین کیسے بن گیا تمہارا؟" کچھ توقف کے بعد وہ بولیں۔ حجر نے جواب میں انہیں الہان کے آفس میں ہونے والے مسئلے سے کر شادی کی ڈیٹ فکس ہونے تک کی ساری بات مختصراً بتائی۔

"روٹین لائف پر کب واپس جا رہے ہیں آپ؟" وہ چاروں شام کے وقت خوش گپیوں میں مصروف تھے فار الہان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے۔

"بس ایک دفعہ یہ شادی کا سلسلہ ختم ہو جائے پھر ہی زندگی معمول پر آئے گی۔" الہان نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"فار! دراصل ہم لوگ شادی کی باقی رسومات کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ مگر سمجھ نہیں پا رہے کہ شادی کون سے ملک رکھیں۔ آپ لوگ ناروے میں ہیں، احتشام چچا اور بابا پاکستان میں ہیں اور الہان کے دوست دبئی میں۔۔۔ الہان کا تو کہنا ہے کہ دبئی میں رکھتے ہیں شادی آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں؟" حجر رسانیت سے بولی تو الہان

نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔venue تو وہ لوگ دبئی میں رکھ چکے تھے مگر اس کے باوجود حجر کا فار سے مشورہ لینے کی منطق الہان سمجھ نہ پایا۔

"چونکہ رہائش آپ نے شادی کے بعد دبئی مین اختیار کرنی ہے اس لیے اصولاً شادی بھی وہاں ہی ہونی چاہیے تا کہ سب کو شادی کی خبر ہو جائے۔" فار نے رائے دی۔

"ٹھیک ہے پھر دبئی ہی سہی رہے گا۔" حجر الہان کے جانب دیکھتے ہوئے بولی جس کے چہرے پر الجھن پھیلی تھی۔

"فار! شادی کی تاریخ بھی بتا دیں۔فرم کے معاملات کا حساب دیکھ لیں پھر بتائیں کہ آپ کب فارغ ہونگے۔ہم آپ کی بتائی گئی ڈیٹ رکھ لیں گے تا کہ آپ لوگ آسانی سے آجائیں۔" اس نے تاریخ رکھنے کا اختیار بھی فار کو دیا تو الہان کہ حیرت حد سے سوا ہوئی کیونکہ ایک ہفتہ بعد کہ تاریخ بھی وہ لوگ رکھ چکے تھے۔

"ڈیٹ آپ لوگ کوئی سی بھی رکھ لیں۔فرم کے معاملات آپ کی شادی سے اہم نہیں ہیں سو بے فکر آپ جو بھی تاریخ رکھیں گے ہم آجائیں گے۔" فار بولے تو حجر کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔وہ جانتی تھی وہ جس دن کہے گی وہ لوگ سارے اہم کام پس پشت ڈال کر آجائیں گے مگر اس کے باجود اس نے ان سے پہلے پوچھا تھا نہیں یہ احساس دلانے کے لیے ان کی رائے کی اہمیت اس کی زندگی میں برقرار ہے۔بے

New Era Magazine

شک اسے اپنا باپ، ملک اور خاندان واپس مل گیا تھا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مور اور فار کو فراموش کر گئی تھی۔ان کی محبت اور ان کی حیثیت ابھی بھی وہی تھی جو پہلے تھی۔فار کے منہ سے نکلے الفاظ سن کر الہان کو بھی حجر کے فعل کی منطق سمجھ آ گئی۔ حجر کا رشتوں کی نزاکت کو سمجھنا اور دوسروں کو مان دینے کا انداز اسے بہت اچھا لگا تھا۔

"ٹھیک ہے فار۔۔۔پھر اگلے ہفتے کی تاریخ سوچی ہے ہم نے اور آپ لوگ کوشش کیجیئے گا کہ جلدی آ جائیں۔"اس نے تاکید کی تو مور اور فار نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

اکر برگ رہائشی علاقے کے لیٹر ریسٹورنٹ کی دوسری منزل پر ایک میز کے گرد حجر اپنے سارے دوستوں کے بیچ براجماں تھی۔الہان بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ حجر نے ان سب کو شادی پر انوائٹ کرنے کے لیے بلایا تھا اور سوائے سائمن کے اس کے سبھی باآسانی آ گئے تھے کیونکہ آج ناروے میں نیو یئر کی چھٹی تھی۔وہ سب باتوں میں مشغول تھے جب اچانک سے مارکس کو حجر کے پاکستان جانے کا خیال ہے تبھی اس نے پوچھا۔

"حجر! کیسا رہا تمہارا پاکستان کا ٹرپ؟"

"وہ ٹرپ پر نہیں۔۔۔ایک کیس کے سلسلے میں گئی تھی۔"نورہ نے اس کی تصحیح کرنا ضروری سمجھا۔اس کی بات سن کر مارکس نے تیز نگاہوں اسے گھورا مگر اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا حجر بولی

"اچھا رہا پاکستان کا ٹرپ۔۔۔اور پاکستان سے یاد آیا کہ مجھے وہاں سارہ ملی تھی۔"وہ ایک دم پر جوش ہوتے ہوئے بولی۔

"کون سارہ؟"جولیا تعجب سے بولی۔

"وہی محب وطن پاکستانی۔۔۔جس سے حجر کا ایک دفعہ مقابلہ ہوا تھا۔"فلپ کے ذہن میں سارہ کی شبیہ آئی تو وہ فوراً بولا۔اس کے کہنے کی دیر تھی کہ سب کی معنی خیز نگاہوں کا رخ اس کی جانب ہوا۔

"کبھی کبھی چند لوگ یاد رہ ہی جاتے ہیں بندے کو"وہ ذرا خفیف ہوتے ہوئے بولا۔

"تمہیں تو ویسے بھی کلاس کی ساری لڑکیوں کے نام کے ساتھ ساتھ ان کے ہوم ایڈریس بھی یاد ہوتے ہیں۔"جینی جل کر بولی پھر حجر کی جانب متوجہ ہوئی

"تم بتاؤ کہاں ملی سارہ؟"

"کیس کے دوران دکھائی دی تھی مجھے۔بعد ازاں میں اس کے اپارٹمنٹ ملنے گئی تھی۔ ہائی سکول ختم ہونے کے بعد اس کی فیملی اوسلو سے ٹرامسو شفٹ ہو گئی تھی۔وہیں سے

اس نے اپنی تعلیم حاصل کی ہے اور اب وہ پاکستان میں جاب کرتی ہے کیونکہ اس کا ماننا ہے کہ پاکستان نے اسے پہچان دی ہے سو وہ اس سرزمین کی قرض دار ہے اور یہ قرض وہ اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر کے ادا کر سکتی ہے۔" حجر سارہ کی سوچ بتائی تو سب کی آنکھوں میں ستائش کے رنگ ابھرے۔

"سارہ کی سوچ شروع سے ہی مختلف ہے۔" نورہ نے تبصرہ کیا۔

"ایسی سوچ کے حامل کم ہی لوگ دکھائی دیتے ہیں ورنہ آج کے دور میں تو ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے ملک کی یونیورسٹیوں سے پڑھ لکھ جائے پھر ملک کی ترقی کے لیے کام کرنے کی بجائے کسی بیرون ملک سیٹل ہو جائے۔ یہ لوگ اپنے ملک کے وسائل استعمال کر کے دوسرے ملک کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔۔۔ان کی ترقی کے لیے کام کرتے ہیں اور۔۔۔دیکھا جائے تو ہم سب کہیں نہ کہیں اس فعل کے مرتکب ہیں۔ ہم سب اپنے ملک کا قرض ادا کرنے میں کہیں نا کہیں لاپرواہی سے کام لے رہیں ہیں سو ہمیں چاہیے کہ خود کو سدھاریں اور جتنا ہو سکے اپنے ملک کی بہتری کی کوشش کریں۔" حجر تاکیدی انداز میں بولی اور ساتھ ہی اس نے دل میں پکا ارادہ کیا کہ مستقبل میں الہان کو پاکستان شفٹ ہونے پر راضی کرے گی کیونکہ اس کے دل میں بھی اپنے ملک کا قرض ادا کرنے کی تمنا تھی۔ ولیم سے باتوں میں مصروف الہان پر ایک نگاہ

ڈالنے کے کے بعد وہ خود مارکس اور نورہ کی جانب متوجہ ہوئی جو پھر کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔

اسلام آباد کے سنٹرل جیل میں اس وقت خاموشی کا راج تھا۔اس خاموشی میں جیل کے تنگ وتاریک گوشے میں دو مجرم سرگوشیانہ کے انداز میں آپس میں بات کر رہے تھے۔ان دو میں سے ایک مجرم عتبہ کمال تھا جبکہ دوسرا بھی قتل کیس کا ہی مجرم تھا اور وہ دونوں اس وقت ایک خاص منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا وقت متعین کر رہے تھے۔کچھ دیر بحث ومباحثہ کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچے تو دوسرا مجرم اٹھ کر اپنے بستر کی جانب بڑھ گیا جبکہ عتبہ کمال وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔ادھر اُدھر کی باتیں سوچتے یکدم غیر دانستگی میں اس کی نگاہ اپنے دائیں ہاتھ کی کلائی پر بنے باز کے نشان پر پڑی تو ماضی کا ایک منظر اس کے ذہن میں آیا۔

"کیا کر رہے ہو عہزب؟"عقب سے آتی اپنی ماں کی آواز سن کر وہ نوجوان یکدم حیران ہوا کیونکہ اس کی ماں کو اسے مخاطب کرنے کی کم ہی فرصت ملتی تھی۔

"کیا کر رہے ہو پنجرے کے پاس کے بیٹھے؟" صحن میں رکھی چارپائی پر بیٹھا نو عمر عتبہ اپنے بڑے بھائی عمزب اور ماں کی باتیں سن رہا تھا۔ عمزب اب ہاتھوں میں مقید مری ہوئی گلہری اپنی پشت پر چھپاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کچھ نہیں" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ اس کی ماں اسے پشت پر کچھ چھپاتا دیکھ چکی تھیں تبھی سختی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے بولیں

"عمزب! کیا چھپا رہے ہو؟ ہاتھ آگے کرو اپنے؟" ماں کی بات پر بادل بخواستہ اس نے وہ مری ہوئی گلہری ماں کے سامنے کی جسے دیکھ کر ان کے چہرے پر اشتعال بھرے تاثرات ابھرے۔

"کتنی دفعہ منع کیا ہے تمہیں کہ ہر روز جانور مار کر گھر نہ لایا کرو۔۔۔ کیوں کرتے ہو تم یہ سب؟"

"جانتی تو ہیں آپ۔۔۔ باز کے لیے لاتا ہوں میں یہ جانور۔۔۔ اسے زندہ رکھنے کے لیے خوراک تو فراہم کرنی ہی پڑے گی نا۔" وہ اب دوبارہ چھوٹے سے پنجرے کے قریب بیٹھ گیا جس میں ایک باز کو قید کیا گیا تھا۔ پنجرے کا دروازہ کھول کر اسنے جو نہی ہاتھ میں مقید گلہری اندر کی باز اس پر جھپٹ پڑا۔

"تم اس پرندے کو آزاد کیوں نہیں کر دیتے؟ کیوں ہر روز اس کی خوراک پوری کرنے کے لیے خوار ہوتے رہتے ہو؟" اس کی ماں نے بیزاری سے سوال کیا۔

"مجھے یہ پرندہ پسند ہے اور آپ جانتی ہیں جو چیز مجھے پسند آ جاتی ہے میں اسے قید کر لیتا ہوں۔" اس کی نظریں گلہری کو نوچتے باز پر جمی تھیں۔

"تمہاری قید میں یہ مر جائے گا۔" انہوں نے اسے سمجھانا چاہا۔

"اماں! باز قید میں زیادہ لمبی عمر گزارتے ہیں۔ انہیں قید پسند ہے سو بے فکر رہیں یہ قید کی گھٹن سے کبھی نہیں مرے گا۔" باز کی زردی مائل آنکھوں پر نگاہ جمائے وہ پر یقین انداز میں بولا پھر مزید گویا ہوا

"جانتی ہیں اماں اس کی بینائی انسانوں سے آٹھ گناہ زیادہ ہے۔ یہ دور سے ہی اپنے شکار کو پہچان لیتا ہے اور اس کی یہ خاصیت ہی مجھے سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے۔" اس کی بات سن کر بے بسی سے اس کی ماں نے اس کی پشت کو دیکھا۔ وہ محسوس کر چکی تھیں کہ ان کا بیٹا عام بچوں سے مختلف تھا۔ اس کا تنہائی پسند، بے رحم اور سرد انداز اکثر اوقات انہیں اندر تک ہولا کر رکھ دیتا تھا۔

"دیکھو عمزب۔۔۔ تم اپنی ان عجیب حرکتیں ترک کر دو ورنہ میں تمہارے ابا کو شکایت لگاؤں کی تمہاری۔" جب کوئی اور راہ سمجھ نہ آئی تو انہوں نے اسے اسکے باپ کو

بتانے کی دھمکی دی جس کا عمزب پر کچھ خاص اثر نہ ہوا تھا۔ عمزب کی حرکتیں سدھرنے کی بجائے مزید بگڑنے لگیں۔ ہر من پسند چیز کو دسترس میں لانا اس کا معمول تھا۔ ماں کو بیمار دادی کو سنبھالنے سے جب فرصت ملتی وہ اسے ٹوک دیتیں مگر اس کے باپ کی سخت مزاجی کے باعث کبھی اسے عمزب کی حرکتوں کے متعلق نہ بتایا یہی وجہ تھی کہ عمزب کے حوصلے دن بہ دن مزید بڑھ رہے تھے۔ عمزب اور عتبہ کی عمروں میں فرق زیادہ تھا اس لیے ان دونوں میں عام بھائیوں جیسا کوئی ہنسی مذاق نہیں تھا تاہم عتبہ اپنی مرضی کے مالک اپنے بڑے بھائی سے متاثر ضرور تھا۔ اسے اپنے بھائی کی ہر عادت اچھی لگتی تھی۔ ماں باپ کے وصال کے وقت عتبہ نوعمر تھا تاہم عمزب جوان تھا تبھی اس نے گھر کے سربراہ کی ذمہ داری سنبھالی۔ جہازران ہونے کے باعث عمزب کا دبئی آنا جانا زیادہ تھا۔ وہ زیادہ تجارت بھی دبئی کی بندرگاہ سے ہی کرتا تھا تبھی وہ عتبہ کو بھی اپنے ساتھ دبئی لے گیا اور اسے وہاں لاوارثوں کی مانند ایک گھر میں چھوڑ دیا۔ اپنے پیشے کے باعث وہ کئی دن گھر نہیں آتا تھا مگر اس سب کے باوجود بھی عتبہ کو اپنا بھائی عزیز تھا۔ جب عمزب نے لوگوں کو اغواہ کرنا شروع تو اس نے باز کے نشان کو اپنے وکٹمز کی پہچان بنایا اور عمزب کا بدلہ لینے کے لیے جب عتبہ اس سب میں شامل ہوا تو اس نے بھی اپنے بھائی کی تقلید کی۔ وہیں جنوری کی یخ بستہ رات میں جیل کی دیوار

کے ساتھ بیٹھا عتبہ اپنے دوسرے ساتھی کی آواز پر ماضی سے حال میں واپس آیا۔اس کا ساتھی اس سے محتاط ہونے کا کہہ رہا تھا کیونکہ کچھ دیر میں جیلر راؤنڈ پر آنے والا تھا اور اس جیلر کو مار کر انہیں فرار ہونا تھا۔

وہ اسلام آباد کی ایک خوبصورت صبح تھی جب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل لان چیئرز پر بیٹھے سورج کی سنہری روشنی کی حدت جذب کر رہے تھے۔الہان لیپ ٹاپ پر کوئی کام کرنے میں مصروف تھا جبکہ حجر کسی گہری سوچ میں گم تھی۔کل شام وہ ناروے سے واپس آئے تھے اور آج انہیں اسلام آباد سے ساری چیزیں پیک کرنی تھی تاکہ وہ کل باآسانی دبئی جا سکیں۔احتشام چچا اور ہارون کو الہان شادی کے انتظامات کرنے کی غرض سے پہلے ہی دبئی روانہ کر چکا تھا سو اس وقت علوی ہاؤس مکمل طور پر خاموشی میں ڈوبا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہیں؟"اس کی خاموشی محسوس کر کے الہان نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو غیر معینہ نقطے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔اس کی بات سن کر حجر نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔نظروں کی اس تصادم پر الہان کی آنکھوں میں کچھ حیرت در آئی۔دھوپ کی تمازت کے باعث اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا مگر الہان کی توجہ کا مرکز اس

کی آنکھیں تھی۔اس لگا کہ وہ منظر اس کی نظر کا دھوکا ہے تبھی اس نے سر جھٹکا پھر دوبارہ سر اٹھا کر آنکھوں کی پتلیاں سکیڑتے ہوئے حجر کی آنکھوں میں دیکھا۔منظر میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" حجر اس کا ارتکا محسوس کر چکی تھی تبھی بولی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اس لب سر جھکاتے ہوئے مسکراہٹ ضبط کی۔اس کا انداز یوں تھا جیسے وہ حجر کا کوئی راز جان گیا ہو۔

"بتائیں۔۔۔کیا ہوا ہے؟" وہ ذرا متجسس ہوئی تھی تبھی بات پر زور دیتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر الہان نے سر اٹھا کر ایک کر بار پھر اس کی جانب دیکھا پھر بولا تو لہجہ مسکراتا ہوا تھا

"آپ جب میری جانب دیکھتی ہیں تو آپ کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں اور میں نے کہیں پڑھا تھا

"When you look at someone you love, your pupils dilate"

(جب آپ کسی ایسے شخص کی جانب دیکھتے ہیں جس سے آپ کو محبت ہو تو آنکھوں پتلیاں پھیل جاتی ہیں)"اس کی بات سن کر وہ جو بڑے اعتماد سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی لمحے میں جز بز ہوئی اور فوراً نظروں کا زاویہ بدلا۔

"میں نہیں مانتی اس بات کو۔"وہ جانتی تھی کہ وہ سہی کہہ رہا مگر پھر بھی اس نے خجالت مٹانے کی غرض سے تردید کی۔

"یہ بات حقیقت ہے۔"الہان نے اس کی تردید رد کی۔

"اچھا؟۔۔۔آنکھوں کی پتلیاں تو تب بھی پھیل جاتی ہیں جب ہم کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہیں جس سے ہمیں نفرت ہو یا پھر کسی ایسی چیز کو دیکھیں جس سے ہم خوفزدہ ہوں۔"اس نے جواز پیش کیا۔

"یہاں نہ کوئی ایسا شخص موجود ہے جس سے آپ کو نفرت ہے اور نہ کوئی خوف زدہ کرنے والی چیز ہے سو پتلیاں پھیلنے کی یہ دو وجوہات ہو نہیں سکتیں۔ہاں مگر ایسا ضرور ہو سکتا ہے کہ آپ کو مجھ سے محبت۔۔۔"اس سے پہلے کے اس کی بات ختم ہوتی حجر بول اٹھی

"دھوپ کی وجہ سے پیوپل پھیل رہے ہونگے۔" نظریں ملانے گریز کرتے ہوئے اس لیے ایک اور جواز پیش کیا۔

"روشنی میں پتلیاں سکڑنے کا تو سنا تھا مگر پھیلنے کا پہلی دفعہ سنا ہے۔۔" وہ لہجے میں مصنوعی حیرت لاتے ہوئے بولا۔ وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا اسلیے حجر سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

"اور کوئی جواز ہے تو وہ بھی پیش کر دیں۔" کچھ توقف کے بعد الہان دوبارہ بولا۔

"میری آنکھیں کالی ہیں اور چونکہ پیوپل بھی سیاہ ہوتے ہیں اسلیے ان کا پھیلنا یا سکڑنا آپ محسوس نہیں کر سکتے۔" وہ اتنی جلدی ماننے والوں میں سے کہاں تھی تبھی اس نے پھر کوشش کی۔

"دنیا میں کسی کی آنکھیں سیاہ نہیں ہیں۔۔۔ درحقیقت کالے رنگ کی آنکھیں ہوتی ہی نہیں۔۔۔ زیادہ میلانن ہونے کی وجہ سے آنکھوں کا رنگ گہرا ابھورا ہو جاتا ہے جو بظاہر کالا لگتا ہے مگر اگر تیز روشنی میں دیکھا جائے تو سیاہ پتلیوں میں اور ڈراک براؤن ایرس میں فرق واضح محسوس ہو جاتا ہے۔۔۔۔ جیسے ابھی سورج کی روشنی میں مجھے محسوس ہو گیا۔" الہان نے اس کی دلیل رد کی تو وہ لاجواب ہوئی۔

"کسی نے سہی کہا ہے آنکھیں دل کی کھڑکیاں ہوتی ہیں۔۔۔۔ جب آپ کی آنکھیں سب بتا چکی ہیں تو اب آپ حقیقت سے نظریں کیوں چڑا رہی ہیں؟۔۔ کیوں نہیں اپنی محبت کا اقرار کر لیتی آپ؟" وہ سنجیدگی سے بولا۔ اس سے پہلے کہ حجر کوئی جواب دیتی

الہان کا فون بج اٹھا۔اس کال کی جانب متوجہ ہوتے دیکھ کر حجر نے دل میں شکر ادا کیا۔
فون پر آفیسر رضا حمید کا نمبر جگمگاتا دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی۔لائن کے دوسری
جانب سے جو بات کہی گئی تھی اسے سن کر الہان کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔اس
کے چہرے پر پریشانی چھائی دیکھ کر حجر بھی متوجہ ہوئی۔

"کیا ہوا ہے ؟"اسے فون بند کرتے دیکھ کر حجر بولی۔

"عتبہ کمال جیل سے فرار ہو گیا ہے۔"وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔

"وہ اتنی آسانی سے کیسے جیل توڑ کر بھاگ سکتا ہے ؟"وہ بے یقینی سے بولی۔

"وہی پرانا طریقہ استعمال کیا ہے اس نے۔۔۔جیل کے ساتھی کے ساتھ مل کر رات
کے دوسرے پہر ڈیوٹی پر موجود آفیسر کو بہانے سے بلایا پھر اسے مار کر وہ دونوں خود
فرار ہو گئے۔پولیس نے جیل کے گردونواح مین اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے مگر
بے سود"وہ تاسف سے بولا۔

"اب تک تو وہ بہت دور جا چکا ہو گا۔"حجر فون سکرین پر دس کے ہندسے کو چھوتی
سوئیاں دیکھتے ہوئے بولی۔

"جیل سے بھاگ کر وہ بھلا جا کہاں سکتا ہے ؟"الہان خود کلامی کے انداز میں بولا۔پھر
یکدم اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔

"گوادر" حجر کے ذہن میں بھی اس کا سوال سن کر گوادر ہی آیا تھا تبھی وہ دونوں ایک ساتھ بولے۔

"گوادر چھوٹا شہر نہیں ہے اسلیے اسے وہاں تلاش کرنا ہر گز آسان نہیں ہو گا۔" الہان نے اسے آگاہ کرنا چاہا۔

"ہمیں اسے تلاش کرنے کی ضرورت ں میں پڑے گی۔ وہ خود چل کر ہمارے پاس آئے گا۔" وہ اب پر سکون تھی کیونکہ عتبہ کمال تک پہنچنے کی راہ متعین کر چکی تھی۔

"کیا کرنے والی ہیں آپ؟" الہان نے الجھ کر پوچھا مگر اسے جواب دینے کی بجائے وہ اب فون پر کوئی نمبر ملا رہی تھی۔

"آفیسر ہاجرہ! جس گمنام اکاؤنٹ سے میری ویڈیو میل کی گئی تھی اس اکاؤنٹ پر ایک پیغام بھیجیں کہ اگر عمزب کمال کے قاتل سے ملنا چاہتے ہو تو آج شام گوادر کے ساحل پر پہنچ جانا۔" خیر مقدمی جملوں کے تبادلے کے بعد وہ بولی۔ اس کا اشارہ اس اکاؤنٹ کی جانب تھا جس سے عتبہ کمال نے اس کی ویڈیو کرائم برانچ بیورو کو میل کی تھی۔

"ٹھیک ہے میم" کہتے ساتھ ہی ہاجرہ نے کال بند کی۔اس نے ریزائن کر دیا تھا مگر چونکہ یہ کیس اس نے سوپر وائز کیا تھا اس لیے کوئی مسئلہ ہونے کی صورت وہ اب کیس کے متعلق کوئی فیصلہ کے سکتی تھی۔

"عمزب کمال کے قاتل کے لیے عتبہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر وہاں آجائے گا؟" الہان نے بھنوئیں اچکا کر پوچھا۔

"عمزب کے قاتل سے بدلہ لینے کی دھن اس کے سر پر سوار ہے۔وہ بدلے کی آگ میں جل رہا ہے اور اسی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر وہ ساحل پر آئے گا۔" وہ پر یقین انداز میں بولی۔

"عمزب کمال کا قاتل کہاں سے لائیں گی آپ؟ہارون چچا تو یہاں ہیں نہیں۔۔۔اگر آپ یہ سوچ رہی ہیں کہ کسی بھی انجان شخص کو عمزب کے قاتل کے طور پر پیش کر کے عتبہ کو بے وقوف بنالیں گی تو یہ سراسر غلط فہمی ہے آپ کی۔۔۔وہ اتنی آسانی سے بے وقوف بننے والوں میں سے نہیں ہے۔" الہان نے اسے معاملے کی سنگینی کا احساس دلانا چاہا۔

"وہ عمزب کے قاتل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس بات کہ اس شخص کو لوگ 'ایچ' کہہ کر پکارتے ہیں۔اس صورت حال میں اگر ہم کسی تھرڈ پرسن کو عمزب

کا قاتل بنا کر پیش کر بھی دیں تو یقین کرنے کے سوا عتبہ کے پاس اور کوئی آپشن نہیں ہو گا۔"وہ ابھی بھی پر اعتماد تھی۔

"اچھا۔۔۔وہ جو تھرڈ پرسن ہو گا اس کی جان کا کیا؟ عتبہ کے عمزب کے قاتل سے بدلہ لینے کے جنون سے آپ واقف ہیں اگر اس نے اس شخص کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو؟"وہ ابھی بھی منصوبے سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔تھرڈ پرسن کو مکمل سکیورٹی فراہم کی جائے گی۔"اس نے یقین دہانی کروائی تو الہان بادل نخواستہ خاموش ہو گیا۔

کرائم برانچ کی ٹیم کے ہمراہ وہ سب اس وقت گوادر کے ساحل پر پہنچے تھے۔وہ ساحل کے اس حصے پر کھڑے تھے جہاں مٹی کے پہاڑ اور ریت کے ٹیلے تھے جن کے پیچھے اس کی ٹیم چھپ چکی تھی۔کرائم برانچ کے ہی ایک افیسر جس کی جسامت ہارون سے ملتی جلتی تھی اسے انہوں نے عمزب کے قاتل کے طور پر پیش کرنا تھا۔وہ آفیسر بھی بولٹ پروف جیکٹ پہنے وہیں ایک ٹیلے کی اوٹ میں چھپا کھڑا تھا۔ حجر اور الہان،آفیسر رضا حمید اور آفیسر سعد کی ہمراہی میں سمندر کے قریب چٹان کے پاس کھڑے عتبہ کمال کا انتظار کر رہے تھے۔سمندر کی لہروں کا شور اور ڈوبتے سورج کا منظر حجر کو مسحور

کر رہا تھا مگر یہ وقت حسین منظر کو دیکھنے کا ہر گز نہیں تھا تبھی اس نے سمندر کی لہروں سے نظریں ہٹائیں۔ ہوا کا شور بلند ہونے لگا تھا ساتھ ہی لہروں میں تیزی بھی آگئی تھی۔ سمندر سے اٹھتی بلند اور تیز لہروں کو زور و شور سے ساحل سے ٹکراتے دیکھ کر جانے کیوں خوف کی لہر حجر کے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔ کچھ لمحے پہلے جو مسحوریت سے سمندر کو دیکھ رہی اب نادانستگی میں الٹے قدموں سے چلتی سمندر سے بہت دور جا کھڑی ہوئی تھی۔ پہلے کبھی اسے پانی سے خوف نہیں آیا تھا مگر اس لمحے میں جانے ایسا تھا کیا جو اسے ڈرا گیا تھا۔ الہان نے اس کا پیچھا جانا محسوس کیا تھا تبھی رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ الٹے قدموں چلتی حجر سے ہوتی ہوئی جب اس کی نگاہ ساحل کی جانب بڑھتے عتبہ کمال پر پڑی تو وہ بے ساختہ بول اٹھا

"حجر!!!" اس کی آواز خاصی بلند تھی تبھی وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی مگر اس سے پہلے وہ واپس اس کی جانب آپاتی عتبہ کمال اس تک پہنچ چکا تھا۔ تیزی سے ان کی جانب بڑھتے الہان کے قدم عتبہ کمال کی آواز پر تھمے

"خبردار جو کسی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔" حجر کی کنپٹی پر گن رکھتے ہوئے اس نے تنبیہ کی۔

"چھوڑو اسے۔۔۔عتبہ کمال۔" الہان تڑپ کر بولا ساتھ ہی اس نے اپنی لائسنسڈ گن نکالی۔آفیسر رضا اور آفیسر سعد بھی چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"چھوڑ دوں گا مگر پہلے پہاڑ پر جو پولیس کی فوج چھپی بیٹھی ہے اسے روانہ کرو۔" وہ اب محتاط انداز میں سمندر کی جانب جا رہا تھا تا کہ پہاڑ پر چھپے پولیس والوں کو باآسانی وہاں سے جاتا دیکھ سکے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔جا رہے ہیں سب۔" آفیسر رضا بولے۔ساتھ ہی انہوں نے کان میں لگی بلوٹوتھ ڈیوائس کے ذریعے سب کو جانے کا حکم دیا۔اگلے چند لمحوں میں پہاڑ پر جو لوگ تھے سب وہاں سے روانہ ہو گئے۔

"تمہاری ڈیمانڈ پوری ہو گئی ہے اب حجر کو چھوڑ دو۔" الہان سخت لہجے میں بولا۔وہ قانون کو ہاتھ میں لینا نہیں چاہتا تھا اس لیے بڑی مشکل سے ضبط کر رہا تھا ورنہ اس کا بس چلتا تو کب کا عتبہ کمال پر گولی چلا چکا ہوتا۔

"میرے بھائی کا قاتل؟" اس نے اگلی ڈیمانڈ کی۔وہ اب سمندر سے چند قدم دور تھا اور یخ بستہ پانی کی تیز لہریں ان کے پاوں سے ٹکرا کر معدوم ہو رہی اگر وہ پیر سختی سے جمائے نہ کھڑے ہوتے تو یقیناً کوئی لہر انہیں بھی اپنے ساتھ بہا لے جاتی۔

عتبہ کی بات سننے کے بعد آفیسر سعد نے اس آفیسر کو بلایا جسے انہوں نے عہزب کے قاتل کے طور پر پیش کرنا تھا۔

"میں کیسے یقین کرلوں کہ یہی وہ شخص ہے جس نے میرے اخ کو قتل کیا تھا؟" وہ تنقیدی نگاہوں سے اس آفیسر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ ہے بتاؤ؟" یہ سوال کرنے والی حجر تھی۔

"مجھے اسی شخص نے تمہاری لوکیشن بھیجی تھی اور اپنے کہے پر عمل کرتے ہوئے میں اسے تمہارے سامنے لے آئی ہوں۔ میری بات پر یقین نہ کرنے کا آپشن موجود نہیں ہے تمہارے پاس کیونکہ تم خود عہزب کے قاتل کو نہیں جانتے۔" حجر مزید گویا ہوئی۔

"میں اپنے بھائی کے قاتل کو نہیں جانتا مگر اپنے بھائی کو تو جانتا ہوں۔۔۔" اس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ در آئی

"ابھی پتا چل جاتا ہے کہ تم میرے بھائی کے قاتل ہو یا نہیں۔۔۔ اور اگر تم قاتل نہ ہوئے تو جو گولی میں نے اپنے بھائی کے قاتل کو مارنی تھی وہ اس لڑکی کو لگے گی۔۔۔۔ بتاؤ میرے بھائی پر جب تم نے فائر کیا تھا تو انہیں گولی کہاں لگی تھی؟" عتبہ کمال کے سوال کرنے کی دیر تھی کہ یکدم باقی سب کے چہروں پر ہڑبڑاہٹ واضح ہوئی کیونکہ

وہاں کھڑے کسی شخص کو نہیں معلوم تھا کہ عہزب کو گولی کہاں لگی تھی سوائے عتبہ کمال اور الہان کے۔۔۔اس شخص کو جسے وہ قاتل بنا کر لائے تھے اسے تو بالکل بھی معلوم نہیں تھا۔ حجر کے چہرے پر بھی پریشانی چھائی تھی کیوں کہ صورت حال غیر متوقع تھی۔پہلے عتبہ کا اسے مہرہ بنا کر سب کو بلیک میل کرنا اور اب یہ سوال۔۔۔پلاننگ کا حصہ قطعاً نہیں تھے۔عتبہ کمال کی منتظر نگاہیں اس آفیسر پر جمی تھیں جو خود حیران و پریشان تھا۔

"...سر پر لگی تھی گولی" اس نے ذرا جھجھکتے ہوئے بتایا تو جہاں عتبہ کمال کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں وہیں الہان نے تاسف سے سر جھٹکا کیونکہ اس کا جواب غلط تھا۔

"تم نے مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کی؟۔۔۔اب بھگتو نتیجہ" وہ سفاک انداز میں حجر کی جانب دیکھتا ہوا بولا پھر ٹریگر پر انگلی رکھی۔لمحے کے ہزارویں حصے بعد گوادر کے ساحل پر گولی چلنے کی آواز گونجی اور حجر کے منہ پر بے اختیار خون کے چھینٹے گرے۔۔۔۔۔۔یخ بستہ پانی کی تیز لہر اس کے پاؤں سے ٹکراتے ہوئے معدوم ہو گئی۔

گولی عتبہ کمال کی نہیں الہان کی بندوق سے چلی تھی اور سیدھا جا کر عتبہ کمال کے ہاتھ پر لگی تھی جس کے باعث بندوق اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر سمندر میں جا گری تھی۔

"آہ۔۔۔"بے اختیار عتبہ کے لبوں سے کراہ نکلی اور وہ دوسرے ہاتھ سے زخمی ہاتھ تھامتے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔یہیں اس نے زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی اور اس کا احساس اسے اس وقت ہوا جب قدم پیچھے رکھنے پر اسے زمین پیر کے نیچے سے کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس کے قدم اس ریلتی زمین پر ٹھہرنے کی بجائے زمین کی گہرائی میں اترتے جا رہے تھے کیونکہ وہاں دلدل تھا جس میں لمحے کے ہزارویں حصے بعد وہ کمر تک ڈوب چکا تھا۔صورت حال سمجھنے کے بعد اس نے دلدل سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی دو قدم فاصلے پر کھڑی حیرت و تعجب کی تصویر بنی حجر کو بھی کھینچنا چاہا مگر اس سے پہلے وہ ایسا کر پاتا الہان حجر کو بازو سے کھینچتے ہوئے عتبہ کمال کی پہنچ سے دور کر چکا تھا۔

"مجھے یہاں سے باہر نکالو"دلدل سے باہر نکلنے کی کوشش میں خود کو مزید ڈوبتا ہوا محسوس کر کے اس لیے فریاد کی۔

"بے فکر رہو۔۔۔تم اس دلدل میں ڈوب کر نہیں مرو گے کیونکہ تمہاری ڈینسٹی اس دلدلی مٹی سے کم ہے۔۔۔۔پر اگر کوئی سمندر کی تیز لہر تمہیں اپنے ساتھ بہا لے جائے تو یہ اور بات ہے۔"الہان نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے پھر اس کی جانب ہلکا سا جھکا

"تم لے پوچھا تھا نا کہ عمزب کو گولی کہاں لگی تھی۔۔۔ تو سنو اسے گولی شہ رگ پر لگی تھی تبھی موقع پر دم توڑ گیا تھا۔ جانتے ہو کس نے ماری تھی اسے گولی؟" اس نے سوال کیا پھر اس کی کم فہمی پر افسوس کرتے ہوئے بولا

"تمہیں بھلا کیسے معلوم ہو گا؟۔۔۔ تم تو وہاں تھے ہی نہیں۔ چلو کوئی نہیں میں بتا دیتا ہوں تمہیں کہ تمہارے بھائی پر گولی کس نے چلائی تھی۔۔۔ میں نے چلائی تھی اس پر گولی۔۔۔" وہ لمحے کے لیے رکا۔ اس کی آواز دھیمی ہرگز نہ تھی مگر لہروں کے شور کے باعث کچھ دور کھڑے آفیسر سعد اور آفیسر رضا تک اس کی آواز پہنچ نہیں پا رہی تھی تاہم ساتھ کھڑی حجر کو اس کی بات واضح سنائی دے رہی تھی۔

"جس لے مجھے آٹھ سال کی عمر میں گولی چلانا سکھائی تھی بارہ سال کی عمر میں سب سے پہلے میری گولی کا نشانہ وہی بنا" الہان کے چہرے پر اب تلخ مسکراہٹ چھائی تھی۔

"عمزب کے ساتھ جو ہوا وہ اسی کا حق دار تھا اور اب جو تمہارے ساتھ ہو گا تم بھی اس کے حق دار ہو۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ مڑا اور جالے لگا۔ حجر اور دونوں آفیسرز نے بھی اس کی تقلید کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ اسے یہاں سے بچا بھی لیں گے تو وہ سدھرنے کی بجائے اپنی پرانی روش اختیار کرے گا اور بدلے کی آڑ میں اور لوگوں کو نقصان پہنچائے گا۔۔۔ اسلیے اس کا یہی مر جانا بہتر تھا۔

"مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر مت جاؤ"لمحہ بہ لمحہ ان سب کے قدم خود دور جاتے دیکھ کر وہ بے اختیار بولا۔

"بے فکر رہو۔۔۔میں یہیں ہوں۔۔۔جب تک تمہارے مر جانے یقین نہیں ہو جائے گا میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔اور ہاں ایک بات اور۔۔۔میں دعا کروں گا کہ تمہیں زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑے اور جلد ہی کوئی لہر تمہاری موت کا پروانہ لے آئے۔"وہ چودھویں کے چاند پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے بولا کیونکہ چودھویں کے چاند کی کشش زیادہ ہونے کے باعث لہریں اس رات عام طور پر بلند اٹھتی ہیں۔

عتبہ کمال کی مزید کسی دہائی پر کان دھرے بغیر وہ اپنی گاڑیوں کے قریب آ گئے۔آفیسر سعد اور آفیسر رضا باقی ٹیم کے ساتھ اسلام آباد کی جانب روانہ ہو گئے تھے جبکہ الہان وہیں گاڑی کے بونڈ سے ٹیک لگائے کھڑا دور سے دلدل سے نکلنے کی کوشش میں بے حال ہوتے عتبہ کمال کو دیکھنے لگا۔ حجر بھی اس کے قریب ہی کھڑی تھی۔

"جو بات الجھا رہی ہو اسے پوچھ لینا بہتر ہوتا ہے۔"الہان اس کے چہرے پر پھیلی الجھن دیکھتا ہوا بولا تو حجر نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"جو آپ نے عتبہ کمال سے کہا وہ سچ تھا؟"وہ سنجیدگی سے بولی۔

"سو فیصد سچ تھا۔"وہ اب اس کے روبرو کھڑا تھا۔

New Era Magazine

"کیا یہ وہ آخری بات تھی جو آپ چھپا رہے تھے؟"

"ہمم"

"بابا نے تو کہا تھا کہ عمزب پر فائر انہوں نے کیا تھا۔" وہ شاید واقع کی تفصیل جاننا چاہ رہی تھی۔

"انہوں نے وہی کہا تھا جو وہ ہمیشہ کہتے آئے ہیں مگر ان کے کہنے سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی۔ حقیقت یہی ہے کہ جب عتبہ کمال ہمیں روکنے کے لیے ہم پر حملہ کرنے لگا تھا اس وقت ہارون چچا کے ہاتھ سے گن لے کر گولی میں نے چلائی تھی۔ ہارون چچا نے اس کے بعد فوراً گن مجھ سے لے لی تھی اور وعدہ بھی لیا تھا کہ میں کسی کو نہ بتاؤں کہ میں نے عمزب کو مارا ہے۔" الہان نے تفصیل بتائی۔

"کیا آپ کو اپنے فعل پر پچھتاوا ہے؟" کچھ توقف کے بعد حجر بولی۔

"عمزب کو مارنے پر مجھے کبھی پچھتاوا نہیں ہوا مگر۔۔۔ آنی نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں عمزب کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ اسے قتل نہ کروں مگر وہ وعدہ میں نبھا نہیں سکا۔ میں آنی کی بات کا مان نہیں رکھ پایا مجھے صرف اس بات کا پچھتاوا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں نے عمزب کو مارا تو وہ کبھی مجھے معاف نہیں کریں گی۔۔۔ ان سے معافی تو

New Era Magazine

دور کی بات میں ان سے کیا وعدہ نبھانہ پانے کے لیے خود کو کبھی معاف نہیں کر پایا۔"

وہ اس وقت حجر کو شکستہ دل دکھائی دیا تھا۔

"آپ نے عمزب کو سیلف ڈیفنس میں مارا تھا نا کہ اس سے بدلہ لینے کی غرض سے۔۔۔سو میرے خیال میں آپ کا قصور اتنا زیادہ نہیں ہے کہ معافی نہ مل سکے۔"

حجر نے اس کے ملال کو کم کرنا چاہا۔

"قصور تھا یا نہیں مگر عمزب کو مارنے پر آنی مجھے کبھی معاف نہیں کریں گی۔" وہ مایوسی کا شکار تھا۔

"مما آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتیں۔" وہ پر یقین تھی۔

"یہ آپ سے کس نے کہا؟"

"مما نے۔" اس کی بات سن کر الہان نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا تو وہ کچھ کہے بغیر گاڑی کی پسنجر سیٹ کی جانب گئی۔ کچھ لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں وہی ڈکشنری تھی۔ ڈکشنری کا آخری صفحہ کھول کر اس نے الہان کی نگاہوں کا سامنے کیا تو اس نے نظروں کا رخ موڑ لیا۔

"میں یہ پڑھنے کا حق کھو چکا ہوں بلکہ میں تو انہیں آنی کہنے کا حق بھی کھو چکا ہوں۔ انہوں نے میرے لیے اتنا کچھ برداشت کیا اور میں ان کی چھوٹی سی بات نہیں مان سکا۔"اس نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"یہ پڑھ لیں۔۔۔ہو سکتا ہے اس پیغام کو پڑھنے کے بعد آپ کا احساس جرم ختم ہو جائے۔"حجر نے وہ کتاب اس کی جانب بڑھائی جسے تھامنے کی کوشش الہان نے نہیں کی تھی۔اس کے بے لچک انداز کو ایک نظر دیکھنے کے بعد حجر خود وہ میسج بلند آواز میں پڑھنے لگی۔

"الہان! آپ کی آنی کبھی بھی آپ سے ناراض نہیں ہو سکتی. اگر زندگی کے کسی مقام پر آپ سے کوئی غلطی سرزرد ہو جاتی ہے اور اگر آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہے. آپ اپنے کیے پر شرمندہ ہیں تو اللہ سے توبہ کرنا۔ اگر سچے دل سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں. جب اللہ سے معافی مانگ لو تو خود کو سزا دینے کی بجائے خود کو معاف کر دینا. رہی بات میری تو... آپ میرے لیے اولاد کی طرح ہیں اور ماں باپ اولاد کی ہر خطا کو معاف کر دیتے ہیں. میں بھی آپ کی ہر خطا کو معاف کر دوں گی."

الہان نے ناچاہتے ہوئے بھی وہ میسج سنا تھا اور پورا سننے کے بعد اس نے بے یقینی سے اس کے ہاتھ سے کتاب کی اور خود پڑھنے لگا۔

New Era Magazine

"یہ میسج آنی نے عمزب کو نقصان نہ پہنچانے کا وعدہ لینے کے کچھ دیر بعد ہی لکھا تھا۔"
وہ چمکتی آنکھوں سے میسج کو دیکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولا۔
"اگر آپ اسے پہلے پڑھ لیتے تو شاید آپ کو علم ہو جاتا کہ معاف نہ کرنے والی بات مما نے آپ کو عمزب کو مارنے سے روکنے کے لیے کہی تھی۔ بعد میں جب انہیں احساس ہوا ہو گا کہ وہ شاید زیادہ سختی سے بول گئی ہیں تبھی انہوں نے یہ میسج لکھا۔ آپ نے ارادتاً عمزب کو قتل نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے لیے آپ کی آنی آپ سے ناراض ہیں سو آپ اب خود کو معاف کر دیں اور احساس جرم سے نکل آئیں۔۔۔۔ عمزب کمال اور عتبہ کمال ہمیشہ کے لیے ہماری زندگی سے نکل چکے ہیں۔۔۔ ایک روشن صبح ہمارے انتظار میں کھڑی ہے اس لیے زندگی کے اس باب کو ہمیں یہیں بند کر دینا چاہیے۔" وہ اب ساحل کے اس حصے کو دیکھ رہی تھی جہاں کچھ دیر پہلے عتبہ دلدل میں پھنسا مگر اب وہ حصہ سمندر کے لہر کی زد میں تھا اور جب وہ لہر معدوم ہوئی تو وہاں گیلی مٹی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ وہ لہر اسے اپنے ساتھ بہا لے گئی تھی ایک نامعلوم منزل کی جانب۔۔۔۔
الہان نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں اس سنسان گوشے کو ایک نظر دیکھا پھر نظریں دوبارہ حجر پر جما دیں۔

"شکریہ" حجر نے اس کے دل پر موجود آخری بوجھ بھی ہٹا دیا تھا اس لیے وہ اس کا احسان مند تھا۔اس کی بات کے جواب میں حجر نے مسکرانے پر اکتفا کیا تو الہان مزید گویا ہوا۔

“You are the one who made my life worth living so, I cherish you above anything else.”

الہان کے اس خوبصورت اظہار پر حجر کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔وہ مسکرائی پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اس کے اظہار کی منتظر تھیں۔

“I feel the same as you do.”

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی اور الہان کے لیے اس کا اتنا کہہ دینا ہی بہت تھا۔

یہ منظر دبئی کے مہنگے ترین رہائشی علاقے میں بنے ایک ولے کا تھا۔سفید رنگ وہ روگن سے مزین اس ولے کے ماسٹر بیڈروم میں جھانکو تو وہاں حجر دو سالہ زیدان علوی کو گود میں اٹھائے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی۔وہ غالباً اپنے بیٹے کو سلا رہی تھی اور اس خوبصوت بچے کی بند ہوتی آنکھیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ اپنی

کوشش میں بہت حد تک کامیاب رہی ہے۔سوئے بچے کو احتیاط سے لٹانے کے بعد وہ خود کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی مگر جونہی نظر دروازے کے دائیں جانب بنی دیوار پر لگی تصویروں پر پڑی اس کے قدم تھمے اور ساتھ چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری۔وہ اب دھیمی چال چلتی ہوئی اس دیوار کی جانب بڑھی۔اس دیوار پر لگی تصویریں ان کی چار سالہ میرڈ لائف کے اچھے دنوں کی یادگار تھیں۔اس لیے پہلی تصویر کی جانب ہاتھ بڑھایا جوان کے ولیمے کی تھی۔گرے میکسی میں ملبوس حجر اور پرنس کوٹ میں ملبوس الہان کے اطراف احتشام چچا اور ہارون کھڑے تھے تھے۔ حجر اور الہان کے بے حد اصرار کے باوجود بھی وہ لوگ ان کے ساتھ دبئی شفٹ نہیں ہوئے تھے تاہم وہ چند مہینوں بعد ان سے ملنے آجاتے تھے یا پھر وہ دونوں پاکستان جا کر مل آتے تھے۔

ولیمے کی تصویر کے بعد اس کی نظریں اگلی تصویر پر جمیں۔وہ تصویر شندور ٹاپ پر لی گئی تھی۔اپنے کہے کے مطابق الہان شادی کے چند مہینوں بعد اسے پاکستان دوبارہ لے کر گیا تھا اور اسے وہ جگہیں دکھائی تھیں جو وہ دیکھنا چاہتی تھی۔وہ ٹرپ حجر کی زندگی کی سب سے خوبصورت ٹرپ تھی۔اچانک تصویر میں پیشانی پر بکھرے بینگز اور کندھے تک آتے بالوں پر نگاہ پڑتے ہی حجر نے ایک گہری سانس لی پھر گردن ترچھی کی اور

پشت پر بکھرے بالوں کو دیکھا جو اب کمر تک آتے تھے۔ جس دن سے الہان نے اس کے بینگز کو ڈورا سے ملایا تھا اس دن اس نے بال دوبارہ لمبے کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس کے ارادے کی پختگی کا ثبوت آج کمر تک آتے اس کے بال تھے۔

حجر کا رخ اب شادی کی پہلی سالگرہ کی تصویر کی جانب تھا۔ بلیک ساری میں ملبوس حجر اور ساتھ کھڑا سوٹ میں ملبوس الہان۔۔۔ حجر کی نظروں میں ستائش ابھری پھر اچانک اس کی نگاہ تصویر میں الہان کے سوٹ پر نظر آتی چمکتی چیز پر پڑی۔۔۔ وہ اس کی دی ٹائی پن تھی جو الہان خاص موقعوں پر زیر استعمال لاتا تھا۔ ٹائی پن کے بعد بھی حجر وقتاً فوقتاً اسے کوئی نہ کوئی چیز گفٹ کرتی رہی تھی اور الہان کے گفٹ وہ واحد چیز تھی جن پر وہ اپنی سیلری خرچ کرتی تھی ورنہ الہان کی سختی سے کی گئی تاکید پر عمل کرتے ہوئے وہ ضرورت کی ہر شے اس کی دی گئی رقم سے خریدتی تھی۔

اگلی تصویر میں جو منظر تھا وہ حجر کو مکمل لگا تھا۔ وہ، الہان اور زیدان۔۔۔ اس تصویر کو دیکھتے ہوئے طمانیت کے بھرپور احساس نے اسے گھیرے میں لیا۔ یہ تصویر اس وقت کی تھی جب زیدان کے تین ماہ کے ہونے کے بعد وہ اسے مور اور فار سے ملوانے کے لیے ناروے لے کر گئے تھے۔ حجر کی میٹرنٹی لیو اس وقت ختم ہو چکی تھی سو نا چاہتے ہوئے بھی جاب کے باعث اس نے ناروے جانے سے انکار کر دیا تھا مگر الہان جانتا تھا

کہ وہ مور اور فار سے ملنا چاہتی ہے تبھی وہ اسے زبردستی لے گیا تھا۔الہان نے اسے یہی کہا تھا کہ اس نے لیو ایکسٹنڈ کروالی ہے مگر ناروے سے واپس آنے کے بعد اسے معلوم ہوا تھا کہ لیو ایکسٹنیڈ ہوئی ہی نہیں تھی۔زیادہ چھٹیاں کرنے کے سبب اسے جاب سے نکال دیا گیا تھا اور یہ خبر سن کر کسی اور نے نا سہی مگر الہان نے ضرور شکر سانس لیا تھا۔

اپنی اگلی جاب اس نے زیدان کے چھ ماہ ہونے کے بعد شروع کی تھی۔اس کی جاب بھی کچھ یوں تھی کہ ہر مجرم کے کیس کی فائل اس تک آنے سے پہلے الہان کے آفس جاتی تھی۔اگر الہان کو کیس اس کے لیے مناسب لگے تو ہی کیس لے سکتی تھی۔ایک دفعہ حجر نے الہان کو بتائے بغیر سیریل کلر کا ایک کیس لے لیا کیونکہ وہ جانتی تھی الہان وہ کیس لینے کی اجازت کبھی نہیں دے گا۔کیس پر تو کام اس نے شروع کر دیا تھا مگر جب الہان کو اس بارے میں خبر پہنچی تو اسکا ردعمل شدید تھا۔کہا اس لے پچھ نہیں تھا مگر خفگی کے اظہار کے طور پر ہمیشہ کی طرح لاتعلقی اور سرد مہری کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

نتیجتاً حجر نے کیس سے خود ہی ہاتھ ہٹا لیے تھے۔آئندہ کبھی وہ غلطی دہرائی نہیں تھی۔۔اور نہ الہان کو خفا کرنے کی کوئی حرکت تھی۔یہی وجہ تھی کہ گزرے چار سالوں میں الہان صرف تب ہی خفا ہوا تھا تاہم حجر کی چھوٹی موٹی نار ضگیاں چلتی رہتی تھیں۔

محبت بھری نگاہ فیملی فوٹو پر ڈالنے کے بعد اس نے ہاتھ اگلی تصویر کی جانب بڑھایا جو اس دن کی تھی جب الہان کو سال کی بیسٹ گیم کے لیے گیم ڈویلپر چوئس ایوارڈ ایوارڈ ملا تھا۔یہ ایوارڈ اسے دوسری گیم "Sea of thieves" کی بنیاد پر ملا تھا جو ہنٹر سے زیادہ مقبول ہوئی تھی مگر اس کے باوجود حجر کو ہنٹر زیادہ پسند تھی کیونکہ وہ گیم الہان سے جذباتی طور پر منسلک تھی اور الہان سے منسلک ہر چیز اس کے لیے اہم تھی۔اس زندگی کی ترجیحات اب بدل چکی تھی۔اب اس کے لیے اس کی فیملی اہم تھی۔۔۔الہان اور زیدان اہم تھے۔۔۔کریئر اب ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ اس نے جاب چھوڑ دی تھی۔۔۔وہ اب بھی ایک نامور کریمنل سائیکالوجسٹ تھی مگر کام کو لے کر وہ جتنی جنونی پہلے تھی اب اس میں وہ جنونیت مفقود تھی۔۔۔۔اب اس کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ جلد از جلد کام ختم کر کے گھر جائے تاکہ زیدان کے ساتھ زیادہ وقت گزار سکے۔کبھی کبھی وہ سوچتی تھی کہ جاب چھوڑ دے کچھ دیر کے لیے زیدان کی خاطر۔۔۔وہ ابھی بہت چھوٹا تھا اور اسے فریحہ (حجر کی آسانی کے لیے الہان نے فریحہ کو اس کی فیملی سمیت دبئی بلوایا تھا کیونکہ صرف وہی تھی جس پر حجر تھوڑا بہت اعتبار کر لیتی تھی۔) کے حوالے کر کے جانا اسے اچھا نہ لگتا تھا۔سارا وقت اس کا دھیان زیدان کی جانب ہی لگا رہتا تھا۔وہ اس کے زیادہ تر کام بھی خود کرنے کی کوشش

کرتی تھی۔جاب اور گھر کو مینج کرنے کی کوشش میں وہ خود بہت تھک جاتی تھی۔الہان نے اس کی آسانی کے خیال سے کئی بار اسے جاب چھوڑنے کا کہا تھا مگر حجر جانتی تھی کہ اگر ایک مرتبہ اس نے جاب چھوڑی تو دوبارہ جوائن نہ کر پائے گی۔دو سال جیسے تیسے کر کے اس نے گزار لیے تھے اور ایک ڈیڑھ سال مزید رہ گیا تھا اس کے بعد تو زیدان کی پری سکولنگ شروع ہو جانی تھی اور پھر جاب اور اسکا سکول مینج کرنا آسان ہو جائے گا یہی سوچ کر وہ خود کو تسلی دیتی تھی۔

وہ یونہی تصویریں دیکھتے ہوئے سوچوں میں گم تھی جب کمرے کے دروازے کے اس پار سے قدموں کی آواز آئی اور کچھ لمحوں بعد ہی الہان مرتضیٰ کا چہرہ واضح ہوا۔

"مانا کہ میں آپ سے ککنگ میں اچھا ہوں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر جمعے مجھ سے ہی کھانا بنوایا جائے۔" وہ جل کر بولا کیونکہ زیدان کو سلانے کا کہہ کر حجر کچھ دیر کے لیے پین میں ڈلے آدھ پکے کھانے کا دھیان رکھنے کا کہہ کر کمرے میں آئی تھی اور اس کا انتظار کرتے کرتے الہان نے کھانا خود بنا لیا پر وہ تب بھی آنہ آئی تو مجبوراً اسے خود آنا پڑا۔

"کیا ہوا جو جمعے والے دن آپ بنا لیتے ہیں کھانا۔۔۔چھٹی کے دن فارغ بیٹھنے سے تو یہی بہتر ہے کہ آپ بیوی کا ہاتھ بٹا لیں۔" وہ شان بے نیازی سے بولی ساتھ ہی سوئے

ہوئے زیدان پر نگاہ ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی۔اس کا رخ کچن کی جانب تھا۔

"سارا ہفتہ بھی غالباً میرا آپ کا ہاتھ بٹانے میں ہی گزرتا ہے۔"اس کی تقلید میں چلتے ہوئے الہان نے اسے احساس دلانا چاہا۔ حجر دل میں اس کی بات سے متفق ہوئی۔وہ واقعی اس کی بہت مدد کرتا تھا۔وہ چاہتا تھا وہ جاب نہ کرے مگر اس کے باوجود اس نے حجر کو جاب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا تاہم اس کی سیفٹی آج بھی مقدم تھی جس پر پہلے دن کی طرح وہ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتا تھا۔ حجر دل میں یہ بات تسلیم کرتی تھی کہ اگر الہان اس کا ساتھ نہ دیتا تو وہ کبھی جاب اور گھر مینج نہ کر پاتی۔

"میری مدد کر کے اب آپ مجھ پر احسان جتائیں گے؟"اس کا لہجہ شکوہ کناں تھا۔

"بالکل نہیں۔۔میں جتاں انہیں احساس دلاں ا چاہ رہا تھا۔"اس نے وضاحت دی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔اب خاموشی سے کھانا کھائیں. "وہ کچن ٹیبل پر کھانا رکھتے ہوئے بولی۔کچھ منٹوں بعد وہ خاموشی سے کھاں ا کھا رہے تھے جب اچانک سے حجر کو زیدان کی رونے کی دھیمی سی آواز آئی جو رفتہ رفتہ تیز ہوتی گئی۔ حجر میز سے اٹھ کر کمرے کی جانب جانے ہی والی تھی معا اس کی نظر کچن کی جانب آتے ایلکس پر پڑی اور پھر ایلکس سے ہوتی ہوئی اس کی نگاہ اس کے ہاتھوں میں موجود زیدان پر پڑی تو اس کا چہرہ لمحے

میں غصے سے سرخ ہوا۔ تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ ایلکس کے پاس گئی اور اس کے ہاتھ سے زیدان کو لیا۔

"الہان! آپ کو کتنی دفعہ کہا ہے میں نے اسے سمجھا دیں کہ میرے بیٹے کو ہاتھ نہ لگایا کرے۔ایسی سختی سے پکڑتا ہے کہ نشان پڑ جاتے ہیں۔" وہ خفگی سے کہتے ہوئے زیدان کی کمر سے شرٹ ہٹا کر دیکھ رہی جس پر ایلکس کی سخت گرفت کے باعث نشان پڑے تھے۔

"وہ اس لیے سختی سے پکڑتا ہے کہ کہیں زیدان گر نہ جائے۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"جو بھی ہے۔آپ اسے کسی طرح روکیں ورنہ میں نے اسے گھر سے باہر نکال دینا ہے۔" وہ پہلے دن سے ہی ایلکس کو رکھنے کے خلاف تھی مگر الہان کے بہت سے کام ایلکس کرتا تھا تبھی وہ اسے نکالنے کے حق میں نہیں تھا۔

"اچھا۔۔۔میں کوئی حل نکالتا ہوں اس مسئلے کا بھی۔" انداز واضح طور پر ٹالنے والا تھا مگر چونکہ حجر زیدان کو اپنے مقابل ٹیبل پر بٹھائے کھانا کھلانے میں مصروف تھی اس لیے محسوس نہ کر پائی۔

"مجھے کچھ دیر کے لیے اینڈی سے ملنے جانا ہے اس لیے میں چلتا ہوں۔ تم اپنا اور زیدان کا خیال رکھنا۔" وہ زیدان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے حجر سے مخاطب ہوتا ہوا

New Era Magazine

بولا۔ پچھلے چار سالوں میں الہان 'آپ' سے 'تم' پر آ گیا تھا کیونکہ اس کے لیے اپنی بیوی کو آپ جناب کہہ کر پکارا دشوار تھا تاہم حجر اسے ابھی بھی 'آپ' کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی کیونکہ اسے شوہر کو عزت دینا اچھا لگتا تھا۔

حجر کو جانے کا کہہ کر وہ دروازے کی جانب بڑھا پھر والٹ کا خیال آتے ہی واپس کمرے تک گیا۔ ذرا سا جھک کر دراز میں سے والٹ نکالنے کے بعد وہ سیدھا ہوا تھا جب نادانستگی میں اس کی نگاہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی گھڑی پر پڑی۔ بڑے ڈائل اور چوڑے سٹیپ والی سیاہ رنگ کی وہ گھڑی اسے حجر نے دی تھی یہ کہتے ہو کہ 'آپ کی پرسنالٹی پر بینڈ سوٹ نہیں کرتا اس لیے آپ یہ گھڑی پہن لیا کریں اس سے باز کا نشان چھپ جائے گا۔' حجر کی کہی گئی بات ذہن میں آتے ہی اس نے ایک نظر کلائی پر بنے نشان کو دیکھا پھو گھڑی اٹھا کر پہن لی جس سے نشان بالکل چھپ گیا تھا۔ لاؤنج سے گزرتے ہوئے اس کی نگاہ اوپن کچھ میں بیٹھی اپنی چھوٹی مگر خوبصورت فیملی پر پڑی تو مسرت کی لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ حجر کے ساتھ زندگی کا سفر آسان نہیں رہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ کوئی کچے ذہن کی لڑکی نہ تھی جسے وہ اپنے رنگ میں ڈھال لیتا۔۔۔ وہ ایک میچور لڑکی تھی۔۔۔۔ جس کی اپنی ایک پرسنالٹی تھی۔۔۔ اپنی سوچ تھی۔ وہ اسے بدل نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اس نے بدلنے کی کوشش کی تھی۔ وہ جیسی تھی اسے وہ ایسی ہی پسند

تھی۔اختلاف رائے کئی باران کے درمیان آیا تھا مگر وہ دوں وں سمجھداری سے معاملہ سنبھال لیتے تھے۔۔۔ سمجھوتہ کر لیتے تھے۔کبھی وہ اس کی سن لیتا تو کبھی حجر اس کی مان لیتی۔یونہی انہوں نے گزشتہ چال سال گزارے تھے جو کہ بے حد پر مسرت اور پرسکون تھے اور الہان مرتضیٰ پُریقین تھا کہ حجر کی ہمراہی میں باقی زندگی بھی یونہی اطمینان وسکون سے گزر جائے گی۔

ختم شد

نوٹ

صیادازرباب تنویر پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیوایرا میگزین)

New Era Magazine

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

New Era Magazine